Commentary on Acts of the Apostles.

By
Revd. T. Walker M. A.

رسولوں کے اعمال

کی

تفسیر

مؤلفہ

پادری ٹی واکر صاحب ایم۔ اے

ایس۔ پی۔ سی۔ کے

انارکلی۔ لاہور

2nd Edition 1959 1000 Copies

پہلا حصّہ، یروشلم میں اعمال ۱تا۷ باب

پہلا باب

(۱-۱:۱۱) دیباچہ، چالیس دن، صعود

۱- اَے تھیُفِلُس مَیں نے پہلا رسالہ اُن سب باتوں کے بیان میں تصنیف کیا، جو یسُوع شروع میں کرتا اور سِکھاتا رہا۔

پہلا رسالہ - یعنی دو میں سے پہلا - مقابلہ کرو اکرنتھی ۱۴: ۳۰، متّی ۲۷: ۶۴، یُوحنّا ۱: ۱۵ و ۳۰، بعضوں کا خیال ہے، کہ لُوقا کا خیال تھا کہ ایک تیسرا رسالہ لکھے، اس لئے تفضیل کُل کا لفظ استعمال کیا۔

رسالہ - قصّہ یا بیان، اِس سے مُراد ہے تاریخی قصّہ یا بیان، یہ پہلا رسالہ جسکا ذکر ہے لُوقا کی انجیل ہے (دیباچہ ۱:۱)

تھیُفِلُس - مقابلہ کرو لُوقا ۱: ۳ سے - اس نام کے یہ معنی ہیں "خُدا کا پیارا" یا "خُدا کا دوست" بعضوں کا خیال ہے کہ یہ کوئی فرضی شخص ہوگا، یا جس سے عموماً کوئی مسیحی پڑھنے والا مراد ہوگی - ہماری رائے تو یہ ہے کہ یہ کوئی خاص شخص تھا جس کے نام یہ دونوں رسالے لکھے گئے - اُس خاص شخص کا نام تھیُفِلُس تھا - انجیل میں اس کو "معزز" کا لقب دیا گیا ہے - یہ لقب اعمال کی کتاب میں فیلکس اور فیستُس کا آتا ہے (۲۳: ۲۶، ۲۴: ۳، ۲۶: ۲۵) اس سے یہ گمان غالب گزرتا ہے کہ یہ کوئی ذی رُتبہ یا شاید رُومی عُہدہ دار شخص ہوگا - یہ کوئی غیر قوم فلسطین سے باہر کا باشندہ ہوگا، اور اچھا تعلیم یافتہ شخص - چونکہ یہ دونوں رسالے ایک ہی شخص سے منسُوب ہیں، اس سے پتہ لگتا ہے کہ ان دونوں کا مصنّف بھی ایک ہی ہوگا۔

شروع میں کرنا۔ لُوقا اس لفظ کا بڑا مشتاق معلوم ہوتا ہے۔ انجیل میں اکیس دفعہ اور اعمال میں دس دفعہ اُس نے یہ لفظ استعمال کیا۔ انجیل کو وُہ شروع کی کتاب کہتا ہے کیونکہ اس میں خُداوند کے ذریعہ انجیل کی پہلی اشاعت کا ذکر ہے۔ اس میں خُداوند کے اقوال و افعال کا پُورا ذکر نہیں۔ صرف اُن واقعات کا ذکر ہے جو اُس کی سلطنت کی بُنیاد سے تعلّق رکھتے ہیں۔ اِسی طرح اعمال کی کتاب میں اُن واقعات کا ذکر ہے جو رُوح القُدس کی ہدایت سے اُس کے شاگردوں نے کرنا اور سکھانا شروع کیا۔ "پہلے مسیح نے کرنا اور سکھانا شروع کیا۔" پھر دُوسرا فارقلیط آن کر یہی کام کرنے لگا۔ جو کام ہمارے خُداوند نے زمین پر کیا اُس کا مختصر بیان انجیل میں مذکور ہے لیکن جو کام اُس نے آسمان سے کرنا شروع کیا اُس کا مختصر بیان اعمال کی کتاب میں ہے۔ اِسی طرح سے یہ دونوں کتابیں ایک دُوسرے کی تکمیل ہیں۔

کرنا اور سکھاتا رہا۔ اس ترتیب کا لحاظ رکھیں۔ اوّل زندگی۔ مابعد موعظت۔ اقوال سے پیشتر اعمال ہیں۔ فریسیوں کی نسبت یہ کہا گیا تھا۔ "وُہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں ہیں" (متّی ۲۳: ۳) ہندو پاکستان میں بہت سے ایسے گُرو اور پیشوا گُزرے ہیں جن کی زندگی اِسی طرح سے ناکامیاب ہُوئی۔ صرف مسیح ہی ایک ایسا معلّم گُزرا ہے، جس نے اپنی تعلیم کو اپنے عمل کے ذریعہ ثابت کر دکھایا۔ یہ پہلے عمل کرتا ہے، بعدہٗ کہتا ہے۔ اُس کے اعمال اور افعال اُس کے اقوال کی نسبت زیادہ زور سے کلام کرتے تھے۔ ہم یہ یاد رکھیں، کہ چلن اور عمل تعلیم اور نصیحت سے پہلے ہونے چاہئیں۔ (لُوقا ۲۴: ۱۹ سے مقابلہ کرو)

۲۔ اُس دن تک جس میں وُہ اُن رسُولوں کو جنہیں اُس نے چُنا تھا رُوح القُدس کے وسیلہ سے حکم دے کر اُوپر اُٹھایا گیا۔

اُس دن تک جس میں وُہ ... اُوپر اُٹھایا گیا۔ جہاں انجیل کا بیان ختم ہُوا وہاں سے اعمال کی کتاب نے شروع کیا۔ (لُوقا ۲۴: ۵۰-۵۳) مُقدّس متّی اور یُوحنّا نے صعُود کا ذکر نہیں کیا۔ مرقس کی انجیل نے (جیسا کہ آخری آیات مستند ہیں) اُس کا صرف سرسری ذکر کیا۔ زمین پر ہمارے خُداوند کے خاتمہ کا اِن الفاظ میں ذکر آیا۔ "اُس دن تک جس میں وُہ ... اُوپر اُٹھایا گیا۔" جس طرح سے رُوح القُدس سے

قوت پاکر اُس کے لوگوں نے یہ کام جاری رکھا، اُس کا ذکر رسُولوں کے اعمال میں ہے۔

رُوح القُدس کے وسیلہ سے حکم دے کر۔ بعضوں کا خیال ہے، کہ اس میں اُس حکم کی طرف اشارہ ہے جو اُس نے ساری دُنیا میں انجیل سُنانے کا دیا تھا (مرقس ۱۶: ۱۵، لُوقا ۲۴: ۴۷) جس میں بپتسمہ دینے اور تعلیم دینے کا بھی حکم شامل تھا۔(متی ۲۸: ۱۹ و ۲۰) بعضوں کی رائے ہے کہ اس میں رُوح القُدس کے نازل ہونے کی انتظاری کرنے کے حکم کی طرف اشارہ ہے۔(لُوقا ۲۴: ۴۹، اعمال ۱: ۴) یہ بیان عام ہے۔ اِس میں وُہ دونوں حکم بھی داخل ہوں گے اور دیگر احکام بھی۔

رُوح القُدس کے وسیلہ۔ ہمارے خُداوند کے سارے کام دُنیا پر رُوح القُدس کے وسیلے سے ہوئے۔ اُس نے معجزے رُوح القُدس کے وسیلے کئے (متی ۱۲: ۲۸)۔ اُس کے پُر فضل کلمات (لُوقا ۴: ۱۸) اُس کی نجات کا کام (عبرانی ۹: ۱۴) اُسی رُوح کے وسیلے وُہ تعلیم دیتا اور رسُولوں کو تاکید کرتا ہے۔ اگر مسیح کو بحیثیت انسان یہ ضرور تھا، کہ اُس کے اقوال و افعال کا دار و مدار رُوح القُدس پر ہو تو کس قدر زیادہ ہمیں اُس کیلئے مسح اور قوت کی ضرورت ہوگی۔

اُن رسُولوں کو جنہیں اُس نے چُنا تھا۔ یہ لقب رسُول (بھیجا گیا) اُن کے عُہدہ کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ جس خدمت کے لئے وُہ بھیجے جاتے ہیں، اُس کے لحاظ سے وُہ رسُول کہلاتے ہیں وُہ ساری دُنیا میں پیغام دے کر بھیجے گئے۔ اس لفظ کا معنی وُہی مُراد ہے جو مشنری سے ہے۔ مسیح نے اِن شخصوں کو اپنا مشنری ہونے کے لئے چُنا تھا۔ لفظ چُنا سے مُراد ہے، کہ اُس نے اپنے لئے اُن کو چُنا۔ مسیحی کارندوں کے انتخاب کے لئے بھی یہی لفظ مستعمل ہے (لُوقا ۶: ۱۳، یُوحنا ۶: ۷۰، ۱۳: ۱۸، ۱۵: ۱۶ و ۱۹، اعمال ۱: ۲۴، ۶: ۵، ۱۵: ۷ و ۲۲ و ۲۵، ۱ کرنتھی ۱: ۲۷ و ۲۸)۔ ہم ذرا اس کا بھی لحاظ کریں کہ ہمارے خُداوند نے کیسی دُعا اور احتیاط کے ساتھ اپنے خادموں کو چُنا۔ اِس

چُننے سے پیشتر وُہ ساری رات دُعا میں مشغول رہا۔ (لُوقا ۶: ۱۲ و ۱۳) خُداکرے کہ پاکستان میں جو کارندے بھیجے جائیں وُہ رُوحانی اور تقدیس شُدہ ہوں۔ ہندو پاکستان کی کلیسیا اِس قانُون کو خُوب یاد رکھّے جو انجیل اور اعمال میں کارندوں کے انتخاب کے متعلق پایا جاتا ہے۔

۳۔ اُس نے دُکھ سہنے کے بعد بہت سے ثبُوتوں سے اپنے آپ کو اُن پر زندہ ظاہر بھی کیا۔ چنانچہ وُہ چالیس دِن تک اُنہیں نظر آتا اور خُدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔

زندہ ظاہر بھی کیا۔ یا زندہ پیش کیا۔ تقریباً یہی الفاظ اُس موقعہ پر مستعمل ہُوئے جب پطرس نے تبِیتا کو زندہ کرکے اُس کے سانتیوں کے سامنے حاضر کیا (۹: ۴۱) اِس ساری کتاب میں مُردوں میں سے جی اُٹھنے پر بہت زور دیا گیا ہے پہلے مسیحیوں کو اِس واقعہ سے بڑی بھاری مدد اور تحریک ملی۔ اور یہ قیامت ہی مسیحی کلیسیا کی ہستی کا باعث تھی۔

دُکھ سہنے کے بعد۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "اِس کے بعد کہ وُہ دُکھ سہ چُکا"۔

بہت سے ثبُوتوں سے۔ یہ لفظ ثبُوت کچھ غیر معمُولی لفظ ہے اور اِس مقام کے سوا اور کسی جگہ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ نہیں آیا۔ اِس سے یقینی نشان مراد ہے۔ یعنی ایسا ثبوت جو حواس پر ظاہر ہو۔ مسیح نے اپنی قیامت کا ایسا ہی ثبُوت دیا۔ نگاہ۔ لہجہ حرکات اور فعل کے ذریعہ اور شک کے لئے کوئی گنجائش نہ رکھی۔ اُس نے اُن کے ساتھ کلام کیا۔ اُن کے ساتھ کھایا۔ اُن کے ساتھ چلا۔ اپنے ہاتھ اور پسلی کے نشان اُن کو دکھائے۔ قوّتِ باصرہ۔ قوّتِ لامسہ اور قوّتِ سامعہ کے ذریعہ اُن کو یقینی شہادت مل گئی۔ اور اِس جی اُٹھنے کے بارہ میں کسی معقُول شک کی گنجائش نہ رہی۔ اور یہ ضرور بھی تھا، کیونکہ اگر مسیح مُردوں میں سے جی نہ اُٹھتا، تو ہمارا ایمان اور اُمیّد بے فائدہ ہوتے (۱ کرنتھیوں ۱۵: ۱۷)

اُنہیں نظر آتا۔ یہ فعل صرف اِسی جگہ نئے عہدنامہ میں آیا ہے۔ اور اِس کے معنی ہیں "آنکھوں سے دیکھا جاتا"۔ اِس ماخذ سے جو اسم آتے ہیں، وُہ لُوقا ۱: ۲۲، ۲۴: ۲۳، اعمال ۲۶: ۱۹، ۲ کرنتھی ۱۲: ۱ میں پائے جاتے ہیں اور ہمیشہ آسمانی ظہوروں کے بارہ میں ہیں۔ شاگردوں نے اپنے جی اُٹھے نجات دہندہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وُہ اِس واقعہ کے عینی گواہ تھے، کہ وُہ پھر جی اُٹھا ہے۔ اور اُنہوں نے

سرسری طور پر اُسے نہ دیکھا تھا، کہ شک و شبہ کی گنجائش رہتی۔ یا آنکھوں کے دھوکے سے اُس کو منسوب کر سکتے۔ بلکہ چالیس دن کے عرصہ میں بار بار اُنھوں نے اُسے دیکھا۔ یُونانی لفظ کا یہی زور ہے۔

چالیس دن تک - یہی ایک جگہ ہے، جہاں مسیح کے جی اُٹھنے اور صعود کے درمیانی عرصہ کا صاف صاف ذکر ہُوا ہے۔ بعضوں نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ لُوقا کی انجیل اور اِس بیان میں کچھ اختلاف ہے لیکن ذرا غور سے مقابلہ کرنے کے ذریعہ یہ ظاہر ہو جائے گا کہ کوئی حقیقی اختلاف نہیں جس دن مسیح جی اُٹھا تھا اُسی روز سَنام کو اِماؤس کی طرف جاتے ہُوئے واقعات گذرے (لُوقا ۲۴: ۱۳-۳۵) اور اُن کے بعد جو بیان ہے وہ آٹھ روزہ بعد کا بیان ہے (آیات ۳۶-۴۴، یُوحنّا ۲۰: ۲۶-۲۸) اور اس کے بعد جن واقعات کا ذکر ہے وہ "مابعد موقعوں پر وقوع میں آئے"! (۴۴-۴۹، ۵۰-۵۳) اِن سب کے لئے کچھ میعاد درکار ہے۔ اور اس میں وہ عرصہ بھی داخل ہے جب وہ گلیل میں رہا، اور پھر وہاں سے یروشلم کو واپس گیا۔ (متی ۲۸: ۱۰-۲۰، یُوحنّا باب ۲۱ اکرنتھی ۱۵: ۶ و ۷) اِن سارے کاموں کے لئے چالیس دن کا عرصہ کافی سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ عہدِ عتیق میں ہلانے کی قربانی کے لئے پُولوں کے لانے اور عید پینتکُست کے دن تک پچاس دن کا عرصہ ہوتا تھا۔ یہ قُربانی مسیح کے جی اُٹھنے کا نشان تھی۔ (احبار ۲۳: ۱۵-۲۱)۔ اگر ہم اِس چالیس دن کے عرصہ کے ساتھ اگر وہ دس دن بھی شامل کریں جس میں اُس کے شاگرد رُوح القُدس کے نازل ہونے کی انتظاری کرتے رہے تو مسیح کے جی اُٹھنے اور عید پینتکُست کے درمیان ٹھیک پچاس دن کا عرصہ ہوگا۔

خُدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا - اس چالیس دن کی تعلیم کے بارہ میں بہت خیالی پلاؤ پکائے گئے اور توسن خیال کو بہت جولانی دی گئی ہے۔ مثلاً بعضوں کی یہ رائے ہے، کہ اِس عرصہ میں خُداوند نے کلیسیائی اِنتظام اور عبادت کے متعلق ہدایات دیں۔ لیکن ایسے قیاسات بے بُنیاد ہیں۔ ہمیں پُورا یقین ہے کہ مسیح نے اِس موقعہ پر کلیسیائی اِنتظام کے متعلق کوئی ایسی تعلیم نہ دی ہوگی، جس کا ثبوت کتابِ مقدّس کے دوسرے مقامات سے نہ مِل سکے۔ البتّہ ہم اُس کے بعض کاموں

کی حقیقت معلوم کر سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اُس نے اپنے شاگردوں پر کتابِ مقدس کا مطلب منکشف کیا (لوقا ۲۴: ۴۵-۴۷) اور اُنہیں تاکید کی کہ "ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی کریں۔" مشنری اختیار اُن کو دیا (یوحنا ۲۰: ۲۱-۲۳) اُس نے اُن کو اپنے اختیار اور رُوحانی حضوری کا یقین دلایا اور اُنہیں تاکید کی کہ لوگوں کو بپتسمہ دیں اور ایمان کی تعلیم دیں (متی ۲۸: ۱۸-۲۰) اور اُنہیں یہ حکم بھی دیا کہ رُوح القدس سے مسح ہونے کی اِنتظاری کریں۔ (لوقا ۲۴: ۴۹، اعمال ۱: ۴-۸) اور اُس نے یہ وعدہ بھی کیا (بشرطیکہ یہ آیات اصلی ہوں) کہ تمہارے پیغام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے نشان اور معجزے بھی ہوں گے۔ (مرقس ۱۶: ۱۷ و ۱۸)

ہم میں سے بعض لوگ مسیح کی ناتحریر شدہ تعلیم پر بڑا زور دیتے ہیں۔ ہم ایسی تعلیم سے ذرا بچیں اور خبردار رہیں۔ صرف تحریری تعلیم کو ہی ہم منکشف اور معتبر تعلیم قرار دیتے ہیں اور کسی دُوسری تعلیم کو نہیں۔

۴- اور اُن سے مِل کر اُن کو حکم دیا۔ کہ یروشلیم سے باہر نہ جاؤ۔ بلکہ باپ کے اُس وعدے کے پُورا ہونے کے منتظر رہو جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو۔

اور اُن سے مِل کر۔ یہ لفظ صرف اِسی مقام میں آیا ہے جس ماخذ سے یہ نکلا ہے اُس کے معنی ہیں کسی جماعت میں شریک۔ اِس سے شاگردوں کا باہمی اور خُداوند سے قریبی تعلّق کا اظہار ہوتا ہے۔ حاشیہ میں یہ ترجمہ بھی دیا گیا ہے "اُن کے ساتھ کھانا کھا کر"، جو لوگ یہ ترجمہ کرتے ہیں وُہ اِس لفظ کا ایسا ماخذ لیتے ہیں جس کے معنی نمک ہیں جس سے اکٹھّا نمک کھانے کی طرف اشارہ ہے اور اِسی سے یہ ترجمہ لیا گیا جو حاشیہ میں درج ہے، کہ "اُن کے ساتھ کھانا کھا کر" مقابلہ کرو ۱۰: ۴۱ اور لوقا ۲۴: ۴۱ و ۴۲، یوحنا ۲۱: ۱۰-۱۴، اکٹھّا کھانے پر اس لئے زور دیا گیا، کیونکہ مسیح کے جی اُٹھنے کا یہ ایک بڑا ثبوت ہے۔

حکم دیا۔ یہ لفظ تین دفعہ اعمال کی کتاب میں آیا ہے۔ اس کے ذریعہ اُس نے اپنے لوگوں کو بڑا حکم دیا۔

(الف) اُس نے ہمیں گناہوں سے توبہ کرنے کا حکم دیا (۱۷: ۳۰) اِس لئے

ماقبل اناجیل کے پہلے پیغام کے ساتھ سلسلہ ملا دیا۔

(ب) اُس نے ہمیں یہ حکم دیا کہ رُوح کے لئے انتظار کریں (۱:۴)

(ج) اُس نے یہ حکم دیا کہ انجیل کی منادی کریں (۱۰:۴۲)

یروشلم سے باہر نہ جاؤ۔ لُوقا ۲۴:۴۹ میں جو حکم تھا وہ دہرایا گیا۔ اسی طرح سے اُن دونوں کتابوں کا تعلّق اور بھی زیادہ ظاہر ہوتا ہے۔ یروشلم نے خُداوند کی موت کا نظارہ دیکھا۔ اب وہ پنتکُست کے دِن اُس کی قُدرت اور فتح کا نظارہ بھی دیکھے گا۔ اور یہ مناسب بھی تھا کہ "مقدّس شہر" سے انجیل کی صداقت کا کلام سارے ملکوں میں پہنچے (یسعیاہ ۲:۳، میکاہ ۴:۱ و ۲) علاوہ ازیں رُوح القدس کا بپتسمہ پائے بغیر وہ مسیحی خدمت کے لئے تیّار بھی نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے اُن کو حکم ملا کہ اُسی شہر میں ٹھہرے رہیں، جب تک عالمِ بالا سے قوّت حاصل نہ کریں۔

باپ کے اُس وعدہ کے۔ یہ الفاظ بھی لُوقا ۲۴:۴۹ میں پہلے آ چکے ہیں، اور خاص انہی دو مقامات میں پائے جاتے ہیں۔ پُرانے عہدنامہ میں رُوح القدس کے انعام کا وعدہ بہت دفعہ پایا جاتا ہے (یسعیاہ ۳۲:۱۵، ۴۴:۳، یوایل ۲:۲۸ و ۳۲) اس کی تشریح اور تکمیل نئے عہدنامہ میں ہوئی (یوحنّا ۷:۳۸ و ۳۹، ۱۴:۱۶، ۱۵:۲۶) یہ مقدّس انعام (۱) "باپ کا وعدہ" ہو گیا جس سے یہ مُراد ہوگی، کہ ایماندار بچّوں کے لئے اُس کے باپ کا یہ اعلےٰ انعام تھا (لُوقا ۱۱:۱۳) تاکہ ہم اُس پر ایمان لائیں۔ اِس لئے خُدا کا ہر تابعدار فرزند باپ کے اِس خاص انعام کا حقدار ہے، اور اس کے مانگنے میں وہ ہرگز خوف نہ کھائے۔

جس کا ذکر تم مجھ سے سُن چکے ہو۔ یہاں طرزِ تحریر میں کچھ تبدیلی ہے اور یہی حال اعمال ۱۷:۳، ۲۳:۲۲ کا ہے۔ اِن الفاظ میں اِن مقامات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ لُوقا ۱۱:۱۳، ۲۴:۴۹؛ یوحنّا ۷:۳۸ و ۳۹، ۱۴:۱۶-۲۶، ۱۵:۲۶؛ ۱۶:۷-۱۵۔ ہمارا خُداوند بتدریج اپنے شاگردوں کو اس اعلےٰ انعام کیلئے تیار کرتا رہا۔

۵۔ کیونکہ یُوحنّا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا، مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد رُوح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔

تم تھوڑے دنوں کے بعد ہمارے خُداوند نے دنوں کی ٹھیک تعداد

ارادتاً نہیں بتائی تاکہ اُن کا ایمان اور سرگرمی اور توقع زیادہ بڑھے۔ مابعد واقعات سے ظاہر ہو گیا۔ کہ اِن دونوں کا ٹھیک شمار دس تھا۔

رُوح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔ یہ قابلِ غور ہے، کہ رُوح القدس کے بپتسمہ کا وعدہ صاف طور پر چاروں اناجیل میں پایا جاتا ہے (متی ۳: ۱۱، مرقس ۱: ۸، لوقا ۳: ۱۶، یوحنا ۱: ۳۳)۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ بپتسمہ کیسا ضروری سمجھا گیا۔ آسمان سے یہ منکشف ہوا تھا، کہ ہمارے خداوند کا ایک خاص کام یہ ہو گا۔ "وہی رُوح القدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔" (یوحنا ۱: ۳۳)۔ اِس سے بخوبی روشن ہے کہ نیا عہد نامہ اِس رُوحانی قوت سے ملبس ہونے کو کیسا ضروری سمجھتا ہے۔"

۶۔ پس اُنہوں نے جمع ہو کر اُس سے یہ پوچھا کہ اے خداوند کیا تو اِسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کرے گا۔

"پس"۔ ہمارا خداوند تو اُن کے خیالات کو رُوح القدس کے وعدہ پر لگانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اُس کے اِن الفاظ کو "تھوڑے دِنوں کے بعد" اپنے ہی پختہ کئے ہوئے خیالات کو پیش کرتے ہیں۔ یہ کچھ انسانی فطرت کا تقاضا ہے، کہ انجیل کے رُوحانی اِلہاموں کو نظر انداز کر کے علمی بحث اور اپنے خیالوں پر زور دیتے ہیں۔ (متی ۱۲: ۲۲-۲۴، یوحنا ۴: ۱۳-۲۰) پس ہم الیسی لفظی اور خیالی تکراروں سے کنارہ کر کے خدا کے وعدہ کا انتظار کریں۔

اُنہوں نے جمع ہو کر۔ آیت ۴ میں جو موقعہ ہے یہاں اِس سے مختلف موقعہ ہو گا، اور غالباً جس موقعہ کا ذکر لوقا ۲۴: ۵۰ میں ہے، جب خداوند اُن کو شہر سے باہر لے گیا اور بیت عنیاہ کے بالمقابل گئے جہاں سے وہ آسمان پر چلا گیا۔ اُن کے اِس سوال سے ظاہر ہے کہ یہ نظارہ اُن واقعات کے بعد ہوا ہو گا، جن کا ذکر آیات ۴ و ۵ میں آیا ہے۔

کیا تو اِسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کرے گا۔ اب تک اُن کو دُنیاوی سلطنت کا خیال تھا جو ہمارے خداوند نے "آسمان کی بادشاہت" کا ذکر کیا تھا۔ اب وہ اُس بادشاہت کو دُنیاوی اور جسمانی معنی میں لیتے ہیں۔ اور اِسی طرح اُنہوں نے اِن لفظوں کا تھوڑے دِنوں کے بعد غلط مطلب سمجھا (آیت ۵) اُن کو یہ خیال پیدا

ہوگیا، کہ وہ دُنیاوی سلطنت بہت جلد قائم ہوجائے گی۔ اُن کے خیالات کو رُوحانی بنانے اور بدلنے کے لئے پینتکُست کی ضرورت تھی۔ اُن کو تو رُوح القُدس کے وعدہ کی نسبت بھی یہی خیال ہوگا، کہ کوئی بڑا معجزہ اس یہوُدی سلطنت کے قائم کرنے کے لئے وقوع میں آئے گا۔

۷۔ اُس نے اُس سے کہا، اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں۔

اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا۔ لفظ "وقتوں" ایک مُدّت کے لئے آتا ہے اور لفظ "میعادوں" ایک تھوڑے اور مقرّرہ زمانے کے لئے۔ یہ جملہ مقدس پولُس اور لُوقا کی تصنیفات میں اکثر آتا ہے (۱ تھسلنیکی ۵: ۱، بمقابلہ طیطس ۱: ۲ و ۳) عہد کے متعلّق اوقات اور خاص زمانے خُدا ہی مقرّر کرتا اور اپنے ہی اختیار میں رکھتا ہے۔

تُمہارا کام نہیں۔ ہمارا خُداوند اُن کے خیالی پلاؤ یا تعجّب انگیز سوالوں کا جواب دینا نہیں چاہتا، بلکہ عملی اور رُوحانی باتوں کی طرف اُن کے خیالات لگانا چاہتا ہے۔

۸۔ **لیکن** جب رُوح القُدس تُم پر نازل ہوگا۔ تو تُم قوّت پاؤ گے۔ اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں۔ بلکہ زمین کی اِنتہا تک میرے گواہ ہوگے۔

جب رُوح القُدس تُم پر نازل ہوگا۔ مقابلہ کرو ۱۹: ۶ سے، یہ محاورہ بھی آتا ہے "رُوح القُدس ڈالُوں گا" (۲: ۱۷ و ۱۸: ۳۳)۔ "رُوح القُدس پائیں" (۸: ۱۶، ۱۰: ۴۴، ۱۱: ۱۵)۔ اِن سارے محاوروں سے یہ ظاہر ہے کہ یہ اُوپر سے اُس کے بندوں پر نازل ہوتا ہے۔

تُم قوّت پاؤ گے۔ ہمارے خُداوند نے اپنے شاگردوں کی توجّہ پھر پینتکُستی انعام کی طرف پھیری اور اُن کو جتا دیا کہ تُم کو رُوح القُدس کی ضرورت ہے۔ اُن کے آئندہ کام کے لئے عالمِ بالا سے قوّت درکار تھی۔ پھر مقابلہ کرو۔ لُوقا ۲۴: ۴۹ سے۔

میرے گواہ ہوگے۔ نہ بادشاہ نہ سردار۔ کسی دُنیاوی بادشاہت میں رسُولوں کے اعمال کی یہ لفظ "گواہ" ایک کلید ہے۔ یہ لفظ پھر اِن مقامات میں آیا ہے۔ (۱: ۲۲، ۲: ۳۳، ۳: ۱۵، ۵: ۳۲، ۶: ۱۳، ۷: ۵۸، ۱۰: ۳۹ و ۴۱، ۱۳: ۳۱، ۲۲: ۱۵ و ۲۰، ۲۶: ۱۶) اسم کی صورت میں بھی یہ لفظ اِن مقامات میں آیا ہے۔ ۴: ۳۳

۷ : ۴۴، ۲۲: ۲۲، ۱۸، اور اسی قسم کا فعل ۶ : ۳، ۱۰ : ۲۲، ۱۰ : ۳ ۴۳، ۱۳ : ۲۲، ۱۴ : ۳ ، ۱۵ : ۸، ۱۶ : ۲، ۲۲ : ۵، ۲۲ : ۱۲، ۲۳ : ۱۱، ۲۶ : ۵ و ۲۲ میں مُستعمل ہے۔ اور اسی قسم کا شل ۲ : ۴۰، ۸ : ۲۵، ۱۰ : ۴۲، ۱۸ : ۵، ۲۰ : ۲۱ و ۲۳ و ۲۴، ۲۳ : ۱۱، ۲۸ : ۲۳۔

اِن مُبشّروں کا یہی کام تھا، کہ جو کچھ اُنہوں نے خود دیکھا اور سُنا تھا اُس کے گواہ ہوں۔ ساری حقیقی تعلیم اور منادی کا تکیہ شخصی تجربہ پر ہونا چاہیئے خاص کر اُنہیں مسیح کے جی اُٹھنے کے گواہ ہونا تھا۔ (۱ : ۲۲، ۳ : ۱۵، ۴ : ۳۳، ۱۰ : ۴۱ و ۴۲)

یروشلم ...... زمین کے انتہا تک۔ دیباچہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ اِس ترتیب کے مُطابق انجیل کی اشاعت ہُوئی۔ اور یہ گویا ساری کتاب کا خلاصہ ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ ہمارے خُداوند کے آخری خیالات اور الفاظ نوع اِنسان کے لئے تھے۔

۹۔ یہ کہہ کر وُہ اُن کے دیکھتے دیکھتے اُوپر اُٹھا لیا گیا۔ اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چُھپا لیا۔

اُن کے دیکھتے دیکھتے۔ خاص توجہ اِس امر کی طرف دلائی گئی ہے، کہ وُہ اُس کی قیامت اور اُس کے صعُود کے گواہ ہوں۔ جب وُہ آسمان پر گیا تو اُن کی آنکھیں اُس پر لگی تھیں، تاکہ کوئی غلطی اِس فوق العادت واقعہ کی طرح نہ ہو۔

اُوپر اُٹھا لیا گیا۔ لُوقا کی انجیل سے ظاہر ہے، کہ آسمان پر جاتے وقت وُہ اپنے شاگردوں کو برکت دیتا ہُوا اُٹھایا گیا۔ (لُوقا ۲۴ : ۵۰ و ۵۱) مقابلہ کرو، مرقس ۱۶ : ۱۹ سے)۔

بدلی نے۔ کرِوسسٹم نے اِس بادل کو شاہی رتھ کہا ہے۔ کتابِ مقدّس میں بادل اکثر الٰہی حضُوری سے متعلق ہیں۔ وُہ پھر بھی آسمان کے بادلوں پر آئے گا (متی ۲۴ : ۳۰، ۲۶ : ۶۴، مکاشفہ ۱ : ۷)

۱۰۔ اور اُس کے جانے کے وقت جب وُہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس آ کھڑے ہُوئے۔

جب وُہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے۔ یہ خاص محاورہ لُوقا

کا ہے۔ سوائے دو مقامات کے جہاں مقدس پولس نے یہ محاورہ استعمال کیا۔ (۲ کرنتھی ۳: ۷ و ۱۳) مُصنف نے یہ لفظ اِن مقاموں میں بھی استعمال کیا ہے۔ (لوقا ۴: ۲۰، ۲۲: ۵۶، اعمال ۳: ۴ و ۱۲، ۶: ۱۵، ۷: ۵۵، ۱۰: ۴، ۱۱: ۶، ۱۳: ۹، ۱۴: ۹، ۲۳: ۱) اس سے مُراد ہے کسی چیز پر ٹکٹکی لگانا۔ جن مقامات میں یہ لفظ مُستعمل ہوا ہے، اُن کو پڑھنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس آکھڑے ہوئے۔ جی اُٹھنے کے وقت بھی دو فرشتے نظر آئے۔ (لوقا ۲۴: ۴، یوحنا ۲۰: ۱۱) اعمال کی کتاب میں بہت دفعہ فرشتوں کا ذکر آیا ہے۔ (۱: ۹ او ۲۰، ۸: ۲۶، ۱۰: ۳- ۷ و ۳۰- ۳۲، ۱۱: ۱۳- ۱۴، ۱۲: ۷- ۱۰ و ۲۳، ۲۷: ۲۳) یہ آسمانی وجود ہیں جو خُدا کی مرضی پُوری کرتے ہیں (زبور ۱۰۳: ۲۰ و ۲۱)، اور نجات کے وارثوں کے خدمتگذار ہیں (عبرانی ۲: ۱۴)۔

۱۱۔ اور کہنے لگے، اے گلیلی مردو! تُم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسُوع جو تُمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے، اِسی طرح پھر آئے گا، جس طرح تُم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔

اَے گلیلی مردو۔ مقابلہ کرو ۲: ۷ سے۔ اِس قومیّت کے ذِکر سے یہ ظاہر کرنا مُراد ہوگی کہ دُنیاوی لحاظ سے یہ لوگ کچھ ادنےٰ ذات اور ناقابل اشخاص تھے۔ (یوحنا ۱: ۴۶)۔ تاکہ خُدا کے فضل اور قُدرت کا زیادہ خیال کیا جائے (۱ کرنتھی ۱: ۲۶ سے ۲۹)۔

اُسی طرح پھر آئے گا۔ جس باب میں مسیح کے دُکھ اُٹھانے۔ موت اور جی اُٹھنے کا ذکر ہے اُس میں اُس کی دُوسری آمد کا بھی ذکر ہے۔ الغرض انجیل کی بڑی بڑی تعلیموں کا مجموعہ چند آیات ہی میں ہوگیا ہے۔ خُداوند کی دُوسری آمد پر شاگردوں کا ایمان اُن کی خدمت کے لئے بڑا محرّک تھا۔ آمد کی اسی اُمید سے وہ جیتے اور کام کرتے تھے خطوط اور مکاشفہ بھی اِسی خیال سے منوّر ہورہے ہیں۔

۱۲ سے ۲۶ پنتیکست کا عرفہ، پطرس کی تقریر اور متیّاہ کا چُنا جانا

۱۲۔ تب وہ اُس پہاڑ سے جو زیتون کا کہلاتا ہے، اور یروشلیم کے نزدیک سبت کی منزل کے فاصلے پر ہے، یروشلیم کو پھرے۔

اُس پہاڑ سے جو زیتون کا کہلاتا ہے ۔ اس طریقۂ بیان سے یہ پتہ لگتا ہے، کہ جس تھیُفلس کے واسطے لُوقا نے یہ کتاب لکھی وہ اِن جگھوں سے ناآشنا تھا۔ اِس لئے اِس جغرافیہ کی کچھ تشریح اُس کے ملئے درکار تھی۔ نئے عہدنامہ میں یہ پہاڑ عموماً "زیتون کا پہاڑ کہلاتا ہے۔ (متی ۲۱ : ۱، ۲۴ : ۳، ۲۶ : ۳۰، مرقس ۱۱ : ۱، ۱۳ : ۳، ۱۴ : ۲۶، لُوقا ۱۹ : ۳۷، ۲۲ : ۳۹، یُوحنّا ۸ : ۱)

لیکن لُوقا نے غیر قوم ناظرین۔ کے فائدہ کے لئے دو دفعہ یہ محاورہ استعمال کیا۔ "جو زیتون کا کہلاتا ہے" (۱۹ : ۲۹، ۲۱ : ۳۷) اور یہاں اس نام کو ذرا اُس نے بدلا ہے یہ پہاڑوں کا وہ سلسلہ ہے جو شرق کی طرف یروشلیم کے بالمقابل ہے۔ شہر کے اور اس سلسلۂ کوہ کے درمیان یہوسفط کی وادی یا کدرون کا نالہ حائل ہے۔ اِس سلسلہ کا طول شمال سے جنوب تک تقریباً دو میل ہے اور سطح سمندر سے بلندی تقریباً ۲۶۰۰ فٹ۔ کدرون کے نالہ سے یہ ۴۰۰ فٹ بلند ہے۔ اور یروشلیم کی اُونچی سے اُونچی جگہ سے ۲۰۰ فٹ بلند۔ جب رُومیوں نے یروشلیم کا محاصرہ کیا، تو اُنھوں نے سارے زیتون کے درخت کاٹ ڈالے تھے۔

سبت کی منزل کے فاصلے پر۔ دیکھو متی ۲۴ : ۲۰، روایت کے مطابق یہ فاصلہ چھ فرلانگ کے قریب تھا۔ ربیوں نے خروج ۱۶ : ۲۹، ۲۱ : ۱۳، گنتی ۳۵ : ۵ و ۲۶ و ۲۷ کی عجیب خیالی تفسیر کے ذریعہ یہ نتیجہ نکالا تھا۔ یہودی مؤرخ یوسیفس کا بیان ہے، کہ کوہ زیتون یروشلیم سے پانچ یا چھ فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ اِس لئے اِس آیت کا بیان درست ہے۔

یروشلیم کو پھرے۔ دیکھو لُوقا ۲۴ : ۵۲۔ وہاں ذکر ہے، کہ وہ بڑی خوشی کے ساتھ پھرے۔ غالباً دُوسری آمد کے وعدے اور اُمید سے وہ خوش ہو گئے تھے۔ یہ لفظ "پھرے" لُوقا نے انجیل میں اکیس[21] دفعہ اور اعمال میں گیارہ دفعہ استعمال کیا ہے اور باقی سارے نئے عہدنامہ میں صرف تین دفعہ آیا ہے۔

۱۳۔ اور جب اُس میں داخل ہوئے، تو اُس بالاخانے پر چڑھے جس میں وہ یعنی

پطرس اور یُوحنّا اور یعقوب۔ اور اندریاس اور فلپس اور تُوما اور برتُلمائی اور متّی اور حلفئی کا بیٹا یعقوب اور شمعُون زیلوتیس اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ رہتے تھے۔

بالاخانے۔ چُونکہ اِس لفظ کے ساتھ حرفِ تعریف آیا ہے۔ اِس سے بعضوں کا گمان ہے کہ یہ وُہی بالاخانہ تھا جس میں ہمارے خُداوند نے اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کھایا اور عشائے ربّانی مقرّر کی۔ (مرقس ۱۴ : ۱۵ ، لُوقا ۲۲ : ۱۲) لیکن یہ یقینی بات نہیں، کیوں کہ یہاں یُونانی میں اُس سے مُختلف لفظ اِستعمال ہُوا ہے لیکن اتنا تو یقین ہے کہ یہ کسی خاص شخص کا گھر تھا۔ اور یہ لوگ عارضی طور پر اُس میں جمع تھے۔ آدمیوں کی تعداد کے لحاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وسیع کمرہ ہوگا۔

یعنی پطرس اور یُوحنّا۔ یہاں گیارہ شاگردوں کی فہرست ہے۔ اس کے ساتھ اُن فہرستوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے جو اناجیل میں آتی ہیں۔ (متی ۱۰ : ۲-۴ ، مرقس ۳ : ۱۶-۱۹ ، لُوقا ۶ : ۱۴-۱۶) ، ان فہرستوں کا مقابلہ کرنے میں یہ یاد رکھیں کہ لفظ زیلوتیس عبرانی لفظ قنانی کا ترجمہ ہے۔ یہ چاروں فہرستیں مُطابق ہیں اگر تدی یا لبی وہی شخص ہو جو یہوداہ ابن یعقُوب کہلاتا ہے۔ اگر کوئی فرق ہوگا تو ناموں کی ترتیب میں فرق ہے۔ یہوداہ اسکریوتی کا نام چھوڑ دیا گیا ہے۔

۱۴۔ یہ سب کے سب چند عورتوں اور یسُوع کی ماں مریم اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ ایک دِل ہو کر دُعا میں مشغُول رہے۔

چند عورتوں۔ ان میں بعض وُہ عورتیں بھی شامل ہوں گی جو وفاداری سے خُداوند کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ (متی ۲۷ : ۵۶ و ۶۱ ، مرقس ۱۵ : ۴۰ ، لُوقا ۸ : ۲ و ۳ ، ۲۴ : ۱۰) اس بالاخانے میں مریم مگدلینی، سلومی، کلوپاس کی مریم، سُوسناہ، یُوانّہ، بیت عنیاہ کی مریم اور مرتھا۔ اور شاید بعض دیگر عورتیں بھی ہوں گی جن کے نام ہم کو معلوم نہیں۔ اور شاید وُہ عورت بھی ہو گی جو گُنہگار تھی۔ (لُوقا ۷ : ۳۷)، لُوقا عورتوں کا خاص ذکر کرتا ہے۔ نیز دیکھو ۹ : ۳۶-۴۱ ، ۱۳ : ۵۰ ، ۱۶ : ۱۴-۱۸ ، ۱۷ : ۴ و ۱۲ و ۳۴ ، ۱۸ : ۲ ، ۲۱ : ۵ و ۹ ، ۲۴ : ۲۴ ، ۲۵ : ۲۳ ؛ ان سبھوں نے رسُولوں کے ساتھ پنتکُسّت کا انعام حاصل کیا۔ مریم والدہ یسُوع کا یہ آخری ذکر نئے عہدنامہ میں ہے۔

اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ۔ اُن کے نام یہ تھے۔ یعقوب، یُوسف،

(یا یسیس) شمعون ۔ یہوداہ ۔ (متی ۱۳ : ۵۵ ، مرقس ۶ : ۳) شروع میں تو یہ ایمان نہ لاتے تھے ۔ (یوحنا ۷ : ۵)

لیکن اِن میں سے یعقوب کو مسیح کے جی اُٹھنے کے خاص مکاشفہ کا اعزاز حاصل ہُوا (۱ کرنتھی ۱۵ : ۷) اور شاید اسی مکاشفہ کے ذریعے وہ زندہ ایمان لایا اور اُس کے وسیلے غالباً دُوسرے بھائی بھی ایمان لائے ۔ یہاں اُن کا رسُولوں سے الگ ذکر ہے ۔ اِس یعقوب کا ذکر مابعد تاریخ میں کئی دفعہ آیا ہے ۔ اور شاید یہی اُس خط کا مصنّف ہے جو نئے عہدنامہ میں یعقوب کا خط کہلاتا ہے ۔ اور اِس کے بھائی یہوداہ نے وہ دوسرا خط لکھا ۔

ایک دِل ہو کر ۔ یعنی ایک دِل اور ایک جان ہو کر ۔ یعنی جن کے خیال خواہش اور مقصد میں مطابقت تھی ۔ یہ لفظ اعمال کی کتاب کے باہر ایک دفعہ آیا ہے ۔ (رومی ۱۵ : ۶) لیکن اعمال کی کتاب میں کئی دفعہ (۲ : ۱ و ۴۶ ، ۴ : ۲۴ ، ۵ : ۱۲ ، ۷ : ۵۷ ، ۸ : ۶ ، ۱۲ : ۲۰ ، ۱۵ : ۲۵ ، ۱۸ : ۱۲ ، ۱۹ : ۲۹) ان مقاموں میں یہ ذکر ہے کہ خُدا کے لوگ ۔

(ا) ایک دِل ہو کر دُعا میں (۱ : ۱۴)

(ب) " " " انتظار میں (۲ : ۱)

(ج) " " " تقدیس میں (۴ : ۲۴)

(د) " " " جُدائی میں (۵ : ۱۲)

(ہ) " " " ہم خدمتی میں (۱۵ : ۲۵)

اِن کی یکدلی کا خیال اِن لفظوں سے اور بھی پُر زور ہو دیا جاتا ہے "برابر مشغول رہے" یا "مشغول رہے" ۔ یہ لفظ بہت پُر زور ہیں ۔ اِن کے ذریعہ یہ ظاہر کیا گیا کہ بڑی سرگرمی کے ساتھ برابر دُعا میں مصروف رہے ۔ فعل کا صیغہ پھر کئی بار استعمال ہُوا جس سے یہ مُراد ہے کہ بلا تکان دُعا میں لگے رہے ۔ دیکھو ۲ : ۴۲ ، ۶ : ۴ ، رومی ۱۲ : ۱۲ ، کلسیوں ۴ : ۲ ، اِس لفظ کے ذریعہ یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ چھوٹی کشتی دریا کے کنارے پر خُداوند کی انتظاری میں برابر لگاتار رکھی تھی (مرقس ۳ : ۹) اور نیز کرنیلیس کے سپاہیوں کے بارہ میں کہ وہ کیسی سرگرمی سے اپنے آقا کی خدمت میں حاضر رہتے تھے ۔ (اعمال ۱۰ : ۷) اِن دونوں مثالوں سے بخوبی تشریح ہو جاتی ہے کہ ہمیں دُعا میں خُدا کی انتظاری

کیسی سرگرمی سے کرنی چاہیئے۔ کیا یہ سچ نہیں، کہ تمہیں اس لئے نہیں ملتا، کہ مانگتے نہیں ہو۔

دُعا میں۔ لفظ دُعا کے ساتھ حرف تعریف بھی آیا ہے جس سے کسی خاص دُعا کی طرف اشارہ ہے۔ بعض مفسّروں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ کوئی مقرّرہ دُعا ہوگی جو اُس وقت مسیحیوں میں مُستعمل تھی۔ ہمارے خیال میں تو یہ خاص دُعا رُوح القدس کے انعام کے لئے ہوگی کیونکہ اس وقت اُن کو اس ہی کی سخت ضُرورت تھی (۵ : ۴)

چند عورتوں۔ غالباً ان میں بعض وہ عورتیں داخل ہوں گی جو ہمارے خُداوند کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ (متّی ۲۷ : ۵۶ و ۶۱، مرقس ۱۵ : ۴۰، لُوقا ۸ : ۲ و ۳، ۲۴ : ۱۰) مثلاً مریم مگدلینی۔ سلومی۔ کلیوپس کی مریم۔ سوسنّاہ یوانّہ۔ بیت عنیاہ کی مریم اور مرتھا اور بعض دیگر عورتیں جن کے نام ہم کو معلُوم نہیں، اور شاید وُہ عورت بھی جو گنہگار تھی (لُوقا ۷ : ۳۷)

لُوقا کا یہ خاصہ ہے، کہ وُہ عورتوں کی طرف توجّہ دلاتا رہتا ہے۔ دیکھو ۹ : ۳۶ - ۴۱، ۱۳ : ۵۰، ۱۶ : ۱۴ - ۱۸، ۱۷ : ۴ - ۱۲ و ۳۴، ۱۸ : ۲، ۲۱ : ۵ و ۹، ۲۴ : ۲۴، ۲۵ : ۲۳

ہم اس کو بخوبی یاد رکھیں، کہ رسُولوں اور دُوسرے شاگردوں کے ساتھ ان عورتوں نے بھی پنتی کوستی انعام حاصل کیا اور یسُوع کی ماں مریم کا خاص ذکر کیا گیا اور مقدس نوشتوں میں یہ اُس کا آخری ذکر ہے۔

اور اُس کے بھائیوں کے ساتھ۔ یہیں اُن کے نام معلُوم ہیں۔ یعقُوب، یوسف (یوسیس) شمعون اور یہوداہ (متّی ۱۳ : ۵۵، مرقس ۶ : ۳) پہلے پہل تو یہ لوگ ایمان نہیں لائے۔ (یُوحنّا ۷ : ۵)

یعقوب کو جی اُٹھے مسیح کا خاص درجہ عطا ہُوا۔ (۱ کرنتھی ۱۵ : ۷) جس کے باعث وُہ غالباً رجُوع لایا اور زندہ ایمان حاصل کیا۔ اس کی وساطت سے اُس کے دُوسرے بھائی بھی ایمان لائے ہوں گے۔ گیارہ رسُولوں سے یہاں اُن کا امتیاز کیا گیا ہے۔ وُہ رسُول نہ تھے معلوم ہوتی ہے، کہ حلفی کا بیٹا یعقُوب خُداوند کا بھائی یعقُوب تھا۔ خُداوند کے بھائی کا ذکر اس کے بعد کئی دفعہ آئے گا۔ اور ہمیں پُورا یقین ہے کہ یعقُوب کا عام خط خُداوند کے بھائی یعقُوب کی تصنیف ہے۔ اور اِسی طرح یہوداہ کا خط خُداوند کے بھائی یہوداہ کا ہے۔

۱۵۔ اور اُنہیں دنوں پطرس بھائیوں میں جو تخمیناً ایک سو بیس شخصوں کی جماعت

بھی کھڑا ہو کر کہنے لگا۔

اور اُنہیں دنوں پطرس۔ یعنی جو دن خُداوند کے صعود اور پنتیکُست کے مابین گزرے خُداوند کی صلیب سے پیشتر بھی پطرس رسُولوں میں مقدّم رہا تھا۔ کیونکہ خُداوند سے اُس کو خاص حکم اور اختیار ملا تھا۔ (لُوقا ۲۲: ۳۱ و ۳۲، یُوحنّا ۲۱: ۱۵ و ۱۹)۔ اِس لئے یہ قُدرتی امر تھا کہ وُہ اب بھی قدم آگے رکھے۔

بھائیوں۔ دیباچہ میں اس لفظ کی کافی تشریح ہو چکی ہے۔ اعمال کی کتاب میں ان کا بار بار مذکور ہونا قابلِ لحاظ ہے۔

ایک سو بیس شخصوں کی جماعت۔ شخصوں یا ناموں کی جماعت۔ یعنی ایک سو بیس شخص جو نام بنام گنے گئے (مکاشفہ ۳: ۴، ۱۱: ۱۳)

یہ ایک سو بیس (۱۲۰) سارے شاگردوں کی تعداد نہ تھی (۱ کرنتھی ۱۵: ۶)۔ ان میں سے بعض تو گلیل میں رہتے تھے، اور بعض کئی ایک وجوہات کے باعث غیر حاضر تھے۔ ان سارے شاگردوں میں سے صرف چند اشخاص ہی اُس بالاخانے میں اپنے باپ کے وعدہ کا انتظار کر رہے تھے۔ یہی حال ہر زمانہ میں رہا۔ بہت سے مسیحی رُوح القدس کی تلاش میں قاصر اور غافل رہتے ہیں۔ اِس آیت سے یہ بخُوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ پنتیکُستی بپتسمہ صرف رسُولوں ہی میں محدُود نہ تھا۔ بہت سے دیگر مرد و عورت بھی اِس انعام میں اُن کے ساتھ شریک ہُوئے۔

۱۶۔ اَے بھائیو۔ اُس نوِشتہ کا پُورا ہونا ضرور تھا جو رُوح القُدس نے داؤد کی زبانی اُس یہوداہ کے حق میں پہلے سے کہا تھا۔ جو یسُوع کے پکڑنے والوں کا رہنما ہُوا۔

اَے بھائیو۔ لفظی طور پر یہ ہے۔ مرد بھائیو۔ کسی تقریر کے شروع کرنے کا یہ طریقہ بار بار اعمال کی کتاب میں آتا ہے (۲: ۲۹ و ۳۷، ۷: ۲، ۱۳: ۱۵ و ۲۶ و ۳۸، ۱۵: ۷ و ۱۳، ۲۲: ۱، ۲۳: ۱ و ۶، ۲۸: ۱۷)

نوشتہ۔ یعنی جس نوشتہ کا اُس نے ۲۰ آیت میں زبُور سے اقتباس کیا۔ بعضوں نے یہ سمجھا کہ مقدّس پطرس یہاں زبُور ۴۱: ۹ کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے یُوحنّا ۱۳: ۱۸ میں یہوداہ سے نسبت دی گئی۔

جو رُوح القُدس نے داؤد کی زبانی۔ اس آیت سے مقدّس نوشتوں کے الہام

کے طریقے کا پتہ لگتا ہے۔ یہاں حقیقی کلام کرنے والا رُوح القدس بتایا گیا (عبرانی ۳: ۷)۔ اور مزمور نویس داؤد اُس کا مُنہ تھا۔ اِس سے داؤد کی شخصیت کی تحقیر نہیں ہوتی اور نہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے قوائے عقل معطّل ہو گئے تھے۔ لیکن یہ بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ فوق العادت الہام تھا۔ خُدا کے مقدّس لوگ رُوح القدس کی تحریک کے سبب سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے۔ (۲ پطرس ۱: ۲۰ و ۲۱) اگرچہ اُن کی سمجھ میں بھی وہ باتیں نہ آتی تھیں۔ (۱ پطرس ۱: ۱۰ و ۱۱)

یسُوع کے پکڑنے والوں کا رہنما۔ دیکھو متّی ۲۶: ۴۷ سے ۴۹، لُوقا ۲۲: ۴۷، یُوحنّا ۱۸: ۲ و ۳، یہ قابلِ لحاظ ہے کہ یہ لفظ "رہنما ہُوا" نئے عہد نامہ میں ناپاک لوگوں کے لئے مُستعمل ہُوا۔ مثلاً:۔

(الف) اندھے رہنما۔ متّی ۱۵: ۱۴، ۲۳: ۱۶ و ۲۴۔

(ب) پکڑوانے والے رہنما۔ اعمال ۱: ۱۶۔

(ج) گُنہگار رہنما رُومی ۲: ۱۹-۲۷۔

۱۷۔ کیونکہ وہ ہم میں شمار کیا گیا۔ اور اُس نے اِس خدمت کا حصّہ پایا۔

وہ ہم میں شمار کیا گیا۔ یہ ممکن ہے کہ آدمی مسیحی شمار ہو۔ بلکہ مسیحی خادموں میں شمار ہو۔ تو بھی اِس میں اُس کا نہ حصّہ ہو نہ بخرہ۔ بڑے حقُوق کا حاصل کرنا یہ معنی نہیں رکھتا کہ نجات حاصل کی یا پاک بن گئے۔

اُس خدمت کا حصّہ پایا۔ حصّہ پانا۔ یعنی بذریعہ قُرعہ جو شے ملے۔ اِس لئے رفتہ رفتہ حصّہ پانے کے لئے یہ الفاظ اِستعمال ہونے لگا۔ لفظ پانا بھی قُرعہ کیسا تھ تعلق رکھتا ہے۔ اور سرکاری عہدہ حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ مُراد یہ ہو گی کہ یہُوداہ نے خاص الٰہی تقرّر کے ذریعہ ایک بڑا عہدہ یعنی رسُول ہونے کا عُہدہ حاصل کیا تھا۔ لیکن وہ اِس عہدہ میں ناکامیاب ٹھہرا۔

۱۸۔ اُس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا اور سر کے بل گرا اور اُس کا پیٹ پھٹ گیا، اور اُس کی سب انتڑیاں نکل پڑیں۔

اُس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا۔ بعضوں نے سمجھا کہ یہ عبارت متّی ۲۷: ۶-۱۰ تک کی عبارت سے اختلاف رکھتی ہے۔ وہاں ذکر ہے کہ سردار

کاہنوں نے یہ کھیت خریدا - لیکن درحقیقت کوئی اختلاف نہیں - یہودی شریعت کے مطابق وُہ تیس روپے یہوداہ کے تھے - اور گویا اُسی نے اُن روپوں سے یہ کھیت خریدا - پطرس نے اپنے زمانہ کے محاورہ کا استعمال کیا - یہ کھیت وادی ہنوم کے پرے واقع تھا - یہ محاورہ "بدکاری کی کمائی" ۲ پطرس ۲: ۱۳ و ۱۵ میں بھی آیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ مقدس پطرس کا یہ خاص محاورہ ہے - یہاں اُن تیس روپوں کی طرف اشارہ ہے جو خُون کا مول تھا -

اور سر کے بل گرا اور اُس کا پیٹ پھٹ گیا - مقدس متّی کے بیان کے مطابق یہوداہ نے پھانسی لی - اس سے بعضوں کا خیال ہے کہ یہاں دو مختلف روایتوں کا بیان ہے ، جن کو مطابق کرنا مشکل ہے - لیکن درحقیقت اس بیان میں کچھ اختلاف نہیں - جن واقعات کا یہاں ذکر ہے وُہ انجیل کے بیان کے نقیض نہیں - بلکہ اُس کے تتمّہ کے طور پر ہے - لفظ پھٹ گیا نئے عہدنامہ میں صرف اسی جگہ مستعمل ہُوا ہے - اس کے معنی یہ ہیں - زور سے پھٹ جانا - اس دغابازی کا یہ ہولناک نتیجہ ہُوا جس سے سخت نفرت پیدا ہوتی ہے -

۱۹ - اور یہ یروشلم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہُوا ، یہاں تک کہ اُس کھیت کا نام اُن کی زبان میں ہقلدما پڑ گیا یعنی خُون کا کھیت -

اور یہ یروشلم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہُوا - ان واقعات کی شہرت سننے والوں کے لئے فائدہ مند تھی - اُس کھیت کو جو نام "خُون کا کھیت" دیا گیا وُہ اُس گناہ کا زور سے اشتہار دے رہا ہے -

اس دُنیا میں یہ تو اکثر نظر نہیں آتا کہ بڑے گناہ کی ہمیشہ بڑی سزا ملے لیکن جب کبھی ایسی مثال وقوع میں آتی ہے تو اُس سے عادل خدا کی راستبازی بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے - بلکہ اس ہولناک سزا کا نظارہ آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتا ہے - جس سے کوئی نہ بچے گا سوائے اُن کے جن کے نام زندگی کی کتاب میں درج ہیں - (مکاشفہ ۲۰: ۱۱-۱۵ ، نحمیاہ ۶: ۷ و ۸ ؛ مقابلہ ۵: ۱-۱۱)

اُن کی زبان میں - یعنی شامی زبان میں - جو بابل کی اسیری کے بعد بہت رواج پا گئی اور فلسطین میں عبرانی کی جگہ مستعمل ہوئی اور مسیح اور اُس کے شاگرد

کے دنوں میں یہی زبان بولی جاتی تھی۔ یہ پرانی مسیحی بولی کی شاخ تھی جو عبرانی سے بہت مختلف تھی۔

ہقل دما۔ آرامی زبان میں اس کے معنی خون کا کھیت ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا، کیونکہ خون کی قیمت سے یہ خریدا گیا تھا (متی ۲۷: ۸) اور اس جگہ یہوداہ کی خودکشی کے باعث اس نام کی ایک اور وجہ پیدا ہوگئی۔ لوقا نے غیر قوم ناظرین کے لئے عموماً یہودی ناموں اور محاوروں کی تشریح کر دی ہے۔

۲۰۔ کیونکہ زبور میں لکھا ہے کہ:-

اُس کا گھر اُجڑ جائے
اور اُس میں کوئی بسنے والا نہ رہے۔
اور اُس کا عہدہ دُوسرا لے لے۔

اُس کا گھر۔ ان دو عبارتوں میں سے پہلی عبارت زبور ۶۹: ۱۵ سے لی گئی ہے یہ اقتباس سترِوِل یا یونانی ترجمے سے ہے۔ عبرانی میں لفظ اُس کا کی جگہ اُن کا آیا ہے۔ اور نئے عہدنامہ میں اس زبور کا اکثر حوالہ دیا گیا ہے۔ اور یہ مسیحی زبور سمجھا گیا ہے۔ جو لفظ گھر کے لئے آیا ہے، اُس کے کئی ایک ترجمے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بھیڑ خانہ یا کھیت کی جھونپڑی یا فوجی خیمہ گاہ۔ مؤخر الذکر معنی عبرانی کا مطلب زیادہ ظاہر کرتے ہیں یہوداہ کی جھونپڑی یا بھیڑ خانہ اب خالی تھے۔ اُس کا خیمہ سنسان اور بے آباد تھا۔ اب وہ خدا کا چرواہا یا کسان یا سپاہی ہرگز نہ ہو سکتا تھا۔

اُس کا عہدہ دُوسرا لے لے یہ حوالہ بھی سترِوِل کے ترجمہ کے مطابق زبور ۱۰۹: ۸ سے ہے جو عبرانی لفظ عہدہ کے لئے آیا ہے۔ اُس کے ٹھیک معنے نگہبان کے ہیں۔ اور ہمارے خداوند کے صعود کے بعد رسولوں کا یہی کام تھا۔ مقدس پطرس نے اس امر کو پیش کیا، کہ اگرچہ یہوداہ کا گھر اُجڑ گیا اس لئے اُس کا عہدہ کسی دُوسرے کو ملنا چاہئے۔

۲۱۔ پس جتنے عرصہ تک خداوند یسوع ہمارے ساتھ آتا جاتا رہا یعنی یوحنا کے بپتسمہ سے لے کر خداوند کے ہمارے پاس سے اُٹھائے جانے تک جو برابر ہمارے ساتھ رہے۔

پس ...... خُداوند کے ہمارے پاس سے اُٹھائے جانے تک جو برابر ہمارے ساتھ رہے - گواہ کے لئے شخصی اور صریح علم کی ضرورت تھی - اِس لئے اس خالی عہدہ کے لائق وہی شخص ہو سکتے تھے جو اوّل سے آخر تک مسیح کے شاگرد رہے تھے - ہمیں یاد ہے کہ خُود مسیح نے اپنے شاگردوں کے حلقے میں سے رسُول چُنے تھے (لُوقا ۶ : ۱۳) تاکہ "وُہ اُس کے ساتھ رہیں" (مرقس ۳ : ۱۴) تیسرا اِس سے کہ وُہ اُن کو بھیجے کہ "منادی کریں" مسیحی کارندے کے لئے یہ لازمی شرط ہے کہ وُہ مسیح سے شخصی واقفیّت رکھے -

۲۲- چاہیئے کہ اُن میں سے ایک مرد ہمارے ساتھ اُس کے جی اُٹھنے کا گواہ بنے -

اُس کے جی اُٹھنے کا - یہ لفظ جی اُٹھنا پھر ۲ : ۳۱، ۴ : ۲ و ۳۳، ۱۷ : ۱۸ و ۳۲، ۲۳ : ۶ و ۸، ۲۴ : ۱۵ و ۲۱، ۲۶ : ۲۳ میں آیا ہے - اور مُردوں میں سے جلانے کے لئے فعل ۲ : ۲۴ و ۳۲، ۳ : ۲۶، ۱۰ : ۴۱، ۱۳ : ۳۳ و ۳۴، ۱۷ : ۳۱ میں آیا ہے، اور جی اُٹھنے کے لئے ایک مختلف لفظ بھی ۳ : ۱۵، ۴ : ۱۰، ۵ : ۳۰، ۱۰ : ۴۰، ۱۳ : ۳۰ و ۳۷، ۲۶ : ۸ میں مستعمل ہُوا ہے - الغرض یہ ساری کتاب اوّل سے آخر تک جی اُٹھنے کے خیال سے بھری ہُوئی ہے - اِس کتاب کے نِصف سے زیادہ بابوں میں یا تو اُس کا صریح ذکر ہے یا زندہ مسیح کی تاثیر اور کام کا بیان ہے - رسُولوں کی تعلیم کا خاص مضمُون جی اُٹھنے کی تعلیم ہے - اِس میں ہمارے نجات دہندہ کے کفّارہ کی تکمیل اور زندہ خُداوند کی قُدرت اور تاثیر کا ذکر ہے - ہند و پاکستان میں بھی ہم اِس تعلیم پر زور دیں - ہمارا نجات دہندہ کوئی مُردہ نبی یا رشی نہیں بلکہ زندہ قادرِ مطلق خُداوند ہے جس کے ساتھ ہم لازوال رفاقت رکھ سکتے ہیں اور جس کے ذریعہ ہمیں لازوال قوّت مِل سکتی ہے

۲۳- پھر اُنہوں نے دو کو پیش کیا - ایک یُوسف کو جو برسبا کہلاتا اور جس کا لقب یُوستس ہے - دُوسرا مَتیاہ کو -

اُنہوں نے دو کو پیش کیا - غالباً ساری جماعت نے اُن کو پیش کیا اور جو شرائط آیات ۲۱ و ۲۲ میں مندرج ہیں وُہ اِن میں بخُوبی پُوری ہوتی تھیں - اِس لئے اِن دو کو اُنہوں نے چُنا -

ایک یُوسف کو جو برسبا کہلاتا اور جس کا لقب یُوستُس ہے۔ یُوسف اُس کا عبرانی نام ہوگا۔ برسبا بھی عبرانی لفظ ہے۔ یہ شاید اُس کا خاندانی نام ہوگا جیسے برتلمئی یا بریُونا۔ اِس لفظ کے معنی ہیں سبا کا بیٹا۔ یعنی قسم کا بیٹا۔ یا اطمینان کا بیٹا۔ یا بوڑھے آدمی کا بیٹا۔ لفظ یُوستُس لاطینی لفظ ہے جس کے معنی منصف یا راستباز ہیں۔ اُن دِنوں میں بہت سے یہودیوں کا یہ دستُور تھا، کہ اپنے عبرانی ناموں کے ساتھ ساتھ غیر اقوام کے نام بھی رکھ لیتے تھے۔ اِس شخص کے بارہ میں ہمیں اور کچھ معلوم نہیں البتّہ ۱۵: ۲۲ میں ایک یہوداہ برسباس کا ذکر آتا ہے۔ اور چُونکہ دونوں کا خاندانی کا نام ایک ہی ہے۔ اِس لئے غالباً یہ دونوں حقیقی بھائی ہوں گے۔ یہاں یُوسف کا نام متیاہ سے پیشتر آیا ہے، جس سے یہ گمان گُذرتا ہے، کہ اِس کی نِسبت چُنے جانے کی زیادہ اُمید تھی۔

اگر یہ درست ہو تو یہ نصیحت خیز ہے کہ خُدا نے اِس ترتیب کو اُلٹ دیا۔ اُس کے خیال ہمارے خیال نہیں۔ بائبل میں یُوسف برسبا کا پھر کوئی ذکر نہیں آتا۔

متیاہ ۔ یہ نام متیاس کا مُخفف ہے اور عبرانی لفظ کی یُونانی صورت ہے جس کے معنی خُدا کی بخشش ہے۔ متی اِس نام کی دُوسری صُورت ہے۔ یُونانی میں تھیوڈور کے یہی معنی ہیں۔ اِس باب کے سوا اِس متیاہ کا اور کہیں ذکر نہیں آیا۔

۲۴۔ اور یہ کہہ کر دُعا مانگی۔ اَے خُداوند تُو جو سب کے دِلوں کی جانتا ہے۔ یہ ظاہر کر کہ اِن دونوں میں سے تُو نے کِس کو چُنا ہے۔

یہ کہہ کر دُعا مانگی۔ اِن کی دُعا کا یہ خلاصہ درج ہے۔ مسیحی جماعت کی یہ پہلی دُعائے عام ہے جو تحریر میں آئی ہے۔

جو سب کے دِلوں کی جانتا ہے۔ یہ صرف ایک ہی مرکّب لفظ ہے، ۱۵: ۸ میں یہ لفظ پھر مستعمل ہوا۔ شاگردوں نے یہ امر تسلیم کر لیا کہ رسُولی عُہدہ کے لئے رُوحانی قابلیت کی ضرورت ہے۔ اِس لئے اِسی سے درخواست کی جو دِلوں کے خیالوں اور ارادوں سے واقف ہے۔

چُنا ہے۔ آیت ۲ میں بھی یہی لفظ آیا ہے۔

۲۵۔ کہ وہ اِس خدمت اور رسالت کی جگہ لے جسے یہوداہ چھوڑ کر اپنی جگہ گیا۔

اِس خدمت اور رسالت کی جگہ - لفظ خدمت عام ہے اور ہر طرح کی خدمت کیلئے مستعمل ہے - لیکن لفظ رسالت صرف رومی ۱: ۵، ۱ کرنتھی ۹: ۲، گلتیوں ۲: ۸ میں آیا ہے اور مسیح کے رسولوں کے خاص کام کے واسطے مخصوص ہے -

اپنی جگہ گیا - اس آیت میں لفظ جگہ دو دفعہ آیا ہے - یہوداہ ایک خادم اور رسول کی جگہ سے برطرف ہؤا اور اپنی جگہ گیا - اس جگہ اور اُس جگہ کے مابین کس قدر تفاوت ہے - خُود ہمارے خُداوند نے اِس دغا باز کو ہلاکت کا فرزند کہا (یُوحنّا ۱۷: ۱۲) یہ کیسا عبرتناک معاملہ ہے کہ گُناہ انسان کو اخلاقی طور سے خُدا کی جماعت کے ناقابل بنا کر خارج کرکے ایسی حالت میں بھیج دیتا ہے، جو اُس کی خراب حالت کے مُطابق ہو - نجات دہندہ کی حضُوری کے نُور سے یہوداہ خارج ہوکر "اپنی جگہ" کی تاریکی اور غم میں دھکیل دیا گیا اور اُس کے انجام سے ہم عبرت حاصل کریں -

---

۲۶ - پھر اُنھوں نے اُن کے بارے میں قُرعہ ڈالا - اور قُرعہ متیاہ کے نام کا نکلا پس وُہ اُن گیارہ رسُولوں کے ساتھ شمار ہُوا -

---

اُن کے بارہ میں قُرعہ ڈالا - ہمیں یہ تو معلُوم نہیں کہ اُنھوں نے کس طرح سے قُرعہ ڈالا - غالباً یہ طریقہ ہوگا کہ جتنے حاضر تھے اُن میں سے ہر ایک نے ایک ایک نام چھوٹی تختیوں پر لکھا، اور ان سب کو ایک گھڑے میں ڈالدیا اور جو تختی پہلے نکل پڑی اُسی کے مطابق اِنتخاب ہو گیا - مُوسوی شریعت میں قُرعہ ڈالنے کی اجازت تھی (احبار ۱۶: ۸، گنتی ۲۶: ۵۵، امثال ۱۶: ۳۳) - لیکن رسُولی کلیسیا کے ایسے فعل کا صرف اسی جگہ ذکر آیا ہے - اور یہ واقعہ صعُود اور پنتکُست کے درمیانی عرصہ میں وقوع میں آیا جب کہ شاگرد یتیم سی حالت میں تھے - مابعد قُرعہ ڈالنے کا ذکر کہیں نہیں آتا - روپیہ پیسے کے متعلق چٹھیاں ڈالنے کی تائید نئے عہدنامہ کے کسی مقام سے نہیں ہوتی، اور اس کی مخالفت ہر طرح سے کرنی چاہیئے -

اور وُہ اِن گیارہ رسُولوں کے ساتھ شمار ہُوا - یُونانی کے مُطابق یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بذریعہ رائوں کے وُہ گیارہ رسولوں کے ساتھ شمار کیا گیا - یعنی اُنھوں نے اتّفاق رائے سے اُس کو بارھواں رسُول تسلیم کر لیا - بعضوں کی رائے یہ ہے کہ یہ ساری کارروائی غیر مُستند تھی، اور محض اِنسانی کارروائی تھی اور متیاہ خُدا کی طرف سے مقرّر نہیں ہُوا، بلکہ اِنسان کی طرف سے - اُن کی رائے ہے کہ خُود مسیح نے ترسُس کے ساؤل کو اس خالی جگہ پہ مقرّر کیا -

اور اسی وجہ سے اس انتخاب کے بعد متیاہ کا کبھی ذکر نہیں آتا۔ لیکن یہ دلیل درست نہیں۔ کیونکہ اس کتاب میں اس واقعہ کے بعد صرف چند ہی رسُولوں کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً پطرس۔ یعقوب اور یوحنّا کا۔ اس کے خلاف یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ ۲ : ۱۴۔ اور ۶ : ۲ میں بارہ رسُولوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس لئے اس نئے رسُول کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ یہی سب سے اچھّا ہے کہ جہاں مقدّس نوشتوں نے اس معاملہ کو چھوڑا، ہم بھی وہاں ہی اس معاملہ کو چھوڑیں اور اپنے نتیجے نہ نکالیں۔

پہلے باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصّے۔ اس باب کے مطالعہ کے لئے یہ خاکہ مفید ہوگا۔

(۱) زندہ خُداوند کے ساتھ شراکت آیات ۱-۸۔

(۲) آسمان پر جاتے ہُوئے خُداوند کو تاکتے رہنا۔ آیات ۹-۱۰۔

(۳) خُداوند کے واپس آنے کی انتظاری کرنا۔ آیات ۱۱-۱۲۔

(۴) قُوّت دینے والے خُداوند کی انتظاری کرنا۔ آیات ۱۲-۲۶۔

اُن کی تربیت کا ذکر ۱-۱۱ آیات میں اور اُن کے ٹھہرنے کا ذکر ۱۲-۲۶ آیات میں ہے۔

دوم۔ خاص خاص مضامین۔ (الف) خُدا کے کارندوں کی تیاری۔

(۱) آسمانی مالک نے اُن کو چُنا۔ ۲ و ۲۴۔

(۲) اُن کو زندہ مسیح کا شخصی علم حاصل تھا ۳ و ۲۲۔

(۳) وہ رُوح اور مسیح کے متلاشی ہیں ۴ و ۵ و ۸۔

(۴) وہ صعُود کردہ مسیح کی قُدرت سے واقف ہیں ۹ و ۱۰۔

(۵) وہ دُعا میں برابر مشغُول رہے ۱۳ و ۱۴۔

جن اصُولوں کا یہاں ذکر ہُوا ہے وہ دائمی اور لازمی ہیں۔ زندہ مسیح کی شخصی رویت پر خاص زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ یُونانی میں چار مختلف لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً نظر آنا یا دیکھنے دیکھتے آیات ۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ مسیح کے دُکھوں پر مضبوط

ایمان لانا لازمی ہے ۔ (آیت ۳) اور نیز اُس کے جی اُٹھنے (آیت ۳)
اور اُس کے صعُود (آیت ۹) اور اُس کی دُوسری آمد (آیت ۱۱) ملاحظہ کریں

(ب) خُدا کے کارندوں کا حیلہ۔

(۱) رسُول یعنی مشنری، بھیجے گئے ۲ و ۲۶، اگرچہ شرُوع میں ۱۲ رسُولوں کو یہ نام دیا گیا، لیکن سارے کارندوں پر بھی یہ نام صادق آتا ہے۔

(۲) گواہ۔ آیات ۸ و ۲۲۔

(۳) بھائی۔ آیات ۱۵ و ۱۶۔

(۴) جو لوگ مسیح کے ساتھ رہے، اور اس کے لوگ کہلائے۔ آیت ۲۱۔

اِن لقبوں سے اُن کی رسالت۔ شہادت۔ یگانگت اور شراکت ظاہر ہے۔

(ج) رُوح القُدس کا کام۔ اِس الٰہی فارقلیط کا یہ ذکر ہے۔

(۱) مقدّس نوشتوں کا الہام دینے والا۔ آیت ۱۶۔

(۲) خُدا کے لوگوں کا مُعلّم۔ آیت ۲۔

(۳) مسیح کے خادموں کو قوّت بخشنے والا۔ آیت ۸۔

دُوسرا باب

۱۔۱۳ پنتکُست کا دن!

۱۔ جب عیدِ پنتکُست کا دِن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے۔

عیدِ پنتکُست کا دن۔ یُونانی لفظ پنتکُست کے معنی پچاسواں ہیں۔ عیدِ فسح کے سبت کے بعد جَو کے پُولے چڑھانے سے پچاسویں دن یہ عید منائی جاتی تھی (احبار ۲۳: ۱۵ و ۱۶) اور یُونانی یہُودیوں میں یہ نام مشہور تھا اور عہدِ عتیق کی بعض اپوکرفی کتابوں میں بھی یہ نام آیا ہے (طوبت کی کتاب اور ۲ مکابیوں میں) تین بڑی سالانہ یہودی عیدوں

میں سے یہ دُوسری عید تھی جو عید فسح اور عید خیام کے درمیان واقعہ ہوئی تھی۔ عہد عتیق میں یہ ہفتوں کی عید بھی کہلاتی ہے۔ (خروج ۳۴: ۲۲، استثنا ۱۶: ۱۰) اور فصل کی عید (خروج ۲۳: ۱۶۔ اور پہلے پھلوں کا دن، گنتی ۲۸: ۲۶)

گندم یا غلّہ کی فصل کا یہ خاتمہ تھا (خروج ۳۴: ۲۲) لیکن ساری پیداوار کی فصل کا خاتمہ نہ تھا۔ وُہ تو عید خیام کی عید کے وقت ہوتا تھا۔ اس لئے اُس کو خاص کر "پہلے پھلوں" کی عید کہتے تھے۔ اِس امر کو ظاہر کرنے کے لئے خاص نذر جو مقرّر تھی علاوہ دیگر قربانیوں کے وُہ دو ہلانے کی روٹیاں تھیں جو نئی گندم میں سے تیار کی جائیں۔ اور یہ "خُداوند کے لئے پہلے پھل" تھے (احبار ۲۳: ۱۷)۔ دُوسری خصُوصیّت اِس امر کی خاص تاکید تھی کہ اُس روز کوئی محنت کا کام نہ کیا جائے۔ (احبار ۲۳: ۲۱)، رفتہ رفتہ اس کے ساتھ کوہِ سینا پر شریعت کے ملنے کی یادگار بھی شامل کر دی گئی۔ کیونکہ وُہ مصر سے نکلنے کے بعد پچاسویں دن وقُوع میں آئی۔

رسُولوں کے دنوں میں ساری یہُودی عیدوں میں سے اس پر لوگ زیادہ جمع ہوتے تھے۔ کیونکہ شرُوع بہار اور آخر خزاں میں بحری سفر خطرناک تھا۔ اور لوگ عید فسح اور عید خیام کے لئے اِس قدر جمع نہ ہو سکتے تھے۔ لیکن یہ عید مئی مہینے کے قریب آتی تھی۔ اِس لئے ہر طرح سے یہ موقعہ رُوح القُدس کے نزول کے لئے موزُوں تھا۔

(الف) چونکہ ملک ملک کے لوگ اُس وقت یروشلم میں جمع تھے اس لئے انجیل کی اشاعت کے لئے بہت عمدہ موقع تھا۔

(ب) یہ پہلے پھلوں کا دن تین ہزار کے مسیحی ہونے کا مناسب موقعہ تھا جو کلیسیا کے پہلے پھلوں کے طور پر تھے، اور باقی فصل آنے والی تھی۔

(ج) یہ غلامی سے رہائی پانے کی یادگار کا دن تھا۔ جو رُوح القُدس کے کام کی ایک مثال ہے کیونکہ "جہاں کہیں خُداوند کا رُوح ہے وہاں آزادی ہے" (۲ کرنتھی ۳: ۱۷)

(د) یہُودیوں کے لئے یہ سینا سے شریعت کی اشاعت کی یادگار تھا۔ اس لئے رُوح القُدس کے ذریعہ یروشلم سے انجیل کی اشاعت کے لئے موزوں موقعہ تھا۔

جیسے عید فسح کی عید کی تکمیل مسیح کی صلیب کے روز ہوئی ویسے پہلے پھلوں کی عید

کی تکمیل عیدِ پنتیکُست کے دن ہُوئی ۔ اب عیدِ خیام کی تکمیل باقی ہے ، جو خُداوند کی دُوسری آمد کے وقت ہوگی جب زمین کی فصل پُورے طور سے جمع کی جائے گی ۔

یہاں نشان اور نشان الیہ میں پُوری مُطابقت ہے ۔ ہمارا نجات دہندہ خُدا کا برّہ صلیب پر مُوا اور اسی طرح سے عیدِ فسح کی تکمیل کی (احبار ۲۳ : ۵) عیدِ فسح کے سبت کے اگلے روز یعنی ایسٹر سنڈے وُہ پھر جی اُٹھا اور جو نشان "پہلے پھلوں کے " پُولے میں دکھایا گیا تھا ، اُس کو پُورا کیا ۔ (احبار ۲۳ : ۱۰ ، ۱ کرنتھی ۱۵ : ۲۰) اور قیامت کے پُولے کے گُذرانے کے بعد پچاسویں دِن فصل کے پہلے پھل پنتیکُست کے دِن جمع کئے گئے (احبار ۲۳ : ۱۵ - ۱۷)

آیا ٹھیک طور سے یہ ترجمہ ہوگا "پُورا ہونے کو تھا " جس سے اس امر کی طرف اشارہ تھا ، کہ یہ تکمیل نہ ہو سکتی تھی جب تک رُوح القُدس نازل نہ ہو ۔

وُہ سب ۔ یعنی وُہ سارے شاگرد جو یروشلیم میں جمع تھے (۱ : ۱۵) مرد و عورت بھی نہ کہ صرف رسُول ہی ۔ یہ لفظ بار بار اس باب میں آیا ہے ۔ (آیات ۴ و ۷ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۷ و ۲۱ و ۳۲ و ۳۶ و ۳۹ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵) شاگردوں کے متعلق یہ حوالے آتے ہیں : ۔

(ا) وُہ سب جمع تھے ۔ آیت ۱ ۔

(ب) وُہ سب رُوح القُدس سے بھر گئے ۔ آیت ۴ ۔

(ج) وُہ سب منادی کرتے تھے ۔ آیت ۷ و ۱۷ ۔

(د) وُہ سب گواہ تھے ۔ آیت ۳۲ ۔

(ہ) وُہ سب ایک جگہ رہتے اور ..... شریک تھے ۔ آیت ۴۴ ۔

خُدا کی قیمتی برکتیں صرف چند برگزیدوں کے لئے ہی نہیں بلکہ اُن سب کے لئے بھی ہیں جو اُس پر ایمان لاتے اور اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں ۔

جمع ۔ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں اس جگہ کے سوائے صرف یُوحنّا کی انجیل میں پایا جاتا ہے ۔ ان عبارتوں کو ملا کر مطالعہ کرنا مفید ہوگا ۔

ایک جگہ ۔ "یا اُسی جگہ " جیسے اُن کی ایک خواہش اور ایک مقصد تھا ۔ ویسے وُہ سب ایک ہی جگہ جمع تھے ۔ یہ غالباً وُہی بالاخانہ تھا جس کا ذکر ۱ : ۱۳ میں آیا ہے ۔ یہ جملہ دیگر مقامات میں بھی آیا ہے ۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایماندار دُعا کے لئے ایک جگہ جمع تھے ۔

(۱ : ۱۵) قوت کے لئے (۲ : ۱)، شراکت کے لئے (۲ : ۴۴) ترقی کے لئے (۲ : ۴۷) نفع کے لئے (۱ کرنتھی ۱۴ : ۲۳ - ۲۵) یہ محاورہ کہ "وہ سب ایک جگہ" جمع تھے خاص کر یونانی زبان میں اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اُن میں دِل۔ خیال اور ارادہ کی بڑی یگانگت تھی۔ مسیحیوں میں نااتفاقی پنتکُستی قدرت اور فضل کے ظاہر ہونے میں کیا ایک بڑی بھاری رُکاوٹ نہیں؟

۲۔ کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے۔ اور اُس سے سارا گھر جہاں وُہ بیٹھے تھے گونج گیا۔

یکایک۔ یہ لفظ اعمال کی کتاب کا ایک خاص لفظ ہے (۱۶ : ۲۶؛ ۲۸ : ۶) خُدا کی قدرت کے کام اکثر ناگہاں اور اچانک وقُوع میں آتے ہیں۔

آسمان سے۔ مقابلہ کرو یُوحنّا ۳ : ۲۷، ۳۱؛ ۶ : ۳۳، اعمال ۲۲ : ۶۔ "ہر اچھی بخشش اور ہر کامل انعام اُوپر سے ہے" (یعقوب ۱ : ۱۷) اِس پنتکُستی انعام کے چشمہ اور منبع کو ہم یاد رکھیں۔

ایسی آواز آئی ...... کتاب مقدّس میں ہوا رُوح القُدس کا ایک نشان ہے (حزقی ایل ۳۷ : ۹ و ۱۴، یُوحنّا ۳ : ۸) جو لفظ آندھی کے لئے یہاں آیا ہے وُہ عام لفظ نہیں۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ ۱۷ : ۲۵ میں پھر مُستعمل ہُوا ہے، اور وہاں اُس کا ترجمہ "سانس" کیا گیا ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ جھونکا یا سانس ہے۔ اس کے ساتھ مقابلہ کرو ۲ پطرس ۱ : ۱۷، "جب اُس افضل جلال میں سے یہ آواز آئی" اور ۲ پطرس ۱ : ۲۱ "بلکہ آدمی رُوح القُدس کی تحریک کے ..... بولتے تھے"۔ اِس کو خُوب غور سے یاد رکھیں کہ اِس آیت میں یہ ذکر نہیں کہ آسمان سے ایک آندھی چلی۔ بعضوں نے ایسا خیال کیا ہے یہاں صرف اتنا ذکر ہے کہ آسمان سے ایک آواز آئی اور وُہ آواز ایسی تھی جیسے آندھی کی آواز ہوتی ہے۔ یہ ایک فوق العادت آواز تھی اور کسی فطرتی نظارہ یا واقعہ کا نتیجہ نہ تھی۔ مطلب یہ ہوگا کہ یکایک ایک اعجازی آواز آسمان سے سُنائی دی۔ اِس سے بڑا خوف چھا گیا ہوگا، کہ آندھی تو کوئی نہیں لیکن آواز کی گُونج آندھی جیسی سُننے میں آرہی ہے۔

اُس سے سارا گھر گُونج گیا۔ یعنی اس آواز سے نہ کہ آندھی سے سارا گھر بھر گیا۔ جیسے

نُور اور آواز سے ۔ ایک نادیدہ قوت کا اظہار تھا۔ ویسے اِس آواز سے الٰہی رُوح کے آنے کا اشتہار تھا۔

۳ ۔ اور اُنہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آٹھہریں۔

پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں ۔ یہ آگ کی زبانیں تو نہ تھیں لیکن اُن کے مشابہ تھیں۔ فوق العادت نظارہ طبعی مشاہدہ کے مشابہ ہوتا ہے۔ البتہ اُس سے مختلف اور اُس سے اعلےٰ بھی ۔ یہاں طبعی آگ یا آندھی کا ذکر نہیں اور نہ اُن کے طبعی نتائج کا یہاں ایک رُوحانی اور فوق العادت ماجرے کا ذکر ہے اور اُسی کے مطابق اور مناسب نتائج پیدا ہوئے ۔

اصل زبان کا مطلب یہ ہے کہ آگ جیسی زبانوں کی گویا بارش ہو رہی ہے۔ اور گویا بُوند بُوند الگ الگ ہر شخص پر گر رہی ہے"۔ بہر حال یہ رُوح القدس کا بپتسمہ تھا۔ جس کا ذکر متی ۳: ۱۱ ، لوقا ۳: ۱۶ ، یوحنا ۱: ۳۳ میں آیا ہے ۔

اس نشان کا مطلب ڈھونڈھنا کچھ مشکل نہیں ۔ اِن گواہوں نے ایسی باتوں کا ذکر اپنے ہم جنسوں سے کرنا تھا ۔ اِس لئے زبان کا نشان دکھایا گیا ۔ اُن کے پیغام میں جو قدرت تھی وہ خدا رُوح القدس کی جلنے والی قدرت تھی ۔ اِس لئے آسمانی آگ کا نشان دکھایا گیا ۔ اِن مردوں اور عورتوں کو اپنی منادی کے ذریعہ دُنیا کو ہلا دینے کی خاطر سب سے بڑھ کر آگ جیسی زبانوں کی ضرورت تھی ۔ آگ جیسی زبان حملہ آور مسیحیت کا نشان تھی ۔ اور یہ پُر رانہ آگ پاکیزگی اور محبت کا بھی نشان تھی ۔ کیونکہ آگ صاف کرتی اور جلاتی ہے۔

عالمِ بالا سے بڑا مُبارک مسیح
نسلی زندگی اور محبت کی آگ ہے

آٹھہریں ۔ یعنی یہ قوت جس کا نشان یہ آگ جیسی زبان تھی ، اُن کے ساتھ قیام کرنے کو نازل ہوئی تھی ۔

اُن میں سے ہر ایک پر ۔ یہاں جماعت کا خاص لحاظ ہے اور اُس کے کسی فرد کو بھی نظر انداز نہیں کیا ۔ یہ رُوح القدس کا بپتسمہ ہر فرد کے لئے شخصی بپتسمہ تھا ۔ پس جب ہم اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ پنتکست کے روز کلیسیا کو رُوح القدس عطا ہُوا تو

ہم یہ فراموش نہ کریں کہ اس سے مُراد یہ تھی کہ کلیسیا کے ہر ممبر کو یہ رُوح عطا ہُوا۔ رُوح القدُس کا حاصل کرنا نجات کے حاصل کرنے کی طرح شخصی اور نفسی تجربہ ہے اِس باب میں لفظ "ہر ایک" کا لحاظ رکھیں (آیات ۶ و ۸ و ۳۸) ہر انسان کو اپنے اپنے لئے سُننا۔ توبہ کرنا اور رُوح القدُس سے معمور ہونا ہے۔

۴۔ اور وُہ سب رُوح القدُس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی۔

اور وُہ سب رُوح القدُس سے بھر گئے "وُہ سب" مقابلہ کرو آیت ۱ یعنی کُل جماعت۔ رسُول اور دیگر اشخاص (مرد و عورت) وُہ سارا ظاہری نشان اِس اعلےٰ اندرُونی انعام کا اظہار تھا۔ الفاظ تو بہت سادہ ہیں لیکن جس حقیقت کا وُہ اظہار کرتے ہیں وُہ عقل انسانی کی رسائی سے پرے ہے۔ پہلے شاگردوں کے دلوں کے رُوح القدُس کے ذریعہ بھر جانے کے باعث اُن کی زندگی میں کیسا بڑا انقلاب پیدا ہو گیا۔ کمزور زور آور بن گئے۔ بُزدل بہادر ہو گئے اور جسمانی رُوحانی ہو گئے اور خدا بیشک انسانی بولی کے ذریعہ ازلی حقیقتوں کو انسان کے قابلِ فہم بنا دیتا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ وُہ فہم محدُود ہی ہوتا ہے۔ اِس لئے جب یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں کہ فلاں یا فلاں رُوح القدُس سے بھر گیا تو یہ بھی یاد رکھیں کہ رُوح القدُس الٰہی اقنوم ہے۔ واحد اور غیر تقسیم پذیر۔ آگ ہوا یا پانی کی طرح ایک تقسیم پذیر مادہ نہیں۔ اِس لئے ایسے محاورہ کا یہ مطلب ہوگا کہ رُوح القدُس نے ایسے شخصوں کو پُورے طور سے اپنے قابو کر لیا اور اُن کی قابلیّت کے مُطابق اُن کو اپنا فضل اور قُدرت عطا کی۔ یہ حکم سارے حقیقی مسیحیوں کے لئے ہے کہ "رُوح القدُس سے بھر جاؤ" (افسیوں ۵ : ۱۸) ہم اِس پنتکستی انعام کی تلاش اور تحصیل کریں۔

اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ نہ کہ غیر معلوم زبانیں۔ یعنی جو اُن کی اپنی مادری زبان تھی اُس کے سوا دُوسری بولیاں بولنے لگے (مرقس ۱۶ : ۱۷) اور یہ مناسب بھی تھا۔ کہ اِن خرق العادت زبانوں کے اُن پر ٹھہرنے کے بعد جو کہ اُن کے گواہ ہونے کا نشان تھا وُہ رُوح القدُس کی ہدایت اور تحریک سے بولنے لگیں۔

قرینہ عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ جن بولیوں میں وُہ بولنے لگے وُہ سامعین سمجھتے

تھے خواہ یہودی تھے خواہ دیگر پردیسی (۶-۱۱) پس یہ انعام سامعین کے لحاظ سے بہت مفید مطلب تھا۔ کبھی کبھی ان اجنبی زبانوں کے بارہ میں اختلاف بھی ہوا کہ انہوں نے کونسی زبان میں انجیل سنائی؟ وجد کی حالت میں یا اصلی حالت میں، عبادت کے وقت یا دیگر اوقات پر۔ آیت ۱۱ کے الفاظ کے معنی دونوں طرح کے ہو سکتے ہیں۔ "خدا کے بڑے بڑے کاموں" کا بیان بطور تعریف کے یا بطور نصیحت کے ہو سکتا ہے۔ اعمال کی کتاب میں دو دیگر موقعوں پر بھی ان غیر زبانوں کا ذکر آیا ہے۔ لیکن وہاں بھی پورا تصفیہ نہیں ہوتا کیونکہ جہاں کرنیلیس اور اُس کے دوستوں کی نسبت ذکر ہے کہ روح القدس کے پانے کے بعد وہ انہیں طرح طرح کی زبانیں بولتے اور خدا کی بڑائی کرتے سنا (۱۰: ۴۶) ممکن ہے کہ عبادت کے طور پر وہ ایسا کرتے ہوں۔ اسی قسم کی حالت میں افسی مسیحیوں کی نسبت لکھا ہے کہ وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوت کرنے لگے (۱۹: ۶) مقابلہ کرو متی ۲۲:۷، مرقس ۷:۶ و ۷، ۱ کرنتھی ۱۴: ۲ سے ۳۱، ان مقامات میں بھی وہی فعل استعمال ہوا ہے۔ شاید یہ کہنا زیادہ درست ہوگا، کہ ایسا انعام ان دونوں حالتوں میں مستعمل ہوا۔ خواہ عبادت کا موقعہ ہو یا منادی کرنے کا۔ کیونکہ اس وعظ کے آخر میں پطرس نے صفائی کے طور سے واضح کر دیا، کہ اس وقت یوایل نبی کی پیشینگوئی پوری ہوئی (۱۶-۱۸)

"میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی اُن دنوں میں اپنے روح میں سے ڈالوں گا۔" غیر ممالک میں جاکر غیر زبانوں میں انجیل سنانا اس آیت کے مضمون سے خارج نہیں ہو سکتا۔ وجد کی حالت کی عبادت کے وقت سے اس عبادت کو محدود کرنے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا، کیونکہ ۱ کرنتھی ۱۴: ۱-۹ و ۱۹ میں کرنتھس کی کلیسیا میں غیر زبانیں بولنے کا ذکر آتا ہے۔ یہ گمان کیا جاتا ہے، کہ اس جگہ مسیحی جماعتوں میں عبادت کے طور پر غیر اور نامعلوم زبانوں میں کلام کیا جاتا تھا۔ یہ درست نہیں کہ پنتکُست کے واقعہ کی تفسیر مابعد واقعہ کے ذریعہ کی جائے۔ ان دونوں واقعات میں بڑا فرق ہے۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ پنتکُستی واقعہ اس واقعہ سے بالکل مختلف تھا جو بعد میں کرنتھس کی کلیسیا میں ظاہر ہوا۔ اور ان لوگوں کی دلیل میں کچھ زور پایا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر ان زبانوں کا ذکر ہے، جو سامعین سمجھ سکتے تھے اور بشارتی غرض کے لئے یہ نہایت ضروری تھا۔ ایسی زبانوں کا بھی ذکر آتا ہے جو سامعین کی سمجھ میں نہ آتی تھیں، بلکہ خود بولنے والے اُن کو نہ سمجھتے تھے۔

(اکرنتھی ۱۴: ۲ و ۱۴) مفید ہونے کے لئے اُن کے ترجمہ کرنے کی ضرورت تھی (۱ کرنتھی ۱۴: ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۲۷ و ۲۸) خواہ وُہ زبانیں مختلف قسم کی بولی جاتی ہوں لیکن اُن کے طریقے اور نتیجے میں تو بڑا فرق تھا۔ پنتکُست کے روز ایسی زبانیں مستعمل ہوئیں، جن کے ذریعہ پردیسیوں کے درمیان خُدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان ہوا، اور اُن کے ذریعہ ہزاروں کی توجہ انجیل کے پیغام کی طرف منعطف ہوئی۔

ہم اس سے یہ تو نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ انجیل کے پہلے مبشروں کو ہر ملک کے لوگوں کے درمیان اُن کی اپنی اپنی زبانوں میں بولنے کے لئے یہ انعام زندگی بھر کے لئے مل گیا۔ یہ خاص انعام تو خاص مقصد اور خاص موقعوں کے لئے تھا۔ مثلاً یہ تو صاف لکھا ہے کہ پولُس لُکااُنیہ کی بولی نہیں سمجھتا تھا (۱۴: ۱۱-۱۴) اگرچہ غیر زبانوں کا انعام اُسے کثرت سے عطا ہوا تھا۔ پھر بھی اُس نے لُسترہ کے لوگوں کے ارادے نہ سمجھے۔ وجد کی حالت میں غیر زبانوں میں کلام کرنے کا دعویٰ بعد زمانوں میں لوگوں نے کیا جیسے تیرھویں صدی میں فرانسیسی لوگوں یا جینسی (JANSENISTS) اور (IRVINGITES) وغیرہ لوگوں نے اس کا دعویٰ کیا۔ حال ہی کے زمانہ میں امریکہ۔ یورپ۔ ہندوپاکستان وغیرہ مُلکوں میں بعض اس کے مُدعی پیدا ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں میں سے بعض صاف گو اور صاف دل لوگ ہیں جن کی ہم عزت کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہنے کے مجاز نہیں کہ ایسی حالتوں میں یہ نئے عہدنامہ کے واقعات کا تکرار اور اظہار ہے۔

جس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی۔ یعنی رُوح اُن کو صاف اور بلند آواز سے بولنے کی طاقت دیتا رہا۔ یہ لفظ بولنے یا صاف طور سے بولنے کا نئے عہدنامہ میں اس کے بعد بھی مستعمل ہوا مثلاً آیت ۱۴، اور ۲۶: ۲۵ میں پطرس بھیڑ کے سامنے اور پولُس بادشاہ اور حاکم کے سامنے صاف طور سے بولتے رہے۔ "سبتروں" کے ترجمے میں یہ لفظ نبیوں کے کلام کے لئے آیا ہے۔

۵۔ اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے، خُدا ترس یہودی یروشلم میں رہتے تھے۔

اور ہر قوم میں سے جو آسمان کے تلے ہے۔ یعنی بہت مُلکوں سے۔ تقریباً ہر شائستہ ملک میں یہودی پائے جاتے تھے۔ پنتکُست کی عید کے وقت یروشلم میں ہر طرح

اور ہر ملک کے لوگ جمع تھے ۔ وُہ گویا نوعِ انسان کے وکیل تھے جن کو مسیح کی ضرورت ہے
خُدا ترس ۔ لُوقا نے اِس لفظ کو اکثر استعمال کیا ۔ مثلاً شمعون کے ۔ (لُوقا ۲: ۲۵)
اور جنہوں نے ستفنس کو دفن کیا (اعمال ۸: ۲) اور دمشق کے حننیاہ (۲۲: ۱۲) کے
بارہ میں ۔ اِس سے ایسے لوگ مُراد ہیں جو خُدا کی باتوں کو بڑے ادب سے قبول کرتے اور
بڑی خبرداری اور بڑی پابندی کے ساتھ خُدا کی عبادت کیا کرتے ہیں ۔
رہتے تھے ۔ یہ فعل دو دفعہ پہلے آچکا ہے (۱: ۱۹ و ۲۰) اور اسی باب میں
پھر آیا ہے (۹ و ۱۴ ۔ آیات) اعمال میں مقدس لُوقا نے اِس کو اکثر استعمال کیا ہے چنانچہ
تقریباً بیس دفعہ یہ لفظ اِس کتاب میں آیا ہے ۔ عارضی بُود و باش سے کُچھ زیادہ ایماء
ہیں ہے ۔ غالباً اُن یہودیوں کی طرف اشارہ ہے جو جگہ جگہ منتشر تھے، لیکن یروشلم میں
واپس آکر رہنے لگے نہ محض عید کے لئے آتے تھے ۔ البتّہ اِس بڑے انبوہ میں بہت
حاجی ہوں گے جو صرف زیارت کے لئے آتے تھے ۔

۶ ۔ جب یہ آواز آئی تو بھیڑ لگ گئی اور لوگ دنگ ہو گئے ۔ کیونکہ ہر ایک کو یہی
سُنائی دیتا تھا، کہ یہ میری ہی بولی بول رہے ہیں ۔

یہ آواز ۔ آیت ۲ میں جو لفظ آواز کے لئے مستعمل ہوا ہے، اُس سے یہ مختلف
ہے ۔ اِس سے کلام یا بولنے کی آواز مُراد ہے ۔ اس لئے جب شاگرد اعجازی طور پر غیر
زبانوں میں بولنے لگے تو اُن کی آواز گونج اُٹھی ۔
لوگ دنگ ہو گئے ۔ یہ لفظ اعمال کی کتاب سے مخصوص ہے (۹: ۲۲؛ ۱۹: ۳۲؛
۲۱: ۲۷ و ۳۱) اس سے جو اسم نکلا ہے وُہ ۱۹: ۲۹ میں آیا ہے ۔ جس لفظ سے یہ
مشتق ہے اُس کے معنی یہ ہیں ۔ اکٹھے اُنڈیلنا ۔ اس سے دل کی گھبراہٹ اور حیرانگی
مُراد ہے ۔
میری ہی بولی ۔ کتنی مختلف زبانیں اس وقت بولی گئی ہونگی ۔ یہ لفظ بھی اعمال
کی کتاب کا خاص لفظ ہے (۱: ۱۹؛ ۲: ۸؛ ۲۱: ۴۰؛ ۲۲: ۲؛ ۲۶: ۱۴)

۷ ۔ اور سب حیران اور متعجب ہو کر کہنے لگے دیکھو ۔ یہ بولنے والے کیا سب گلیلی
نہیں ؟
۸ ۔ پھر کیونکر ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے وطن کی بولی سُنتا ہے ؟

حیران ۔ اس معجزہ کا فوری نتیجہ اور اثر یہ ہوا ۔ نئے عہد نامہ میں خاص کر لوقا نے یہ لفظ استعمال کیا ہے ۔ اور اعمال ۲: ۱۲، ۸: ۹، ۱۱ و ۱۳، ۹: ۲۱، ۱۰: ۴۵، ۱۲: ۱۶ میں بھی آیا ہے ۔

متعجب ہو کر ۔ یہ نتیجہ برابر جاری رہا ۔ پہلے تو بے حد حیران ہوئے ، اور پھر یہ حیرانگی تعجب سے بدل گئی ۔

گلیلی ۔ مسیح کے شاگرد اس کی وفات سے پہلے بھی گلیلی کہلاتے (متی ۲۶: ۶۹ - ۷۳) اور اس لئے حقیر بھی سمجھے جاتے تھے ، کیونکہ وہ غیر مہذب علاقہ کے لوگ تھے ۔ (یوحنا ۱: ۴۶ ، ۷: ۵۲) اور دیہاتی بولی بولتے تھے (مرقس ۱۴: ۷۰) اب ان لوگوں کا آزادانہ غیر زبانوں میں بولنا بڑی حیرت کا باعث تھا ۔ رفتہ رفتہ یہ سارے مسیحیوں کے لئے یہ تحقیر کا لقب ہو گیا اور شہنشاہ قیصر جولیان اسی نام سے مسیحیوں کو پکارا کرتا تھا ۔

۹ ۔ حالانکہ ہم پارتھی اور مادی اور عیلامی اور مسوپتامیہ اور یہودیہ اور کپدکیہ اور پنطس اور آسیہ ۔

۱۰ ۔ اور فروگیہ اور پمفیلیہ اور مصر اور لبوآ کے علاقے کے رہنے والے ہیں جو کرینے کی طرف ہے اور رومی مسافر خواہ یہودی خواہ اُن کے مرید اور کریتی اور عرب ہیں ،

پارتھی ۔ بحیرۂ کیسپین کے جنوب کی طرف یہ ایک پہاڑی اور سرسبز علاقہ کے باشندے تھے ۔ اس کی شمالی حد ہرکینیا جنوبی حد کرمنیا ۔ مغربی حد میدیا ۔ مشرقی حد آریا تھی ۔ ان کی اصل نسل تو ٹھیک معلوم نہیں ۔ البتہ تاریخ سے اتنا پتہ لگتا ہے ، کہ یہ لوگ اکثر فارسیوں کے ماتحت رہے ۔ اگرچہ کبھی کبھی بغاوت کر کے آزاد بھی ہو گئے پھر یونانیوں کے ماتحت رہے ۔ اُن سے بھی بغاوت کر کے علیحدہ ہو گئے ۔ بعد ازاں انہوں نے بہت زور پکڑا اور ہندوستان سے دجلہ تک اور خوارزمیہ سے بحیرۂ ہند تک حکمرانی کرتے رہے ۔ اور رومی سلطنت کے خوفناک دشمن تھے ۔

لیکن جن پارتھیوں کا یہاں ذکر ہے وہ پارتھیا کے رہنے والے یہودی تھے ۔ اور ان میں شاید یہودی مرید بھی شامل ہوں گے ۔ اور جن باقی جگہوں کا ذکر ہے ، ان کی نسبت بھی یہی کہہ سکتے ہیں (دیکھو آیت ۱۰)

مادی ۔ اُن کی شمالی حد بحر کیسپین ۔ جنوبی حد فارس ۔ سوسنّاہ اور آسور کا کچھ حصّہ ۔ مشرقی حد پارتھیا اور ہرکینیا اور مغربی حد اسور اور ارمینہ کلاں ۔ پارتھیا کی طرح یہ بھی

پہاڑی علاقہ تھا۔ اب یہ فارسی سلطنت کا شمال مغربی حصہ ہے۔

مادی لوگ آریہ قوم کی ایرانی شاخ سے متعلق تھے۔ فارسی لوگ بھی اسی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ تاریخ میں ان کی نسبت بہت کچھ تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ فارسی لوگوں کے عروج سے پہلے یہ لوگ اچھی شہرت حاصل کر گئے تھے۔

عیلامی۔ قدیم فارسی اور بابلی سلطنتیں جو سوسی آنہ کے نام سے مشہور تھیں؛ یہ لوگ اسی علاقہ کے باشندے تھے۔ یہ خلیج فارس کے شمال کی طرف تھے جس کی مغربی حد دریائے دجلہ تھا۔ مادیا شمال کی طرف اور فارس جنوب و مشرق کی طرف تھا۔ یہ سام کی نسل سے تھے (پیدائش ۱۰: ۲۲) کبھی کبھی لفظ عیلام فارس کے مترادف آیا ہے۔

مسوپتامیہ یعنی دوآبہ۔ دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ۔ عہد عتیق کے عبرانی اسے آرام نہرائم کہتے تھے۔ پیدائش ۱۰: ۲۴۔ یہ عیلام کے شمال مغرب اور میدیہ کے مغرب کی طرف تھا۔

یہودیہ۔ یہ شمال مغرب کی طرف کا ہے۔ جو لوگ اس عید کے موقع پر جمع تھے اُنہیں سے بہت یہودیہ کے علاقہ کے ہونگے۔ لیکن چونکہ اُن کی آرامی بولی گلیل کی بولی سے متفرق تھی اس لئے اُن کا الگ ذکر ہوا۔

کپدکیہ۔ اب فہرست کا رُخ ایشیا کوچک کی طرف ہے۔ کپدکیہ کا علاقہ ایشیا کوچک کے مشرق کی طرف تھا۔ فلسطین کے شمال مغرب میں۔ ان دنوں میں رُومی سلطنت کی طرف سے حاکم یہاں کا انتظام کیا کرتا تھا۔ اس کے جنوب کی طرف کلکیہ شمال کی طرف پنطُس۔ مشرق کی طرف ارمنیا۔ اور مسوپتامیہ اور مغرب کی طرف فرُگیا اور گلتیہ تھے۔ ۱ پطرس ۱: ۱ میں اس کا پھر ذکر آتا ہے۔

پنطُس۔ یہ ایشیا کوچک کا ایک بڑا علاقہ تھا۔ یہ کپدکیہ کے شمال کی طرف واقع تھا۔ پنطُس کی ریاست کا ایک حصہ رُومیوں نے پنطُس اور بتونیہ کے علاقہ کے ساتھ ملحق کر دیا تھا۔ ۶۵ قبل مسیح میں اور باقی حصہ دیر تک دُوسرے حاکموں کے ماتحت رہا۔ اس جگہ کس پنطُس کا ذکر ہے۔ ٹھیک طور سے دریافت نہیں ہو سکتا۔ آیا یہ اُس نام کا رُومی علاقہ ہے یا اس مُلک کا دُوسرا حصہ۔ گمان غالب ہے کہ یہ اوّل الذکر پنطُس ہوگا۔ اسی نام کا ذکر اعمال ۱۸: ۲، اور ۱ پطرس ۱: ۱ میں بھی آیا ہے۔

آسیہ۔ نئے عہدنامہ میں یہ نام رُومی علاقہ کے آسیہ کے واسطے استعمال ہوا ہے۔ یہ علاقہ ۱۳۳ قبل مسیح میں قائم ہوا۔ اور یہ پرو کونسل کے ماتحت کیا گیا۔ یہ صوبہ یا پرو کونسل ایشیا کہلاتا تھا۔ اس میں یہ علاقے شامل تھے جزیرہ نما ایشیا کوچک

کے مغربی حصے۔ مُوسیہ۔ لدیا۔ قاریا اور فروگیہ کے بعض حصّوں کے۔ اِس صوبہ کا صدر مقام اِفسس تھا۔ پرگمس اور سمرنا بھی اِس صوبہ کے بڑے مشہور شہر تھے۔ اعمال کی کتاب میں کئی دفعہ اِس کا ذکر آئے گا۔

فروگیہ۔ یہ ایشیائے کوچک کا ایک بڑا علاقہ تھا صوبہ آسیہ کے مشرق کی طرف۔ جس کے شمال کی طرف بتونیہ اور مشرق کی طرف گلتیہ تھا۔ اِس کی وسعت مختلف وقتوں میں مختلف ہوتی رہی۔ رُومی زمانہ میں اِس کے دو حصے تھے۔ ایک آسیائی فروگیہ اور ایک گلتی فروگیہ۔ اِن میں سے پہلا حصہ رُومی صوبہ آسیہ سے مُلحق تھا اور یہاں جس فروگیہ کا ذکر ہے وُہ غالباً گلتی فروگیہ ہوگا۔ کیونکہ آسیہ کے عین بعد اس کا ذکر ہے۔ یہ نام ۱۶ : ۶۔ اور ۱۸ : ۲۳ میں پھر آتا ہے۔

پمفیلیہ۔ یہ مُلک ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحل پر واقع تھا۔ اُس کی مشرقی حد کلکیہ۔ مغربی حد لوکیا اور شمالی حد کوہ طارس تھی۔ یہ ساحلی علاقہ ۸۰ میل لمبا اور تقریباً ۲۵ میل چوڑا تھا۔ اِس کا ذکر پھر ۱۳ : ۱۳، ۱۴ : ۲۴، ۱۵ : ۳۸، اور ۲۷ : ۵ میں آیا ہے

مصر۔ اِس کی تشریح کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔ تاریخ سے ہم کو معلوم ہے کہ یہودیوں کی کئی بستیاں اسکندریہ اور شمالی مصر کے دُوسرے شہروں میں پائی جاتی تھیں۔

اور لبوآ کے علاقے کے جو کرینے کی طرف ہے۔ لبوآ یُونانی محاورہ کے مُطابق افریقہ کا علاقہ ہے اور یہاں وُہ علاقہ مُراد ہے جو افریقہ کے ساحل پر مصر کے مغرب قریطے کے بالمقابل واقع تھا۔ اور بقول یُوسیفس مؤرّخ یہاں کی آبادی کا چوتھا حصہ یہودی تھے۔ اس کی طرف دیگر اشارے متی ۲۷ : ۳۲، مرقس ۱۵ : ۲۱، لُوقا ۲۳ : ۲۶، اعمال ۶ : ۹، ۱۱ : ۲۰، ۱۳ : ۱ میں پائے جاتے ہیں۔

رُومی مسافر، اب ہم بحیرہ اوقیانوس سے شاہی شہر کی طرف عبُور کرتے ہیں۔ اِس فہرست میں یہ آخری مغربی حد تھی۔ اِس کا مطلب غالباً یہی ہے کہ رُوم کے لوگ یا شاید مغرب کے دیگر شہروں کے لوگ جو عارضی طور پر عید منانے کے لئے یروشلم میں آ ٹھہرے تھے۔ لاطینی مصنّفوں اور یُوسیفس مؤرّخ کے ذریعہ ہم کو بخُوبی معلوم ہے کہ اِس وقت رُوم میں بے شمار یہُودی آباد تھے۔ گمان ہے کہ جو رُومی یہُودی اس پنتیکُست

کے موقعہ پر ایمان لائے۔ اُنہوں نے جاکر رُومی کلیسیا کی بُنیاد رُوم شہر میں ڈالی (دیکھو ۲۸: ۱۴ و ۱۵)

خواہ یہودی خواہ اُن کے مرید۔ شاید یہاں رُومی مسافروں کی طرف اشارہ ہے یا اُن سب کی طرف جن کا ذکر فہرست میں ہو چکا ہے۔ مرید کے لئے جو لفظ اصل زبان میں مستعمل ہُوا ہے اُس کے اصل معنی ہیں نوآمدہ یا نو وارد۔ اور اِس سے مراد ایسا شخص ہے جس نے یہودی مذہب کو قبول کر لیا ہو۔ اور ختنہ کرالیا ہو اور یہودی رسُوم کو مانتا ہو۔ اور یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے نو مریدوں کو ایک طرح کا بپتسمہ دیا جاتا تھا، اور اُن کو خاص نذرانے چڑھانے پڑتے تھے اِس کتاب میں بعض ایسے شخصوں کا بھی ذکر آئے گا، جنہوں نے یہُودی مذہب کی بڑی بڑی باتوں کو تو مان لیا تھا لیکن پُورے مرید نہ بنے تھے، کیونکہ اُنہوں نے ختنہ نہ کرایا تھا اور اپنے پُرانے مذہب سے نکل کر یہودی مذہب میں شامل نہ ہوئے تھے۔ اِس قسم کے لوگوں میں سے ایک شخص کرنیلیس تھا۔ (۱۰ باب)

کریتی۔ یہاں فہرست کا رُخ مشرق کی جانب ہے۔ کریتے کا نام آجکل کندیا ہے۔ یہ بحیرہ اوقیانوس میں ایک جزیرہ ہے جو یُونان سے ساٹھ میل جنوب کی طرف واقع ہے اِس کا طول ۱۵۶ میل اور عرض مختلف ہے۔ یعنی سات اور تیس میل کے درمیان اِس کے اصلی باشندے ایشیا کوچک کے باشندوں کے ساتھ تعلّق رکھتے تھے۔ رُومیوں کے عہد سلطنت میں یہ کریتی کے ساتھ ملحق تھا، اور رُوم کی سنیٹ کا صوبہ تھا۔ یہاں کافی یہُودی آباد تھے۔

اِس کے بعد کریتے کا ذکر اعمال ۲۷: ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۱، طیطس ۱: ۵ و ۱۲ میں آتا ہے۔ عرب۔ یہاں فہرست ختم ہو جاتی ہے۔ یہ جزیرہ نما برّاعظم ایشیا اور افریقہ کے مابین واقع ہے اور بحیرہ قلزم اور خلیج فارس تک پھیلا ہُوا ہے۔ اِس فہرست میں مجمل طور پر یہ لوگ داخل ہیں (۱) مشرقی یا بابلی یہودی۔ (۲) سُریانی یہودی (۳) مصری یہُودی (۴) رُومی یہودی۔

۱۱۔ مگر اپنی اپنی زبان میں اُن سے خُدا کے بڑے بڑے کاموں کا بیان سُنتے ہیں۔

خُدا کے بڑے بڑے کاموں۔ مقابلہ کرو ۱۰: ۴۶ سے۔ لُوقا ۱: ۴۹ میں اِس

قسم کا محاورہ تو آیا ہے لیکن بالکل یہ محاورہ نئے عہد نامہ میں کسی دُوسری جگہ نہیں آیا بعضوں کا خیال ہے، کہ اس محاورہ سے وجد کی حالت میں زبور کا گانا مُراد ہے۔ بعضوں کا گمان ہے کہ مسیح کے دُکھوں موت، قیامت اور صعُود کا بیان مُراد ہے۔ خواہ کچھ ہی ہو جہان کی نجات اور رُوح القدس کے نزول میں جو بڑے بڑے کام ظاہر ہُوئے وُہ اِس محاورے میں شامل ہیں۔

۱۲۔ اور سب حیران ہُوئے اور گھبرا کر ایک دُوسرے سے کہنے لگے کہ یہ کیا ہُوا چاہتا ہے ؟

حیران ہُوئے۔ دیکھو آیت ۷۔
گھبرا کر۔ مُقدس لُوقا کا یہ خاص لفظ ہے (لُوقا ۹ : ۷ ، اعمال ۵ : ۲۴ ، ۱۰ : ۱۷) اِس کے ذریعہ اِس امر کے ثبوت میں مدد ملتی ہے کہ لُوقا ہی اعمال کی کتاب کا مُصنف تھا

۱۳۔ اور بعض نے ٹھٹھا کر کے کہا کہ یہ تو تازہ مے کے نشہ میں ہیں۔

بعض۔ یعنی تماشائیوں میں سے بعض نے شاید مخالف فریق کا ہنی یا پیرُوی گروہ میں سے ہے۔
یہ تو تازہ مے کے نشے میں ہیں۔ تازہ مے کے واسطے جو لفظ ہے، اُس کے اصلی معنی میٹھے ہیں۔ جب لوگوں نے اِس جوش اور اُن تقریروں اور فرطِ خوشی کا مشاہدہ کیا تو اُن کی سمجھ میں اِس کا کوئی اور سبب معلوم نہ ہُوا، سوائے اِس کے کہ وُہ نشے میں چور ہیں بنگل (BENGEL) خُوب فرماتے ہیں کہ "دنیا ٹھٹھے سے شرُوع کرتی ہے۔ پھر وُہ اعتراض شرُوع کرتی ہے (۴ : ۷) پھر دھمکیوں پر اُتر آتی ہے (۴ : ۱۷) پھر قید (۵ : ۱۸) پھر صدموں پر (۵ : ۴۰) پھر قتل کی نوبت پہنچتی ہے (۷ : ۵۸) جسمانی لوگوں کا یہ خاصہ ہے، کہ وُہ نادانی اور ناعاقبت اندیشی کے باعث فوق العادت باتوں کو طبعی اسباب سے منسوب کرتے ہیں۔

۱۴ سے ۳۶ تک

۱۴۔ لیکن پطرس اُن گیارہ کے ساتھ کھڑا ہُوا اور اپنی آواز بُلند کر کے لوگوں سے کہا کہ اَے یہُودیو ! اور اَے یروشلیم کے سب رہنے والو۔ یہ جان لو اور کان لگا کر میری باتیں سُنو۔

پطرس۔ اب اُس کی بُزدلی جاتی رہی جس شخص نے ایک لونڈی کے سامنے اپنے خداوند کا انکار کیا تھا، اب وُہ ہزاروں کے مجمعے کے سامنے دلیری کے ساتھ اُس کی منادی کرتا ہے۔ رُوح القُدس اور آگ کے بپتسمہ نے اُس کو پاک صاف اور مضبوط بنا دیا۔

گیارہ کے ساتھ جو اس کم سِن کلیسیا کے پیشوا اور خاص پیغام کے پہنچانے والے تھے۔

اپنی آواز بُلند کر کے۔ یہ محاورہ ۱۴: ۱۱، ۲۲: ۲۲ میں آیا ہے۔ اس قدر بڑے انبوہ کے لئے بُلند آواز سے بولنے کی ضرورت تھی۔

کہا۔ آیت ۴ میں یہی فعل آیا ہے۔ بلا شک پطرس آرامی زبان میں بولا ہوگا۔ کیونکہ اُس وقت فلسطین کی یہی بولی تھی اور اِسی وجہ سے وُہ اہلِ یہودیہ اور اہالیانِ یروشلیم سے مخاطب ہُوا۔

۱۵۔ کہ جیسا تم سمجھتے ہو یہ نشہ میں نہیں۔ کیونکہ ابھی تو پہر ہی دن چڑھا ہے۔

ابھی تو پہر ہی دن چڑھا ہے۔ لفظی ترجمہ ہوگا۔ ابھی تو تیسرا گھنٹہ ہی ہے۔ طلوعِ آفتاب سے یہ شمار لیا جاتا تھا۔ اس لئے تین گھنٹے ایک پہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ دن میں بارہ گھنٹے یا چار پہر ہوتے ہیں۔ یہودی رواج کے مُطابق دِن اور رات بارہ بارہ گھنٹوں میں منقسم تھے۔ ان کی طوالت دن کے اندازے کے مُطابق مختلف ہوتی تھی۔ لیکن عام طور پر یہ تیسرا گھنٹہ صبح کے نو بجے کے قریب ہوگا۔ دُعا کے پہلے گھنٹے اور صبح کی قُربانی کا یہی وقت تھا۔ عموماً لوگ علے الصباح نشہ بازی نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہودی شراب کے ساتھ گوشت کھایا کرتے تھے اور یہ صرف شام کو کرتے تھے اور ان بڑی عیدوں کے موقعوں پہ دوپہر تک روزہ رکھتے تھے اور یہ بھی لحاظ کئے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ پطرس کیسا صوفی مزاج تھا۔ اُس کے اقوال افعال اور دلائل سب نپے تُلے اور اعتدال کے ساتھ تھے۔

۱۶۔ بلکہ یہ وُہ بات ہے جو یوئیل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ۔

یہ وُہ بات ہے۔ پطرس کا یہ دعوےٰ ہے کہ اس واقعہ میں قدیم نبوّت کی حقیقی تکمیل تھی اور محض جُزوی اور ابتدائی تکمیل نہ تھی۔

یوئیل نبی کی معرفت۔ یہ اقتباس یوئیل ۲: ۲۸ سے ۳۲ تک کا ہے اور سترول

کے ترجمہ کے مطابق سوائے چند تبدیلیوں کے۔

۱۷۔ خدا فرماتا ہے، کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنے رُوح میں سے ہر بشر پر ڈالونگا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی۔ اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بُڈھے خواب دیکھیں گے۔

آخری دِنوں میں۔ عبرانی اور سترول دونوں میں جو لفظ آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں ما بعد یا بعد ازاں۔ اب اس کو آخری دنوں سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی مسیحی زمانہ میں جس کا آغاز مسیح کی پہلی آمد سے ہُوا۔

۱۸۔ بلکہ میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی، اُن دنوں میں اپنے رُوح میں سے ڈالوں گا، اور وہ نبوت کریں گی۔

میں اپنے رُوح میں سے ...... ڈالوں گا۔ ان لفظوں سے خدا کی طرف سے کثرت سے رُوح کے ملنے کا اظہار ہوتا ہے "وہ رُوح ناپ ناپ کر نہیں دیتا" یوحنا ۳: ۳۴) پھر آیات ۱۸ و ۳۳، اور ۱۰: ۴۵، اور ططس ۳: ۶ میں اسی قرینے میں یہ محاورہ آیا ہے۔ علاوہ ازیں ۱: ۸ کی تفسیر دیکھو۔ لفظ رُوح میں سے اس فارقلیط کے انعامات کی طرف اشارہ ہے۔ اس پنتکستی انعام میں ہر ایک کا حصہ ہے (آیت ۳۹) اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ایمان کے ساتھ اپنے حصہ کا دعوے کریں۔ لفظ ہر یا سب کے واسطے آیت ۱۵ کی تفسیر دیکھو۔

ہر بشر۔ نہ اُس ساری جماعت پر جو بالاخانے میں جمع تھی۔

تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں۔ یہ پنتکستی انعام مرد و عورت دونوں کے لئے ہے (آیت ۱۸) ہم اِس کا ذکر کر چکے ہیں کہ اس گروہ میں عورتیں بھی شامل تھیں جو رُوح القدس سے بھر گئیں (۱: ۱۴، ۲: ۱ و ۴)

نبوت کریں گی۔ لفظ نبوت کے معنی پیشینگوئی ہی نہ سمجھنا چاہیئے اس کے معنی ہیں خدا کے کلام اور پیغام کو وعظ و نصیحت کے ذریعہ لوگوں کے سامنے بیان کرنا۔ اگرچہ عورتوں کو جماعت میں خاص عہدہ کی حیثیت سے منادی کرنے کی ممانعت ہے۔ لیکن برملا خدا کے کلام کے سنانے کی ممانعت نہیں۔ مقابلہ کرو ۲۱: ۹۔ اِس آیت سے یہ بھی پتہ لگتا ہے، کہ آیت ۴ میں جن زبانوں کا ذکر آیا ہے وہ خدا کے پیغام پہنچانے میں

استعمال ہوئیں۔

تمہارے جوان۔ یوئیل کی عبارت سے ترتیب میں بیان کچھ اور ہے۔ وہاں بوڑھوں کا ذکر پہلے آتا ہے۔

رویا۔ یعنی جاگتے وقت کچھ دکھائی دینا۔ ایسی رویتیں جوانوں سے یہاں منسوب ہیں جن کی قوت اور پھرتی عالم شباب پر ہے۔

خواب۔ جو ہاجرے سوتے وقت نظر آئیں۔ ایسا نظارہ بوڑھوں سے منسوب ہے، جو زیادہ سنجیدہ ہیں اور جوانی کے چلبلے پن سے آزاد ہیں۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ دو لفظ ایسے مختلف ہیں کہ کبھی ہم معنی نہ ہو سکیں۔ یہ درست ہے کہ خدا خوابوں اور رویتوں کے ذریعے کبھی کبھی اپنی باتیں ظاہر کرتا ہے۔ لیکن ہر خواب اور رویا پر اعتبار نہ کریں، ورنہ اندیشہ ہے کہ ہم زیادہ گمراہی میں نہ پڑ جائیں۔ صرف خدا کے کلام پر اپنی ساری تعلیم کا انحصار رکھیں۔ یہ بھی قابلِ لحاظ ہے، کہ اعمال کی کتاب میں جن رویتوں کا ذکر ہے وہ بشارتی کام کے لئے ہیں۔

اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ۱۷ آیت میں جو بیان ہو چکا ہے، اُسی کا ذکر ان لفظوں میں دوبارہ ہوا ہے یعنی مردوں اور عورتوں پر بعضوں کا خیال ہے کہ یہ غلاموں اور لونڈیوں کا ذکر ہے جو آزاد لوگوں سے مختلف جماعت ہے۔ اگر یہ معنی بھی لئے جائیں تو یہ مراد ہوگی کہ حقیر سے حقیر لوگ بھی اس وعدے میں شریک ہیں۔ اس برکت میں شراکت حاصل کرنے کے لئے غلامی کسی طرح بھی سدِ راہ نہیں ہو سکتی یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک طرح سے تو یہ لوگ بیٹے اور بیٹیاں ہیں لیکن ایک طرح سے اُس کے غلام اور لونڈیاں ہیں اور اس پنتکُستی قدرت حاصل کرنے کے لئے الٰہی مرضی کی اطاعت لازمی امر ہے۔

رُوح میں سے ڈالوں گا۔ اس وعدہ کا تکرار ایمان کا حوصلہ بڑھانے اور یقین دلانے کے لئے ہے۔ خدا اپنی پُر فضل باتیں بار بار دُہراتا رہتا ہے، تاکہ کوئی شک میں نہ رہے۔

اور وہ نبوت کریں گی۔ یہ بھی اسی قسم کا تکرارِ عبارت ہے۔ یہ تکرار یوئیل کی عبارت میں نہیں جس سے ظاہر ہے کہ پطرس نے تاکید کے لئے ان لفظوں کو دُہرایا تاکہ ظاہر کرے،

کہ یہ ماجرا قدرت اور تاثیر کے ساتھ گواہی دینے کے لئے تھا۔ (۱:۸) کیا ہم رُوح سے بھر گئے ہیں؟ اگر ایسا ہو تو آؤ ہم بھی انجیل کی بشارت دیں۔

۱۹۔ اور میں اُوپر آسمان پر عجیب کام اور نیچے زمین پر نشانیاں یعنی خون اور آگ اور دُھوئیں کا بادل دکھاؤں گا۔

عجیب کام اور نشانیاں۔ جو زمانہ پنتکُست کے دن سے شروع ہُوا، وُہ ہمارے خُداوند کی دُوسری آمد پر ختم ہو گا۔ مقدّس پطرس کو یہ سارا زمانہ ایک ہی وقت میں پُورا ہوتا معلوم ہُوا۔ اِس وعدہ کا جو حصّہ آخری منزلوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وُہ پُورا ہونا باقی ہے۔ لفظ نشان یُوئیل کی عبارت میں نہیں۔ زمین پر خونریزی اور آتشزدگی اور آسمان میں خوفناک نظارے اُس دن کا نشان ہونگے۔ آیت ۲۲ کی تشریح بھی دیکھو۔

۲۰۔ سُورج تاریک اور چاند خون ہو جائے گا، پیشتر اس سے کہ خُداوند کا عظیم اور جلیل دن آئے۔

خُداوند کا دن۔ عہدِ عتیق کی نبیادی کتابوں میں یہ ایک مشہور محاورہ ہے جس سے خُداوند کی قدرت، جلال اور عظمت کے ظہور کا آئندہ زمانہ مُراد ہے مثلاً دیکھو یسعیاہ ۲: ۱۲، ۱۳: ۱۹؛ یُوئیل ۲: ۱؛ عاموس ۵: ۱۸؛ زکریاہ ۱۴: ۱؛ ملاکی ۴: ۵۔ نئے عہد نامہ کے محاورہ میں اِس سے وُہ دن مُراد ہے، جب ہمارا خُداوند یسُوع قُدرت اور جلال کے ساتھ اپنے دشمنوں کو سزا دینے اور اپنی سلطنت کی تکمیل کے لئے آئے گا۔ (۲ پطرس ۳: ۱۰)

جلیل۔ عبرانی لفظ کا ٹھیک ترجمہ یہ ہے "خوفناک" لیکن سترّوں کے ترجمہ میں جو لفظ اِستعمال ہُوا ہے اُس سے جلیل ہی مُراد ہے۔ یا ظہور اور یہ لفظ ہمارے خُداوند کی دُوسری آمد کے ظہور کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۲۱۔ اور یہ ہو گا۔ کہ جو کوئی خُداوند کا نام لے گا نجات پائے گا۔

جو کوئی خُداوند کا نام لے گا ..... اگرچہ اِس وعدہ کا تعلق اُس خاص خوف اور سزا کے زمانہ سے ہے جس کا ابھی ذکر ہُوا (یسعیاہ ۲۶: ۹) لیکن اِس کا رُوح القدس کے سارے زمانہ کے ساتھ تعلق ہے۔ "جو کوئی" خواہ یہودی ہو خواہ غیر قوم۔ یا جیسے ۱۷ آیت میں آتا ہے "ہر بشر"۔

"خُداوند کا نام لے گا" یعنے یسُوع مسیح کے نام سے پکارے گا۔ (فلپیوں

۲ : ۹-۱۱) ایمان کے ساتھ، التجا کے ساتھ اور عبادت کے طور پر۔ نیز دیکھو ۷ : ۵۹، ۹ : ۱۴ و ۲۱، ۲۲ : ۱۶، ۱ کرنتھی ۱ : ۲، ۲ تیمتھیس ۲ : ۲۲، یہاں یہی محاورہ آتا ہے۔ اور مقابلہ کرو رومی ۱۰ : ۱۲-۱۴، جہاں یہی جملہ مسیح کے لئے آتا ہے۔ اب پطرس اپنی تقریر میں یہ کہنا چاہتا ہے۔ کہ یسوع ناصری وہ سرافراز شدہ خداوند ہے، نجات کے لئے جس کو پکارنا چاہئیے۔

۲۲۔ اے اسرائیلیو! یہ باتیں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر ان معجزوں اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا، جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے چنانچہ تم آپ ہی جانتے ہو۔

اے اسرائیلیو! آیت ۱۴ میں جو محاورہ آیا ہے اس کی نسبت یہ زیادہ وسیع ہے اس میں یعقوب کی ساری نسل داخل ہے۔ اور اس قوم کی عظمت وشان کی طرف اشارہ ہے۔ صاحب تقریر بڑی ہوشیاری اور انکساری اس تقریر میں ظاہر کرتا ہے۔ یسوع ناصری، ہمارا خداوند اس نام سے مشہور تھا (متی ۲۱ : ۱۱) اور اس نام کے استعمال سے رسول کا یہ منشا بھی ہے کہ ہمارا خداوند کیسی فروتنی اور حقیر حالت سے ایسے سرافراز اور ممتاز درجہ کو پہنچا (آیت ۳۶) چند ہی ہفتے گزرے تھے کہ یہ نام بطور حقارت کے صلیب پر لکھا گیا تھا۔ اور پھر وہی نام جلال کے تخت پر سنہری حروف میں لکھا گیا۔ مقابلہ کرو ۳ : ۶، ۴ : ۱۰،

خدا کی طرف سے ہونا۔ مقابلہ کرو یوحنا ۳ : ۲، ۵ : ۳۶ و ۳۷، ۱۴ : ۱۱۔

معجزوں عجیب کاموں اور نشانوں۔ ان تین لفظوں کے ذریعہ ہمارے خداوند کے مختلف اعجازی کام مراد ہیں، جن سے ان کی حقیقت ظہور اور مقصد ظاہر ہوتا ہے لفظ معجزوں سے ایسے اعجازی کام مراد ہیں جن کے ذریعہ خدا کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوا۔ (متی ۱۱ : ۲۱ و ۲۳) لفظ عجیب سے ایسے کام مراد ہیں، جن سے حیرت اور تعجب پیدا ہو اور خواہ مخواہ انسان کی توجہ ان کی طرف منعطف ہو (دیکھو آیت ۱۹، ۷ : ۳۶) لفظ نشان سے ان کی اخلاقی اور روحانی غرض ظاہر ہوتی ہے، کہ وہ روحانی حقیقتوں کا نشان تھے۔ مقدس یوحنا کی انجیل میں معجزے ہمیشہ نشان کہلاتے ہیں، کیونکہ ان کے ذریعہ آسمانی باتیں ظاہر کی جاتی ہیں۔ اعمال کی کتاب میں یہ دونوں الفاظ عجیب کام اور نشان اکٹھے کئی دفعہ

آسکتے ہیں (۲: ۱۹ و ۲۲ و ۴۳، ۴: ۳۰، ۵: ۱۲، ۶: ۸، ۷: ۳۶، ۱۴: ۳) ہمارے خداوند کے معجزے رحم کے کام تھے، اور اُن کا ہمیشہ ایک رُوحانی مقصد تھا۔ اس لئے وُہ دُوسرے دینوں کے معجزوں سے مختلف تھے۔ کیونکہ جس قسم کے معجزوں کا دعویٰ دیگر ادیان میں آتا ہے، وُہ تو انسان کی رُوحانی اور اخلاقی طبیعت کو سخت شاق گذرتے ہیں۔ نئے عہدنامے کے عجیب کام اور نشان عمُوماً شفا اور رحم کے کام تھے۔

تُم آپ ہی جانتے ہو۔ رسُول کے ذریعہ رُوح القُدس یہُودیوں کو قائل کرتا ہے کہ مسیح کے رد کرنے میں اُنہوں نے کیسا گناہ کیا جب کہ اُس کے معجزے پایۂ ثبوت کو پہنچ چکے تھے، وُہ نادانی کا عذر پیش نہ کر سکتے تھے، اِس لئے اُس کے دعاوی کے رد کرنے کا اُن کے پاس کوئی بہانہ نہ تھا (یُوحنّا ۹: ۳۹-۴۱، ۱۵: ۲۴ و ۲۵، ۱۶: ۹) نُور اور علم کے خلاف گناہ کرنے کا کوئی عذر نہیں ہوسکتا۔

۲۳- جب وُہ خُدا کے مقررّہ انتظام اور علمِ سابق کے مُوافق پکڑوایا گیا، تو تُم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اُسے مصلُوب کروا کر مار ڈالا۔

وُہ۔ یہ تاکید کے لئے آیا ہے جس شخص کی خُدا باپ ایسی عزّت اور قدر کرتا ہے اُس کو تُم نے بے عزّت کیا۔ اُس کی تحقیر کی اور اُس کو قتل کیا۔

مقررّہ۔ یہی لفظ پھر ۱۰: ۴۲ میں آیا ہے۔ کفّارہ کے بارہ میں خُدا کی تجویز اور مقصد دُنیا کی پیدائش سے مقررّ ہو چکے تھے (مکاشفہ ۱۳: ۸؛ ۲-تیمتھیس ۱: ۹)۔

انتظام۔ مقابلہ کرو ۴: ۲۸ سے، اِس لفظ کے ٹھیک معنی ارادہ یا عزم ہیں۔ عمُوماً نئے عہدنامہ میں مقدّس لُوقا نے اِس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ اِس کا پھر کئی دفعہ ذکر آیا ہے۔ دیکھو ۴: ۲۸، ۵: ۳۸، ۱۳: ۳۶، ۲۰: ۲۷، ۲۷: ۱۲ و ۴۲۔

علمِ سابق۔ یہ لفظ خاص مقدّس پطرس کا ہے۔ اس کا استعمال ۱ پطرس ۱: ۲، میں ہُوا ہے۔ خُدا باپ کے جس علمِ سابق نے مسیح کو صلیب پر خُدا کے برّہ کی حیثیت میں دیکھا اُسی نے مسیح کے برگزیدوں اور مخلصی یافتوں کو پاک شدہ اور فرمانبردار اور مقدّس حالت میں دیکھا۔

جب کبھی خُدا کے علمِ سابق کا ذکر ہوتا ہے تو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ محاورہ نسبتی طور پر مستعمل ہوتا ہے، کیونکہ خُدا تو بے زمان ہے جس کے سامنے سارے واقعات

زمانہ حال کی طرح کھلے ہوتے ہیں۔
بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے۔ ان سے عموماً پنطس پلاطوس اور رومی سپاہی مُراد لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ وُہ موسوی شریعت کے لحاظ سے بے شرع لوگ تھے یعنی غیر قوم (رومی ۲: ۱۴؛ ۱ کرنتھی ۹: ۲۱) لیکن اس جملہ سے شرع کے توڑنے والے بھی مُراد ہو سکتے ہیں (دیکھو لوقا ۲۲: ۳۷؛ ۲ تھسلنیکی ۲: ۸؛ ۱ تمتھیس ۱: ۹؛ ۲ پطرس ۲: ۸)۔
مصلوب کروا کر مروا ڈالا۔ یہ خاص لفظ اس آیت میں آیا ہے۔ آیت ۳۶ میں مختلف لفظ ہے۔ دلیری سے پطرس نے سامعین پر الزام لگایا اور مسیح کے قتل کا جُرم اُن سے منسوب کیا جیسے خُدا نے ایسے برملا طور سے عزت بخشی۔

۲۴۔ لیکن خُدا نے موت کے بند کھول کر اُسے جلایا۔ کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وُہ اُس کے قبضے میں رہتا۔

لیکن خُدا نے ... اُسے جلایا۔ اس ساری تقریر میں پطرس نے اس امر کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ خُدا نے یسوع مسیح سے کیسا سلوک کیا، اور انسانوں نے اُس سے کیسا سلوک کیا۔ پھر مقابلہ کرو ۱: ۲۲ کی تفسیر۔ موت کے بند کھول کر۔ موت کے بند سے دردِزہ مُراد ہے۔ دیکھو متی ۲۴: ۸؛ ۱ تھسلنیکی ۵: ۳۔ یہ لفظ زبور ۱۸: ۵ کے سترِن کے ترجمہ سے لیا گیا ہے۔ عبرانی الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ موت کے جال یا رسیاں۔ یہ عجب محاورہ ہے۔ موت کے پیدا ہونے کے درد، اور اِن سے یہ بڑی حقیقت ظاہر ہوتی ہے، کہ مسیح کے دُکھ اُس کی قیامت کا پیش خیمہ تھے۔ موت کو گویا جننے کے درد لگے رہے، جب تک کہ مُردہ جی نہ اُٹھا۔
کیونکہ یہ ممکن نہ تھا۔ یعنی الٰہی مقصد اور دعدہ کے لحاظ سے یہ ممکن نہ تھا (آیات ۲۵ سے ۲۸ تک) اور نیز اِس لحاظ سے بھی کہ اُس کے کفّارہ کے کام کی تکمیل ضرور تھی۔ اگر مسیح خُدا کا بیٹا تھا، اور اگر اُس کی قربانی موثر تھی، اور اگر موت پر اُس کی فتح حقیقی تھی تو اُس کی قیامت لازمی امر تھا۔ (رومی ۱: ۴؛ ۴: ۲۵، عبرانی ۲: ۱۴ و ۱۵)۔

۲۵۔ کیونکہ داؤد اُس کے حق میں کہتا ہے کہ
میں خُداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے دیکھتا رہا۔ کیونکہ وُہ میری دہنی طرف ہے، تاکہ مجھے جنبش نہ ہو۔

داؤد کہتا ہے - یہ آیات زبور ۱۶: ۸ سے اُنکا ستروں کے ترجمہ کے مطابق لفظی اقتباس ہیں - اس عبارت کے کچھ حصہ کا اقتباس ۱۳: ۳۵ میں پھر ہوا ہے - پطرس نے اپنے بیانات کی بنیاد کتابِ مقدّس پر رکھی -

دیکھتا رہا - یونانی الفاظ کا زور یہ ہے کہ میں برابر خداوند کو اپنے سامنے دیکھتا رہا - اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے - کہ جب تک ہمارا خداوند اس زمین پر رہا وہ خدا باپ کے ساتھ پوری رفاقت اور اُس پر بھروسہ رکھتا تھا - اُس کی نظر ہمیشہ خدا باپ کی طرف رہی -

میری داہنی طرف - بطور محافظ اور مددگار کے - یونانی لوگ اپنے رفیق کو "دہنی طرف" رکھا کرتے تھے جو ڈھال لے کر اپنے بائیں ہاتھ سے رفیق کی حفاظت کیا کرتا تھا - اور عدالت میں وکیل اپنے موکّل کے داہنی طرف کھڑا ہوا کرتا تھا تاکہ اُس کا مقدمہ لڑے - عبرانی محاورہ میں اس سے ایک زبردست مددگار مُراد ہے - (زبور ۱۰۹: ۳۱؛ ۱۱۰: ۵؛ ۱۲۱: ۵؛ یسعیاہ ۱۲: ۱۲)

۲۶ - اسی سبب سے میرا دل خوش ہوا اور میری زبان شاد - بلکہ میرا جسم بھی اُمید میں بسا رہے گا -

میری زبان شاد - گویا خوشی کے مارے اُچھلتی ہے - عبرانی میں ہے میرا جلال - جس سے عموماً مُراد ہے "میری جان" لیکن ستروں نے اس کا ترجمہ "زبان" سے کیا - غالباً اس خیال سے کہ اس کا تعلق زبور ۱۰۰: ۱ سے ہے - ہمیں یاد ہے کہ ہمارے خداوند نے صلیب دیئے جانے کے قریب بھی تعریف کے گیت گائے تھے (متی ۲۶: ۳۰)

اُمید میں بسا رہے گا - یعنے اُمید پر اپنا خیمہ لگائے گا - موت کے وقت اور قبر میں بھی ہمارے خداوند کی اُمید اُس کے جی اُٹھنے پر لگی رہی - اسی اُمید پر اُس کا تکیہ تھا اور ایسی اُمید کبھی شرمندہ نہیں کرتی - اگلی آیت میں لفظ اُمید کی تشریح کی گئی ہے -

۲۷ - اس لئے کہ تو میری جان کو عالمِ ارواح میں نہ چھوڑے گا - اور نہ اپنے مقدّس کے سڑنے کی نوبت پہنچنے دے گا -

عالمِ ارواح - عبرانی میں لفظ شیول آیا ہے جو انتقال کردہ روحوں کا مسکن ہے - یعنی غیر مرئی جہان جہاں مرنے کے بعد روحیں جاتی ہیں - یونانی لفظ ہادیس کے معنے بھی غیر مرئی ہیں مرنے کے بعد سارے لوگ اسی عالم میں جاتے ہیں - اگرچہ نیکوں اور بدوں کی

حالت میں وہاں بہت فرق ہے۔

نہ چھوڑے گا۔ ترک نہ کرے گا۔ (متی ۲۷: ۴۶، ۲ کرنتھی ۴: ۹، عبرانی ۱۲: ۵)۔

زبور کی عبارت میں "اپنے مقدس" جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ اُس کے اصلی معنی یہ ہیں "دیندار"، "خدا کا محبّ" یعنی جس کا رشتہ اُس کے ساتھ بذریعہ محبّت ہو گیا ہو۔ ستروں کے ترجمہ میں اِس لفظ کے معنی ظاہر کرنے کے لئے جو لفظ استعمال کیا گیا اُس کے معنی بھی تقریباً یہی ہیں یعنی دیندار یا ایسا شخص جو نہ صرف پاک اور مقدس ہو بلکہ مذہب کا پابند اور عابد ہو جو حق اور سچائی کے ازلی قوانین کی عزّت د توقیر کرے اور اُن پر عمل کرے۔ عبرانی ۷: ۲۶ میں پھر یہ لفظ ہمارے خداوند کی نسبت استعمال ہوا۔ قدوس یا مقدس کے لئے جو عام لفظ ہے وہ اِس سے متفرق ہے۔ اِس لئے یہ ترجمہ "عابد و دیندار" اِس قرینہ میں خوب سما جاتا ہے (آیت ۲۵)

۲۸۔ تُو نے مجھے زندگی کی راہیں بتائیں۔
تُو مجھے اپنے دیدار کے باعث خوشی سے بھر دے گا۔

زندگی کی راہیں۔ ستروں کے ترجمہ میں جمع کا لفظ "راہیں" آتا ہے لیکن عبرانی میں واحد کا صیغہ ہے یعنی راہ۔ ہمارے خداوند کی نسبت جب یہ محاورہ آیا تو اُس کے معنی یوں ہوں گے ایسی راہ جس کا نتیجہ قیامت ہوگا۔

تُو مجھے اپنے دیدار کے۔ عبرانی کا ٹھیک ترجمہ یہ ہوگا "خوشی سے معمور ہی تیرے چہرے کے ساتھ ہے" یعنی تیرا چہرہ دیکھنے سے خوشی پیدا ہوتی ہے۔ اِس سے وہ لاانتہا خوشی مراد ہے، جس کا حظ جو ہمارا خداوند جی اُٹھنے کے بعد اپنے باپ کے دہنے ہاتھ اُس کی شان میں اب اُٹھا رہا ہے۔ رُوحانی طور پر مسیحی کی قیامتی زندگی اور خدا کے ساتھ خوشی بھری رفاقت جو موت اور گناہ پر مسیح کی فتح پانے سے حاصل ہوتی ہے، وہ اِسی زندگی میں مل سکتی ہے (رومیوں ۶: ۴ و ۱۱، ۲ کرنتھی ۳: ۱۸)۔

۲۹۔ اَے بھائیو! میں قوم کے بزرگ داؤد کے حق میں تم سے دلیری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ مؤا اور دفن بھی ہؤا اور اُس کی قبر آج تک ہم میں موجود ہے۔

اَے بھائیو! اِس رسول کے مخاطب کرنے کا طریقہ محبّت بھرا ہے اور جوں جوں بولتا جاتا ہے زیادہ محبّت بھرے الفاظ استعمال کرتا جاتا ہے (دیکھو آیات ۱۴ و ۲۲)

تاکہ سامعین کے دل پر زیادہ اثر کر سکے۔ اب وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے، کہ جن آیات کا میں نے اقتباس کیا ہے وہ پورے طور سے داؤد پر صادق نہیں آسکتیں لیکن کامل طور سے "ابن داؤد" یسوع مسیح میں تکمیل پاتی ہیں۔

دلیری کے ساتھ۔ مقابلہ کرو ۴: ۱۳ و ۲۹ و ۳۱، ۹: ۲۷ و ۲۹، ۱۳: ۴۶، ۱۴: ۳، ۱۸: ۲۶، ۱۹: ۸، ۲۶: ۲۶۔ اعمال کی کتاب میں اِس لفظ کے بار بار آنے سے یہ ثابت ہے کہ وفادار مبشر کے لئے گواہی دینے میں یہ پاکیزہ دلیری ضروری امر ہے اور بزدل سے بزدل کو یہ دلیری گواہی دینے کے لئے خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کے ذریعہ مل سکتی ہے (۱۴: ۳)

بزرگ داؤد۔ یہ لفظ نئے عہد نامہ میں عبرانیوں ۷: ۸ و ۹ آیات میں اسرائیلی آباؤں کے لئے اور عبرانی ۷: ۴ میں ابرہام کے لئے آیا ہے۔ اِس کے معنی یہ ہیں "قوم کا باپ یا رئیس" اب داؤد کے لئے اِس لئے اِستعمال کیا گیا، کیونکہ وہ شاہی خاندان کا سر تھا جس سے مسیح پیدا ہونے کو تھا۔

موا اور دفن ہوا۔ اِس لئے زبور ۱۶ کے الفاظ کہ وہ عالم ارواح میں چھوڑا نہ گیا اور نہ اُس نے سڑنے کی نوبت دیکھی داؤد پر صادق نہیں آسکتے، بلکہ کسی دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

اُس کی قبر۔ داؤد یروشلم کے اُس حصہ میں دفن کیا گیا تھا جو "داؤد کا شہر" کہلاتا تھا (۱ سلاطین ۲: ۱۰، ۲ سموئیل ۵: ۷، نحمیاہ ۳: ۱۶) یوسیفس مؤرخ کا بیان ہے، کہ داؤد کے مقبرے کو ایک دو دفعہ کھولا، اِس اُمید سے کہ وہاں سے خزانہ ملے گا۔ بعضوں نے اِس قسم کا گمان کیا تھا، کہ اُس کی قبر میں بہت خزانہ دفن کیا گیا تھا یہ بھی کہتے ہیں کہ داؤد کے خاندان کے مقبرے یروشلم کے عجائبات میں سے تھے۔ اِس لئے پطرس لوگوں کے سامنے داؤد کی قبر کو اِس امر کے ثابت کرنے کے لئے پیش کر سکتا تھا، کہ اُس نے سڑنے کی نوبت دیکھی۔

۳۰۔ پس نبی ہو کر اور یہ جان کر کہ خدا نے مجھ سے قسم کھائی ہے، کہ تیری نسل سے ایک شخص کو تیرے تخت پر بٹھاؤں گا۔

نبی ہو کر۔ یہ لفظ خاص معنی میں یہاں اِستعمال ہوا ہے جس سے ایسا شخص مراد ہے

"جس کو آئندہ واقعات کی خبر دینے کے لئے الہام ملا ہو۔"

خُدا نے مجھ سے قسم کھائی۔ یہ حوالہ زبور ۱۳۲: ۱۱ کی طرف اشارہ ہے اسکا مقابلہ کرو ۲ سموئیل ۷: ۱۲، زبور ۸۹: ۳ و ۴ و ۳۵ سے ۳۷۔ خُدا نے جو وعدے داؤد سے کیے تھے وہ ایک آنے والے ذوالجلال شاہزادے سے متعلق تھے یعنی مسیح سے جو ابن داؤد تھا۔ (لوقا ۱: ۳۲)

۳۱۔ اُس نے پیشینگوئی کے طور پر مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا۔ کہ نہ وہ عالم ارواح میں چھوڑا گیا۔ نہ اُس کے جسم کے سڑنے کی نوبت پہنچی۔

پیشینگوئی کے طور پر۔ یعنی نبوت کی رویا میں آگے کی خبر دی۔

مسیح کے جی اُٹھنے۔ مقدس پطرس کی دلیل صریح۔ قاطع اور زبردست تھی۔

اس کی تشریح یُوں کر سکتے ہیں:۔

(الف) زبور ۱۶ کے الفاظ قیامت کے متعلق کسی دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ب) یہ داؤد پر صادق نہیں آ سکتے۔ کیونکہ اُس نے سڑنے کی نوبت دیکھی۔

(ج) یہودی اس امر کو تسلیم کرتے تھے۔ کہ مسیح بادشاہ داؤد کے خاندان میں سے ہوگا۔

(د) اس لئے یہ زبور مسیح سے تعلق رکھتا ہے۔

(ہ) یسوع ناصری مُردوں میں سے جی اُٹھا، اِس لئے وہ موعود مسیح تھا۔

۳۲۔ اِسی یسُوع کو خُدا نے جلایا جس کے ہم سب گواہ ہیں۔

یہ یسُوع۔ یہ تاکیدی الفاظ ہیں جن کا زور یہ ہے۔ وہ یسُوع ناصری جس کا ذکر میں کر رہا ہوں اور جس کو تم نے صلیب دیا۔

خُدا نے جلایا۔ داؤد نے مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا۔ خُدا نے یسُوع ناصری کو جلا دیا اس لئے وُہی مسیح ہے اُسے قبُول کرو اور اُسی کی مانو۔ اِس سے بخوبی روشن ہے کہ مسیح کا جی اُٹھنا ایسا واقعہ ہے جس پر باقی ساری باتوں کا دارومدار ہے۔ مقابلہ کرو ۱: ۲۲ کی تفسیر

جس کے ہم سب گواہ ہیں۔ دیکھو ۱: ۸ و ۲۲۔ وہ مسیح کے جی اُٹھنے کے واقعہ کو چشم دید واقعہ کے طور پر بتا سکتے تھے اور اِس واقعہ کا وہ پورا ثبوت دے سکتے تھے (۱۰: ۴۰ و ۴۱)

اگر ضرورت ہو تو وُہ اپنے بیان کی تصدیق میں جانیں دینے کو بھی تیار تھے۔

۳۳۔ پس خُدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر اور باپ سے وُہ رُوح القدس حاصل کر کے جس کا وعدہ کیا گیا تھا اُس نے یہ نازل کیا جو تم دیکھتے اور سُنتے ہو۔

خُدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر۔ مسیح کی قیامت سے اُس کا صعود یا سرفرازی کا واقعہ ہوا۔ ہمارے ترجمہ کے مطابق ہمارے خُداوند کا صعود خُدا کے دہنے ہاتھ کے ذریعہ ہُوا۔ البتّہ یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ "وُہ خُدا کے دہنے ہاتھ سربلند ہُوا" جس سے یہ مُراد ہے کہ وُہ کس طرف بیٹھا ہے۔ عبرانی میں داہنا ہاتھ عزّت اور قُدرت کی جگہ ہے۔ یہی محاورہ پھر ۵: ۳۱ میں آتا ہے، اور وہاں بھی یہ دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔

حاصل کر کے۔ دیکھو یُوحنّا ۱۴: ۱۶ و ۲۶، ۱۵: ۲۶، اعمال ۱: ۴۔

یہ۔ یعنی یہ رُوح القدس۔ یا یہ قوّت اور طاقت کا ظہور۔ جو کُچھ وُہ دیکھ اور سُن رہے تھے اُس کا سبب کوئی نہ بتا سکتا تھا۔ سوائے اِس کے کہ سرفراز شدہ مسیح نے یہ سب کُچھ کیا۔ اِس فوق العادت نظّارہ کی تشریح پطرس کے بیانات سے ہو سکتی ہے اور کسی طرح سے نہیں۔ اب وُہ کتاب مقدّس سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے، کہ جس سرفراز شدہ مسیح کا اُس نے ذکر کیا اُس کی خبر پہلے سے دی گئی تھی۔

نازل کیا۔ دیکھو آیت ۱۷۔ یُوں یوایل کی نبوّت پُوری ہُوئی۔

۳۴۔ کیونکہ داؤد تو آسمان پر نہیں چڑھا۔ لیکن وُہ خُود کہتا ہے کہ خُداوند نے میرے خُداوند سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ۔

داؤد تو آسمان پر نہیں چڑھا۔ اگرچہ داؤد بڑا بزرگ تھا پر وُہ نہ تو مُردوں میں سے جی اُٹھا اور نہ آسمان پر چڑھا۔ لیکن پیشین گوئی کے طور پر ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو جی اُٹھے گا اور آسمان پر چڑھے گا۔ ہند و پاکستان میں اس دلیل کی طرف خاص توجّہ درکار ہے کیونکہ یہاں ہزاروں متوفّی رشیوں اور بہادروں کو الٰہی عزّت دی جاتی ہے اور اُن کو دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ دُنیا کے سارے مذاہب میں سے صرف مسیحی دین ہی ایک ایسا دین ہے، جس میں ایک جی اُٹھے۔ زندہ اور سرفراز شدہ نجات دہندہ کا ذکر آتا ہے۔ اسی لئے اس سے رُوحانی نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

وُہ خُود کہتا ہے۔ زبُور ۱۱۰: ۱، یہ حوالہ لفظ بلفظ سبعین کے ترجمہ سے لیا گیا ہے

کچھ عرصہ پہلے ہمارے خُداوند نے فریسیوں کی تردید میں یہ حوالہ دیا تھا۔ (متی ۲۲: ۴۴) اور پطرس کے بعض سامعین کو غالباً وُہ واقعہ یاد ہوگا۔ اس آیت کا حوالہ پھر ۱۔کرنتھی ۱۵: ۲۵، عبرانی ۱: ۱۳، ۱۰: ۱۳ میں آتا ہے۔

میرے خُداوند۔ داؤد نے رُوح میں کلام کرتے ہوئے مسیح کو اپنا مالک اور حاکم تسلیم کیا۔

میری دہنی طرف بیٹھ۔ یہاں مسیح کی سرفرازی کا صریح ذکر ہے۔ دہنے ہاتھ کے لئے دیکھو آیت ۳۳ کی تشریح۔ اس جملہ سے یہ مُراد ہے۔ الٰہی تخت اور حکومت اور قدرت میں شریک ہونا۔

۳۵۔ جب تک مَیں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ کر دُوں۔

پاؤں تلے کی چوکی۔ سرنگوں دشمن کی گردن پر پاؤں رکھنا کامل فتح کا نشان تھا۔ دیکھو یشوع ۱۰: ۲۴، ۱۔سموئیل ۷: ۱۵، مقابلہ کرو ۱۔کرنتھی ۱۵: ۲۴ سے ۲۷۔

۳۶۔ پس اسرائیل کا سارا گھرانا یقین جان لے کہ خُدا نے اُسی یسُوع کو جسے تم نے صلیب دی، خُداوند بھی کیا اور مسیح بھی۔

یقین جان لے۔ یُونانی میں یہ لفظ بڑی تاکید کا ہے۔ نئے عہد نامہ میں دو دفعہ پھر یہ لفظ استعمال ہُوا ہے (مرقس ۱۴: ۴۴، اعمال ۱۶: ۲۳) پُورے یقین کی بات ہے اور کوئی اس میں شک نہ کرے۔

خُداوند بھی کیا اور مسیح بھی۔ وہ "خُداوند" جس پیشین گوئی کا ذکر ۳۴ آیت میں آیا ہے، اس کے مطابق یہ داؤد کا بیٹا آسمانی تخت پر متمکّن اور قدرت کاملہ کا عصا ہاتھ میں لئے ہُوئے ہے اور وہ "مسیح" جس کا ذکر آیت ۳۱ میں ہُوا اپنا کاہنی اور شاہی منصبی کام سرانجام دینے کے لئے زندہ ہے۔

یسُوع کو جسے تم نے صلیب دی۔ اصل زبان میں اس جگہ اس بات کا مقابلہ بخوبی ظاہر کیا گیا ہے کہ باپ نے یسُوع مسیح کی کیسی عزّت کی اور اُنھوں نے اُس کی کیسی بے عزّتی کی۔ اس کی تصریح یوں ہو سکتی ہے۔ اس لئے پُورے اور کامل یقین کے ساتھ اسرائیل کا سارا گھرانا جان لے کہ خُدا نے اُس کو خُداوند بھی اور مسیح بھی مقرّر کیا۔ اُسے مَیں کہتا ہُوں اُسی یسُوع کو جسے تم جیسے شریر گنہگاروں نے حجالت کی صلیب پر مصلوب کیا۔

رسول نے اپنے وعظ میں اُن کے گناہ کو اُن کے سامنے کھول کر رکھ دیا اور ظاہر کیا کہ جسے تم نے ایسا بے عزت کیا اُسی کو قدرت اور اختیارات حاصل ہیں اور وہی اُن کو اُن کے گناہ کی سزا دے سکتا ہے۔ یہ آخری الفاظ تیر کی طرح اُن کے دلوں میں جا لگے۔ "تم نے صلیب دی"۔ بقول بنگل (BENGLE) اِن لفظوں کے دم میں ڈنک ہے۔

۳۷ سے ۴۷ - پہلی مسیحی

۳۷۔ جب اُنہوں نے یہ سُنا تو اُن کے دلوں پر چوٹ لگی اور پطرس اور باقی رسولوں سے کہا کہ اے بھائیو! ہم کیا کریں؟

اُن کے دلوں پر چوٹ لگی۔ یہ عجیب لفظ نئے عہد نامہ میں صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اِس سے تیز نوک سے چھیدنا مُراد ہے۔ اور اِس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ رسول کے الفاظ سے اُن کے دلوں میں کیسا رنج پیدا ہُوا۔ یسوع مسیح کے صلیب دینے میں اپنے قصور کو محسوس کر کے اُن کے دلوں میں سخت ڈنک کی درد پیدا ہُوئی۔ یُوں رُوح القدس نجات دہندہ کے وعدہ کو پُورا کرے گا "وہ آکر دُنیا کو گناہ کے بارہ میں قصور وار ٹھہرائے گا"۔ (یُوحنا ۱۶: ۸ و ۹) اس قسم کی دل شکستگی اور گناہ کی قائلیت دل کی تبدیلی کا باعث ہوتی ہے۔

ہم کیا کریں۔ مقابلہ کرو ۱۶: ۳۰ سے۔ جب اِنسان کا ضمیر جاگ اُٹھتا ہے اور دل قائل ہو جاتا ہے تو آدمی نجات کی راہ کی تلاش کرتا ہے۔ مسیح کے سامنے جو قدرت کے تخت پر بیٹھا ہے، گنہگار کی حالت سخت خطرہ میں ہے۔

۳۸۔ پطرس نے اُن سے کہا کہ توبہ کرو۔ اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تم رُوح القدس اِنعام میں پاؤ گے۔

توبہ کرو۔ یہ انجیل کا پہلا لفظ ہے (متی ۳: ۱ و ۲؛ ۴: ۱۷) توبہ میں دل اور ارادہ کی تبدیلی ہو جاتی ہے، جس میں چال چلن کی تبدیلی بھی شامل ہے یعنی گناہ کے متعلق۔ اِس لئے عملی طور پر توبہ سے مُراد ہے کہ گناہ کو ترک کریں اور خاکساری کے ساتھ خُدا کی طرف پھریں۔ اِس کے ساتھ ہی مسیح پر خالص ایمان لانا چاہیئے، اور نجات کی خاطر خوشی سے اُس کے کفارہ بخش کام کو قبول کرنا چاہیئے۔ یا مختصر طور سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ توبہ سے یہ مُراد ہے کہ گناہ کو

اُتار پھینکیں اور ایمان سے یہ مُراد ہے کہ مسیح کو مضبوط کر کے پکڑ لیں۔ انجیل کے یہی دو بڑے تقاضے ہیں۔ (مرقس ۱: ۱۵، لُوقا ۲۴: ۴۷، اعمال ۲۰: ۲۱)

اِس کتاب میں توبہ پر بہت زور دیا گیا ہے (۳: ۱۹، ۵: ۳۱، ۸: ۲۲، ۱۱: ۱۸، ۱۳: ۲۴، ۱۷: ۳۰، ۱۹: ۴، ۲۰: ۲۱، ۲۶: ۲۰)

یہاں جو فعل استعمال ہُوا ہے اُس کا زور یہ ہے۔ کہ فوراً پُورے طور سے گناہ ترک کیا جائے۔ اُن یہودیوں کے لئے جو مسیحی ہو گئے تھے پہلی بات یہ تھی کہ مسیح کے رد کرنے کے گناہ کو ترک کریں اور توبہ کر کے ایمان کے ساتھ اُس کی طرف رجُوع لائیں۔

یسُوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے۔ مقابلہ کرو ۸: ۱۶، ۱۹: ۴ و ۵ اُنہیں بپتسمہ پانا تھا جو اِس امر کا نشان تھا۔ کہ اُنہوں نے یسُوع مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور خُداوند تسلیم کر لیا ہے۔ توبہ یا گناہ کو ترک کرنا مسیح کے پُورے طور سے قبُول کرنے کے ساتھ یہ لازمی ہے۔ اور بپتسمہ منجانب اللہ مقرر شدہ سکرامنٹ ہے جس کے ذریعہ ایسے ایمان کا برملا اظہار کیا جاتا ہے (متّی ۲۸: ۱۹ و ۲۰، مرقس ۱۶: ۱۵ و ۱۶) ہمارے خُداوند کے فرمان کے مطابق بپتسمہ مقدّس تثلُوث کے نام میں دیا جاتا ہے لیکن یہاں زور اس امر پر دیا گیا ہے کہ مسیح کو نجات دہندہ اور خُداوند تسلیم کیا جائے۔ اِس لئے خاص کر اس کا ذکر آتا ہے کہ "یسُوع مسیح کے نام" میں بپتسمہ دیا جائے۔ نئے عہد نامہ میں عموماً یہی محاورہ مستعمل ہُوا ہے (اعمال ۸: ۱۶، ۱۰: ۴۸، ۱۹: ۵، رُومی ۶: ۳، گلتیوں ۳: ۲۷، بمقابلہ ۱ کرنتھی ۱: ۱۳ و ۱۴)، ڈاکٹر لینڈ صاحب نے خُوب کہا ہے کہ "اس کے معنی یہ ہیں کہ رسُولوں نے مسیح کے ایمان اور دین میں اِس طریقہ اور دستور کے مطابق بپتسمہ دیا جو خود ہمارے خُداوند نے بتایا تھا"۔

اپنے گناہوں کی معافی کے لئے۔ اس سے یہ تو مراد نہیں کہ گناہوں کی اِس ظاہری رسم کے ساتھ معافی وابستہ ہے۔ بلکہ یہ مُراد ہے کہ بپتسمہ ایماندار شخص کے لئے ایک نشان یا مُہر گناہوں کی معافی حاصل کرنے کی ہے جو مسیح میں ایمان لانے والے کو ملتی ہے۔ انگریزی کلیسیا کے ستائیسویں مسئلہ میں مذکور ہے "جو وعدے خُدا نے اِس باب میں کئے ہیں کہ ہم گناہوں کی مغفرت پائیں اور رُوح القُدس کے وسیلے سے اُس کے لے پالک فرزند بنیں" ان پر ظاہراً گویا دستخط اور مُہر ہو جاتی ہے۔"

تو تم رُوح القُدس انعام میں پاؤ گے۔ گناہ کے ترک کرنے اور ایمان کی فرمانبرداری

کے ذریعہ مسیح کو قبول کرنا اِس بخشش یعنی انعام کے لئے راہ کھول دیتا ہے (۵: ۳۲، یوحنا ۷: ۳۷-۳۹)

رُوح القدس کا بپتسمہ رسولوں یا چند برگزیدوں ہی کے لئے مخصوص نہ تھا بلکہ سارے ایمانداروں اور فرمانبردار بچوں سے اُس کا وعدہ ہے۔ یہ نہ صرف پہلے شاگردوں کے لئے تھا بلکہ ہمارے لئے بھی۔ دیکھو اگلی آیت۔

انعام یا مفت انعام اور اعمال کی کتاب میں یہ لفظ خصوصاً رُوح القدس کے لئے آیا ہے (۸: ۲۰، ۱۰: ۴۵، ۱۱: ۱۷، نیز مقابلہ کرو یوحنا ۴: ۱۰، عبرانی ۶: ۴ سے)

۳۹- اِس لئے کہ یہ وعدہ تُم اور تُمہاری اولاد اور اُن سب دُور کے لوگوں سے بھی ہے جن کو خُداوند ہمارا خُدا اپنے پاس بُلائے گا۔

یہ وعدہ تُم..... یعنی رُوح القدس کا وعدہ تُمہارے لئے تھا۔ بشرطیکہ تُم خُدا کا حکم مانو۔ انجیل کے پیش کرنے اور اُس کے حقوق کے بارہ میں ہمیشہ یہ ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ "پہلے یہودی پھر یُونانی کے واسطے" (رومیوں ۱: ۱۶)

تمہاری اولاد- یعنی تُمہاری نسل جو آنے والی ہے (پیدائش ۱۷: ۷) اس سے یہ بھی مُراد ہوسکتی ہے کہ نئے عہد کے جو وعدے ہیں اُن میں ایمانداروں کے بچے بھی شامل ہیں۔

اِن سب دُور کے لوگوں سے بھی- عموماً اس سے مُنتشر یہُودی مُراد لی جاتی ہے جو دُور دُور مُلکوں میں پراگندہ تھے۔ اور اس کی تائید میں یہ کہا جاتا ہے، کہ مقدس پطرس نے اب تک غیر قوموں کی نسبت خُدا کے ارادے کو پُورے طور سے نہ سمجھا تھا۔ خُدا کے اِس وسیع رحم کو سمجھنے کے لئے دسویں باب کی رویا کی ضرورت تھی۔ تو بھی ہم کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح کا حکم یہ تھا، کہ "ساری قوموں" میں انجیل سنائی جائے۔ (متی ۲۸: ۱۹، مرقس ۱۶: ۱۵، اعمال ۱: ۸)۔

اس لئے یہ خیال کرنا درست نہیں کہ رسُول کے اِن الفاظ میں غیر اقوام داخل نہیں۔ چونکہ وہ رُوح القدس کی تحریک سے کلام کر رہا تھا، اِس لئے اگرچہ وہ خُود بھی ان کا مطلب نہ سمجھتا ہو تو بھی اُن کے زیادہ وسیع معنی ہوں گے۔

اپنے پاس بلائے گا- یعنی انجیل کی منادی اور اُس کے فضل کی مؤثر بلاہٹ کے ذریعہ۔

۴۰ - اور اُس نے اور بہت سی باتیں جتا جتا کر اُنہیں یہ نصیحت کی کہ اپنے آپ کو اِس ٹیڑھی قوم سے بچاؤ۔

بہت سی باتیں - یہاں مقدس پطرس کی طرف خاص خاص نصیحتیں مندرج ہیں۔ اُس نے اور بھی بہت کچھ کیا ہوگا۔

جتا جتا کر - ۱ : ۸ کی تفسیر دیکھو جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے، اُس کے معنی "پوری اور کامل شہادت" ہے۔ یہ لفظ پھر ۴ : ۲۵، ۱۰ : ۴۲، ۱۸ : ۵، ۲۰ : ۲۱ و ۲۳ و ۲۴، ۲۳ : ۱۱، ۲۸ : ۲۳ میں آتا ہے۔

نصیحت کی - یا نصیحت کرتا رہا۔ خاص شہادت دینے کے بعد اُس نے بہت ساری نصیحت کی۔

ٹیڑھی قوم - یہ لفظ لوقا ۳ : ۵، فلپیوں ۲ : ۱۵، ۱ پطرس ۲ : ۱۸ میں بھی آیا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جنہوں نے نئی پیدائش حاصل نہیں کی وُہ خدا کی نظر میں "ٹیڑھے" اور ناراست لوگ ہیں۔ کیونکہ وُہ گناہ کے ذریعہ راہِ راست سے بھٹک گئے ہیں۔

۴۱ - پس جن لوگوں نے اُس کا کلام قبول کیا، اُنہوں نے بپتسمہ لیا۔ اور اُسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں مل گئے۔

جن لوگوں نے .... اِس میں اِس امر کی طرف اشارہ ہے کہ نہ سارے جنہوں نے سُنا بلکہ جنہوں نے قبول کیا بپتسمہ لیا۔ یہ مسیح کے عین حکم کے مطابق تھا (متی ۲۸ : ۱۹) علماء کے درمیان بڑا مباحثہ اِس کے بارہ میں ہوتا چلا آیا ہے۔ کہ پنتکُست کے روز بپتسمہ کس طرح سے دیا گیا تھا۔ ایک فریق کا تو یہ دعویٰ ہے کہ چونکہ بپتسمہ پانے والوں کا شمار بہت زیادہ تھا اور یروشلم میں پانی کی قلت تھی، اِس لئے غوطہ کے ذریعہ بپتسمہ نہ دیا گیا ہوگا۔ دُوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ پانی کی قلت کی جو مشکل پیش کی جاتی ہے وُہ لاینحل نہیں اور ایسے موقعہ پر جائز طریقہ سے یا مستند طریقہ سے ضرور بپتسمہ دیا گیا ہوگا۔ اِس قرینہ میں ہم اپنی لاعلمی کا اقرار کرتے ہیں ہم کو معلوم نہیں کہ پنتکُست کے روز کس طریقہ سے بپتسمہ دیا گیا ہوگا۔ البتہ اِتنا کہے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ یُونانی لفظ بپتسمہ کے معنی کتابِ مقدس میں ہمیشہ غوطہ دینا نہیں۔ مثلاً یہ لفظ مرقس ۷ : ۴، لُوقا ۱۱ : ۳۸ میں ہاتھوں پر پانی ڈالنے کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ اور ۱ کرنتھی ۱۰ : ۱ و ۲ میں اسرائیلیوں کے لال سمندر میں سے گزرنے کے لئے اور اعمال ۱ : ۸ میں رُوح القُدس کے نازل ہونے

کے لئے۔ البتہ جیسے چرچ آف انگلینڈ کی تعلیم ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ غوطہ کے ذریعہ بپتسمہ دینا ایماندار کی رُوحانی قیامت کا زیادہ بہتر نشان ہے (رومیوں ۶: ۴ سے ۸، کلسیوں ۲: ۱۲)۔ ہم یہ تو نہیں مان سکتے کہ غوطہ کے بغیر جو بپتسمہ ہو وہ بپتسمہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اس عبارت سے اُن لوگوں کی تائید نہیں ہوتی جو ہندو پاکستان میں چھپے مسیحی بننا چاہتے ہیں۔ تاکہ ظاہری تکلیفات سے بچیں اور بپتسمہ کے ذریعہ مسیح کا اقرار کرنے سے اجتناب کریں ــ اور خُدا کی مقرر کردہ رسم کی کم قدری کریں۔

تین ہزار آدمیوں ... یا جانوں (مقابلہ کرو ۷: ۱۴، ۱ پطرس ۳: ۲۰)۔ پہلے پھل اِس پہلے پھلوں کی عید کے موقعہ پر جمع کئے گئے اور خُداوند کے آگے نذر چڑھے (دیکھو پہلی آیت کی تشریح)

۴۲۔ اور یہ رسُولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں اور روٹی توڑنے اور دُعا مانگنے میں مشغول رہے۔

رسُولوں سے تعلیم ۔ یعنی رسُولوں نے جو تعلیم اِن نومریدوں کو دی۔ اور یہ مسیح کے خاص حکم کے مطابق تھا (متی ۲۸: ۱۹ و ۲۰) ان نومریدوں کو نجات دہندہ کے متعلق بہت کچھ سیکھنا تھا۔ مثلاً اُس کی زندگی۔ اُس کے کام۔ اُس کی موت اور اُس کی تعلیم کے بارہ میں۔ اور خُداوند نے اپنے رسُولوں کو اس کام کے لئے خاص طور پر تیار کیا تھا۔ نو بپتسمہ یافتہ شخص کی تعلیم مشنری کام کا بڑا اہم جزو ہے اور اس قسم کی تعلیم اور رُوحانی مدد کے بغیر ایسے نومرید اکثر اپنی پہلی حالت میں جا گرتے ہیں۔

رفاقت رکھنے ۔ اس کا تعلق بھی رسُولوں کے ساتھ معلوم ہوتا ہے یعنی اُنہی سے تعلیم پانے اور اُنہی کے ساتھ رفاقت رکھتے تھے۔ لیکن حاشیہ میں جو ترجمہ دیا گیا ہے وہ بہتر ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت رکھتے تھے جس میں رسُول بھی شریک تھے۔ یہ لفظ بہت وسیع ہے۔ نہ صرف دوستانہ میل ملاپ کے لئے یہ استعمال ہوتا ہے، بلکہ رُوحانی برکتوں میں شریک ہونے اور دُنیاوی مال و متاع کی تقسیم و خبرگیری کے لئے بھی۔ مابعد آیات سے اِس لفظ کے معنوں کی اور بھی توضیح ہو جاتی ہے۔

روٹی توڑنے ۔ یہی محاورہ لوقا ۲۴: ۳۵ میں بھی آیا ہے۔ جہاں اماؤس میں شام کے کھانے کی طرف اشارہ ہے۔ شاید کوئی خاص نشان بھی ہو جو اُس کھانے کے وقت مستعمل

ہُوا۔ دیکھو آیت ۳۰، مقابلہ کرو متی ۲۶: ۲۶، مرقس ۱۴: ۲۲، لوقا ۲۲: ۱۹۔ اس دستور کا پھر ذکر اعمال ۲: ۴۶، ۲۰: ۷ وااہیں آیا ہے۔ کلیسیا کے ایام طفولیت میں اور سارے رسُولی زمانہ میں مسیحیوں کے شام کے کھانے کے ساتھ عشائے ربّانی کی رسم یا روٹی توڑنے کی رسم ادا ہوتی تھی۔ اس شام کے کھانے اور عشائے ربّانی کو "آگیا" یا "پریم بھوجن" کہتے تھے۔ یہاں اُسی روٹی توڑنے کی رسم شام کے عام کھانے کے بعد یادگار کے طور پر عمل میں آتی تھی۔

اور دُعا مانگنے۔ بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ مسیحی جماعتوں کی متفقّہ دُعا کی طرف اشارہ ہے جس میں معمولی مزامیر اور یہودی دُعائیں معہ چند نئی مسیحی دُعاؤں کے شامل تھیں (مثلاً خداوند کی دُعا)۔ جن لوگوں کی یہ رائے ہے وہ سمجھتے ہیں کہ یہاں تحریری نماز کا آغاز ہے۔ لیکن دُوسرے لوگوں کی رائے ہے کہ یہاں معمولی ہیکل کی نماز کا ذکر ہے (آیت ۴۶) جس میں وہ مسیحی اب تک شریک ہُوا کرتے تھے (۳: ۱)۔ لیکن ہماری سمجھ میں صرف اس کے اتنے ہی معنی ہیں کہ وہ دُعا مانگنے میں مشغول رہے۔

۴۳۔ اور ہر شخص پر خوف چھا گیا۔ اور بُہت سے عجیب کام اور نشان رسُولوں کے ذریعے سے ظاہر ہوتے تھے۔

ہر شخص پر خوف چھا گیا۔ دیکھو آیت ۵: ۱۱، ۱۹: ۱۷۔ پنتِکُست کے عجیب نظارہ اور اس قدر لوگوں کے مسیحی ہو جانے سے سارے لوگوں پر خوف چھا گیا۔ اور اس کے بعد کے واقعات سے اس خوف میں اور بھی ترقّی ہو گئی۔

عجیب کام اور نشان، دیکھو آیت ۲۲۔ یہاں معجزوں کی طرف اشارہ ہے۔

۴۴۔ اور جو ایمان لائے تھے وہ سب ایک جگہ رہتے تھے۔ اور ساری چیزوں میں شریک تھے۔

جو ایمان لائے تھے۔ لفظ جو پُر زور ہے یعنی سب جو۔ دیکھو آیت ا کی تشریح۔ اس جماعت کی خاص صفت مسیح پر ایمان لانا تھا۔

ایک جگہ رہتے۔ آیت ا کو دیکھو۔ غالباً ان تین ہزار میں سے بعض دُور مُلکوں کے باشندے تھے اور پنتِکُست کی عید کے بعد اپنے اپنے وطن کو چلے گئے۔ جو ایماندار یروشلم میں باقی رہے وہ سب بڑے اتفاق اور پیار سے رہتے تھے۔

ساری چیزوں میں شریک تھے۔ دیکھو ۴ : ۳۲-۳۵، یہ شراکت رضاکارانہ تھی۔ ۵ : ۴، ۱۲، ۱۲ : ۱۲، اِن بھائیوں کی روزمرّہ زندگی باہمی محبّت اور ہمدردی سے گزرتی تھی۔ اگرچہ بھائیوں کی ایسی حالت سُن کر دِل میں پانی بھر آتا ہے، تو بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سارے زمانوں کے لئے ایسا دستور لازمی ٹھہرایا گیا تھا۔ کیونکہ دُوسری جگہ کی کلیسیاؤں میں اِس کے رواج کا ذکر نہیں آتا۔

۴۵۔ اور اپنی جائداد اور اسباب بیچ بیچ کر ہر ایک کی ضرورت کے موافق سب کو بانٹ دیا کرتے تھے۔

بیچ بیچ کر . . . . بانٹ دیا کرتے تھے۔ یعنی حسبِ ضرورت وُہ ایسا کرتے تھے۔

جائداد۔ اِس لفظ سے ایسی جائداد مُراد ہے جس کو غیر منقولہ کہتے ہیں جیسے گھر زمین وغیرہ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں صرف تین دفعہ آیا ہے (۱) دولتمند حاکم کے لئے جو اپنی جائداد بیچنا نہیں چاہتا تھا۔ متّی ۱۹ : ۲۲ مرقس ۱۰ : ۲۲، (ب) پنتکُست کے مسیحیوں کے لئے جو خُوشی سے اپنے مال و متاع کو دُوسروں کی خاطر بیچ رہے تھے (ج) جھُوٹے مسیحیوں کے بارہ میں جو اپنے مال و متاع سے خُوشی کے ساتھ جُدا ہونا نہ چاہتے تھے۔ اعمال ۵ : ۱۔

اسباب۔ یعنی منقولہ اسباب، یہ لفظ پھر عبرانی ۱۰ : ۳۴ میں ایک اعلیٰ اسباب کے لئے آیا ہے جس کی خاطر سے مسیحی دُنیاوی مال و متاع کو خوشی سے ترک کرتے ہیں۔

ہر ایک کی ضرورت کے موافق۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ فروختگی وقتاً فوقتاً حسبِ ضرورت ہوتی تھی۔

۴۶۔ اور ہر روز ایک دل ہو کر ہیکل میں جمع ہُوا کرتے اور گھروں میں روٹی توڑ کر خوشی اور سادہ دِلی سے کھانا کھایا کرتے تھے۔

جمع ہُوا کرتے۔ دیکھو ۱ : ۱۴، ۲ : ۴۲۔

ایک دِل ہو کر۔ دیکھو ۱ : ۱۴۔

ہیکل میں۔ یعنی یہُودی نماز کے اوقات پر (۳ : ۱) اُن کے اُستاد نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ یہ میرے باپ کا گھر ہے۔ (یُوحنّا ۲ : ۱۶) اور اکثر وہاں دُعا اور تعلیم کے لئے جایا کرتا تھا۔ اِس لئے یہ جائے تعجب نہیں کہ اُس کے شاگرد بھی ایسا ہی کرتے رہے۔ کیونکہ کوئی خاص ممانعت نہ تھی بحیثیّت یہُودی ہونے کے اُن کی ساری اُمیدیں اِس ہیکل پر

لگی ہوئی تھیں۔ اور وہاں اُن کو دوسروں کے سامنے انجیل پیش کرنے کا بہت اچھا موقعہ تھا۔ (۵: ۱۹-۲۱) اس کے لئے خاص الٰہی ہدایت کی ضرورت تھی کہ مسیحی دین یہودیت سے علیحدہ ہو جائے۔ یہاں لُوقا کی انجیل کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ (لُوقا ۲۴: ۵۳)

گھروں میں روٹی توڑتے۔ یہاں اُسی پریم بھوجن کی طرف اشارہ ہے۔ (آیت ۴۲) یہ ہیکل میں نہیں بلکہ اُن کے اپنے گھروں میں تھا، جہاں وہ اس مشترکہ کھانے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔

کھانا کھایا کرتے۔ عشائے ربانی اس کا ایک جزو تھا۔

خوشی۔ دیکھو آیت ۲۶۔ خُدا کی نجات کی خوشی سے اُن کے دل بھر گئے تھے۔

سادہ دلی۔ یہ لفظ صرف اِسی جگہ آیا ہے۔ اِس میں حقیقی سادگی کی طرف اشارہ ہے۔ بالکل ہموار سطح جس پر کوئی کنکر پتھر نہ ہو۔ یعنی جس میں کسی طرح کے شک شکوک اور خود غرضی کے کنکر پتھر نہ ہوں۔

۴۷۔ اور خدا کی حمد کرتے اور سب لوگوں کو عزیز تھے۔ اور جو نجات پاتے تھے اُن کو خُداوند ہر روز اُن میں ملا دیتا تھا۔

خُدا کی حمد کرتے۔ یہ پنتکستی مسیحی خوشی اور حمد کرنے والے مسیحی تھے۔ ایک نیا گیت اُن کے منہ میں تھا اور شکرگزاری سے اُن کے دل معمور تھے دیکھو دیباچہ ۹:۶، یہ محاورہ مقدس لُوقا کا ہے۔ (لُوقا ۲: ۱۳ و ۲۰، ۱۹: ۳۷، اعمال ۳: ۸ و ۹)

عزیز۔ یعنی اپنے ایمان اور چلن کے باعث۔ مابعد کی مخالفت کی وجہ کاہنوں کی خود غرضی تھی۔ (۴: ۱ و ۲) ہر ایک راستکار آدمی دینداری کی عزت کرتا ہے اور خاص کر ہندو پاکستان میں۔

خُداوند۔ یعنی مسیح جو آسمان پر سرافراز ہو گیا تھا (آیت ۳۶)

اُن میں ملا دیتا تھا۔ دیکھو آیت ۴۱ و ۴۴ مسیحی جماعت کی یگانگت کا یہاں اظہار ہے سب ایماندار ایک دِل اور ایک جان تھے اور خُداوند اُن کے شمار میں ترقی کرتا جاتا تھا۔

ہر روز۔ دیکھو آیت ۴۶۔ جیسے وہ اپنا فرض روز بروز ادا کرتے تھے، خُدا بھی روز بروز اُن کو بڑھاتا جاتا تھا۔

جو نجات پاتے تھے۔ نجات ایک مسلسل فعل ہے۔ ایماندار کے راستباز ٹھہرنے کے

لحاظ سے نجات ایمان لاتے ہی مل جاتی ہے۔ (افسیوں ۲: ۵)۔ بلحاظ جلال حاصل کرنے کے یہ ایک آئندہ حالت ہے۔ جو خداوند کی دوسری آمد کے وقت ہم کو حاصل ہوگی۔ (فلپیوں ۳: ۲۰ و ۲۱، ۱پطرس ۱: ۵)۔ اور پاکیزگی کے لحاظ سے یہ اس وقت بتدریج ہم کو حاصل ہوتی جاتی ہے۔

دوسرے باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے حصّے (۱) مسیح کے گواہوں کو قوّت کا لباس ملا۔ آیات ۱ سے ۱۳

(۲) شہادت کے لئے دلیر ہوگئے ۱۱ سے ۳۶

(۳) کام کے نتیجہ سے اُنکا حوصلہ بڑھ گیا۔ ۳۷ سے ۴۷

دوم۔ خاص مضامین (ا) بشارتی وعظوں کا نمونہ (۱) سراسر کتاب مقدس پر مبنی ہے۔

آیات ۱۶ سے ۲۱، ۲۵ سے ۲۸، ۳۴ و ۳۵

(۲) کہ یسوع ہی مسیح نجات دہندہ اور خداوند ہے

مسیح کی عزت	آیت ۲۲
مسیح مصلوب	۲۳ و ۳۶
مسیح جی اُٹھا	۲۴ سے ۳۲
مسیح سرفراز ہوا	۳۳ سے ۳۶

(۳) سامعین کے گناہ کے لئے اُن کو ملامت کرتا ہے۔

۲۲ و ۲۳ و ۳۶

(۴) لوگوں کے دل قائل ہو جاتے ہیں ۳۶ و ۳۷

(۵) تاکید کی جاتی ہے کہ فوراً فیصلہ کریں ۲۱ و ۳۸ - ۴۰۔

(ب) سچے اور حقیقی مریدوں کے لئے نمونہ

(۱) اُن کے دل چھِد گئے۔ آیت ۳۷ ندامت

(۲) انجیل قبول کی اور اُس پر عمل کیا۔ آیت ۴۱، رجوع لانا

(۳) کلیسیائی شراکت میں قائم رہے۔ " ۴۲، شراکت

(۴) ایک دوسرے کی جائداد میں شریک تھے۔ آیت ۴۴

(۵) دُعا، شکرگزاری اور خدمت میں مشغول۔ ۴۶ و ۴۷، تقدیس

(ج) دُنیا میں رُوح القدس کا کام۔ قائل کرنا

(۱) گُناہ کے بارہ میں آیات ۲۳ و ۳۶، ۳:۷، یُوحنّا ۱۶ : ۹

(۲) راستبازی کے بارہ میں آیات ۲۲ و ۲۴ و ۳۲ سے ۳۶، یُوحنّا ۱۶ : ۱۰۔

(۳) عدالت کے بارہ میں آیات ۳۴ و ۳۵، یُوحنّا ۱۶ : ۱۱۔

تیسرا باب

لنگڑے آدمی کا شفاء پانا (۱-۱۰)

۱۔ پطرس اور یُوحنّا دُعا کے وقت یعنی تیسرے پہر ہیکل کو جا رہے تھے۔

پطرس اور یُوحنّا۔ رسُولوں میں یہ سرکردہ اشخاص تھے۔ اپنی سرگرمی اور محبّت کے باعث مشہُور تھے۔ وُہ گہرے دوست اور ہم خدمت رہے تھے۔ (لُوقا ۵ : ۱۰، ۲۲ : ۸، یُوحنّا ۲۰ : ۳ و ۴)۔ اس کے علاوہ ان کا اکٹھا ذکر ۴ : ۱۳، ۸ : ۱۴ میں آتا ہے۔

دُعا کے وقت۔ یہُودیوں میں تین اوقات کی نماز کا دستُور تھا جس کی بنیاد غالباً زبُور ۵۵ : ۱۷۔ اور دانی ایل ۶ : ۱۰ پر تھی۔ یہ اوقات تھے تیسرا گھنٹہ (۲ : ۱۵) چھٹا گھنٹہ (۱۰ : ۹) اور نواں گھنٹہ۔ یہ ہمارے لئے کیسا اچھا نمونہ ہے کہ فضل کے مقرّرہ وسائل کو بڑی سرگرمی اور پابندی سے استعمال کریں۔ اہلِ مشرق ان مقرّرہ اوقاتِ نماز سے بخوبی واقف ہیں۔ اہلِ زردشت کی طرح اہلِ اسلام ہر روز پانچ مقرّرہ اوقات پر نماز ادا کرتے ہیں۔ اور اہلِ ہنُود طلُوع اور غرُوبِ آفتاب کے وقت اپنی پُوجا پاٹ کرتے ہیں۔

تیسرے پہر۔ یا نواں گھنٹہ آج کل کے تین بجے دن کے قریب تھا۔ (۲ : ۱۵ کی تشریح دیکھو)، دوپہر اور غرُوبِ آفتاب کے مابین ممکن ہے کہ دن کی روشنی کے گھٹنے بڑھنے کے مطابق آگے پیچھے ہوگا۔ یہ تیسرا پہر ہیکل میں شام کی قُربانی چڑھانے کا وقت تھا۔ نئے عہد نامہ

ہیں اس ارں گھنٹے یا تیسرے پہر کی طرف کئی اشارے پائے جاتے ہیں۔ مثلاً

(ا) تاکستان کے لئے جب بہت دن گئے بعض مزدور لگائے گئے (متی ۲۰: ۵)

(ب) جب ہمارا خداوند صلیب پر اپنے دُکھ کے وقت چلایا (متی ۲۷: ۴۵ و ۴۶)

(ج) جس وقت ہیکل میں لنگڑے شخص کو شفا حاصل ہوئی۔

(د) جس وقت کرنیلیس نے وہ قابل یاد رویا دیکھی۔ (اعمال ۱۰: ۳ و ۳۰)

۲۔ اور لوگ ایک جنم کے لنگڑے کو لا رہے تھے۔ جس کو ہر روز ہیکل کے اُس دروازے پر بٹھا دیتے تھے جو خوبصورت کہلاتا ہے۔ تاکہ ہیکل میں جانے والوں سے بھیک مانگے۔

ایک جنم کے لنگڑے کو۔ لوقا نے بطور طبیب اس امر کی خاص تشخیص کی۔ اسی حیثیت سے اُس نے مریض کی عمر بھی درج کی (۴: ۲۲) اگرچہ اناجیل میں کئی ایک معجزے لنگڑے کو اچھا کرنے کے مندرج ہیں لیکن ایسی شفا کی خاص مثالیں اعمال ہی کی کتاب میں مندرج ہیں۔ ایک تو یہاں اور ایک ۱۴ باب میں۔ چونکہ یہ شخص جنم سے لنگڑا تھا اس لئے معجزہ کی عظمت اور بھی ظاہر ہوتی ہے اور رُوحانی باتوں کی زیادہ اچھی مثال بن جاتی ہے۔

لا رہے تھے۔ ہر روز ایسا ہی کیا جاتا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُس روز خاص اس موقعہ پر اُس کو ہیکل میں اُٹھا کے لے گئے جس وقت رسُول ہیکل کو جا رہے تھے۔ اس شخص کو اُٹھا کر لا رہے تھے (آیت ۱) یہ ایک طرح کی مثال ہے۔ کہ خدا عین وقت پر انسان کی ضرورت کو اپنے فضل کی کثرت کے ذریعہ سے رفع کرتا ہے۔

ہر روز اُس دروازہ پر بٹھا دیتے۔ جس سے ظاہر ہے کہ ہر روز ایسا ہی کیا جاتا تھا۔ جو خوبصورت کہلاتا۔ اس نام کا ذکر کسی اور جگہ نہیں ملتا۔ اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ یہ کون سا دروازہ ہوگا۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ غالباً یہ وُہی دروازہ ہوگا جو "نقانور کا دروازہ" کہلاتا تھا۔ یہ اسرائیلیوں کے صحن سے مشرق کی طرف تھا اور عورتوں کے صحن سے اس دروازہ تک جانے کے لئے چودہ یا پندرہ سیڑھیوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ المختصر مشرق سے داخل ہونے کے لئے بھی ایک خاص بڑا دروازہ تھا۔ ہیکل کے سارے دروازے تہ بہ تہ بند ہونے والے دروازے تھے۔ اور سونے چاندی سے منڈھے تھے۔ یوسیفس مورخ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ یہ دروازہ دوسرے دروازوں سے زیادہ بڑا تھا۔ یہ پچاس ہاتھ اُونچا اور چالیس ہاتھ چوڑا تھا۔ کارنتھی پیتل سے یہ بنا تھا۔ اور دوسرے دروازوں

کی نسبت چاندی سونے کے زیادہ موٹے پتروں سے منڈھا تھا۔ بعضوں نے خیال کیا ہے کہ دروازہ موسوم بھی خوبصورت دروازہ کہلاتا تھا۔ یہ دروازہ عورتوں کے صحن کے مشرق میں تھا۔ غیر قوموں کے صحن سے داخل ہونے کا یہی دروازہ تھا۔ پھر بھی اس کی اصل جگہ کی نسبت بہت کچھ اختلاف ہے۔

بھیک مانگے۔ ہندوپاکستان میں یہ نظارہ بہت عام ہے۔ گرجاؤں، مساجد اور مندروں کے باہر اکثر بھکاری بھیک مانگا کرتے ہیں اور اُن کا خیال ہوتا ہے کہ اُن کی حالت دیکھ کر بہت لوگ اُن کو خیرات دیں گے۔

بھیک کے لئے جو یُونانی لفظ ہے اُس کے ٹھیک معنی ترس یا رحم کے ہیں۔ بعد ازاں اس ترس یا رحم کے اظہار کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔ یعنی جو شے خیرات میں دی جائے۔

۳۔ جب اُس نے پطرس اور یُوحنّا کو ہیکل میں جاتے دیکھا تو اُن سے بھیک مانگی۔
۴۔ پطرس اور یُوحنّا نے اُس پر غور سے نظر کی۔ اور پطرس نے کہا کہ ہماری طرف دیکھ۔

غور سے نظر کی۔ یہاں وہی فعل ہے جو ۱ : ۱۰ میں آیا ہے۔ پطرس نے اُس کی سیرت اور اُس کے چھپے ایمان کو دریافت کیا۔ (۱۴ : ۹)

ہماری طرف دیکھ۔ تاکہ اُس کی توجّہ اپنی طرف کھینچیں۔ اور اُس کی تمنّا کو بر لائیں۔ یہاں معمولی خیرات نہ تھی۔ اِس لئے وُہ کسی غیر معمولی شے کے لئے تیار ہو گیا۔

۵۔ وُہ اُن سے کچھ ملنے کی اُمید پر اُن کی طرف متوجّہ ہُوا۔

کچھ ملنے کی اُمید پر ..... متوجّہ ہُوا۔ جو لوگ خُدا کا فضل اور اُس کی نعمتیں کی تلاش کرتے ہیں، اُنہیں بڑی اُمید سے اُن کی تلاش کرنی چاہیئے۔ یہ فعل اعمال ۱۰ : ۲۴، ۲۷ : ۳۳، ۲۸ : ۶ میں پھر استعمال ہُوا ہے۔ اِس شدّتِ انتظار کی تین عُمدہ مثالیں آئی ہیں :-

(ا) یہ لنگڑا کچھ مدد پانے کا منتظر ہے۔ ۳ : ۵۔

(ب) متلاشی انجیل سُننے کا منتظر ہے۔ ۱۰ : ۲۴۔

(ج) اہل جہاز تڑکے کی انتظاری کرتے ہیں۔ ۲۷ : ۳۳۔

کچھ ملنے کی اُمید۔ اُسے تو ایک ناچیز جیسی خوراک کی اُمید تھی۔ پر اُسے بدن کی

صحت اور روح کی نجات ملی۔ خدا کی بے پایاں ہمارے وہم و قیاس سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ البتہ ہماری کم اعتقادی خدا کو محدود کر دیتی ہے۔

۶۔ پطرس نے کہا کہ چاندی سونا تو میرے پاس ہے نہیں۔ مگر جو میرے پاس ہے وہ تجھے دیئے دیتا ہوں۔ یسوع مسیح ناصری کے نام سے چل پھر۔

چاندی سونا۔ یہ پہلے مسیحی معلم دنیاداری اور خود غرضی سے کیسے مبرا تھے۔ جماعت میں مال و اسباب کے بانٹے جانے سے انہوں نے کوئی ذاتی فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔ (۲: ۴۵) جتنے انجیل کی خدمت میں مصروف ہیں، اُن سب کے لئے یہاں اچھا نمونہ ہے۔ اور یہی بخوبی روشن ہے۔ کہ انجیل کی پہلی اشاعت کے وقت روپیہ پیسہ نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ یہ پہلے مبشر روح القدس کی قدرت پر بھروسہ رکھتے تھے۔ اس لئے ہم اس آیت سے یہ سبق سیکھ لیں کہ دیانتداری سے یہ کہنا بہتر ہے کہ میں خیرات کے لئے کوئی روپیہ پیسہ نہیں دے سکتا۔ بہ نسبت اس کے قرض اُٹھا کر دینے کے ذریعہ ہم خیرات دینے والے ظاہر ہوں۔

مگر جو میرے پاس ہے۔ زمین کے سارے سونے چاندی کے مالک ہونے کی نسبت فضل اور روحانی انعامات کا مالک ہونا زیادہ بہتر ہے۔ دیکھیے ۲ کرنتھی ۶: ۱۰۔ پطرس اور یوحنا فی الحقیقت دولتمند تھے۔ کیونکہ فضل اور روحانی نعمتوں سے مالا مال تھے۔

یسوع مسیح ناصری۔ پطرس نے پنتکست کے دن صرف یسوع کا نام استعمال کیا تھا۔ (۲: ۲۲) اب وہ مسیح کا لقب بھی یسوع کے ساتھ ایزاد کرتا ہے۔ کیونکہ اب اُس نے قطعی طور پر اُس کو مسیح ثابت کر دکھایا (۲: ۳۶) اور اس لئے اب دلیری سے اُس کو یسوع مسیح ناصری کے نام سے پکارتا ہے۔ یہودیوں کو یہ مرکب لقب بڑا عجیب معلوم ہوا ہوگا۔ (یوحنا ۱: ۴۶، ۴: ۱۰) ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں، کہ یسوع کے نام سے تو نجات بخش عہدہ اور مسیح کے لقب سے اُس کی منصبی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن لقب ناصری سے اُس کی انسانی ہمدردی کی خوشبو نکلتی ہے۔

نام سے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اُس نام کی سند اور اختیار کی تاثیر سے۔ نام منکشف ذات عہدہ اور اختیار کا قائم مقام ہے۔ گویا پطرس نے یہ کہا کہ جو کچھ یسوع مسیح ہے جو اُس کی سیرت اختیار اور قدرت ہے اُس کے باعث تو اُٹھ اور چل۔ یہ لفظ نام منکشف سیرت

اور جائز اختیار کے معنی ہیں۔ اعمال کی کتاب میں تقریباً چونتیس ۳۴ دفعہ آتا ہے۔ اور یہ محاورہ "بنام" ہے۔ مفصلہ ذیل مقامات میں بھی آیا ہے۔ ۲ : ۳۸، ۴ : ۱۰، ۵ : ۱۷، ۲۹، ۱۰ : ۴۸، ۱۶ : ۱۸، ۱۹ : ۱۸۔ نیز مقابلہ کرو مرقس ۱۶ : ۱۷ و ۱۸۔

چل پھر۔ اس حکم میں کیسی سادگی اور کیسا شاہی اختیار داخل ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ جہاں بادشاہ کا کلام ہے وہاں اختیار و قدرت ہے۔ (واعظ ۸ : ۴۔ زبور ۳۳ : ۹) مقابلہ کرو مرقس ۲ : ۱۱، ۹ : ۲۷، لوقا ۸ : ۵۴۔

۷۔ اور اُس کا دہنا ہاتھ پکڑ کے اُس کو اُٹھایا۔ اور اُسی دم اُس کے پاؤں اور ٹخنے مضبوط ہو گئے۔

اُس کا دہنا ہاتھ پکڑ کے۔ یہ فعل انسانی ہمدردی اور مدد کا نشان ہے۔ قدرت تو مسیح کی تھی لیکن ہاتھ پطرس کا تھا۔ ہمارا فرض بھی یہ ہے۔ کہ مسیح کی قدرت پر بھروسہ رکھ کر اپنے گرے ہوئے بھائیوں کے اُٹھانے میں اُن کی مدد کریں۔

اُسی دم۔ متی ۲۱ : ۱۹ و ۲۰ کے سوائے یہ لفظ خاص لوقا نے استعمال کیا ہے۔ کبھی تو اس کے معنی فوراً اور کبھی اُسی جگہ کے ہیں۔ (اعمال ۵ : ۱۰، ۹ : ۱۸، ۱۲ : ۲۳، ۱۳ : ۱۱۔ ۱۶ : ۲۶ و ۳۳ میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ اور لوقا کی انجیل میں دس دفعہ یہ مستعمل ہوا ہے۔ کسی دوائی کے فوری اثر کے لئے یہ لفظ آتا ہے۔ مسیح نے شفا کے جتنے معجزے کئے اُن سب میں یہ دو باتیں پائی جاتی تھیں۔ کہ وہ فوراً اچھے ہو گئے اور کامل طور سے انہوں نے شفا پائی۔ اس لئے ان نتائج کو طبعی اسباب سے منسوب نہیں کر سکتے۔

اُس کے پاؤں اور ٹخنے۔ پہلے لفظ کے ٹھیک معنی پاؤں کے تلوے ہیں۔ یہ دونوں لفظ لوقا نے طبی اصطلاح کے طور پر استعمال کئے ہیں۔ دیکھو دیباچہ صفحہ ۱۴۔

مضبوط ہو گئے۔ ایسی طاقت اُن اعضا کو حاصل ہو گئی جس کے باعث وہ اپنا معمولی کام کرنے لگ گئے۔ یہ فعل صرف اعمال کی کتاب میں ہی آیا ہے اور ۱۶ : ۵ و ۱۶ : ۵ میں پھر مستعمل ہوا ہے۔ ایک مقام میں تو پاؤں کی مضبوطی کے لئے اور ایک جگہ ایمان کی مضبوطی کے لئے یہ استعمال ہوا اور یہ بھی طبی اصطلاح تھی۔

۸۔ اور وہ کود کر کھڑا ہو گیا اور چلنے پھرنے لگا۔ اور چلتا اور کودتا اور خدا کی حمد کرتا ہوا اُن کے ساتھ ہیکل میں گیا۔

کود کر کھڑا ہو گیا۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۵: ۶ سے۔ اس اُٹھنے میں اُسے نہ کوئی تاخیر ہوئی اور نہ کوئی درد محسوس ہوا۔ بلکہ فوراً اُٹھ کے کھڑا ہو گیا۔ ایمان کی پھرتی اُس میں آگئی۔ دیکھو ۱۴: ۱۰، اپنی زندگی میں یہ شخص پہلی دفعہ کھڑا ہُوا۔

چلنے پھرنے لگا۔ یا چلتا پھرتا رہا۔ اگرچہ اُس کو اس کا پہلے کوئی تجربہ نہ ہوا تھا، یہ چشم دید واقعہ کی گواہی ہے۔

اُن کے ساتھ ہیکل میں گیا۔ اِس رحم کے حاصل کرنے کے لئے وُہ اپنی شکر گزاری خُدا کے سامنے اور اپنے مربیّوں سے اُلفت ظاہر کرتا ہے۔

چلتا اور کُودتا۔ چالیس سال لنگڑا رہنے کے بعد اُس کو شفا پانے کی ایسی خُوشی حاصل ہُوئی کہ وُہ اُچھلتا کُودتا پھرتا ہے۔ معجزہ چُونکہ رُوحانی باتوں کا نشان ہوتا ہے، پھر بھی تعجب کی بات ہے کہ جس کو رُوحانی قُوّت اور شفا حاصل ہو اُس میں جوش اور سرگرمی پائی نہ جائے۔

خُدا کی حمد کرتا ہُوا۔ اِس شخص نے خُدا کا شکریہ ادا کرنا فراموش نہ کیا۔ دیکھو ۲: ۴۷، اِس شخص کی روش میں ترقی پائی جاتی ہے۔ کھڑا ہونا صحت کا اظہار ہے اور چلنا قُوّت کا۔ کُودنا جوشِ خُوشی کا۔ خُدا کی حمد کرنا خُوشی و خُرمی کا۔ اِس واقعہ کے ساتھ مقابلہ کرو ۱۴: ۸ سے ۱۰ تک کا واقعہ۔ البتّہ لُوقا نے مختلف ذرائع سے ان واقعات کا حال سُنا ہوگا اور اِس لئے طرزِ بیان میں اختلاف ہے۔

۹۔ اور سب لوگوں نے اُسے چلتے پھرتے اور خُدا کی حمد کرتے دیکھ کر۔

اور سب لوگوں نے۔ چُونکہ شام کی قربانی کا وقت تھا، اِس لئے سب لوگ ہیکل میں حاضر ہونگے۔ (آیت ۱)

۱۰۔ اُس کو پہچانا کہ یہ وُہی ہے جو ہیکل کے خوبصُورت دروازے پر بیٹھا بھیک مانگا کرتا تھا۔ اور اس ماجرے سے جو اُس پر واقع ہُوا تھا بُہت دنگ اور حیران ہُوئے۔

دیکھ کر۔ مقابلہ کرو ۴: ۱۳ سے۔ الفاظ کا زور یہ ہے کہ "وُہ اُس کو پہچانتے رہے" کہ یہ وُہی بھیک مانگنے والا لنگڑا ہے۔

دنگ۔ دیکھو لُوقا ۴: ۳۶، ۵: ۹، یہ لفظ بھی خاص لُوقا کا لفظ ہے اور اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مُقدّس لُوقا ہی اس کتاب کا مصنّف تھا۔

حیران - (مرقس ۱۶ : ۸)، تعجب یا خوف سے جو گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ تین دفعہ پھر یہ لفظ اس کتاب میں آیا ہے (۱۰ : ۱۰، ۵ : ۱۱، ۱۷ : ۲۲)۔

(۱۱-۲۶) سلیمان کی ڈیوڑھی میں پطرس کی تقریر

۱۱- جب وہ پطرس اور یوحنا کو پکڑے ہوئے تھا تو سب لوگ بہت حیران ہو کر اُس برآمدے کی طرف جو سلیمان کا کہلاتا ہے، اُن کے پاس دوڑے آئے۔

پکڑے ہوئے تھا - اس شخص کی شکرگزاری اور خوشی کا اظہار سب دیکھ سکتے تھے۔ وہ پطرس اور یوحنا کو چمٹ رہا تھا۔

بہت حیران ہو کر - جو لفظ آیت ۱۰ میں مستعمل ہوا تھا وہی ہے معہ شدت کے اظہار کے یعنی بہت حیران ہو کر۔ اُس برآمدے کی طرف جو سلیمان... ہیکل کا بیرونی صحن جو غیر قوموں کا صحن تھا چاروں طرف ڈیوڑھیوں سے گھرا تھا۔ اور مشرق اور مغرب اور شمال کی طرف دُہری کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ اور سفید سنگ مرمر کے ستونوں کی دو قطاریں بنی تھیں، جن پر منقش صنوبر کی چھت کھڑی تھی۔ بقول یوسیفس مؤرخ مشرق کی طرف کی ڈیوڑھی سلیمان کی ڈیوڑھی کہلاتی تھی۔ روایت تھی کہ جو ہیکل سلیمان نے بنوائی تھی یہ اُس وقت کی بنی ہوئی تھی۔ لیکن ہمارے خیال میں ہیرودیس نے اُس کو بھی بنوایا اور کسی وجہ سے سلیمان کا نام اِس پر رکھا۔ یہاں لوگوں کی بہت آمدورفت رہتی تھی۔ اور ہمارے خداوند نے اچھے گڈریا کے بارہ میں تقریر اسی جگہ کی (یوحنا ۱۰ : ۲۳)۔ اب اُس کی چراگاہ کی بھیڑیں لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اِس جگہ کو استعمال کرتی ہیں (۵ : ۱۲)

دوڑے آئے - اس معجزے کی ایک غرض یہ بھی تھی، کہ لوگوں کی توجہ اُن کی طرف مائل ہو۔

۱۲- پطرس نے یہ دیکھ کر لوگوں سے کہا۔ اے اسرائیلیو! اس پر تم کیوں تعجب کرتے ہو۔ اور ہمیں کیوں اِس طرح دیکھ رہے ہو، کہ گویا ہم نے اپنی قدرت یا دینداری سے اس شخص کو چلتا پھرتا کر دیا؟

کہا - یعنی لوگوں کے تعجب اور اُن کے دلی خیالات کو دیکھ کر گویا یہ جواب دیا۔

۸ : ۵ ، ۳۴ : ۸ ، ۳۶ : ۱۰-

اَے اسرائیلیو ۔ دیکھو ۲۲:۲ ، ۱۶:۱۳ ، یہ مُشفقانہ خطاب ہے۔ اور اس میں لوگوں کے قومی حقوق کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے مفسّرین اور مناّدوں کو چاہئیے، کہ وہ اِس رسُولی نمونہ کے مطابق اپنے سامعین سے مخاطب ہوں۔

اس پر۔ اِس لنگڑے شخص پر یا اِس ماجرے پر۔ آیت ۱۰ کی طرف اشارہ ہے۔

اس طرح دیکھ رہے ہو۔ دیکھو آیت ۱:۱۰ ، ۱۴:۱۴۔

ہمیں۔ یہ تاکید کے لئے ہے۔ گویا ہم کچھ چیز ہیں۔

گویا ہم اپنی قُدرت :- لوگوں کا خیال تھا۔ کہ ان لوگوں کو اُن کی خاص پاکیزگی کی وجہ سے یہ اعجازی قُدرت حاصل ہوئی ہے۔ اِسی لئے ہند و پاکستان میں رشیوں اور فقیروں سے اعجازی قُدرت منسوب کی جاتی ہے۔ اور اُن کے کلام کو اچھے یا بُرے کام کے لئے مؤثر خیال کرتے ہیں۔ بُدھ مذہب کے مہاتماؤں کی عزّت اِسی وجہ سے کی جاتی ہے۔ لیکن یہ مسیحی رسُول اپنی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر اپنے خُداوند اور مالک کی طرف منعطف کرتے ہیں۔ اور اس رائے کو کاٹنا چاہتے ہیں کہ یہ اعجازی قُدرت کسی انسانی نیک کام کا نتیجہ ہے۔

۱۳۔ ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے خُدا۔ یعنی ہمارے باپ دادوں کے خُدا نے اپنے خادم یسُوع کو جلال دیا۔ جسے تُم نے پکڑوا دیا۔ اور جب پیلاطُس نے اُس کے چھوڑ دینے کا قصد کیا تو تُم نے اُس کے سامنے اُس کا انکار کیا۔

ابرہام ... کا خُدا۔ مُقدّس پطرس یہ ظاہر کیا چاہتا ہے کہ خُداوند یسُوع کی گواہی دینے کے ساتھ ہی وہ اپنی قوم کے ماضی سے سچّی ہمدردی رکھتا ہے۔ خُدا کا وُہی لقب اُس نے استعمال کیا جو یہودیوں میں خاص عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اِسی لقب کے ذریعہ اُن پر اُن کے گناہ کی شدّت ظاہر ہوئی کیونکہ پطرس نے اُن پر ظاہر کر دیا، کہ اُنھوں نے اپنے باپ دادوں کے خُدا سے بغاوت کی۔

اپنے خادم یسُوع کو۔ لفظ خادم مسیح کا ایک لقب ہے۔ یسعیاہ ۴۲:۱-۴، اور اُس کے مابعد بابوں میں مسیح خادم کہلاتا ہے (مقابلہ کرو متی ۱۲:۱۷ سے ۲۱) اِس لفظ کا یہ خاص استعمال اعمال کی کتاب میں ہی آتا ہے (۳:۲۶، ۴:۲۷ و ۳۰) اِس لقب میں مسیح کے دُکھوں کی طرف خاص اشارہ ہے۔ دیکھو یسعیاہ ۵۰ سے ۵۳ تک۔ ان بابوں میں مسیح

خُدا کا بندہ یا خادم کہلایا ہے۔ وُہ دُنیا کے کناروں تک خُدا کی نجات ہونے والا تھا۔ اُس میں اعلےٰ خدمت کی خاص صفات یعنی اطاعت۔ جان نثاری۔ سرگرمی۔ جفاکشی درجہ کمال تک پُہنچ گئی تھیں۔ "جسے تُم نے" لفظ تُم پر زور ہے۔ ہمارے باپ دادوں کے خُدا نے تو اُسے جلال بخشا۔ پر تُم گستاخ گنہگاروں نے اُس کا اِنکار کیا اور اُسے قتل کرایا۔

پیلاطُس۔ پنطُس پیلاطُس یہودیہ کا پانچواں رُومی گورنر تھا اور سنہ ۲۶ ء سے سنہ ۳۶ ء تک وہاں کا حاکم رہا۔ سامریوں نے اُس کے خلاف کُچھ شکایتیں قیصر سے کی تھیں اِس لئے قیصر نے اُسے اُن کی جواب دہی کے لئے رُوم بلوایا۔ اِس کے بعد اُس کا کوئی ذکر صحیح تاریخ میں نہیں آیا۔ ہمارے خُداوند کی صلیب میں جو حصّہ اِس شخص نے لیا اُس کا مفصّل ذکر چاروں اناجیل میں پایا جاتا ہے۔

اُس کے چھوڑ دینے کا قصد کیا۔ دیکھو لُوقا ۲۳ : ۱۳ - ۱۶ ، یُوحنّا ۱۹ : ۱۲ ، اگر پیلاطُس یہودیوں سے ڈر نہ جاتا تو مسیح کو چھوڑ دیتا۔ اِس واقعہ کو بھی مقدّس پطرس نے یہودیوں کے گُناہ کی شدّت ظاہر کرنے کو پیش کیا۔

اِنکار کیا۔ یعنی مسیح نے جو دعوےٰ خادم خُداوند ہونے کا کیا تھا اُس دعویٰ کو یہودیوں نے ردّ کیا (لُوقا ۲۳ : ۲ و ۱۸ ، یُوحنّا ۱۹ : ۴ او ۱۵)

۱۴۔ تُم نے اُس قدّوس اور راستباز کا انکار کیا اور درخواست کی کہ ایک خُونی تمہاری خاطر چھوڑا جائے۔

تُم نے۔ پہلے کی نسبت بھی اِس لفظ پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ پیلاطُس جیسے شخص نے بھی اُسے چھوڑ دینے کا قصد کیا تھا۔ پر تُم نے ضد کرکے اُس کا اِنکار کیا اور اُسے صلیب دلائی۔ لفظ انکار کا اُس نے دوبارہ استعمال کیا تاکہ اُن کے دلوں پر اُسے نقش کر دے۔ اِس لفظ کا استعمال کرتے وقت کیا اُس کو اپنے اِنکار کا بھی خیال آیا ہوگا جس سے اُس نے ایسی توبہ کی؟

اُس قدّوس اور راستباز۔ بد رُوحوں نے بھی اُسے قدّوس تسلیم کیا۔ (لُوقا ۴ : ۳۴) اور غیر یہُودنے اُسے راستباز تسلیم کیا (متّی ۲۷ : ۱۹ ، لُوقا ۲۳ : ۴۷) اُس کی اپنی اُمّت نے تو اُس کا انکار کیا اور اُسے ردّ کر دیا۔ دیکھو یسعیاہ ۵۳ : ۱۱۔ پاکیزگی سے خُدا کی خدمت کے لئے تقدیس مُراد ہے۔ اور راستبازی سے سیرت اور چلن کی صداقت مراد ہے

ایک خونی - یہ مقابلہ یُونانی میں بہت اچھّی طرح سے ظاہر کیا گیا ہے۔ ایک طرف تو یہ ہے "تم نے انکار کیا" دُوسری طرف یہ ہے "تم نے درخواست کی" ایک طرف تو قدّوس اور راستباز ہے۔ دُوسری طرف "خونی" ہے۔ یہ خونی برآبا تھا (متی ۱۵ : ۷، لُوقا ۲۳ : ۸ و ۱۹)

۱۵- مگر زندگی کے مالک کو قتل کیا۔ جسے خُدا نے مُردوں میں سے جلایا۔ اِس کے ہم گواہ ہیں۔

مالک- جو لفظ مالک کے لئے آیا ہے اُس کے معنی بانی اور سردار کے بھی ہیں۔ اس میں یہ دونوں معنی شامل ہیں کِسی کام کا شروع کرنے والا اور اُس کا انتظام کرنے والا۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ چار دفعہ مستعمل ہُوا ہے۔

(الف) مسیح زندگی کا بانی اور مالک ہے۔ اعمال ۳ : ۱۵

(ب) نجات کا 〃 〃 〃 ۔ اعمال ۵ : ۳۱

(ج) 〃 〃 〃 〃 〃 عبرانی ۲ : ۱۰

(د) ایمان کا 〃 〃 〃 عبرانی ۱۲ : ۲

قتل کیا۔ تم نے خونی کو چھڑایا اور اِسی طرح سے خود خونی بن گئے۔ یہ امر ایک طرح سے تو نقیض ہے کہ زندگی کے مالک کو قتل کیا۔ تاہم ہے درست۔

مُردوں میں سے جلایا۔ پھر ایک دفعہ قیامت کا ذکر کیا گیا۔ دیکھو ۱ : ۲۲، ۲ : ۲۴، ۳۲ و ۳۳،

ہم گواہ ہیں- دیکھو ۲ : ۳۲، مقابلہ کرو ۱ : ۸ سے۔

۱۶- اُسی کے نام نے اس ایمان کے وسیلے سے جو اُس کے نام پر ہے۔ اُس شخص کو مضبُوط کیا جسے تم دیکھتے اور جانتے ہو۔ بیشک اُسی ایمان نے جو اُس کے وسیلے سے ہے یہ کامل تندرستی تم سب کے سامنے اُسے دی۔

اس ایمان کے وسیلے جو اُس کے نام پر ہے۔ یہاں ایمان اِس شفا پانے کا آلہ یا موقعہ بیان ہُوا ہے۔ یہ ایمان اُس نام پر بھروسہ کرنا تھا یعنی مسیح کی سیرت اور اختیار پر بھروسہ رکھنا۔ اس شفا کی شرط ایمان تھا۔ یسُوع مسیح کے نام کا محض تکرار جیسے ہندو اور دیگر لوگ اپنے دیوتاؤں کا نام لیا کرتے ہیں فضُول اور بے فائدہ ہے جب تک آدمی کا سچّا ایمان نہ ہو۔ مسیح کی قدرت اور اختیار سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ یہاں نہ صرف پطرس

اور یُوحنّا نے بلکہ لنگڑے شخص نے بھی یہ خالص ایمان ظاہر کیا۔ اُسی کے نام نے یعنی اُس کی قُدرت اور فضل نے۔ اِس شفا کا خاص وسیلہ یہ نام تھا۔

مضبُوط کیا۔ دیکھو آیت ۷۔

جیسے تُم دیکھتے اور جانتے ہو۔ یعنی اِس معجزے کا انکار تُم نہیں کر سکتے کیونکہ اِس شخص کی پہلی حالت سے تُم واقف ہو۔

اُسی ایمان نے۔ یہ ایمان بھی خُدا کی بخشش ہے اور مسیح کے وسیلے حاصل ہوتا ہے۔ یہ شفا بھی اور یہ ایمان بھی اُس ذوالجلال خُداوند کی طرف سے عطیہ ہیں۔ افسیوں ۲ : ۸، ۱ پطرس ۱ : ۲۱، عبرانی ۱۲ : ۲۔

کامل تندرستی۔ یعنی ہر وجہ سے کامل۔ دیکھو ۱ تھسلنیکی ۵ : ۲۳، یعقوب ۱ : ۴، یہ اکثر پولُس اور لُوقا کی تصنیفات میں آتا ہے۔ چلنے اور کُودنے سے یہ کامل تندرستی ظاہر ہے۔

۱۷۔ اور اب اَے بھائیو! مَیں جانتا ہُوں کہ تُم نے یہ کام نادانی سے کیا اور ایسا ہی تُمہارے سرداروں نے بھی۔

بھائیو۔ ۲ : ۲۹۔

نادانی سے۔ دیکھو ۱۷ : ۳۰، افسیوں ۴ : ۱۸، ۱ پطرس ۱ : ۱۴، ان کو اس امر کا علم نہ تھا کہ یہ یسُوع ہی مسیح ہے۔ اور ابنِ خُدا۔ اِس لئے اُنہوں نے اُسے صلیب دلوایا (لُوقا ۲۳ : ۳۴)

ایسی نادانی مجرمانہ نادانی تھی۔ رسُول یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اُنہیں جاننا چاہیئے تھا کہ وُہ مسیح ہے۔ ایک دن یہودی قوم جاگے گی اور معلوم کرے گی کہ ہم نے نادانی سے اُس پہلوٹھے اور مسیح کو قتل کیا۔ تب وُہ اپنے گُناہ پر نالہ و ماتم کریں گے۔ (زکریاہ ۱۲ : ۱۰ - ۱۴)

سرداروں۔ یعنی سردار کاہنوں اور صدر مجلس نے۔

۱۸۔ مگر جن باتوں کی خُدا نے سب نبیوں کی زبانی پیشتر خبر دی تھی۔ کہ اُس کا مسیح دُکھ اُٹھائے گا۔ وُہ اُس نے اُسی طرح پُوری کیں۔

سب نبیوں کی زبانی۔ پطرس بھی اُٹھے مسیح کے مکتب میں تعلیم پا چکا تھا (لُوقا ۲۴ : ۴۴ - ۴۸)۔ ایسے معلّم سے تعلیم پا کر اب ساری کتاب کا مقصد اُن پر کھل گیا تھا۔

پیشتر خبر دی تھی۔ دیکھو ۷ : ۵۲۔

کہ اُس کا مسیح دُکھ اُٹھائے گا۔ جو پطرس مسیح کے دُکھوں کی خبر سُن کر اُس پر جھنجھلایا تھا۔ اب وُہی پطرس (متی ۱۶: ۲۱ سے۲۳) مسیح کی صلیب اور جی اُٹھنے کی روشنی میں اُنہیں دُکھوں پر فخر کرتا ہے جن کو اُس نے پہلے ایسا حقیر سمجھا تھا۔ اُس کے پہلے خط کا مضمون ہی یہ "دُکھ" ہیں۔

اِسی طرح پُوری کیں۔ لفظ اِسی طرح پر زور ہے۔ خُدا نے اُن لوگوں کی نادانی اور جُرم کے وسیلے ہی اپنے مقصد کو پُورا کیا۔

۱۹۔ پس توبہ کرو اور رجُوع لاؤ تاکہ تُمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اِس طرح خُداوند کے حضُور سے تازگی کے دِن آئیں۔

پس توبہ کرو۔ پنتکُست کے روز بھی اُس نے یہی دعوٰے کیا تھا۔ (۲: ۳۸) رُوح القُدس نے قدرت کے ساتھ نازل ہونے کے بعد گنہگاروں کے لئے اُس کا پہلا پیغام یہی تھا۔ اور اب تک مقدّم پیغام یہی ہے جس گُناہ نے خُدا کو رنجیدہ کیا ہے اُس کو چھوڑنا اور ترک کرنا نجات کی طرف پہلا قدم ہے۔

رجُوع لاؤ۔ یہ وُہی لفظ ہے جو ہمارے خُداوند نے پطرس کے گُناہ اور گرنے کے بارہ میں اُسے کہا تھا۔ (لُوقا ۲۲: ۳۲)۔ پطرس نے اس لفظ کو پھر ۱ پطرس ۲: ۲۵، میں استعمال کیا ہے۔ پطرس کے دل پر یہ لفظ نقش ہوگیا تھا۔ یہاں اِس کے یہ معنی ہیں کہ "اپنے گُناہ سے اپنے نجات دہندہ خُدا کی طرف پھرو"۔ اِس سے دل کی تبدیلی مُراد ہے جسے توبہ کہتے ہیں۔ اعمال میں کئی بار یہ لفظ اِسی معنی میں آیا ہے (۹: ۳۵، ۱۱: ۲۱: ۱۴: ۱۵؛ ۱۵: ۱۹، ۲۶: ۱۸و۲۰، ۲۸: ۲۷)

تاکہ تُمہارے گناہ مٹائے جائیں۔ مقابلہ کرو زبُور ۵۱: ۹، یسعیاہ ۴۳: ۲۵، ۴۴: ۲۲، گُناہ سے نجات دہندہ کی طرف رجُوع لانے کا نتیجہ یہ ہے کہ گُناہ حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے۔ یہ فعل مٹایا جانا۔ کلسیوں ۲: ۱۴، مکاشفہ ۳: ۵، ۷: ۱۷، ۲۱: ۴ میں بھی آیا ہے۔ اِن آیتوں کا مقابلہ کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خُدا ایماندار کے لئے مٹا دیتا ہے

(الف) اُس کے گُناہ — اعمال ۳: ۱۹، بمقابلہ ۲: ۳۸ -

(ب) اُس کی سزا — کلسیوں ۲: ۱۴ -

(ج) اُس کے آنسو — مکاشفہ ۷: ۱۷، ۲۱: ۴ -

تازگی کے دن آئیں۔ ہمارے رجوع لانے کی غرض گناہوں کی معافی ہی نہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر برکت ملنے والی ہے جب گناہ مٹایا جاتا ہے تو خدا کی قدرت اور فضل کے لئے پورا اثر کرنے کے واسطے راہ کھل جاتا ہے۔

"تازگی کے دن" اُن دنوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جب مسیح دوبارہ آئے گا۔ اور مسیحی زمانے کے سارے وعدے تکمیل کو پہنچیں گے (مثلاً یسعیاہ ۱۱: ۶-۱۰، ۳۵: ۱-۱۰) یہودی قوم کے لئے وہ برکتوں کا سنہری زمانہ ہوگا۔ اور اُن کے ذریعہ ساری دنیا کے لئے رُوحانی بیداری کا زمانہ ہوگا۔ (رُومی ۱۱: ۱۱- ۳۶)۔ سب چیزوں کے بحال ہونے کا زمانہ؛ (آیت ۲۱) تازگی کے ایام سے مختلف ہے۔ یہ ایام بحالی کے زمانہ سے پیشتر ہیں۔ اِس موجودہ عہد میں فضل اور برکت کا تجربہ ہے جس کی تکمیل مسیح کی دُوسری آمد کے وقت ہوگی۔ لفظ تازگی صرف اِسی آیت میں پایا جاتا ہے۔ اس کے مطابق کا فعل صرف ۲ تمتھیُس ۱: ۱۶ میں ملتا ہے اِس لئے "تازگی کے دن" میں خاص رُوحانی بیداری کے اوقات شامل ہیں جو خدا اُن لوگوں کو عطا کرتا ہے جو خداوند کو جاننا چاہتے ہیں۔ پنتکُست اِن دنوں کا آغاز اور وسیلہ ہے۔ دِن کے لئے وُہی لفظ ہے جو ۱: ۷ میں آیا تھا۔

۲۰۔ اور وُہ اُس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہُوا ہے۔ یعنی یسُوع کو بھیجے۔

اور وُہ اُس مسیح کو ..... بھیجے۔ مسیح کی دُوسری آمد سارے ایمانداروں کی ذوالجلال اُمید ہے۔ اور اُس وقت ساری چیزوں کا کمال ہوگا۔ رسُول اور اُن کے رفیق اسی اُمید سے زندہ تھے اور نجات دہندہ کی جلد آمد کے منتظر تھے۔ (فلپیوں ۳: ۲۰ و ۲۱، طیطس ۲: ۱۳، عبرانی ۹: ۲۸، ۱۰: ۳۷، یعقوب ۵: ۸، ۱ پطرس ۱: ۷ و ۸، ۱ یُوحنّا ۳: ۲ و ۳) تب بدن کی مخلصی میں نجات کے کام کی تکمیل ہوگی۔ اور ہمارا خداوند اپنی قدرت اختیار کرے گا، اور سلطنت کرے گا۔ اس سارے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ تازگی کے ایام مسیح کی دُوسری آمد سے پیشتر ہیں اور اِس موجودہ زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ تازگی مسیح کی دُوسری آمد کا گویا پیش خیمہ ہے۔ مسیح کے ظہور کے وقت، یہودیوں کی برکت کا زمانہ شروع ہوگا اس لئے پطرس کے الفاظ یہودیوں کے لئے خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ (دیکھو آیت ۲۵)

جو تمہارے واسطے مقرر ہُوا ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ پھر اعمال ۲۲: ۱۴، ۲۶: ۱۶ میں آیا ہے۔ اِن آیتوں کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ جیسے خدا نے مسیح

کو چُنا اور نجات دہندہ اور خُداوند مقرر کیا۔ تاکہ اُسے جانیں اور اُس کی خدمت کریں۔

یعنی یسُوع۔ یسُوع ناصری کے سوا کوئی دُوسرا شخص مسیح اور بادشاہ مقرر نہیں ہُوا۔ جو صلیب پر مؤا وُہی تاج کا حقدار ہے۔

۲۱۔ ضرور ہے کہ وُہ آسمان میں اُس وقت تک رہے جب تک کہ وُہ چیزیں بحال نہ کی جائیں جن کا ذکر خُدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دُنیا کے شرُوع سے ہوتے آئے ہیں۔

اُس وقت تک جب تک وُہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ لفظ "اُس وقت" ، کی طرف اشارہ ہے۔ جس زمانہ کا ذکر ہے وُہ دراصل ہمارے خُداوند کے واپس آنے پر شرُوع ہوگا اور اس میں شاید کئی زمانے ترقی کے شامل ہونگے۔ اِس لئے وقت کے لئے جو لفظ ہے وُہ جمع کا صیغہ ہے۔ اُس وقت کلیسیا مسیح کی ملاقات کے لئے اُوپر اُٹھائی جائیگی (۱ تھسلنیکی ۴: ۱۶-۱۷) اور "تمام اسرائیل نجات پائے گا" (رُومیوں ۱۱: ۲۶) اُس وقت ساری خلقت "فنا کے قبضے سے چھوٹ" جائے گی (رُومیوں ۸: ۱۹-۲۱) اُس وقت نئے آسمان اور نئی زمین ہوگی "جن میں راستبازی بسی رہے گی" (۲ پطرس ۳: ۱۳، مکاشفہ ۲۱: ۱-۵) اُس وقت مسیح اپنی سلطنت خُدا باپ کے سپرد کردے گا "تاکہ خُدا سب میں سب کچھ ہو" (۱ کرنتھی ۱۵: ۲۸)۔ گُناہ نے جو ابتری پیدا کر دی تھی وُہ ابتری موقُوف ہو کر ہر شے اپنی اصلی حالت پر بحال ہوگی۔ اہل ہنود بھی کسی نہ کسی طرح ایک ست جُگ کے منتظر ہیں اور اہل اسلام کا یقین ہے کہ یسُوع مسیح پھر آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اگرچہ اُس کی آمد کے مقصد کی نسبت وُہ غلطی کرتے ہیں۔ اہل ہنود کا عقیدہ تو ایک زمانہ کی گردش کا قائل ہے کہ اس دُکھ و مصیبت کے زمانہ کے بعد خوشحالی کا زمانہ آئے گا۔ اور اُس خوشحالی کے بعد پھر مصیبت اور تنگی کا زمانہ شرُوع ہو جائے گا۔ اور اسی طرح سے یہ گردشِ زمانہ جاری رہے گی۔ اِس آیت کے ساتھ متی ۱۹: ۲۸ کا بھی مقابلہ کرو جہاں نئی پیدائش کا ذکر آتا ہے۔

جن کا ذکر۔ یہاں اُن زمانوں کی طرف اشارہ ہے۔ مقدس نوشتوں میں متکلم خُدا ہے۔ اور اسی سے اُن کے الہامی ہونے کا پختہ ثبوت ملتا ہے۔ دیکھو ۱: ۱۶۔

پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جی اُٹھنے کے بعد جو ہدایات مسیح نے اپنے شاگردوں کو دیں (لُوقا ۲۴: ۴۵) اُن کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ نبیوں کے صحیفے کا حقیقی مقصد شاگردوں نے خود خُداوند کی زبانِ مبارک سے سُنا۔ مقدس پطرس نے مسیح کی دُوسری آمد کے بارہ میں بہت صاف تعلیم دی۔ (۲ پطرس ۱: ۱۹-۲۱) بہت مقامات سے یہ صاف

ظاہر ہے کہ خدا نے سب چیزوں کی بحالی کے زمانہ کے بارہ میں پہلے سے خبر دی۔ دیکھو یسعیاہ ۱۱: ۲۵ و ۳۵ و ۶۰؛ یرمیاہ باب ۳۱؛ حزقی ایل باب ۳۶؛ یوئیل ۲: ۳۲؛ میکاہ باب ۵؛ زکریاہ ۱۲-۱۴ ابواب تک وغیرہ۔

> ۲۲۔ چنانچہ مُوسےٰ نے کہا۔ کہ خداوند خدا تُمہارے بھائیوں میں سے تُمہارے لئے مُجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وُہ تُم سے کہے اُس کی سُننا۔

چنانچہ مُوسےٰ نے کہا۔ واعظ نے اب آئندہ اور آخری کمال کے زمانہ کا ذکر چھوڑ دیا اور موجودہ زمانہ کی طرف عود کیا۔ (دیکھو آیت ۲۴۔ اِن دنوں) تاکہ اس سے عملی نتیجہ نکالے اصل زبان میں مُوسےٰ (آیت ۲۲) اور سموئیل (آیت ۲۴) ایک دُوسرے سے متعلق ہیں۔ یہ اقتباس استثناء ۱۸: ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ سے سترول کے ترجمہ سے آزادانہ لیا گیا ہے۔ اس جگہ یہ کہنا بھی مناسب ہے کہ استثناء کی کتاب خاص طور پر مُوسےٰ سے منسوب ہے اور اُس کے الہام اور سند ہونے کی تصدیق یہ ہے کہ "مُوسےٰ نے کہا"

مُجھ سا۔ دیکھو عبرانی ۳: ۱-۶ وہاں یہ مقابلہ اچھی طرح سے کیا گیا ہے اور وہاں یہ بھی بخوبی ثابت کر دیا گیا ہے؛ کہ مسیح مُوسےٰ کی نہ صرف مانند ہے، بلکہ اُس سے کہیں اعلےٰ ہے۔ مفصلہ ذیل اُمور میں ہمارا خداوند مُوسیٰ کی مانند تھا۔ کیونکہ وُہ:-

(الف) غلامی سے اپنی اُمت کو چھڑانے والا تھا۔

(ب) عہد کا درمیانی تھا۔

(ج) خدا کی مرضی اور کلام کا مکاشف۔

(د) زبردست معجزوں کا کرنے والا۔

(ہ) مقرّرہ اور وفادار خادم۔

لیکن جبکہ مُوسےٰ محض خادم تھا مسیح ابن خدا تھا۔ مُوسےٰ نے تو شریعت دی فضل اور سچائی یسُوع مسیح کے وسیلے آئی (یوحنا ۱: ۱۷) مُوسےٰ تو اپنی کمزوری کے باعث بنی اسرائیل کو [illegible] میں لے جانے سے قاصر رہا۔ لیکن مسیح اپنے پیروؤں کو کامل آرام میں اب داخل کرتا ہے (عبرانی ۴: ۳) اور اس کے بعد جلال میں داخل کرے گا۔ (عبرانی ۲: ۱۰)

ایک نبی:- استثناء ۱۸ باب کی پیشینگوئی کا اطلاق صاف طور سے خداوند یسُوع مسیح پر ہوا ہے۔ اس کی شرائط صرف اُسی میں پُوری ہوتی ہیں۔ اہلِ اسلام کوشش کرتے ہیں

کہ یہ پیشینگوئی حضرت محمدؐ صاحب کے حق میں ثابت کریں۔ ایک تو وہ یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ یہاں اِس جملے "تمہارے بھائیوں میں سے" اسمٰعیل کی اولاد مراد ہے۔ جو جسم کے لحاظ سے اسرائیل کے بھائی تھے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ الفاظ "تمہارے بھائی" اِسی استثناء کی کتاب میں اِسی معنی میں اسرائیل کے لئے مستعمل ہیں۔ مثلاً دیکھو استثناء ۳: ۱۸ و ۲۰، ۱۵: ۷، ۲۴: ۱۴۔ اِس سے صاف ظاہر ہے، کہ یہاں اسمٰعیل کی نسل مراد نہیں بلکہ یہ کہ مسیح اسرائیل کی اولاد سے پیدا ہوگا۔ استثناء ۳: ۱۸ میں "تمہارے بھائی" سے بنی اسرائیل مراد ہیں۔

۲۳۔ اور یہ ہوگا کہ جو شخص اُس نبی کی نہ سُنے گا وہ اُمت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

جو شخص اُس نبی کی نہ سُنے گا۔ پطرس بڑے زور سے اِس کو پیش کرتا ہے کہ یسوع مسیح کی اطاعت اور فرمانبرداری سے اِنکار کرنے میں کیسا بڑا گناہ اور خطرہ ہے۔

نیست و نابود۔ اِستثناء میں عبرانی کے مُطابق تو یہ الفاظ ہیں "میں اُس سے طلب کروں گا" لیکن یہاں اُس نے اُن کی جگہ وہ لفظ اِستعمال کئے جو توریت میں بہت عام ہیں (پیدائش ۱۷: ۱۴، خروج ۳۱: ۱۴، احبار ۷: ۲۰، گنتی ۹: ۱۳) یہ جُملہ یُونانی میں بڑے زور کا ہے۔ اور اِس سے کامل بربادی مُراد ہے۔

۲۴۔ بلکہ سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے کلام کیا اُن سب نے اِن دِنوں کی خبر دی ہے۔

جتنے نبیوں نے باتیں کہیں۔ قاضیوں کے بعد سموئیل کے وقت سے نبیوں کا زمانہ شروع ہوُا۔ موسیٰ اور یشوع کی وفات کے بعد تاریکی کا زمانہ شروع ہوُا (۱ سموئیل ۳: ۱) لیکن سموئیل کی عینِ حیات میں نبوت کا زمانہ شروع ہوُا۔ وُہ خود نبی تھا۔ اُس نے خُدا کی مرضی اور کلام کو لوگوں پر ظاہر کیا۔ (۱ سموئیل ۳: ۲۰ و ۲۱، ۴: ۱، ۷: ۳-۱۷) اور نیز اس نے پیشینگوئیاں کیں (۱ سموئیل ۱: ۲-۱۶، ۱۹: ۱۸-۲۴)، وُہ نبیوں کے سکولوں کا بانی تھا۔ (۱ سموئیل ۱۹: ۲۰) اور اُس کے وقت سے لے کر پیچھے برابر اِن سکولوں کا ذکر آتا ہے۔ تالمود کی کتاب میں سموئیل نبیوں کا اُستاد کہلاتا ہے اور موسیٰ کے ساتھ کئی دفعہ اُن کا ذکر آیا ہے۔ (زبور ۹۹: ۶، یرمیاہ ۱۵: ۱)۔

پچھلوں تک۔ شاید یہاں یہ امتیاز کیا گیا ہے کہ بعض نبی سموئیل کے عین بعد ہوئے

اور بعض بہت پیچھے۔

اِن دنوں کی خبر دی۔ جس بات کو پطرس نے معہ دوسرے رسولوں کے جی اُٹھے مسیح سے سیکھا تھا اِس کا وہ بار بار ذکر کرتا ہے۔ (لوقا ۲۴ : ۲۷، ۴۴ و ۴۵ آیات) پہلے خط میں اُس نے اس بیان کی زیادہ تشریح کی (۱ پطرس ۱ : ۱۰-۱۲، مقابلہ کرو یوحنا ۵ : ۳۹، اِن نبیوں نے اگرچہ سمجھا بھی نہیں تو بھی اِس تجسّم کی خبر دی (یسعیاہ ۷ : ۱۴، ۹ : ۶) اُس کے دُکھوں کی خبر دی (زبور ۲۲۔ یسعیاہ باب ۵۳) اُس کی قیامت کی (زبور ۱۶، ہوسیع ۶ : ۲)۔ اُس کے صعود کی (زبور ۶۸ : ۱۸) اور رُوح القدس کے آنے کی۔ (یوایل ۲ : ۲۸-۳۲)

۲۵۔ تم نبیوں کی اولاد اور اُس عہد کے شریک ہو جو خُدا نے تمہارے باپ دادوں سے باندھا جب ابرہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دُنیا کے سارے گھرانے برکت پائیں گے۔

تم۔ لفظ تم پر زور ہے کہ سارے آدمیوں میں سے تم کو یہ حقوق اور برکتیں ملیں اِس لئے تم کو چاہیے کہ یسُوع مسیح کی اطاعت کرو جو سارے نبیوں کا مُدعا اور مقصد تھا۔

نبیوں کی اولاد۔ یعنی اس قوم میں سے اور جس فضل اور جلال کی اُنہوں نے خبر دی اُن کے وارث (مقابلہ کرو رُومیوں ۹ : ۴ و ۵، ۱۵ : ۸)

اور اُس عہد کے۔ خُدا کی ساری رحمتوں کے وارث جو اس عہد کے ساتھ ملحق ہیں (رُومیوں ۹ : ۴) خُدا کا عہد اُن کے باپ دادوں کے ساتھ تھا۔ اِس کی بار بار تجدید ہُوئی اور مسیح کے آنے کی طرف خاص نظر تھی (زبور ۸۹ : ۱۹-۳۷)

ابرہام سے کہا۔ یہ الفاظ پیدائش ۲۲ : ۱۸ سے سترِوں کے ترجمہ کے مُطابق ہیں مگر لفظ بہ لفظ اقتباس نہیں (مقابلہ کرو پیدائش ۱۲ : ۳، ۱۸ : ۱۸) مقدس پطرس نے یہ ظاہر کیا کہ تم سامعین اِن وعدہ شدہ برکتوں کے وارث ہو۔ مقدس پولُس نے بھی اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے (گلتیوں ۳ : ۱۶) تاکہ یہ ظاہر کرے کہ ابرہام کی اولاد سے یسُوع مسیح مُراد ہے۔

۲۶۔ خُدا نے اپنے خادم کو اُٹھا کر پہلے تمہارے پاس بھیجا۔ تاکہ تُم میں سے ہر ایک کو اُس کی بدیوں سے پھیر کر برکت دے۔

پہلے تمہارے پاس۔ دیکھو آیات ۱۳ و ۱۴ و ۲۵ بمقابلہ ۱۳ : ۴۶، ۱۸ : ۵ و ۶، رُومیوں ۱ : ۱۶۔

اپنے خادم کو اُٹھا کر۔ مسیح کے جی اُٹھنے کا چمکارہ بار بار نظر پڑتا ہے (۱ : ۲۲ ؛ ۲ : ۲۴ و ۳۲ ، ۳ : ۱۵) بعض سمجھتے ہیں کہ یہاں آیت ۲۲ کی طرف اشارہ ہے اور اُٹھانے سے اُس کے جی اُٹھنے کی طرف اشارہ نہیں بلکہ اُس کے نبی اور نجات دہندہ مقرر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

بھیجا۔ یعنی فضل جیسا تھا لوگوں کو اب برکت دینے کے لئے اور اُسے جلال میں بھیجے گا اس کے بعد حکومت کرنے کے لئے (آیت ۲۰)

برکت دے۔ اس وعدہ کا ذکر آیت ۲۵ میں بھی آیا ہے۔ یہ برکت اُن کے لئے بھی ہے جو اب ایسے باغی ظاہر ہوئے بشرطیکہ وُہ توبہ کریں۔

بدیوں سے پھیر کر۔ یہ سزا اور خطرہ سے بچانے کی برکت نہیں بلکہ گناہ سے بالکل پھیرنے کی۔

یہ فعل رُومی ۱۱ : ۲۶ میں بھی آیا ہے۔ وہاں گُناہوں کے دُور کرنے کا ذکر ہے اور یہاں گناہوں سے پھیرنے کا ذکر۔ یہ تبدیلیٔ دِل سب کے لئے جیسے پنتِکُستی برکت سب کے لئے تھی (۲ : ۳) خواہ وُہ کیسے بڑے گناہگار تھے خواہ وُہ خود مسیح کے قاتل تھے، لیکن توبہ کرکے برکت کے وارث ہو سکتے ہیں۔

بدیوں۔ یعنی شرارت۔ بدی میں خوشی کئی صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا مطالعہ کرو۔ متی ۲۲ : ۱۸، مرقس ۷ : ۲۲، لوقا ۱۱ : ۳۹، رومی ۱ : ۲۹، ۱ کرنتھی ۵ : ۸، افسی ۶ : ۱۲)

پس جیسے دُوسرے باب میں ویسے یہاں وُہ اپنے سامعین کو یہ عملی سبق دیتا ہے کہ گناہ سے پھرو اور مسیح کو اپنا نجات دہندہ اور خداوند مان لو۔

تیسرے باب کی تعلیم

(الف) خاص حصے بائبل کے مطالعہ کیلئے اس باب کی یہ آسان تقسیم ہے۔

(۱) لنگڑا اور اُس کی شفا۔ آیات ۱-۱۱

(۲) نام اور اُس کی قدرت ” ۱۲-۱۶

(۳) مسیح اور اُس کے دعاوی ” ۱۷-۲۶

(ب) خاص مضامین :- (۱) خُدا کی قدرت تبدیل کرتی ہیں۔

(اوّل) لنگڑا نبی سے کامل صحت آیات ۲ و ۱۶-

(دوم) اُٹھائے جانے کی جگہ چلنا اور کُودنا- آیات ۲ و ۸-

(سوم) بھیک مانگنے سے تعریف کی طرف - آیات ۲ و ۸-

(چہارم) پھاٹک میں پڑے رہنے سے ہیکل میں کُودتے، پھرنا - آیات ۲ و ۸-

یہ لنگڑا شخص ایک کمزور مسیحی اور کمزور کلیسیا کا نمونہ ہے :-

(۲) خُدا کا انتظام برکت دینے کے لئے :-

(اوّل) توبہ اور رجوع لانا - آیت ۱۹
(دوم) گناہوں کا مٹا ڈالنا " ۱۹
(سوم) تازگی بخش ایّام - آیت ۱۹
(چہارم) مسیح کی دُوسری آمد " ۲۰
(پنجم) سب چیزوں کی بحالی - آیت ۲۱

(۳) حسبِ موقع وعظ -

(اوّل) گناہ پہ ملامت - آیات ۱۳-۱۶
(دوم) مسیح کی سرفرازی - " ۱۴-۱۸
(سوم) توبہ کی نصیحت - آیات ۱۹ و ۲۶
(چہارم) نجات کی راہ کی تشریح - " ۱۹-۲۲

چوتھا باب

(۱-۲۲) پطرس اور یُوحنّا صدرِ مجلس کے رُوبرُو

۱- جب وُہ لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے، تو کاہن اور ہیکل کا سردار اور صدُوقی اُن پر چڑھ آئے۔

یہ کہہ رہے تھے۔ مخالفت کی وجہ سے قطع کلام ہُوا- جہاں کہیں خُدا کا رُوح کام کرتا ہے وہاں شیطان بھی مداخلت کرتا ہے۔ صلیب ہمیشہ انجیل کی رفیق ہے - یہ مخالفت عہدہ داروں کی طرف سے تھی- کیونکہ اِس نئی تعلیم کے ذریعہ اُن کے رُعب داب میں فرق آتا تھا- وُہ تو یہ سمجھے بیٹھے تھے، کہ ہم نے یسُوع کا کام تمام کر دیا- اب کوئی اندیشہ نہیں رہا- لیکن جب اُنہوں نے یسُوع کے شاگردوں کی یہ سرگرمی دیکھی اور اُن کی اِس طبیعت اور قدرت

کا ملاحظہ کیا تو وُہ شرمندہ ہُوئے۔

کاہن۔ بعض نسخوں میں ہے سردار کاہن۔ یہ شاید وُہ کاہن ہوں گے جو اُن دِنوں ہیکل میں خدمت پر مامُور تھے۔ یہ تو معلُوم ہے کہ کاہنوں کے چوبیس فریق تھے۔ جن میں سے ہر ایک ہر ہفتہ باری باری ہیکل میں خدمت کیا کرتا تھا (۱ تواریخ ۲۴: ۱-۱۹، ۲ تواریخ ۲۳: ۸، لُوقا ۱: ۵، ۸ و ۹)۔ اُن سے یہ دیکھا نہ جاتا تھا: کہ اِن نئے معلّموں کے گرد ہیکل کے احاطہ ہی میں اس قدر لوگ جمع ہوں۔

ہیکل کا سردار۔ مقابلہ کرو لُوقا ۲۲: ۴ و ۵۲، اعمال ۵: ۲۴ سے ۲۶ یعنی ہیکل کے دستہ کا سردار۔ یرمیاہ ۲۰: ۱ میں ایک افسر کا ذکر ہے جو خُداوند کے گھر میں بڑا سردار تھا اور یہ وُہی شخص تھا جو خُدا کے گھر کا حاکم بھی کہلاتا ہے (۱ تواریخ ۹: ۱۱، ۲ تواریخ ۳۱: ۱۳، نحمیاہ ۱۱: ۱۱) اور غالباً یہ وُہی افسر ہے جو مکابیوں کی دُوسری کتاب میں ہیکل کا حاکم کہلاتا ہے۔ اور یُوسیفس کی تاریخ میں کپتان یا سردار۔ یہ لاوی کے فرقہ سے اور کہ غالباً کاہن ہوگا۔ ہیکل میں امن و انتظام رکھنے کا ذمّہ دار تھا۔ اِس کے ماتحت لاویوں کا ایک دستہ تھا جو پولیس کے طور پر کام کرتے تھے۔ رات کے پہروں کا انتظام کرنا اِس کا خاص کام تھا۔ اِس لئے جب اس شخص نے دیکھا کہ سلیمان کی ڈیوڑھی میں مردوں کا ایسا انبوہ ہو رہا ہے، اور ایسے جوشیلے لوگ وہاں اکٹھے ہیں تو اُس کو بڑا اندیشہ پیدا ہُوا۔

صدوقی۔ یہ فریق بڑا زبردست اور پُر زور فریق تھا۔ اور اکثر کاہن اسی فریق کے تھے۔ اِس نام کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے، کہ تحریری شریعت کی سخت پابندی اور قانونی طور پر فیصلہ کرنے کی وجہ سے وُہ اپنے آپ کو راستباز یا صادق کہتے تھے۔ اس لئے صدوقی یعنی راستباز کہلانے لگے لیکن اِس نام کی یہ وجہ تسمیہ زیادہ درست معلُوم نہیں ہوتی۔ بلکہ خیال غالب ہے کہ چُونکہ وُہ صدوق کاہن کی اولاد سے تھے جو داؤد اور سلیمان کے زمانہ میں مشہُور سردار کاہن تھا۔ (۲ سموئیل ۸: ۱۷، ۱ سلاطین ۲: ۳۵) اِس لئے وُہ صدوقی کہلائے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ ایک اور صدوق تھا۔ جو سوچو کہ انٹیگونس (ANTIGONUS) کا شاگرد تھا۔ سردار کاہن صدوق کی اولاد جلا وطنی کے دنوں تک سردار کاہن رہی اور جلا وطنی کے بعد کے کاہن بھی اسی صدوق کے بیٹے تھے۔ (دیکھو حزقی ایل ۱۱: ۱۶، ۴۳: ۱۹، ۴۸: ۱۱) یُونانی زمانہ کے آخر تک اِسی خاندان سے سردار کاہن ہوتے رہے اور رومیوں کے زمانہ میں

صدوقی سردار کاہن بھی تھے۔ اور صدر مجلس میں بھی اُن کی کثرت تھی۔ اگرچہ یہودیوں میں شمار کے لحاظ سے یہ چھوٹا سا فرقہ تھا، لیکن مُلکی اور دُنیاوی طور پر ان کا بڑا زور رسوخ اور اختیار تھا۔ فریسیوں کی طرح وُہ دینی طور پر ہردلعزیز نہ تھے۔ وُہ اپنی حکومت قائم رکھنے کی فکر رکھتے تھے۔ اور مذہب کی اُن کو چنداں پروا نہ تھی۔ البتہ رسم اور دستور کے مُطابق وُہ مذہب کو مانتے تھے۔ اعمال کی کتاب میں اُن کا بہت ذکر آیا ہے۔ کیونکہ انجیل کی ترقّی کے ذریعہ اُن کے رُعب داب میں فرق آنے کا بڑا اندیشہ تھا۔

اُن کی تعلیم کئی باتوں میں فریسیوں کے برعکس تھی۔ مثلاً (الف) کہ تحریری شریعت کی پابندی لازم تھی، اور بزرگوں کی روایات کی پابندی لازم نہ تھی (ب) کہ بدن کی کوئی قیامت نہیں اور نہ آئندہ جزا اور سزا ہوگی (ج) کہ فرشتوں اور رُوحوں کا وجود محض ایک فسانہ ہے (د) کہ آدمی اپنی قسمت کا آپ مالک ہے۔ اپنی آزاد مرضی سے وُہ سب کچھ کرتا ہے۔ نہ کوئی تقدیر ہے اور نہ کوئی فضل جو اس آزاد مرضی میں مخل ہو۔

اُن پر چڑھ آئے۔ یعنی اُن کو پکڑنے کے لئے۔ مقابلہ کرو ۶: ۱۲، ۲۳: ۲۷ سے جہاں یہی لفظ آتا ہے۔

۲۔ کیونکہ سخت رنجیدہ ہُوئے، کہ وُہ لوگوں کو تعلیم دیتے اور یسُوع کی نظیر دے کر مُردوں کے جی اُٹھنے کی منادی کرتے تھے۔

سخت رنجیدہ ہُوئے۔ یہ لفظ نئے عہدنامہ میں صرف اِس جگہ اور اعمال ۱۶: ۱۸ میں آتا ہے۔ جس وقت فلپی میں مُقدّس پولُس نے ایک عورت پر بدرُوح چڑھے دیکھا تو وُہ سخت رنجیدہ ہُوا۔ دونوں مقاموں میں یہ مقابلہ عجیب ہے۔ یہاں خُدا کے کام پر یہ صدوقی رنجیدہ ہوتے ہیں۔ وہاں پولُس رسُول شیطان کے کام کو دیکھکر رنجیدہ ہوتا ہے۔

لوگوں کو تعلیم دیتے۔ کاہن اور فقیہ تو یہ سمجھتے تھے کہ لوگوں کو تعلیم دینا اُنہی کا حق ہے اور اس سے بھی وُہ رنجیدہ ہوئے ہوں گے، کہ یہ نئے معلّم اَن پڑھ لوگ تھے (آیت ۱۳) اِس قسم کی غلطیاں اور تعصبات ہندو پاکستان کی کلیسیاؤں میں بھی گھس سکتی ہیں۔ جو لوگ اپنے کام اور چلن کے ذریعہ اپنی ایسی بُلاہٹ کو ظاہر کر سکتے ہیں، اُن کو ہم یہ نہ سمجھیں کہ یہ بلا اختیار ایسا کام کیوں کرتے ہیں۔

یسُوع کی نظیر دے کر۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یسُوع مسیح کے جی اُٹھنے کی نظیر دے

کہ وہ قیامت کے مسئلے کی تشہیر کرتے تھے۔ اُن کا جی اُٹھنا باقی سب کے جی اُٹھنے کا گرد اور پہلا پھل ہے (۱ کرنتھی ۱۵: ۲۰-۲۳)

مُردوں کے جی اُٹھنے۔ صدوقی لوگ تو سخت ناراض ہونگے کہ یہ قیامت کے مسئلے کی منادی کرتے ہیں جس کی ہم ایسے زور سے تردید کرتے ہیں۔ خاص کر وہ اِس لئے بھی ناراض ہوں گے کہ اس مسئلہ کا رشتہ یسوع ناصری کے ناپسند نام سے تھا۔ لیکن سب مخالفوں نے یہ بالیقین جان لیا کہ رسولوں کی منادی کا لُب لباب یہی مسئلہ تھا۔ (دیکھو ۱: ۲۲)

۳۔ اور اُنہوں نے اُن کو پکڑ کر دُوسرے دِن تک حوالات میں رکھا کیونکہ شام ہو گئی تھی۔

دُوسرے دِن تک۔ رات کو مقدمہ کی تحقیقات کرنا یہودی شریعت اور دستور کے خلاف تھا۔ یعنی غروب آفتاب کے بعد۔ اِس قانون کی بنیاد ربیوں کی تفسیر کے مطابق یرمیاہ ۲۱: ۱۲ تھی۔

حوالات۔ دیکھو ۵: ۱۸۔

شام ہوگئی تھی۔ یعنی دُوسری شام (خروج ۱۲: ۶ کا حاشیہ) جو بارھویں گھنٹے سے یعنی غروب آفتاب سے شروع ہوتی تھی۔ یہ رسُول نویں گھنٹے کے قریب ہیکل کو گئے تھے (۳: ۱) اور اب کم سے کم تین گھنٹے گزر چکے تھے۔

۴۔ مگر کلام کے سُننے والوں میں سے بہتیرے ایمان لائے، یہاں تک کہ مردوں کی تعداد پانچ ہزار کے قریب ہو گئی۔

بہتیرے ایمان لائے۔ رسُولوں کے قید کرنے سے اُن کی منادی بے تاثیر نہ ہو گئی تھی اور نہ انجیل کی ترقی رُک گئی۔ مسیحی کلیسیا کی تاریخ سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ خاص مخالفت اور ایذارسانی کے زمانے اُس کی عین ترقی اور توسیع کے موقع تھے۔ خُدا کا کلام قید نہیں (۲ تمتھیس ۲: ۹) مردوں کی تعداد سے بچے اور عورتیں مستثنے ہیں۔ مقابلہ کرو متی ۱۴: ۲۱ سے۔

پانچہزار کے قریب۔ عام خیال یہ ہے کہ ۲: ۴۱ میں جو تعداد تین ہزار کی دی گئی ہے وہ اب بڑھ کر پانچہزار ہو گئی۔ اِس لنگڑے کی شفا اور اِس موقع کی تقریر کے ذریعہ بہت بڑی ترقی ہوئی تو بھی یہ ترقی برابر جاری تھی (۲: ۴۷) یہ آخری موقع ہے جہاں ایمانداروں کی ٹھیک تعداد دی گئی ہے۔ کلیسیا کی ایسی ترقی ہوئی کہ اُس کا شمار کرنا مشکل ہو گیا۔

۵۔ دُوسرے دن یُوں ہُوا کہ اُن کے سردار اور بزرگ اور فقیہ۔

اُن کے سردار اور بزرگ اور فقیہ۔ اناجیل میں ان یہودی افسروں کا ذکر یُوں آتا ہے۔ ''سردار کاہن اور بزرگ اور فقیہ (مرقس ۱۴ : ۵۳، ۱۵ : ۱، لُوقا ۹ : ۲۲، ۲۲ : ۶۶)

اس میں کچھ شک نہیں کہ اِس سے اُن کی صدر مجلس مُراد ہے جس میں مختلف فریقوں کے وکیل جمع ہوتے تھے۔ یہ مجلس یہُودیوں میں اعلٰے اختیار رکھتی تھی۔ یہاں یہ تو معلُوم نہیں کہ اِس صدر مجلس کا آغاز کب ہُوا۔ البتہ اہل یہود کا خیال ہے کہ جب مُوسےٰ نے ستّر بزرگوں کو مقرّر کیا (گنتی ۱۱ : ۱۶-۳۰) اُس وقت سے اِس مجلس کا آغاز ہُوا۔ اُس وقت ستّر ممبر ہوتے تھے۔ اور ایک میر مجلس اور اسی طرح سے اُن کا پُورا شمار ۷۱ تھا۔ یُونانی زمانہ میں یہ موجُود تھی۔ اور رُومیوں کے عہدِ سلطنت میں بھی اس مجلس کا بڑا اختیار تھا۔ البتّہ کئی ایک قیود بھی لگا دی گئی تھیں۔ یہ مجلس ہیکل کے احاطہ میں جمع ہوتی۔ خاص کمرہ اِس کے لئے مخصُوص تھا، جسے تراشے ہُوئے پتھر کا کمرہ کہتے تھے اور نیم دائرہ کی شکل میں یہ لوگ بیٹھتے اور مرکز میں میرِ مجلس ہوتا تھا۔

سردار۔ مقابلہ کرو ۳ : ۱۷، ۴ : ۸ و ۲۶، ۱۳ : ۲۷، ۲۳ : ۵ ؛ غالباً اس سے صدوقی فریق کے کاہن مُراد ہیں۔ صدر مجلس میں ان کا بڑا زور تھا۔ سردار کاہن اور اُس کے رشتہ دار اگلی آیت میں ان سے تمیز کئے گئے ہیں۔

بزرگ۔ پہلے پہل یہ لقب صدر مجلس کے سارے ممبروں کا تھا، اِس لئے یہ مجلس ''بزرگوں کی مجلس'' کہلاتی تھی۔ اِس لقب میں وُہ سارے ممبر داخل ہوں گے جو سردار فقیہ کے زُمرہ میں داخل نہ تھے۔

فقیہ۔ یہ لوگ شریعت اور مفسّر گروہ کے تھے۔ یہ یہُودیوں کے گویا پنڈت اور مولوی تھے۔ اُنہیں میں سے اکثر ربّی اور معلّم نِکلا کرتے تھے۔ مُقدّس نوشتوں کی نص سے اور یہُودیوں کی ریت رسُوم سے یہ بخُوبی واقف تھے۔

۶۔ اور سردار کاہن حنّا اور کائفا اور یُوحنّا اور اِسکندر اور جتنے سردار کاہن کے گھرانے کے تھے، یروشلیم میں جمع ہُوئے۔

سردار کاہن حنّا۔ مقابلہ کرو لُوقا ۳ : ۲، یُوحنّا ۱۸ : ۱۳ و ۲۴، رُومی حاکم قرینیوس نے اُسے سنہ ۶ء یا سنہ ۷ء میں سردار کاہن مقرّر کیا تھا۔ لیکن دُوسرے رُومی حاکم نے سنہ ۱۴ء یا

۱۵ سنہ ء میں اُسے معزول کر دیا۔ اِس لئے اُسی وقت ٹھیک طور پر یہ سردار کاہن نہ تھا۔ پھر بھی اب تک اس کا بڑا اختیار اور رعب داب تھا۔ اور اسی وجہ سے ہمارے خُداوند کو پہلے اِس کے پاس لے گئے۔ (یُوحنّا ۱۸ : ۱۳) بقول یُوسیفس مورّخ ہم کو معلوم ہے کہ اِس کے پانچ بیٹے تھے اور ان میں سے ہر ایک باری باری سردار کاہن ہو گیا۔ کائفا بھی جو اب سردار کاہن تھا اُس کا داماد تھا۔ حنّا کو لوگ اب تک سردار کاہن کہتے تھے۔ یُوں وُہ اپنی معزولی کی طرف سے لا پرواہ تھا۔ شاید اِس وقت وُہ صدرِ مجلس کا نازی یا میرِ مجلس تھا۔ اور اکثر یہ دستور رہا، کہ اگرچہ کوئی سردار کاہن سے معزول بھی ہو جاتا تو بھی لوگ اُس کو سردار کاہن کہتے رہتے۔ حنّا صدوقی فریق کا تھا۔ بلکہ اُس فریق کا آج کل سرگروہ تھا کیونکہ بڑا بارسُوخ اور امیر شخص تھا۔ اپنے داماد پر اُس کو یہاں فوقیت حاصل ہے۔ یُوسیفس کی تاریخ میں اُس کا نام انانُسن بھی آیا ہے اور نئے عہدنامہ میں لفظ سردار کاہن جمع کے صیغہ میں ہے۔ حنّا کا درجہ اس وقت عجیب قسم کا تھا۔ متّی ۲۶ : ۳ و ۵۷، لُوقا ۳ : ۲، یُوحنّا ۱۱ : ۴۹، ۱۸ : ۱۳ و ۱۴ و ۲۴ و ۲۸۔

کائفا۔ اس کا پُورا نام یُوسف کائفا تھا۔ ویلیریُس گریٹُس سے جو پہلے رُومی حاکم گُزرا اُس نے ۱۸ سنہ ء میں اِس کو سردار کاہن مقرر کیا اور وُہ ۳۶ سنہ ء تک سردار کاہن رہا۔ اس کے بعد یہ بھی معزول کیا گیا۔ اس کا وُہ قول مشہور ہے کہ قوم کی خاطر ایک کا مرنا بہتر ہے۔ اور اس لئے کہ وُہ اس سال سردار کاہن تھا، جیسا اُوپر ذکر ہُوا۔ یہ حنّا کا داماد تھا۔

یُوحنّا اور اسکندر۔ اِن دونوں کے بارہ میں ٹھیک طور پر ہمیں کچھ معلُوم نہیں۔ البتّہ روایت ہے کہ یہ یُوحنّا وُہی یُوحنّا ابن زکائی تھا جو یروشلم کی بربادی کے وقت بمقام جمینہ یہودی عبادتخانہ کا سردار تھا۔ اِس جگہ تو صرف اتنا ہی پتہ لگتا ہے کہ یہ دونوں سردار کاہن کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ نام سکندر الیعزر کا یُونانی نام ہے اور یہ الیعزر حنّا کا بیٹا تھا۔

ایک نسخہ میں یعنی (BEZA) میں یُوحنّا کی بجائے یُونتن آیا ہے جو حنّا کے بیٹوں میں سے تھا۔

سردار کاہن کے گھرانے کے۔ قیاس ہے کہ یہ سب صدرِ مجلس کے ممبر تھے۔ یا شاید مددگار کے طور پر اس مجلس میں آئے ہُوئے ہوں یہ سب صدوقی تھے۔

۷۔ اور اُن کو بیچ میں کھڑا کر کے پُوچھنے لگے، کہ تُم نے یہ کام کِس قُدرت اور کِس نام سے کیا؟

اُن کو بیچ میں کھڑا کر کے۔ جیسا ذکر ہُوا یہ مجلس نیم دائرہ کی صُورت میں تھی۔ مُلزم میر مجلس کے بالمقابل مرکز کے قریب کھڑے کئے گئے ہوں گے۔ اِن گواہوں نے ہیکل میں بشارت دی تھی۔ اب خُدا کے انتظام کے مطابق وُہ صدر مجلس کے سامنے گواہی دینے کو کھڑے ہیں، جن کے سامنے گواہی دینا اُن کے لئے تقریباً ناممکن تھا۔ اِسی طرح سے شیطان مخالفت کرتے ہوئے اُنہی میں مخالفت کرتا ہے۔

پُوچھنے لگے۔ یا پُوچھتے رہے۔ یعنی بار بار سوال کرتے رہے۔

کِس قُدرت۔ یا کِس قسم کی قدرت کُچھ تحقیر کے الفاظ ہیں اور شاید اُن کا خیال ہے کہ کسی جادو کی قُدرت سے یہ سب کُچھ کرتے ہیں دیکھو لُوقا ۱۱: ۱۵ اُس زمانے کے یہُودی جھاڑ پھُوک کیا کرتے تھے۔ ممکن ہے بابل کی اسیری سے جادُو کا رواج یہُودیوں میں آگیا ہو۔ یوسیفس کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ یہُودی بھی جادُو کو مانتے تھے۔ مقابلہ کرو ۱۹: ۱۳ سے ۱۵ کی تشریح۔ ہندو پاکستان میں جادُو کا بڑا چرچا ہے۔ منتر جنتر کی بہت کتابیں مرّوج ہیں۔ گمان غالب ہے کہ صدر مجلس نے یہی سمجھا کہ اِس لنگڑے کو شفا بھی جادُو کے ذریعہ ہُوئی۔

کِس نام سے۔ یا "کِس قسم کے نام سے" یہ بھی حقارت سے سوال کیا۔ "نام" کے لئے دیکھو ۳: ۶ و ۱۶۔

۸۔ اُس وقت پطرس نے رُوح القُدس سے معمُور ہو کر اُن سے کہا۔

رُوح القُدس سے معمُور ہو کر۔ مقابلہ کرو آیت ۳۱، ۱۳: ۹، یعنی اِس خاص کام کے لئے تازہ بتازہ معمُوری درکار تھی۔ اگرچہ رُوح کا بپتسمہ (۲: ۴) ایک ہی دفعہ ملتا ہے لیکن یہ معمُوری بار بار ہوتی ہے۔ ہمارے خُداوند نے جو وعدہ متّی ۱۰: ۱۸-۲۰، لُوقا ۲۱: ۱۲-۱۵ میں کیا تھا، اُس کی لفظی تکمیل ہے۔

۹۔ اَے اُمّت کے سردارو اور بزرگو! اگر آج ہم سے اُس احسان کی بابت بازپُرس کی جاتی ہے جو ایک ناتوان آدمی پر ہُوا، کہ وُہ کیونکر اچھا ہو گیا۔

اَے اُمّت کے سردارو۔ مقابلہ کرو ۳: ۱۷۔ صدر مجلس میں یہ کاہنی گروہ بڑا زور رکھتا تھا۔ یہ بھی اکثر صدُوقی فرقے کے تھے۔ ادب سے مقدّس پطرس مخاطب ہُوا۔

"جس کی عزت کرنی چاہیئے اُس کی عزت کرو"۔ (رومیوں ۱۳ : ۷، ۱ پطرس ۲ : ۱۳-۱۷) مسیحی کو چاہیئے کہ ہمیشہ ادب کے ساتھ ہر ایک سے پیش آئے خواہ ایذا رسانی ہی کیوں نہ ہو۔

ہم سے ۔ دیکھو آیت ۷ اور ۳ : ۱۲۔

باز پرس کی جاتی ۔ یہ لفظ عموماً حکام کے ذریعہ قانونی تحقیقات کے لئے آتا ہے۔ اکثر لوگوں کی تحقیقات بُرے کاموں کے لئے ہوتی ہے نہ نیک کاموں کے لئے لیکن یہاں ایک مہربانی کے کام کے لئے مقدمہ کیا جاتا ہے ۔اِس لفظ کا استعمال ۱ تمتھیُس ۶ : ۲ میں بھی ہوا ۔وہاں اِس سے نجات کا فائدہ مند کام مُراد ہے ۔ اِسی قسم کا فعل اعمال ۱۰ : ۳۸ - اور لُوقا ۲۲ : ۲۵ میں بھی آتا ہے۔

ناتوان ۔ کمزور ناطاقت شخص، ۵ : ۱۵ و ۱۶ میں یہ لفظ بیمار کے معنی میں آتا ہے پس اس سے اُس شخص کی پہلی حالت کی طرف اشارہ ہے (۳ : ۲)

کیونکر ۔ جیسے پہلے سوال ہوا تھا، کہ کس نام سے تم نے یہ کام کیا۔

اچھا ہو گیا ۔ پہلے یہ لفظ بدن کی شفا کے لئے آتا تھا۔ بعد ازاں نجات کے لئے جو رُوح کی شفا ہے استعمال ہونے لگا ۔بعض مقامات میں یہ دونوں معنی پائے جاتے ہیں۔ (مثلاً متی ۹ : ۲۲، لُوقا ۷ : ۵۰، ۱۷ : ۱۹) اور شاید پطرس نے بھی انہیں دو معنوں میں اس کو استعمال کیا۔

۱۰۔ تو تم سب اور اسرائیل کی ساری اُمت کو معلوم ہو، کہ یسوع مسیح ناصری جس کو تم نے صلیب دی اور خدا نے مُردوں میں سے جلایا، اُسی کے نام سے یہ شخص تمہارے سامنے تندرست کھڑا ہے۔

معلوم ہو ۔ پطرس نے زندہ مسیح کی طاقت کے اشتہار میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

یسوع مسیح ناصری ۔ دیکھو ۳ : ۶، وُہ یہ ظاہر کرتا ہے، کہ یہی حقیر یسوع خدا کا مسیح ہے (دیکھو ۲ : ۲۲)، اُنہوں نے یہ پوچھا تھا "کس نام سے"۔ اب پطرس نے بڑی دلیری سے جواب دیا "یسوع مسیح کے نام سے"۔ اُس کی قدرت اور فضل سے رحم کا کام کیا۔

جس کو تم نے صلیب دی۔ رومیوں نے نہیں بلکہ تم نے صلیب دی۔ مسیح کی موت کا الزام سامعین پر لگایا گیا (۲ : ۲۳ و ۳۶، ۳ : ۱۴-۱۵، ۵ : ۳۰)

خدا نے مردوں میں سے جلایا۔ مسیح کے جی اُٹھنے کی گھنٹی پھر بجا دی گئی (دیکھو ۱ : ۲۲، ۲ : ۲۳ و ۲۴ و ۳۲، ۳ : ۱۵) اگرچہ اُسے معلوم تھا کہ اُس کے سامعین کو یہ مضمون کیسا ناگوار تھا۔ (آیت ۲) اسی مضمون پر جنگ تھی اور اسی پر فتح موقوف تھی۔

تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ اُن کی آنکھوں کے سامنے اِس فتح کا ثبوت تھا۔ زندہ مسیح کی قدرت کا عملی سبق اُن کے سامنے موجود تھا۔ تم ہی بتاؤ کہ اس معجزہ کا کیا باعث ہوگا۔ نہ صرف وہ تمہارے سامنے کھڑا ہے بلکہ تندرست کھڑا ہے۔

۱۱۔ یہ وہی پتھر ہے جسے تم معماروں نے حقیر جانا۔ اور وہ کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔

وہی پتھر جسے تم معماروں نے حقیر جانا۔ مقدس پطرس نے اپنی دلیل کو کتاب مقدس سے ثابت کیا۔ یہ اقتباس زبور ۱۱۸ : ۲۲ سے سبعینی کے ترجمہ کے مطابق ہے۔ لیکن لفظ بہ لفظ اقتباس نہیں۔ اِس آیت کا حوالہ اُس نے ۱-پطرس ۲ : ۷ میں بھی دیا۔ صدر مجلس کے بعض ممبروں کو یاد ہوگا، کہ چند ہفتے پیشتر ہمارے خداوند نے انہی الفاظ کو استعمال کیا تھا (متی ۲۱ : ۴۲-۴۶)۔ اور سردار کاہنوں اور فریسیوں نے سمجھ لیا تھا، کہ اُس نے یہ الفاظ ہمارے لئے بھی استعمال کئے کیونکہ وہی بے دین معمار تھے اب انہی الفاظ کے استعمال سے اُن کے دلوں پر سانپ سا لوٹ گیا ہوگا۔

"حقیر جانا"، اصل میں ہے "رد کیا"۔ نئے عہد نامہ میں مقدس پولس اور مقدس لوقا نے یہ لفظ استعمال کئے۔ دیکھو لوقا ۱۸ : ۱۹، ۲۳ : ۱۱۔

کونے کے سرے کا پتھر۔ محلوں اور ہیکلوں کے کونے کے پتھر اکثر بڑے بڑے ہوتے تھے۔ یہ قائم الزاویہ ہوتے تھے اور کونوں کے ذریعہ سے دونوں دیواروں کو پکڑے رہتے تھے۔ لیکن یروشلم کی ہیکل میں کونے کے پتھروں کے بڑے بڑے ٹکڑے ہوتے تھے۔ اِن میں سے ایک ٹکڑا ملا ہے جس کا طول ۲۰ فٹ اور عرض ۱۵ فٹ ہے۔

یہ الفاظ مسیح کی سرفرازی اور اُس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مسیح روحانی ہیکل کا خود اور تاج ہے۔

۱۲۔ اور کسی دُوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں۔

کسی دُوسرے کے وسیلے سے نجات نہیں۔ اب بدن کی شفا سے مقدّس پطرس نے رُوح کی شفا کی طرف عود کیا (آیت ۹ کی تشریح دیکھو) بجائے اپنی حمایت کے اُس نے سامعین پر حملہ کیا۔ یہاں مسیح کے نجات دہندہ ہونے کے دعاوی پر زور دیا گیا ہے۔ صرف اُسی نے اپنی قربانی کے ذریعہ گناہ کو دُور کیا اور نجات کے کام کی تکمیل کے لئے وُہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ ہم ایک گروہ یا نبی یا ایک شریف معلّم کا ذکر نہیں کر رہے۔ بلکہ جہان کے نجات دہندہ کا (۱ یُوحنّا ۲: ۲)

ہند و پاکستان میں ہم اس سبق کو بخوبی یاد رکھیں۔ سوال یہ نہیں کہ یہ یا وُہ اچھا مذہب ہے بلکہ یہ کہ وُہ نجات کے لئے خُدا کی طرف سے مقرّر ہُوا ہے۔ یسُوع مسیح کے سوا اور کسی پر یہ صادق نہیں آتا "خُدا کا برّہ جو جہان کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے"۔ (دیکھو یُوحنّا ۱: ۲۹) اِس لئے جو لوگ نجات کے اِس طریقہ کو رَدّ کرتے ہیں وُہ سخت خطرہ کی حالت میں ہیں۔

کوئی دُوسرا نام نہیں بخشا گیا۔ اُسی کی قُدرت سے آدمی کو نجات مل سکتی ہے۔ انگریزی کلیسیا نے اس تعلیم کو اٹھارھویں مسئلہ' دین میں قلمبند کیا ہے۔ ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے کفّارہ پر ایمان لانے کے لئے پطرس نے اِس امر میں کوئی نرمی نہیں دکھائی۔ ہمیں بھی ہند و پاکستان میں اِس پر زور دینا چاہئے۔

۱۳۔ جب اُنہوں نے پطرس اور یُوحنّا کی دلیری دیکھی۔ اور معلوم کیا کہ یہ اَن پڑھ اور ناواقف آدمی ہیں۔ تو تعجّب کیا۔ پھر اُنہیں پہچانا کہ یسُوع کے ساتھ رہے ہیں۔

یہ لوگ ان متکلمین کی باتیں غور سے سُنتے رہے۔ اور اُن کی دلیری اور طرزِ گفتار سے حیران رہ گئے۔

دلیری۔ کلام کی دلیری مُراد ہے (۲: ۲۹ کی شرح) پطرس اور یُوحنّا بڑی آزادی اور دلیری سے بولتے رہے۔ ان گلیلی مچھوؤں کے لئے ان یہودی حکّام اور معلّموں کے سامنے کلام کرنا بڑی دلیری کی بات تھی۔

اَن پڑھ۔ یعنی شریعت اور مقدّس نوشتوں سے ناواقف لوگ۔ اُنہوں نے

فقیہوں جیسی تعلیم نہ پائی تھی۔

ناواقف۔ یعنی عوام الناس میں سے جن کو باتوں کی خبر نہ تھی۔ (مقابلہ کرو ۱کرنتھی ۱: ۲۶-۲۹) نہ وہ رُوسا میں سے تھے اور نہ عُلما میں سے، نہ حکام میں سے اور نہ ربیّوں میں سے۔ یہ لفظ پھر ۱کرنتھی ۱۴: ۱۶ و ۲۳ و ۲۴۔ اور ۲کرنتھی ۱۱: ۶ میں بھی آیا ہے۔

پھر اُنہیں پہچانا (دیکھو ۳: ۱۰) اِس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اُن کو پہلے دیکھا ہوگا۔ اور یہ بھی مطلب ہوگا کہ اُن کی ایسی دلیری اور قدرت دیکھ کر اُنہوں نے یہ نتیجہ نکالا، کہ یہ لوگ اُس کے ساتھ رہے ہونگے۔

۱۴۔ اور اُس آدمی کو جو اچھّا ہوا تھا، اُن کے ساتھ کھڑے دیکھ کر کچھ خلاف نہ کہہ سکے۔

آدمی جو اچھّا ہوُا تھا۔ (دیکھو آیت ۱۰ کی شرح)، اس شخص کی موجُودگی کہ وہ تندرست ہو کر کھڑا تھا سب سے بڑی شہادت تھی۔

کچھ خلاف نہ کہہ سکے۔ یُوں لُوقا ۲۱: ۱۵ کے وعدہ کی تکمیل ہُوئی۔ تبدیل شدہ زندگی کے مقابلہ میں اور کون سی شہادت ٹھہر سکتی ہے۔

۱۵۔ مگر اُنہیں صدرعدالت سے باہر جانے کا حکم دے کر آپس میں مشورہ کرنے لگے۔

مشورہ کرنے لگے۔ یہ فعل بھی مقدّس لُوقا کا خاص لفظ ہے۔ اور اس کے مختلف معنی آتے ہیں۔ لُوقا ۲: ۱۹، ۱۴: ۳۱، اعمال ۱۷: ۱۸، ۱۸: ۲۷، ۲۰: ۱۴) یہ فعل ناتمام ہے جس کا زور یہ ہے کہ وہ مشورہ کرتے رہے۔

۱۶۔ کہ ہم ان آدمیوں کے ساتھ کیا کریں؟ کیونکہ یروشلم کے سب رہنے والوں پر روشن ہے کہ اُن سے ایک صریح معجزہ ظاہر ہوُا۔ اور ہم اُسکا انکار نہیں کر سکتے ہیں۔

معجزہ۔ جیسے حاشیہ سے ظاہر ہے۔ اِس کے معنی نشان کے بھی ہیں۔ (۲: ۲۲ کی شرح)۔ اس لنگڑے کا شفا پانا رُوحانی باتوں کا نشان تھا۔ کیا بعض لنگڑے مسیحی نہیں جن کو شفا درکار ہے، تاکہ وہ خُدا کے احکام کی راہ میں چلیں اور دُنیا کے سامنے مسیح کی قدرت کا عملی ثبوت بن جائیں۔

۱۷۔ لیکن اِس لئے کہ یہ لوگوں میں زیادہ مشہور نہ ہو، ہم اُنہیں دھمکائیں، کہ پھر یہ

نام لے کر کسی سے بات نہ کریں۔

زیادہ مشہور نہ ہو۔ یعنی اس معجزہ کی شہرت اور اس کے وسیلے یہ نئی تعلیم پھیلنے نہ پائے۔

ہم اُنہیں دھمکائیں۔ یہ لفظ پھر ۱ پطرس ۲: ۲۳ میں ہے اور ایسی دھمکی کے وقت خداوند کے صبر کو یاد دلاتا ہے۔ آیت ۲۹۔ اور ۹: ۱، افسی ۶: ۹۔ ہنسی کے بعد (۲: ۱۳) دھمکی آتی ہے۔

کسی سے بات نہ کریں۔ یہ لفظ عام تقریر اور منادی کے لئے آتا ہے (مثلاً ۲: ۴ و ۶ و ۷ و ۱۱، ۴: ۲۹ و ۳۱)

یہ نام لے کر۔ یعنی مسیح کے نام کو اپنی تعلیم کی بنیاد نہ بناؤ۔

۱۸۔ پس اُنہیں بُلا کر تاکید کی کہ یسوع کا نام لے کر ہرگز بات نہ کرنا اور نہ تعلیم دینا

تاکید کی۔ اس صدر مجلس کے فیصلجات کی تعمیل چند قیود کے ساتھ لازمی تھی (آیت ۵ کی شرح) اس لئے ایسے با اختیار مجمع کے حکم کو ٹالنا خطرناک تھا لیکن مجمع سے ایک اعلیٰ اختیار تھا جس کی اُنہیں زیادہ پرواہ تھی (۱۰: ۴۲، ۱: ۴ کی شرح)

بات نہ کرنا اور نہ تعلیم دینا۔ اِن میں سے پہلا فعل بہت شاذ ہے۔ اور صرف ۲ پطرس ۲: ۱۶ و ۱۸ میں پھر آیا ہے۔ بلند آواز سے اور صاف طور سے بولنے کے لئے یہ لفظ استعمال ہُوا کرتا تھا۔

یسوع کا نام لے کر۔ پطرس نے تو یسوع مسیح کہا تھا لیکن صدر مجلس صرف یسوع کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۹۔ مگر پطرس اور یوحنا نے جواب میں اُن سے کہا۔ کہ تُم ہی انصاف کرو۔ آیا خُدا کے نزدیک یہ واجب ہے، کہ ہم خُدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سُنیں۔

آیا خُدا کے نزدیک یہ واجب ہے۔ متّی ۲۲: ۲۱ میں جو اصُول ہے وہ یہاں صادق آتا ہے۔ یہ صدر مجلس کے حکّام تو انجیل کی نسبت خاموشی کی تاکید کرتے ہیں لیکن اِس کے برعکس اُن کا آسمانی مالک انجیل کی بشارت کا حکم دیتا ہے۔ (متّی ۲۸: ۱۹ و ۲۰، اعمال ۱: ۸، ۱۰: ۴۲)

اب اعلےٰ حاکم کا حکم ماننا فرض ہے۔ یہ شخصی رائے کی بات نہ تھی بلکہ ایک صریح

حکم کی اطاعت۔ کیا یہی اصُول بپتسمہ کے وقت مسیح کا برملا اقرار کرنے پر عائد نہیں ہوتا، اگرچہ غیر مسیحی والدین اور خاوند اور رشتہ دار منع کریں۔

۲۰۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ جو ہم نے دیکھا اور سُنا ہے وُہ نہ کہیں۔

جو ہم نے دیکھا اور سُنا ہے وُہ نہ کہیں - اُن کا یہ لازمی فرض تھا کہ اِس الٰہی حکم کی تعمیل کریں ۱۔کرنتھی ۹: ۱۶۔ وُہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جب ہم خُداوند یسُوع مسیح کے ساتھ رہے اور اُس کی قیامت کو دیکھا تو ہم خاموش کیسے رہیں۔ سچّے گواہ کا یہ فرض ہے، کہ جو کچھ اُس نے دیکھا اور سُنا ہے اُس کا بیان کرے مقابلہ کرو ۱یُوحنّا ۱: ۱، ۲، اعمال ۲۶: ۱۶۔

۲۱۔ اُنہوں نے اُن کو اور دھمکا کر چھوڑ دیا۔ کیونکہ لوگوں کے سبب سے اُن سزا دینے کا کوئی موقع نہ ملا۔ اس لئے کہ سب لوگ اُس ماجرے کے سبب سے خُدا کی تمجید کرتے تھے۔

اور دھمکا کر۔ آیت ۱۷ میں جو لفظ آیا تھا اُس پر کچھ اور اِزاد کیا گیا۔

اُن کو سزا دینے کا.... یعنی کوئی بہانہ سزا دینے کا نہ ملا۔ وُہ سزا دینا تو چاہتے تھے لیکن اُن کے فقیہ بھی کوئی شرعی بہانہ پیدا نہ کرسکے جس سے کہ لوگوں کے سامنے اُن کو قصُور وار ٹھہرا سکیں۔

لوگوں کے سبب سے۔ یعنی عام لوگ اِس معجزے سے واقف تھے اس لئے اُن کو دھوکا دینا ممکن نہ تھا۔ (مرقس ۱۱: ۳۲، ۱۴: ۱ و ۲)۔

خُدا کی تمجید کرتے تھے۔ یا کر رہے تھے۔ یُوں پطرس کا منفعد حاصل ہوگیا۔ (۳: ۱۲ و ۱۳) ایک لنگڑے کی شفا سے کیسے بڑے نتیجے صادر ہُوئے۔

۲۲۔ کیونکہ وُہ شخص جس پر یہ شفا دینے کا معجزہ ہُوا تھا چالیس برس سے زیادہ کا تھا۔

چالیس برس سے زیادہ کا۔ اِس کے ذکر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسی کے باعث لوگ خُدا کی تعریف کر رہے تھے۔ اور اِسی وجہ سے صدرِ مجلس رسُولوں کو سزا دینے سے باز رہے۔ مقدّس لُوقا ایسے واقعات کا خاص لحاظ کرتا ہے جن کے ذریعہ یہ معجزہ اور بھی قابلِ غور ہو جاتا ہے۔ نیچے مُرجھائے ہُوئے اعضا والے مسیح کی طاقت سے بحال ہوگئے

۴ : ۲۳-۳۱ دُعائیہ جلسہ اور اُس کے نتائج

۲۳- وُہ چھُوٹ کر اپنے لوگوں کے پاس گئے- اور جو کچھ سردار کاہنوں اور بزرگوں نے اُن سے کہا تھا بیان کیا۔

اپنے لوگوں کے پاس- بعض اس سے رسُولی جماعت مُراد لیتے ہیں لیکن معنوں کو ایسے محدود کرنے کی ضرورت نہیں- اِس لئے غالباً اس سے مسیحی ایماندار مُراد ہوں گے۔ دُعائیہ جلسوں کے لئے اُن کا ایک مرکز ہوگا ممکن ہے وُہی بالاخانہ جس کا ذکر ۱ : ۱۳ میں آ چکا ہے- مخالفوں کے درمیان سے نکلکر اپنے دوستوں کے درمیان واپس آنے سے اُن کو کیسی بڑی خوشی ہُوئی ہوگی-

سردار کاہنوں- نئے عہدنامہ میں ان کا بار بار ذکر آتا ہے (متّی ۲ : ۴، ۱۶ : ۲۱، ۲۰ : ۱۸، مرقس ۱۴ : ۱۰ و ۴۳ و ۵۳، لُوقا ۲۲ : ۵۲، یُوحنّا ۱۲ : ۱۰) اِس کے بعد بھی اِس نام کا ذکر آیا ہے- دیکھو اعمال ۵ : ۲۴، ۹ : ۱۴ و ۲۱، ۲۲ : ۳۰، ۲۳ : ۱۴، ۲۵ : ۱۵، ۲۶ : ۱۰ و ۱۲، یُوسیفس نے بھی اس کی تصدیق کی ہے- ہمیں معلُوم ہے کہ رُومی حکام اور ہیرودیس نے اپنی مرضی کے مطابق سردار کاہنوں کو مقرر اور معزول کیا- چنانچہ ہیرودیس اعظم کے وقت سے لے کر یروشلم کے تسخیر ہونے تک کم سے کم اٹھائیس سردار کاہن بن چکے تھے- اِن معزُول شدہ سردار کاہنوں کی کثرت سے یہ لقب سردار کاہنوں جمع کی صُورت میں رواج پاگیا- اِس لقب میں کاہنوں کے چوبیس فریقوں کے سردار بھی داخل ہوں گے- اور یہ کاہنوں کی حکومت کا باعث ہُوا- اور آیت ۵ میں جن سرداروں کا ذکر ہے وُہ بھی لوگ ہوں گے۔

۲۴- جب اُنھوں نے یہ سُنا تو ایک دِل ہوکر بلند آواز سے خُدا سے کہا کہ اَے مالک تُو وُہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کُچھ اُن میں ہے پیدا کیا۔

بلند آواز سے- دیکھو ۲ : ۱۴، ۱۴ : ۱۱، ۲۲ : ۲۲، یہ دُعا بلند آواز سے مانگی گئی-

ایک دِل- یہ وُہی لفظ ہے جو ۱ : ۱۴ میں آیا تھا- اِس سے دِل اور خواہش کی یگانگت مُراد ہے- بعضوں کا خیال ہے کہ پطرس نے دُعا مانگنے میں اُن کی پیشوائی کی اور

باقی اُس کی دُعا میں شریک ہوئے لفظ بہ لفظ اُس کے پیچھے پیچھے وہ کہتے رہے یا دل میں اُس کے ساتھ شریک تھے۔ لیکن خود عبارت سے اِس کا ثبوت نہیں ملتا۔ شاید دُوسروں نے دُعا میں پیشوائی کی ہو۔ یہاں صرف اِتنا ہی معلُوم ہے کہ سب نے مِل کر دُعا کی۔ کس طریقے سے اُنھوں نے یہ دُعا مانگی اِس کا صاف ذکر نہیں۔

اَے مالک۔ جو لفظ اصل میں استعمال ہُوا ہے اُس کے معنی اعلیٰ مالک کے ہیں۔ دیکھو لُوقا ۲: ۲۹، ۲ پطرس ۲: ۱، یہوداہ ۴ آیت، مکاشفہ ۶: ۱۰۔ اپنی خاص ضرورت کے وقت اُنھوں نے اپنے دِلوں کو خُدا کے اِنتظام اور قُدرت پر لگایا۔

جس نے آسمان... پیدا کیا۔ زبُور ۱۴۶: ۶ کا اقتباس ہے، سترِوں کے ترجمے سے۔ نیز مقابلہ کرو خروج ۲۰: ۱۱ سے، تھکے ماندوں کے پاؤں کے لئے خُدا کی قوتِ خلق ایک مضبُوط چٹان ہے۔ **فطرت کا خُدا** فضل کا بھی خُدا ہے۔ دیکھو ۱ پطرس ۴: ۱۹، کتابِ مقدس میں اِس رائے کی ہرگز تائید نہیں ہوتی کہ **مادہ بذاتہٖ بد ہے۔** اور نہ اس رائے کی تائید پائی جاتی ہے جو بعض ہندو مانا کرتے ہیں، کہ یہ دُنیا یا مادہ ازل سے ہے۔

۲۵۔ تُو نے رُوح القُدس کے وسیلے سے ہمارے باپ اپنے خادم داؤد کی زبانی فرمایا کہ۔ قوموں نے کیوں دُھوم مچائی؟
اور اُمتوّں نے کیوں باطل خیال کئے؟

رُوح القُدس کے وسیلے سے۔ دیکھو ۱: ۱۶۔ اور ۲۸: ۱۸، رسُولوں کے نزدیک مُقدّس نوشتے رُوح القُدس کے الہام سے لکھے گئے تھے۔

اپنے خادم داؤد۔ دیکھو ۲: ۲۵ و ۳۴، یہ لقب خادم ۳: ۱۳ و ۲۶ میں مسیح کے لئے بھی آیا ہے۔ لُوقا ۱: ۶۹ میں بھی یہ لقب داؤد کا آیا ہے۔

فرمایا۔ یہ اقتباس زبُور ۲: ۱ و ۲ سے ہے۔ لفظ بہ لفظ سترِوں کے ترجمہ کے مُطابق ہے، اِن پہلے مسیحیوں کے نہ صرف وعظ بلکہ اُن کی دُعائیں بھی کتابِ مقدس کی آیات سے لبریز تھیں۔

قوموں نے۔ اِس سے اشارہ رُومیوں کی طرف معلُوم ہوتا ہے، جنہوں نے مسیح کی مخالفت کرنے میں حِصّہ لیا تھا۔ دیکھو آیت ۲۷، دُھوم مچانے کے لئے جو لفظ ہے اُس کے اصلی معنے گھوڑوں کے ہنہنانے کے ہیں اور اِس سے اِنسانوں کے غرُور

اور گستاخی کی طرف اشارہ ہے۔
اُمتوں ۔ شاید اسرائیل کے فرقوں سے مُراد ہو۔ یعنی یہودی اور اُن کے فرقے (آیت ۲۷) البتّہ بعضوں کا خیال ہے کہ اس سے غیر قومیں مُراد ہیں۔
باطل خیال کرتے ۔ کسی کی تکر کرنا، اصلی یُونانی لفظ کا ترجمہ ہے۔ مرقس ۱۳: ۱۱، تمتھیُس ۴: ۱۵ ابیں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ مسیح اور اُس کی کلیسیا کو نیست کرنا ایک باطل خیال تھا۔

۲۶۔ خُداوند اور اُس کے مسیح کی مخالفت کو۔
زمین کے بادشاہ اُٹھ کھڑے ہُوئے ؎ اور سردار جمع ہو گئے۔

زمین کے بادشاہ ۔ ہیرودیس انتپاس اور پنطُس پلاطُوس کی طرف خاص اشارہ ہے۔ دیکھو آیت ۲۷۔

سردار ۔ یعنی صدر مجلس کے چیدہ اشخاص (آیت ۵) ۳: ۱۵، ۴: ۵ و ۸ میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ اس لفظ سے پنطُس پلاطُوس بھی مُراد ہے اور بادشاہ سے ہیرودیس۔
جمع ہو گئے ۔ یہی لفظ صدر مجلس کے جمع ہونے کے لئے بھی آیا ہے۔ دیکھو آیات ۵ و ۲۷۔
جیسے تُو نے مسیح کیا ۔ اس زبُور کی پیشینگوئی کیسے عجیب طور سے پُوری ہُوئی اور کتابِ مقدّس کا الہام کیسا حقیقی ہے۔

۲۷۔ کیونکہ واقعی تیرے پاک خادم یسُوع کے برخلاف جسے تُو نے مسح کیا۔ ہیرودیس پنطُس پیلاطُس غیر قوموں اور اسرائیلیوں کے ساتھ اسی شہر میں جمع ہوئے۔

تیرے پاک خادم یسُوع ۔ دیکھو ۳: ۱۳ و ۲۶۔ لفظ پاک میں جُدائی کا خیال ہے، کہ جو شے یا شخص خُدا کے لئے الگ کی جائے وُہ پاک یا مقدّس کہلاتی ہے۔
اہلِ اسلام کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے بھی یہ ظاہر ہے، کہ صرف مسیح ہی بے گناہ نبی ہے۔ دُوسرے سب نبیوں کے گُناہ کا ذکر آتا ہے۔ اور اُن کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے گُناہ کی معافی مانگیں۔

۲۸۔ تاکہ جو کچھ پہلے سے تیری قُدرت اور تیری مصلحت سے ٹھہر گیا تھا وُہی عمل میں لائیں۔

تیری قُدرت اور تیری مصلحت۔ دیکھو ۳: ۱۸۔ قُدرت کے لئے جو لفظ ہے اُس کا ترجمہ ہاتھ ہے۔ اور خُدا کا ہاتھ اُس کی قُدرت ہے۔ مصلحت اُس کی ہر ایک شے کو ترتیب دینے والی حکمت ہے۔ دیکھو ۲: ۲۳۔

پہلے سے۔ انسان کی نجات کے لئے مسیح کی موت بنائے عالم سے پیشتر مقرّر ہو چکی تھی (۲: ۲۳)۔ اِس جگہ کے سوا یہ لفظ عموماً مقدّس پولُس کی تصنیفات میں آتا ہے۔ چنانچہ جہاں یہ لفظ آیا ہے اُن کا مقابلہ کریں۔

(ا) مسیح کی موت اور دُکھ پیشتر سے مقرّر تھے (اعمال ۴: ۲۸)

(ب) ایمانداروں کی مسیح کے ساتھ مشابہت پہلے سے مقرّر تھی (رومیوں ۸: ۲۹ و ۳۰)

(ج) انجیل کی پوشیدہ حکمت پہلے سے مقرّر تھی۔ (۱ کرنتھی ۲: ۷)

(د) مسیحی شخص کا لے پالک ہونا اور حقوق پہلے سے مقرّر تھے (افسیوں ۱: ۵ و ۱۱)

۲۹۔ اب اَے خُداوند اُن کی دھمکیوں کو دیکھ۔ اور اپنے بندوں کو یہ توفیق دے۔ کہ وُہ تیرا کلام کمال دلیری کے ساتھ سنائیں۔

اُن کی دھمکیوں کو دیکھ۔ لفظ "دیکھ" بھی خاص لُوقا کا لفظ ہے۔ اور لُوقا ۱: ۲۵ میں صرف آیا ہے۔ جہاں مہربانی سے اپنے خادموں پر نظر کرنے کا ذکر آیا ہے۔ یہاں وُہ اپنے دشمنوں پر نظر کرتا ہے کہ حسد کو دُور کرے۔ یُونانی زبان میں یہ لفظ اکثر دیوتاؤں کی نگہبانی کے واسطے مستعمل ہوتا ہے۔ ستروں کے ترجمہ میں الٰہی پروردگاری کے لئے یہ لفظ آیا ہے۔

"دھمکیوں" کے لئے دیکھو آیات ۱۷ و ۲۱۔

ایسی دھمکیوں کے موقعہ پر مسیحی شخص کے لئے یہ مناسب ہے، کہ خُدا کے آگے اُن کا ذکر کرے۔ تاکہ وُہ اُن پر نظر کرے، اور مناسب طور پر اُن کا فیصلہ کرے۔ ہمارے لئے وُہی ہائی کورٹ ہے۔ وُہ اپنی آنکھوں سے ہر طرح کی بدی کو دُور کر سکتا ہے (امثال ۲۰: ۸)

اپنے بندوں کو۔ جس خاص لفظ کو اُنہوں نے مسیح کے لئے استعمال کیا تھا (آیت ۲۷) وُہ اُنہوں نے اپنے لئے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ اپنے لئے "غلام" کا لفظ استعمال کیا۔ رسُول اپنے لئے اِس لفظ کو اکثر استعمال کرتے ہیں۔ (رومی ۱: ۱، یعقوب ۱: ۱، ۲ پطرس ۱: ۱، یہوداہ ۱) اِس لفظ کا زور یہ ہے کہ ہم سراسر اپنے خُداوند کے ہیں۔ اِس موقعہ پر بھی یہ

لفظ مناسب تھا کیونکہ وُہ خدا کو اپنا آقا کہہ کر پکارتے ہیں (آیت ۲۴) تاکہ اُس کی مرضی پُوری ہو۔

وُہ تیرا کلام۔ یعنی باوجُود صدرِ مجلس کی مخالفت کے۔ (آیت ۱۷) اِس مخالفت کے مقابلہ میں اُنھوں نے خاموش رہنے کی اجازت نہیں مانگی۔ نہ اِس امر کی کہ دُوسرے لوگ بشارت کے لئے بھیجے جائیں۔ بلکہ اُنھوں نے توفیق حاصل کرنے کی درخواست کی تاکہ ایسے مُشکل موقعہ پر اُن کو دلیری ملے اور وُہ اپنے آقا کے احکام کو سرانجام دے سکیں۔ دلیری کے ساتھ۔ دیکھو آیت ۱۳، اُنھوں نے یہ سمجھ لیا، کہ اُن کے کلام اور شہادت کے لئے دلیری کی بہت ضرورت ہے۔ اُن کی خاص ضرورت کے لئے خاص دُعا تھی۔

۳۰۔ اور تُو اپنا ہاتھ شفا دینے کو بڑھا، اور تیرے پاک خادم یسُوع کے نام سے معجزے اور عجیب کام ظہُور میں آئیں۔

تُو اپنا ہاتھ شفا دینے کو بڑھا۔ خُدا کا ہاتھ اپنے عجیب کاموں کے ذریعہ اپنے بندوں کی گواہی کی تصدیق کرتا ہے (یُوحنّا ۱۴: ۱۰-۱۲) معجزوں کا ایک بڑا مقصد یہ تھا، کہ انجیل کے پیغام کی صداقت پر گواہی ملے۔

معجزے اور عجیب کام۔ دیکھو ۲: ۲۲، یہاں لفظ "نشان" (معجزے) مقدّم ہے تاکہ معجزوں کا رُوحانی مقصد ظاہر ہو۔

نام۔ اِس سارے باب میں لفظ "نام" بار بار آیا ہے۔ (دیکھو آیات ۷ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۸) اور دیکھو ۳: ۶ کی تشریح۔

تیرا پاک خادم یسُوع۔ دیکھو آیت ۲۷۔ وُہ اپنے نجات دہندہ کا جلال چاہتے ہیں۔

۳۱۔ جب وُہ دُعا کر چکے تو جس مکان میں جمع تھے وُہ ہل گیا اور وُہ سب رُوح القدس سے بھر گئے۔ اور خُدا کا کلام دلیری سے سُناتے رہے۔

ہل گیا۔ اُنھوں نے زمین و آسمان کے خُدا سے درخواست کی تھی (آیت ۲۴) اس لئے اُس نے طبعی قوّت کے ذریعہ جواب دیا اور نئی طاقت عطا کی۔ یہ ہل جانا اعجازی تھا، اور اس بات کا نشان تھا، کہ خُدا انجیل سے دُنیا کو ہلاک کرے گا۔ یہی لفظ ۱۶: ۲۶ میں آیا ہے، جب بھونچال کے ذریعہ فلپی کا جیل خانہ ہل گیا۔ اِن دونوں مقاموں میں خُدا نے اپنے بندوں کے لئے مداخلت کی۔

وُہ سب رُوحُ القُدس سے بھر گئے۔ جیسے پنتکُست کے دِن بھر گئے تھے۔ (۲ : ۴) مقابلہ کرو آیت ۸ سے۔ اِس نئے موقعہ کے لئے یہ نئی معمُوری تھی۔ خُدا نے اپنے لوگوں کی اِس نئی ضرُورت کو رُوح کے لئے اِنعام کے ذریعہ پُورا کیا۔

خُدا کا کام۔ شیطان نے اِن کو کلام کرنے سے روکنے کی کوشش کی (آیت ۱۷) خُدا نے اِن کو کلام کرنے کے لئے دلیری عطا کی۔

دلیری سے۔ جو کُچھ اُنہوں نے مانگا تھا وُہ اُن کو مِل گیا۔ یہ دُعا خاص امر کے لئے تھی، اور خُدا نے اُن کو وہی شئے عطا کی۔ اِس لئے کہ یہ اُس کی عین مرضی کے مُطابق تھی۔

(۳۲-۳۷) مسیحی شراکت۔ برنباس

۳۲۔ اور ایمانداروں کی جماعت ایک دِل اور ایک جان تھی اور کسی نے بھی اپنے مال کو اپنا نہ کہا، بلکہ اُن کی سب چیزیں مُشترک تھیں۔

جماعت مسیحیوں کے شمار کی ترقی کی طرف اشارہ ہے ۔ ۱ : ۱۵ میں جو لوگ ایک سو بیس کے قریب تھے، اب وُہ ایک بڑی بھیڑ ہو گئی۔

ایمانداروں۔ یا جو ایمان لائے تھے۔ اُس زمانہ میں مسیحیوں کا یہ عام نام تھا۔ (۲ : ۴۴، ۵ : ۱۴) خُدا پر ایمان لانا اُن کی یگانگت کا خاص وسیلہ تھا۔

ایک دِل اور ایک جان۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا۔ کہ جو لوگ ایماندار بن گئے تھے، اُن کا دِل اور جان ایک تھا۔

دِل سے شاید اُن کا عقلی حِصّہ مُراد ہے۔ یعنی خیال اور ارادہ۔ اور جان سے اُن کے جذبات۔ یعنی محبّت و جوش وغیرہ۔ یعنی کامل اتحاد اُن لوگوں میں تھا۔ بیزا (BEZA) کے نُسخہ میں ہے۔ کہ اُن میں کوئی اِمتیاز (یا فرق) نہ تھا۔

اُن کی سب چیزیں۔ یہ مالی شراکت اُن کی اختیاری بات تھی، مجبُوری امر نہ تھا۔ کلیسیا میں یگانگت ہونے کی وجہ سے انجیل کی اشاعت میں بڑی ترقی ہُوئی۔

۳۳۔ اور رسُول بڑی قُدرت سے خُداوند یسُوع کے جی اُٹھنے کی گواہی دیتے رہے، اور اُن سب پر بڑا فضل تھا۔

بڑی قدرت۔ یہی لفظ ۱ : ۸ میں پایا جاتا ہے۔ اس آیت میں جو وعدہ تھا اُس کی خاص تکمیل ہُوئی۔

رسُول ... گواہی دیتے رہے۔ (مقابلہ کرو متّی ۵ : ۲۶ ، ۱۸ : ۲۵ ، رُومی ۱۳ : ۷) نیز دیکھو رُومی ۱ : ۱۴ و ۱۵ ، ۱ کرنتھی ۹ : ۱۶ ، حقیقی مسیحیوں کا یہ فرض ہے۔ خُداوند کے لحاظ سے اور اپنے ہم جنسوں کے لحاظ سے کہ وُہ اپنے مُنہ سے اور اپنی زندگی سے نجات کی انجیل لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

یسُوع مسیح کے جی اُٹھنے۔ جیسے ہم بار بار کہہ چُکے ہیں، رسُولوں کی منادی کی یہ بُنیاد تھی۔ (۱ : ۲۲ ، ۲ : ۲۴ و ۳۱ ، ۳ : ۱۵ و ۲۶ ، ۴ : ۲ و ۱۰) اُنہوں نے اس ڈر سے کہ اس سے لوگ ٹھوکر کھاتے ہیں، نہ تو اِس تعلیم کو چھپایا اور نہ اُس کو بدلا۔ (آیت ۲)۔ ہمیں چاہیئے کہ ہند و پاکستان میں ایمانداری کے ساتھ انجیل کی تعلیم کی اشاعت کریں۔ مثلاً تثلیث فی التوحید، مسیح کی اُلوہیت۔ اُس کی کفّارہ بخش قُربانی اور رُوح القُدس کی شخصیّت کو اہلِ ہنُود اور اہلِ اسلام کے تعصّبات اور مخالفت کے باعث کسی طرح سے نہ چھپائیں اور نہ بدلیں، کیونکہ آدمیوں کے دلوں پر اثر انہیں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

بڑا فضل تھا۔ دیکھو ۲ : ۴۷ ، لُوقا ۲ : ۵۲۔ جس سے بعضوں نے یہ مُراد لی کہ لوگوں کی نظر میں وُہ بڑے عزیز ٹھہرے۔ لیکن بہتر معنی یہ ہوں گے۔ کہ خُدا کا فضل کلیسیا پر تھا۔ یہ اُس دُعا اور رُوح القُدس کی معمُوری کا نتیجہ تھا۔

۳۴۔ کیونکہ اُن میں کوئی بھی محتاج نہ تھا۔ اِس لئے کہ جو لوگ زمینوں یا گھروں کے مالک تھے اُن کو بیچ بیچ کر بکی ہوئی چیزوں کی قیمت لاتے۔

اُن میں کوئی محتاج نہ تھا۔ یہ برادرانہ محبّت اس بڑے فضل کا نشان تھا، کہ کسی کو اُنہوں نے محتاج رہنے نہ دیا۔ (یعقُوب ۲ : ۱۵ و ۱۶) جن صورتوں میں یہ فضل ظاہر ہوتا ہے وُہ بھائیوں کو خیرات کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ (۲ کرنتھی ۸ : ۱-۴ و ۷)

بیچ بیچ کر۔ ۲ : ۴۵ کی شرح دیکھو۔

چیزوں کی قیمت لاتے۔ یہ فعل اور اس کے مابعد کا فعل ناتمام ہے جس سے یہ معنی نکلتے ہیں کہ وُہ "لاتے رہے" اور رسُولوں کے پاؤں پر رکھتے رہے۔

۳۵۔ اور رسُولوں کے پاؤں میں رکھ دیتے تھے۔ پھر ہر ایک کو اُس کی ضرورت

کے موافق بانٹ دیا جاتا تھا۔

رسولوں کے پاؤں میں۔ دیکھو آیت ۳۷، رسول بطور اُستاد بیٹھتے ہیں۔ (دیکھو لوقا ۱۰: ۳۹، اعمال ۲۲: ۳) مشرقی دستور یہی رہا ہے کہ یہ نذرانے ہاتھ میں نہیں دیئے جاتے، بلکہ قدموں پر رکھے جاتے ہیں۔ ہندوپاکستان میں یہ عام دستور ہے۔

ہر ایک کو اُس کی ضرورت کے موافق۔ دیکھو ۲: ۴۵۔

۳۶۔ اور یُوسف نام ایک لاوی تھا جس کا لقب رسولوں نے برنباس یعنی نصیحت کا بیٹا رکھا تھا اور جس کی پیدائش کُپرس کی تھی۔

یُوسف جس کا لقب رسولوں نے برنباس رکھا۔ یہ شخص برنباس کے نام سے زیادہ مشہور ہے جو رسولوں نے اُس کو لقب دیا۔ اِس کا لفظی ترجمہ یہ ہے "برنباس یا نصیحت کا بیٹا"۔ یہ نیا نام اُس کو اُس وقت یا پیچھے کسی خاص وجہ سے دیا گیا ہوگا (دیکھو ۱۱: ۲۲ و ۲۳، ۱۳: ۱) یہاں اُس کی ذات یہودی بتائی گئی ہے۔ اور اُس کا وطن کُپرس۔ اُس نے اپنی جائداد بیچ کر اُس کی قیمت رسولوں کو لا کر دیدی۔ بعد ازاں ساؤل ترسی کے رجوع لانے کے بعد اُسی نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کی نیک نیتی کی تصدیق کی (۹: ۲۷) انطاکیہ کی کلیسیا کی کارروائی پر رپورٹ کرنے کے لئے رسولوں نے اُسی کو چُنا اور وہاں بھیجا (۱۱: ۲۲-۲۴) پولُس کو وہاں لے جا کر (۱۱: ۲۵-۳۰) وہ انطاکیہ میں تعلیم دیتا رہا۔ اور پھر پولُس کے ہمراہ یروشلم کو گیا۔ اور وہاں کے مسیحیوں کے لئے خیرات لے گیا (۱۱: ۳۰) پولُس کے ہمراہ انطاکیہ کو واپس گیا (۱۲: ۲۵) اور اُس کا خالہ زاد بھائی مرقس (جس کی ماں مریم یروشلم میں رہا کرتی تھی) بھی اُس کے ساتھ تھا۔ رُوح القُدس نے اُس کو پولُس کا ہم خدمت ہونے کے لئے چن لیا۔ اور پہلے مشنری سفر کے وقت اُس کے ہمراہ کُپرس۔ انطاکیہ (واقعہ پِسدیہ) اِکُنیم۔ لُسترا اور دربے کو گیا (باب ۱۳ و ۱۴)۔ سُوریا کے انطاکیہ کو واپس آیا۔ بعد ازاں وہ اور پولُس یروشلم کو اُس مجلس میں شریک ہونے کو گئے جس میں غیر قوم مریدوں کے ختنہ کے سوال کا فیصلہ ہونا تھا۔ (باب ۱۵، گلتیوں ۲: ۱-۱۰)، اس مجلس کے حسب منشا فیصلہ کے بعد وہ انطاکیہ کو واپس گئے اور شاید اسی جگہ پطرس کی غیر مستقل روش کی تاثیر اُس پر ہو گئی (گلتیوں ۲: ۱۱-۱۳) پھر یُوحنّا مرقس کو ساتھ لے جانے کی نسبت پولُس سے تنازعہ ہُوا۔ اور اُس سے جُدا ہو کر مرقس کے ہمراہ کُپرس کو گیا (۱۵: ۳۷-۳۹)۔ اس

کے بعد اُس کا کوئی ذکر نہیں آتا۔ اعمال ۱۴: ۱۴ میں اُس کو رسُول کا لقب دیا گیا۔

کُپرس۔ بحیرہ شام کے مشرقی حصّہ میں یہ ایک جزیرہ ہے۔ اس کا عرض زیادہ سے زیادہ ساٹھ میل ہے، اور اس کا طول ایک سو پینتالیس میل۔ قدیم زمانہ میں یہ لکڑی۔ تانبے اور مٹی کے برتنوں کے لئے مشہور تھا۔ عہدِ عتیق میں اس کا نام کتیم آیا ہے۔ مصریوں، فارسیوں اور یُونانیوں کے ماتحت رہا۔ بعدازاں ۵۸ سنہ ق م میں وہ رُومیوں کے قبضے میں آگیا۔ اُنہوں نے پہلے اُسے کلکیہ سے ملحق کیا۔ لیکن پیچھے ۳۰ سنہ ق م میں اُس کو الگ صوبہ بنادیا (دیکھو ۱۳: ۷ کی تشریح) گورنمنٹ کا صدر مقام پافس تھا لیکن سلمیس اس جزیرہ کا سب سے بڑا مشہور قصبہ تھا۔

۲۹۵ سنہ ق م سیطلمنی کے عہد سلطنت میں یہودی یہاں آن کر آباد ہوئے اور ایک بڑی جماعت وہاں آباد رہی۔ استفنس کی وفات کے وقت جب مسیحی پراگندہ ہو گئے تو بعض کُپرس میں بھی آگئے۔ (۱۱: ۱۹) اور یہاں کے بعض مسیحیوں نے انطاکیہ میں جاکر خُدا کا کلام سُنایا (۱۱: ۲۰) پولُس اور برنباس نے پہلے مشنری سفر کے وقت وہاں منادی کی (۱۳: ۴-۱۲) اور پھر مرقس کو ساتھ لے کر برنباس وہاں گیا (۱۵: ۳۹ و ۴۰) اس کے بعد پھر ۲۱: ۳ و ۱۶، اور ۲۷: ۴ میں کُپرس کا ذکر آیا ہے۔

۳۷۔ اُس کا ایک کھیت تھا جسے اُس نے بیچا، اور قیمت لاکر رسُولوں کے پاؤں میں رکھ دی۔

ایک کھیت تھا۔ شروع شروع میں یہودیوں کی کوئی جائداد نہ ہوتی تھی (استثنا ۱۰: ۸ و ۹) لیکن بعدازاں پتہ لگتا ہے کہ اُن کے پاس جائداد ہوتی تھی۔ (یرمیاہ ۳۲: ۷ و ۱۲) برنباس کا یہ کھیت فلسطین میں ہوگا۔ اور اُس کی رشتہ دار مریم کی بھی جائداد یروشلم میں تھی (۱۲: ۱۲) وہ بھی پولُس کی طرح انجیل کی خاطر اپنے ہاتھوں سے کام کرنے لگا (۱ کرنتھی ۹: ۶)

چوتھے باب کی تعلیم

اوّل بڑے بڑے حصّے

(الف) مسیح کے اُن گواہوں کے متعلق ہم مفصّلہ ذیل امُور کا لحاظ رکھیں:۔

پانچواں باب

(۱-۱۱) حننیاہ اور سفیرہ

۱- اور ایک شخص حننیاہ نام اور اُس کی بیوی سفیرہ نے جائداد بیچی۔

اور ایک شخص - اس میں اور برنباس میں کیسا عجیب فرق معلوم ہوتا ہے۔ حق کے بعد باطل کا ظہور ہوتا ہے - یہ دونوں شخص حقیقی اور جعلی تقدیس کی دو مثالیں ہیں جس قصہ کا بیان اس کے بعد ہوا ہے وہ مصنف کی صداقت کا یقینی ثبوت ہے کیونکہ اگر مصنف چاہتا تو وہ آسانی سے اس قصہ کو چھوڑ دیتا جس کے ذریعہ سے کہ مسیحی جماعت پر کچھ حرف آتا تھا۔

حننیاہ - عبرانی نام حنیاہ کی یہ یونانی صورت ہے - اس کے معنی یہ ہیں "خداوند مہربان ہے " دیکھو نحمیاہ ۷ : ۲ ، یرمیاہ ۱۸ : ۱ ، دمشق میں ایک شاگرد کا نام بھی یہی تھا - (۹ : ۱۰ تا ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ + ۲۲ : ۱۲) اور اُس سردار کاہن کا بھی یہی نام تھا جس کے سامنے پولس پر الزام لگایا گیا تھا (۲۳ : ۲ ، ۲۴ : ۱) یہودیوں میں یہ ایک عام نام تھا۔

سفیرہ - غالباً یہ اُس یونانی لفظ سے نکلا ہے جس کے معنی "نیلم" ہیں بعض سمجھتے ہیں کہ اس کا ماخذ وہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی "خوبصورت" ہیں - اس فریب میں میاں بیوی دونوں شریک تھے - چنانچہ بن جل (BENGEL) صاحب فرماتے ہیں کہ اُن کے نام تو "مہربان اور خوبصورت" تھے لیکن اُن کی کرتوت بد تھی۔

بیچی - دیکھو ۲ : ۴۵ ، ۴ : ۳۴ سے ۳۷ -

جائداد - ۲ : ۴۵ کی شرح جہاں یہی لفظ آیا ہے ۔

۲- اور اُس نے اپنی بیوی کے جانتے ہوئے قیمت میں سے کچھ رکھ چھوڑا اور ایک حصہ لاکر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دیا۔

جانتے ہوئے۔ یہ عورت اس فریب کا علم بھی رکھتی تھی اور اُس میں شریک بھی تھی۔
رکھ چھوڑا۔ یعنی اپنے لئے کچھ رکھ چھوڑا۔ مقابلہ کرو طیطس ۲: ۱۰ اس نئے عہد نامے میں صرف اسی مقام میں یہ لفظ پھر آیا ہے یہ لفظ پولس اور لوقا کی تصنیفات ہی میں مستعمل ہے۔ اس لفظ میں خاص خیال یہ ہے کہ "کوئی فعل چوری سے اور خفیہ کیا جائے" ستروں کے یونانی ترجمے میں یہ لفظ عکن کی چوری کے لئے آیا ہے (یشوع ۷: ۱) حننیاہ کا گناہ یہ تھا کہ اُس نے فریب سے اس قیمت کا ایک حصہ چھپا رکھا جس کی نسبت اُس کا دعویٰ تھا کہ وہ کُل کا کُل نذر کرتا ہے۔ یہ شہرت کا متلاشی تھا اور اس تلاش میں اُس نے دغا سے کام لیا۔
رسولوں کے پاؤں میں رکھ دیا۔ ۴: ۳۷ میں یہی محاورہ برنباس کے لئے مستعمل ہوا۔ انسانی نظر میں ان دونوں شخصوں کا فعل ٹھیک یکساں تھا لیکن اُن کی باطنی نیت اور حقیقی عمل بالکل متفرق تھے حقیقی دینداری کا نشان باطنی نیت سے ہے نہ کہ فعل کی ظاہری صورت سے (یوحنا ۴: ۲۳ و ۲۴) حننیاہ اپنے تئیں دیندار دکھاتا تھا حالانکہ فی الحقیقت وہ دھوکے باز اور مکار تھا۔ ہم جھوٹے فخر اور ریاکاری سے خبردار رہیں۔

۳۔ مگر پطرس نے کہا۔ اَے حننیاہ! کیوں شیطان نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تو رُوح القدس سے جھوٹ بولے اور زمین کی قیمت میں سے کچھ رکھ چھوڑے۔

کیوں "کس وجہ سے" اس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اگر حننیاہ چاہتا تو وہ اس آزمائش پر غالب آسکتا تھا۔
شیطان۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے ٹھیک معنی "مخالف" کے ہیں۔ لیکن اکثر اس کا ترجمہ اس یونانی لفظ سے ہوا ہے جس کے معنی "الزام دینے والا" ہیں اس سے مُراد خدا اور انسان کا خاص بڑا مخالف ہے۔ یہ لفظ "شیطان" اعمال کی کتاب میں صرف ایک جگہ اور آیا ہے (۲۶: ۱۸) اگرچہ نئے عہد نامہ کی دوسری کتابوں میں اس کا ذکر کئی بار آیا ہے (خاص کر دیکھو مکاشفہ ۱۲: ۹) جیسے رُوح القدس ایک حقیقی وجود خدا کے لوگوں کی تقدیس اور اُن کی محنتوں کو کامیاب کرنے کے لئے آیا ہے، ویسے ہی یہ شیطان جو ایک حقیقی وجود ہے خاص اس کام میں مصروف ہے کہ وہ حسد سے خدا کے لوگوں کو گمراہ کرے اور جو سعی انجیل کی ترقی کے لئے کی جاتی ہے اُس کو رائیگاں ٹھہرائے
تیرے دل ..... ڈالدی ۔ مقابلہ کرو یوحنا ۱۳: ۲۷، لوقا ۲۲: ۳۔ اس میں

خاص خیال کامل مالک اور قابض ہونے کا ہے۔ جس دل کو کہ رُوح القدس سے معمور ہونا چاہیئے تھا ہائے افسوس ہے کہ وُہ شیطان کا مسکن بن جاتا ہے۔

رُوح القدس سے جھوٹ بولے۔ یُونانی جملہ کے یہ معنی ہیں "جھوٹ کے ذریعہ سے رُوح القدس کو دھوکا دینا" دیکھو حاشیہ۔ حننیاہ کو رسُولوں سے نہیں بلکہ رُوح القدس سے واسطہ پڑا تھا۔ اس لئے اُس نے انسانوں کو دغا نہیں دیا بلکہ خُدا کو دغا دینے کی کوشش کی۔ (از زبور ۵۱ : ۴) لیکن چونکہ رُوح القدس ہمہ دان ہے اُس کو کوئی دغا نہیں دے سکتا، جیسا کہ اس بیان سے صاف ظاہر ہے۔

۴۔ کیا جب تک وُہ تیرے پاس تھی تیری نہ تھی اور جب بیچی گئی تو تیرے اختیار میں نہ رہی؟ تُو نے کیوں اپنے دل میں اِس بات کا خیال باندھا؟ تُو آدمیوں سے نہیں بلکہ خُدا سے جھوٹ بولا۔

تیرے پاس تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جب تک وُہ بیچی نہ گئی تھی کیا وُہ تیری نہ تھی۔ اِس سے ظاہر ہے کہ کوئی مسیحی اپنی جائداد بیچنے پر مجبور نہ تھا۔ یہ فعل بالکل اختیاری تھا۔

جب بیچی گئی۔ یعنی بیچے جانے کے بعد اُس کی جو قیمت وصُول ہُوئی کیا وُہ تیرے قبضے میں نہ تھی۔ علاوہ ازیں اس لئے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حننیاہ کا گُناہ یہ نہ تھا کہ اُس نے اِس قیمت میں سے کچھ حصّہ یا کل قیمت رکھ لی۔ بلکہ یہ تھا کہ اُس نے فریب سے یہ دکھانا چاہا کہ اُس نے کل کی کل قیمت نذر کر دی ہے۔ وُہ نہ صرف فریب اور جھُوٹ کا مُرتکب ہُوا بلکہ مقدّس چیزوں کی چوری کا بھی کیونکہ جو کچھ اُس نے خُدا کے لئے مخصوص کیا تھا اُس میں سے کچھ رکھ لیا۔ اس واقعہ سے ہم صاف طور پر یہ سیکھتے ہیں کہ ہر طرح کا جھُوٹ خلاف گوئی۔ ریاکاری اور جھُوٹا اقرار خُدا کی نظر میں نفرت انگیز ہے وُہ کسی حالت میں معذُور نہیں سمجھے جا سکتے اور کس قدر کم دینی اُمُور میں وُہ معذُور سمجھے جا سکتے ہیں۔

تُو نے اپنے دِل میں۔ لفظی طور پر اس جُملہ کا یہ ترجمہ ہوگا "تُو نے اپنے دِل میں یہ کیوں (منصُوبہ) باندھا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تجویز اتّفاقی نہ تھی بلکہ سوچ سمجھ کر یہ تجویز ٹھہرائی گئی اور قصداً مقرر ہُوئی۔

تُو آدمیوں سے نہیں۔ آیت ۳ سے ذرا مختلف جُملہ ہے۔ اُنھوں نے یہ جھُوٹ فی الحقیقت خُدا سے بولا۔ بیشک خُدا کے لوگوں سے بھی بولا۔

بلکہ خدا سے - اس جملہ کا مقابلہ آیت ۳ کے ساتھ کرنے سے ایک اتفاقی لیکن مضبوط دلیل رُوح القدس کی شخصیت اور الوہیت کی نکلتی ہے - کیونکہ ہم کسی شخص ہی سے جھوٹ بول سکتے ہیں ۔ اس لئے رُوح القدس کی شخصیت یہاں تسلیم کر لی گئی ہے - علاوہ ازیں چونکہ آیت ۳ میں لکھا ہے کہ حننیاہ رُوح القدس سے جھوٹ بولا اور اس آیت میں لکھا ہے ۔ کہ وہ خدا سے جھوٹ بولا ۔ پس یہ ثابت ہوا کہ یہ پاک فارقلیط یعنی درحق خدا ہے۔ رسولوں کے نزدیک رُوح القدس کی شخصی حضوری ایک دائمی حقیقت تھی ۔ یہی رُوح القدس اُن کا ہادی وحاکم تھا اور اُس کی کلیسیا کی کونسلوں اور فعلوں میں ممبرِ مجلس تھا (مقابلہ کرو ۱۵: ۲۸)

۵- یہ باتیں سُنتے ہی حننیاہ گر پڑا اور اُس کا دم نکل گیا اور سب سُننے والوں پر بڑا خوف چھا گیا -

یہ باتیں سُنتے ہی حننیاہ - اِس کا یہ مطلب ہے کہ حننیاہ ابھی سُن ہی رہا تھا کہ یہ سزا ناگہاں اُس پر نازل ہوئی - یہ سزا فی الفور اور بے خطا واقع ہوئی - ہم یہ خیال نہ کریں کہ رسُول کے الفاظ میں کسی طرح کی لعنت یا کوئی فتویٰ تھا (دیکھو ۳: ۱۲ کی شرح) اُس نے تو صرف خدا کے پیغام کو سُنا دیا - گُناہ کے خلاف خدا کا راست قہر یکایک غیر معمولی طور سے ظاہر ہوا - عموماً گُناہ کی سزا ایسی جلدی نہیں ملتی - لیکن گُناہ کی واجبی سزا جلدی یا دیر بعد ضرور ملتی ہے ، جب تک کہ خداوند یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لا کے معافی حاصل نہ ہو (واعظ ۸: ۱۱ ، گلتیوں ۶: ۷ و ۸ ، ۱ تمتھیس ۵: ۲۴ ، مکاشفہ ۲۰: ۱۱- ۱۵)

اُس کا دم نکل گیا - یُونانی میں یہاں صرف ایک ہی لفظ ہے یہ لفظ عام یُونانی تصانیف میں نہیں آیا - البتہ سبعین کے ترجمہ میں یہ لفظ آیا ہے اور یُونانی طب کی کتابوں میں - چونکہ مقدس لُوقا طبیب تھا اس لئے اس اصطلاح سے واقف تھا - نئے عہد نامہ میں یہ لفظ ۵: ۱۰ ، اور ۱۲: ۲۳ میں بھی آیا ہے - یعنی یہ تین اچانک یعنی موتوں کے لئے آیا ہے - حننیاہ - سفیرہ اور ہیرودیس اگرپا اوّل کی موتوں کے لئے اِس کا مقابلہ کریں مُقدس ستفنُس کی وفات سے " یہ کہہ کر وہ سو گیا " (۷: ۶۰) اِس خاص سزا کے ذریعہ خدا نے ابتدائی کلیسیا کو یہ سبق سکھایا کہ رُوحانی باتوں میں گستاخی اور ریاکاری

کرنے کا خطرہ کیسا ہے۔ (مقابلہ کرو احبار ۱۰: ۱ و ۲)

بڑا خوف۔ دیکھو ۲: ۴۳، ۵: ۱۱، ۱۹: ۱۷، ایسا خوف مفید تھا اور منافقوں اور دُنیاداروں کے لئے عبرت کا باعث تھا۔

۶۔ پھر جوانوں نے اُٹھ کر اُسے کفنایا اور باہر لے جاکر دفن کیا۔

جوانوں نے۔ لفظی طور پر "کم عمر" مقابلہ کرو ۱۰ آیت سے جہاں اصل میں ایک دُوسرا لفظ مستعمل ہُوا ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ان کم عمر لوگوں سے مُراد نوکر یا ایسے ملازم تھے جو بمقابلہ "بزرگوں" کے "کم عمر" کہلاتے تھے (مقابلہ کرو لوقا ۲۲: ۲۶) لیکن یہ گمان غالب نہیں کہ اس جماعت کے اوائل ایّام میں انتظام ایسا ترقی کر گیا ہو۔ اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ اس جملے سے ایسے لوگ مُراد ہیں جو بدنی طور پر اپنی جوانی کے باعث زیادہ مضبوط تھے اور جنازہ اُٹھانے کے قابل تھے (مقابلہ کرو خروج ۲۴: ۵)

کفنایا۔ یعنی جو کپڑا وہ پہنے تھا اُسی میں اُس کو لپیٹ دیا۔ جو لفظ یہاں آیا ہے، وُہ طبّی اصطلاح میں اعضا پر پٹی باندھنے کے لئے ہے اور اس میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ ان جوانوں نے بڑی احتیاط سے اُس لاش کو لپیٹا۔

باہر لے جاکر۔ یعنی وُہ اُسے شہر سے باہر لے گئے۔ یہودیوں میں دستور تھا کہ قبریں پہلے سے تیار رہتی تھیں۔ مشرقی ممالک میں موت کے بعد عموماً بہت جلد دفن کر دیا کرتے ہیں یہ بھی قابلِ غور ہے کہ مسیحی جماعت میں جس پہلے جنازہ کا ذکر ہے وُہ ایک ریاکار کا جنازہ تھا۔

۷۔ اور تقریباً تین گھنٹے گزر جانے کے بعد اُس کی بیوی اِس ماجرے سے بے خبر اندر آئی۔

تین گھنٹے گزر جانے کے بعد۔ حننیاہ اکیلا یہ نذر رسُولوں کے پاس لے کر گیا تھا (آیت ۲) اور اُس کی بیوی اُس کے بعد گئی۔ "تین گھنٹے" کے ذکر سے شاید اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے بعد جو نماز کا وقت تھا یہ مہلت اُس کو توبہ کے لئے ملی تھی لیکن اس سے اُس نے فائدہ نہ اُٹھایا۔

۸۔ پطرس نے اُس سے کہا مجھے بتا تو۔ کیا تم نے اِتنے ہی کو زمین بیچی تھی؟ اُس نے کہا۔ ہاں۔ اتنے ہی کو۔

اُس سے کہا۔ دیکھو ۳: ۱۲ کی شرح "جواب دیا" جب اُس عورت نے اپنے خاوند

کو وہاں نہ دیکھا اور حاضرین کے چہروں پر حیرت پرستی دیکھی تو اُس کی گھبراہٹ زبانِ حال سے استفسار کرنے لگی، جس کے جواب میں پطرس نے کہا۔
اتنے ہی کو۔ پطرس نے یا تو اُس روپیہ کی طرف اشارہ کیا ہو گا جو سامنے پڑا تھا یا اُس روپیہ کا ٹھیک شمار بتایا ہو گا۔ اب سفیرہ نے اُس فریب پر دانستہ جھوٹ کا ایزاد کیا۔

۹۔ پطرس نے اُس سے کہا تم نے کیوں خداوند کے رُوح کو آزمانے کے لئے ایکا کیا؟ دیکھ تیرے شوہر کے دفن کرنے والے دروازے پر کھڑے ہیں اور تجھے بھی باہر لے جائیں گے۔

ایکا کیا۔ متی ۱۸: ۱۹ میں بھی یہی لفظ آیا ہے۔ وہاں مقدسوں کے اتفاق کا ذکر ہے کہ متفق ہو کر دُعا کریں۔ یہاں گنہگاروں کے اتفاق کا ذکر ہے تاکہ فریب اور دھوکا دیں۔ خُداوند کے رُوح کو آزمانے کے لئے۔ کسوٹی پر گھسنا یعنی یہ دریافت کرنا کہ آیا خُدا اُن کی ریاکاری کو دریافت کرے گا یا نہیں۔ یہاں بھی اتفاقی طور پر رُوح القُدس کی شخصیت اور الوہیت کا ثبوت ملتا ہے (آیت ۴)
یہ جملہ "خُداوند کے رُوح" نئے عہدنامہ میں بہت شاذ و نادر آیا ہے۔ (لُوقا ۴: ۱۸، اعمال ۸: ۳۹، ۲ کرنتھی ۳: ۱۷) اور غالباً اِس جملہ کا مرادف ہے "یہوواہ کا رُوح" اور یہ محاورہ عہد عتیق میں بہت عام ہے۔
دفن کرنے والے۔ کھڑے ہیں یا "دفن کرنے والوں کے پاؤں" معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوجوان جب حننیاہ کو دفن کر کے واپس آ رہے تھے تو اُن کے پاؤں کی آہٹ دروازہ پر سُنائی دی۔ یہ قرینِ قیاس ہے کہ اس دفن کفن میں تقریباً تین گھنٹے لگ گئے ہوں گے۔
تجھے بھی ..... لے جائیں گے۔ یعنی دفن کرنے کے لئے چونکہ اُس کی موت کی خبر پہلے سے دے دی گئی اس لئے یہ اعجازی سزا اور بھی عبرتناک ٹھہری اور لوگوں کو اُس سزا کے منجانب اللہ ہونے کا یقین ہو گیا۔

۱۰۔ وہ اُسی دم اُس کے قدموں پر گر پڑی اور اُس کا دم نکل گیا۔ اور جوانوں نے اندر آ کے اُسے مُردہ پایا اور باہر لے جا کے اُس کے شوہر کے پاس دفن کر دیا۔

اُسی دم۔ دیکھو ۳ : ۷ کی شرح۔
اُس کے قدموں پر۔ جہاں وُہ جعلی نذر رکھی تھی آیت ۲۔ شاید وُہ نذر اُس وقت تک وہاں پڑی تھی۔
دم نکل گیا۔ دیکھو آیت ۵۔
اُس کے شوہر کے پاس۔ یہودی لوگ چٹان میں کُھدی ہُوئی قبروں میں اپنے مُردے گاڑا کرتے تھے۔ غالباً اسی قسم کی قبر میں سفیرہ کی لاش اُس کے خاوند کی لاش کے پاس دفن کی گئی۔

۱۱۔ اور ساری کلیسیا بلکہ اِن باتوں کے سب سُننے والوں پر بڑا خوف چھا گیا۔

ساری کلیسیا۔ رسُولوں کے اعمال کی کتاب میں لفظ "کلیسیا" پہلی دفعہ آیا ہے اسی معنی میں اِس لفظ کا ذِکر ۷ : ۳۸، ۸ : ۱ و ۳، ۹ : ۳۱، ۱۱ : ۲۲ و ۲۶، ۱۲ : ۱ و ۵، ۱۳ : ۱، ۱۴ : ۲۳ و ۲۷، ۱۵ : ۳ و ۴ و ۲۲ و ۴۱، ۱۶ : ۵، ۱۸ : ۲۲، ۲۰ : ۱۷ و ۲۸ میں آیا ہے۔ البتہ ۱۹ : ۳۲ و ۳۹ و ۴۱ میں یہ لفظ "جماعت" کے معنی میں آیا۔ ان مقامات کی تحقیقات سے اِس لفظ کے یہ معنی نکلتے ہیں "کلیسیا" یا "مسیحیوں کی جماعت" جو کسی خاص شہر یا علاقے میں ہو۔ حالانکہ ۷ : ۳۸ میں اِس سے اسرائیل کی ساری جماعت مُراد ہے، جو بیابان میں تھی۔ رفتہ رفتہ اِس سے مسیحیوں کی کل جماعت مُراد لی گئی جو سارے جہان میں پائی جاتی ہے۔ وُہ گویا ایک وسیع عالمگیر جماعت ہے (دیکھو ۱ : ۲۲ و ۲۳، ۲ : ۵ و ۲۳ - ۲۷، فلپیوں ۳ : ۶، کلسیوں ۱ : ۱۸، ۱ تمیتھیس ۳ : ۱۵) اِس لفظ سے ایسے مسیحی مُراد ہیں جو دُنیا میں سے "بلائے گئے" تاکہ ایماندار اور برگزیدہ اُمت کی ایک جماعت بنیں۔
سب سُننے والوں پر۔ یعنی جو مسیحی جماعت سے باہر تھے۔ اور جنہوں نے اِن واقعات کی شہرت سُنی تھی (آیت ۱۳)
بڑا خوف۔ دیکھو آیت ۵۔ آیت ۱۳ میں اس خوف کا زیادہ مفصّل ذکر ہے۔

کام کی ترقّی (۱۲ - ۱۶)

اِن آیات سے واضح ہے کہ شیطان کے حیلوں کی شکست کا نتیجہ بہت جلد اور مؤثّر نکلا۔ چنانچہ یہ باتیں نظر آتی ہیں :-

(الف) بڑا خوف - آیت ۱۱ - مقابلہ ریاکاری کے -
(ب) بڑی قدرت - آیت ۱۲ - رسُولوں کے ذریعہ ظاہر ہُوئی -
(ج) بڑی ترقّی - آیت ۱۴ - تعداد اور نشوونما میں -
(د) بڑی کشش - آیت ۱۴ و ۱۵ - باہر کے لوگ بھی کھنچ آئے -
یُوں خُدا شیطان کے حیلوں کو بھی زیر کر لیتا ہے -

۱۲ - اور رسُولوں کے ہاتھوں سے بہت سے نشان اور عجیب کام لوگوں میں ظاہر ہوتے تھے اور وُہ سب ایک دِل ہو کر سلیمان کے برآمدے میں جمع ہُوا کرتے تھے -

بہت سے نشان اور عجیب کام - دیکھو ۲ : ۲۲ و ۴۳ کی شرح - مخفی نہ ہے کہ لفظ "نشان" ۴ : ۳۰ کی طرح یہاں بھی مقدّم ہے -

ظاہر ہوتے تھے - لفظی طور پر "ہوتے رہے" کیونکہ یہاں ماضی ناتمام ہے -

سب - یعنی "سب ایماندار" اِن عبرت انگیز ماجروں نے اُن کو خُدا سے اور ایک دُوسرے سے زیادہ قریب کر دیا - اِن برملا مجمعوں میں ایمانداروں کی ساری جماعت میں کچھ خلل واقع نہ ہُوا -

ایک دل ہو کر - دیکھو ۳ : ۱۱ - شاید رسُول اپنے شاگردوں کو عبادتِ عام اور تعلیم کے لئے وہاں جمع کیا کرتے تھے، جب دُعا کے مقررہ اوقات پہ وہاں جاتے تھے -

۱۳ - لیکن اوروں میں سے کسی کو جرأت نہ ہُوئی کہ اُن میں جا ملے - مگر لوگ اُن کی بڑائی کرتے تھے -

لیکن اوروں میں سے - یعنی جواب تک مسیح پر ایمان نہ لائے تھے - یا شاید وُہ لوگ جواب تک خلوص دلی سے ایمان لانے کے لئے تیار نہ تھے - خُدا کا خوف اُن پر تھا اور وُہ گُستاخی یا ظاہرداری کے گُناہ کے نتائج سے ڈرتے تھے -

جا ملے - یہ فعل زیادہ تر مقدّس لُوقا نے ہی نئے عہد نامہ میں استعمال کیا ہے - (لُوقا ۱۰ : ۱۱؛ ۱۵ : ۱۵؛ اعمال ۸ : ۲۹؛ ۹ : ۲۶؛ ۱۰ : ۲۸؛ ۱۷ : ۳۴؛ رُومیوں ۱۲ : ۹؛ ۱-کرنتھیوں ۶ : ۱۶-۱۷) اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ باہر والے لوگ کلیسیائی مجمعوں میں دخل دینے سے ڈرتے تھے یا ممکن ہے زیادہ گہرا تعلّق پیدا کرنے سے ڈرتے تھے -

اُن کی - یعنی مسیحیوں کی - (مقابلہ کرو ۲ : ۴۷)

۱۴- اور ایمان لانے والے مرد و عورت خُداوند کی کلیسیا میں اور بھی کثرت سے آ ملے۔

کثرت سے آ ملے۔ ظاہردار اور دو دِلے لوگ تو خوف کھا گئے اور شامل ہونے سے رُک گئے۔ لیکن سچّے اور خلوصِ قلب والے زیادہ شامل ہونے لگے۔ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ ۱۳ آیت میں جو لوگ "اور وں میں سے" کہلاتے ہیں وُہ نہ تو فی الحقیقت اور نہ دِل ہی میں "ایماندار" تھے۔

یُونانی کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ "خُداوند پر ایمان لانے والے زیادہ اُن میں جا ملے"

کثرت سے۔ نئے عہد نامہ میں یہی ایک مقام ہے جہاں یہ لفظ صیغہ جمع میں مستعمل ہُوا ہے۔ اِس سے مُراد ہے "بکثرتِ تمام"

مرد و عورت۔ مقابلہ کرو ۲: ۴ سے جہاں صرف "مردوں" کا ذکر ہے۔ شاید عورتوں کا ذکر خاص اس لئے ہُوا کیونکہ اگلے باب میں (۶: ۱) بیوگان کا ذکر آتا ہے کیونکہ کلیسیا میں عورتوں کا شمار تو پہلے ہی سے بہت تھا۔ گو سوائے چند افراد کے اُن کا ذکر بالخصُوص نہیں آیا۔ (۱: ۱۴؛ ۵: ۱) مقدّس لُوقا کا یہ خاصہ ہے کہ وُہ عورتوں کی طرف خاص توجّہ دلاتا ہے (دیکھو ۱: ۱۴ کی شرح)

۱۵- یہاں تک کہ لوگ بیماروں کو سڑکوں پر لا لا کر چارپائیوں اور کھٹولوں پر لٹا دیتے تھے۔ تاکہ جب پطرس آئے تو اُس کا سایہ ہی اُن میں سے کسی پر پڑ جائے۔

بیماروں کو سڑکوں پر لا لا کر۔ یہ وُہی فعل ہے جو آیات ۶ و ۹ میں آیا ہے لیکن اُس لے جانے اور اِس لے جانے میں کیسا بڑا فرق ہے۔ لفظ "یہاں تک" سے شاید یہ مُراد ہے کہ ۵: ۱۴ میں یہ نومُرید تھے جو اپنے بیماروں کو اُٹھا لائے یُوں اُن کے ایمان کے ذریعہ دُوسروں کو بھی برکت ملی۔ (مقابلہ کرو مرقس ۲: ۳-۵)

چارپائیوں اور کھٹولوں پر۔ پہلے لفظ سے چھوٹی چارپائی مُراد ہے۔ اور وُہ لفظ صرف اِسی آیت میں مستعمل ہُوا ہے۔ دُوسرا لفظ اناجیل میں اکثر آیا ہے اور اعمال ۹: ۳۳ میں بھی استعمال ہُوا ہے کہتے ہیں کہ اِس کا ماخذ مقدونی لفظ ہے جو خاص کر غریبوں کی چارپائی کے لئے استعمال ہوتا تھا اس لئے پہلے لفظ کی نسبت یہ کچھ ادنےٰ درجے کی چارپائی تھی۔ نیز دیکھو ۹: ۳۳ کی شرح۔

پطرس آئے۔ اس وقت وہ سارے رسولوں میں سرگروہ تھا اور حننیاہ اور سفیرہ کے مقدمہ میں اُس نے خاص حصہ لیا تھا اس لئے قدرتاً ان واقعات کے باعث اُس کی خاص عزت کرتے تھے۔

اُس کا سایہ ہی۔ مقابلہ کرو ۱۹: ۱۱ و ۱۲ سے۔ اس کا تو خاص ذکر نہیں، کہ اُس کا سایہ پڑنے ہی سے کسی کو شفا مل گئی۔ اگرچہ لوگوں کو ایسا ہی خیال ہوگیا تھا البتہ بیزا کے نسخہ میں جو عبارت اس جگہ ہے اُس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ بہرحال پطرس کے سایہ میں بذات خود کوئی تاثیر نہ تھی۔ یہ تو محض خدا کی قدرت تھی جو خالص ایمان کے ذریعہ عمل میں آتی تھی جس کے ذریعہ سے بیمار شفا پاتے تھے۔ خود پطرس ایسے دعویٰ کی تردید سب سے پہلے کرتا ہے۔ کہ بذات خود اُس میں کوئی ایسی طاقت تھی (۳: ۱۲ و ۱۶)۔ یہ لفظ "سایہ پڑنا" متی ۱۷: ۵، مرقس ۹: ۷، لوقا ۱: ۳۵، ۹: ۳۴ میں بھی آیا ہے اور ہمیشہ فوق الفطرت منظر سے اس کا علاقہ ہے۔

۱۶۔ اور یروشلم کے چاروں طرف کے شہروں سے بھی لوگ بیماروں اور ناپاک رُوحوں کے ستائے ہوؤں کو لاکر کثرت سے جمع ہوتے تھے۔ اور وہ سب اچھے کردئے جاتے تھے۔

چاروں طرف کے شہروں۔ یروشلم سے باہر مسیحی کام کے پھیلنے کا یہ پہلا ذکر ہے۔ یہ ضرور تھا کہ انجیل کی روشنی دُور و نزدیک پھیل جائے۔

جمع ہوتے تھے لفظی طور پر "جمع ہوتے رہے" یعنی متواتر آرہے تھے۔

ناپاک رُوحوں کے ستائے ہوؤں۔ مقابلہ کرو لوقا ۶: ۱۸۔ جہاں وہی لفظ آیا ہے۔ نئے عہدنامہ میں کسی اور جگہ اس کا استعمال نہیں ہوا۔ طبی مصنفوں نے اس لفظ کو استعمال کیا۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ "بیماروں کا" "ناپاک رُوحوں کے ستائے ہوؤں" سے امتیاز کیا گیا ہے۔ ہندو پاکستان میں بہت سے لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کل بیماریاں کسی بد رُوح کے آسیب کا نتیجہ ہیں یہ بے بُنیاد ہے۔

وہ سب اچھے کردئے جاتے تھے۔ یہاں بھی فضل ناتمام ہے۔ لوگوں کے شفا پانے میں یہاں کچھ شک نہیں۔ آیت ۱۵ کے ماجروں کا ہم چاہے کچھ ہی خیال کریں۔ جن لوگوں کو رسولوں کے پاس لاتے وہ سب خدا کی قدرت کے ذریعہ جو اُس کے خادموں

کے وسیلے عمل کر رہی تھی شفا پا گئے۔

۵: ۱۷-۲۶، رسُول قید خانے میں۔ اعجازی رہائی

۱۷- پھر سردار کاہن اور اُس کے سب ساتھی جو صدوقیوں کے فرقے کے تھے حسد کے مارے اُٹھے۔

سردار کاہن۔ یعنی حنّا یا کائفا سردار کاہن (۴: ۶ کی شرح) یہ شخص سخت مخالفت میں اُٹھے (۵: ۶) عوام النّاس پر تو تاثیر ہُوئی لیکن حکام ناراض اور خوف زدہ ہُوئے۔

اُس کے سب ساتھی جو صدوقیوں کے فرقے کے تھے۔ دیکھو ۴: ۱ و ۶ کی شرح۔ یہ بھی قابلِ غور ہے کہ اناجیل میں تو مسیح کے خاص مخالف فریسی ہیں لیکن اعمال کی کتاب میں دُشمن خاص کر صدوقی لوگ ہیں۔ اِس تبدیلی کی وجہ غالباً مسیح کا جی اُٹھنا جو اِس عرصہ میں واقع ہُوا تھا۔ اِس تاریخ کی صداقت کی یہ ایک مضبُوط دلیل ہے کہ یہ عجیب تبدیلی بالکل اتّفاقی طور پر مذکور ہے اور مصنّف نے اس کی طرف کوئی خاص توجّہ نہیں دلائی۔ ایسے بے ساختہ اتّفاقات اس بیان کی تصدیق بہت زور سے کرتے ہیں۔

فرقے۔ یہ لفظ پھر اعمال ۱۵: ۵، ۲۴: ۵ و ۱۴ اور ۲۶: ۵ میں آیا ہے اور اس سے "دینی فرقہ" مُراد ہے۔

حسد کے مارے۔ اِس لفظ میں عداوت اور تعصّب کی سرگرمی دونوں داخل ہیں وہ رسُولوں کی شہرت اور انجیل کی ترقّی سے حسد کھاتے تھے اور اپنے رُعب داب اور اختیار کے لئے بڑے سرگرم تھے۔

۱۸- اور رسُولوں کو پکڑ کر عام حوالات میں رکھ دیا۔

پکڑ کر۔ دیکھو ۱۲: ۱، ۲۱: ۲۷۔

رسُولوں۔ اِس موقع پر سارے رسُولوں کا ذکر ہے اور نہ صرف پطرس اور یوحنّا کا۔ جُوں جُوں کام بڑھتا جاتا ہے لڑائی بھی شدید ہوتی جاتی ہے۔

عام حوالات۔ مقابلہ کرو ۴: ۳ جہاں یہی لفظ آیا ہے۔ البتہ یہاں لفظ "عام" اس پہ ازاد کیا ہے جس سے شاید پہلے کی نسبت زیادہ سخت قسم کی حوالات مُراد ہے۔ ۵: ۱۹ سے پتہ لگتا ہے کہ جیسے پہلے موقع پر ویسے ہی یہاں یہ گرفتاری غروبِ آفتاب کے بعد وقوع میں آئی۔

۱۹۔ مگر خُداوند کے ایک فرشتہ نے رات کو قید خانہ کے دروازے کھولے اور اُنہیں باہر لا کر کہا کہ

خُداوند کے ایک فرشتہ نے۔ صدوقی جو فرشتوں کے وجود کے منکر ہیں (۲۳: ۸) رسُولوں کے خلاف سازش کر رہے تھے تب اُن آسمانی مخلوقات میں سے ایک جن کے وجُود ہی کا انکار کرتے تھے آ موجُود ہُوا اور اُس نے معجزانہ طور پر مسیح کے خادموں کو قید سے رہا کر دیا مقابلہ کرو (۱۲: ۷سے) اور دیکھو (۱: ۱۰) کی شرح اعمال کی کتاب میں فرشتوں کا ایسا ذِکر آتا ہے کہ وُہ خُدا کے ایلچی اور اوزار ہیں۔

(الف) خُدا کے لوگوں کو مصیبت سے چھُڑاتے ہیں (۵: ۱۹، ۱۲: ۷-۱۰)

(ب) خُدا کے لوگوں کی ہدایت خدمت میں کرتے ہیں (۸: ۲۶)

(ج) پریشانی میں خُدا کے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں (۱۰: ۳ و ۷ و ۲۲، ۱۱: ۱۳)

(د) خطرے میں خُدا کے لوگوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں (۲۷: ۲۳)

(ہ) شریروں کو سزا دیتے ہیں (۱۲: ۲۳)

قید خانہ کے دروازے کھولے ۱۲: ۱۰ میں جو معجزہ مذکور ہے اُس کے ساتھ مقابلہ کرو۔ "وُہ وہاں" دروازہ خود بخود کھل گیا۔ خُدا کئی طریقوں سے کام کرتا ہے اس بات کا ذِکر آتا ہے کہ اگلی صبح کو دروازے بند تھے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ خُدا کے کام اُدھورے یا ناقص نہیں چھوڑے جاتے وُہ ترتیب اور اتفاق کا خُدا ہے۔

۲۰۔ جاؤ ہیکل میں کھڑے ہو کر اس زندگی کی سب باتیں لوگوں کو سناؤ۔

جاؤ ہیکل میں کھڑے ہو کر۔ یہ مخلصی نئی خدمت کی خاطر عطا ہُوئی صدوقی تو ان مناّدوں کے مُنہ کو بند کرنا چاہتے تھے مگر خُدا نے ہمّت اور قدرت دیکر اُن کو برملا کلام کرنے کا حکم دیا۔

یُونانی کا ترجمہ یہ ہے "مضبوطی سے کھڑے ہو اور کلام کرو۔"

اس زندگی کی سب باتیں۔ انجیل کے پیغام کا یہ کیسا خوبصورت بیان ہے۔ اُن کا حکم یہ ہے کہ کوئی بات چھپا نہ رکھیں بلکہ خُدا کی ساری باتیں لوگوں سے بیان کریں۔ ان باتوں میں قیامت کا مسئلہ بھی داخل ہے جن کے ساتھ ابدی زندگی کا یقین دلایا گیا ہے۔ جس "زندگی" کا ذِکر یہاں ہے وُہ ابدی زندگی ہے کیونکہ فی الحقیقت وُہی زندگی

اِس نام کی مستحق ہے (۱ تیمتھیس ۱۹:۱) اور یہ زندگی خداوند یسوع مسیح کے ساتھ اتحاد رکھنے سے حاصل ہوتی ہے (یُوحنا ۱۷: ۳، کلسی ۳: ۴، ۱ یُوحنا ۱: ۲، ۵: ۱۱و۱۲) اِس جُملہ کے یہ معنی ہیں کہ "وُہ ساری باتیں جن کا تعلق ابدی زندگی کے ساتھ ہے اس کے ساتھ اتحاد رکھنے سے حاصل ہوتی ہیں جو خُود قیامت اور زندگی ہے" (یُوحنا ۱۱: ۲۵)

۲۱۔ وُہ یہ سُن کر صُبح ہوتے ہی ہیکل میں گئے اور تعلیم دینے لگے مگر سردار کاہن اور اُس کے ساتھیوں نے آکر صدر عدالت والوں اور بنی اسرائیل کے سب بُزرگوں کو جمع کیا اور قید خانے میں کہلا بھیجا کہ اُنہیں لائیں۔

صبح ہوتے ہی ۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب سے جلد بعد (مقابلہ کرو لُوقا ۲۱: ۲۲و۲۴، یُوحنا ۸: ۲) یہُودی تصانیف سے پتہ لگتا ہے کہ ہیکل عبادت کے لئے اُس وقت کھلتی تھی جبکہ دن کی روشنی نکلتی ہی تھی۔ رسُولوں نے نہایت جلد اس حکم کو مانا اور کام شروع کرنے میں کوئی وقت ضائع نہ کیا۔

تعلیم دینے لگے ۔ یہاں صیغہ ناتمام ہے۔

سردار کاہن ۔ دیکھو ۵: ۱۷ کی شرح۔

آکر ۔ یعنے جس کمرے میں صدرِ مجلس کی کمیٹی ہُوا کرتی تھی۔

صدر عدالت والوں اور بنی اسرائیل کے سب بُزرگوں ۔ جس لفظ کا ترجمہ یہاں صدر عدالت کیا گیا ہے وُہ سنہڈرین ہے۔ اعمال کی کتاب میں یہ لفظ کئی دفعہ آیا ہے۔ مثلاً دیکھو ۴: ۱۵، ۵: ۲۷و۳۴ و ۴۱، ۶: ۱۲و۱۵، ۲۲: ۳۰، ۲۳: ۱و۶ و ۱۵و۲۰و۲۸، ۲۴: ۲۰) اس کی کیفیت کے لئے دیکھو ۴: ۵ کی شرح۔ جس لفظ کا ترجمہ بنی اسرائیل کے بُزرگ آیا ہے وُہ صدر عدالت ہی کی کمیٹی تھی جو بُزرگوں کی کونسل سمجھی جاتی تھی (دیکھو ۴: ۵ کی شرح) لیکن یہاں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ زیادہ وسیع معنوں میں آیا ہے۔ اور اِن سے بزرگ اور تجربہ کار لوگ مُراد ہیں جو صدر عدالت کے ممبروں کے علاوہ صلاح و مشورہ کے لئے بلائے گئے تھے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اِن دونوں لفظوں سے ایک ہی کمیٹی مُراد ہے۔

قید خانہ ۔ یہاں ۵: ۱۸ سے مختلف لفظ استعمال ہُوا ہے گو ایک ہی جگہ مُراد ہے اور یہ لفظ متی ۱۱: ۲، اعمال ۵: ۲۳، ۱۶: ۲۶ میں بھی آیا ہے۔ اور اس سے ایسے

قید خانے مُراد ہیں جن میں یُوحنّا بپتسمہ دینے والا ۴: ۱۲، رسُول اور پولُس اور سیلاس قید رہے تھے۔

۲۲۔ لیکن پیادوں نے پہنچکر اُنہیں قید خانہ میں نہ پایا۔ اور لوٹ کر خبر دی۔

پیادوں۔ اس لفظ کا ترجمہ اکثر خادم بھی ہُوا ہے۔ مثلاً دیکھو ۱۳: ۵، ۲۶: ۱۶۔ اگرچہ یہ لفظ یُونانیوں نے ایسے جنگی عہدیداروں کے لئے بھی استعمال کیا جو اپنے جرنیل کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ یہاں اس لفظ سے ہیکل کے محافظ سپاہی مُراد ہیں۔ (دیکھو ۵: ۲۶، ۴: ۱ کی شرح)۔

قید خانہ۔ یہاں جو لفظ استعمال ہُوا ہے وُہ ۱۸، ۲۱ سے مختلف ہے اگرچہ مُراد وُہی جگہ ہے۔

۲۳۔ کہ ہم نے قید خانہ کو تو بڑی حفاظت سے بند کیا ہُوا اور پہرے والوں کو دروازوں پر کھڑے ہُوئے پایا۔ مگر جب کھولا تو اندر کوئی نہ ملا۔

بڑی حفاظت سے بند کیا۔ اس مقام سے پتہ لگتا ہے کہ رسُولوں کی رہائی کیسے معجزانہ طور سے ہُوئی تھی۔ فرشتہ نے اپنی خدمت ایسے کمال سے ادا کی کہ کسی گھبراہٹ یا جلد بازی کے آثار نمودار نہ تھے۔ اُس نے قید خانہ کے دروازوں کو بند کر دیا تھا اور پہرے داروں کے بیچ میں سے اُن لوگوں کو ایسے طور سے نکال کے لے گیا کہ اُن کو خبر بھی نہ ہُوئی۔ یہ سارا کام نہایت ترتیب اور اطمینان کے ساتھ عمل میں آیا۔ صرف عبادت خانہ کے خالی ہونے سے اس اعجازی مداخلت کا پتہ لگا۔

۲۴۔ جب ہیکل کے سردار اور سردار کاہنوں نے یہ باتیں سُنیں تو اُن کے بارے میں حیران ہُوئے کہ اس کا کیا انجام ہوگا۔

ہیکل کا سردار۔ دیکھو ۴: ۱ کی شرح

سردار کاہنوں۔ دیکھو ۴: ۲۳ کی شرح

حیران ہُوئے۔ ۲: ۱۲ میں بھی یہی فعل آیا ہے۔

اس کا کیا انجام ہوگا۔ یکے بعد دیگرے عجب واقعات ہُوئے۔ اس لئے وُہ لوگ حیران تھے اور جاننا چاہتے تھے کہ آخر ہوگا کیا۔

۲۵۔ اتنے میں کسی نے آکر اُنہیں خبر دی کہ دیکھو، وُہ آدمی جنہیں تم نے قید کیا

تھا - ہیکل میں کھڑے لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں -

کسی نے آکر - ہمیں یہ گمان کرنے کی معقول وجہ حاصل ہے کہ اُس زمانے میں صدر مجلس کی کمیٹی تراشے ہوئے پتھروں کے کمرے میں نہ ہوتی تھی - (دیکھو ۴ : ۵ کی شرح) بلکہ اُس کمرے میں ہوتی تھی جو اُن دُکانوں یا چھپروں سے متعلق تھا جو ہیکل کے پہاڑ پر بنے ہوئے تھے اور جو سردار کاہن کی ملکیت تھے - اور اُس جگہ قربانی کے جانوروں کی منڈی لگتی تھی، جس سے سردار کاہن کے خاندان کو بڑی آمدنی ہوتی تھی - یہ ایلچی ہیکل سے اسی کمیٹی کی جگہ آیا اور اُسے کچھ فاصلہ طے کرنا پڑا -

۲۶ - تب سردار پیادوں کے ساتھ جاکر اُنہیں لے آیا - لیکن زبردستی نہیں کیونکہ لوگوں سے ڈرتے تھے کہ ہم کو سنگسار نہ کریں -

سردار - یعنے ہیکل کے محافظ دستے کا سردار - دیکھو ۵ : ۲۴، ۴ : ۱ -

پیادوں - دیکھو ۵ : ۲۲ -

زبردستی نہیں - پہلے اُنہوں نے زبردستی سے اُن پر ہاتھ ڈالے تھے (۵ : ۱۸) لیکن اعجازی رہائی کے ذریعہ سے رسولوں کی شہرت پھیل گئی تھی - اور اُن کے طرفداروں کی سرگرمی زیادہ بڑھ گئی تھی -

لوگوں سے ڈرتے تھے - دیکھو متی ۲۱ : ۱۶، مرقس ۱۲ : ۱۲، لوقا ۲۰ : ۱۹، ۲۲ : ۲ -

ہم کو سنگسار نہ کریں - اُنہوں نے عوام النّاس کے خیالات کو معلوم کر لیا تھا اور اُن کو مشتعل کرنے کے نتیجوں سے ڈرتے تھے - اگرچہ وہ خود سنگسار ہونے سے ڈرتے تھے لیکن دُوسروں کو سنگسار کرنے کی اُن کو مُطلق پرواہ نہ تھی (یوحنا ۱۰ : ۳۱-۳۳، اعمال ۷ : ۵۸)

(۲۷-۴۲)

رسُول صدر عدالت کے سامنے پطرس کی تقریر - گملی ایل

۲۷ - پھر اُنہیں لاکر عدالت میں کھڑا کر دیا، اور سردار کاہن نے اُن سے یہ کہا -

عدالت - یعنے صدر عدالت جیسا کہ ۵ : ۲۱ میں مذکور ہے -

۲۸- کہ ہم نے تو تمہیں سخت تاکید کی تھی کہ یہ نام لے کر تعلیم نہ دینا۔ مگر دیکھو تم نے تمام یروشلم میں اپنی تعلیم پھیلا دی، اور اُس شخص کا خون ہماری گردن پر رکھنا چاہتے ہو۔

سخت تاکید کی تھی۔ یُونانی محاورہ کا لفظی ترجمہ یہ ہوگا۔ "ہم نے تاکید سے تاکید کی تھی"۔ مقابلہ کرو لُوقا ۲۲: ۱۵، اعمال ۲۳: ۱۴، یہاں اشارہ ۴: ۱۸ کی طرف ہے۔ کیونکہ وہاں بھی یہی فعل آیا ہے اُن کے مالک کی تاکید کے ساتھ مقابلہ کرو اعمال ۱: ۴، کی شرح۔

یہ نام لے کر۔ دیکھو ۴: ۱۷ و ۱۸۔ سردار کاہن نے ارادتاً وُہ نام لینا پسند نہ کیا۔ لیکن برعکس اس کے پطرس کا یہ فخر تھا کہ اس نام کو مشتہر کرے (دیکھو آیات ۳۰-۳۱) جیسا وُہ خُداوند یسُوع مسیح کا نام لینا نہیں چاہتا ویسے ہی تکبّر سے وہ اُسے "اُس شخص" کہتا ہے اور اُس کے لہجہ میں کُچھ حقارت پائی جاتی ہے۔

تمام یروشلم میں اپنی تعلیم پھیلا دی۔ یُونانی جملہ کا یہ زور ہے "تُم نے سارے یروشلم کو اپنی تعلیم سے بھر دیا"۔ مخالفوں کے مُنہ سے یہ مضبوط شہادت ملتی ہے کہ یہ معلّم کیسے دیانتدار تھے اور کہ اُن کی تعلیم کو کیسی کامیابی ہُوئی۔

اس شخص کا خُون۔ جن لوگوں نے یسُوع کے مُنصف ہو کر فتویٰ دیا تھا اب وُہ خُود مجرم قرار دئے جاتے ہیں۔ یہ قیدی قید خانہ سے چھُوٹ کر گویا یہ الزام لگا دیے ہیں۔ غالباً ان کا اشارہ پطرس کے اُن الفاظ کی طرف ہے جو ۲: ۲۳ و ۳۶ و ۳: ۱۵، اور خاص کر ۴: ۱۰ سے ۱۲ میں پائے جاتے ہیں۔ اس قرینے میں ہمیں یاد رکھنا چاہیئے، کہ اُنہوں نے اور اُن کے پیرؤں نے پلاطوس کے سامنے مسیح کی صلیب کی ساری ذمّہ داری اپنے اُوپر لے لی تھی (متّی ۲۷: ۲۵) یہ قابل غور ہے کہ اُنہوں نے بڑی ہوشیاری سے اِن قیدیوں کی اعجازی رہائی کا ذِکر کرنے سے پرہیز کیا۔

ہماری گردن پر رکھنا چاہتے ہو۔ اس میں اس بات کا اظہار ہے کہ اُن کا ارادہ اور مقصد کیا تھا۔ جس فعل کا یہاں ذکر ہے اس کا اسم ۲: ۲۳، ۴: ۲۸ اور ۵: ۳۸ میں بھی آیا ہے۔

۲۹- پطرس اور رسُولوں نے جواب میں کہا۔ کہ آدمیوں کے حکم کی نسبت خُدا کا حکم ماننا زیادہ فرض ہے۔

خُدا کا حکم ماننا زیادہ فرض ہے۔ (مقابلہ کرو ۴ : ۱۹ و ۲۰) علاوہ ازیں خُدا کا حکم دُہرایا گیا تھا اور فرشتے نے از سرِ نو اُن کو سنایا مقابلہ کرو ۵ : ۲۰ سے

جس فعل کا ترجمہ یہاں "حکم ماننا" ہُوا ہے۔ وُہ نئے عہدنامہ میں غیر معمولی فعل ہے اور پولُس اور لُوقا کی تصنیفات میں ہی اکثر آتا ہے دیکھو ۵ : ۳۲، ۲۷ : ۲۱ طیطس ۳ : ۱، اور اس سے مُراد ہے کسی حاکم کا حکم ماننا (طیطس ۳ : ۱) خُدا اعلیٰ حاکم ہے۔ اس لئے اُس کی اطاعت کامل طور سے اور بے چُون و چرا ہونی چاہئیے۔

۳۰۔ ہمارے باپ دادوں کے خُدا نے یشوع کو جلایا جسے تُم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا۔

ہمارے باپ دادوں کے خُدا۔ دیکھو ۳ : ۱۳۔ پطرس نے ان یہُودی حاکموں پر ظاہر کیا کہ حقیقی یہُودی کا یہ فرض ہے کہ یسُوع کو مسیح مان لے اور اُس کی پیروی کرے۔

یسُوع کو۔ یہاں وُہی نام مذکور ہُوا جس کو زبان پر لانے سے سردار کاہن پرہیز کرتا تھا۔ مقدّس پطرس نے لفظ ناصرت اس موقع پر استعمال نہیں کیا (۲ : ۲۲، ۴ : ۱۰)۔

جلایا۔ پھر ایک دفعہ جی اُٹھنے کے واقعہ پر ان کے سامنے زور دیا گیا (۱ : ۲۲، ۲ : ۲۴ و ۳۲، ۳ : ۱۵ و ۲۶، ۴ : ۱۰) صدر مجلس کے صدوقی ممبر جی اُٹھے مسیح کے ان گواہوں کا مُنہ بند نہ کر سکتے تھے۔

مار ڈالا۔ یہ ایک غیر معمولی فعل ہے جس کا استعمال صرف اعمال ہی کی کتاب میں آیا ہے اور پھر ۲۶ : ۲۱ میں استعمال ہُوا۔ اس کے معنی ہیں کسی کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا۔ یہ لفظ ارادتاً اس لئے استعمال کیا گیا تاکہ یہُودی حکّام کی خطا کو مسیح کی صلیب کے بارے میں پُر زور طریقے سے پیش کریں اور جس الزام کا وُہ خُود اقرار کرتے تھے اُس کو زیادہ تاکید سے پیش کیا جاتا ہے (۵ : ۲۸) گویا کہ رسُول یہ کہہ رہا ہے کہ بیشک ہم تمہیں مسیح کے پاک خُون کا مجرم ٹھہراتے ہیں کیونکہ کسی دُوسرے نے نہیں بلکہ تمہارے ہی ہاتھوں نے اُسے قتل کیا۔

صلیب پر لٹکا کر۔ یُونانی میں صلیب کے لئے جو لفظ ہے اُس کے معنی درخت

ہیں جس سے صاف اشارہ استثنا ۲۱: ۲۲-۲۳ کی طرف ہے بلکہ لفظی اقتباس اس جملہ کا ہے۔ گلتیوں ۳: ۱۳۔ نہ صرف اُنھوں نے مسیح کو اپنے ہی ہاتھوں سے قتل کیا تھا بلکہ اِس قسم کی ذِلّت کی موت اُس کو پہنچائی جو یہودیوں کی نظر میں لعنت اور شرم سے علاقہ رکھتی تھی۔ اِس کی طرف اشارہ ۱۰: ۳۹ اور ۱۳: ۲۹۔

۳۱۔ اُسی کو خُدا نے مالک اور مُنجی ٹھہرا کر اپنے دہنے ہاتھ سے سربلند کیا۔ تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے۔

اُسی کو۔ یہ تاکیدی لفظ۔ وُہی یسُوع جسے تُم نے قتل کیا اعلیٰ عزت اور جلال کے مرتبے پر سرفراز ہُوا۔

سربلند کیا۔ دیکھو ۲: ۳۳ جہاں یہی فعل آیا ہے۔ یہاں اِن دونوں باتوں کا مقابلہ ہے کہ تُم نے تو مسیح کو بے عزت کیا لیکن خُدا باپ نے اُس کو سرفرازی بخشی دہنے ہاتھ سے۔ دیکھو ۲: ۳۳ کی شرح۔

مالک۔ دیکھو ۳: ۱۵ جہاں یہی لفظ استعمال ہُوا ہے۔ یہاں حکمرانی کا تصور زیادہ نُمودار ہے اگرچہ پیدا کرنے اور توبہ اور گناہوں کی معافی بھی اِس میں داخل ہے۔

مُنجی۔ یہ لفظ ۱۳: ۲۳ میں بھی پایا جاتا ہے۔ اناجیل میں یہ لفظ صرف تین دفعہ آیا ہے (لُوقا ۱: ۴۷، ۲: ۱۱، یُوحنّا ۴: ۴۲۔ لیکن نئے عہدنامہ کی پچھلی تصنیفات میں یہ لفظ اکثر استعمال ہُوا ہے۔ مقدس پطرس نے اس لفظ کے ذریعہ اس صداقت پر زور دیا جو اُس نے صدرِ عدالت کے سامنے اپنی پہلی پیشی کے وقت پیش کی تھی (۴: ۱۲)۔ مسیح آسمان میں تخت نشین ہے تاکہ حکومت کرے اور نجات دے۔ نجات سے کامل رہائی مُراد ہے۔ اوّل تو خطا کے جرم سے (۲ کرنتھی ۵: ۱۸ و ۱۹، افسیوں ۱: ۷) اور دوم گُناہ کی قُدرت سے (متّی ۱: ۲۱، لُوقا ۱: ۷۴ و ۷۵، رُومی ۶: ۱۴) یہ دونوں باتیں اُسی زندگی میں اس سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ دیگر نجات دہندوں کی مکتی سے بالکل متفرق ہے یا محض مصیبت سے آزاد ہونے کے خیال سے جو کہ بدن سے یا دوبارہ جنم سے رہائی پانے کا نتیجہ ہے۔

توبہ۔ دیکھو ۲: ۳۸ اور ۳: ۱۹ کی شرح۔

اسرائیل ۔ یہودیوں کو مسیح کے بارے میں بہت دلچسپی تھی ۔ اور اس پر اُن کا بہت ساحق بھی تھا (۳۹ : ۲۵ و ۲۶ کی شرح)

گناہوں کی معافی ۔ دیکھو ۲ : ۳۸ کی شرح ۔ لفظ معافی کے ابتدائی معنی "چھوڑ دینا" یا کسی قرض یا عہد سے آزاد کر دینا ۔ لیکن مسیحی معنے میں اس سے یہ مُراد ہے کہ گنہگار اپنے گُناہ کے جرم اور نتیجوں سے مخلصی حاصل کرے ۔ یہ لفظ پھر اعمال ۱۰ : ۴۳ ؛ ۱۳ : ۳۸ ، ۲۶ : ۱۸ میں آیا ہے یہ بڑی صداقت مسیحی دین کو ہندوؤں کے کرم کے مسئلے سے بالکل مختلف ظاہر کر دیتی ہے ۔ کیونکہ اس کرم کے مسئلے کے مطابق ہر فعل کا نتیجہ پیدا ہوتا رہتا ہے ۔ اور گناہوں کی معافی کے لئے کسی قسم کی گنجائش اِس میں نہیں ۔

اگرچہ ہم مسیحی بھی تو مانتے ہیں کہ آدمی جیسا بوتا ہے ویسا ہی کاٹے گا مگر تو بھی یہ خوشی کی بات ہے کہ خُدا نے تائب ایماندار کے لئے یہ مقرر کر دیا ہے کہ وہ گُناہ کی خوفناک سزا ول اور ابدی نتائج سے مخلصی حاصل کرے ۔

۳۲ ۔ اور ہم اِن باتوں کے گواہ ہیں اور رُوح القدس بھی جسے خُدا نے اُنہیں بخشا ہے جو اُس کا حکم مانتے ہیں ۔

گواہ ۔ دیکھو ۱ : ۸ کی شرح حاشیہ میں یہ لفظ آتے ہیں "اُس میں" جس سے یہ مُراد ہے "اُس کے ساتھ اتحاد اور شراکت میں" سارے مسیحی کارندوں کو یہ یاد رکھنا مناسب ہوگا کہ انجیل کا کوئی سچا گواہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مسیح کے ساتھ زندہ شراکت نہ رکھتا ہو ۔ (یُوحنّا ۱۵ : ۵)

اِن باتوں کے ۔ یعنے جن واقعات کا ابھی اشتہار دیا گیا یعنی ہمارے خُداوند کی صلیب قیامت اور سر بلندی ۔ اس سارے باب میں رسُول کے بیان کی صداقت ظاہر ہوتی ہے ۔

اور رُوح القدس بھی ۔ دیکھو یُوحنّا ۱۵ : ۲۶ و ۲۷ ، عبرانی ۲ : ۳-۴ آیت رُوح القدس انجیل کی صداقت کی گواہی ظاہری نشانوں اور معجزوں کے وسیلے بھی دیتی ہے ۔ (۲ : ۱۶-۲۱ تک) اور لوگوں کو گناہوں سے قائل کرنے کے ذریعہ اور سُننے والوں کے دلوں میں فضل بخشنے کے ذریعہ (۲ : ۳۷) وہ پنتکُست کے دن نازل ہُوا تاکہ نجات کے پیغام کو زیادہ مؤثر اور مفید بنائے (یُوحنّا ۱۶ : ۸-۱۱)

اُنہیں بخشا ہے ۔ جو فعل یہاں استعمال ہُوا اس سے ایک خاص وقت کی طرف اشارہ

ہے۔ رسُولوں اور اُن کے رفیقوں کو یہ انعام پنتکُست کے دن ملا۔ عمُوماً یہ اُس وقت ملتا ہے جب آدمی مسیح کے دُعاوی کو مان لیتا ہے (۲ : ۳۸ و ۳۹)

جو اس کا حکم مانتے ہیں۔ ماننے کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے وُہ ۵ : ۲۹ میں بھی آیا تھا اور اس سے مُراد کسی حاکم کی اطاعت کرنا ہے۔ یہاں صیغہ حال استعمال ہُوا ہے۔ یعنی جو لوگ برابر اس کا حکم مانتے تھے اگر ہم رُوح القدس کا انعام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے آسمانی مالک کی کامل اطاعت کرنی چاہیئے۔

۳۳۔ وُہ یہ سُن کر جل گئے۔ اور اُنہیں قتل کرنا چاہا۔

جل گئے۔ یا کٹ گئے۔ یہ فعل ۷ : ۵۴ میں بھی آیا ہے۔ یہ سخت غصے اور دلی اندیشے پر دلالت کرتا ہے۔ رسُول کے قائل کرنے والے الفاظ نے اُن کو گویا آرے کی طرح چیر ڈالا۔

چاہا۔ یہی فعل ۵ : ۲۸ میں آیا تھا۔ یہاں صیغہ ناتمام ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اُن کا ارادہ اور صلاح مشورت برابر جاری تھے۔ وُہ محض اتفاقی جوش کا نتیجہ نہ تھے۔ اُنہوں نے مسیح کے قاتل ہونے کے الزام سے انکار کیا تھا (۵ : ۲۸) تو بھی وُہ اب اُس کے رسُولوں کا خُون بہانے کے لئے تیار اور رضامند تھے۔

۳۴۔ مگر گملی ایل نام ایک فریسی نے جو شرع کا معلم اور سب لوگوں میں عزت دار تھا، عدالت میں کھڑے ہو کر حکم دیا، کہ اُن آدمیوں کو تھوڑی دیر کے لئے باہر کر دو۔

فریسی۔ اسی وجہ سے وُہ صدوقیوں کی طرح قیامت کی تعلیم سے نفرت نہ رکھتا تھا (دیکھو ۴ : ۱ کی شرح اور ۲۳ : ۶ سے ۱۰ تک)۔ شاید گملی ایل نے جو نصیحت عدالت کو دی وُہ اُن کی اپنی تعلیم کا نتیجہ تھی۔

گملی ایل۔ اس کے معنی ہیں خُدا کا انعام۔ ہم صحت کے ساتھ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص وُہی مشہُور ربی گملی ایل ہے جو اُس ہلیل کا پوتا تھا جس نے دو دار العلوموں میں سے زیادہ وسیع خیال دار العلوم کی بنیاد ڈالی تھی۔ ان ہی دو دار العلوموں میں فریسی منقسم تھے۔ یہ شخص بڑا صاحبِ علم اور شریف مزاج تھا۔ اور ان سات جید یہُودی علماء میں سے پہلا تھا جن کو ربان کا لقب حاصل ہُوا تھا۔ اس نے یُونانی علم اور اُس کی تحصیل کی تھی اور تعلیم و تربیت اور کشادہ دلی میں اکثر ربیوں سے سبقت لے گیا تھا۔ یہُودی

اس کی نہایت ہی بڑی تعظیم کرتے تھے اور عزّت کے لحاظ سے "شریعت کا حُسن" اُس کو لقب حاصل ہُوا تھا۔ کہتے ہیں کہ یروشلم کی بربادی سے ۱۸ سال سے پہلے اُس نے وفات پائی۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔ ترسُس کا ساؤل اُس کے شاگردوں میں سے تھا (۲۲: ۳)

شرع کا مُعلّم۔ یہ لفظ لُوقا ۵: ۱۷، اور ۱۔تیمتھیُس ۱: ۷ میں ہی آیا ہے۔ اس سے ایسا شخص مُراد ہے جو شریعت سکھانے میں بڑا ماہر ہو۔ گملی ایل کی شہرت اور علم کے سبب نہ صرف عوام النّاس اُس کی عزّت کرتے تھے۔ بلکہ صدرِ مجلس میں بھی اُس کی بڑی قدر تھی۔

باہر کر دو۔ یعنی عدالت کے کمرے سے باہر نکال دو جب تک کہ اُن کے بارے میں کُچھ فیصلہ نہ ہو۔

۳۵ - پھر اُن سے کہا کہ اَے اِسرائیلیو! اِن آدمیوں کے ساتھ جو کُچھ کیا چاہتے ہو ہوشیاری سے کرنا۔

اَے اِسرائیلیو! یہ عزّت کے ساتھ خطاب کا طریقہ ہے (۲: ۲۲ و ۳: ۱۲)

ہوشیاری سے کرنا۔ یعنی خبردار کوئی غلطی نہ کرنا بڑی خبرداری سے عمل کرنا۔

۳۶ - کیونکہ اِن دِنوں سے پہلے تھیوُداس نے اُٹھ کر دعویٰ کیا تھا کہ مَیں بھی کُچھ ہُوں۔ اور تخمیناً چار سو آدمی اُس کے ساتھ ہو گئے تھے مگر وہ مارا گیا اور جتنے اُس کے ماننے والے تھے، سب تتّر بتّر ہُوئے اور مِٹ گئے۔

تھیوُداس۔ یُوسیفس مورّخ نے ایک دغاباز تھیوُداس نامی کا ذکر کیا ہے۔ جو فاڈوس حاکم کے دِنوں میں برپا ہُوا (۴۵ یا ۴۶) اور بہت لوگوں کو پُھسلا کر اپنا پیرو بنا لیا اور اُن کو ترغیب دی کہ اُس کے ساتھ دریائے یردن کے پاس چلیں اور یہ دعویٰ کیا کہ میری نبوّت کا یہ ثبُوت ہے کہ میرے حکم سے دریا کا پانی دو حصّے ہو جائے گا لیکن فاڈوس نے یکایک اُس پر حملہ کر دیا اور اُسے قتل کیا۔ اُس کے پیرو منتشر ہو گئے۔ بہت آدمیوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ دغاباز وہی تھیوُداس ہے جس کا ذکر گملی ایل نے کیا۔ کہتے ہیں کہ لُوقا نے ایک بڑی سخت غلطی کی کہ ایسے واقع سے اُس کو منسُوب کیا جو اب تک وقُوع میں آیا ہی نہ تھا۔ یُوسیفس کے بیان کا بغور مطالعہ کرنے سے معلُوم ہوتا ہے کہ اُس کے بیان میں اور اِن واقعات کے بیان میں بہت اختلاف ہے جن کا ذکر گملی ایل نے کیا اس

لئے اِن دونوں بغاوتوں کو ایک ہی سمجھنا قبل از وقت فیصلہ ہے۔ خاص کر ہمارے بیان میں چار سو آدمیوں کے جو چھوٹے دستے کا ذکر ہے۔ وُہ یُوسیفس کے اُس بیان سے مختلف ہے کہ "لوگوں کا ایک بڑا حصہ"۔ علاوہ ازیں مقدس لُوقا کی تاریخ نویسی کی صحت مسلّمہ ہے۔ اور وُہ ایسی بڑی سخت غلطی نہیں کر سکتا بالالحاظ اس کے کہ اُس نے الہام سے لکھا جس وقت کا ذکر گملی ایل نے کیا وُہ اِسم نویسی سے پیشتر تھا۔ (۳۷:۵) یعنی ہمارے خداوند کی پیدائش کے قریب کا زمانہ یُوسیفس خود کہتا ہے جبکہ اُس نے اُس زمانے کا ذکر کیا کہ اُس وقت یہودیہ میں دس ہزار دیگر بغاوتیں تھیں اور یہ ہنگامے کی صورت رکھتی تھیں کیونکہ بہت لوگوں نے اپنے آپ کو جنگی صورت میں ظاہر کیا۔ اِن میں سے چند ہنگاموں کا اُس نے بیان بھی لکھا۔ لیکن اکثروں نے اُس کو نظر انداز کیا۔ جب ہمیں یہ یاد ہے کہ تھیوداس جو شاید آرامی لفظ تھدیوس (یہوداہ) کا بگڑا ہوا یا یُونانی نام تھیوڈورس کا اختصار ہو تو ایسی صورت میں اس سے کئی عبرانی نام تعبیر ہو سکتے ہیں۔ مثلاً متھیاتھ۔ متنی تھیاس۔ متنیا کیونکہ اِن سب کے ایک ہی معنے ہیں اور غالباً یہ بہت عام نام تھا اور یہ کہنا یقیناً نادرست ہوگا کہ ایسی بیشمار بغاوتوں کے زمانے میں جن واقعات کا گملی ایل نے ذکر کیا وُہ فی الحقیقت اُس زمانے میں واقع نہیں ہوتے اس لئے ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بغاوت وُہی نہ تھی جو کچھ عرصہ بعد فادوس گورنر کے دِنوں میں واقعہ ہوئی بلکہ اس سے ایسے ہنگامہ کی طرف اشارہ ہے جو اسم نویسی کے زمانے سے پیشتر وقوع میں آیا اگرچہ یُوسیفس نے اس کا کوئی مفصل بیان نہیں دیا۔

۳۷۔ اس شخص کے بعد یہوداہ گلیلی اسم نویسی کے دِنوں میں اُٹھا۔ اور کچھ لوگ اپنی طرف کر لئے۔ وُہ بھی ہلاک ہُوا اور جتنے اُس کے ماننے والے تھے سب پراگندہ ہو گئے۔

یہوداہ گلیلی۔ اس شخص اور اُس کی بغاوت کا ذکر یُوسیفس نے کیا ہے (۱:۱۸ و ۲۰:۵و۲) جس اسم نویسی کا یہاں ذکر ہے وُہ کرنیلیس کے دِنوں میں ہوئی جبکہ وُہ دوبارہ سوریا کا گورنر ہو کر آیا (۶و۱۷، لُوقا ۲:۲) رومیوں کا یہ ارادہ تھا کہ اس اسم نویسی کو ٹیکس کی بنیاد ٹھہرائیں۔ اسی وجہ سے یہودیوں میں اس کے خلاف بہت جوش پھیلا ہُوا تھا۔ اسی موقعہ پر یہوداہ نے صدوق نامی ایک فریسی کے ساتھ مل کر

بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا اور اپنے پیروؤں کو سخت تاکید کی کہ ملکی آزادی کے لئے جان توڑ کر کوشش کریں۔ یوسیفس اس سرغنہ کو گلیلی بھی کہتا ہے اور گالونی بھی (گملا شہر سے موسوم جو گلیل کے مشرق میں تھا) اُس نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ زیلوتی فرقے کا آغاز اِسی تحریک سے ہُوا۔ گملی ایل کا بیان یہوداہ کی موت کے بارے میں یوسیفس کے بیان کا ضمیمہ لیکن لاکلام صحیح ہے۔

۳۸۔ پس اب مَیں تُم سے کہتا ہُوں کہ اِن آدمیوں سے کنارہ کرو اور اِن سے کچھ کام نہ رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خُدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو۔ کیونکہ یہ تدبیر کا کام اگر آدمیوں کی طرف سے ہُوا، تو آپ برباد ہو جائے گا۔

کنارہ کرو۔ یہ نصیحت صدر عدالت کے اصلی منشا کے عین خلاف تھی آیت ۳۳۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشتعل اور بھڑکے ہُوئے دلوں پر ایک دانا شخص کیسا اثر کر سکتا ہے جس اصُول کا گملی ایل نے یہاں ذکر کیا وُہ بیشتر مفید اور عُمدہ ثابت ہُوا گو ہمیشہ نہیں۔

تدبیر۔ دیکھو ۲: ۲۳ کی شرح۔ اس کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ رسُولوں نے انجیل سنانے کا کیسا پختہ ارادہ اور منصُوبہ کیا تھا۔

کام۔ یعنے گواہی دینے کا کام (آیت ۳۲) اُن کی تدبیر نے عملی صُورت اختیار کی۔

آدمیوں کی طرف سے۔ یعنی جس کا آغاز انسان کی طرف سے ہو جیسے کہ تھیُوداس اور یہُوداہ کی بغاوتوں کا آغاز تھا۔

آپ برباد ہو جائے گا۔ یعنی بے سُود ٹھہرے گا اور تمہاری مداخلت کی ضُرورت نہ پڑے گی کیونکہ ایسا کام خُدا کے ارادے اور مقصد کے خلاف ہے۔

خُدا سے بھی لڑنے والے۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ ایک سنجیدہ امر ہے کہ جو لوگ دانستہ مسیح کی انجیل کا مقابلہ کرتے ہیں، وُہ فی الحقیقت خُدا سے لڑنے والے ہیں (۵: ۴، متی ۱۲: ۳۰) اس جنگ مقدس میں ہم غیر جانبدار نہیں ہو سکتے۔

۳۹۔ لیکن اگر خُدا کی طرف سے ہے تو تُم اِن لوگوں کو مغلوُب نہ کر سکو گے۔

مغلوُب نہ کر سکو گے۔ یعنی رسُولوں اور اُن کے رفیقوں کو یہیں اُمید تھی کہ

گملی ایل یہ کہے گا کہ اس (تحریک) کو منسُوب کرو۔ کیونکہ یہ واعظ اور جن کی یہ منادی کرتے تھے وُہ ایک ہی بات سمجھی گئی وُہ اُس کے لئے زندہ رہنے یا مرنے کو تیار تھے۔

۴۰۔ اُنہوں نے اُس کی بات مانی اور رسُولوں کو پاس بُلا کر اُن کو پِٹوایا اور یہ حکم دے کر چھوڑ دیا، کہ یسُوع کا نام لے کر بات نہ کرو۔

اُس کی بات مانی۔ اُس کی دلیل کی وجہ سے یہ لوگ رسُولوں کو قتل کرنے سے باز رہے۔

رسُولوں کو پاس بُلا کر۔ یعنی عدالت کے کمرے میں پھر اُن کو واپس بُلایا آیت ۳۴۔

اُن کو پِٹوایا۔ یہ فعل اعمال ۱۶: ۳۷، اور ۲۲: ۱۹ میں پھر آیا ہے۔ صدوقی فرقے کے لوگ اُن کو بے سزا دئے جانے دینا نہ چاہتے تھے اور غالباً اُن کے اور گملی ایل کے مابین اسی امر پر اتفّاق ہو گیا غالباً ان رسُولوں کو ایک کم چالیس کوڑے لگے جیسا کہ مُوسیٰ کی شریعت میں حکم تھا (استثنا ۲۵: ۱-۳) اور جو لفظ یہاں آیا ہے اس سے سخت کوڑے مُراد ہے۔ جہاں تک ہمیں معلُوم ہے، مسیح کے شاگردوں کو اُس کی خاطر پہلی دفعہ کوڑے لگے۔

حکم دے کر۔ دیکھو ۴: ۱۸ کی شرح۔

۴۱۔ پس وُہ عدالت سے اِس بات پر خوش ہو کر چلے گئے کہ ہم اُس نام کے واسطے بے عزّت ہونے کے لائق تو ٹھہرے۔

خُوش ہو کر۔ ۱۶: ۲۵، متّی ۵: ۱۰-۱۲، صدمے اور کوڑے ان شاگردوں کی خُوشی کا باعث ہوتے۔ مسیحی استقلال کی حقیقی رُوح ہے۔ ایسے آقا کے لئے بے عزّتی سہنا اُنہوں نے عزّت سمجھا۔ اعمال کی کتاب میں اس خُوش ہونے کا یہ ذِکر آیا ہے۔

(الف) مسیح کے گواہ ایذا رسانی میں خوش ہوتے ہیں۔

(ب) نومرید نجات میں خُوش ہوتا ہے ۸: ۳۹۔

(ج) غیر قوم سامعین انجیل میں خُوش ہوتے ہیں۔

بے عزّت ہونے کے لائق تو ٹھہرے۔ یہ فعل پولُس اور لُوقا کی تصنیفات میں آتا ہے۔ لُوقا ۲۰: ۳۵، ۲ تھسلنیکی ۱: ۵ یُوں یہ لفظ اس دُنیا میں دُکھ اُٹھانے اور آئندہ دُنیا میں جلال پانے کے لائق ٹھہرنے کے لئے بھی آیا ہے۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۶: ۱۴

بے عزّت ہونے کا ذکر لُوقا ۲۰ : ۱۱ یُوحنّا ۸ : ۴۹ بے عزت ہونا اور لائق ٹھہرنا ایک طرح سے ضدّین ہیں۔ مسیح کے یہ سپاہی اپنے ان زخموں پر خُوش تھے۔ نام کے واسطے۔ دیکھو ۵ : ۲۸، ۴ : ۱۲، اس سے مُراد یسُوع مسیح ہے۔

۴۲۔ اور وُہ ہیکل میں اور گھروں میں ہر روز تعلیم دینے اور اس بات کی خُوشخبری دینے سے کہ یسُوع ہی مسیح ہے باز نہ آئے۔

ہر روز۔ دیکھو ۲ : ۴۶۔ برملا اور خلوت میں اور تنہائی میں وُہ بشارتی خدمت ہر روز کرتے رہے۔

تعلیم دینے اور خُوشخبری دینے سے باز نہ آئے۔ یُونانی لفظ کا یہ زور ہے کہ وُہ لوگ گواہی دینے کے کام میں برابر لگے رہے۔ خُوشخبری دینے کا لفظ اعمال کی کتاب میں پندرہ دفعہ آیا ہے (۸ : ۴ و ۱۲ و ۲۵ و ۳۵ و ۴۰؛ ۱۰ : ۳۶، ۱۱ : ۲۰، ۱۳ : ۳۲، ۱۴ : ۷ و ۱۵ و ۲۱، ۱۵ : ۳۵، ۱۶ : ۱۰ و ۱۷ و ۱۸) ایذا رسانی میں جو خُوشی اُن کو حاصل ہُوتی اس سے وُہ اور بھی زیادہ سرگرمی سے خدمت کرنے لگے۔

یہ غور کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ اگرچہ اس باب کے شروع میں خیمہ گاہ دُشمن کا ذکر آیا تھا (حننیاہ) لیکن باب کے آخر میں دُشمن کے خیمہ گاہ میں ایک دوست کے پائے جانے کا ذِکر ہے (گملی ایل)

پانچویں باب کی تعلیم

(الف) بڑے بڑے حِصّے ہم اس باب کا مطالعہ مفصّلہ ذیل مضامین کے مطابق کر سکتے ہیں۔

۱۔ گواہوں کی تصدیق ہُوئی۔ آیات ۱ سے ۱۶۔

(ا) شیطان کے حیلے آیات ۱ سے ۱۰، (ب) خُدا کی گواہی آیات ۱۱ سے ۱۶۔

۲۔ گواہ پکڑے گئے آیات ۱۷ سے ۲۶۔

(ا) انسان کی مخالفت آیات ۱۷ سے ۱۸ (ب) خُدا کی مداخلت آیات ۱۹-۲۶۔

۳۔ گواہوں پر الزام لگایا گیا۔ آیات ۲۷ سے ۴۲۔

چھٹا باب

(۱-۷) سات ڈیکن

تاریخ اب ایک نئے اور اہم موقعہ پر آ پہنچتی ہے اور مقدّس لُوقا طبعاً اس حقیقت کا ادراک کر لیتا ہے اور ان واقعات کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ کلیسیائی انتظام میں ڈیکنوں کا تقرر پہلا قدم تھا اور مقدّس ستفِنس کا کام مقدّس پولُس کے کام تک اور غیر قوموں میں انجیل کی بشارت تک پہنچا دیتا ہے۔

مسیحی جماعت یہُودی عبادت خانہ بننے کے خطرے سے بچ جاتی ہے اور رفتہ رفتہ مشنری اور عالمگیر کلیسیا بن جاتی ہے۔

۱۔ اُن دنوں میں جب شاگرد بہت ہوتے جاتے تھے تو یُونانی مائل یہُودی عبرانیوں کی شکایت کرنے لگے۔ اِس لئے کہ روزانہ خبر گیری میں اُن کی بیوہ عورتوں کے بارہ میں غفلت ہوتی تھی۔

بہت ہوتے جاتے تھے ۔ ایمان داروں کا شمار بڑھنے کے ذریعہ سے خاص مشکلات پیدا ہُوئیں اور یگانگت اور کمالیّت کی تحصیل کے لئے زیادہ احتیاط اور انتظام کی ضرُورت پڑی ۔ جہاں کہیں کسی مشن میں بہت لوگ داخل ہو جاتے ہیں وہاں نئے نئے سوال اور مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔

شکایت کرنے لگے ۔ یہی لفظ یُوحنّا ۷ : ۱۲، فلپی ۲ : ۱۴، ۱ پطرس ۴ : ۹، میں بھی آیا ہے۔ غالباً اس شکایت کی کوئی حقیقی وجہ تھی۔ یہ فرقہ بندی اور حسرت کا نشان تھا جو کہ یہُودی اُمّت کی آرامی اور یُونانی شاخوں میں مدّت سے پایا جاتا تھا۔ اب یہ خطرہ مسیحی کلیسیا کے لئے بھی پیدا ہو گیا اور اندیشہ تھا کہ جو یگانگت مسیحیوں میں پائی جاتی تھی وُہ زائل ہو جائے۔ جب شیطان بیرونی حملوں کے ذریعے انجیل کے کام کو نہ روک سکا تو اُس نے اندرونی تفرقوں کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کرنا چاہا۔ وُہ اب بھی یہی حیلے

ہندو پاکستان میں استعمال کرتا ہے۔

یُونانی مائل یہودی۔ یہ لفظ ۹: ۲۹ میں پھر آیا ہے اور بعض نسخوں ۱۲: ۲۰ میں بھی آتا ہے اِس لفظ کا امتیاز اس دوسرے لفظ سے کرنا چاہیئے جس کا ترجمہ "یُونانی" کیا گیا ہے۔ اس کے لئے دیکھو ۱۱: ۲۰، اور ۱۴: ۱ کی شرح۔ اس سے یہودی مُراد ہیں جو یُونانی طرز و طریقہ کو پسند کرتے تھے جنہوں نے یُونانی تہذیب کو قبول کیا اور جو یُونانی زبان بولا کرتے تھے۔ چونکہ بہت یہودی منتشر ہو کر غیر قوم کے ملکوں میں آباد ہو گئے تھے اور تجارت وغیرہ کیا کرتے تھے اس لئے یہ گروہ پیدا ہو گیا۔ ان کی بائبل سترواں کا یُونانی ترجمہ تھا جو پرانے عہدنامے کا کیا گیا تھا۔ ان میں سے بہت مسیحی ہو گئے تھے اور اپنے عزیز اس نئی جماعت میں لے آئے تھے۔

عبرانیوں۔ یعنے ایسے یہودی جو زمین مقدس میں پیدا ہوئے جنہوں نے وہیں پرورش پائی اور جو آرامی زبان بولتے تھے (۱: ۱۹ کی شرح دیکھو) یہ لوگ عبرانی بائبل استعمال کرتے تھے اور ترگم سے مدد لیتے تھے جو کہ ترجمہ بالتفصیل تھا۔ یہ فرقہ عموماً یُونانی تہذیب کو نظرِ تحقیر سے دیکھتا تھا۔ اور اپنے آباو اجداد کی ریت رسُوم پر بہت عمل کرتے تھے۔ وُہ یہ کہا کرتے تھے "کہ ملعُون ہے وُہ شخص جو اپنے بیٹے کو یُونانیوں کا علم سکھائے"۔ اس فریق میں سے جو لوگ مسیحی ہو گئے وہ اپنے مزاج وطبیعت کو بھی اپنے ساتھ لے آئے۔ خواہ مخواہ ان کے لئے یہ آزمائش تھی کہ اپنے فریق کے لوگوں کی طرفداری کریں اور اپنے یُونانی بولنے والے بھائیوں کی تحقیر کریں اور اُن کو نظرانداز کریں۔ جو مشکل اُس وقت پیدا ہُوئی اُس کا تصوّر باندھنے کے لئے ہم یہ خیال کریں کہ دو مختلف فریقوں کے لوگ مسیحی ہو کر یک لخت ایک ہی دین اور جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک فریق تو انگریزی بولنے والے ملکی لوگوں کا ہو جنہوں نے مغربی تعلیم اور خیالات حاصل کئے ہیں۔ اور دُوسرا فریق ایسے ملکی لوگوں کا ہو جو پُرانے خیال کے ہوں اور ذات پات کا خیال رکھتے ہوں اور ہر غیر ملکی شئے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں اور اپنی ہی مادری زبان بولتے ہوں قومی اور ذات پات کے امتیازت خُدا کے کام کی بہتری کے لئے سخت خطرناک ہیں۔ اس لئے بڑی دانائی اور استقلال کے ساتھ اُن کو روکنا چاہیئے۔ یہ انجیل کا فخر ہے کہ اُس کے ذریعے متضاد عناصر مل کر ایک ہو جاتے ہیں دیکھو دیباچہ ۵: ۳۔

بیوہ عورتوں کے بارے میں غفلت ہوتی تھی۔ جیسا کہ بنگل صاحب فرماتے ہیں کہ ایسی مقدّس جماعت یعنی ابتدائی کلیسیا میں اُن کو نظر انداز کرنا آسان تھا اور یہ ممکن ہے کہ رسُول بھی نادانستہ اس فرقے بندی کی تشہیر میں ہوں یا اُن کے فرائض کی کثرت کی وجہ سے یہ غفلت وقوع میں آئی ہو لیکن جونہی یہ شکایت اُن کے گوش گذار ہوئی اُنہوں نے فوراً اُس کا علاج کیا۔ چونکہ یہاں ناتمام فعل استعمال ہُوا ہے، اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ غفلت کچھ عرصہ سے عمل میں آرہی تھی۔ مسیحی دین کا یہ عین خاصہ ہے کہ غریبوں، محتاجوں اور مصیبت زدوں کی فکر کرے اور ساری باتوں میں رفاہِ عامہ کو مدّ نظر رکھے۔

ابتدا ہی سے بیوگان جو فی الحقیقت محتاج تھیں مسیح کی کلیسیا کے خاص طور سے زیرِ نظر رہیں۔ (۱ تمیتھیُس ۵: ۳-۱۶۔ یعقُوب ۱: ۲۷) جب ہم ہندو پاکستان میں غیر مسیحی بیوگان کا حال دیکھتے ہیں خاصکر اعلےٰ ذات کے ہندوؤں میں تو ہمیں کتنا افسوس ہوتا ہے۔ اِس ملک میں چھ عورتوں میں سے ایک عورت بیوہ ہوتی ہے اور تقریباً چار لاکھ لڑکیاں پندرہ سال سے کم عمر کی بیوہ پائی جاتی ہیں۔ اور اُن کی حالت عموماً بہت افسوسناک ہے۔

مقدّس لُوقا کا یہ خاصہ ہے کہ وُہ بیوگان کی طرف توجّہ دلاتا ہے (لُوقا ۲: ۳۷-۴۰، ۲۵: ۷-۱۲، ۱۸: ۳ و ۵؛ ۲۰: ۴۷ و ۲۱، ۲: ۲-۳، اعمال ۹: ۳۹ و ۴۱)

روزانہ خبر گیری۔ لفظی طور پر اس جُملے کے یہ معنے ہیں "روزانہ خدمت میں" مقابلہ کرو ۱۱: ۲۹ جہاں یہی اسم آیا ہے اور کچھ اسی قسم کے معنے ہیں اِسی سے ہمارا لفظ ڈیکن نکلا ہے یہ ہر قسم کی خدمت کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ مقابلہ کرو آیت ۴: ۱۷ و ۲۵؛ ۱۲: ۲۵، ۲۰: ۲۴، ۲۱: ۱۹، لیکن یہاں خیرات اور خوراک بانٹنے کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ رفاہِ عامہ کے ایسے کام مسیح کی کلیسیا کی خدمت کا خاص حصّہ ہیں اور بڑی دیانتداری سے محبّت اور بے طرف داری کے ساتھ اُنہیں بجا لانا چاہیئے۔

۲۔ اور اُن بارہ شاگردوں کی جماعت کو اپنے پاس بُلا کر کہا، مناسب نہیں کہ ہم خُدا کے کلام کو چھوڑ کر کھانے پینے کا انتظام کریں۔

بارہ۔ بارہ رسُول جو اُس جماعت کے پیشوا تھے وہ اس جماعت کی بہبودی کے عین ذمہ دار تھے۔ اُنہوں نے فوراً سمجھ لیا کہ یہ حقیقی شکایت ہے اور اس کا انسداد کرنے لگے۔

شاگردوں کی جماعت۔ اُنہوں نے ایمانداروں کی عام مجلس منعقد کی اور یہ جماعت ایک بڑا انبوہ تھا (۴ : ۴، ۵ : ۱۴) اور اُن کے ساتھ صلاح و مشورہ کیا۔ تن تنہا اس کا انتظام کرنا ایسا اچھا نہ تھا اور کلیسیائی حکّام اور خادمانِ دین کی عقلمندی ہوگی کہ بڑے بڑے امُور میں وہ اپنی جماعت کے ساتھ صلاح و مشورہ کر لیا کریں۔ اس کے بعد بھی اسی تجویز پر عمل ہُوا (۱۵ : ۲۲) عام جماعت کا یہ خاص فرض ہے کہ کلیسیا کے انتظام اور توسیع میں وہ خاص مشورہ اور مدد دیں۔

خُدا کے کلام کو چھوڑ کر۔ یہ لفظ ۲ : ۲۱ میں بھی آیا تھا اور بڑے زور کا لفظ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روپیہ پیسہ بانٹنے اور خوراک کے تقسیم کرنے کا کام ایسا بڑھ گیا تھا کہ رسُولوں کو اپنے عُہدے کے دیگر فرائضِ منصبی ادا کرنے کے لئے کوئی وقت نہ رہا یا بہت کم وقت رہا۔ ہندو پاکستان جیسے ملک میں مشنری بخُوبی جانتے ہیں کہ روپیہ پیسہ کے کاموں میں خط و کتابت میں اور دنیاوی فرائض کے جھمیلوں میں پھنس کر بشارت اور رُوحانی کام کے لئے کتنا کم وقت رہ جاتا ہے۔ حالانکہ خُدا کے کلام کا مطالعہ اور اُس کا سُنانا ایسے عہدے کا لازمی فرض ہے۔

کھانے پینے کا انتظام کریں۔ جس لفظ کا ترجمہ "انتظام کریں" آیا ہے وُہی لفظ ہے جو پہلی آیت میں آچکا ہے اور یہ لفظ اُن خادمانِ دین کا لقب ہوگیا جن کے ذمہ خیرات کا تقسیم کرنا تھا۔ "کھانے پینے" کے لئے جو لفظ آیا ہے اُس سے مُراد تو لنگر خانہ ہے یا ایسی جگہ جہاں خیرات تقسیم ہوتی تھی خواہ وہ نقدی ہو یا خوراک (متی ۲۱ : ۱۲) اب اس جملے سے مُراد ہے دُنیاوی فرائض ادا کرنا۔ آیت ۴ میں اس کا مقابلہ کلام کی خدمت سے کیا گیا ہے۔

۳۔ پس اَے بھائیو! اپنے میں سے سات نیکنام شخصوں کو چُن لو جو رُوح اور دانائی سے بھرے ہُوئے ہوں کہ ہم اُن کو اس کام پر مقرر کریں۔

سات۔ عبرانیوں میں عدد سات مقدّس عدد تھا اور کمال کا نشان تھا۔

یہُودی قصبوں میں جماعت کے انتظام کے لئے سات شخص مقرر ہُوا کرتے تھے جیسا کہ مشنا (یہ یہُودی قوانین اور حدیثوں کی کتاب ہے) سے ظاہر ہے۔ مسیحی دین کی ابتدائی صدیوں میں رُوم کی کلیسیا سات ڈیکن ہی مقرر کیا کرتی تھی تاکہ وُہ اس باب کی نظیر کے ساتھ مطابقت رکھیں۔

نیک نام ۔ یعنے جو لوگ اُن سے واقف تھے وُہ اُن کو نیک سمجھتے تھے (۱۰ : ۲۲ ، ۱۶ : ۲ ، ۲۲ : ۱۲ ، جہاں بھی لفظ آیا ہے) صرف وُہی اشخاص مسیح کی کلیسیا میں عہدہ حاصل کرنے کے لائق ہیں جن کی سیرت اور چلن پر کوئی داغ دھبّہ نہ ہو۔ اس لئے خادمانِ دین اور کارندوں کے انتخاب میں بڑی احتیاط درکار ہے۔

چن لو۔ رسُولوں کی یہ بڑی دانائی تھی کہ ان مددگاروں کے چُننے کا کام اُنہوں نے عام جماعت کے سپُرد کیا۔ یُونانی مائل یہُودیوں کی شکایت ایک طرح سے اُن کے خلاف تھی کیونکہ خیرات کی تقسیم کے کام کے وُہی ذمہ دار تھے (۴ : ۳۵)۔ اِس الزام سے وُہ ناراض نہیں ہُوئے بلکہ فوراً اُنہوں نے ایسی شکایت کے وجُود کو تسلیم کیا اور کشادہ دلی سے بے غرضانہ اُس کے رفع کرنے کی کوشش کی جیسے یہ مثل ہے کہ دو ہاتھوں سے تالی بجتی ہے ویسے ہی یہ بھی درست ہے کہ جب تک دو فریق نہ ہوں، تب تک جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا شکستہ دِل ہونے کی بجائے رسُولوں نے محبّت اور تحمّل کی طبیعت سے اس شکایت کو رفع کیا۔ یہاں ہمارے لئے ایک عمدہ نمُونہ ہے کہ جب ہمیں کسی طرح کا اشتعال ہو تو کیسے عمل کرنا چاہیئے۔ اور تفرقے پیدا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مسیحی محبّت اور حکمت کا قانون اپنے آپ کو راستباز ٹھہرانا نہیں بلکہ کسرِ نفسی اور خودانکاری ہے (ا-رُومیوں ۱۲ : ۲۱) یہ قومی اور ذات پاک کے امتیاز کی رُوح جو ہند و پاکستان میں افسوس ہے کہ کثرت سے پائی جاتی ہے بلکہ مسیحی کلیسیا میں بھی اس کا منحُوس وجُود موجُود ہے اگر ہم اس رسُولی نمُونے پر عمل کرتے تو ایسے امتیازات اور تفرقے فوراً کافُور ہو جاتے۔

رُوح۔ دیکھو دیباچہ ۶ : ۱ ، زندگی میں دیانتداری اور روپیہ پیسہ کے راست انتظام کے لئے رُوح القُدس کا فضل اور قُدرت ویسے ہی درکار ہیں جیسے کہ انجیل کی منادی کے لئے۔

دانائی۔ جو مشکل اس وقت پیدا ہوئی تھی اُس کے لئے اِس متقدس دانائی کی بڑی ضرورت تھی (۶: ۱) آئندہ جھگڑے اور شکایت کو رفع کرنے کے لئے بڑی دُور اندیشی کی ضرورت تھی اگر وُہ اِس میں ذرہ بھی چُوک جاتے تو اس کام کی ترقی اور بہبودی کے لئے خطرناک ہوتی حقیقی دانائی خُدا کا عین انعام ہے (یعقُوب ۱: ۵) اور خُدا کی خدمت کے لئے لازمی ہے۔

اس کام پر۔ یا "اُس ضروری کام پر" اگرچہ یہ لفظ کسی عہدے کے لئے استعمال میں آسکتا ہے لیکن نئے عہدنامے میں اس کے معمولی معنے ضرورت یا احتیاج ہیں (۲: ۴۵، ۴: ۳۵، ۲۰: ۳۴، ۲۸: ۱۰) اب ایک حقیقی ضرورت پیدا ہوگئی تھی اور ان ساتوں کے مقرر کرنے کے ذریعے وُہ رفع کی گئی۔ علاوہ ازیں اگرچہ رسُولوں کو اعلیٰ کام کے لئے آزاد چھوڑنا تھا تو بھی اِن دُنیاوی فرائض کے ادا کرنے کے لئے لائق شخصوں کی ضرورت تھی۔

۴۔ لیکن ہم تو دُعا میں اور کلام کی خدمت میں مشغول رہیں گے۔

دُعا میں اور کلام کی خدمت میں۔ "دُعا" (دیکھو ۱: ۱۴، ۲: ۴۲ و ۴۶) تنہائی کی دُعا ہو خواہ برملا اِن دونوں میں خُدا کے ساتھ خاص شراکت کا خیال پایا جاتا ہے۔ اور اسی کے وسیلے سے ہی ہم زندگی اور خدمت کے لئے خُدا کا فضل اور قدرت پانے کی تلاش کرتے اور پاتے بھی ہیں۔ یہاں بھی اور ۱: ۱۴ میں بھی دُعا کے ساتھ حرفِ تعریف آیا ہے جس سے یہ مُراد ہے کہ یہ ایک خاص قسم کی دُعا ہے جیسا اُنہوں نے رُوح کی قدرت سرگرم دُعا کے ذریعے حاصل کی تھی ویسا ہی اب یہ ضرورت تھی کہ اُسی طریقے سے وُہ اس امر کی تلاش کریں کہ خُدا کی مدد اُن کے ساتھ جاری رہے۔

"**کلام کی خدمت**" خُدا کا مقررہ وسیلہ ہے جس کے ذریعہ آدمیوں کو نجات ملتی اور خُدا کی اُمّت رُوحانی ترقّی حاصل کرتی ہے۔

دُعا پر اور کلام کی بشارت پر ہم جتنا زیادہ زور دیں اُتنا ہی تھوڑا ہے۔ اگرچہ دُوسری باتوں کو کرنا بھی ضرور ہے اور انتظام کا بھی خیال رکھنا مناسب ہے تاہم یہ باتیں نہایت ہی اہم ہیں۔ یہاں خُدا کی قوّت ایمانی دُعا کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے اور کلام کی خدمت میں ہم اُس کے جلال کے لئے اُسے استعمال کرتے ہیں۔

مشغول رہیں گے۔ دیکھو ۱: ۱۴، ۲: ۴۲ و ۴۶، جہاں یہی لفظ آیا ہے۔

جس سے مُراد پختہ استقلال اور سرگرمی سے قائم رہنا ہے۔ مسیحی خدمت میں ان دونوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔

۵۔ یہ بات ساری جماعت کو پسند آئی۔ پس اُنہوں نے ستفنس نام ایک شخص کو جو ایمان اور رُوح القدس سے بھرا ہُوا تھا اور فلپس اور پرخرس اور نیکانور اور تیمون اور پرمناس کو اور نیکلاؤس کو جو نومرید یہودی انطاکی تھا چُن لیا۔

ساری جماعت کو پسند آئی۔ یہ تجویز عبرانیوں اور یُونانی مائل یہودیوں دونوں نے پسند کی۔ یُوں اِس جُدائی کے پیدا ہونے سے بچ گئے۔ جس کا بڑا اندیشہ ہو گیا تھا۔

ستفنس۔ اس نام کے معنے ہیں "تاج" ایسے مقدس کے لئے یہ مناسب نام ہے جو مسیحی کلیسیا کا پہلا ممبر تھا جس نے شہادت کا تاج حاصل کیا۔

ایمان اور رُوح القدس سے بھرا ہُوا۔ ان رُوحانی انعامات کے ذریعہ سے جو اُسے حاصل تھے، اُس کا باقیوں سے امتیاز کیا گیا۔

یہ نئے مددگار سب کے سب رُوح القدس اور دانائی سے بھرے ہُوئے تھے۔ (آیت ۳) لیکن ستفنس میں مضبوط ایمان کی بھی خُوبی تھی، آیت ۱۰۔ جس کے ذریعے اُس نے اپنے ہم خدمتوں سے بڑھ کر خُدا کے لئے کام کیا جیسا کہ اُس کی تواریخ سے صاف ظاہر ہے۔ آیت ۸ میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ فضل اور محبت سے بھرا ہُوا تھا۔

اور فلپس۔ جیسا کہ اس کی مابعد تاریخ سے ظاہر ہے فلپس ستفنس کے نقشِ قدم پر چلا۔ باقی پانچوں کے بارے میں اس کتاب کے سرسری ذکر کے سوا اور کوئی حال معلوم نہیں بعضوں کا خیال ہے جیسا کہ ایک قدیم روایت سے ظاہر ہے کہ نیکلاؤس نیکولائیوں کی بدعت کا بانی تھا (مکاشفہ ۲ : ۶ و ۱۵) لیکن یہ یقینی امر نہیں۔

یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ ان ساتوں کے نام یُونانی ہیں نہ کہ عبرانی اور ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہ سب کے سب یُونانی مائل یہودیوں کے گروہ سے چُنے گئے۔ اگر یہ خیال درست ہو تو یہ انتخاب محبت اور فیاضی کی رُوح کی فتح کا نشان ہے کیونکہ اُن کو ساری کلیسیا نے اتفاقِ رائے سے چُنا تھا۔ یُوں ایسی کشادہ دلی سے اس شکایت کی ساری جڑ کٹ گئی جبکہ اسی گروہ میں سے ساری جماعت کے لئے خیرات بانٹنے والے چُنے گئے۔ اس تجویز کے ذریعہ مسیحی کلیسیا کے خیالات اور خدمات کو زیادہ توسیع حاصل ہُوئی کیونکہ یہ نئے خادم

اپنی پیدائش اور تربیت کے لحاظ سے غیر قوم دُنیا کے ساتھ علاقہ رکھتے تھے۔ الغرض اُن میں سے ایک نیکلاؤس نامی پہلے تو یہودی مرید ہُوا اور پھر مسیحی ہوگیا (۲-۱۱ کی شرح) اور یہ پہلا نومرید غیر قوموں میں سے ہے جو مسیحی خادم دین ہوگیا اور ہم کو جو ہند و پاکستان میں رہتے ہیں یہ خاص دلچسپی کا باعث ہے کیونکہ یہاں بہت ایسے خادمانِ دین ہیں جو پہلے ہندو یا مسلمان تھے اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ شخص انطاکیہ سے آیا تھا۔ کیونکہ اس شہر کی جماعت ایک بڑی مشنری کلیسیا بننے والی تھی (انطاکیہ کے لئے دیکھو ۱۱: ۱۹ کی شرح)

یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اعمال کی ساری کتاب میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ کس طرح سے محبّت کا دائرہ اور اشاعتِ انجیل کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ اگر ہم اپنی ہمدردی میں بھی زیادہ وسیع ہوں اور قومی یا ذات پات کی زنجیروں سے جکڑے نہ رہیں تو ہم رسُولوں کے نقشِ قدم پر ہیں۔

۶۔ اور اُنہیں رسُولوں کے آگے کھڑا کیا۔ اُنہوں نے دُعا مانگ کر اُن پر ہاتھ رکھے۔

اُنہیں رسُولوں کے آگے کھڑا کیا۔ اگرچہ انتخاب ساری جماعت کی طرف سے تھا لیکن اس انتخاب پر مُہر رسُولوں نے لگائی۔ کیونکہ تقرر کا اختیار اُنہیں کو حاصل تھا۔ یہاں ترتیب اور انتظام کی ضرورت اور فائدہ ظاہر ہوتا ہے۔

دُعا مانگ کر۔ دیکھو آیت ۴۔ رسُولوں کی یہ محض رائے ہی نہ تھی کہ وہ ایسی زندگی اور کام کے لئے بلائے گئے ہیں جس میں برابر دُعا میں مشغول رہنا درکار تھا بلکہ اُنہوں نے اس خیال کو فوراً عمل میں ظاہر کیا اور جو خاص کام وہ اب کرنے کو تھے اُس کے لئے خُدا سے خاص برکت مانگی۔ ہاتھوں کے رکھنے سے پیشتر دُعا مانگنے کا ذکر ۱۳: ۳ میں بھی آیا ہے۔ اور جب متیاہ رسُولی عُہدے پر مقرر ہُوا تو اس سے پیشتر بھی دُعا مانگی گئی ۱: ۲۴۔

اُن پر ہاتھ رکھے۔ نئے عہدنامہ میں ہاتھ رکھنے کا ذکر مفصلہ ذیل موقعوں پر آیا ہے۔

(الف) برکت کے لئے۔ متی ۱۹: ۱۳ و ۱۵، مرقس ۱۰: ۱۶۔

(ب) شفا کا نشان، مرقس ۵: ۲۳، ۶: ۵، ۷: ۳۲، ۸: ۲۳ و ۲۵، لوقا

۴: ۴۰، ۱۳: ۱۳ -

(ج) رُوح القدس کے ملنے کا نشان، اعمال ۸: ۱۷ و ۱۹، ۹: ۱۷، ۱۹: ۶ -

(د) خاص خدمت کے لئے تقرّر کا نشان اعمال ۶: ۶، ۱۳: ۳ -

۱ تمیتھیُس ۴: ۱۴، ۵: ۲۲، ۲ تمیتھیُس ۱: ۶ -

اِن آخری موقعوں پر اِس مقام میں یہ الفاظ آئے ہیں اِن ساتوں کو ایک خاص فعل اور رسم کے ذریعہ اختیار والوں نے نئی خدمت کے لئے علیحدہ کیا۔ اگرچہ نئے عہدنامہ میں تقرر کے لئے ہاتھ رکھنے کا ذکر بہت سارے مقاموں میں نہیں آیا تو بھی جس قدر ذکر آیا ہے وُہ اِس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ یہ رسم شروع ہی سے عمل میں آتی تھی۔ اور یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ رسُولوں کے بعد کی کلیسیا میں یہ رسم عالمگیر تھی چونکہ ان ساتوں کو نئے عہدنامہ میں کسی جگہ "ڈیکن" نہیں کہا گیا تو یہ سوال اکثر برپا ہوا کہ کیا اس تقرر کا آغاز اسی باب کے بیان سے ہوا ہے بعضوں نے یہ ذکر کیا ہے (۱) کہ ڈیکنوں کی جن صفات کا ذکر ۱ تمیتھیُس ۳: ۸-۱۰ میں آیا ہے وُہ اُن سے مختلف ہیں جو ساتوں کے لئے بیان ہوئی ہیں (۲) کہ ستفنس اور فلپس کم از کم منّاد اور مبشّر تھے (۳) کہ ان ساتوں کا درجہ رسُولوں سے دوئم درجے پر تھا اور اُن کا عہدہ اُن پرسبیٹروں کی مانند ہے، جو مابعد زمانے میں یروشلم میں پائے جاتے تھے بحیثیت مجموعی خواہ یہ فرق کیسے ہی ہوں جو کلیسیائی انتظام کے توسیع اور ترقی پانے پر ظاہر ہوئے تھے ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ اس باب میں خادمت کے اس عہدہ کے پہلی دفعہ مقرّر ہونے کا ذکر ہے، جیسے پیچھے ڈیکن کا نام ملا (فلپی ۱: ۱، ۱ تمیتھیُس ۳: ۸) ان ڈیکنوں کے فرائض منصبی وُہی تھے جن کو یہ ساتھ بجا لایا کرتے تھے۔ اور قدیم زمانے سے یہ دونوں عہدے ایک ہی سمجھے گئے۔

۷۔ اور خُدا کا کلام پھیلتا رہا۔ اور یروشلم میں شاگردوں کا شمار بہت ہی بڑھتا گیا اور کاہنوں کی بڑی گروہ اس دین کے تحت میں ہو گئی۔

خُدا کا کلام پھیلتا رہا۔ یعنے اس کی اشاعت بہت ہو گئی خاصکر اِس وجہ سے کہ رسُول دُوسرے فرائض سے سبکدوش ہو کر منادی کے کام کے لئے آزاد تھے۔ مقابلہ کرو ۱۲: ۲۴، اور ۱۹: ۲۰ سے جہاں تقریباً یہی جملہ آیا ہے۔ اِن ساری مثالوں میں یہ آشکارا ہے کہ جب شیطان نے کام کے بگاڑنے اور روکنے کی کوشش کی تب ہی اس کام

کو ترقی ہوئی اور ہر موقعہ پر اس کو شکست ہوئی اور خدا کے رُوح القدس نے اس مخالفت سے بھلائی نکالی۔

کاہنوں کی بڑی گروہ ہمارے خیال میں ان میں بہت لوگ فریسی فرقے کے بھی شامل ہونگے اس امر سے کہ بہت کاہن جو یہودی دین کے ایسے حامی تھے ایمان لائے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انجیل میں کیسی قدرت ہے اور وُہ کیسی ترقی کرتی ہے۔

دین کے تحت میں ہوگیا۔ اس کے یا تو یہ معنے ہوں گے کہ یا تو وُہ یسوع مسیح پر ایمان لاکر تابعدار ہو گئے یعنے ایماندار ہوگئے یا یہ کہ وُہ مسیح کے دین کے حامی بن گئے۔

(۱۳ : ۸) چونکہ یہاں فعل ناتمام آیا ہے اس لئے پتہ لگتا ہے کہ ایسے بہت مُرید شامل ہوتے رہے۔

(۸-۱۵) ستِفنُس کی منادی

۸۔ اور ستفنس فضل اور قوت سے بھرا ہُوا لوگوں میں بڑے بڑے عجیب کام اور نشان ظاہر کیا کرتا تھا۔

ستِفنس۔ جو بیان اس کے بعد آتا ہے اُس میں ستِفنس زیادہ نمایاں ہے۔ یروشلیم میں جو یہودی غیر مُلکوں سے آئے ہُوئے تھے اُن کے درمیان انجیل پھیلانے کا خُدا کی طرف سے خاص وسیلہ ستِفنس تھا۔ اور لوگوں کے تتر بتر ہونے کا باعث ہُوا۔

(۸ : ۱ و ۴) اِس ساری تاریخ میں جو خاص مدِّنظر امر ہے وُہ خدا کا مشنری ارادہ ہے۔ بہت باتوں میں مقدّس ستِفنس مقدّس پولُس کا پیشرو تھا۔ اِن دونوں میں سے ہر ایک نے یُونانی مائل یہودیوں کے گویا عین خیمہ گاہ میں جنگ کی۔ یہودی عبادت خانوں میں جماعتوں کا مقابلہ کیا۔ عبرانی متعصب یہودیوں نے تعصّب اور جوش کا سامنا کیا۔ اس پر سختی ہُوئی۔ اُس کی ہتک عزّت کی گئی اور اُسے سنگسار کیا۔ مقدّس ستِفنس کا جو غہ ترسُس کے ساؤل پر پڑا۔ جو پہلے اُس کا سخت مخالف تھا اور شاید پہلے پہل صداقت کا بیج اُس کے دل میں اِس شہید کی شہادت اور نمونہ سے بویا گیا۔ جو شخص ہر طرح کا نقصان اُٹھا کر راستی اور صداقت پر عمل کرتا ہے، اُس کے کام کے بیش بہا نتیجوں کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

فضل اور قوّت سے بھرا ہُوا۔ آیات ۳-۵، الفاظ کی ترتیب پر غور کرو۔ پہلے فضل کا ذکر ہے پیچھے قوّت کا۔ بہت لوگ رُوح القدُس کے انعامات کی تلاش اُس کے فضل کے بغیر کرتے ہیں۔ لیکن خُدا کی آزادانہ محبّت اور مہربانی مع سیرت کے ساری خُوبیاں کو (دیکھو ۲: ۴۷، ۴: ۳۳) جو اس فضل کے حاصل کرنے والے میں پیدا ہوتی ہیں، وُہ اس امر کا حقیقی پیش خیمہ ہیں کہ وُہ اُس کی قدرت سے ملبّس ہوں گے۔ بشارتی انعامات کا پُشتہ سیرت کی پاکیزگی ہے۔

بڑے بڑے عجیب کام اور نشان ظاہر کیا کرتا تھا۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے جیسا کہ اس ترجمہ سے ظاہر ہے۔ وُہ قدرت ان عجیب کاموں میں ظاہر ہُوئی "عجیب کام اور نشان" کے لئے دیکھو ۲: ۲۲ کی شرح۔

۹- کہ اُس عبادت خانہ سے جو لِبرتینوں کا کہلاتا ہے اور کُرینیوں اور اسکندریوں اور اُن میں سے جو کلکیہ اور آسیہ کے تھے بعض لوگ اُٹھ کر ستفنُس سے بحث کرنے لگے

عبادت خانہ۔ (لفظی ترجمہ جمع کرنا) عبادت خانہ ایسی جگہ تھا جہاں یہُودی جماعتیں اپنے مقدّس نوشتوں کی تلاوت اور عام عبادت کے لئے جمع ہُوا کرتی تھیں ہمیں یہ تو معلُوم نہیں کہ عبادت خانوں کا آغاز کب سے ہُوا لیکن یہ قرینِ قیاس ہے کہ یہ اُس زمانہ سے موجُود ہیں جب اہلِ فارس فلسطین پر حکمران تھے۔ رسُولوں کے زمانہ میں ہر یہُودی جماعت کا الگ الگ ایک عبادت خانہ تھا اور اعمال کی کتاب میں ان کا بار بار ذکر ملے گا۔ یروشلم میں بھی ان عبادت خانوں کا شمار بہت تھا۔ غیر مُلکی یہُودیوں کے ہر ایک فرقہ کا ایک عبادت خانہ یہاں موجُود تھا اور یہ عبادت خانے اُن کے علاوہ تھے جو اہالیانِ شہر استعمال کرتے تھے۔ جو لوگ ان عبادت خانوں میں عبادت کے لئے آیا کرتے تھے وُہ "عبادت خانے کے فرزند" کہلاتے تھے۔ ہر ایک عبادت کا ایک سردار یا حاکم ہُوا کرتا تھا۔ عبادتِ عام کا اہتمام اُس کے ذمّہ تھا۔ ایک خزان یا خادم بھی ہوتا تھا، جو عمارت اور اُس کے سامان کی خبر گیری کرتا اور اُسی کے ذمّہ یہ تھا کہ کتاب مقدّس کا طُومار پڑھنے والے کو دینا اور عبادت میں کئی طرح سے مدد دینا وغیرہ علاوہ ازیں بعض اوقات جماعت کے بچّوں کی تعلیم کا کام بھی اُسی کے سپرد ہوتا تھا۔ عبادت ان اُمور پر مشتمل تھی۔ توریت اور صحفِ انبیا سے وِرد۔ عبرانی کا ترجمہ اُن

لوگوں کی زبان میں (آرامی عبادت خانوں میں) اور چند مقررہ دعائیں وغیرہ۔ جب کوئی لائق واعظ آجاتا تو اُس سے وعظ بھی کہلواتے۔ بعض اوقات عبادت خانے کے دو حصے ہوتے تھے۔ ایک حصے میں عبادت ہوتی تھی اور دوسرے حصے میں تعلیم اور مناظرہ ہوا کرتا تھا۔ اس آیت میں چند عبادت خانوں کا ذکر ہے جو غیر ملکی یہودیوں کیلئے تھے

لبرتینیوں۔ اس لفظ کے معنے ہیں "آزاد شدہ"۔ پمپی بہت سارے یہودیوں کو ۶۳ ق م میں اسیر کر کے رُوم کو لے گیا اور اُن کو غلامی میں بیچ ڈالا۔ اُن میں سے اکثر جیسا کہ فائلو آسکندری سے ظاہر ہوتا ہے، پیچھے آزاد ہو گئے تھے جنہیں یا تو اُن کے مالکوں نے خود بخود آزاد کر دیا تھا یا اُن کے دوستوں نے زرِ مخلصی دے کر اُن کو چھوڑا لیا تھا اس لئے رُومی زبان میں وہ لبرتینی یا آزاد شدہ کہلاتے تھے اور اُن میں سے یا اُن کی اولاد میں سے بعض اپنے وطن کو واپس آئے تھے۔ جس عبادت خانے کا یہاں ذکر ہے وہ اُن ہی آزاد شدہ رُومی غلاموں کا عبادت خانہ ہے۔ انہوں نے اپنے کسی نقص کے سبب اپنا الگ عبادت خانہ بنایا تھا۔

کُرینیوں۔ یہ لوگ کُرینی یہودی بستی کے نمائندہ تھے جو یروشلم میں رہتے تھے۔ یہ کرینی شہر افریقہ کے لبیا کے علاقے میں تھا۔ دیکھو ۲: ۱۰ کی شرح۔

اسکندریوں۔ یہ لوگ اسکندریہ کی یہودی بستی کے نمائندے تھے۔ اسکندریہ مصر کا دارالخلافہ تھا جسے سکندرِ اعظم نے ۳۳۲ ق م میں بنایا، اور اُسی کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ مشرق اور مغرب کی تجارت کا مرکز تھا۔ ۳۰ ق م میں یہ رُومیوں کے قبضے میں آگیا اور بہت سا غلہ یہاں سے اطالیہ کو جایا کرتا تھا بلکہ درحقیقت یہ رُوم کا مودی خانہ تھا۔ یہاں یہودی بکثرت اور بارسُوخ پائے جاتے تھے اور یہاں ایک محلہ بھی یہودیوں کا تھا اور اطالیہ کے ساتھ اناج کی تجارت اُن یہودیوں کے ہاتھ میں تھی اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ یُونانی مائل یہودیوں کا مرکز اسکندریہ تھا اور اسی جگہ پراگندہ شدہ یہودیوں کے علما نے ایسی کوشش کی کہ اپنے دینی خیالات کو یُونانی فلسفہ کے الفاظ میں ظاہر کیا۔

کلکیہ:۔ یہ ضلع ایشیا کوچک کے جنوب مشرق میں واقع تھا اور سُوریا سے اس کی حدیں ملتی تھیں اور اس کے ساتھ اُس کا ملکی اور قومی رشتہ بھی تھا۔ اس کے

دو حصے تھے۔ مغربی حصہ پہاڑی تھا اور یہاں کے باشندے تند خو اور گنوار تھے۔ اور اُن کا اپنا بادشاہ ہوتا تھا۔ لیکن برعکس اس کے مشرقی حصہ زرخیز میدان تھا جو سمندر اور پہاڑوں کے مابین (طارس اور اانوس) واقع تھا۔ یہاں کے لوگ مہذب اور صلح جُو تھے اور براہِ راست رُومی قیصر کے ماتحت تھے۔ یہ اُس رُومی صُوبے کا حصہ تھا جو سوریا کلکیہ فنیکیہ کہلاتا تھا۔ اسی رُومی کلکیہ کی طرف یہاں اشارہ ہے فائیلو کی تصنیفات سے پتہ لگتا ہے کہ یہاں پر ایک بڑی یہودی بستی تھی۔ یہاں کا بڑا شہر ترسُس تھا۔ (۹: ۱۱ کی شرح) چُونکہ ساؤل اِسی علاقہ سے تھا وُہ لاکلام اس عبادت خانے کا خاص ممبر ہوگا۔ اور ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ وُہ ستِفنس کے خاص دُشمنوں میں سے تھا۔ (دیکھو ۷: ۵۸)

آسیہ۔ دیکھو ۲: ۹ کی شرح۔

یہاں غیر ملکی یہودیوں کے پانچ گروہوں کا ذکر ہے۔ ایک تو یورپ سے تھا دو افریقہ سے اور دو آسیہ سے۔ یُوں اس انجیل کا حامی تین برِاعظموں کے نمائندگان سے مقابلہ کر رہا تھا یا تو اُس نے یکے بعد دیگرے اُن کے ہی عبادت خانے میں مقابلہ کیا یا مشترک دُشمن سمجھ کر آپس میں اتفاق کیا کہ سب ملکر مسیحی دین کی قوت کا مقابلہ کریں۔ یہ قابلِ لحاظ ہے کہ ہند و پاکستان میں بھی چند یہودی عبادت خانے ہیں دو تو ساحل مالا بار پر کوچین میں ان میں سے ایک تو سفید یہودیوں کا کہلاتا ہے اور دُوسرا کالے یہودیوں کا۔ جن کی نسبت خیال ہے کہ وُہ دراصل ان گورے یہودیوں کے غلام تھے لیکن اب آزاد ہیں۔ ان میں سے ہر ایک فلسطین کے پُرانے عبادت خانے کے طریق کے مطابق عبادت بجا لاتے ہیں۔

اُٹھکر۔ اس نئی مخالفت کے ذریعہ نئی ترقی ہوئی یہ یُونانی مائل یہودی واعظ اپنی ہی قسم کے یہودیوں سے مقابل ہُوا۔

بحث کرنے لگے۔ ۹: ۲۰ میں مقدس پولُس نے جو دینی مباحثے یُونانی مائل یہودیوں سے کئے اپنے رجُوع لانے کے بعد ان میں یہی لفظ آیا ہے۔ یُوں مقدس ستِفنس کا مخالف اُس کا حقیقی جانشین ہوگیا۔ ہند و پاکستان میں مشنری کام کی تاریخ میں ایسی بہت مثالیں ملیں گی کہ جو پہلے مسیحی دین کے سخت دُشمن تھے، وُہ بعد میں

اُسی کے مبشّر بن گئے۔ مثلاً ڈاکٹر فینڈر صاحب کے مخالفوں میں سے مولوی عمادُ الدّین صاحب بعد میں ایک بڑے سرگرم مسیحی خادمِ دین بن گئے جو پنجاب میں مشہُور ہیں۔

۱۰۔ مگر وُہ اُس دانائی اور رُوح کا جس سے وُہ کلام کرتا تھا مقابلہ نہ کر سکے۔

اُس دانائی اور رُوح کا۔ مقابلہ کرو آیت تین کے اُس جملے سے "رُوح اور دانائی" اور آیت ۵ کے اُس جملے سے "ایمان اور رُوح القدُس سے" اور آیت ۸ کے "فضل اور قوّت سے"۔ اگر اِن سارے جُملوں کو اکٹھا لیں تو معلُوم ہوتا ہے کہ مقدّس ستِفنس اس خاص کام کے لئے کیسی رُوحانی تیاری رکھتا تھا۔ جس حکمت کا یہاں ذکر ہے وُہ دُنیاوی علم اور فن کی حکمت نہیں، بلکہ آسمانی نعمت ہے جس کا وعدہ خُود مسیح نے اپنے خادموں سے کیا تھا۔ دیکھو لُوقا ۲۱: ۱۵ جہاں "مقابلہ" کرنے کے لئے وُہی لفظ آیا ہے۔ بیزا کے نسخے میں لفظ "کلام کرتا تھا" کے بعد یہ لفظ آتے ہیں "کیونکہ وُہ اُس کی دلیری کے ذریعے قائل ہو گئے تھے اس لئے جب وُہ سچائی کا مقابلہ نہ کر سکے تو اُنہوں نے لوگوں کو اُس کے خلاف اُبھارا"۔

۱۱۔ اِس پر اُنہوں نے بعض آدمیوں کو سکھا کر کہلوا دیا، کہ ہم نے اُس کو مُوسیٰ اور خُدا کے برخلاف کُفر کی باتیں کرتے سُنا۔

کہلوا دیا۔ یعنے جھُوٹی گواہی کے لئے آمادہ کیا۔ یُونانی لفظ سے بھی یہی مطلب نکلتا ہے کہ اُنہوں نے پوشیدگی میں سکھایا۔ یہ لفظ نئے عہدنامے میں کسی اور جگہ نہیں آیا۔ **ہم نے اُس کو . . . کرتے سُنا**۔ لا کلام اُن کی شہادت جھُوٹی تھی ستِفنس اُس آقا کے نقشِ قدم پر چل رہا تھا جس پر ناراستی سے کُفر کا الزام لگا تھا (متّی ۹: ۳، اور یُوحنّا ۱۰: ۳۶) اور اُس کے خلاف بھی جھُوٹے گواہ کھڑے کئے گئے تھے (متّی ۲۶: ۵۹ و ۶۱) مگر سارے بیان سے یہ ظاہر ہے کہ اس مُبشّر نے رسُولوں سے بھی آگے قدم بڑھایا اور انجیل کے لئے بے لگام آزادی اور عالمگیر حقُوق طلب کئے (LIGHT FOOT) اور اسی وجہ سے جھُوٹے الزام قائم کئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ستِفنس کے یہُودی مخالفوں نے اپنے جوش میں شریعت دینے والے مُوسیٰ کو بھی خُدا سے پہلے رکھا (مُوسیٰ اور خُدا کے برخلاف)

۱۲۔ پھر وُہ عوام اور بزرگوں اور فقیہوں کو اُبھار کر اُس پر چڑھ گئے اور پکڑ کر صدر عدالت میں لے گئے۔

عوام۔ اب تک یہ لوگ مسیحی منادوں کے خلاف نہ تھے (۲ : ۴۷، ۳ : ۹ و ۱۱ و ۱۲، ۴ : ۱ و ۲ و ۱۷ و ۲۱، ۵ : ۱۲ و ۱۳ و ۲۰ و ۲۵ و ۲۶، ۶ : ۸) یہاں عوام الناس کے سلوک میں ایک خاص تبدیلی واقع ہوئی۔ یہ لوگ دوسروں کے بھڑکانے سے دینی فخر اور تعصب کی وجہ سے جوش میں آ گئے۔

بزرگوں اور فقیہوں۔ دیکھو ۴ : ۵ کی شرح۔ صدر عدالت کے ممبروں اور اُن کے متعلقین تو خاص مخالف ہو چکے تھے (۵ : ۳۳ و ۴۰) اور اب ہر طرح کے جھگڑے میں شریک ہونے کو تیار تھے۔

اُس پر چڑھ گئے۔ دیکھو ۴ : ۱، لُوقا ۲۰ : ۱۔

پکڑ کر۔ یہ لفظ زبردستی اور جبر پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اُن کو پکڑ کر اور گھسیٹ کر لے گئے۔ یہ لفظ لُوقا ۸ : ۲۹، اعمال ۱۹ : ۲۹، ۲۷ : ۱۵ میں بھی آیا ہے اور یہ خاص لُوقا کا لفظ ہے۔

صدر عدالت۔ دیکھو ۴ : ۵ کی شرح۔

۱۳۔ اور جھوٹے گواہ کھڑے کئے جنہوں نے کہا کہ یہ شخص اِس پاک مقام اور شریعت کے برخلاف بولنے سے باز نہیں آتا۔

پاک مقام اور شریعت کے برخلاف۔ غالباً ستِفنس نے اپنی منادی میں اِس امر پر زور دیا کہ خدا کی عبادت کسی ہیکل کی چار دیواری کے اندر محدود نہیں رہ سکتی (۷ : ۴۸-۵۰) اور شریعت اور انبیا خُداوند یسُوع مسیح کی طرف اشارہ کرتے ہیں (۷ : ۵۲-۵۳) جس نے اُن کو پُورا کیا اور ایک نیا عالمگیر زمانہ شروع کیا۔ جھوٹے گواہوں نے اُس کی تعلیم کو بگاڑا اور اُس کو غلط طور سے لوگوں کے سامنے پیش کیا یہاں بھی وہ مسیح کے نقشِ قدم پر چلا۔ (یُوحنا ۲ : ۱۹-۲۰، مرقس ۱۴ : ۵۸) دُوسروں کے بیانات کو غلط طور سے پیش کرنا ہمیشہ بُرا ہے لیکن اگر یہ بد ارادہ اور حسد سے کیا جاتے تو جُرم ہے۔

۱۴۔ کیونکہ ہم نے اُسے یہ کہتے سُنا ہے کہ وہی یسُوع ناصری اس مقام کو برباد کر دیگا۔ اور اُن رسموں کو بدل ڈالے گا جو مُوسیٰ نے ہمیں سونپی ہیں۔

وہی یسُوع ناصری۔ دیکھو ۲ : ۲۲ کی شرح۔ یہاں یہ لفظ کچھ حقارت سے بولے گئے ہیں "یسُوع ناصری"۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ مقدس ستِفنس کی منادی کا مرکز اور مضمون

مسیح تھا۔

اس مقام کو برباد کر دے گا۔ مقابلہ کرو کہ خود مسیح پر ایسا الزام لگا تھا (مرقس ۱۴ : ۵۸) اس مقام سے یہودی ہیکل مُراد ہے۔ اِس امر سے ظاہر ہے کہ چونکہ ایسا الزام لگایا گیا واعظ نے ایسے لفظ استعمال کئے ہوں گے جو ایک معنے میں جو یوحنا ۱۴ : ۲۱-۲۳، کی گونج ہوں گے۔ اُسے ایک زیادہ وسیع خدا کی سلطنت اور زیادہ رُوحانی اور عالمگیر عبادت کا خیال تھا۔

رسموں۔ یہ خاص لُوقا کا لفظ ہے (لُوقا ۱ : ۹، ۲ : ۴۲، ۲۲ : ۳۹، اعمال ۱۵ : ۱، ۱۶ : ۲۱، ۲۱ : ۲۱، ۲۵ : ۱۶، ۲۶ : ۳) لُوقا کی تصنیفات کے سوائے صرف دو اور مقاموں میں یہ لفظ آیا ہے (یُوحنا ۱۹ : ۴۰، عبرانی ۱۰ : ۲۵) اِن حوالوں کا مقابلہ کرنے سے یہ معلوم ہوگا کہ لُوقا ۲۲ : ۳۹ کے سوا اُس نے ہمیشہ اس لفظ کو قومی یا کلیسیائی طور پر استعمال کیا۔ تمام لوگوں میں سے یہودی اپنے قومی دستوروں اور دینی رسموں کے بجالانے میں بہت سخت پابندی کرتے تھے اور اُن کے ربیوں نے مُوسیٰ کی شریعت کے قوانین کو ایسا مفصّل طور سے بیان کیا تھا کہ زندگی کے ہر صیغے کے لئے مفصّل قاعدے قوانین ٹھہرائے اور اُن کی پابندی بہت لازمی سمجھی گئی خواہ یہ زندگی دینی ہو یا تمدنی یا خانگی۔ بعض باتوں میں دیسی لوگوں کی دینی ریت رسُوم اُن سے مشابہ ہیں۔ مقدّس ستِفنس نے کم و بیش یہ محسُوس کیا کہ خُدا کی محبت اور فضل کسی قوم یا ذات یا رسم کی تنگ نالیوں میں محدُود نہیں ہوسکتی بلکہ سب آدمیوں پر محیط ہے اور ہمیں بالکل یقین ہے کہ مسیح کی انجیل کے اس عالمگیر پہلو کو پیش کرتے وقت اُس نے مُوسیٰ کی شریعت کی ہتک نہیں کی۔ اُس کی جو تقریر اگلے باب میں مندرج ہے اُس سے بخوبی ثابت ہے کہ وُہ حقیقی یہودی تھا۔ کیونکہ اُس نے اپنے دین کی اور اپنے آبا و اجداد کی تاریخ کی عزّت کی۔ اگرچہ اُس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ مسیحی کلیسیا کے آگے ایک اعلےٰ وسیع برکت تیّار ہے خواہ ہم خبردار رہیں کہ جیسا نئے عہدنامے میں بیان ہُوا ہم رسموں کو مسیح کی شریعت سے مقدّم نہ ٹھہرائیں۔

۱۵۔ اور اُن سب نے جو عدالت میں بیٹھے تھے اُس پر غور سے نظر کی تو دیکھا کہ اُس کا چہرہ فرشتہ کا سا ہے۔

جو عدالت میں بیٹھے تھے۔ یعنی صدر عدالت کے سب ممبر (دیکھو ۴ : ۵، کی

شرح استفنس ملزم کی حیثیت سے ان ممبروں کے سامنے کھڑا تھا جو نصف دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے تھے۔

غور سے نظر کی ۔ دیکھو ۱ : ۱۰ یہاں بھی فعل آیا ہے۔

چہرہ فرشتہ کا سا ۔ فرشتوں کا حوالہ دینا مقدس لوقا کا خاصہ ہے۔ نئے عہد نامے میں صرف اسی جگہ فرشتے کے چہرے کا ذکر آیا ہے۔ اور اس سے یہ مراد ہے کہ مقدس ستیفنس کا چہرہ آسمانی پاکیزگی اور درخشانی کے ساتھ چمک رہا تھا۔ (دیکھو متی ۲۸ : ۳) موسیٰ کے چہرے کے چمکنے کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں۔ (خروج ۳۴ : ۳۵، ۲ کرنتھی ۳ : ۷) اور پہاڑ پر تبدیلی صورت کے وقت مسیح کے چہرے کے چمکنے کے ساتھ۔

(متی ۱۷ : ۲، لوقا ۹ : ۲۹) دیکھو ۷ : ۵۵، مقدس پطرس کہتا ہے کہ جو آدمی مسیح کے نام کی خاطر ستایا جاتا ہے اس پر جلال کا روح آتا ہے۔

چھٹے باب کی تعلیم

(الف) بڑے بڑے حصے

۱۔ اندرونی خطرے۔ آیات ۱-۷، اتفاق معرض خطر میں۔

۲۔ بیرونی حملے، آیات ۸-۱۵، دشمنی بھڑک اٹھی۔

(ب) بڑے بڑے مضامین

(الف) نیا انتظام۔ آیات ۱-۷، اس کے فائدے۔

(۱) اس سے یگانگت مخصوص رہی۔ آیات ۱-۳۔

(۲) اس کے ذریعے محنت بانٹ لی گئی۔ آیات ۲-۴۔

(۳) اس سے بے غرضی ظاہر ہوئی۔ آیات ۲ و ۳ و ۵۔

(۴) اس سے اتفاق کو ترقی ہوئی۔ آیت ۵۔

(۵) اس سے اختیار کو عزت ہوئی۔ آیت ۶۔

(۶) اس سے کمال کو ترقی ہوئی۔ آیت ۷۔

(۷) یہ کامیاب ثابت ہوا۔ آیت ۷۔

(ب) سرگرم مبشر۔ آیات ۸۔۱۵۔ اس کے خواص۔
(۱) رُوحانی قوت۔ آیت ۸ (۲) آسمانی دانائی۔ آیت ۱۰
(۳) عالمگیر ہمدردی۔ آیات ۱۱۔۱۴ (۴) نڈر دلیری آیات ۱۲۔۱۵ (خطرے میں مطمئن)
(۵) پُرجوش سرگرمی۔ آیات ۱۳ (بولنے سے باز نہیں رہتا)۔
(۶) شخصی پاکیزگی آیت ۱۵ (فرشتے کا سا چہرہ)

ساتواں باب

(۱-۶۰) ستفنس کی تقریر

ستفنس پر خاص الزام اگرچہ جھوٹا الزام تھا یہ لگایا گیا کہ اُس نے یہودیوں کے بلکہ شریعت اور مقدس ہیکل کے خلاف کفر بکا (۶: ۱۳ و ۱۴) یہ دونوں باتیں اُن کے خیال میں برگزیدہ قوم اور موعودہ زمین کے ساتھ وابستہ تھیں۔ واعظ نے اپنی حمایت میں الٰہی باتوں کو پیش کیا اور حقیقی حُب الوطنی کی رُوح سے نہ صرف عبرانی قوم کی برگزیدگی اور تواریخ کا ذکر کیا بلکہ موعودہ زمین پر قابض ہونے کا بھی (آیات ۲۔۱۶ و ۴۵) اُس نے شریعت کے دئے جانے اور ہیکل کی تعمیر کا بھی ذکر کیا (آیات ۱۷۔۴۱ و ۴۴۔۴۵) ایسا کرنے کے ذریعے اُس نے براہِ راست ان اُمور پر زور دیا جو اُس کے اور اُس کے الزام لگانے والوں کے درمیان زیرِ بحث تھے۔

(الف) اُن کی اپنی تاریخ یہ بات بخوبی ثابت کرتی ہے کہ خُدا کی حضوری اور جلال کسی جگہ میں خواہ وہ کیسی ہی مقدس ہو محدود نہیں ہو سکتے (آیات ۲ و ۹ و ۱۶ اور ۲۹ و ۳۸ و ۴۴)

(ب) اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اُنہوں نے بحیثیت قوم ہمیشہ خُدا کے برگزیدہ پیغمبروں کا مقابلہ کیا۔ جیسا کہ وہ اب اُن میں سے سب سے آخری اور سب سے بڑے پیغمبر یعنے خود مسیح کا مقابلہ کر رہے تھے اور اُسے رد کر رہے تھے (آیات ۹ و ۲۷ و ۲۹۔۳۹ و

۴۵-۴۰، ۵۱-۵۳)

(ج) اس سے اُس امر کی بھی تشریح ہوتی ہے کہ بد اعمال سے شریعت اور ہیکل اور ہر ایک پاک انتظام فضول سے بھی بدترین بن جاتا ہے۔ بیرونی رسمی رسموں کی نسبت رُوح اور صداقت زیادہ اہم ہیں (آیات ۴۲ و ۴۳ و ۴۸-۵۰)

(د) اس سے یہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ مسیح شریعت اور انبیا کی علتِ غائی ہے۔ اور جو کوئی اُسے قبول کرتا ہے، وُہ حقیقی یہودی کے طور پر اپنے باپ دادوں کے خدا کے مقصد اور اپنی قوم کے پاک انجام کو پُورا کرتا ہے۔

۱۔ پھر سردار کاہن نے کہا۔ کیا یہ باتیں اِسی طرح پر ہیں ؟

۲۔ اُس نے کہا۔ اَے بھائیو اور بزرگو! سُنو خدائے ذوالجلال ہمارے باپ ابرہام پر اُس وقت ظاہر ہُوا، جب وُہ حاران میں بسنے سے پیشتر مسوپتامیہ میں تھا۔

اَے بھائیو اور بزرگو! یہاں متکلم کے ادب اور اخلاق پر غور کرو۔ (دیکھو ۴: ۸ کی تشریح) لفظ "بھائیو" سے سامعین کا اکثر حصّہ مُراد ہے "بزرگوں" سے صدر عدالت کے ممبر اور افسر مُراد ہیں۔

خدائے ذوالجلال۔ یہ جُملہ زبُور ۲۹: ۳ میں بھی آتا ہے (ستروں کا ترجمہ) اس کے ذریعے یہودی سامعین کو کوہِ سینا کا نظارہ اور سکینہ اور دیگر بڑے بڑے ظہورِ خدا یاد دلائے گئے۔

ہمارے باپ ابرہام پر.... ظاہر ہُوا۔ ستفنس نے اپنی تقریر میں بڑے ادب کے ساتھ قوم کے بعض بڑے بزرگوں کا ذکر کیا۔ مثلاً ابرہام۔ یُوسف۔ مُوسیٰ یشوع داؤد اور سلیمان کا۔ یشوع ۲۴: ۲ سے پتہ لگتا ہے کہ ابرہام بُت پرست خاندان سے پیدا ہُوا۔ اس لئے وُہ حقیقی اور زندہ خدا کی عبادت کے لئے تو مرید ہو گیا۔ ہم ہندو پاکستان میں رہنے والوں کے لئے یہ سراغ لگانا بھی دلچسپی سے خالی نہیں، کہ سچے مُرید اور اُس کے خاندان کو کیسی برکت ملی اور اُن کے وسیلے ساری دُنیا کو۔

(الف) ہم یہاں پڑھتے ہیں کہ ابرہام پر خدا کا یہ ظہور اُس کے حاران میں سے نکلنے سے پیشتر ہُوا، اور یہ بیان ان بیانوں سے بخوبی مطابقت رکھتا ہے، جو پیدائش ۱۵: ۷؛ یشوع ۲۴: ۳؛ نحمیاہ ۹: ۷، اور فائلو اور یُوسیفس کی تحریرات میں مندرج ہیں۔

(ب) مگر پیدائش ۱۲: ۱ تا ۵ سے پتہ لگتا ہے چونکہ یہ بیان ۱۱: ۳۱-۳۲ کے بعد آتا ہے، کہ خدا اُس پر حاران میں ظاہر ہوا۔

(ج) اس میں کچھ شک نہیں کہ ابرہام نے اپنا وطن الٰہی ہدایت کے مطابق چھوڑا پیدائش ۱۱: ۳۱ "کہ کنعان کے مُلک میں جائیں" اس لئے پیدائش ۱۲: ۱ تا ۴ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاران میں وُہ پہلا پیغام پھر دُہرایا گیا۔ اس کے بعد خدا نے جو وعدے اور برکتیں ابرہام کو عطا کیں اُن کو اُس نے اسی طرح کئی بار دُہرایا (دیکھو پیدائش ۱۲: ۷، ۱۳: ۱۴ سے ۱۷، ۱۵: ۱-۶، ۱۸: ۱۰) ہم یاد رکھیں کہ یہ الٰہی مکاشفہ مسوپتامیہ میں یعنے بُت پرستوں کے مُلک میں دیا گیا نہ کہ موعُود سرزمین میں۔

مسوپتامیہ۔ دیکھو ۲: ۹ کی شرح ابرہام کے آبا و اجداد کا وطن دریائے فرات کی مشرق کی طرف تھا (یشوع ۲۴: ۲ و ۳) ایسی جگہ میں جو کسدیوں کا اُور کہلاتا ہے۔ (پیدائش ۱۱: ۳۱) عام خیال ہے کہ یہ وُہی جگہ ہے جو پیچھے اڈیسہ کے نام سے مشہور ہوئی اور آجکل عرفہ کہلاتی ہے اور مسوپتامیہ کے شمال مغربی کنارے پر ہے۔ یہاں جو مسلمانوں کی بڑی مسجد ہے وُہ مسجد ابرہام کہلاتی ہے کیونکہ ان لوگوں میں یہ روایت برابر چلی آئی ہے کہ اِس بزرگ کا اصلی وطن عرفہ ہی تھا۔ مگر بعض کا خیال ہے کہ جو شہر آجکل مقیر کہلاتا ہے اور جنوبی بابل میں واقع ہے خلیج فارس کے شمال مغرب کو ۱۲۵ میل کے فاصلے پر ہے وُہ ابرہام کا گھر تھا اُس کا اصلی نام اُورہ تھا۔ چاند کی پرستش کا یہ بڑا مرکز تھا جیسا کہ حاران بھی جہاں ابرہام اور اُس کا والد پہلے پہل نقلِ مقام کر کے گئے۔

بعضوں نے یہ رائے بھی پیش کی ہے کہ کسدیوں کا اُور اسی خاص شہر کا نام نہ تھا بلکہ مُلک کا نام تھا یعنے اتحاد کا کُل علاقہ جو بابل کے شمال میں واقع تھا وُہ اُورہ کہلاتا تھا۔

حاران میں بسنے سے پیشتر۔ دیکھو پیدائش ۱۱: ۳۱ و ۳۲۔ حاران اڈیسہ کے جنوب مشرق کو مسوپتامیہ کے شمال مغرب کی طرف دریائے فرات کی ایک شاخ پر واقع تھا۔ چاند کی پرستش کا یہ مشہور مرکز تھا۔

۳۔ اور اُس سے کہا کہ اپنے مُلک اور اپنے کُنبے سے نکل کر اُس مُلک میں چلا جا جسے مَیں تجھے دکھاؤں گا۔

نکل کر۔ یہ الفاظ لفظ بلفظ پیدائش ۱۲: ۱ سے ملتے ہیں (سبعینی کا ترجمہ) اس

قیاس پر کہ ابرہام پر خدا دو دفعہ ظاہر ہوا ایک تو اُور میں اور دُوسری دفعہ حاران میں اور اس دُوسرے ظہور میں پہلے ظہور کا اعادہ کیا اور کچھ زیادہ مفصل کیا (مقابلہ کرو تو قا ۱ : ۲ و ۳ : ۲)

۴۔ اس پر وُہ کسدیوں کے مُلک سے نکل کر حاران میں جا بسا اور وہاں سے اُس کے باپ کے مرنے کے بعد خدا نے اُس کو اُس مُلک میں لا کر بسا دیا جس میں تُم اب بستے ہو۔

باپ کے مرنے کے بعد۔ مقابلہ کرو پیدائش ۱۱ : ۳۲ ؛ اور ۱۲ : ۵ سے تارح اور ابرہام کی عمروں کے ذکر سے یہاں کچھ مشکل پیدا ہوتی ہے۔

(الف) جب تارح ۲۰۵ سال کی عمر میں مرگیا تو اُس کے بیٹے ابرہام کی عمر ۷۵ برس کی تھی (پیدائش ۱۲ : ۴۔ اس لحاظ سے تارح کی عمر ابرہام کی پیدائش کے وقت ۱۳۰ سال کی ہوگی۔

(ب) لیکن ہم یہ پڑھتے ہیں کہ "جب تارح ۷۰ برس کا تھا اُس سے ابرہام .... پیدا ہوا۔ (پیدائش ۱۱ : ۲۶) اگر ان لفظوں سے پیدائش کی ترتیب مُراد ہو تو ابرہام پہلوٹھا بیٹا تھا اور اُس وقت پیدا ہوا جب اُس کے باپ کی عمر ۷۰ برس کی تھی چونکہ ۷۰ اور ۷۵ ملکر صرف ۱۴۵ ہوتے ہیں، اس لئے تارح کی زندگی کے باقی ۶۰ سال کا کچھ پتہ نہیں لگتا اور اس سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ابرہام کے حاران سے کنعان کو کُوچ کر جانے کے بعد ۶۰ سال تک اور زندہ رہا۔ لیکن ایسا نتیجہ اس آیت زیر بحث کے خلاف ہے۔

(ج) مگر یہ بھی ممکن ہے کہ ابرہام تارح کا سب سے چھوٹا بیٹا ہو اور فہرست میں اس کی شہرت اور عزّت کے باعث اس کا نام پہلے رکھا گیا ہو۔ اور کہ وُہ پیدا نہ ہُوا جب تک کہ تارح کی عمر ۱۳۰ سال کے قریب نہ ہوگئی ہو۔ اس صُورت میں یہ مشکل باقی رہتی ہے۔ پُرانے عہد نامے میں ایسی کئی مثالیں پائی جاتی ہیں جہاں بعضوں کے نام محض بزرگی کے سبب پہلے لکھے گئے ہیں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اسکندریہ کے مشہور یہودی معلّم فائیلو نے اس آیت کے بیان کی تائید کی ہے۔

لا کر۔ یہی لفظ آیت ۴۳ میں آیا ہے۔ اس سے یہ مُراد ہے کہ اُس نے تمہیں نقلِ مکان کرایا۔ یہ فضل کا نقلِ مکان تھا اور آیت ۴۳ میں سزا کا نقلِ مکان۔

۵۔ اور اُس کو کچھ میراث بلکہ قدم رکھنے کی بھی اُس میں جگہ نہ دی مگر وعدہ کیا کہ یہ زمین تیرے اور تیرے بعد تیری نسل کے قبضہ میں کر دوں گا۔ حالانکہ اُس کے اولاد نہ تھی

اُس کو کچھ میراث ۔۔۔۔ نہ دی ۔ مقابلہ کرو عبرانی ۱۱: ۷-۱۴۔ اس آیت کا پچھلا حصہ پیدائش ۱۷: ۸، اور ۴۸: ۴ کی صدا ہے۔ اور ان میں سے بعض جملے سترِ دیں کے ترجمے میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لفظ میراث نئے عہد نامے میں آیت ۴۵ میں "ملکیت" آیا ہے۔ ستفنس نے اپنے سامعین کو یاد دلایا کہ جس موعود زمین پر اُن کو فخر تھا وہ خدا کی طرف سے مفت عطیہ تھا۔

۶۔ اور خدا نے یہ فرمایا کہ تیری نسل غیر ملک میں پردیسی ہوگی۔ وہ اُن کو غلامی میں رکھیں گے اور چار سو برس تک اُن سے بدسلوکی کریں گے۔

خدا نے یہ فرمایا۔ اس اور اگلی آیت میں اشارہ پیدائش ۱۵: ۱۳-۱۴ کی طرف ہے، جہاں سے یہ الفاظ لئے گئے ہیں۔

یہ الفاظ اور جملے سترِ دیں کے ترجمے میں بھی آتے ہیں۔ لفظ "غیر ملک" سے مصر مراد ہے اور لفظ پردیسی آیت ۲۹ اور افس ۲: ۱۹، اور ۱ پطرس ۲: ۱۱ میں بھی آیا ہے۔

چار سو برس تک۔ یہ زمانہ تخمیناً بیان ہوا ہے۔ خروج ۱۲: ۴۰ میں اسرائیل کی مسافرت کا زمانہ ۴۳۰ برس بیان ہوا ہے (گلتیوں) یوسیفس نے ان دونوں شماروں کا ذکر کیا ہے ممکن ہے یہ دونوں درست ہوں کیونکہ مختلف وقتوں سے ان کا شمار لیا گیا ہے لیکن یہ کہنا بھی شاید غلط نہ ہوگا کہ ٹھیک عدد ۴۳۰ ہے لیکن تخمیناً ۴۰۰ بیان ہوا ہے۔

فائلو نے ستفنس کی طرح ۴۰۰ کا شمار دیا ہے۔

۴۳۰ کا زمانہ یوں پورا کر سکتے ہیں :-

ابرہام کے کنعان میں پہنچنے سے اضحاق کی پیدائش تک	۲۵ سال
اضحاق کی عمر یعقوب کی پیدائش کے وقت	۶۰ "
یعقوب کی عمر مصر کو جانے کے وقت	۱۳۰ "
میزان ۲۱۵	۲۱۵ "
یعقوب کے مصر میں پہنچنے سے یعقوب کی وفات تک	۱۷ "
یوسف کی وفات سے موسیٰ کی پیدائش تک	۶۴ "

موسٰی کی پیدائش سے خروج تک	۸۰ سال
میزان ۲	۲۱۵ ,,
میزان ۱	۲۱۵ ,,
میزانِ کل	۴۳۰ ,,

۷- پھر خدا نے کہا کہ جس قوم کی وُہ غلامی میں رہیں گے اُس کو مَیں سزا دُوں گا اور اُس کے بعد وُہ نکل کر اُسی جگہ میری عبادت کریں گے۔

میری عبادت کریں گے۔ یہاں حوالہ خروج ۳ : ۱۲ کی طرف ہے۔ستفنس نے اِرادتاً پیدائش ۱۵ : ۱۳-۱۴ کے حوالے پر اس کو ایزاد کیا۔ اگر یہ درست ہو تو اس سے کوہِ سینا مُراد ہوگا اور متکلّم نے اِن لوگوں کی اپنی تاریخ سے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ خُدا کی عبادت اِن کے اپنے ہی مُلک اور ہیکل میں محدود نہیں ہو سکتی۔

۸- اور اُس نے اُس سے ختنہ کا عہد باندھا۔ اور اُسی حالت میں ابرہام سے اضحاق پیدا ہُوا۔ اور آٹھویں دِن اُس کا ختنہ کیا گیا اور اضحاق سے یعقُوب اور یعقُوب سے بارہ قبیلوں کے بزرگ پیدا ہُوئے۔

ختنہ کا عہد۔ اس پر یہودی بہت زور دیا کرتے تھے۔ ختنہ ابرہام اور اُس کی نسل کے ساتھ خُدا کے عہد کی مُہر تھا جس کے ذریعے سے اُن کا نیا اور خاص رشتہ ظاہر ہوتا تھا۔ ستفنس نے بڑی دانائی سے اُس کی طرف اُن کی توجّہ دلائی۔ لیکن ساتھ ہی اُس کی ساری تقریر میں اس امر پر زور ہے کہ بیرونی رسُوم کُچھ قدر نہیں رکھتیں۔ خُدا کے رُوحانی معنوں میں اُس کے سامعین اب تک نامختون تھے۔

۹- اور بزرگوں نے حسد میں آکر یُوسف کو بیچا کہ مصر میں پہنچ جائے۔ مگر خُدا اُس کے ساتھ تھا۔

بزرگ۔ دیکھو ۲ : ۲۹ کی شرح۔

حسد میں آکر یُوسف کو۔ آیات ۹-۱۶ کی تاریخ کے لئے دیکھو پیدائش ۳۷ : ۲۷-۵۰ تک۔ یہ فعل "حسد میں آکر" ۱۷ : ۵ میں بھی آیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہے کہ جو بُری طبیعت اُن بزرگوں میں ظاہر ہوئی وُہ اب تک اُن کی اولاد میں موجود تھی۔ مقدس ستفنس نے یہودی قوم کے گذشتہ جلال کا ذکر تو بڑی سرگرمی سے کیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا کہ اُن کے معزز بزرگ غلطی سے مبرا نہ تھے اور کبھی کبھی اُنہوں نے بھی نیک اور حق بات کی مخالفت

کی ۔ چنانچہ اُس نے یُوسف کے قصّے سے یہ مثال پیش کی کہ قوم خُدا کے پُرفضل وعدوں کی طرف سے کیسی اندھی ہو رہی تھی اور یہ اُن کے مسیح کو رّد کرنے کا نمونہ تھا۔ آیت ۵۲۔ ہم ہندوپاکستان کے رہنے والے یا یورپین اس امر سے خبردار رہیں کہ کہیں ہم جھوٹی حُب الوطنی کے جوش میں آکر اپنے قومی گناہوں اور نقصوں کی طرف سے اندھے نہ ہو جائیں۔

خُدا اُس کے ساتھ تھا "بُت پرست ملک مصر میں"۔ اُن کی اپنی تاریخ سے یہ ایک اور ثبوت تھا کہ خُدا کی ذات اور برکت کسی چاردیواری میں محدُود نہیں رہ سکتی۔

۱۰۔ اور اُس کی سب مصیبتوں سے اُس نے اُس کو چھڑایا، اور مصر کے بادشاہ فرعون کے نزدیک اُس کو مقبولیت اور حکمت بخشی اور اُس نے اُسے مصر اور اپنے سارے گھر کا سردار کر دیا۔

اُس کی مصیبتوں۔ یہ وُہی لفظ ہے جو اُن مصیبتوں کے لئے آیا ہے، جو بعد زمانے میں اُس کے بھائیوں پر پڑیں (آیت ۱۱) اُنہوں نے اُسے دُکھ پہنچایا۔ اور دُکھوں نے اُنہیں جا پکڑا۔ آدمی جو کچھ بوتا ہے وُہی کاٹے گا۔ (گلتیوں ۶: ۷)

مقبولیت اور حکمت۔ لفظی طور پر "فضل اور حکمت"۔ دیکھو ۶: ۸ و ۱۰ کی شرح۔ یہاں فضل کے یا تو یہ معنے ہیں "خُدا کی مفت مہربانی اور محبت" یا ایسی مقبولیت جو یُوسف نے فرعون کی نظر میں حاصل کی۔

۱۱۔ پھر مصر کے سارے مُلک اور کنعان میں کال پڑا اور بڑی مصیبت آئی اور ہمارے باپ دادوں کو کھانا نہ ملتا تھا۔

۱۲۔ لیکن یعقُوب نے یہ سُن کر کہ مصر میں اناج ہے ہمارے باپ دادوں کو پہلی بار بھیجا۔

مصر میں اناج۔ ایسا واقع ہُوا کہ اُنہیں اسباب معاش حاصل کرنے کے لئے ملک موعُود کو چھوڑ کر ایک اجنبی ملک میں جانا پڑا۔ خُدا نے اپنی مقبُول اُمّت کے لئے گذارے کا انتظام اُن کی میراث کے علاقے سے باہر کیا۔

۱۳۔ اور دُوسری بار یُوسف اپنے بھائیوں پر ظاہر ہو گیا اور یُوسف کی قومیّت فرعون کو معلُوم ہو گئی۔

۱۴۔ پھر یُوسف نے اپنے باپ یعقُوب اور سارے کُنبے کو جو پچھتّر جانیں تھیں بُلا بھیجا۔

بُلا بھیجا۔ یہ خاص لفظ اعمال ہی کی کتاب میں آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں میں ہوں میرے پاس آجاؤ (۱۰ : ۳۲؛ ۲۰ : ۱۷، ۲۴ : ۲۵)

پچھتّر جانیں۔ پیدائش ۴۶ : ۲۷، اور خروج ۱ : ۵، اور استثنا ۱۰ : ۲۲ میں یہ شمار ستّر ہے۔ اور اس شمار میں یعقوبؑ اور یوسفؑ داخل ہیں۔ پیدائش ۴۶ : ۲۷ کے ستردل کے ترجمے میں اور نیز خروج ۱ : ۵ کے ترجمے میں یہ کل شمار پچھتّر بیان ہُوا ہے اگرچہ استثنا ۱ : ۲۲ کے ستروَل کے ترجمے میں یہ شمار ستّر ہی ہے۔ ستردل کے ترجمے میں یہ شمار پچھتر اس طرح سے کیا گیا کہ پیدائش ۴۶ : ۲۰-۲۷ کی فہرست میں منسّی کے بیٹے مکیر اور پوتے جلعاد کا نام آیا ہے اور افرائیم کے بیٹوں کا نام یعنی سُتلح اور تاحم کے نام اور اُس کے پوتے ادوم کا نام داخل کیا گیا ہے۔ اس کا مقابلہ اُس فہرست سے کرو جو پہلی تواریخ ۷ : ۱۴-۲۲ میں دی گئی ہے چونکہ ستفنس یونانی مائل یہودی تھا اس لئے اُس نے ستروَل کے ترجمے سے حوالہ دیا جیسے کہ ہندوستان میں ہندی بولنے والے بیشتر اپنی زبان میں جو ترجمہ بائبل کا ہے اُسی سے حوالہ دیتے ہیں نہ کہ عبرانی اصل سے۔

۱۵۔ اور یعقوبؑ مصر میں گیا۔ وہاں وہ اور ہمارے باپ دادے مر گئے۔
۱۶۔ اور وہ شہر سکم میں پہنچائے گئے اور اُس مقبرے میں دفن کئے گئے جس کو ابرہام نے سکم میں روپیہ دے کر بنی حمور سے مول لیا تھا۔

وہ شہر سکم میں پہنچائے گئے۔ یہ صاف ظاہر نہیں کہ متکلّم کے دل میں ضمیر "وہ" میں کون کون سے اشخاص داخل تھے۔

(الف) یعقوبؑ سکم میں دفن نہیں ہُوا بلکہ حبرون میں مکفیلہ کے غار میں (پیدائش ۵۰ : ۱۳)

(ب) مگر اس آیت کے بیان کے مطابق یوسفؑ سکم میں مدفون ہُوا (یشوع ۲۴ : ۳۲) اور ہم یاد رکھیں کہ ستفنس اس وقت خاص کر یوسفؑ کا ذکر کر رہا تھا۔

(ج) بائبل میں کوئی ذکر نہیں کہ یوسفؑ کے باقی بیٹے کہاں دفن کئے گئے اور یوسیفس کے اس بیان پر بہت بھروسہ نہیں کرنا چاہئیے کہ وہ حبرون میں مدفون ہوئے کیونکہ شاید اس کا بیان کسی بے بنیاد روایت پر مبنی ہو۔ اگر یوسفؑ کی ہڈیوں کی طرح اُن کی ہڈیوں کو بھی مصر سے لے گئے تو اُن کو بھی سکم میں دفن کیا ہوگا۔ جیروم کہتا ہے کہ اس کے زمانے میں بارہ

بزرگوں کی قبریں سکم میں دکھائی جاتی تھیں۔

خواہ یہ درست ہو یا نہ ہو مگر سکم یوسف کی ہڈیاں تو سکم میں دفن ہوئیں اور اس وقت ستفنس کے خیال میں یوسف ہی کی تصویر تھی۔ سکم سامریہ میں واقع تھا اور اس لئے یہودیوں کے لئے ناگوار تھا مگر اس ذکر سے ستفنس نے اُن کو یاد دلایا کہ اُن کی قوم کی مقدس جگہیں یروشلیم ہی میں محدود نہ تھیں۔

ابرہام نے ..... مول لیا تھا۔ یہاں دو مختلف معاملات کو خلط ملط کر دیا ہے۔

(الف) لکھا ہے کہ ابرہام نے حبرون میں زمین کا ایک ٹکڑا خریدا تھا جس میں مکفیلہ کی غار داخل تھی۔ یہ عفرون حتی سے (پیدائش ۲۳: ۴-۲۰)

(ب) کچھ عرصے بعد یعقوب نے ایک ٹکڑا زمین سکم میں بنی حمور سے سکم کے باپ سے خریدا (پیدائش ۳۳: ۱۸-۲۰) اس دوسری خریداری کا اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ ابراہیم نے کنعان میں پہلے پہل داخل ہونے پر پہلا مذبح وہاں بنایا تھا۔ (پیدائش ۱۲: ۶-۷) اسی وجہ سے یہ جگہ اُس کی اولاد کی نظروں میں مقدس بن گئی تھی۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت جس صورت میں کہ یہ موجود ہے ان دو الگ الگ واقعات کا مرکب نظارہ پیش کرتی ہے۔ عام تشریح یہ ہے کہ متکلم نے ان دو خریداروں اور دو قبرستانوں کا ذکر کرتے وقت اس تاریخ کو جلد جلد پیش کرنے میں مخلوط کر دیا کیونکہ اس کا خیال چھوٹی چھوٹی تفصیلوں کی طرف نہ تھا بلکہ بڑے بڑے نتائج کی طرف۔ ہم یاد رکھیں کہ اُس کے اکثر سامعین اپنی قومی تواریخ کے سارے امور سے بخوبی واقف تھے ستفنس کے نقطہ خیال سے اس موقع پر حقیقی زور یوسف اور سکم پر دیا گیا۔

۱۷۔ لیکن جب اُس وعدہ کی میعاد پوری ہونے کو تھی جو خدا نے ابرہام سے فرمایا تھا تو مصر میں وہ اُمت بڑھ گئی، اور اُن کا شمار زیادہ ہوتا گیا۔

۱۸۔ اُس وقت تک کہ دوسرا بادشاہ مصر پر حکمران ہوا، جو یوسف کو نہ جانتا تھا۔

دوسرا بادشاہ۔ ۱۷-۴۱۔ آیات کی تاریخ کے لئے دیکھو خروج ۱-۲۲ باب تک۔ جس بادشاہ کا یہاں ذکر ہے وہ رعمسیس دوم اُنیسویں خاندان کا تھا جو عمارتوں کی تعمیر کرانے کے سبب بہت مشہور تھا۔ اُس کا بیٹا اور جانشین میرن پتاہ غالباً خروج کا

فرعون تھا کچھ وجوہات اس کے بھی ملتے ہیں کہ تھوتھمیس سوم اٹھارہویں خاندان کا وُہ فرعون تھا جس کے زمانے میں بنی اسرائیل غلام بنے اور اُس کا بیٹا آمی نوتپ سوئم وُہ فرعون تھا جس کے وقت بنی اسرائیل مصر سے نکلے۔

۱۹۔ اُس نے ہماری قوم سے چالاکی کرکے ہمارے باپ دادوں کے ساتھ یہاں تک بدسلوکی کی کہ اُنہیں اپنے بچّے پھینکنے پڑے تاکہ زندہ نہ رہیں۔

چالاکی کرکے۔ یہ فعل نئے عہدنامے میں اور کسی جگہ نہیں آیا۔ یہ خروج ۱: ۱۰ کے سترؔ وں کے ترجمے سے لیا گیا ہے، اور اس کے یہ معنے ہیں کسی سے فریب اور چالاکی کرنا۔

بدسلوکی کی۔ آیت ۶ میں بھی یہی لفظ آیا تھا۔ پہلی پیشین گوئی لفظی طور پر تھی جو اب پوری ہو گئی۔ پوشیدہ چالاکی کے بعد برملا ظلم ہونے لگا۔ یہی دو اوزار ہیں، جن کے ذریعے شیطان خُدا کی کلیسیا پر حملہ کرتا ہے۔

تاکہ زندہ نہ رہیں۔ یہ فعل پولُس اور لُوقا کی تصنیفات میں آتا ہے۔ دیکھو لُوقا ۱۷: ۳۳۔ ۱-تیمتھیُس ۶: ۱۳۔

۲۰۔ اس موقع پر مُوسیٰ پیدا ہُوا جو نہایت خوبصورت تھا۔ وُہ تین مہینے تک اپنے باپ کے گھر میں پالا گیا۔

نہایت خوبصورت۔ لفظی طور پر "خُدا کے آگے خوبصورت"۔ یہ عبرانی محاورہ تھا تفصیل ظاہر کرنے کے لئے جو لفظ خوبصورتی کے لئے نئے عہدنامے میں پھر آتا ہے (عبرانی ۱۱: ۲۳) وُہ خروج ۲: ۲ سے لیا گیا ہے۔ (سترؔ وں کا ترجمہ)

۲۱۔ مگر جب پھینک دیا گیا تو فرعون کی بیٹی نے اُسے اُٹھا لیا، اور اپنا بیٹا کرکے پالا۔

فرعون کی بیٹی۔ پُرانے عہدنامے میں تو اس کا نام نہیں آیا۔ لیکن یوسیفس نے اس کا نام تھرمیوٹیس بتایا ہے۔

۲۲۔ اور مُوسیٰ نے مصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی اور وُہ کلام اور کام میں قوّت والا تھا۔

مصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی۔ لفظ "تعلیم پائی" پھر ۲۲: ۳ میں آیا ہے مقدّس پولُس کی تعلیم و تربیت کے بارے میں جو اُس نے گملی ایل سے حاصل کی اس آیت کا بیان عہدِ عتیق کی تاریخ کا تتمّہ ہے اور فرعون کی بیٹی کے متبنّے بیٹے کی ایسی تعلیم و تربیت ہونا چاہیئے تعجب نہیں۔ مصریوں کی دانائی مشہور تھی۔ (۱-سلاطین ۴: ۳۰) اور اس میں نجوم اقلیدس

اور طب داخل تھے۔

۲۳۔ اور جب قریباً وُہ چالیس برس کا ہُوا تو اُس کے جی میں آیا کہ مَیں اپنے بنی اسرائیل بھائیوں کا حال دیکھوں۔

تقریباً چالیس برس۔ اس تفصیل کا ذکر پرانے عہدنامے میں نہیں آیا۔ یہاں اتنا معلوم ہے کہ خروج کے وقت مُوسیٰ کی عمر ۸۰ سال کی تھی (خروج ۷: ۷) اور اُس کی موت کے وقت اُس کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی (استثنا ۳۴: ۷)۔ یُوں اُس کی زندگی چالیس چالیس سال کے تین حصّوں پر منقسم کی گئی ہے۔ (دیکھو آیت ۳۰)

اُس کے جی میں آیا۔ یہ جملہ سبعینؔ کے ترجمے میں بار بار آیا ہے۔ ۲-سلاطین ۱۲: ۴۔ یسعیاہ ۶۵: ۱۷) اور وہاں ہی سے یہ محاورہ لیا گیا ہے۔ یہ جملہ پھر ۱-کرنتھی ۲: ۹ میں آتا ہے۔ اس عبرانی محاورہ کا یہ زور ہے کہ یہ خیال مُوسیٰ کے دِل میں چھپا ہُوا تھا۔ اور یک لخت متحرک ہو گیا۔

اپنے بھائیوں کا حال دیکھوں۔ دیکھو خروج ۲: ۱۱۔ چونکہ مُوسیٰ فرعون کا متبنّٰے بیٹا تھا، اس لئے وُہ مصر کے اعلےٰ درجے کے لوگوں میں شامل تھا۔ اور ان مظلوم غلاموں سے الگ رہتا تھا اور یہ لوگ بھی الگ علاقے میں رہتے تھے۔ دیکھو عبرانی ۱۱: ۲۴-۲۶ تک۔ لفظ "دیکھوں" سے مُراد ہے کہ اُن پر مہربانی کروں اور اُن کو مدد دُوں (یعقوب ۱: ۲۷)

۲۴۔ چنانچہ اُن میں سے ایک کو ظلم اُٹھاتے دیکھکر اُس کی حمایت کی۔ اور مصری کو مار کر مظلوم کا بدلہ لیا۔

۲۵۔ اُس نے تو خیال کیا کہ میرے بھائی سمجھ لیں گے کہ خُدا میرے ہاتھوں اُنہیں چھٹکارا دے گا مگر وُہ نہ سمجھے۔

خیال کیا۔ اِس کا ذکر بھی پرانے عہدنامے میں نہیں آیا۔

چھٹکارا دے گا۔ مُوسیٰ کو یہ خیال تھا کہ اسرائیلی سمجھ لیں گے کہ خُدا عین اُس وقت اُنہیں چھٹکارا دے رہا تھا اور مصری کا قتل کرنا اس مخلصی میں پہلا قدم تھا۔

مگر وُہ نہ سمجھے۔ ستفنس نے ارادتاً اس پر زور دیا کہ عبرانی نسل خُدا کے مقصد کو نہ سمجھی اور اُس کے ایلچیوں کے قبول کرنے میں قاصر رہی۔ (آیات ۳۹، ۵۱، ۵۲، ۵۳) لیکن جب اُنہوں نے یسُوع مسیح کو ردّ کیا تو اُن کی یہ گستاخی کمال تک پہنچ گئی۔

۲۶۔ پھر دوسرے دن وہ اُن میں سے دو لڑتے ہوؤں کے پاس آنکلا اور یہ کہہ کر اُنہیں صلح کرنے کی ترغیب دی کہ اَے جوانو! تم تو بھائی بھائی ہو۔ کیوں ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہو؟

صلح کرنے کی ترغیب دی۔ یہ لفظ صرف اسی جگہ نئے عہد نامے میں آیا ہے۔

۲۷۔ لیکن جو اپنے پڑوسی پر ظلم کر رہا تھا اُس نے یہ کہہ کر اُسے ہٹا دیا کہ تجھے کس نے ہم پر حاکم اور قاضی مقرر کیا۔

اُسے ہٹا دیا۔ پرانے عہد نامے میں اس کا بھی ذکر نہیں۔ یہ فعل آیت ۳۹ اور ۱۳: ۴۶ رومیوں ۱۱: ۱-۲ اور ۱ تیمتھیس ۱۹ میں بھی آیا ہے اور مقدس لوقا اور مقدس پولس کے الفاظ میں مطابقت کی یہ ایک اور مثال ہے۔

۲۸۔ کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جس طرح کل اُس مصری کو قتل کیا تھا؟

۲۹۔ موسیٰ یہ بات سُن کر بھاگ گیا اور مدیان کے ملک میں پردیسی رہا کیا اور وہاں اُس کے دو بیٹے پیدا ہوئے۔

یہ بات سُن کر بھاگ گیا۔ خروج ۲: ۱۵ سے ظاہر ہے کہ یہ الفاظ بادشاہ کے کانوں تک پہنچے اور اُس کی مخالفت کو بھڑکایا۔

پردیسی۔ دیکھو آیت ۶۔

مدیان کے ملک میں۔ اس علاقے میں عرب کا شمالی حصہ اور عقابہ کی خلیج کے ساحل کا علاقہ داخل تھا۔ یہ خلیج بحیرہ قلزم کا ایک حصہ تھا۔

۳۰۔ اور جب پورے چالیس برس ہو گئے تو کوہ سینا کے بیابان میں جلتی ہوئی جھاڑی کے شعلے میں اُس کو ایک فرشتہ دکھائی دیا۔

جب پورے چالیس برس ہو گئے۔ دیکھو آیت ۲۳۔ پرانے عہد نامے میں اس کا ذکر نہیں کہ وہ کب تک مدیان میں رہا۔ لیکن اگر اُس چالیس سال کے زمانے کو اُس چالیس سال کے ساتھ جمع کریں جو بھاگنے کے وقت اُس کی عمر تھی تو خروج کے وقت اُس کی عمر ۸۰ سال ہو جاتی ہے اور یہ ۷: ۷ کے مطابق ہوتی ہے۔

کوہ سینا۔ خروج ۳: ۱ میں یہ خدا کا پہاڑ حوریب ہے۔ غالباً سینا اور حوریب ایک ہی پہاڑ کے دو نام ہیں۔ بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ حوریب سلسلۂ کوہ کا نام ہے اور سینا

جس کی ایک خاص چوٹی کا نام ہے۔

۳۱۔ جب موسیٰ نے اُس پر نظر کی تو اُس نظارے سے تعجب کیا۔ اور جب دیکھنے کو نزدیک گیا تو خداوند کی آواز آئی۔

نظارہ۔ یہ لفظ صرف لوقا ہی میں آیا ہے۔ سوائے ایک دفعہ کے۔ اعمال کی کتاب میں گیارہ دفعہ آیا ہے۔ ۷: ۳۱؛ ۹: ۱۰ و ۱۲؛ ۱۰: ۳ و ۱۷ و ۱۹؛ ۱۱: ۵؛ ۱۲: ۹؛ ۱۶: ۹ و ۱۰؛ ۱۸: ۹) اس کے سوائے صرف ایک دفعہ اور آیا ہے (متی ۱۷: ۹) بعض موقعوں پر اس کا ترجمہ رویا کیا گیا ہے۔

۳۲۔ کہ مَیں تیرے باپ دادوں کا خدا یعنی ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کا خدا ہوں۔ تب تو موسیٰ کانپ گیا اور اُس کو دیکھنے کی جرأت نہ رہی۔

موسیٰ کانپ گیا۔ جس لفظ کا ترجمہ "کانپ گیا" ہوا ہے وہ پھر ۱۶: ۲۹ عبرانی ۱۲: ۲۱ میں آیا ہے نئے عہدنامے میں یہ لفظ ایسے کانپنے کے لئے آتا ہے جو کسی فوق العادت نظارہ سے پیدا ہو۔

۳۳۔ خداوند نے اُس سے کہا کہ اپنے پاؤں سے جوتی اُتار لے، کیونکہ جس جگہ تو کھڑا ہے وہ پاک زمین ہے۔

پاک زمین۔ کیونکہ خدا وہاں موجود تھا۔ اگرچہ وہ ایک بیابان کا قطعہ تھا، جہاں کوئی مندر یا ہیکل نہ تھا۔ ستِفنس نے اس امر کا ذکر اپنی تقریر کو پُرزور بنانے کے لئے کیا۔

۳۴۔ مَیں نے واقعی اپنی اُس اُمت کی مصیبت دیکھی، جو مصر میں ہے۔ اور اُن کا آہ و نالہ سُنا۔ پس اُنہیں چھڑانے اُترا ہوں۔ اب آ۔ مَیں تجھے مصر میں بھیجوں گا۔

۳۵۔ جس موسیٰ کا اُنہوں نے یہ کہہ کر انکار کیا تھا کہ تجھے کس نے حاکم اور قاضی مقرر کیا؟ اُسی کو خدا نے حاکم اور چھڑانے والا ٹھہرا کر اُس فرشتہ کے ذریعہ سے بھیجا جو اُسے جھاڑی میں نظر آیا تھا۔

جس موسیٰ۔ آیات ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ کے شروع میں لفظ "یہی" یا "وہی" آتا ہے متکلم کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامعین کی توجہ کو موسیٰ کی طرف لگائے اور اس امر پر زور دے کہ گو یہودی موسیٰ کی تعظیم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن فی الحقیقت اُنہوں نے اُس سے بدسلوکی کی۔ علاوہ اس کے متکلم کے دل میں یہ دو خیال تھے کہ جیسے اُنہوں نے موسیٰ کو رد کیا ویسا

ہی اس بڑے نبی کو جس کا ذکر موسیٰ نے کیا تھا۔

انکار کیا تھا۔ اس امر کا دوبارہ ذکر ارادتاً کیا گیا (آیات ۲۷ و ۳۸) یہ وہی لفظ ہے جو ۳: ۱۳-۱۴ میں بھی آیا ہے جیسے اُن کے باپ دادوں نے موسیٰ کا انکار کیا تھا ویسا اُنہوں نے مسیح کا انکار کیا۔

خدا نے حاکم اور چھڑانے والا ٹھہرا کر۔ اسی قسم کی دلیل خداوند یسوع کے بارے میں ۲: ۳۶ اور ۵: ۳۰ و ۳۱ میں بھی دی گئی ہے۔ ستفنس نے یہاں الفاظ کی ترتیب کو کچھ بدلا ہے آیت ۲۷ میں لفظ "حاکم اور قاضی" آیا تھا اور یہاں "حاکم اور چھڑانے والا" آیا ہے۔ یہاں اسرائیل کے مصر سے رہائی پانے کا ذکر ہے۔ لفظ "چھڑانے والا" نئے عہد نامے میں کسی اور جگہ نہیں آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق الفاظ آئے ہیں (متی ۲۰: ۲۸، لوقا ۱: ۶۸، ۲: ۳۸، ۲۴: ۲۱، ططس ۲: ۱۴- عبرانی ۹: ۱۲، ۱ پطرس ۱: ۱۸) اس لحاظ سے بھی موسیٰ کی رسالت ہمارے نجات دہندے کی رسالت کا نشان تھی۔

فرشتہ کے ذریعہ سے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ عہد کے فرشتہ کی محافظ قدرت کے ذریعہ، موسیٰ اس رسالت کا کام سرانجام دینے کے لئے اکیلا اپنی ہی طاقت کے زور پر نہ بھیجا گیا تھا۔ خدا کی حضوری اور قوت اُس کے ساتھ تھیں۔ اس فرشتے کا ذکر بھی آیت ۳۸ میں آیا ہے۔

۳۶- یہی شخص انہیں نکال لایا اور مصر اور بحر قلزم اور بیابان میں چالیس برس تک عجیب کام اور نشان دکھائے۔

عجیب کام اور نشان۔ دیکھو ۲: ۲۲۔ جہاں یہ دونوں مسیح کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

۳۷- یہ وہی موسیٰ ہے جس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔

یہ وہی موسیٰ ہے۔ مقدس ستفنس نے موسیٰ کی اس بڑی پیشینگوئی کی طرف خاص توجہ دلائی جو اُس نے مسیح کے بارے میں کی تھی گویا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم موسیٰ کی تعظیم کا دعویٰ کرتے ہو۔ پس اس پیشینگوئی کو قبول کرو جو اُس نے مسیح کے بارے میں کی۔ اُنہوں نے تو اُس پر موسیٰ کی ہتک عزت کرنے کا الزام لگایا تھا۔ حالانکہ اُس نے

اس شریعت دہندے کی عزت کی جبکہ اُس نے اِس مسئلہ کو مان لیا جس کی پیشینگوئی اُس نے کی تھی۔ استثنا ۱۸: ۱۵ کا حوالہ ۳: ۲۲ میں بھی دیا گیا ہے۔

۳۸- یہ وُہی ہے جو بیابان کی کلیسیا میں اُس فرشتہ کے ساتھ جو کوہ سینا پر اُس سے ہمکلام ہُوا، اور ہمارے باپ دادوں کے ساتھ تھا اُسی کو زندہ کلام ملا کہ ہم تک پہنچا دے۔

بیابان کی کلیسیا۔ لفظ کلیسیا کے لئے دیکھو ۵: ۱۱ کی شرح۔ یہاں اس لفظ سے اسرائیلیوں کی وُہ ساری جماعت مُراد ہے جو بیابان میں سفر کر رہی تھی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ قرینہ کے لحاظ سے یہاں وُہ خاص جماعت مُراد ہے جو شریعت کے ملنے کے وقت، کوہ سینا پر جمع تھی۔

اس فرشتہ کے ساتھ۔۔۔۔ ہمکلام ہُوا۔ دیکھو آیت ۳۵۔ ان دونوں مقاموں میں عہد کا فرشتہ مُراد ہے۔ خروج کے بیان سے (خروج ۲۰: ۱-۲۱ تک) یہ صاف ظاہر ہے کہ کوہِ سینا پر خُدا ہی متکلّم تھا (مقابلہ کرو پیدائش ۴۸: ۱۵-۱۶) اس آیت میں فرشتہ کے ساتھ شراکت کا خاص خیال ہے۔ دیکھو خروج ۲۰: ۲۱، ۲۴: ۱۲ سے ۱۸ تک۔

ہمارے باپ دادوں کے ساتھ۔ مُوسیٰ تو فرشتے کے ساتھ ایک طرف تھا الٰہی مکاشفہ حاصل کرنے کے لئے لیکن دُوسری طرف بنی اسرائیل کے ساتھ تھا کہ اُن کو وُہ مکاشفہ پہنچاتے۔ یُوں وُہ سینا کے عہد کا درمیانی تھا (استثنا ۵: ۲۲-۳۱، گلتیوں ۳: ۱۹-۲۰) اس درمیانی پن میں بھی اُس کا کام مسیح کے کام کا عکس تھا (عبرانی ۱۲: ۱۸ سے ۲۵ تک)

زندہ کلام۔ یعنے مکاشفہ کا زندہ کلام۔ جس لفظ کا ترجمہ کلام ہُوا ہے وُہ یُونانی بُت پرست اپنے دیوتاؤں کے الہام کے بارے میں استعمال کرتے تھے جو اُن کے پرستاروں کے سوالات کے جواب میں ملا کرتے تھے۔ پھر جن لوگوں نے پُرانے عہدنامے کا ترجمہ یُونانی میں کیا اُنہوں نے اِس لفظ کو الٰہی کلام اور مکاشفہ کے لئے استعمال کیا۔ یہ لفظ پھر رُومیوں ۳: ۲ عبرانی ۵: ۱۲۔ ۱ پطرس ۴: ۱۱ میں آتا ہے۔ اس الٰہی قدرت اور زندگی کے لحاظ سے یہ زندہ کلام کہلاتا ہے جو اُن کی تہ میں پائی جاتی ہیں (یُوحنّا ۶: ۶۳ عبرانی ۴: ۱۲، ۱ پطرس ۱: ۲۳)۔ شاید ستفنس اپنے سامعین کو یہ جتانا چاہتا ہے کہ جس شریعت کی وُہ

ایسی اعلیٰ عزت کرتے ہیں وُہ ایک رُوحانی اور مؤثر شریعت تھی نہ کہ محض لفظی اور مُردہ جس کی ظاہری اطاعت ایسی پابندی سے کیجاتی ہے۔

۳۹۔ مگر ہمارے باپ دادا نے اُس کے فرمانبردار ہونا نہ چاہا۔ بلکہ اُس کو ہٹا دیا اور اُن کے دل مصر کی طرف مائل ہُوئے۔

فرمانبردار ہونا نہ چاہا۔ متکلم نے عبرانی نسل کی سخت نافرمانبرداری پر زور دیا۔ مُوسیٰ سے وفاداری کا فخر وُہ ہرگز نہ کر سکتے تھے۔

اُس کو ہٹا دیا۔ آیت ۲۷ میں بھی یہی لفظ آیا تھا۔ یہاں ارادتاً اس کا ذکر دُوسری دفعہ ہُوا ہے تاکہ وُہ اُن کو یاد دلاتا رہے کہ اُنہوں نے مُوسیٰ کو رد کیا تھا۔

اُن کے دِل مصر کی طرف مائل ہُوئے۔ دیکھو خروج ۱۶: ۳، گنتی ۱۱: ۴، ۵۔ وُہ مصر کی خوشیوں اور مصر کے بُتوں کی طرف بہت مائل تھے، اور مصر کی غلامی کی تلخی کو بھُول گئے تھے۔ یہاں دِل پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ساری برگشتگی کی خبر دل کی ناپاک خواہشوں میں ہوتی ہے (امثال ۱۴: ۱۴)

۴۰۔ اور اُنہوں نے ہارُون سے کہا کہ ہمارے لئے ایسے معبُود بنا جو ہمارے آگے آگے چلیں۔ کیونکہ یہ مُوسیٰ جو ہمیں مُلکِ مصر سے نکال لایا ہم نہیں جانتے کہ وُہ کیا ہُوا۔

۴۱۔ اور اُن دِنوں میں اُنہوں نے ایک بچھڑا بنایا اور اُس بُت کو قربانی چڑھائی اور اپنے ہاتھوں کے کاموں کی خوشی منائی۔

ایک بچھڑا بنایا۔ جس لفظ کا ترجمہ بچھڑا ہُوا ہے وُہ سترّوں کے ترجمے سے لیا گیا ہے جس کے حقیقی معنے نوجوان سانڈھ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہارُون نے جو سُنہری مُورت بنائی اُس کی خاص صُورت یہی تھی۔ مصری لوگ دو خاص مقدس سانڈوں کی پرستش کرتے تھے (APIS و MNEVIS) جن کو وُہ اوسارس اور سُورج دیوتا کا اوتار سمجھتے تھے اور اسرائیلیوں نے یہ پرستش مصریوں سے سیکھی۔ ہندوستان میں بھی سانڈ کی پرستش ہوتی ہے اور سانڈ شِو کا خاص نشان ہے۔ لنگ کے تقریباً سارے مندروں میں سانڈھ کی مورتیں پائی جاتی ہیں اور بنارس جیسے مقدس شہر میں سانڈ کو چھوڑنا جس پر شِو کا خاص نشان بنا ہُوا ہو بڑے ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ گائے کی تعظیم اس سے بھی زیادہ کیجاتی ہے یہاں اسرائیلیوں کا گناہ کمال تک پہنچ گیا۔

(الف) اُنہوں نے بچھڑا بنایا۔
(ب) اُس بُت کے آگے اُنہوں نے قُربانی چڑھائی۔
(ج) اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اُنہوں نے خُوشی منائی
(خروج ۳۲: ۱۷-۱۹، ۱ کرنتھی ۱۰: ۷) بُت پرستی فی نفسہٖ حقیقی اور زندہ خُدا سے بغاوت ہے۔ اگر کوئی اس میں ضد کرے تو وُہ اور بھی بغاوت میں بڑھتا جاتا ہے اور اس گناہ پر فخر کرنا اس بغاوت کا کمال ہے۔ علاوہ ازیں اسرائیلیوں نے دانستہ نُور اور علم کے خلاف گُناہ کیا۔

۴۲۔ پس خُدا نے مُنہ موڑ کر اُنہیں چھوڑ دیا کہ آسمانی فوج کو پُوجیں۔ چنانچہ نبیوں کی کتاب میں لکھا ہے کہ اَے اسرائیل کے گھرانے! کیا تُم نے بیابان میں چالیس برس مجھ کو ذبیحے اور قُربانیاں گذرانیں؟

خُدا نے مُنہ موڑ کر۔ آیت ۳۹ میں یہی فعل آیا تھا جس کا ترجمہ "مائل ہوئے ہُوا" یعنی وُہ توحید سے ہٹ گئے اور خُدا اُن کی طرف سے ہٹ گیا یعنی خُدا نے اپنے سلوک میں تبدیلی کی اور اپنی خاص مہربانی اور روکنے والے فضل کو اُن سے باز رکھا (یشوع ۲۴: ۲۰، یسعیاہ ۶۳: ۱۰) خُدا کی ساری رُوحانی برکتوں کی شرط یہ ہے کہ انسان سچّے دل سے اُس کا فرمانبردار بنے۔

اُنہیں چھوڑ دیا۔ رُومی ۱: ۲۴ و ۲۶ و ۲۸، افسیوں ۴: ۱۹ میں بھی یہی فعل آیا ہے۔ جب لوگ ارادتاً خُدا کی محبّت اور فضل کو حقیر جانتے اور اُنہیں رد کر دیتے ہیں تو خُدا بھی اُنہیں چھوڑ دیتا ہے تاکہ اپنی طبعی رغبتوں اور خواہشوں کی پیروی کریں (مقابلہ کیجئے ۴: ۱۷)

آسمانی فوج کو پُوجیں۔ یعنی سُورج چاند ستاروں کو پُوجیں۔ استثنا ۱۷: ۳، ۲ سلاطین ۱۷: ۱۶، ۲۱: ۳، ۲ تواریخ ۳۳: ۳، ایُّوب ۳۱: ۲۶-۲۸، یرمیاہ ۸: ۲، ۱۹: ۳ میں ایسی پرستش کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں۔ مصر میں را اور تُوم وغیرہ ناموں سے سُورج کی پرستش ہوتی تھی اور آہ کے نام سے چاند کی پرستش ہوتی تھی اور ستاروں کی بھی خاص تعظیم کی جاتی تھی۔ اسی قسم کی پرستش اسوریوں اور بابلیوں وغیرہ میں بھی مروّج تھی۔ ہندوستان میں بھی اس قسم کی پرستش پائی جاتی ہے۔ ویدوں

کے دِنوں میں بھی سورج دیوتا کا نام سوریا یا سوتری تھا اور اُس کی خاص عبادت ہوتی تھی اور ان دنوں میں بھی گو ان کے لئے کوئی مندر نہیں بنائے جاتے، ہر ہندو کا فرض ہے کہ گاتری پڑھتے ہوئے طلوعِ آفتاب کی تعظیم کریں۔ چاند کی طرف گو کم توجہ کی جاتی ہے لیکن تو بھی سوم کے نام سے اس کو خاص عزّت دیجاتی ہے اور ہندو اپنے ہاتھ اُس کیطرف اُٹھاتے ہیں۔

سیاروں کی بھی دیوتا سمجھ کر بڑی عزّت ہوتی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ انسان کی قسمت پر اُن کا بڑا اثر ہے۔ اہلِ ہنود نجوم اور جنم پتریوں کو بھی مانتے ہیں پس ہر جگہ یہ میلان پایا جاتا ہے کہ خالق کی نسبت مخلوق کی زیادہ پرستش کریں۔

نبیوں کی کتاب۔ عبرانی شمار کے مطابق بارہ "انبیائے صغیر" ایک کتاب سمجھے جاتے ہیں، اور اسی کتاب سے یہ اقتباس لیا گیا ہے۔

کیا تم نے . . . . یہ عبارت سترّ ون کے ترجمے سے عاموس ۵: ۲۵-۲۷ لفظ بلفظ لی گئی ہے۔ نبی ان الفاظ کے ذریعے اپنے زمانے کے لوگوں کی بُت پرستی پر اُن کو تنبیہ کرتا ہے اور اُن کو دھمکی دیتا ہے کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اُن کو سزا ملے گی اور وہ اسیر ہو جائیں گے۔ ایسا کرنے کے ذریعہ اُس نے اُن کے باپ دادوں کی بُت پرستی کی طبیعت کی طرف اشارہ کیا جس کے آثار مصر کی غلامی سے رہائی پانے کے بعد ہی فوراً ظاہر ہو گئے۔

اس سوال سے کہ "کیا تم نے" یہ مُراد نہیں کہ اُنہوں نے خُدا کے آگے کوئی قربانی نہیں چڑھائی کیونکہ توریت کی تاریخ سے بخوبی ظاہر ہے کہ وہ ایسی قربانیاں چڑھایا کرتے تھے لیکن نبی کا ارادہ یہ تھا کہ اُن کے دل پر یہ سبق نقش کرے، کہ دو دلی نہایت جائز عبادت کو بھی خراب کر دیتی ہے۔ اگر ہم دُوسری چیزوں پر دل لگائیں تو ہم فی الحقیقت خُدا کی پرستش کرنے والے نہیں (یسعیاہ ۱: ۱۰-۲۰، ۶۶: ۱-۳، حزقی ایل ۱۴: ۲-۷، متی ۱۵: ۷-۹)

۴۳۔ بلکہ تم مولک کے خیمے، اور رفان دیوتا کے تارے کو لئے پھرتے تھے۔ یعنی اُن مُورتوں کو جنہیں تم نے سجدہ کرنے کے لئے بنایا تھا۔ پس مَیں تمہیں بابل کے پرے لے جا کر بساؤں گا۔

مولک کے خیمے۔ خیمے کے لئے جو لفظ ہے وہی ہے جس کا ذکر ۴۴ آیت میں (شہادت کا خیمہ) آیا ہے۔ اس لفظ سے حقیقی اور جعلی دونوں قسم کے خیمے مراد ہیں۔ جب دل بگڑا ہو تو حقیقی ہی جعلی بن جاتا ہے۔ یہ ترجمہ سترِوں کے مطابق عاموس ۵: ۲۶ کا ہے لیکن نبی کے خیمے کے لئے جو عبرانی لفظ (SICCUTH) استعمال کیا وہ خیمے کے لئے عام لفظ نہیں (OH HAL) اگر یہ اس لفظ سے مشابہ ہے جس کے معنے چھپر کئے جاتے ہیں اور جو عید خیام کے موقعہ پر بنائے جاتے تھے، اس لئے نئے ترجمے میں یہ اسم معرفہ کے طور پہ آیا ہے اور مولک کی بجائے "تمہارا بادشاہ" آیا ہے یہ عبرانی کا لفظی ترجمہ ہے۔

عاموس کے اس جملے کا یہ ترجمہ ہوگا "تم نے اپنے بادشاہ سیکوتھ کو اُٹھایا" عکاد کی بولی میں جو بابل کے شمال میں بولی جاتی تھی یہ سکوت یا سیکوس سنیچر سیارے کا نام تھا اور بابلی زبان میں اس کا نام قوانون تھا۔ علما کی اب عام رائے یہ ہے کہ عبرانی لفظ سیکوتھ جو اور کسی جگہ نہیں آیا وہ عکادی سکوت یعنی سنیچر سیارے کا نام تھا۔ عبرانیوں کا دستور تھا کہ غیر زبانوں کے لفظوں کو کچھ بدل کر (شاید حقارت کی وجہ سے) استعمال کرتے تھے۔ اگر یہ قیاس درست ہو تو عاموس کے یہ معنے ہوں گے "کہ تم خداوند کے خیمے کو نہیں بلکہ اپنے بادشاہ سنیچر کو لئے پھرتے تھے"۔

ستفنس نے سترِوں کے ترجمے کو استعمال کیا (دیکھو آیت ۴۲ کی شرح) اور جو سبق اُس نے اس ترجمے سے نکالا وہ پُر زور ہے۔ مولک سورج دیوتا تھا اور سِم کی نسل کے کئی فرقے اُس کی پرستش کرتے تھے۔ بائبل میں اس کی پرستش کی طرف کئی اشارے پائے جاتے ہیں۔ (احبار ۱۸: ۲۱، ۲۰: ۲؛ ۱ سلاطین ۱۱: ۷؛ ۲ سلاطین ۲۳: ۱۰؛ یرمیاہ ۳۲: ۳۵)

رفان دیوتا۔ یہ بھی سترِوں کے ترجمے کے مطابق ہے۔ انگریزی میں رفان کی جگہ نیون آیا ہے۔ اور ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ سنیچر سیارے کے لئے بابلی نام قوانون تھا اور یہ نیون سے بہت مشابہ ہے اور غالباً عاموس نے یہی استعمال کیا ہوگا جس کے معنے سنیچر سیارہ ہیں۔ فارسی زبان میں سنیچر کا نام اب تک کیوان ہے۔

رفان یونانی مترجموں نے شاید نیون کو بگاڑ کر بنایا لیکن بعضوں کا خیال ہے کہ یہ مصری لفظ رفع سے لیا گیا جو سنیچر دیوتا کا نام ہے۔ اور چونکہ سترِوں کا ترجمہ مصر میں ہوا

تھا اِس لئے اُنہوں نے نیون دیوتا کے لئے یہ نام چن لیا تاہم تحقیقی طور پر ہم فیصلہ نہیں کر سکتے۔

اِس قسم کے مصرعے عبرانی میں عام تھے۔
تُم اپنے بادشاہ سکوت (سینچر) کو لئے پھرتے تھے۔
ہاں اپنی صورتوں قیون کو (سینچر)
اپنے دیوتا کے تارے کو
جو تُم نے اپنے لئے بنایا۔

ہم ہندوستان میں رہنے والے جانتے ہیں کہ یہاں بھی سینچر دیوتا کی پرستش ہوتی ہے۔ اور یہ بڑا منحوس دیوتا ہے جس کو بڑی خبرداری سے منانا چاہیئے۔ اِس منحوس ستارے کے طلوع کے وقت پیدا ہونا بہت بُرا سمجھا جاتا ہے۔

لئے پھرتے تھے۔ جو لفظ عبرانی عاموس نے یہاں استعمال کیا وُہ وہی ہے جو عموماً کاہنوں اور لاویوں کے خُدا کے صندوق کو اور مقدس خیمے کو اُٹھانے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اور یہاں بڑی عقلمندی سے اس کا استعمال کیا گیا۔ بعضوں کا یہ قیاس درست نہیں کہ بنی اسرائیل فی الحقیقت بُتوں کے چھوٹے مندر اپنے ساتھ بیابان میں لئے پھرتے تھے۔ اور اس کا بھی گمان غالب نہیں کہ بُتوں کے جو خاص نام یہاں مستعمل ہوئے وُہ اُس زمانے میں اُن کو معلوم تھے لیکن ساتھ ہی ہم یہ مان سکتے ہیں کہ مصری حیوانات پرستی اور اجرام فلک پرستی کی تاثیر اُن پر ہُوئی تھی۔ اور یہیں یہ بھی معلوم ہُوا ہے کہ مصر سے ایک ملی جلی بھیڑ اُن کے ساتھ چلی گئی تھی (خروج ۱۲: ۳۸) جن میں ضرور بہت مصری ہوں گے۔ مُوسیٰ نے جو سلوک سنہری بچھڑے سے کیا اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی اور طرح کی بُت پرستی کی جاتی تو اُس کے ساتھ بھی یہ سلوک کیا جاتا (خروج ۳۲: ۲۰)۔ یہ تو سچ ہے کہ مصری بُت پرستی کی طرف اُن کی طبیعت کا میلان تھا اور سانڈ کی پرستش کے ساتھ جس کا ذکر اُن کی تاریخ میں کئی بار آیا ہے سورج چاند اور ستاروں کی پرستش ایزاد ہو گئی تھی۔ لیکن نبی کے الفاظ سے یہ جتانا چاہتے ہیں کہ بُت پرستی کے اِن میلانوں کے ذریعہ وُہ اعلیٰ پرستش بگڑ گئی جیسے خُدا نے مقرر کیا تھا اور اُن کے لئے مقدس رسمیں فضول اور بیفائدہ ہو گئیں۔ بُت پرستی کا چشمہ دل کا ارادہ اور خواہش ہے۔

لیجا کر بساؤں گا۔ دیکھو آیت ۴۳:۵ کی شرح۔
بابل کے پرے ۔ عاموس نے یہ کہا تھا "دمشق کے پرے" لیکن ستفنس نے اس نبوت کو جائز تاریخی وسعت کے ساتھ ارادتاً مابعد بابلی اسیری عائد کیا۔

۴۴۔ شہادت کا خیمہ بیابان میں ہمارے باپ دادوں کے پاس تھا جیسا کہ موسیٰ سے کلام کرنے والے نے حکم دیا تھا کہ جو نمونہ تُو نے دیکھا ہے اُسی کے موافق اُسے بنا۔

شہادت کا خیمہ ۔ دیکھو آیت ۴۳ میں لفظ خیمے کی تشریح ستفنس نے ہیکل کے خلاف کفر بولنے کے الزام کو لے کر اس یہودی مقدس کی مختصر تاریخ بیان کی۔ یہ منقولہ خیمہ تھا نہ کہ غیر منقولہ ہیکل جسے خدا نے شروع میں مقرر کیا تھا اور وہ بھی بیابان میں نہ کہ مقدس سرزمین میں۔

۴۵۔ اُسی خیمہ کو ہمارے باپ دادا اگلے بزرگوں سے حاصل کر کے یشوع کے ساتھ لائے جس وقت اُن قوموں کی ملکیت پر قبضہ کیا، جن کو خدا نے ہمارے باپ دادا کے سامنے نکال دیا۔ اور وہ داؤد کے زمانہ تک رہا۔

ہمارے باپ دادا ۔ یہ فعل نئے عہدنامے میں خاص اسی جگہ آیا ہے اِس کے معنے ہیں کسی پہلے شخص سے سپردگی لینا۔ موسیٰ نے اپنے مرنے پر یہ خیمہ دوسروں کے سپرد کیا۔
یشوع کے ساتھ لائے ۔ جس امر پہ زور ہے وہ یہ ہے کہ یہ وہی خیمہ ہے جو ملک موعود میں پہلے پہل مقدس تھا۔ ہیکل کا خیال تو پیچھے پیدا ہوا، اور وہ بھی انسان کی طرف سے۔
قوموں کی ملکیت ۔ لفظ "ملکیت" کے لئے کہ دیکھو آیت ۵۔ متکلم نے اِن دونوں موقعوں پر اس بات پر زور دیا کہ مقدس زمین خدا کی طرف سے مفت انعام تھا اُسی نے غیر قوموں کو وہاں سے خارج کیا اور اس سے اسرائیل کو میراث میں دیا۔
داؤد کے زمانہ تک ۔ ان الفاظ کا تعلق "ساتھ لانے" سے ہے اور باقی الفاظ گویا مخلوط وحدانی ہیں یعنی "جسے ہمارے باپ دادا یشوع کے ساتھ لائے جب وہ قوموں کی میراث پر قابض ہوئے اور یہ داؤد کے دنوں تک اس کا مقدس رہا" لیکن چونکہ داؤد کے دِنوں تک قرب و جوار کی قومیں مفتوح نہ ہوئیں ہم یہ ترجمہ کر سکتے ہیں "جنہیں خدا نے ہمارے باپ دادوں کے سامنے سے خارج کیا" اور یہ خارج ہونے کا عمل داؤد کے

زمانے تک جاری رہا۔ یہ خیمہ شیلوہ میں تھا۔ (۱ سموئیل ۱: ۳۔ نوب میں ۱ سموئیل ۲۱: ۱ ، ۷ اور جبعون میں ۲ تواریخ ۱: ۳) لیکن جب سلیمان اُس کو تعمیر شدہ ہیکل میں لے گیا تو پھر اُس کا ذکر نہیں آیا (۲ تواریخ ۵: ۵)۔

۴۶۔ اُس پر خدا کی طرف سے فضل ہُوا، اور اُس نے درخواست کی کہ مَیں یعقوب کے خدا کے واسطے مسکن تیار کروں۔

یعقوب کے خدا کے واسطے مسکن۔ دیکھو ۲ سموئیل ۷ باب۔ یہ الفاظ سترولا کے ترجمہ کے مطابق زبور ۱۳۲: ۵ سے لئے گئے ہیں لفظ مسکن اور خیمہ ایک ماخذ سے ہیں لیکن خیمہ کی نسبت زیادہ مستقل اور دائمی مسکن کا خیال پایا جاتا ہے۔ نئے عہدنامے میں یہ لفظ پھر ۲ پطرس ۱: ۱۳ و ۱۴ میں آیا۔ اس میں یہ ایما پایا جاتا ہے کہ جب داؤد خدا کی نظر میں قبول ہُوا، اور ہیکل بنانے کی اجازت مانگی، اُس وقت بھی خدا کی یہ آرزو نہ تھی کہ کوئی عالیشان مسکن ہو۔

۴۷۔ مگر سلیمان نے اُس کے لئے گھر بنایا۔

مگر سلیمان نے اُس کے لئے گھر بنایا۔ یعنی اُس خیمہ کی جگہ پائیدار اور شاندار گھر سلیمان کی ہیکل کے لئے دیکھو ۱ سلاطین ۶ باب سے ۸ باب تک جب بابل کی فوجوں نے اُسے برباد کیا تو اُس کی جگہ زروبابل نے ہیکل بنائی (جو ۵۱۶ ق م میں مکمل ہوئی۔ اور اس کو ہیرودیس اعظم نے ۲۰ سنہ ق م میں از سر نو بنا کر آراستہ کیا۔ مقدس ستفنس کے سامعین جس ہیکل پر فخر کرتے تھے وہ ہیرودیس کی ہیکل تھی۔

۴۸۔ لیکن باری تعالیٰ ہاتھ کے بنائے ہُوئے گھروں میں نہیں رہتا۔ چنانچہ نبی کہتا ہے کہ:-

باری تعالیٰ۔ یہ قابلِ لحاظ ہے کہ ستفنس نے وہ لقب استعمال کیا جو غیر قوموں میں بھی مروّج تھا۔ اِس میں یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ خدا یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کا خدا ہے۔
ہاتھ کے بنائے ہُوئے۔ دیکھو مرقس ۱۴: ۵۸ افسیوں ۲: ۱۱ عبرانی ۹: ۱۱ و ۲۴۔
نہیں رہتا۔ دیکھو ۲: ۵ کی شرح، خدا کی حضوری کسی عمارت میں محدود نہیں ہوسکتی گویا کہ وہ محدود انسان ہے اور جسمانی قیود کا پابند۔ اس قسم کی غلط رائے ہندوستان میں بہت مروج ہے جہاں برہمن بعض منتروں کے ذریعہ ہون کی رسم کے ذریعہ کسی دیوتا کو کسی خاص جگہ

ہیں مقرر کر دیتے ہیں۔
چنانچہ نبی کہتا ہے۔ یہ حوالہ یسعیاہ ۶۶: ۱ و ۲ آیت سے لیا گیا ہے۔ اور سترؔول کے ترجمے سے ذرا سا مختلف ہے۔ ہیکل کی تقدیس کے وقت جو کچھ سلیمان نے کہا اُس کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو۔ ۱ سلاطین ۸: ۲۷، ۲ تواریخ ۶: ۱۸) نیز دیکھو ۱۷: ۲۴، ستفنس کا تکرار یہ ہے کہ عبرانی نبی خدا کی حضوری کو کسی ہیکل میں محدود نہ کرتے تھے اور رُوحانی دین کے حامی تھے۔

۴۹۔ خداوند فرماتا ہے۔ آسمان میرا تخت، اور زمین میرے پاؤں تلے کی چوکی ہے۔ تُم میرے لئے کیسا گھر بناؤ گے۔ یا میری آرامگاہ کونسی ہے؟
۵۰۔ کیا یہ سب چیزیں میرے ہاتھ سے نہیں بنیں۔
۵۱۔ اَے گردن کشو اور دِل اور کان کے نامختونو! تُم ہر وقت رُوح القدس کی مخالفت کرتے ہو۔ جیسے تمہارے باپ دادے کرتے تھے ویسے ہی تُم بھی کرتے ہو۔

اَے گردن کشو۔ نئے عہد نامے میں یہ لفظ صرف یہیں آیا ہے۔ لیکن سترؔول کے ترجمے میں خروج ۳۳: ۳ و ۵، ۳۴: ۹ میں مُوسیٰ نے اُن کے باپ دادوں کی نسبت استعمال کیا تھا۔ اس قرینہ میں اس کے یہ معنے ہیں "خدا کے سخت نافرمانبردار جو خدا کی مرضی اور ارادے کی طرف مائل نہیں ہوتے"۔
دل اور کان کے نامختونو! ۔ لفظ نامختون بھی نئے عہد نامے میں صرف اسی جگہ آیا ہے۔ سترؔول کے ترجمے میں یرمیاہ ۶: ۱۰، ۹: ۲۶ حزقی ایل ۴۴: ۷ میں بھی آتا ہے۔ یہودی اپنے ختنے پر فخر کرتے تھے جو فی الحقیقت خدا کے ساتھ اُن کے عہد کا نشان اور مہر تھا (آیت ۸) اور نامختون وغیر قوموں کو حقیر جانتے تھے ستفنس یہیں کہتا ہے کہ خدا کی نظر میں وہ خود خدا کے عہد سے ارادے کے لحاظ سے (دل) اور فرمانبرداری کے لحاظ سے (کان) ظاہری رسم پر عمل کرنا ضروری نہیں بلکہ اندرونی مزاج سے۔
تم ہر وقت رُوح القدس کی مخالفت کرتے ہو۔ یہ فعل پُرزور ہے۔ اور نئے عہد نامے میں صرف اسی جگہ آیا ہے اور اس سے یہ مُراد ہے کہ تم ہمیشہ خدا کی مخالفت کیا کرتے ہو۔ سترؔول کے ترجمے میں گنتی ۲۷: ۱۴ میں بھی یہ الفاظ آیا ہے۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۶۳: ۱۰ یہاں رُوح القدس کی اُلوہیت اور شخصیت کا ایک اور اتفاقی ثبوت

ہے متکلّم کے لہجہ میں جو یکایک تبدیلی واقع ہوئی اِس کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ اُس کے سامعین اُسکے الفاظ سے نہایت چڑ گئے تھے کیونکہ اِس نے اُن کے قومی بھائیوں کا سچّا الزام اُن پر لگایا اور اُن کی ہر دلعزیز راہوں کو اُس نے بے باکانہ غلط ٹھہرایا۔ اُس نے طوفان کو برپا ہوتے دیکھا اور بڑی دلیری سے اُس کا مقابلہ کیا۔

۵۲- نبیوں میں سے کس کو تُمہارے باپ دادوں نے نہیں ستایا۔ اُنہوں نے تو اُس راستباز کے آنے کی پیش خبری دینے والوں کو قتل کیا اور اب تُم اُس کے پکڑوانے والے اور قاتل ہُوئے۔

نبیوں میں سے کس کو۔ دیکھو تواریخ ۳۶: ۱۶؛ ۵: ۱۲، ۲۱؛ ۳۴-۳۶، ۲۳: ۳۵-۳۷، لُوقا ۱۳: ۳۴۔

قتل کیا۔ نہ صرف اُنہیں ستایا بلکہ اُنہیں قتل بھی کیا۔ خاص مثال کے لئے دیکھو ۲ تواریخ ۲۴: ۲۰-۲۲۔

پیش خبری دینے والو۔ دیکھو ۳: ۱۸ کی شرح۔

اِس راستباز۔ دیکھو ۳: ۱۲، ۲۲؛ ۱۴، اور یسعیاہ ۱۱: ۴ و ۵، آیت ۵۳: ۱۱- خداوند یسُوع سب سے بڑھکر راستباز تھا کیونکہ اُسی نے کامل طور سے خُدا کی مرضی اور شریعت کو پُورا کیا۔

پکڑوانے والے۔ یہ لفظ صرف لُوقا ۶: ۱۶؛ ۲ تیمتھیُس ۳: ۴ میں آیا ہے۔ اُنہوں نے اُسے صلیب کے لئے رُومیوں کے حوالے کر دیا تھا۔

قاتل- دیکھو ۲: ۲۳؛ ۳: ۱۴، ۵: ۳۰، یُوں اُنہوں نے یہ سب سے بڑا گناہ کر کے اپنے باپ دادوں کے قصوروں کا پیمانہ لبریز کر دیا۔

۵۳- تُم نے فرشتوں کی معرفت سے شریعت تو پائی پر عمل نہ کیا۔

فرشتوں کی معرفت- دیکھو گلتیوں ۳: ۱۹، عبرانی ۲: ۲، اِن مقامات میں فرشتے درمیانی سمجھے گئے جن کے وسیلے شریعت دی گئی اِس رائے کی بنیاد استثنا ۳۳: ۲، معلوم ہوتی ہے۔ جہاں سترّوں کے ترجمے میں یہ عبارت آتی ہے " اُس کے داہنے ہاتھ اُس کے ساتھ فرشتے تھے"۔ بجائے اس عبارت کے " اُس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت" مقابلہ کرو زبُور ۶۸: ۱۷ سے، یہاں آیت کا جو ترجمہ ہے اس میں اسی قسم

کے معنے کا خیال پایا جاتا ہے۔ مگر لفظی ترجمہ یہ ہوگا "فرشتوں کے اشارے پر" جس کے یا تو یہ معنے ہوں گے "فرشتوں کے اشارے کے مطابق تم نے شریعت پائی" یا "فرشتوں کے احکام کے مطابق شریعت پائی"۔ عام خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی اس پہلی اشاعت کے وقت فرشتوں کی موجودگی اور خدمت کے باعث شریعت کی آب و تاب بڑھ گئی۔ الغرض سارا آسمانی جلال اُس کی اشاعت کے وقت موجود تھا۔

عمل نہ کیا ستفنس کی تقریر میں اس کا ثبوت کافی پایا جاتا ہے جیسے اُن کے باپ دادوں نے اپنی سخت سرکشی کے باعث شریعت کو توڑا تھا۔ آیات ۳۸-۴۳ و ۵۲۔ اسی طرح سے انہوں نے خود اپنی عدم روحانیت اور اُس راستباز کو قتل کرنے کے ذریعہ توڑا، جس کی گواہی اس شریعت نے دی تھی۔ (آیات ۳۷ و ۵۱ و ۵۲) جو ستفنس نے موسیٰ کی شریعت کی ہتک اور عدولی کا الزام اُلٹا کر انہیں پر لگایا (۶: ۱۱ و ۱۳ و ۱۴)

۵۴۔ جب انہوں نے یہ باتیں سنیں تو جی میں جل گئے اور اُس پر دانت پیسنے لگے۔

جی میں جل گئے۔ دیکھو ۵: ۳۳۔ یہاں بھی لفظ آیا ہے۔ متکلم کے الفاظ آرے کی طرح اُن کو چیر گئے۔

دانت پیسنے لگے۔ یعنے غصے اور نفرت سے دانت پیستے رہے۔

۵۵۔ مگر اُس نے روح القدس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف غور سے نظر کی اور خدا کا جلال اور یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھ کر۔

روح القدس سے معمور ہو کر۔ یہ معموری کوئی نیا اور ناگہاں تجربہ نہ تھا بلکہ وہ برابر روح القدس سے بھرپور رہا تھا۔ مقابلہ کرو ۶: ۳ و ۵ و ۸، ۱۱: ۲۴، یہاں ایک ناگہاں الہام کا ذکر نہیں بلکہ پہلے سے موجود اس مستقل حالت کا ذکر ہے۔

غور سے نظر کی۔ دیکھو ۱: ۱۰، آسمان کی طرف اُس کی نظر عبادت کا فعل تھا۔ (یوحنا ۱۱: ۴۱، ۱۷: ۱) اور مدد کے لئے فریاد (زبور ۱۲۱: ۱-۲)

خدا کا جلال ۔ اُس نے کوئی درخشندہ رویا دیکھی یا الٰہی عظمت کا کوئی ظہور۔ دیکھو لوقا ۲: ۹، مکاشفہ ۲۱: ۱۱۔

یسوع کو خدا کی داہنی طرف کھڑا۔ صعود کے بعد نجات دہندہ اپنی جلالی حالت میں پہلی دفعہ نظر آیا۔ ۲۶: ۱۶ میں اسی قسم کے ایک دوسرے ظہور کا ذکر ہے یہاں تو وہ ایک مقدس کی تکلیف کے وقت مدد کے لئے ظاہر ہوا۔ لیکن وہاں ایک سرکش گنہگار کو بچانے کے لئے۔ داہنے ہاتھ سے عزت اور قدرت کی جگہ مراد ہے (۲: ۳۳ کی شرح) عموماً صعود کے بعد مسیح خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہوا مذکور ہے جو اختیار اور سفارش کی وضع (متی ۲۶: ۶۴؛ مرقس ۱۶: ۱۹؛ لوقا ۲۰: ۴۲-۴۳؛ عبرانی ۱: ۳؛ ۱۰: ۱۲-۱۳) یہاں وہ کھڑا دکھائی دیتا ہے گویا کہ وہ اس دکھی مقدس کی مدد کے لئے اُٹھا ہے۔

۵۶۔ کہا کہ دیکھو! میں آسمان کو کھلا ہوا اور ابن آدم کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہوں۔

دیکھتا ہوں۔ دیکھو ۴: ۱۳ کی شرح، یعنے صاف صاف اور مستقل طور سے دیکھتا۔
ابنِ آدم۔ یہی وہ خاص لقب ہے جو ہمارے خداوند نے اس زمین پر رہتے ہوئے اپنے لئے استعمال کیا۔ اس لقب سے اُس کا رشتہ انسانیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اناجیل کے سوا یہ لقب صرف اسی جگہ آتا ہے (مکاشفہ ۱: ۱۳؛ ۱۴: ۱۴) اغلب ہے ستفنس نے عمداً اس لقب کو اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا کہ یہ وُہی یسوع ناصری ہے جو ایسے اعلےٰ قدرت اور جلال میں کھڑا ہوا ہے۔ یہودی کانوں کے لئے یہ جملہ ایسے قرینہ میں سخت کفر گستاخی دیا (متی ۲۶: ۶۴ و ۶۵) اس کی وجہ سے وہ لوگ سخت جوش میں بھر گئے اور قہر و غضب سے اُس پر حملہ کرنے لگے (۹: ۲۸ و ۳۴)

۵۷۔ مگر اُنہوں نے بڑے زور سے چلّا کر اپنے کان بند کر لئے۔ اور ایک دل ہو کر اُس پر جھپٹے۔

چلّا کر۔ آیت ۶۰ میں بھی یہی محاورہ آیا تھا۔ ان دونوں کی فریاد کا مقابلہ کرو ایک تو غصے اور عداوت سے فریاد کر رہے ہیں اور دوسرا محبت بھری سفارش سے۔
کان بند کر لئے۔ گویا اس کفر کو اور زیادہ سننا نہیں چاہتے تھے۔ ایسا کرنے سے اُنہوں نے ستفنس کے الزام کی تصدیق کی (آیت ۵ : ۵۱)
اُس پر جھپٹے۔ یہی لفظ اُن سؤروں کے غول کے لئے آیا ہے جن میں بدروحیں داخل ہوئیں اور وہ سؤر جھپٹ کر سمندر میں جا گرے (متی ۸: ۳۲؛ مرقس ۵: ۱۳)۔ اس

ہجوم کے جھپٹنے کے لئے آیا ہے جو افسس میں تماشاگاہ کی طرف دوڑا تھا (۱۹: ۲۹) ایک دِل ہو کر۔ مقابلہ کرو ۱: ۱۴ سے۔

۵۸۔ اور شہر سے باہر نکال کر اُس کو سنگسار کرنے لگے۔ اور گواہوں نے اپنے کپڑے ساؤل نام ایک جوان کے پاؤں کے پاس رکھ دئے۔

شہر سے باہر۔ یہ احبار ۲۴: ۱۴ کے مطابق ہے۔ غالباً ایسی سزاؤں کے لئے کوئی خاص جگہ مقرر تھی۔ اپنے اُستاد کی طرح ستِفنس نے یروشلم کے باہر دُکھ اُٹھایا۔ (یوحنا ۱۹: ۱۷)

سنگسار کرنے لگے۔ یہودی شریعت کے مطابق پتھراؤ کُفر کی خاص سزا تھی۔ (احبار ۲۴: ۱۶۔ ۱ سلاطین ۲۱: ۱۰) ہمارے خداوند کو بھی سنگسار کرنے کی کوشش کی گئی تھی (یوحنا ۸: ۵۹) یہاں صیغہ ناتمام ہے کہ وہ پتھراؤ کرتے رہے۔

گواہوں۔ شریعت کے مطابق کم سے کم دو یا تین گواہوں کی ضرورت تھی (استثنا ۱۷: ۶، ۷) گمان غالب ہے کہ ۶: ۱۳ کے یہ جھوٹے گواہ تھے۔ ان گواہوں کی شریعت میں اس لئے تاکید تھی تاکہ کسی کو جلد بازی اور بے انصافی سے قتل نہ کریں۔ یہودی دستور یہ تھا کہ جس شخص کو وہ سنگسار کرتے اُسے کچھ اونچی زمین سے نیچے گرا دیتے اور جب گواہ اُس شخص کے سینے پر پتھر پھینک چکتے تو پھر دوسرے تماشائی پتھر پھینکنے لگتے۔ جب تک کہ وہ شخص مر نہ جاتا۔

اپنے کپڑے۔ یعنی اُوپر کے ڈھیلے ڈھالے اُتار دئے تاکہ اُن کے کام میں رکاوٹ نہ ہو۔

ساؤل نام ایک جوان۔ دیکھو دیباچہ پنجم۔ جس لفظ کا ترجمہ جوان ہوا ہے وہ چالیس برس کے شخص تک استعمال ہو سکتا ہے۔ مقدس پولُس فلیمون ۹ آیت میں اپنے تئیں "بوڑھا" کہتا ہے۔ یعنی ستفنس کی وفات سے ۲۶ برس بعد۔ پس وہ اپنے رجُوع لانے کے وقت ۳۵ سال کے قریب ہوگا۔ لیکن اس آیت کے سوا بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ۳۰ و ۳۵ سال کے درمیان درمیان ہوگا۔ کیونکہ اُسے اُس وقت ایک ممتاز رُتبہ حاصل تھا اور یہودی حکام اس پر بہت بھروسہ رکھتے تھے۔ اس امر سے کہ گواہوں نے اپنے کپڑے اُس کے پاؤں کے پاس رکھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص ستِفنس کی شہادت میں سرغنہ تھا۔

یا شاید اِس ساری کارروائی کا مہتمم (دیکھو ۲۲: ۲۰ کی شرح)

۵۹- پس یہ ستِفنُس کو سنگسار کرتے رہے، اور وُہ یہ کہہ کر دُعا مانگتا رہا کہ اَے خُداوند یسُوع! میری رُوح کو قبُول کر۔

سنگسار کرتے رہے۔ یہی لفظ ۵۸- آیت میں آیا تھا اور دونوں جگہ صیغہ ناتمام ہے جس سے یہ مُراد ہے کہ جب تک وُہ مر نہ گیا وُہ سنگسار کرتے رہے۔

دُعا مانگتا رہا۔ دیکھو ۲: ۲۱ کی شرح، جب ستِفنُس اپنے مالک سے فضل اور مدد کے لئے دُعا مانگ رہا تھا تو وُہ پتھراؤ کر رہے تھے۔

اَے خُداوند یسُوع۔ یہ دُوسرے اقنوم سے دُعا مانگنے کی صریح مثال ہے۔ مقابلہ کرو مکاشفہ ۲۲: ۲۰، اس شہید نے اُسی آسمانی مالک سے فریاد کی جو اُسے مدد دینے کو نظر آیا تھا۔

میری رُوح کو قبُول کر۔ یعنے جب وُہ بدن سے رخصت ہو یہ دُعا ہمارے خُداوند کے صلیب پر کے الفاظ کو یاد دلاتی ہے (لُوقا ۲۳: ۴۶) حقیقی مسیحی کے لئے موت یہ ہے کہ رُوح بدن سے علیحدہ ہو کر نجات دہندہ کی عین حضوری اور حفاظت میں جا پہنچتی ہے (۲ کرنتھی ۵: ۸ فلپیوں ۱: ۲۳) ہندوؤں کے تناسخ سے یہ کتنی مختلف ہے۔

۶۰- پھر وُہ گھٹنے ٹیک کر بڑی آواز سے پُکارا کہ اَے خُداوند۔ یہ گُناہ اِن کے ذمّہ نہ لگا اور یہ کہہ کر سو گیا۔

گھٹنے ٹیک کر۔ یہ تو تحقیق نہیں کہ پتھراؤ شروع ہونے کے وقت اُس نے گھٹنے ٹیکے یا انتہائے سنگساری میں۔ اگر یہ دُوسری رائے درست ہو تو ستِفنُس کی سفارشی دُعا اور بھی پُر زور ہو جاتی ہے۔ اس شہید کا آخری فعل یہ تھا کہ ادب سے گھٹنے ٹیکے اور اپنے قاتلوں کے لئے سفارش کرے۔ دُعا میں گھٹنے ٹیکنے کی دُوسری مثالیں دیکھو ۹: ۴۰، ۲۰: ۳۶، ۲۱: ۵۔

بڑی آواز سے پُکارا۔ دیکھو ۵۷ آیت کی شرح۔

یہ گُناہ اُن کے ذمہ نہ لگا۔ یُونانی الفاظ کے یہ دو معنے ہو سکتے ہیں۔

(الف) "یہ گُناہ اُن پر قائم نہ کر۔"

(ب) "یہ گناہ اُن کے ذمہ میں نہ ڈال" لیکن موجودہ ترجمے میں یہ دونوں معنے داخل ہیں۔ ستفنس کی دُعا قاتلوں کے لئے اُس دُعا سے مشابہ ہے، جو ہمارے خداوند نے اپنے قاتلوں کے لئے کی تھی (لوقا ۲۳: ۳۴) ہمارے خداوند کی طرح اس شہید پر بھی کفر کا جھوٹا الزام لگایا گیا اور بے انصافی سے مجرم ٹھہرایا گیا اور بےرحمی سے مارا گیا۔ اُس کی طرح اس نے اپنے دشمنوں کے لئے دُعا مانگی اور اپنی رُوح خدا کے سپرد کی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ پولُس کا رجوع لانا اسی دُعا کا جواب تھا۔

سو گیا۔ اِس لفظ سے اِس امر کا اظہار ہے کہ اطمینان کے ساتھ اُس کی رُوح مسیح کے پاس انتقال کر گئی۔ جو لفظ حننیاہ اور سفیرہ کی موت کے لئے استعمال ہوا اُس کے ساتھ مقابلہ کرو ۵: ۵ و ۱۰۔

سچے ایماندار کے ایسے انتقال کرنے کے لئے دیکھو متّی ۲۷: ۵۲، یوحنا ۱۱: ۱۱، اعمال ۱۳: ۳۶، ۱کرنتھی ۱۵: ۱۸ و ۲۰ و ۵۱ آیت۔ ۱تھسلنیکی ۴: ۱۳ سے ۱۵، ۲پطرس ۳: ۴۔ اسی لفظ سے انگریزی لفظ قبرستان کے لئے سیمیٹری (CEMETRY) آیا ہے۔ اِس سنگساری میں یہودیوں نے اپنے جائز اختیارات سے تجاوز کیا۔ کیونکہ یوحنا ۱۸: ۳۱ سے پتہ لگتا ہے کہ اُس زمانے میں کسی کو مار ڈالنے کا اختیار صدرِ عدالت کو حاصل نہ تھا لیکن جب آدمیوں کے جذبات جوش میں آتے ہیں تو وُہ جائز اور ناجائز میں فرق نہیں کر سکتے۔ غالباً پنطس پلاطس اُس وقت یہودیہ کا حاکم تھا (کیونکہ وُہ اس عہدے پر ۳۶ء تک رہا) اور اس کا تعلق یہودیوں کے ساتھ ایسا تھا کہ ہم بخوبی مان سکتے ہیں کہ اُنہوں نے اِس موقعہ پر رُومی ضابطہ کی شریعت کی حکم عدولی کو نظرانداز کیا۔

ساتویں باب کی تعلیم

اوّل بڑے بڑے حصے

(۱) مقدس ستفنس کا پیغام آیات ۱ سے ۵۳ تک۔
(۲) مقدس ستفنس کی شہادت آیات ۵۴ سے ۶۰ تک۔

دوم بڑے بڑے مضامین

(۱) نمونے کے لائق وعظ۔ گزشتہ تاریخ سے سبق۔

ہے کہ بشارت کا کام کیسے خود بخود ہوتا جاتا ہے۔

آٹھواں باب

(۴-۱) ایذا رسانی۔ گواہ منتشر ہو گئے

۱۔ ساؤل اُس کے قتل پر راضی تھا۔ اُسی دِن اُس کلیسیا پر جو یروشلم میں تھی بڑا ظُلم برپا ہُوا، اور رسُولوں کے سوا سب لوگ یہودیہ اور سامریہ کی اطراف میں پراگندہ ہو گئے

ساؤل..... راضی تھا۔ مقابلہ کرو ۲۲ : ۲۰۔ یہ فعل پولُس اور لُوقا نے خاص استعمال کیا۔ (لُوقا ۱۱ : ۴۸، رُومی ۱ : ۳۲۔ ۱ کرنتھی ۷ : ۱۲ و ۱۳) اور اس لفظ سے مرضی کی پُوری رضا مندی ظاہر ہوتی ہے۔ چُونکہ اِس تجویز کو اُس نے دِل سے پسند کیا تھا، اِس لئے اُس کی اخلاقی ذمّہ داری بھی تھی۔ اور یہی اُصول ہم ہندوستانیوں پر ہے کہ ہم مسیح اور اُس کے مُقدّمہ کے بارے میں کیا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں۔

قتل ۔لفظی طور پر بربادی نئے عہد نامے میں یہ اسم صرف اسی جگہ آیا ہے۔ طبیب اکثر اس کو استعمال کرتے تھے۔

اُسی دِن ۔ یعنے ستفنُس کی شہادت کے دِن۔ اُس کی موت مسیحیوں کی عام ایذا رسانی کا اشارہ تھا " ہَوا شُعلے کو بڑھاتی ہے "۔ (بنگل صاحب)

کلیسیا ۔ دیکھو ۵ : ۱۱ کی شرح۔ جو جماعت یروشلم میں تھی اب وہ خاص طور پر عالمگیر کلیسیا بننے لگی۔

پراگندہ ہو گئے ۔ یہ فعل آیت ۴۔ اور ۱۱ باب ۱۹ آیت میں پھر آیا ہے پراگندہ ہونے کے لئے جو اسم آیا ہے وہ وہی ہے جو ان پراگندہ یہودیوں کے لئے آتا ہے جو آبادی اور تجارت کی خاطر غیر قوموں میں منتشر ہو گئے تھے (یُوحنّا ۷ : ۳۵، یعقُوب ۱ : ۱، ۱ پطرس ۱ : ۱) اب یہ نئی پراگندگی ہے، جس کا مقصد مشنری تھا جس یُونانی لفظ سے یہ نکلا ہے اُس کے معنے بیج بونا ہے اور سچ مچ یہ پراگندگی دُور دُور تک انجیل کا بیج بونے کا کام کر گئی۔ جہاں

کہیں ہم مسیحی جاہیں ہم خدا کے کلام کے بیج کو بونے والے نہیں۔

اطراف میں۔ مقابلہ کرو ا: ۸ سے۔ یوں وہ تجویز لفظی طور سے پوری ہوئی جو خداوند نے پہلے سے ٹھہرائی تھی۔ نئی کلیسیائیں اس کے ذریعے پیدا ہوئیں۔ (۹ :۳۱، گلتیوں ۱: ۲۲)

رسولوں کے سوا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یونانی مائل یہودی مسیحیوں کو اصلی یہودی مسیحیوں کی بہ نسبت زیادہ خطرہ تھا (۶: ۱) اور شاید انہوں نے یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ چونکہ ہم جماعت کے پیشوا ہیں اس لئے ہمیں خطرے کی جگہ ٹھہرنا مناسب ہے۔ یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ عام جماعت کو انجیل سنانے کا اختیار ہے (آیت ۴)

۲۔ اور دیندار لوگ ستفنس کو دفن کرنے کے لئے لے گئے اور اس پر بڑا ماتم کیا۔

دیندار لوگ۔ دیکھو ۲: ۵ کی شرح، غالباً یہ دیندار یہودی تھے جو شاید مسیحی تو نہیں ہو گئے تھے لیکن مقدس ستفنس کی عزت کرتے تھے اور اس کی موت کے لئے ان کو دلی افسوس تھا۔

ماتم کیا۔ یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے اور اس سے مراد ہے چھاتی پیٹ کر ماتم کرنا۔ لوقا ۲۳: ۴۸۔ ہندو پاکستان میں بھی اسی طرح سے غم ظاہر کیا جاتا ہے۔

۳۔ اور ساؤل کلیسیا کو اس طرح تباہ کرتا رہا، کہ گھر گھر گھس کے اور مردوں اور عورتوں کو گھسیٹ کر قید کراتا تھا۔

تباہ کرتا رہا۔ اس کا چال چلن ان دیندار یہودیوں کے چال چلن سے جنہوں نے ستفنس کو دفن کیا بہت متفرق ہے۔ اس کی دینداری نے اس کو سرگرم ایذا دینے والا بنایا۔ یہ فعل کبھی کبھی جنگلی درندوں کے بارے میں آتا ہے جو ملک کو برباد کرتے پھرتے ہیں (دیکھو زبور ۸۰: ۱۳) یہاں بھی صیغہ ناتمام ہے اور اس سے اس ظالمانہ فعل کا متواتر ہونا پایا جاتا ہے۔

گھس کے .... گھسیٹ کر۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ اس نے کیسی زبردستی مسیحیوں پر کی۔ یہی یونانی فعل یوحنا ۲۱: ۸، اعمال ۱۴: ۱۹، ۱۷: ۶، مکاشفہ ۱۲: ۴ میں پایا جاتا ہے۔

عورتوں:۔ عورتوں کا ذکر کرنا لوقا کا خاصہ ہے۔ چاہیئے تھا کہ عورتیں ایسے ظلم سے

آزاد رہتیں۔

قید کراتا تھا۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔ مقابلہ کرو ۲۲: ۴، ۲۶: ۱۰۔ اِس ایذا دینے والے کو مابعد سالوں میں معلوم ہو گیا کہ دُوسروں کے ذریعے گھسیٹے جانے اور قید میں بار بار پڑنے کے کیا معنے ہیں۔

۴۔ پس جو پراگندہ ہوئے تھے وُہ کلام کی خوشخبری دیتے پھرے۔

پراگندہ ہوئے تھے۔ دیکھو آیت ۱ کی شرح۔

کلام کی خوشخبری۔ یہاں یُونانی فعل وُہی ہے جس سے ہمارا لفظ انجیل نکلا ہے۔ (دیکھو ۵: ۴۲ کی شرح) اس جملے کے یہ معنے ہیں کلام کی خوشخبری کی منادی۔ کلام سے یہاں انجیل کا "پیغام" مراد ہے۔

یُوں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحیوں کی جماعت جسے حالاتِ زمانہ نے مُنتشر کر دیا تھا جہاں جاتے تھے مسیح کی انجیل کی خوشخبری سُناتے تھے۔ ہمارے لئے یہاں کیسا صاف نمُونہ پایا جاتا ہے۔ ہمیں اِس ملک میں گواہ ہونا ہے۔ کوہ ہمالیہ سے لے کر راس کماری تک جہاں کہیں ہمیں فرضِ منصبی ادا کرنے کے لئے یا حالاتِ زمانہ سے مجبُور ہو کر جانا پڑے، خواہ وہاں کہیں انجیل سُنانے کا باقاعدہ انتظام ہو یا نہ ہو یا کسی کی طرف سے ترغیب ملے یا نہ ملے۔ لیکن ہمارے نجات دہندہ مسیح کی سچی محبت ہم کو اس کام کے لئے مجبُور کرے۔

پھرے۔ یہ لفظ اعمال کی کتاب میں بار بار آیا ہے اور اس سے مشنری کام کا دورہ مُراد ہے (آیت ۴۰، ۹: ۳۲ و ۳۸، ۱۰: ۳۸، ۱۱: ۱۹، ۱۳: ۶، ۱۴: ۲۱، ۱۵: ۴۱، ۱۶: ۶، ۱۸: ۲۳، ۱۹: ۱ و ۲۱، ۲۰: ۲ و ۲۵)۔

(۵-۲۶) فلپُّس سامریہ میں، شمعُون مجُوسی

۵۔ اور فلپُّس شہر سامریہ میں جا کر لوگوں میں مسیح کی منادی کرنے لگا۔

فلپُّس۔ یہ ساتوں میں سے ایک تھا (۶: ۵) فہرست میں اس کا نام ستفنُس کے بعد آیا ہے اور اُس کی طرح بشارتی کام میں سرگرم تھا اور اعمال کی کتاب میں اسی شخص کو مبشّر کا لقب دیا گیا ہے (۲۱: ۸)

سامریہ۔ یہ شمالی اسرائیل سلطنت کا دارالخلافہ تھا اور اُن بڑی سڑکوں کا ضروری

شہر کو تھا جن میں سے ایک تو شمال کی طرف میدان کو جاتی تھی اور دوسری ساحل کو۔ پہلے پہل اس شہر کو عمری نے آباد کیا (۱ سلاطین ۱۶ : ۲۴) سارگون شاہِ آسور نے ۷۲۲ ق م میں اس کو فتح کیا۔ اس کے اسرائیلی باشندے باقی شمالی سلطنت کے باشندوں کے ساتھ اسیر ہو کے چلے گئے۔ ان کی جگہ غیر اسرائیلی آباد ہوئے۔ یونانیوں اور رومیوں کے زمانے میں اس نے بہت انقلابات دیکھے اور آخر کار پمپی نے اسے از سر نو تعمیر کیا۔ ہیرودیس اعظم نے اسے آراستہ پیراستہ کر کے اس کی قلعہ بندی کی اور قیصر سبیستس (لاطینی اگستس) کے نام پر اس کا نام رکھا۔ اس زمانے میں یہاں کے باشندے مخلوط النسل تھے۔

منادی کرنے لگا۔ یعنے جیسے ڈھنڈورا پیٹنے والا کرتا ہے۔ اعمال کی کتاب میں یہ لفظ یہاں پہلی دفعہ آیا ہے۔ اس کے بعد ۹ : ۲۰؛ ۱۰ : ۳۷ و ۴۲؛ ۱۵ : ۲۱؛ ۱۹ : ۱۳؛ ۲۰ : ۲۵؛ ۲۸ : ۳۱، میں آتا ہے۔ آیت ۴ میں اس فعل کا یہ زور ہے کہ خوشخبری کا اشتہار اور اس موقعہ پر ایک ضروری پیغام کے اعلان پر زور ہے۔

مسیح۔ سامری لوگ غیر قوم نہ تھے اگرچہ مخلوط النسل ہونے کی وجہ سے ان میں جس قدر غیر قوم مزاج کا میلان تھا اتنا یہودی مزاج کی طرف نہ تھا۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ عبرانی خون ان کی رگوں میں پایا جاتا تھا۔ اور انھوں نے یہودیوں کے قربانی کے انتظام کو کچھ بدل کر اختیار کر لیا تھا۔ جو ہیکل انہوں نے کوہ گرزیم پر بنائی تھی (یوحنا ۴ : ۲۰) اس پر ان کو بہت فخر تھا۔ یہ ہیکل غالباً نحمیاہ کے خاص مخالف سنبلط کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی۔ ان کی مقدس کتاب سامری توریت تھی جو کئی باتوں میں یہودی توریت سے مختلف تھی۔ ان کو مسیح کے آنے کی بھی امید تھی (یوحنا ۴ : ۲۵ و ۲۶) اور فلپس نے بڑی دانائی سے اسی پہلو سے ان کو انجیل سنائی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر ہمارے خداوند نے کیا تھا۔ اس نے ان کے سامنے مسیح کی منادی کی جس کی انتظاری ان کی ساری قوم کر رہی تھی۔

یہاں ایک مثال اس اصول کی ہے کہ مسیحیوں کو اپنی منادی اور کام موقعہ کے مطابق بنانا چاہیے (دیباچہ ۲ : ۴) اگر ہم مسلمانوں کو یوں کہیں تو اچھا ہوگا کہ "ہمارا خداوند یسوع حقیقی اور بے گناہ نجات دہندہ نبی ہے" اور ہندوؤں کو یوں کہ "یسوع فضل کا اوتار اور گناہ کا کفارہ ہے۔"

۶ - اور جو معجزے فلپس دکھاتا تھا لوگوں نے انہیں سن کر اور دیکھ کر بالاتفاق اس

کی باتوں پر جی لگایا۔

جی لگایا۔ دیکھو آیات ۱۰ و ۱۱، ۱۶: ۱۴، ان مقامات میں بھی یُونہی فعل آیا ہے۔ وُہ اُس کے پیغام پر توجہ دیتے رہے یا جی لگاتے رہے۔

بالاتفاق۔ دیکھو ۱: ۱۴ کی شرح۔

معجزے۔ دیکھو ۲: ۲۲ کی شرح۔ یہ خاص معجزے ان جعلی معجزوں کے بالمقابل پیش کئے گئے ہیں جو اس سے پیشتر شمعون مجوسی دکھایا کرتا تھا۔ (دیکھو آیات ۱۰ و ۱۱)

۷۔ کیونکہ بہتیرے لوگوں میں سے ناپاک رُوحیں بڑی آواز سے چلّا چلّا کر نکل گئیں اور بہت سے مفلوج اور لنگڑے اچھے کئے گئے۔

بہتیرے۔ دیکھو ۵: ۱۶، وہاں اور یہاں مقدّس لُوقا نے عام بیماریوں اور بد رُوحوں کے آسیب کے درمیان فرق کیا ہے جیسا کہ طبیب لوگوں کو مناسب ہے۔

مفلوج۔ یہ خاص یُونانی طبّی نام ہے۔ دیکھو لُوقا ۵: ۱۸ و ۲۴، اعمال ۹: ۳۳ علاوہ اس کے عبرانی ۱۲: ۱۲ میں آیا ہے۔ جہاں یہ سترّوں کے ترجمے سے اقتباس ہے۔

۸۔ اور اُس شہر میں بڑی خوشی ہُوئی۔

بڑی خوشی۔ خوشی کی طرف توجّہ دلانا بھی لُوقا کا خاصہ ہے (دیباچہ ۶: ۹) مقابلہ کرو آیت ۳۹ سے۔ مسیحی دین خوشی کا دین ہے کیونکہ اس کے ذریعہ ہمیں گذشتہ گناہوں کی معافی کا یقین دلایا جاتا ہے اور زمانہ حال کی پاکیزگی کے لئے قدرت ملتی ہے اور آئندہ جلال کی یقینی اُمید دلائی جاتی ہے۔

۹۔ اس سے پہلے شمعون نام ایک شخص اُس شہر میں جادوگری کرتا تھا، اور سامریہ کے لوگوں کو حیران رکھتا، اور یہ کہتا تھا کہ میں بھی کوئی بڑا شخص ہُوں۔

شمعون۔ جو بیان اس کے بعد آتا ہے وُہ خاص دلچسپی رکھتا ہے کیونکہ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انجیل اور اُن جعلی رُوحانی دینوں میں پہلا مقابلہ کیسا ہُوا۔ ایسے دین اُس زمانے میں مشرق میں بہت مرّوج تھے اور آج تک ہندو پاکستان جیسے ملکوں میں باقی ہیں دیکھو ۱۳: ۶ کی شرح اور دیباچہ ۶: ۶۔ یہ شمعون جو عمُوماً شمعون مجُوسی سے مشتق ہے اور جس کے شرُوع میں یہ معنے تھے "مجُوسی علم میں ماہر"۔ اِس علم سے مادی، فارسی کاہنوں کا علم مُراد ہے جو سائنس اور وہم پرستی سے مخلوط تھا۔ بعد ازاں اس کے یہ معنے ہُوئے "دو کسی قسم کی جادوگری

کرتا تھا" ہوا ہے وہ لفظ مجوسی سے منتقل ہے اور جس کے شروع میں یہ معنے تھے "مجوسی علم میں ماہر" اِس علم سے مادی - فارسی کاہنوں کا علم مُراد ہے جو سائنس اور وہم پرستی سے مخلوط تھا۔ بعد ازاں اس کے یہ معنے ہوئے "کسی قسم کی جادوگری کرنی"۔ اسی وجہ سے یہ شمعون شمعون مجوسی کے نام سے مشہور ہوا۔ اس قسم کے لوگ عام طور پر سائنس میں کسی قدر دسترس رکھا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ نجوم جادو منتر کو بھی ملاتے ہیں - ہندو پاکستان میں بھی ایسے بہت لوگ ہیں جو نجومی جادوگر منتر شاستری اور بھوت پریت نکالنے والے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ساتھ ہی جنم پتری منتر جنتر تنتر۔ جادو اور فال گیری کے بھی ماہر ہیں -

حیران رکھتا - دیکھو ۲ : ۷ جہاں یہی فعل آیا ہے۔ اِس سے یہ امر واقعی ظاہر ہوتا ہے کہ اس جادوگر کے اچنبوں سے یہ لوگ کیسے حیران تھے -

مَیں بھی کوئی بڑا شخص ہوں - شاید اس کو یہ خبر ہوگی کہ سامری ایک مسیح کے منتظر ہیں اور اُس نے اسی وجہ سے اپنی طرف اُن کی توجہ کھینچی کہ مَیں وہی نبی اور اُن کی قوم کا نجات دہندہ ہوں -

۱۰- اور چھوٹے سے بڑے تک سب اُس کی طرف متوجہ ہوتے، اور کہتے تھے کہ یہ شخص خدا کی وہ قدرت ہے جسے بڑی کہتے ہیں -

سب اُس کی طرف متوجہ ہوتے - دیکھو آیت ۶ کی شرح - یہاں وہ ایک دغا باز کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہاں سچائی کے پیغام کی طرف -

خدا کی وہ قدرت ہے جسے بڑی کہتے ہیں - معلوم ہوتا ہے کہ شمعون یہ تعلیم دیتا تھا اور اپنی جادوگری کے ساتھ ساتھ جو پیچھے گناسٹک کے نام سے مشہور ہوئی - اس تعلیم میں یہ بتایا جاتا ہے کہ انسان کا تعلق خدا سے سلسلے وار درمیانیوں کے ذریعہ سے ہے جو خدا کی ذات میں سے بطور ذرات کے نکلتے رہتے ہیں اور جن کو آجون یا قدرتیں کہتے ہیں - سامریوں نے شمعون میں یہ ملاحظہ کیا کہ ان قدرتوں میں سے ایک بڑی قدرت اُس میں ظاہر ہوتی ہے یعنے ایک قسم کا اوتار قدرت الٰہی کا - ہندوؤں کے وشنوں فرقے میں بھی اس قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں - اس فرقے کی یہ تعلیم ہے کہ اس دیوتا کی ذات کے مختلف حصّے مختلف درجوں کے مختلف اوتاروں میں ظاہر ہوئے -

۱۱- وُہ اِس لئے اُس کی طرف متوجّہ ہوتے تھے کہ اُس نے بڑی مدت سے اپنے جادُو کے سبب اُن کو حیران کر رکھا تھا۔

متوجہ ہوتے تھے۔ دیکھو آیات ۶ و ۱۰۔ اِس لفظ کے تکرار سے ظاہر ہے کہ شمعُون نے اپنی جادوگری کے ذریعہ لوگوں کی پُوری توجّہ اپنی طرف کھینچ رکھی تھی۔ اُن کے دلوں پر اُس کا زور دیر تک رہا۔ اور اُس میں ذرا کمی نہ ہُوئی جب تک کہ انجیل نے آن کر اُس کا مقابلہ نہ کیا۔

جادُو کے سبب۔ جو فعل ۹ آیت میں آیا تھا اُسی سے یہ مشتق ہے۔ اِسی سے انگریزی لفظ میجک نکلا ہے۔ شمعُون کی جادُوگری غالباً فال گیری منترا اور جھاڑ پھُونک کی صُورت رکھتی تھی۔

حیران کر رکھا تھا۔ دیکھو آیت ۹ کی شرح۔

۱۲- لیکن جب اُنھوں نے فلپُّس کا یقین کیا۔ جو خُدا کی بادشاہی اور یسُوع مسیح کے نام کی خوشخبری دیتا تھا تو سب لوگ خواہ مرد خواہ عورت بپتسمہ لینے لگے۔

خوشخبری دیتا تھا۔ دیکھو آیت ۴۔

خُدا کی بادشاہی۔ مقابلہ کرو ۱ : ۳ سے یعنے ایسا رُوحانی انتظام جس کا بانی اور حاکم خُدا ہے۔ یہ اُس زمینی سلطنت سے بہت مُختلف تھی جس کا انتظار مسیح کی آمد کے ساتھ سامری کرتے تھے۔

یسُوع مسیح کے نام۔ یعنی اُس کے تجسّم، اُس کی خدمت، اُس کے مخلصی دینے کے کام کے بارے میں اُمور واقعی فلپُّس نے اُنہیں صفائی سے تعلیم دی کہ یسُوع مسیح کون تھا، اور اُس نے گُنہگار انسان کے لئے کیا کُچھ کیا۔

خواہ مرد ہو خواہ عورت۔ دیکھو آیت ۳۔ مقدس لُوقا عورتوں کی طرف توجہ دلانے میں کبھی قاصر نہیں رہتا۔ ہمیں معلوم ہے کہ سُوخار کی عورت نے کیا کچھ خدمت کی تھی، جو سامریہ سے صرف سات میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ (یُوحنّا ۴ : ۴- ۴۲)

بپتسمہ لینے لگے۔ یہاں بھی صیغہ ناتمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ مربلہ وقتاً فوقتاً بپتسمہ پانے کے لئے آتے تھے۔

۱۳- اور شمعُون نے خُود بھی یقین کیا، اور بپتسمہ لے کر فلپُّس کے ساتھ رہا کیا، اور

نشان اور بڑے بڑے معجزے ہوتے دیکھ کر حیران ہوا۔

شمعون نے ..... یقین کیا۔ یعنی جو کچھ فلپس نے تعلیم دی اُس پر اُس نے یقین کیا۔ اور انجیل کے پیغام کو کم از کم عقلاً قبول کر لیا۔ مابعد سرگزشت سے ظاہر ہو گیا کہ اس شخص کا ایمان زندہ ایمان نہ تھا جس سے کہ دِل کی حقیقی تبدیلی ہو۔ ہر مشن میں ایسی مثالیں ملیں گی جہاں ایسے لوگ ہونگے جو مسیحی صداقت سے تو قائل ہو گئے، اور ہمارے نجات دہندہ پر عقلاً ایمان لے آئے، لیکن گناہ کی محبت سے قطع تعلق نہ کیا یا دل مسیح کو نہ دیا۔

بپتسمہ لے کر۔ غالباً اُس نے بپتسمہ کے وقت ایمان کا اقرار کسی طرح کا کیا ہوگا۔ سِرل (CYRIL) نے اِس کے بارہ میں کیا خوب کہا کہ اُس نے "بپتسمہ تو پایا لیکن وہ منوّر نہ ہوا"۔ اِس میں بھی وہ اِسی قسم کے بہت سے لوگوں کا ایک نمونہ ہے۔

فلپس کے ساتھ رہا کیا۔ یہاں وُہی فعل ہے جو ۱: ۱۴، ۲: ۴۲ و ۴۶، ۶: ۴ میں آیا تھا۔ یہ دلالت کرتا ہے استقلال پر۔ شمعون فلپس کا خاص شاگرد ہو گیا اور اُسی کی رفاقت میں رہا کرتا تھا۔

دیکھ کر۔ ۴: ۱۲، ۷: ۵۶ کی شرح دیکھو۔ یہ جادوگر ان نئی اور حقیقی رُوحانی نظّاروں پر خاص توجہ دیتا تھا۔

نشان اور بڑے بڑے معجزے۔ دیکھو ۲: ۲۲ کی شرح۔ الفاظ "بڑے" اور "معجزے" وہی ہیں جو آیت ۱۰ میں آئے تھے۔ (قدرت بڑی) یہ شخص جو ایک مختلف معنی میں "خُدا کی بڑی قدرت" کہلاتا تھا، اب اُس نے حقیقی معجزوں میں خُدا کی بڑی قدرت کو دیکھا۔

حیران ہوا۔ دیکھو آیت ۹ جہاں یہی فعل آیا ہے جس نے اپنے جعلی معجزوں کے ذریعہ دُوسروں کو حیران کر رکھا تھا، اب وہ حقیقی معجزوں کے ذریعہ خود حیران ہو رہا ہے۔

۱۴۔ جب رسُولوں نے جو یروشلم میں تھے سُنا کہ سامریوں نے خُدا کا کلام قبول کر لیا، تو پطرس اور یُوحنّا کو اُن کے پاس بھیجا۔

رسُولوں۔ مسیحی محبّت اور سرگرمی میں فلپس نے انجیل کے لئے نئے راستے کھول دیئے تھے۔ اب اُس کے کام پر رسُولی جماعت کی مہر لگائی جاتی ہے جس سے اُن کی رضامندی اور تصدیق ظاہر ہوتی ہے۔ اِن نیم غیر قوموں اور سامری لوگوں کے انجیل پر ایمان لانے کا

حال یروشلم میں بڑی دلچسپی سے سنا گیا۔ شروع شروع میں اس کی نسبت کچھ اندیشہ پیدا ہُوا لیکن جب خدا کی طرف سے پسندیدگی کا ظاہرا ثبوت ملا تو وہ اندیشہ جاتا رہا۔

پطرس اور یوحنا۔ دیکھو ۳ : ۱۔ اعمال کی کتاب میں مقدس یوحنا کا یہ آخری ذکر ہے۔ یہ بھی دلچسپی کی بات ہے کہ جس شخص نے سامریوں پر آسمانی آگ برسانے کی درخواست کی تھی (لوقا ۹ : ۵۴) اب وہی ان پر روح القدس کی آگ برسانے کے لئے بھیجا گیا۔

۱۵۔ انہوں نے جا کر ان کے لئے دعا مانگی کہ روح القدس پائیں۔

دعا مانگی۔ ۶ : ۶-۱۳ میں ہاتھ رکھنے سے پیشتر دعا مانگی گئی یہ دعا محض کوئی رسمی حملہ نہ تھا بلکہ الٰہی فضل اور مسیح کی خاص درخواست تھی۔

روح القدس پائیں۔ پنتکُست کا انعام (۱ : ۵-۸ ، ۲ : ۴-۲۸)۔ یہ فوق العادت طریقے سے آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ یہ ممکن ہے کہ بہت سے مسیحی سامری لوگوں کی طرح بپتسمہ پائیں اور ایمان لائیں تو بھی روح القدس سے محروم ہوں۔

۱۶۔ کیونکہ وہ اس وقت تک ان میں سے کسی پر نازل نہ ہوا تھا۔ انہوں نے صرف خداوند یسوع کے نام پر بپتسمہ لیا تھا۔

خداوند یسوع کے نام پر۔ دیکھو ۲ : ۳۸ کی شرح۔ یہ لقب خداوند یسوع قابل لحاظ ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اب نہ صرف وہ نجات دہندہ ہے بلکہ مالک ہے۔

۱۷۔ پھر انہوں نے ان پر ہاتھ رکھے اور انہوں نے روح القدس پایا۔

ان پر ہاتھ رکھے۔ دیکھو ۶ : ۶ کی شرح۔ جن واقعات کا ذکر ۹ : ۱۷ ، ۱۹ : ۶ میں ہوا ہے ان کے ساتھ مقابلہ کرو۔ روح القدس ہاتھوں کے رکھنے کے بغیر براہ راست ان شاگردوں پر نازل ہوا تھا جو پنتکُست کے دن بالاخانہ میں جمع تھے (۲ : ۴) اور اس جماعت پر جو کرنیلیس کے گھر میں جمع تھی (۱۰ : ۴۴) یہ غیر معمولی مثالیں تھیں۔ ان سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ خدا اپنے کام کے طریقوں کے بارہ میں مختار کل ہے کہ اس کا فضل کسی خاص طریقے یا شرط سے مقید نہیں لیکن معمولی طور پر دیگر مثالوں سے جو اعمال کی کتاب میں مذکور ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی درستی سے ہاتھ رکھنے کی رسم ادا ہوتی تو روح القدس عطا ہُوا۔ ان مقامات میں اس رسم کا آغاز ہے جو پیچھے استحکام کے نام

...سے مشہور ہوئی۔

۱۸۔ جب شمعون نے دیکھا کہ رسولوں کے ہاتھ رکھنے سے رُوح القدس دیا جاتا ہے۔ تو اُن کے پاس روپے لاکر۔

جب شمعون نے دیکھا۔ اگرچہ اُس نے انجیل کو ظاہراً قبول کر لیا تھا اور بپتسمہ بھی پالیا تھا۔ لیکن اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ وہ حقیقی مسیحی نہ تھا۔

اُن کے پاس روپے لاکر۔ چونکہ اُس کا خیال تھا کہ رُوحانی نعمتیں روپے پیسے کے ذریعے خرید و فروخت ہو سکتی ہیں اس لئے ظاہر ہے کہ وہ انجیل کے حقیقی معنی سمجھنے میں قاصر تھا۔ اُس کا گمان یہ تھا کہ یہ رُوح القدس کا انعام بطور جادو کے حسب منشا ایک دوسرے کو عطا کر سکتے ہیں۔ اس واقع کے ذریعہ رُوحانی عہدوں کے خرید و فروخت کا نام "شمعونی" پڑ گیا۔

۱۹۔ کہا کہ مجھے بھی یہ اختیار دو کہ جس پر میں ہاتھ رکھوں، وہ رُوح القدس پائے۔

مجھے بھی یہ اختیار دو۔ اُس نے اپنے لئے رُوح القدس کی پاکیزہ کرنے والی نعمت اپنے باطن میں حاصل کرنے کی آرزو نہ کی بلکہ یہ کہ ایک جملہ کہنے سے بیرونی انعام حاصل کرے۔ دوسرے معنی میں وہ جادوگر کا جادوگر ہی بنا رہنا چاہتا تھا۔ البتہ پہلے کی نسبت زیادہ اختیار حاصل کرنے کا آرزو مند تھا اور وہ بھی مسیحی نام کے ذریعہ۔ اُس کی زر دوستی اور اختیار کی آرزو ویسی ہی تھی۔ اُسے کسی معنی میں "نیا مخلوق" نہیں کہہ سکتے۔

۲۰۔ پطرس نے اُس سے کہا تیرے روپے تیرے ساتھ غارت ہوں۔ اس لئے کہ تُو نے خُدا کی بخشش کو روپیوں سے حاصل کرنے کا خیال کیا۔

تیرے روپے تیرے ساتھ غارت ہوں۔ زر کی دوستی سے جو خطرات پیدا ہوتے ہیں؛ اعمال کی کتاب میں اُن پر بہت زور دیا گیا ہے (۱: ۱۸، ۵: ۱-۱۱، ۶: ۱، ۱۳: ۶-۱۱، ۱۶: ۱۹، ۱۹: ۲۵-۲۷) رسولوں نے اس خطرہ کو خوب محسوس کر لیا اور اُس سے بالکل کنارہ کیا۔ (۳: ۶، ۲۰: ۳۳ و ۳۴) ہمیں چاہیئے کہ جہاں اس کے آثار نظر آئیں فوراً اس کو دُور کریں۔ کیونکہ یہ رُوحانیت کیلئے زہر ہلاہل ہے (۱ تمیتھیس ۶: ۱۰)

خُدا کی بخشش۔ (دیکھو ۲: ۳۸ کی شرح)

۲۱- تیرا اس امر میں نہ حصہ ہے نہ بخرہ۔ کیونکہ تیرا دل خدا کے نزدیک خالص نہیں۔

نہ حصہ ہے نہ بخرہ۔ یہ محاورہ استثنا ۱۲: ۱۲، ۲۴: ۲۷-۲۹ کے ستّروں کے ترجمے میں آیا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ "اس میں تیرا کوئی حصہ نہیں"

اس امر میں۔ یعنی روح القدس کا انعام دینے کا اختیار۔ یا شاید اس سے مراد ہو (دیکھو حاشیہ) انجیل کی تعلیم یا نجات کا پیغام (آیات ۴ و ۱۲)

خالص۔ یا راست۔ نئے عہدنامے کے دوسرے مقاموں میں یہ لفظ "سیدھے راستوں" کے لئے استعمال ہوا ہے (متی ۳: ۳، مرقس ۱: ۳، لوقا ۳: ۴ و ۵، ۱۰ اعمال ۱۳: ۱۰، ۲ پطرس ۲: ۱۵) نفع اور اختیار کی آرزو نے شمعون کے دل کو خراب کر دیا تھا۔

۲۲- پس اپنی اس بدی سے توبہ کر، اور خداوند سے دعا کر، کہ شاید تیرے دل کے اس خیال کی معافی ہو۔

توبہ کر۔ ۲: ۳۸ کی شرح۔

بدی۔ اس لفظ سے دل کی بدعادت مراد ہے۔ یونانی لفظ کا یہ زور ہے کہ اس اپنے حسد سے توبہ کر (یعنی بالکل اس سے روگردانی کر)

تیرے دل کے اس خیال۔ یہاں برابر دل کی حالت پر زور دیا گیا ہے۔ یہ نہایت اہم امر ہے (متی ۱۵: ۷ و ۸ و ۱۸ و ۱۹) اگرچہ شمعون نے انجیل میں دلچسپی لی اور بیرونی رسم کو قبول کیا۔ لیکن اس کا دل سراسر ٹیڑھا ہی رہا۔ اس آیت میں جو لفظ "خیال" آیا ہے وہ خاص اسی آیت میں آیا ہے اور اس سے خاص منصوبہ یا ارادہ مراد ہے۔ اس سے اس امر کا بھی ایما ظاہر ہوتا ہے کہ شمعون ناگہاں جلدی سے وہ روپیہ نہیں لایا تھا بلکہ سوچ بچار کر کے۔

۲۳- کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تو پت کی سی کڑواہٹ اور ناراستی کے بند میں گرفتار ہے۔

پت کی سی کڑواہٹ وغیرہ۔ ان الفاظ کے دو مختلف معنی ہو سکتے ہیں۔

(الف) کہ شمعون خود گناہ کی پت کی کڑواہٹ میں پھنسا تھا اور ناراستی کی زنجیر سے جکڑا ہوا تھا۔

(ب) اگر حاشیہ کے ترجمہ کا لحاظ کریں جو شاید اصل کے بہتر معنی ظاہر کرتا ہے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ شمعون دوسروں پر یہ ثابت کر دے گا، کہ وہ پت کی کڑواہٹ اور ناراستی کے بند میں گرفتار تھا، جو خدا کی نجات سے اُن کو ہٹائے ہوئے تھی۔

یہ جملہ "پت کی کڑواہٹ" استثنا ۲۹: ۱۸ (سنٹرول کے ترجمہ) سے لیا گیا ہے جہاں بت پرست اسرائیلی وہ جڑ بنائے گئے ہیں "جس میں پت کی کڑواہٹ اور زہر پیدا ہوتا ہے"۔ اس حوالہ سے دوسرے معنی کی تائید ہوتی ہے۔ یہ جملہ "ناراستی کے بند" یسعیاہ ۵۸: ۶ (سنٹرول کا ترجمہ) سے لیا گیا ہے۔

۲۴- شمعون نے جواب میں کہا۔ تم میرے لئے خداوند سے دعا کرو کہ جو باتیں تم نے کہیں اُن میں سے کوئی مجھے پیش نہ آئے۔

تم میرے لئے خداوند سے دعا کرو۔ یہاں ضمیر "تم" پر زور ہے۔ شمعون کو سزا کا ڈر تھا۔ اُس نے گناہ سے کوئی نفرت ظاہر نہیں کی۔ اور اُسے یہ گمان تھا کہ ایسے لوگ جنہیں خاص قدرتیں حاصل تھیں بڑا اثر رکھتے تھے۔

نئے عہدنامے کی تاریخ میں شمعون مجوسی کا پھر ذکر نہیں آتا۔ مابعد تصنیفات میں وہ ایک بدعت کا بانی ظاہر کیا جاتا ہے جسٹن شہید ذکر کرتا ہے کہ کلوڈیس قیصر کے عہد میں وہ روم کو گیا، اور دیوؤں کی مدد سے معجزے کرتا رہا اور لوگ اُسے دیوتا مانتے تھے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ اُسی دارالخلافہ میں اُس نے پطرس کا سخت مقابلہ کیا مگر اُس کے بارہ میں اکثر روایات ناقابلِ اعتبار ہیں اور جہاں تک تحقیق سے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ اُس نے توبہ نہ کی اور دوسری صدی کے بعد سے وہ برابر بدعت کا بانی سمجھا گیا۔ اُس کی تاریخ عبرت کی زندہ مثال ہے کہ جب دل اور نیت میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو مسیحی دین کا ظاہری اقرار کیسا خطرناک ہے بیزا کے نسخے میں یہ بھی لکھا ہے "میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم میرے لئے خدا سے دعا کرو کہ جن آفتوں کا ذکر تم نے کیا ہے اُن میں سے کوئی مجھ پر نازل نہ ہو اور وہ زار زار رونے سے باز نہ آیا"۔

۲۵- پھر وہ گواہی دے کر اور خداوند کا کلام سُنا کر یروشلیم کو واپس ہوئے اور سامریوں کے بہت سے گاؤں میں خوشخبری دیتے گئے۔

گواہی دے کر۔ دیکھو ۲: ۴۰ کی شرح۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ عرصہ سامریہ

میں رہے اور انجیل پر گواہی دیتے اور نومریدوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔
واپس ہُوئے۔ صیغہ ناتمام سے ظاہر ہے کہ وُہ راہ میں منادی کرنے کے لئے کئی جگہ منزل کرتے گئے۔
خوشخبری دیتے گئے۔ دیکھو آیات ۴ و ۱۲۔
سامریہ کے بہت سے گاؤں۔ نہ صرف اُنہوں نے فلپّس کے اس نئے کام کی تصدیق کی بلکہ اس علاقہ میں خُود اُنہوں نے یہی کام کیا۔ اگرچہ سامریہ کے علاقہ میں بشارت کے کام کا پھر ذِکر نہیں آتا، لیکن ۱۵: ۳ سے ظاہر ہے کہ اُس کے نتائج مستقل تھے۔

فلپّس اور خوجہ (۲۶ - ۴۰)

۲۶- پھر خُداوند کے فرشتہ نے فلپّس سے کہا کہ اُٹھ کر دکّن کی طرف اُس راہ تک جا جو یروشلم سے غزّہ کو جاتی ہے، اور جنگل میں ہے۔

پھر۔ اس آباد بڑے شہر سے اس مبشّر کو خُدا نے ایک دُوسری جگہ بھیجدیا تاکہ ایک حق کے متلاشی کی راہ کے کنارے ہدایت کرے۔ یُوں خُدا اپنے مشنری مقصد کو مختلف طریقوں سے سرانجام دیتا ہے۔
خُداوند کا فرشتہ۔ دیکھو ۵: ۲۰ کی شرح۔ یہ خُود رُوح القدس تھا جس نے اپنے بندے کی ہدایت کی۔
اُٹھ کر ..... جا۔ اسی قسم کا حکم روانگی کے لئے حننیاہ کو ملا تھا۔ (۹: ۱۱) اور پطرس کو (۱۰: ۲۰) ان دونوں موقعوں پر حکم کی فوری تعمیل سے اہم رُوحانی اور بشارتی نتائج پیدا ہُوئے۔
دکّن کی طرف۔ یہی جُملہ ۲۲: ۶ میں بھی آیا ہے، جہاں اس کا ترجمہ "دوپہر کے قریب" ہُوا ہے (مقابلہ کرو حاشیہ کا ترجمہ) غزّہ کے جنوب اور جنوب مغرب کو تھا۔ اِس لئے اِس آیت کا ترجمہ معقول ہے۔ کیونکہ فلپّس نے عین دکّن کو سفر کیا ہوگا جب تک کہ وُہ اُس سڑک تک نہ پہنچا جو یروشلم سے غزّہ کو جاتی ہے۔
حاشیہ کا ترجمہ (جو کہ اُس ترجمہ کے مطابق ہے جو سترؔوں میں اس لفظ کا آیا ہے)

بھی جائز ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خُدا کے مبشر جہاں کہیں موقعہ ملے خدمت کے لئے تیار ہیں خواہ دوپہر کا وقت ہو تاکہ موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ مشرقی ممالک میں دوپہر کا وقت آرام کا وقت ہے۔

جاتی ہے۔ یروشلم سے غزّہ جانے کی کئی راہیں تھیں۔ ایک تو عسقلون کی راہ سے ساحل کی طرف ہو کر جاتی تھی۔ دُوسری جبرون میں سے گزُرتی تھی اُس مُلک میں سے جو نگب کے نام سے مشہور ہے۔ اگر لفظ "جنگل" سے مُراد سڑک ہے تو مؤخر الذکر سڑک مُراد ہوگی اور فرشتے نے راہ کے بارے میں فلپّس کو خاص ہدایت کی تاکہ وُہ اپنی خدمت کو اچھّی طرح انجام دے۔

غزّہ۔ فلسطین کے پانچ بڑے شہروں میں سے سب سے دکن کی طرف۔ عہدِ عتیق کی تاریخ میں یہ مشہور شہر ہے۔ یہ سمندر سے دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ مصر کو جو شاہراہ جاتی تھی وُہ اسی شہر میں سے گزُرتی تھی اس لئے یہ تجارت کا بڑا مرکز تھا۔ معلُوم ہوتا ہے کہ ۹۶ قم میں مکابی سردار اسکندر جانیئس نے اسے برباد کیا اور رُومی زمانہ میں ساحلِ سمندر پر اس کی جگہ ایک نیا شہر آباد ہُوا۔ اور بحری غزّہ کے نام سے مشہور ہُوا۔

جنگل میں ہے۔ اگر اس سے مُراد غزّہ ہے تو اس سے وُہ پُرانا شہر مُراد ہوگا جو اب کھنڈرات میں تھا۔ چُونکہ مصر کی شاہراہ پُرانے شہر میں سے ہو کے گزرتی تھی اس لئے آیت میں یہ شرح بالکل مناسب ہے۔ مگر بعض خیال کرتے ہیں کہ یہاں وُہ سڑک مُراد ہے جو یروشلم سے غزّہ کو جاتی تھی اور نہ کہ شہر۔ اس صورت میں ہمیں یہ سمجھنا پڑے گا کہ فلپّس کو یہ ہدایت ملی کہ وُہ جبرون کی راہ سے جائے جس پر آمد و رفت کم تھی۔

۲۷۔ وُہ اُٹھ کر روانہ ہُوا تو دیکھو ایک حبشی خوجہ آرہا تھا۔ وُہ حبشیوں کی ملکہ کنداکے کا ایک وزیر اور اُس کے سارے خزانے کا مختار تھا۔ اور یروشلم میں عبادت کے لئے آیا تھا۔

حبشی۔ حبش ایک وسیع مُلک کا نام تھا جس میں اب نہ صرف ابی سینا اور نوبیہ داخل ہیں بلکہ سوڈان اور وُہ سارے علاقے جو بحیرۂ قلزم کے مغربی ساحل پر واقع ہیں۔

خوجہ۔ غالباً لفظی طور سے (متّی ۱۹ : ۱۲) اخوجہ محض ایک درباری تھا اگر یہ معنی درست ہوں تو یسعیاہ ۵۶ : ۳ - ۵ کی آزادانہ تعلیم کی ہر ایک مثال ہوگی۔ بخلاف اُس شرعی

سختی کے جس میں خوجے خارج کئے گئے۔ مقدس لوقا ہی نے انجیل کی اس وسعت کو پیش کیا اور ایسے شخص کے رجوع لانے کا ذکر کیا جو یہودیوں کی شرعی نظر میں غیر قوم ہونے اور جسمانی نقص کی وجہ سے داخل ہونے کے لائق نہ تھا۔ خدا کی بادشاہت کا دروازہ اُن سب کے لئے کھلا ہے جو اُس میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔

وزیر۔ یونانی میں "حاکم" کے لئے بھی آیا ہے (لوقا ۱۱: ۵۲، ۱ تیمتھیس ۶: ۱۵)۔ یہاں اس لفظ سے اعلیٰ عہدہ دار مُراد ہے۔

سارے خزانے کا مختار۔ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ یونانی لفظ خزانے کے لئے بھی غزہ ہے۔ یہ فارسی لفظ یونانی میں آگیا ہے جو اُردو زبان میں خزانہ مشہور ہے۔ غزہ شہر کو جاتے وقت کنداکے کے خزانے (غزہ) کے مختار نے ابدی زندگی کا خزانہ حاصل کیا۔

عبادت کے لئے۔ وہ یہودی دین کا مُرید ہو چکا تھا، اور زیادہ روشنی کا متلاشی تھا (یوحنا ۱۲: ۲۰ و ۲۱، اعمال ۲: ۱۰)

۲۸۔ وہ اپنے رتھ پر بیٹھا ہوا اور یسعیاہ نبی کے صحیفے کو پڑھتا ہوا واپس جا رہا تھا۔

پڑھتا ہوا۔ وہ بلند آواز سے پڑھتا تھا (آیت ۳۰) جیسا کہ مشرق میں اکثر لوگ پڑھتے ہیں۔ یہ پرانے عہدنامہ کا یونانی ترجمہ تھا (جیسا کہ ۳۲ و ۳۳ آیات کے اقتباسات سے ظاہر ہے) یہ ترجمہ مصر میں بہت مروّج تھا۔ اس متلاشی حق کا یہ راست طریقہ تھا کہ وہ بائبل کی تلاوت کرتا تھا۔

۲۹۔ رُوح نے فلپّس سے کہا کہ نزدیک جا کر اُس رتھ کے ساتھ ہو لے۔

رُوح نے ۔۔۔۔ کہا۔ یہاں رُوح القدس کی شخصیت کا خاص ثبوت ہے (۵: ۳ و ۱ کی شرح دیکھو)

ساتھ ہو لے۔ دیکھو ۵: ۱۳ کی شرح۔

۳۰۔ پس فلپّس نے اُس طرف دوڑ کر اُسے یسعیاہ نبی کا صحیفہ پڑھتے سنا اور کہا کہ جو تُو پڑھتا ہے اُسے سمجھتا بھی ہے۔

دوڑ کر۔ یہاں اس مبشر کی فوری اطاعت اور سرگرمی کا اظہار ہے کہ کیسی جلدی اور پھرتی سے اُس اُڑتے ہوئے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

سمجھتا بھی ہے۔ جیسا مقدس آگسٹن نے ٹھیک طور سے کہا "نیا عہدنامہ

پرانے میں چھپا ہوا ہے لیکن اُس کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے رُوح القدس کی روشنی درکار ہے (۱-کرنتھی ۲: ۹-۱۱)

۳۱- اُس نے کہا۔ مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے جب تک کوئی مجھے ہدایت نہ کرے؟ اور اُس نے فلپس سے درخواست کی کہ میرے پاس آ بیٹھ۔

کوئی مجھے ہدایت نہ کرے۔ یہی فعل رُوح القدس کے خاص کام کے لئے مستعمل ہوا ہے جس کا خاص کام یہ ہے کہ ہم کو ساری سچائی میں ہدایت کرے (۱ یوحنا ۱۶: ۱۳) ایسا کرنے میں وُہ عموماً انسانی وسائل کو استعمال کرتا ہے۔ اس افریقی عہدہ دار کی فروتنی اور حلیم طبیعت قابلِ لحاظ ہے۔ خدا ہمیشہ حلیم دلوں کی ہدایت کے لئے تیار ہے (زبور ۲۵: ۹)

۳۲- کتابِ مقدس کی جو عبارت وُہ پڑھ رہا تھا یہ تھی کہ لوگ اُسے بھیڑ کی طرح ذبح کرنے کو لے گئے۔ اور جس طرح برّہ اپنے بال کترنے والے کے سامنے بے زبان ہوتا ہے، اُسی طرح وُہ اپنا مُنہ نہیں کھولتا۔

کتابِ مقدس کی جو عبارت۔ بعضوں کا خیال ہے کہ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ عبارت کیا گیا وُہ "پرسا" ہے جس سے فصل مُراد ہے۔ تلاوتِ عام کے لئے شریعت اور اس قسم کی فصلوں میں منقسم تھے۔ لیکن یہ لفظ آجکل "کتابِ مقدس کی عبارت" کے لئے مستعمل ہے۔ یعنی جس قرینہ میں کہ وُہ اقتباس پایا جاتا ہے۔ یہ اقتباس یسعیاہ ۵۳: ۷-۸: آیات سے ہے اور سترول کے ترجمہ کے مطابق تقریباً لفظ بلفظ ہے۔ شاید نادانستہ خوجہ نے عہدِ عتیق کا وُہ مقام نکالا (یسعیاہ باب ۵۳) اس باب میں خداوند یسُوع کے پُر ثواب کفّارہ کا مفصّل بیان ہے۔ وُہ گویا کلوری کے عین کنارہ پر کھڑا تھا ہر زمانہ میں اس باب سے اکثر رُوحوں کو تسلّی و اطمینان حاصل ہوا۔

بھیڑ کی طرح ..... برّہ۔ ان الفاظ کی ترتیب سترول کے ترجمہ میں عبرانی اصل میں مختلف ہے۔ نئے عہدنامہ میں خدا کے برّہ کے بارہ میں جو ذکر آیا ہے وُہ اسی نبوّت سے لیا گیا ہے۔

۳۳- اُس کی پست حالی میں اُس کا انصاف نہ ہوا، اور کون اُس کی نسل کا حال بیان کرے گا؟ کیونکہ زمین پر سے اُس کی زندگی مٹائی جاتی ہے۔

اُس کی پست حالی میں اُس کا انصاف نہ ہُوا۔ اِس کے دو ترجمے ہو سکتے ہیں۔

(الف) اُس کی پست حالی میں جس عادل وانصاف کا وہ مستحق تھا وُہ اُس سے چھین لیا گیا۔ یعنی اُس سے بے انصافی کا سلوک ہُوا۔

(ب) جب اُس نے اپنے تئیں پست کیا، تو اُس کے خلاف فتویٰ سزا منسوخ کیا گیا۔ یعنی وُہ اپنی پست حالی کی وجہ سے سرفراز کیا گیا۔

عبرانی اصل اُن دُکھوں کی شدّت پر زور دیتا ہے جو اُس نے اُٹھائے یا جو اُس سے ہٹائے گئے۔

کون اُس کی نسل کا حال بیان کرے گا؟ معمولی تفسیر اِس کی یہ ہے جس پُشت یا نسل کو اُس نے اپنی موت اور دُکھوں سے حاصل کیا، اُن کا بیان اور شمار کون کر سکتا ہے؟ (زبور ۲۲: ۳۰) مگر اُن کی یہ تفسیر کی گئی ہے "اُس پُشت کی شرارت کا کون بیان کریگا جس میں کہ وُہ زندگی بسر کرتا تھا اور جنکے ذریعہ وُہ مارا گیا"۔ عبرانی اصل اُس کے ہمعصروں کی لاپرواہی اور بے اعتنائی پر زور دیتی ہے جنہوں نے اُس کے دُکھوں کے معنی سمجھنے میں غفلت کی۔

زمین پر سے اُس کی زندگی مٹائی جاتی ہے۔ اس کے معمولی معنی یہ ہیں "وُہ مارا گیا"۔ اور عبرانی اصل اس سے اتفاق رکھتی ہے۔ مگر بعض یہ مُراد لیتے ہیں "اُس کی زندگی زمین پر سے اعلےٰ اور آسمانی طبقہ میں پہنچائی گئی" (فلپیوں ۲: ۹-۱۱) اور اُن الفاظ کو اُس کی سرفرازی سے منسُوب کرتے ہیں۔

۳۴۔ خوجہ نے فلپُس سے کہا مَیں تیری منت کر کے پُوچھتا ہُوں کہ نبی یہ کس کے حق میں کہتا ہے؟ اپنے یا کسی دُوسرے کے؟

یہ کس کے حق میں کہتا ہے؟ خوجہ کے پاس وُہ کلید نہ تھی جس کے ذریعہ یہ نبوّت کھلتی ہے۔ وُہ خُدا کے دُکھ اُٹھانے والے بندہ کا ذکر پڑھ رہا تھا۔ لیکن اُس تاریخی شخص کے بارہ میں اُس کو کُچھ معلوم نہ تھا جس کی طرف ساری نبوت اشارہ کرتی تھی انسان کے اس معمہ کی کُنجی یسُوع مسیح ہے۔

۳۵۔ فلپُس نے اپنی زبان کھول کر اُسی نوشتہ سے شروع کیا اور اُسے یسُوع کی خوشخبری دی۔

اُسی نوشتہ سے شروع کیا۔ فلپُس نے اپنی تعلیم کی بُنیاد اُسی عبارت پر رکھی

جس پر خوجہ اُس وقت غور کر رہا تھا۔ اس سلسلہ کو چھیڑنے کے لئے اور کسی عبارت کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یسعیاہ ۵۳ باب نجات دہندہ کے کفارہ کے کام سے سراسر بھرا ہُوا ہے۔

اُسے یسُوع کی خوشخبری دی۔ دوسرے الفاظ "اُسے نجات دہندہ یسُوع کی خوشخبری سُنائی" (وہی فعل جو آیات ۴ و ۱۲ و ۲۵ میں آیا ہے) لاکلام کفارہ کی تعلیم اُس کا خاص مضمون تھا جس کی اُس نے تشریح کی۔ اور انجیل کی یہ مرکزی تعلیم ہے اور مابعد بیان سے ظاہر ہے کہ اُس نے اُسے یہ بھی سکھایا ہوگا کہ بپتسمہ کے وقت مسیح پر ایمان لانے کا اقرار بھی کرنا چاہیئے۔

۳۶۔ اور راہ میں چلتے چلتے کسی پانی کی جگہ پر پہنچے۔ خوجہ نے کہا کہ دیکھ پانی موجود ہے۔ اب مجھے بپتسمہ لینے سے کونسی چیز روکتی ہے۔

کونسی چیز روکتی ہے؟ خوجہ کا ایمان اور فرمانبرداری قابل غور ہیں یہ اُن سچے متلاشیوں میں سے تھا جو انجیل کو بلاتوقف قبول کرتے اور بلا تامل اپنے نئے عقیدہ کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس کا مقابلہ اُن ہم وطنوں سے کریں جو تمدنی مشکلات اور ایذا رسانی کے خوف سے مسیح کا برملا اقرار کرنے سے شرماتے ہیں۔ اُس شخص نے فوراً ٹھیک قدم اُٹھایا۔ اُس کا ایمان گو سادہ تھا لیکن سراسر اعتماد سے معمور تھا۔

۳۷۔ پس اُس نے رتھ کو کھڑا کرنے کا حکم دیا۔

۳۸۔ اور فلپُّس اور خوجہ دونوں پانی میں اُتر پڑے۔ اور اُس نے اُس کو بپتسمہ دیا۔

فلپُّس۔ نہایت قدیم نسخوں میں یہ آیت پائی نہیں جاتی اور اس لئے حاشیہ میں ڈالی گئی ہے۔ اور اردو میں بالکل چھوڑ دی گئی ہے۔ اس آیت کے چھوڑے جانے سے خوجہ کا سوال بے جواب رہ جاتا ہے۔ البتہ یہ آیت بیزا کے نسخہ یا مغربی نسخہ میں پائی جاتی ہے۔ اور آئرنی نیوس اس آیت کو صحیح ٹھہراتا ہے۔ اگر فی الحقیقت یہ آیت اصلی مان لیں تو فلپُّس نے یہ شرط بیان کی "اگر تُو سارے دل سے ایمان لاتا ہے"۔ اور شمعُون مجوسی کے بیان کے بعد ایسے اقرار کی ضرورت نمایاں ہے جس کا ایمان خُدا کے سامنے راست نہ تھا اور بپتسمہ سے پیشتر عقیدہ کا اقرار نفس بائبل پر مبنی ہوگا لیکن چونکہ اکثر نسخے اس آیت کو درج نہیں کرتے اس لئے ہم اس کو حاشیہ میں ہی رہنے دیتے

ہیں۔ اگرچہ اس کا نفسِ مضمون بائبل کے عین مطابق ہے تو بھی آیت شاید پیچھے درج ہوئی۔

دونوں پانی میں اُتر پڑے۔ یہاں غوطہ کے ذریعہ بپتسمہ کی صریح مثال ہے (۲ : ۴۱ کی شرح) مقابلہ کرو (متی ۳ : ۱۶ سے) نمازکی کتاب میں بھی بپتسمہ بذریعہ غوطہ کو ترجیح دی گئی ہے۔

اُس کو بپتسمہ دیا۔ گو یہ نسل کا غیر قوم اور خوجہ تھا۔ فلپس نے ستفنس کی طرح انجیل کو یہودی نسل کی حدود سے باہر تبلیغ دی۔ غالباً خوجہ یہودی مرید تھا۔ اس لئے وہ یہودیت کے دروازہ سے مسیحی کلیسیا میں داخل ہُوا۔ لیکن پھر بھی وہ حبشی ہی تھا۔

۳۹۔ جب وہ پانی میں سے نکل کر اوپر آئے تو خداوند کا رُوح فلپس کو اُٹھا لے گیا اور خوجہ نے اُسے پھر نہ دیکھا۔ کیونکہ خوشی کرتا ہُوا اپنی راہ چلا گیا۔

فلپس کو اُٹھا لے گیا۔ یہ فعل بہت پُرزور ہے "چھین لیا گیا"۔ دیکھو متی ۱۲ : ۱۹۔ یوحنا ۱۰ : ۲۸ - ۲۹، اعمال ۲۳ : ۱۰، ۲ کرنتھی ۱۲ : ۲ - ۴ جہاں تک کہ خوجہ کا تعلق تھا، اس مبشر کا کام ہو چکا۔ جب فلپس اُس خوجہ کو مسیح تک پہنچا چکا تو اب اُس کی ضرورت نہ رہی۔ انسانی معلموں کی ایک حد تک ضرورت ہے لیکن وہ خبردار رہیں، کہ لوگوں کے ایمان کو خداوند کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف نہ کھینچ لیں کسی طریقے سے فلپس اُٹھا لیا گیا۔ ہمیں بالکل معلوم نہیں اور نہ ہمیں یہ جاننا ضروری ہے۔

اُسے پھر نہ دیکھا۔ اس پر خوجہ کا مقابلہ شمعون مجوسی سے کریں جو بپتسمہ کے بعد فلپس کے ساتھ برابر رہا۔ (آیت ۱۳)۔

خوشی کرتا ہُوا اپنی راہ چلا گیا۔ یہ ایک وجہ بیان ہوتی ہے کہ کیوں اُس نے فلپس کو پھر نہ دیکھا۔ وہ مسیح میں اس نئی خوشی سے ایسا معمور تھا کہ اُس کی نظر کسی اور شے پر نہ پڑی۔ یہاں فعل "ناتمام" ہے۔ جس کا یہ ایما ہے کہ وہ خوشی کرتا ہُوا اپنی راہ چلا جاتا تھا۔ "خوشی کرنا" کے لئے دیکھو آیت ۸ کی شرح اور دیباچہ ۶ : ۹۔ نجات کی یہ خوشی اپنے عزیز اُستادوں کی جُدائی سے بھی جاتی نہیں رہتی اور نہ سخت ایذا رسانی کے ذریعہ سے (۵ : ۴۱، ۱۳ : ۵۲) ہمیں اس خوجہ کا اور حال معلوم نہیں گو ہمیں یقین ہے کہ اُس نے اپنے وطن میں انجیل کو پہنچایا۔ روایت ہے کہ اُس نے حبش میں انجیل کی اشاعت کی۔ اور اہلِ ابی سینا اُسے وہاں کی کلیسیا کا بانی سمجھتے ہیں۔ اگرچہ کافی دلیل اُن کے پاس نہیں۔ اس

کے رجوع لانے میں ایسی پیشینگوئیوں کی تکمیل پائی جاتی ہے۔(مثلاً زبور ۶۸: ۳۱؛ یسعیاہ ۵۶: ۴-۸؛ صفنیاہ ۳: ۱۰)۔
۴۰۔ اور فلپس اشدود میں آ نکلا، اور قیصریہ میں پہنچنے تک سب شہروں میں خوشخبری سناتا گیا۔

فلپس اشدود میں آ نکلا۔ یعنی وہ بعدازاں اشدود میں مصروف کار پایا جاتا ہے اشدود۔ یہ قدیم نام ہے۔ بعدازاں یہ ازوتس کہلایا۔ یہ پانچ بڑے فلسطی شہروں میں سے تھا، غزہ سے تقریباً بیس میل شمال کو اور یافا سے نصف راہ پر۔

خوشخبری سناتا گیا۔ ناتمام صیغہ۔ آیات ۴ و ۲۱ و ۲۵ و ۳۵۔

سب شہروں میں۔ غالباً عکرون۔ یمنیا۔ لدیہ۔ یافہ اور انتی پطرس ان میں شامل تھے۔

قیصریہ میں۔ یہ شہر ساحل سمندر پر واقع تھا۔ یافہ سے ۳۰ میل شمال کی طرف۔ یہ پہلے ایک غیر مشہور قصبہ تھا اور سٹرابو کا برج کہلاتا تھا۔ لیکن ہیرودیس اعظم نے جسے یہ شہر آگستس قیصر کی طرف سے ملا تھا اس کی تعمیر از سر نو کی اور ایک بڑے وسیع پیمانہ پر بنایا اور بہت عمدہ بندرگاہ اُسے بنایا۔ اور قیصر کی یادگار میں اُس کا نام قیصریہ اگستہ رکھا۔ اور اپنے لئے وہاں ایک عالیشان محل بنایا۔ یہاں کے باشندے کچھ غیر قوم تھے اور کچھ یہودی۔ اور ان دونوں قوموں میں اکثر جھگڑے رہتے تھے۔ جب یہودیہ براہ راست رُوم کے ماتحت ہو گیا تو قیصریہ وہاں کے صوبہ کا دارالخلافہ بن گیا۔ اور فوج کا دستہ وہاں رہتا تھا۔ یہ تقریباً تحقیق ہے کہ اُس وقت سے لے کر اُسے اُس نے اپنا صدر مقام بنایا۔

آٹھویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے:۔

(۱) بیج کا بکھرنا۔ آیات ۱ سے ۴۔ (۲) سامری فصل، آیات ۵ سے ۲۵،
(۳) سچا متلاشی۔ آیات ۲۶ سے ۴۰۔

دوم - خاص مضامین　(الف) قابلِ نمونہ مبشر - فلپس

(۱) بے قید سرگرمی - آیات ۵ سے ۲۷ (اجنبیوں اور بدعتیوں کے پاس گیا)

(ب) ان تھک محنت (آیات ۵ سے ۲۷ و ۳۰ سے ۴۰) ہمیشہ کام میں مشغول ایک گزرتے ہوئے موقع کے لئے دوڑتا ہے)۔

(ج) بے ریا شہادت - آیات ۵ و ۱۲ و ۳۵ (ہمیشہ مسیح کی طرف توجہ دلاتا ہے نہ شمعون کی طرح اپنی طرف)

(د) بے روک خدمت - وہ تیار ہے (بڑے شہر میں خاص خدمت ۵ سے ۲۵) خاص خاص رُوحوں کی تلاش ۲۶ سے ۳۸ ، دورہ میں بیج کا بویا جانا - آیت ۴۰ -) ایک خاص مرکز قیصریہ میں خاص کام آیت ۴۰ (۲۱ : ۸) (وہ خاص قواعد یا بڑے اصولوں سے اپنے تئیں مقید نہیں رکھتا ہے

(ب) دو قابلِ نمونہ نو مرید -

(۱) شمعون مجوسی جعلی مرید آیات ۹ سے ۲۴ - اُس میں ....

عقلی ایمان تھا - آیت ۱۳ ، بیرونی بپتسمہ - آیت ۱۳ ، خدا کے لوگوں کے ساتھ لگاتار شراکت - آیت ۱۳ - متواتر عینی شہادت - آیت ۱۳ - لیکن اُس کا دل نہ تبدیل ہوا تھا - آیت ۲۱ - اُس کی گناہ کی زنجیریں نہ ٹوٹی تھیں آیت ۲۳ - اُس کی عادتوں پر کچھ اثر نہیں ہوا تھا - آیات ۱۸ و ۱۹ -

اُس کی بدتاثیر نہ بدلی تھی آیت ۲۲ کی شرح دوسرے الفاظ میں وہ "نیا مخلوق" نہ تھا - (۲ کرنتھی ۵ : ۱۷)

(۲) خوجہ سچا مرید آیات ۲۷ سے ۳۹ ، سچا انسان - آیت ۲۷ - اپنی روشنی کے مطابق چلتا تھا -

ایک سچا متلاشی - آیت ۲۸ (بائبل پڑھتے ہیں) ، ایک فروتن رُوح - آیت ۳۱ (تعلیم پانے کے لئے تیار تھا)

مسیح کو ٹٹول کر تلاش کر رہا تھا (آیت ۲۶ سے ۳۴) صلیب کے قریب تھا -

ایک فرمانبردار ایماندار - آیت ۳۸ ، ایک خوشباش مسیحی - آیت ۳۹ -

اُس کے رجوع لانے میں جو وسائل استعمال ہوئے اُن پر غور کرو -

(۱) خُدا کا گھر (آیت ۲۷) (۲) خُدا کا کلام - (آیت ۲۸)
(۳) خُدا کا خادم - آیت ۳۵ -

نواں باب

(۱-۳۱) مقدّس پولُس کا رجُوع لانا اور اُس کی پہلی محنتیں

مقدّس پولُس کے رجُوع لانے پر زور دیا گیا ہے - خاصکر اِس لئے کہ کم سے کم تین بیانات اُس کے رجُوع لانے کے اعمال کی کتاب میں پائے جاتے ہیں - (باب ۹ و ۲۲ و ۲۶) چونکہ وہ خُدا کا برگزیدہ برتن تھا کہ انجیل کو غیر قوموں تک پہنچائے - جب سے مقدّس پطرس نے کرنیلیس کے گھر میں غیر قوموں کے لئے ایمان کا دروازہ کھلوا دیا مابعد تاریخ کی دلچسپی اعمال کی کتاب کے مشنری مقصد کے مطابق پولُس کے خاص کام سے ہی متعلق ہے - ستفنُس کی وفات کے وقت ہم کا ہے گاہے تذکرات کے ذریعہ ساؤل ترسیسی آنکھوں کے سامنے لایا جاتا ہے (۸: ۱ و ۳، ۹: ۱) اب اُس نے خُداوند یسُوع کی اطاعت اختیار کی - مشنری ترقی کی راہ میں پولُس کا رجُوع لانا ایک خاص نشان ہے -

۱- اور ساؤل جو ابھی تک خُداوند کے شاگردوں کے دھمکانے اور قتل کرنے کی دھن میں تھا سردار کاہن کے پاس گیا -

خُداوند کے شاگردوں - اعمال کی کتاب میں مسیح کے پیروؤں کا خاص نام "شاگرد" آتا ہے (دیباچہ ۶ : ۵) اِس فعل میں لفظ "خُداوند" بہت نمودار ہے - (آیات ۱ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷) اور اُس کے ذریعے سربلند شدہ نجات دہندہ کی قدرت اور اختیار پر بہت زور دیا گیا ہے ، خاصکر انجیل کے اس بڑے دُشمن کے ساتھ معاملہ رکھنے میں -

دھمکانے اور قتل کرنے - لفظ "دھمکانا" ۴: ۱۷ و ۲۹ میں بھی آیا تھا اور

"قتل" کے لئے جو لفظ ہے وہ عام ہے۔ یہاں سے پتہ لگ سکتا ہے کہ جھوٹا مذہب کیسی ہولناک زیادتیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

دھمکیاں۔ لفظی طور پر "سانس اندر لینا"، "دھمکانا" اور "قتل کرنا" وہ طبقہ تھا جس میں وہ زندگی بسر کرتا تھا، اور جس میں وہ سانس لیتا تھا اور یہ طبقہ مسیحیوں کے خلاف خاص نفرت سے بھرا تھا۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ ۸: ۳ میں جو جوش بھرے حیوان کی طرف اشارہ آیا تھا وہی استعارہ یہاں آتا ہے۔ یہ پُرجوش سرگرمی کا اظہار ہے جو ساؤل کا خاص خاصہ تھا۔ جیسا کہ اس کی ساری تاریخ سے ظاہر ہے۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۱: ۱۳، ۱-تیمتھیس ۱: ۱۳ سے۔

۲۔ اور اس سے دمشق کے عبادت خانوں کے لئے اس مضمون کے خط مانگے کہ جن کو وہ اس طریق پر پائے۔ خواہ مرد خواہ عورت ان کو باندھ کر یروشلم میں لائے۔

دمشق۔ عہد عتیق کے دنوں میں یہ سوریہ کا دارالخلافہ تھا۔ دنیا میں سب سے سرسبز میدان میں یہ واقع ہے۔ یہ میدان سطح سمندر سے ۲۲۰۰ فٹ بلند ہے، اور دریائے خروسرو (CHRYSORRHOES) اسے سیراب کرتا ہے۔ طرح طرح کے پھل اور قسم قسم کا اناج یہاں پیدا ہوتا ہے۔ ساحل سمندر سے یہ ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے، اور ایک وقت مشرق کی تجارت کی شاہراہ تھا۔ یونانی سلطنت کے دنوں میں نئے دارالخلافہ انطاکیہ نے اس کی رونق کو ماند کر دیا (۱۱: ۲۰) مگر اب پھر اس نے اپنی پہلی رونق کو حاصل کر لیا اور آج یہ ایک بڑا شہر ہے۔ اس کی آبادی ۱۵۰۰۰۰ ہے۔ یہودیوں کی ایک بڑی بستی یہاں تھی جس کے کئی ایک عبادت خانے تھے۔ یہ بھی واضح ہے کہ یہاں کچھ مسیحی بھی پائے جاتے تھے جو غالباً پنتکست کے دن کا پھل تھے۔ یہ یروشلم سے ایک سو ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

خط مانگے۔ ۲۲: ۴-۵، ۲۶: ۹-۱۱۔ مسیحیوں کی ایذا رسانی میں ساؤل نے ابتداء کی جیسا کہ اس زمانہ کے سارے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے یہودی حکام میں اس کو بہت شہرت حاصل ہوئی (گلتیوں ۱: ۱۴، فلپیوں ۳: ۶) یہ دور دور شہروں میں اس جنگ کو چھیڑنے کا پیش خیمہ تھا (۲۶: ۱۱) مابعد سالوں میں اس نے دور دور ملکوں میں انجیل کی مشنری خدمت کا بیڑا اٹھایا۔

طریق۔ مقابلہ کرو ۱۹ : ۹ و ۲۳ و ۲۲ : ۴ و ۲۴ : ۱۴ و ۲۲ لفظ "طریق" تشبیہی اور اخلاقی معنی میں یہاں مستعمل ہُوا ہے اور اس سے زندگی کا طریق مُراد ہے۔ یہاں اس لفظ سے زندگی کی وُہ سمت اور طرز مُراد ہے جو یسُوع مسیح پر ایمان لانے کے ذریعہ سے ٹھہرائی جاتی ہے۔ دُوسرے لفظوں میں اس "نئے مسیحی دین" مُراد ہے۔ ہندو پاکستان میں لفظ "مارگ" (طریق) اسی معنی میں آتا ہے۔ اور ہم کو یاد ہے کہ بُدھ مذہب میں "نروان" حاصل کرنے کا طریقہ بھی "چوہرا شریف طریق" کہلاتا ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ آیا ہے:۔

(الف) خُدا (یا خُداوند) کا راہ (۱۸ : ۲۵-۲۶)

(ب) "سلامتی کی راہ" (لُوقا ۱ : ۷۹، رُومیوں ۳ : ۱۷)

(ج) "راہِ حق" (۲-پطرس ۲ : ۲)

(د) "راستبازی کی راہ" (۲ پطرس ۲ : ۲۱)

خواہ مرد خواہ عورت۔ دیکھو ۸ : ۳ و ۱۲ کی شرح

یروشلم۔ تاکہ صدرِ مجلس کے سامنے کلیسیائی سزا کے لئے حاضر کئے جائیں۔ اس مجلس کو رُومیوں کی طرف سے بہت اختیارات ملے ہُوئے تھے۔ اگرچہ موت کا اختیار اس کو حاصل نہ تھا۔

۳۔ جب وُہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہُوا کہ یکایک آسمان سے ایک نُور اُس کے گِرداگِرد آ چمکا۔

یکایک۔ یہ لفظ مرقس ۱۳ : ۳۶، لُوقا ۲ : ۱۳، ۹ : ۳۹، اعمال ۲۲ : ۶ میں بھی آیا ہے۔ ان آیات کا مطالعہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ ایک معنی میں ساؤل کی تبدیلی "یکایک" ہوئی۔

گِرداگِرد آ چمکا۔ یہ فعل صرف اسی قرینہ میں مستعمل ہُوا ہے (۲۲ : ۶) لفظی طور پر بجلی کی طرح کوند پڑا۔

آسمان سے ایک نُور۔ یہ اعجازی اور فوق الفطرت نُور تھا جس کی درخشانی دوپہر کے سُورج سے زیادہ تھی (۲۶ : ۱۳) اس نُور کی درخشانی میں ساؤل نے اُس صعُود یافتہ اور ذوالجلال نجات دہندہ کی حقیقت کی رویت حاصل کی (اکرنتھی ۹ : ۱،

۱۵: ۸) اس رویت نے اُس کی زندگی کے سیلاب کا سارا رُخ بدل دیا۔

۴۔ اور وہ زمین پر گر پڑا، اور یہ آواز سُنی کہ اَے ساؤل! اَے ساؤل! تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟

زمین پر گر پڑا۔ وہ مغلوب اور حیران تھا۔ (دانی ایل ۱۰: ۸ و ۹، مکاشفہ ۱: ۱۷) اپنے فاتح کے قدموں پر اوندھے مُنہ پڑا تھا جو اُس کے ہم سفر تھے وہ بھی خوف زدہ ہو کر زمین پر گر پڑے (۲۶: ۱۳، ۱۴) اگرچہ اُنہوں نے کسی شخص کو نہ دیکھا آیت ۷۔

یہ آواز سُنی۔ اُس نے صاف آواز سُنی جو قابلِ فہم الفاظ میں اُس سے متکلم ہوئی۔ لیکن اُس کے ہم سفروں نے آواز تو سُنی لیکن الفاظ نہ سُنے۔ یونانی میں آیت ۷ میں مختلف لفظ مستعمل ہوا ہے ا اور ۲۲: ۹ کی اُس سے تشریح ہوتی ہے لیکن ساؤل کے لئے اس آواز میں ایک صاف پیغام تھا۔ یہ شخصی آواز ایک فرد کی رُوح سے گویا تھی۔

ساؤل ساؤل: جو لفظ یہاں اور ۲۲: ۷ اور ۲۶: ۱۴ میں مستعمل ہوا ہے وہ ساؤل کے لئے معمولی لفظ نہیں بلکہ عبرانی لفظ کا تلفظ ہے۔ ساؤل۔ ساؤل۔ ۲۶: ۱۴ میں مذکور ہے کہ ہمارا خداوند عبرانی میں متکلم تھا۔

مقدس لوقا کی تصنیفات میں اِس قسم کے نام کے تکرار میں کچھ نہ کچھ تنبیہ پائی جاتی ہے۔ مثلاً مارتھا۔ مارتھا (لوقا ۱۰: ۴۱) یروشلم۔ یروشلم (لوقا ۱۳: ۳۴)۔ شمعون شمعون (لوقا ۲۲: ۳۱)

تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ دیکھو ۲۶: ۱۴ کی شرح۔ سر کا تعلق اُس کے سارے اعضا کے ساتھ ہے۔ (۱ کرنتھی ۱۲: ۲۷، افسیوں ۱: ۲۲ و ۲۳) جو صدمہ اُن پر نازل ہوتا ہے وہ درحقیقت اُس پر پڑتا ہے (یسعیاہ ۶۳: ۹، زکریاہ ۲: ۸، متی ۱۰: ۴۰)

۵۔ اُس نے پوچھا کہ اَے خداوند! تُو کون ہے؟ اُس نے کہا مَیں یسوع ہوں جسے تُو ستاتا ہے۔

مَیں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے۔ یہ دونوں تو اسمائے ضمیر تاکیدی ہیں۔ گویا مسیح نے یہ کہا، مَیں جلال یافتہ خداوند جس کا جلال تو دیکھتا ہے وہی یسوع ہوں۔

جیسے تو اپنی دیوانگی میں ایسی سختی سے ستا رہا ہے۔ اپنے گناہ کی شدّت کو جان اور اُسے محسوس کر۔

۶۔ مگر اُٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہیئے وہ تجھ سے کہا جائے گا۔

اُٹھ۔ اعمال کی کتاب میں فعل امر کا استعمال قابلِ غور ہے (۸ : ۲۶، ۹ : ۱۱ و ۳۴ و ۴۰، ۱۰ : ۱۳ و ۲۰ و ۲۶، ۱۴ : ۱۰، ۲۲ : ۱۰ و ۱۶، ۲۶ : ۱۶) مقابلہ کرو ۲۲ : ۱۰ سے، خداوند ہمارے ایمان کی فرمانبرداری کی آزمائش احکام کے ذریعے ہی کرتا ہے۔

۷۔ جو آدمی اُس کے ہمراہ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے۔ کیونکہ آواز تو سُنتے تھے، مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔

جو آدمی اُس کے ہمراہ تھے۔ یہ مرکب فعل اِسی آیت میں آیا ہے۔ اِن ہمراہیوں کا ہمیں کچھ حال معلوم نہیں۔

کھڑے رہ گئے۔ دیکھو آیت ۴ کی شرح۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمین سے ساؤل سے پیشتر اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

خاموش۔ دیکھو آیت ۴ کی شرح جس واقعہ نے پولُس کے دِل کو بدل ڈالا اُس نے اِن ہمراہیوں میں گھبراہٹ اور حیرانگی پیدا کر دی۔

اِسی طرح اب تک خداوند یسُوع کا نام بعضوں کے لئے نجات کا پیغام ہے اور بعضوں کے لئے وہ خالی بے معنی صدا ہے۔

۸۔ اور ساؤل زمین پر سے اُٹھا، لیکن جب آنکھیں کھولیں تو اُس کو کچھ نہ دکھائی دیا، اور لوگ اُس کا ہاتھ پکڑ کے دمشق میں لے گئے۔

ساؤل ۔۔۔ اُٹھا۔ اپنے نئے آقا کی فرمانبرداری میں (آیت ۶) ایمان کی فرمانبرداری کی راہ میں ساری برکتیں پائی جاتی ہیں (مقابلہ کرو ۲۶ : ۱۹)

کچھ نہ دکھائی دیا۔ خداوند کے جلال کے نور کی چمکا چوندی نے اُسے اندھا کر دیا (۲۲ : ۱۱)

اُس کا ہاتھ پکڑ کے۔ یہ فعل صرف اِسی واقعہ کے متعلق آیا ہے۔ (۲۲ : ۱۱) جو سرگردہ تھا، اب وہ پیرو ہو گیا۔ جو مغرور تھا اب وہ فروتن ہو گیا۔ وہ جو دمشق میں

ایک مغرور ایذا دہندہ کی حیثیت میں داخل ہونے کو تھا اب وہ بیکس اسیر کی طرح اُس میں داخل ہوتا ہے۔

۹- اور وُہ تین دن تک نہ دیکھ سکا، اور نہ اُس نے کھایا نہ پیا۔

وُہ تین دن تک۔ یہاں پولُس اور اُس کی توبہ کی دُعا یاد آتی ہے۔ (یُوناہ ۱: ۱۷؛ ۲: ۱-۱۰) یہ بھی ذکر ہے کہ ساؤل روزہ سے تھا (آیت ۹) اور دُعا مانگتا تھا (آیت ۱۱) اور یہ قیاس بھی غلط نہ ہوگا کہ ان تین دِنوں میں وُہ کیسا شکستہ وخستہ جان اور سچّا ثابت ہوُا۔ اور حقیقی تقدیس اُس کی ہُوئی (یرمیاہ ۳۱: ۱۹) جن لوگوں کی تبدیلیِ دِل ایسی گہری اور مکمّل ہوتی ہے جس کے ذریعہ مسیحی مضبُوط اور سرگرم کارندے بن جاتے ہیں۔

۱۰- دمشق میں حننیاہ نام ایک شاگرد تھا۔ اُس سے خُداوند نے رویا میں کہا کہ اے حننیاہ! اُس نے کہا۔ اے خُداوند۔ مَیں حاضر ہُوں۔

ایک شاگرد۔ دیکھو آیت ا کی شرح۔ ایسے ہی شاگردوں کے خلاف پولُس ایسی تُندی اور سرگرمی دکھا رہا تھا۔ اب اُسے ایسے شخص کے ذریعے مدد اور فضل ملنا تھا، جس کے خلاف وُہ دھمکانے اور قتل کرنے کی دھن میں تھا۔

حننیاہ۔ دیکھو ۵: ۱ کی شرح۔ حننیاہ ریاکار اور حننیاہ مقدّس کے درمیان کیسا بڑا فرق ہے۔ یہ شخص اپنی راست زندگی کے ذریعہ اپنے مذہب کی طرف دُوسروں کو کھینچتا تھا۔ (۲۲: ۱۲)

رویا۔ دیکھو ۷: ۳۱ کی شرح۔ ایک ہی وقت میں حننیاہ اور ساؤل کے دِلوں میں خُدا کے خاص مقصد کی تعمیل کے لئے تیاری ہُوئی جیسا کہ بعد میں پطرس اور کرنیلیُس کے دِلوں میں۔

۱۱- خُداوند نے اُس سے کہا، اُٹھ اُس کوچے میں جا جو سیدھا کہلاتا ہے۔ اور یہُوداہ کے گھر میں ساؤل نام ترسی کو پُوچھ لے، کیونکہ دیکھ وُہ دُعا کر رہا ہے۔

اُٹھ.... جا۔ دیکھو ۸: ۲۶؛ ۱۰: ۲۰ کی شرح۔

اُس کوچے میں جا جو سیدھا۔ اب تک وہاں ایک لمبا سیدھا کوچہ ہے اور وہی نام ہے جو دمشق شہر کے بیچوں بیچ سے گزرتا ہے۔

یہُوداہ۔ اس شخص کا کچھ حال ہمیں معلوم نہیں غالباً یہ شخص مسیحی نہ تھا بلکہ ایک

دیندار یہودی۔

ترسس۔ کلکیا کا ایک بڑا شہر (۲۱ : ۳۹ کی شرح) سمندر سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر ایک زرخیز میدان میں یہ واقع تھا۔ اِس کا بندرگاہ ایک طرح کی جھیل تھا جس کا نام ریگما (RHEGMA) تھا جس میں دریائے کدنس (CYDNUS) گرتا تھا۔ اور یہ دریا شہر کے درمیان سے گزرتا تھا۔ ایک بڑی تجارتی سڑک کوہ طارس سے گزر کر شہر میں سے نکلتی تھی، اور ایشیا کوچک کے اندرونی حصوں کی طرف جاتی تھی۔ یہ قدیم اور بالکل مشرقی نمونہ کا شہر تھا۔ لیکن سلیوکی یونانی بادشاہوں کے ایام میں سنہ ۱۷۱ ق م کے قریب اس کی بنیاد یونانی طرز کی ڈالی گئی اور اُنہوں نے ایک یہودی بستی یہاں قائم کی جیسا کہ اُن کی عام حکمت عملی تھی۔

پہلی صدی قبل از مسیح میں جب یہ شہر رومیوں کے قبضہ میں آیا تو اُس کو بہت رعایات حاصل ہوئیں۔ مثلاً ایسے اختیار ملے کہ اپنے لئے آپ قوانین بنائے اور رومی رشتوں کا مرکز ہوگیا۔ چونکہ یہ شہر یونانی تعلیم اور تہذیب کا بہت مدّاح تھا اس لئے آتھینی اور اسکندریہ کی طرح یہ دُنیا کے تین مشہور دارالعلوموں میں سے ایک تھا۔ خاصکر اِس شہر سے بعض مشہور ستوئیکی فیلسوف نکلے۔ دیکھو دیباچہ پنجم۔

وُہ دُعا کر رہا ہے۔ یہ ایذا دہندہ بدلکر درخواست کنندہ بن گیا۔ جو لوگ راستی سے خُدا کی مرضی اور ہدایت کی تلاش کرتے ہیں وُہ دُعا مانگنے میں مشغول ہوتے ہیں۔

۱۲۔ اور اُس نے حننیاہ نام ایک آدمی کو اندر آتے اور اپنے اُوپر ہاتھ رکھتے دیکھا ہے، تاکہ پھر بینا ہو۔

۱۳۔ حننیاہ نے جواب دیا کہ اَے خُداوند مَیں نے بہت لوگوں سے اس شخص کا ذکر سُنا ہے کہ اُس نے یروشلیم میں تیرے مقدّسوں کے ساتھ کیسی کیسی بُرائیاں کی ہیں۔

حننیاہ۔ اسی قسم کے شک شکوک یروشلیم کی کلیسیا کے تھے (آیت ۲۶) یہ گمان نہ گزر سکتا تھا کہ ایسا سخت ایذا رساں شخص شاگرد ہو سکتا تھا۔

مقدّسوں۔ صرف اِس باب میں (آیات ۳۲ و ۴۱) اور ۲۶ باب ۱۰ آیت میں یہ لقب استعمال ہوا ہے۔ اس سے مُراد ہے گناہ سے علیحدہ ہو کر خُدا اور اُس کی خدمت کے لئے مخصوص ہونا اور خطوں میں یہ لقب عموماً استعمال ہوا ہے۔

۱۴- اور یہاں اُس کو سردار کاہنوں کی طرف سے اختیار ملا ہے کہ جو لوگ تیرا نام لیتے ہیں، اُن سب کو باندھ لے۔

جو لوگ تیرا نام لیتے ہیں- دیکھو ۲: ۲۱ کی شرح، ۱ کرنتھی ۱: ۲ جیسے یہاں یہ جملہ اکثر لفظ "مقدسوں" کے ساتھ آیا ہے مسیحیوں کی یہ تعریف آئی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کہ عقیدہ اور عبادت میں خداوند یسوع مسیح کا نام لیتے ہیں- ہندوستان میں یہ محاورہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے، کیونکہ وہ دیوتاؤں کا نام لیتے ہیں- لیکن مسیحیوں کے لئے اِس لفظ میں گہری تعظیم اور بھروسہ اور رُوحانی حقیقی عبادت پائی جاتی ہے۔

۱۵- مگر خداوند نے اُس سے کہا کہ تو جا، کیونکہ یہ قوموں- بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چنا ہُوا وسیلہ ہے۔

میرا چنا ہُوا وسیلہ - یا چیدہ برتن- اِس میں تشبیہ ایسے برتنوں سے ہے جنہیں کمہار مختلف مقاصد کے لئے بناتا ہے (یرمیاہ ۱۸: ۱-۶، ۲۲: ۲۸، ۴۸: ۳۸) جیسے ہم برتنوں کو مختلف کاموں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور مختلف چیزیں اُن میں سجاتے ہیں ویسے خدا اپنی اُمت کو استعمال کرتا ہے کہ وہ اُس کی قدرت اور فضل کو کسی نہ کسی مقدار میں اپنے اندر رکھیں اور دُوسروں تک پہنچائیں۔ سنسکرت لفظ پَتر تشبیہی طور پر ایسے آدمی کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کچھ حاصل کرتا ہے وغیرہ- مقدس پولُس نے اکثر اِس تشبیہ کو اپنے خطوں میں استعمال کیا ہے چنانچہ یہ آیا ہے۔

(الف) عزت کا برتن رومیوں ۹: ۲۱

(ب) مٹی کے برتن - ۲ کرنتھی ۴: ۷ (جن میں آسمانی خزانہ رکھا گیا)

(ج) رحم کا برتن - رومیوں ۹: ۲۳-

(د) "برتن..... مالک کے کام کے لائق"۔ (۲ تیمتھیس ۲: ۲۱)

سب سے ضروری بات یہ ہے کہ مسیح کے برتنوں کو پاک اور مقدس ہونا چاہیئے۔

میرے نام- دیکھو ۳: ۶ کی شرح- جو خزانہ اِس برتن میں دھرا جاتا ہے، وہ خدا کا فضل اور جلال ہے جو یسوع مسیح میں منکشف ہُوا- چونکہ "نام" منکشف شخص کا قائم مقام ہے، اِسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ خزانہ خود مسیح ہے- اِن آیات میں یہ لفظ "نام" بار بار آیا ہے- مثلاً ساؤل-

(د) اس نام کے لینے والوں کو ستاتا ہے۔ آیت ۱۴۔

(ب) اس نام کا فضل دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ آیت ۱۵۔

(ج) اس نام کی خاطر دکھ اٹھاتا ہے۔ آیت ۱۶۔ اور ہم اس نجات دہندہ کی قدرت کی تعظیم کرتے ہیں جس کے ذریعے ایسی بڑی تبدیلی ہوئی۔

قوموں، بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر۔ یہ ترتیب بھی قابلِ لحاظ ہے۔ "قوموں" کا پہلے ذکر آتا ہے کیونکہ وہ ان کا رسول ہونے والا تھا۔ اور [illegible] بادشاہوں کا۔ کیونکہ پولس نے رومی حاکموں کے سامنے بھی انجیل سنائی۔ اور [illegible] اگرپا کے سامنے بھی (باب ۲۶) شاید نیرو قیصر کے سامنے (۲ تیمتھیس ۴: ۱۷)۔ "بنی اسرائیل" کا ذکر سب سے آخر آیا ہے، کیونکہ گو اس نے کئی بار یہودیوں کے سامنے منادی کی لیکن یہ اس کا خاص کام نہ تھا۔ مختونوں کے رسول دوسرے تھے۔ نیز دیکھو ۲۶: ۱۶-۱۸ کی تشریح۔

۱۶۔ اور میں اسے جتا دوں گا کہ اسے میرے نام کی خاطر کس قدر دکھ اٹھانا پڑے گا۔

میں۔ یہ ضمیر تاکیدی ہے۔ گویا وہ یہ کہتا ہے، "تم اپنا حصہ پورا کرو اور اپنا فرض ادا کرو۔ اور میرا حصہ یہ ہے کہ اپنا مقصد سرانجام دوں گا اور ساؤل پر اپنی مرضی ظاہر کروں گا۔"

کس قدر دکھ اٹھانا پڑے گا۔ مقدس پولس نے یہ سبق سیکھا اور اپنی ساری خدمت میں یہ تجربہ حاصل کیا کہ سرگرم مسیحی خدمت میں دکھ لازم و ملزوم ہیں (۱۴: ۲۲؛ ۲۰: ۲۳؛ فلپیوں ۱: ۲۹؛ کلسیوں ۱: ۲۴؛ ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۲؛ ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۴-۶؛ ۲ تیمتھیس ۲: ۲-۳)۔ انجیل کی خاطر جو اس نے دکھ اٹھائے، اُن کا مختصر احوال ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۲۳-۳۳ میں پایا جاتا ہے۔

۱۷۔ پس حننیاہ جا کر اس گھر میں داخل ہوا اور اپنے ہاتھ اس پر رکھ کر کہا کہ اے بھائی ساؤل! خداوند یعنی یسوع جو تجھ پر اس راہ میں جس سے تو آیا ظاہر ہوا تھا، اسی نے مجھے بھیجا ہے کہ تو بینائی پائے، اور روح القدس سے بھر جائے۔

اپنے ہاتھ اس پر رکھ کر۔ دیکھو ۶: ۶ کی تشریح۔ یہ فعل شفا دینے کے نشان اور روح القدس کے عطا ہونے کے نشان کی مانند تھا (۸: ۱۷)۔ چنانچہ قرینہ اس کا شاہد ہے۔ یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ جو ہاتھ ساؤل پر دھرے گئے وہ کسی رسول کے نہ تھے

بلکہ ایک عام مسیحی تھے۔ مقابلہ کرو کلسیوں ۱: ۱-۲، ۱۲؛ ۲: ۶۔

اَے بھائی ساؤل۔ لفظ "بھائی" سے ظاہر ہے کہ حننیاہ نے اب اُسے اپنا مسیحی بھائی تسلیم کرلیا۔ مقابلہ کرو ۱: ۱۵ کی شرح اور دیباچہ ۶: ۵۔ نام کی یہ صورت عبرانی ہے جیسے آیت ۴ میں ہے۔

خُداوند۔ دیکھو آیت ۱ کی شرح۔ گویا اُس نے یہ کہا "تمہارا اُستاد اور میرا اُستاد" یعنی یسوع۔ دیکھو آیت ۵۔ ساؤل نے اب یہ سیکھ لیا تھا کہ یسوع ناصری جلالی کا خُداوند ہے۔

جو تجھ پر ..... ظاہر ہُوا تھا۔ دیکھو آیت ۳ کی شرح۔ یہاں وہی فعل ہے، جو ۷: ۳۰ و ۳۵۔ اور ۱۳: ۳۱ میں آیا ہے۔ ساؤل پر جو ظہور ہُوا وہ ویسا ہی حقیقی اور اصلی تھا جیسے چالیس روز کے ایّام میں اُس کے شاگردوں کو حاصل ہُوا تھا۔ ۲۶: ۱۶۔

رُوح القُدس سے بھر جائے۔ دیکھو دیباچہ ۶: ۱، نیز ۲: ۴ کی شرح۔ یہاں ایسے شخص کی مثال ہے جو اپنے رجُوع لانے کے تقریباً عین دن ہی سے رُوح القُدس سے معمُور ہوگیا تھا (۲: ۳۸ و ۳۹) خُدا اپنے بندوں کو رُوح القُدس سے معمُور کرنے میں دیر نہیں کرتا۔ رکاوٹ اور دیری آدمی کی اپنے تامّل۔ بے ایمانی یا نافرمانی کی وجہ سے واقع ہوتی ہے۔

۱۸۔ اور فوراً اُس کی آنکھوں سے چھلکے سے گرے اور وہ بینا ہوگیا، اور اُٹھ کر بپتسمہ لیا۔

چھلکے سے۔ یہ لفظ صرف اِسی آیت میں آیا ہے۔ یہ طبّی اصطلاح اُس جھلّی کے لئے ہے جو بدن پر سے اُترتی ہے۔ یُونانی طبیبوں کی کتابوں میں یہ جملہ "چھلکے سے گرنا" اکثر آیا ہے۔ یہاں بھی ایک اتفاقی ثبوت ہے کہ مقدّس لُوقا مُصنّفِ کتاب طبیب تھا۔ حننیاہ کا بیان ۲۲ باب میں زیادہ مفصّل ہے۔

گرے۔ یہ مرکب فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ طبیبوں کی اصطلاح تھی۔ اس جھلّی کے گرنے کے بارہ میں جو آنکھوں میں سے عملِ جرّاحی کے بعد گرتی تھی، یا جو بدن کے بیمار حصّوں پر سے اُترا کرتی تھی، اِس میں خاص طبابت کی بُو آتی ہے۔

بپتسمہ لیا۔ دیکھو ۲: ۳۸، ۸: ۳۶ و ۳۸۔ اُس نے اپنے آپ کو یسوع مسیح

کا شاگرد ظاہر کرنے میں کچھ توقف نہ کیا۔ جو لوگ اِس ملک میں مسیح کا برملا اقرار کرنے سے جھجکتے ہیں وُہ حبشی خوجے اور ترسی ساؤل کے قصّوں پر بخوبی غور کریں۔ (دیکھو رومیوں ۱۰: ۸-۱۳) اِس موقعہ پر آئندہ رسُول ہونے والے کو ایک عام مسیحی نے بپتسمہ دیا جس سے ظاہر ہے کہ بپتسمہ کا جواز محض پادریوں سے بپتسمہ پانے پر نہیں، اگرچہ وُہ کیسا ہی مناسب اور کلیسیائی انتظام کے لئے ضروری معلوم ہُوا۔

۱۹- پھر کچھ کھا کر طاقت پائی۔
اور وُہ کئی دِن اُن شاگردوں کے ساتھ رہا، جو دمشق میں تھے۔

کچھ کھا کر۔ یہ بھی مقدس لُوقا کے مزاج کا خاصہ ہے۔ انسان کے ساتھ اُس کو بڑی ہمدردی ہے (مقابلہ کرو ۲: ۴۶، ۱۴: ۱۷، ۲۷: ۳۶ و ۳۸) تین دِن کے فاقہ کے بعد ساؤل کو ایسی خوراک کی ضرورت تھی۔

طاقت پائی۔ یہ فعل ۲۲: ۳۴ میں پھر آیا ہے۔

کئی دِن۔ یہی جملہ ۱۰: ۴۸، ۱۵: ۳۶، ۱۶: ۱۲، ۲۴: ۲۴، ۲۵: ۱۳ میں آتا ہے۔ اِس سے تھوڑا عرصہ مُراد ہے۔

شاگردوں کے ساتھ۔ دیکھو آیت ۱ کی شرح۔ جو شخص پہلے اُن کے دھمکانے اور قتل کرنے کی دُھن میں تھا اب وُہ اُن کیساتھ رفاقت رکھنے میں اعلیٰ درجے کی خوشی پاتا ہے۔ اور وُہ برملا اُن کے ساتھ شراکت رکھتا ہے۔ اِس فعل سے اُس نے ایسے لوگوں کی غلطی کو فاش کر دیا جو کہتے ہیں کہ "ہم دِل میں مسیحی ہیں"، اور مسیحی کلیسیا کے ساتھ برملا شراکت رکھنے سے کنارہ کرتے ہیں۔

۲۰- اور فوراً عبادت خانوں میں یسُوع کی منادی کرنے لگا کہ وُہ خُدا کا بیٹا ہے

فوراً۔ بہتوں کا خیال ہے کہ پولس کا عرب کو جانا (گلتیوں ۱: ۱۵-۱۷) آیات ۱۹ اور ۲۰ کے مابین ہُوا۔ اُن کا یہ خیال ہے کہ برملا خدمت شروع کرنے سے پیشتر وُہ خُدا کے ساتھ خلوت میں وقت کاٹنا چاہتا تھا۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ وہاں کا سفر آیات ۲۱ و ۲۲ کے مابین واقع ہُوا۔ کئی عالموں کا یہ گمان ہے کہ یہ واقعہ ۲۲ و ۲۳ آیات کے درمیانی عرصہ کا ہے۔ مقدس لُوقا نے اس سفر کا بالکل ذکر نہیں کیا کیونکہ اُس کی مشنری تاریخ کے احاطہ سے یہ باہر تھا۔ گلتیوں ۱: ۱۷ سے ظاہر ہے کہ پولس عرب سے دمشق کو پھر

واپس آیا۔ اور گلتیوں ۱: ۱۶ سے ثابت ہے کہ اُس نے یہ سفر رجوع کرنے کے عین بعد میں اختیار کیا تھا۔ اگرچہ ہم پختہ طور پر نہیں کہہ سکتے کہ اِس سفر کو اِس بیان کے کس حصہ میں رکھنا چاہئے، لیکن بحیثیت مجموعی یہ آیات ۲۱ و ۲۲ کے مابین رکھا جا سکتا ہے۔ آیت ۱۹ کے بعد اِس واقعہ کو داخل کرنا لفظ "فوراً" کے خلاف پڑتا ہے۔

عبادت خانوں۔ دیکھو ۶: ۹ کی شرح۔ یہ وُہی عبادت خانے تھے جن کے لئے وُہ سردار عدالت سے سفارشی خطوط لے گیا تھا؛ اور جن کے ذریعہ وُہ یہودی دین کا بڑا حامی بننا چاہتا تھا (آیت ۲) اِس کے بعد اُسے ایسے بہت عبادت خانوں میں انجیل سنانا تھا۔ (۱۳: ۵ و ۱۴، ۱۴: ۱، ۱۷: ۱ و ۱۰، ۱۸: ۴ و ۱۹، ۱۹: ۸)

منادی کرنے لگا۔ ۸: ۵ کی شرح دیکھو۔

یسوع ..... کہ وُہ خدا کا بیٹا ہے۔ اعمال کی کتاب میں یہی ایک جگہ ہے، جہاں ہمارا خداوند صاف صاف "خدا کا بیٹا" کہلایا۔ مقدس پولس نے اُس کا جلال ایسے صاف طور سے دیکھا تھا کہ وُہ بے باکانہ یہ مشتہر کرتا ہے کہ یسوع ناصری نہ صرف مسیح ہے بلکہ وُہ خدا کا اصلی اور ازلی بیٹا ہے۔

۲۱۔ اور سب سننے والے حیران ہو کر کہنے لگے۔ کیا یہ وُہ شخص نہیں ہے جو یروشلیم میں اِس نام کے لینے والوں کو تباہ کرتا تھا اور یہاں بھی اِسی لئے آیا تھا کہ اُن کو باندھ کر سردار کاہنوں کے پاس لے جائے۔

حیران ہو کر۔ دیکھو ۲: ۷ و ۱۲، ۷: ۹ و ۱۱ و ۱۳۔ اِس حیرت کا اندازہ ہم اس طرح لگا سکتے ہیں کہ اگر کوئی متعصب مسلمان جو مسیحی دین کا مخالف ہو۔ دہلی اور لکھنؤ کی جامع مسجدوں میں یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا مشتہر کرنے لگے، یا کوئی متعصب بُدھ مذہب کا منّاد غیر متوقع طور پر سچا مسیحی ہو کر کانڈی میں "دانت کے مندر" میں انجیل کی منادی کرنے لگے۔

اِس نام کے لینے والوں کو۔ دیکھو آیت ۱۴ کی شرح۔

تباہ کرتا تھا۔ یہ فعل گلتیوں ۱: ۱۳ و ۲۳ میں پھر مستعمل ہوا۔ جہاں مقدس پولس نے مسیحی کلیسیا کے خلاف اپنے جوش و غضب کا خود بیان کیا۔

۲۲۔ لیکن ساؤل کو اور بھی قوت حاصل ہوتی گئی، اور وہ اِس بات کو ثابت کر کے کہ مسیح یہی ہے، دمشق کے رہنے والے یہودیوں کو حیرت دلاتا رہا۔

قوت حاصل ہوتی گئی۔ لفظی طور سے "برابر زیادہ قوت پاتا گیا"۔ جو فعل آیت ۱۹ میں مستعمل ہُوا، اُس سے یہ مختلف ہے۔ یہ اندرونی اور رُوحانی قوت پر دلالت کرتا ہے جو خُداوند سے حاصل ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل آیات جن میں یہ لفظ آتا ہے، خاص مطالعہ کے لائق ہیں۔ رومیوں ۴: ۲۰، افسیوں ۶: ۱۰، فلپیوں ۴: ۱۳ - ۱ تمتھیس ۱: ۱۲، ۲ تمتھیس ۲: ۱، ۴: ۱۷، عبرانی ۱۱: ۳۴ -

حیرت دلاتا رہا۔ دیکھو ۲: ۶ کی شرح۔

ثابت کر کے۔ یعنی باہمی مقابلہ کرنے کے ذریعہ نتیجہ نکالنا۔ غالباً پولس نے یہودی نوشتوں سے مسیحی پیشینگوئیوں کا مقابلہ یسوع مسیح کی زندگی اور موت کے امورِ واقعی سے کیا ہوگا۔ یہ فعل پھر ۱۶: ۱۰، ۱۹: ۳۳، افسیوں ۴: ۱۶، کلسیوں ۲: ۹ میں آیا ہے، اگرچہ اس کا ترجمہ مختلف ہُوا ہے -

---

۲۳- اور جب بہت دِن گزر گئے تو یہودیوں نے اُسے مار ڈالنے کی صلاح کی -

---

بہت دِن۔ لفظی طور سے "کافی دن"۔ یہ محاورہ آیت ۴۳، ۱۸: ۱۸، ۲۷: ۷ میں آتا ہے۔ مقابلہ کرو "بڑی مدت" (یا کافی مدت ۸: ۱۱، ۱۴: ۳، ۲۷: ۹) اِس سے دراز عرصہ مُراد ہے۔ گلتیوں ۱: ۱۸ سے ہم کو معلوم ہے کہ عرب میں رہنے اور دمشق کو واپس جانے کا عرصہ تین سال کا تھا۔ یہودی شمار کے مطابق اِس محاورہ سے دو یا تین سال کا عرصہ مُراد ہو سکتا ہے۔ اِس میں سے بڑا حصّہ غالباً دمشق میں صرف ہُوا۔

صلاح کی۔ جیسا اُن کے ہم مذہب نے ہمارے خُداوند کے خلاف کی تھی (متی ۲۶: ۴، یوحنا ۱۱: ۵۳)، وہاں یہی لفظ آیا ہے -

---

۲۴- مگر اُن کی سازش ساؤل کو معلوم ہو گئی۔ وُہ تو اُسے مار ڈالنے کے لئے رات دِن دروازوں پر لگے رہے۔

سازش۔ یہ اسم صرف اعمال کی کتاب میں ہی آیا ہے۔ ۲۰: ۳ و ۱۹، ۲۳: ۳۰ اور ہمیشہ ایسی سازشوں کے لئے آیا ہے جو پولس کی جان کے خلاف کی گئی تھیں۔ اس دلیر مبشر کی جان پر شروع ہی سے حملے ہوتے رہے۔

لگے رہے۔ "نہایت غور اور خبرداری سے اُس کی گھات میں لگے رہے"۔ یہ فعل مرقس ۳: ۲، لوقا ۶: ۷، ۱۴: ۱، ۲۰: ۲۰، گلتیوں ۴: ۱۰ میں بھی آیا ہے اور پہلے چار مقامات

ہیں ہمارے خداوند کے خلاف اُس کے دشمنوں کی گھات ہے۔ یہاں ۲ کرنتھی ۱۱: ۳۲ و ۳۳ کے ساتھ اتفاقی مطابقت ہے جہاں اس بات کا ذکر ہے کہ شاہ ارتاس نے پولس کو پکڑنے کے لئے پھاٹکوں کی حفاظت کی۔

ارتاس پطرا عرب کا بادشاہ تھا۔ یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ اس وقت دمشق کیسے اُس کے ہاتھ لگا۔ غالباً رومیوں کی رضامندی بغیر ایسا نہ ہُوا ہوگا۔ جو سکے موجود ہیں، اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ ۳۳، ۳۴ء اور پھر ۶۲، ۶۳ء وہ براہِ راست رومیوں کے ماتحت تھا۔ اس لئے ۳۴ء کے بعد وہ ارتاس کے قبضہ میں آیا ہوگا۔ اور کالی گولا نے (۳۷ سے ۴۱ء) جس نے مشرق میں خود مختار بادشاہوں کی حمایت کی اس عربی بادشاہ کو یہ شہر عطا کیا ہوگا۔ یہ سن اُس تاریخ سے عجیب مطابقت رکھتے ہیں جو اس تفسیر میں تسلیم کی گئی ہے۔ اس کے مطابق یہ سال ۳۸ء ہوگا۔ (دیباچہ ۷) اس واقعہ کے دونوں بیانات کا مقابلہ کرنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی اس بادشاہ کے منظورِ نظر تھے، اور پولس کی گرفتاری میں اُس کے مددگار تھے۔

۲۵۔ لیکن رات کو اُس کے شاگردوں نے اُسے لے کر ٹوکرے میں بٹھایا اور دیوار پر سے لٹکا کر اُتار دیا۔

اُس کے شاگردوں۔ دمشق میں اُس کی محنتوں سے جو مسیحی ہو گئے تھے۔ اُس کی خدمت شروع ہی سے پھلدار ثابت ہوئی۔ "شاگردوں" کے لئے دیکھو ۱ و ۱۰ و ۱۹ کی شرح۔

دیوار پر سے۔ یعنی دیوار کے دریچے میں سے (۲ کرنتھی ۱۱: ۳۳) مقابلہ کرو یشوع ۲: ۱۵، ۱-سموئیل ۱۹: ۱۲۔

ٹوکرے۔ یہی لفظ متی ۱۵: ۳۷، ۱۶: ۱۰، مرقس ۸: ۸ و ۲۰ میں چار ہزار کے روٹی کھلانے کے معجزے میں آیا ہے۔ یہ بڑا ٹوکرا ہوگا جس میں کھانا وغیرہ رکھ کر لے جاتے ہیں۔

۲۶۔ اُس نے یروشلیم میں پہنچکر شاگردوں میں مل جانے کی کوشش کی اور سب اُس سے ڈرتے تھے، کیونکہ اُن کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ شاگرد ہے۔

یروشلیم میں پہنچکر۔ گلتیوں ۱: ۱۸ سے ۲۰ میں اس واقعہ کا ایک الگ بیان ہے

وہاں اس بات کا ذکر ہے کہ وہاں جانے میں اُس کا خاص مقصد یہ تھا کہ مقدّس پطرس سے ملاقات کرے۔

شاگردوں میں۔ اس باب میں اس لفظ کا بار بار ذکر قابلِ غور ہے (آیات ۱ و ۱۰ و ۱۹ و ۲۵ و ۲۶ و ۳۸)

مِل جانے۔ یعنی اُن میں شراکت حاصل کرنے کی کوشش کی۔

کوشش کی۔ یعنی بار بار فعل ناتمام ہے۔

سب اُس سے ڈرتے تھے۔ اُن کا خوف کچھ عرصہ تک قائم رہا (فعل ناتمام) اُن کو یہی شک تھا کہ وہ اب بھی موذی گرگ کہن تھا جو بھیڑوں کے بھیس میں اُن کے درمیان گھس آنے کی کوشش کرتا تھا تاکہ اس حیلہ سے بھیڑوں کو پکڑ سکے۔ مقابلہ کرو حننیاہ کے شک کے ساتھ (آیت ۱۳)

۲۷۔ مگر برنباس نے اُسے اپنے ساتھ رسولوں کے پاس لے جا کر اُن سے بیان کیا، کہ اُس نے ــــ اس طرح راہ میں خداوند کو دیکھا اور اُس نے اُس سے باتیں کیں، اور اُس نے دمشق میں کیسی دلیری کے ساتھ یسوع کے نام سے منادی کی۔

برنباس۔ دیکھو ۴: ۳۶، وہ ساؤل سے پیشتر سے واقف تھا، کیونکہ کپرس اور کلکیا ایک دوسرے سے دور نہ تھے اور ترسس کے مدرسے بہت مشہور تھے اور دور و نزدیک سے بہت طلبا وہاں جایا کرتے تھے۔ خواہ کچھ ہی ہو یہ برنباس کی "تسلی کا بیٹا" عین سیرت کے مطابق تھا کہ درمیانی کا کام دے (مقابلہ کرو ۱۱: ۲۳ و ۲۴ سے)

رسولوں کے پاس۔ یعنی پطرس اور خداوند کے بھائی یعقوب سے جیسا کہ گلتیوں ۱: ۱۸ و ۱۹ سے ظاہر ہے۔ دوسرے رسول غالباً کسی خاص کام کے لئے یروشلیم سے باہر گئے ہوئے تھے۔

دلیری کے ساتھ ... منادی کی۔ یونانی میں یہ ایک ہی لفظ ہے، اور یہ فعل پولس اور لوقا کی تصنیفات میں ملتا ہے آیت ۲۹ (۱۳: ۴۶، ۱۴: ۳، ۱۸: ۲۶، ۱۹: ۸، ۲۶: ۲۶؛ افسیوں ۶: ۲۰، ۱ تھسلنیکی ۲: ۲) اعمال کی کتاب میں آزادی اور دلیری کے ساتھ کلام کرنا مسیح کے گواہوں کا خاصہ تھا۔

۲۸۔ پس وہ یروشلم میں اُن کے ساتھ آتا جاتا رہا۔

اُن کے ساتھ - اُن کے ساتھ شراکت و رفاقت میں - کیونکہ وہ دمشق میں شاگردوں کے ساتھ رہ چکا تھا (آیت ۱۹)۔ گلتیوں ۱: ۱۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے وہاں صرف پندرہ دن تک قیام کیا۔ غالباً وہ وہاں پطرس کے ہاں مہمان رہا۔

۲۹- اور دلیری کے ساتھ خداوند کے نام کی منادی کرتا تھا۔ اور یونانی مائل یہودیوں کے ساتھ گفتگو اور بحث بھی کرتا تھا۔ مگر وہ اُسے مار ڈالنے کے درپے تھے۔

گفتگو اور بحث - بار بار کیونکہ یہاں فعل ناتمام ہے - اگرچہ لفظ "بحث کرنا" انجیل میں کئی بار آیا ہے۔ لیکن اعمال کی کتاب میں صرف یہاں اور ۶: ۹ میں مستعمل ہوا ہے۔ ۶: ۹ میں ستفنس بحث کرنے والا تھا اور پولس اُس کے مخالفوں میں سے تھا - اب معاملہ دگرگوں ہے - اب ساؤل مسیحی مباحث ہے اور وہ ستفنس کا سچا جانشین ہے۔

یونانی مائل یہودیوں - دیکھو ۶: ۱ کی شرح - غالباً اُسی عبادت خانے کے یونانی مائل یہودی جنہوں نے ستفنس کی مخالفت کی تھی (۶: ۹) اور جن کا حامی اُس وقت پولس تھا یہ اُسی قسم کا معاملہ ہے جیسے کوئی آریہ سماج کا پیشوا مسیحی ہو کر اپنے ہم مذہبوں کو اُن کے صدر مقام میں جا کر قائل کرنے کی کوشش کرے۔

درپے تھے - یہ فعل خاص کر لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لوقا ۱: ۱، اعمال ۱۹: ۱۳)۔ اِس لفظ کے معنی ہیں "کسی کام میں ہاتھ ڈالنا"۔ پولس کے رجوع لانے کے وقت سے یہ دوسری بے سود کوشش اُس کے قتل کی تھی۔ جب اِدھر میں وہ پورے نہ اُترے تو اُنہوں نے اُس کے قتل کے منصوبے باندھنے شروع کئے۔ غالباً اسی موقع کی تقریب پر اُس نے ہیکل میں وہ رویا دیکھی جس کا ذکر ۲۲: ۱۷-۲۱ میں آیا ہے۔ اگلی آیت کا بیان انسانی پہلو سے خداوند کی ہدایت کے مطابق ہے۔

۳۰- اور بھائیوں کو جب یہ معلوم ہوا تو اُسے قیصریہ میں لے گئے اور ترسس کو روانہ کر دیا۔

بھائیوں کو - دیکھو ۱: ۱۵ کی شرح اور دیباچہ ۶: ۵۔ اُنہوں نے اب پورے طور سے پولس کو خداوند میں اپنا بھائی تسلیم کر لیا۔

قیصریہ - دیکھو ۸: ۴۰ کی شرح - شاید اُس نے راہ میں فلپّس سے ملاقات کی ہو۔

ترسُس۔ آیت ۱۱ کی شرح۔ وہاں اُس کا ذکر موقوف ہو جاتا ہے جبتک کہ برناباس اُس کو وہاں سے لے کر نہیں آتا سوائے اس کے کہ اُس سے کچھ عرصہ سوریا اور کلکیہ میں انجیل کی بشارت کا کام کیا ہو (گلتیوں ۱: ۲۱) اور کلیسیائیں قائم کی ہوں (۱۵: ۲۳ و ۴۱)

۳۱۔ پس تمام یہودیہ اور گلیل اور سامریہ میں کلیسیا کو چین ہو گیا۔ اور اُس کی ترقی ہوتی گئی اور وہ خداوند کے خوف اور رُوح القدس کی تسلّی پر چلتی اور بڑھتی جاتی تھی۔

پس۔ اب خاص بڑا مخالف ساؤل مسیحی ہو گیا تھا۔ لیکن واقعات بھی کلیسیا کے ممد ثابت ہوئے۔ کیونکہ یہودیوں کی توجہ قیصر کالی گولہ کی اس کوشش کی طرف لگ گئی کہ یروشلیم کی ہیکل میں اپنا بُت پرستش کے لئے نصب کرائے۔ لیکن جب وہ قیصر مر گیا (سنہ ۴۱ء) تو یہودیوں کی توجہ بھی اُس طرف سے ہٹ گئی۔

کلیسیا۔ دیکھو ۵: ۱۱ کی شرح۔ یہاں کُل جماعت کے لئے یہ لفظ استعمال ہُوا ہے (کیونکہ صیغہ واحد ہے) اور الگ الگ جماعت مراد نہیں ہیں یہ تو سچ ہے کہ سارے یہودیہ اور سامریہ میں مسیحی جماعتیں موجود تھیں (۸: ۱ اور ۵-۲۵: ۱۴) اور گلتیوں ۱: ۲۲ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، اس آیت میں۔ لیکن گلیل کی کلیسیا کا اسی آیت میں ذکر ہے۔ چونکہ ہمارے خداوند کے اکثر شاگرد گلیلی تھے اور سارے فلسطین میں شاگرد منتشر ہو گئے تھے، اس لئے مسیحی جماعت کا وہاں ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں۔

ترقی ہوتی گئی (یعنی برابر عمارت کی طرح تعمیر ہوتی گئی) نئے عہد نامہ میں عمارت کی طرح تعمیر ہونے کی تشبیہ اکثر آتی ہے۔ (۲۰: ۳۲، ۱ تھسلنیکی ۵: ۱۱، ۱ پطرس ۲: ۵) یہاں بیرونی ترقی کا اتنا ذکر نہیں جتنا کہ اندرونی ترقی کا۔

خداوند کے خوف۔ یہ محاورہ ۲ کرنتھی ۵: ۱۱، اعمال ۵: ۱۱ میں بھی آیا ہے۔ اس سے مراد وہ الٰہی تعظیم ہے جس کی وجہ سے انسان خدا کی مرضی بجا لانے اور گناہ سے بچنے کی تحریک پاتا ہے۔ (فلپیوں ۲: ۱۲ و ۱۳)

رُوح القدس کی تسلّی۔ تسلّی کے لئے وہی لفظ ہے جو رُوح القدس کا لقب ہے یعنی تسلّی دینے والا یا مددگار۔ یہ تسلّی اس امن کے زمانہ میں بہت حقیقی ہوگی جو ایذا رسانی کے طوفان کے بعد ہوئی۔ اس لفظ سے "تسلّی" سے بڑھ کر مراد ہے۔ اس میں "مدد" "حوصلہ" اور "نصیحت" کا بھی خیال داخل ہے (۴: ۳۶ کی شرح) وہ اُن کو نصیحت کرتا صلاح دیتا

مدد کرتا اور تسلّی دیتا ہے جو اُس کی اطاعت کرتے ہیں "خُدا کا خوف" مسیحیوں کو فروتن اور چوکس بناتا ہے۔ رُوح کی مدد اور خوشی اُن کو خوش با بھروسہ اور مضبوط بناتی ہے۔

بڑھتی جاتی۔ یعنی برابر۔ متواتر۔ یہاں خاص کر بیرونی توسیع مُراد ہے۔ یہی لفظ ۶: ۱ و ۷، ۷: ۱۷، ۱۲: ۲۴ میں بھی آیا ہے۔ پھر ایک دفعہ سخت ایذا رسانی کے ذریعہ کلیسیا کی ترقی کو روکنے کے لئے شیطان کی کوشش خُدا کی قدرتِ کاملہ سے باطل ٹھہری بلکہ اُس کو توسیع حاصل ہوئی۔

(۳۲-۴۳) پطرس لُدّہ اور یافہ میں

اس اعمال کی کتاب میں پطرس کے اعمال کا جو ذکر ہے اُس میں یہ آخری بیان ہے۔ (سوائے پطرس کی اُس تقریر کے جو ۱۵ باب میں مندرج ہے) یہ واقعات اُس زمانہ کے ہیں جب پولُس یروشلم سے روانہ ہو کر کلکیا میں چلا گیا تھا۔ ان میں خاص دلچسپی کا واقع کرنیلیُس کا مسیحی ہونا اور غیر قوموں کے لئے انجیل کا دروازہ کُھلنا ہے۔ لُدّہ اور یافہ کے واقعات دس باب کے ماجروں کا گویا دیباچہ ہیں۔

۳۲۔ اور ایسا ہُوا کہ پطرس ہر جگہ پھرتا ہُوا اُن مقدّسوں کے پاس بھی پہنچا، جو لُدّہ میں رہتے تھے۔

پھرتا ہُوا۔ دیکھو ۸: ۴ کی شرح۔ پطرس نے اس دورہ میں موجودہ کلیسیاؤں کی خبرداری بھی کی ہوگی اور اُن کو رُوحانی فائدہ پہنچایا ہوگا اور ساتھ ہی غیر مسیحی یہودیوں کو انجیل سنائی ہوگی۔ (مقابلہ کرو ۸: ۱۴-۲۵)

مقدّسوں۔ دیکھو آیت ۱۳ کی شرح۔

لُدّہ۔ پُرانے عہد نامہ میں اس کا نام لُود ہے (۱-تواریخ ۸: ۱۲، عزرا ۲: ۳۳، نحمیاہ ۷: ۳۷، ۱۱: ۳۵) اور اب اُس کا نام لُدّہ ہے۔ یہ شارون کے زرخیز میدان میں واقع ہے اور یروشلم کی سڑک پر یافہ سے دس یا بارہ میل جنوب مشرق کی طرف ہے۔ قدیم زمانہ میں بابل سے مصر تک قافلہ کی سڑک اسی میں سے ہو کر گزرتی تھی۔ پطرس کے وہاں جانے کے وقت بھی یہ مشہور شہر تھا۔

۳۳۔ وہاں اینیاس نام ایک مفلوج کو پایا جو آٹھ برس سے چارپائی پر پڑا تھا۔

اینیاس۔ یہ نام یونانی ہے۔ شاید یہ شخص یونانی مائل یہودی تھا۔ یہ تو ہم ٹھیک طور سے نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ مسیحی تھا یا نہیں۔ گو قرینہ اس خیال کے ممد معلوم ہوتا ہے۔

چارپائی۔ دیکھو ۵: ۱۵، اس کے لئے جو دو لفظ اعمال کی کتاب میں آئے ہیں۔ (آیت ۱۵) لوقا نے دو دیگر الفاظ اپنی انجیل میں استعمال کئے ہیں۔ ایک تو ۵: ۱۸، ۸: ۱۶، ۱۷: ۳۴ میں اور دوسرا ۵: ۱۹ و ۲۴ میں۔ اِن مختلف الفاظ کا استعمال طبیب کا خاصہ ہے۔

آٹھ برس سے۔ اِس لفظ سے بھی طبّی دلچسپی ظاہر ہے (مقابلہ کرو۔ ۳: ۲، ۴: ۲۲، ۱۴: ۸، لوقا ۱۳: ۱۱)

مفلوج۔ یہ طبّی اصطلاح ہے (۸: ۷ کی شرح)

۳۴۔ پطرس نے اُس سے کہا۔ اَے اینیاس۔ یسوع مسیح تجھے شفا دیتا ہے۔ اُٹھ آپ اپنا بستر بچھا۔ وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔

یسوع مسیح تجھے شفا دیتا ہے۔ مقابلہ کرو ۳: ۶ و ۱۲-۱۳۔ اُس نے اس امر پر زور دیا کہ یسوع مسیح شافی ہے نہ کہ وہ خود۔ غالباً اُس نے اینیاس میں حقیقی ایمان کو دیکھا (۳: ۱۶، ۱۴: ۹)

بستر بچھا۔ حکم یہ ہے کہ ابھی اس وقت اپنا بستر بنائے اور یہ کامل شفا کا نشان تھا۔ جو کچھ اُس کے لئے برسوں سے دُوسرے کرتے رہے تھے، اب وہ خود اپنے لئے کرے لفظ "اُٹھ" کے لئے دیکھو ۹: ۶ کی شرح۔

۳۵۔ تب لدّہ اور شارون کے سب رہنے والے اُسے دیکھ کر خداوند کی طرف رجُوع لائے۔

شارون۔ یہ مشہور میدان تھا (یسعیاہ ۳۵ باب) جو یافہ سے کوہ کرمل تک پھیلا ہُوا تھا۔ فلسطین کے وسطی پہاڑوں اور بحر اوقیانوس کے مابین۔

رجوع لائے۔ دیکھو ۳: ۱۹ کی شرح۔ یہی محاورہ "خداوند کی طرف رجُوع لائے" ۱۱: ۲۱ میں آیا ہے۔ اور اِسی قسم کا محاورہ ۱۴: ۱۵، ۱۵: ۱۹، ۲۶: ۲۰ میں مستعمل ہُوا ہے۔ شاید اِس بڑی تحریک کے لئے فلپس مبشّر نے لدّہ میں راہ تیار کر دی ہوگی (۸: ۴۰)

۳۶۔ اور یافا میں ایک شاگرد تھی تبیتا نام جس کا ترجمہ ہرنی ہے۔ وہ بہت ہی نیک

کام اور خیرات کیا کرتی تھی۔

یافا۔ دیکھو ۲۔ تواریخ ۲: ۱۶؛ عزرا ۳: ۷؛ یُوناہ ۱: ۳۔ یہ ایک چٹان پر آباد تھا، تاکہ جہاز اُس ساحل کی طرف آئیں اور ان کو دُور سے دیکھ سکیں۔ اب تک یہ یروشلیم کے لئے بندرگاہ ہے۔ مصر اور کوہ کرمل کے درمیان یہی ایک بندرگاہ ہے جہاں آندھی طوفان کے وقت جہاز پناہ لے سکتے ہیں۔ آجکل بھی اس کا نام یافا ہے۔ غالباً فلپس نے غزّہ سے یافا کو جاتے وقت یہاں انجیل سُنائی ہوگی (۸: ۴۰) اور شاید دُوسرے مسیحیوں نے بھی یہاں بشارت دی ہوگی۔

شاگرد۔ یہاں یہ لفظ مؤنث ہے اور سارے نئے عہدنامے میں اس لفظ کی مؤنث صورت اِسی جگہ آئی ہے۔

تبیتا۔ یہ آرامی لفظ ہے جس کے معنی ہرنی کے ہیں۔ یُونانی میں یہ لفظ ڈرکس ہے آرامی لفظ سے اِس جانور کی خوبصورتی اور حُسن کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن یُونانی لفظ سے اس کی درخشاں آنکھوں اور شیریں نگاہ کی طرف۔ یہ نام عورتوں کو اُن کی خوبصورتی اور ملاحت کے لئے دیا جاتا ہے۔

نیک کام اور خیرات۔ یہ عورت کچھ دولتمند ہوگی لفظ "نیک کام" عام لفظ ہے اور ہر طرح کے نیک اعمال اِس میں شامل ہیں۔ لفظ "خیرات" سے اس کی سخاوت اور غریبوں کی مدد کی طرف اشارہ ہے (۲: ۲-۳) تبیتا نیک عورت کا عمدہ نمونہ ہے۔

۳۷۔ اُنہیں دِنوں میں ایسا ہُوا کہ وُہ بیمار ہوکر مرگئی، اور اُسے نہلا کر بالاخانہ میں رکھ دیا۔

بالاخانہ۔ یہ بھی خاص لُوقا کا لفظ ہے۔ اعمال کی کتاب کے یہ بالاخانے مشہور اور قابلِ غور واقعات کے مقام تھے۔

۳۸۔ اور چُونکہ لدّہ یافا کے نزدیک تھا تو شاگردوں نے یہ سُن کر کہ پطرس وہاں ہے دو آدمی بھیجے اور اُس سے درخواست کی کہ ہمارے پاس آنے میں دیر نہ کر۔

یافا کے نزدیک۔ دس یا بارہ میل کے فاصلہ پر۔

شاگردوں۔ آیات ۱ و ۱۹ و ۲۵ و ۲۶۔

دیر نہ کر۔ یہ فعل اس جگہ کے سوا اور کہیں نہیں آیا۔ دیکھو ۶: ۱۱ کی شرح۔ یعنی

آنے میں ذرا تامّل اور شک نہ کر۔

۳۹۔ پطرس اُٹھ کر اُن کے ساتھ ہولیا۔ جب پہنچا تو اُسے بالاخانہ میں لے گئے اور سب بیوائیں روتی ہُوئی اُس کے پاس آکھڑی ہوئیں۔ اور جو کُرتے اور کپڑے ہرنی نے اُن کے ساتھ میں رہ کر بنائے تھے دکھانے لگیں۔

بیوائیں۔ دیکھو ۶: ۱ کی شرح۔ جن کو تبیتا سے خیرات ملا کرتی تھی یہاں بھی یاد رکھیں کہ مسیحی لوگ بیوگان کی کیسی فکر کیا کرتے تھے۔

بنائے تھے یا "بنایا کرتی تھیں" فعل ناتمام۔ اسی واقعہ سے ڈارکس میٹنگ کا نام ہُوا جہاں عورتیں غریبوں کے لئے کپڑا بنانے کے لئے جمع ہُوا کرتی ہیں۔

۴۰۔ پطرس نے سب کو باہر کر دیا اور گھٹنے ٹیک کر دُعا کی پھر لاش کی طرف متوجہ ہوکر کہا۔ اَے تبیتا! اُٹھ۔ پس اُس نے آنکھیں کھول دیں، اور پطرس کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھی۔

باہر کر دیا۔ یہی لفظ متّی ۹: ۲۵ میں آیا ہے جہاں مسیح نے یائرس کی بیٹی کے زندہ کرنے سے پیشتر لوگوں کو گھر سے باہر نکالدیا۔ اِن دونوں واقعات میں دیگر باتوں کی بھی مشابہت ملتی ہے۔

گھٹنے ٹیک کر دُعا کی۔ دیکھو ۷: ۶۰ کی شرح۔ ڈارکس کو زندہ کرنے کی طاقت عالم بالا سے مانگی گئی۔ مقابلہ کرو۔ ۱ سلاطین ۱۷: ۱۹ سے ۲۳، ۲۔ سلاطین ۴: ۳۳

اَے تبیتا اُٹھ۔ اگر پطرس نے آرامی میں یہ الفاظ کہے تو یہ ہونگے۔ تبیتا قومی اور مرقس ۵: ۴۱ کے تالیتھا قومی کے مشابہ ہوں گے۔

اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ ۲۔ سلاطین ۴: ۳۵۔

اُٹھ بیٹھی۔ یہ فعل بھی لُوقا ہی نے استعمال کیا۔ نائین کی بیوہ کے بیٹے کے زندہ کرنے کے وقت بھی یہ لفظ آیا۔ (لُوقا ۷: ۱۵)

۴۱۔ اُس نے ہاتھ پکڑ کر اُسے اُٹھا۔ اور مقدّسوں اور بیواؤں کو بُلاکر اُسے زندہ اُن کے سپرد کیا۔

ہاتھ پکڑ کر۔ مقابلہ کرو ۳: ۷، مرقس ۵: ۴۱ سے۔

مقدّسوں۔ آیات ۱۳ و ۳۲۔

زندہ .... پھر دکھایا۔ دیکھو ۱: ۳ کی شرح اور مقابلہ کرو۔ ۱-سلاطین ۱۷: ۲۳، ۲-سلاطین ۴: ۳۷، لوقا ۷: ۱۵، لدہ اور یافا میں جو معجزات ہوئے اُن کا ایک دوسرے سے مقابلہ کرو۔ ایک جگہ تو معجزہ ایک مرد پر ہوا۔ دوسری جگہ ایک عورت پر۔ پہلے موقع پر پطرس خود بخود گیا۔ دوسرے موقع پر لوگوں نے اُسے بلوا بھیجا۔ ایک جگہ شفا فوراً عمل میں آئی۔ دوسری جگہ بتدریج آنکھیں کھولیں، اُٹھ بیٹھی وغیرہ۔ اینیاس میں زندگی موجود تھی صرف وہ مفلوج تھا۔ ڈارکس میں سے جان نکل چکی تھی۔ اگر معجزے روحانی باتوں کا نشان ہیں تو یہ امور قابلِ غور ہیں۔

۴۲۔ یہ بات سارے یافا میں مشہور ہو گئی اور بہتیرے خداوند پر ایمان لے آئے۔

۴۳۔ اور ایسا ہوا کہ وہ بہت دن یافا میں شمعون نام دباغ کے ہاں رہا۔

بہت دن۔ دیکھو آیت ۲۳ کی شرح۔ وہاں وہ دیر تک رہا۔

شمعون دباغ۔ لفظ دباغ کا ذکر اسی نام کے ساتھ آیا ہے۔ (۱۰: ۳۲)۔ یہودی اس پیشہ کو ناپاک سمجھتے تھے کیونکہ مردوں کی کھالوں سے اُن کو واسطہ پڑتا تھا۔ آجکل ہندوؤں کو بھی ایسے پیشوں سے نفرت ہے۔ کیونکہ وہ ہر قسم کے چمڑے سے پرہیز کرتے ہیں۔ پطرس کا ایسے گھر میں دیر تک رہنا اس امر کا نشان تھا کہ اُس کا یہودی تعصب گھٹ گیا تھا اور یہ اس خاص کام کے لئے تیاری تھی جو خدا کے ارادہ میں اُس کو اختیار کرنا تھا۔ یعنی غیر قوموں کے لئے خدا کی سلطنت کا دروازہ کھولنا۔

نانویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے

(۱) ایک مخالف کا رجوع لانا۔ آیات ۱ سے ۳۱۔

اُس کی اطاعت آیات۔ ۱ سے ۱۹، اُس کی خدمت آیات۔ ۲۰ سے ۳۱۔

(۲) رسولوں کی مہم آیات۔ ۳۲ سے ۴۳۔

دوم۔ بڑے بڑے مضامین

(الف) خداوند کا گنہگار سے سلوک۔ کامل رجوع لانا۔

۵- وُہ اُس کی خدمت کو کامیاب کرتا ہے - آیات ۱۷-۱۹ -

(ج) خُداوند اپنے فضل کو ظاہر کرتا ہے -

۱- مفلوج کو شفا دینا - ۳۲ سے ۳۵ -

۲- غمزدوں کو تسلّی دینا - ۳۶ سے ۳۹ -

۳- مُردہ کو زندہ کرنا - ۴۰ سے ۴۲ -

۴- اپنے ایلچی کو تیار کرتا ہے - ۴۳ -

دسواں باب

نیم غیرقوم سامری بدعتوں کے رجُوع لائے اور حبشی خوجہ نومرید یہُودی کے کلیسیا میں (باب ۸) داخل ہونے کے بعد خُدا کے مشنری کام کو اور بھی ترقی ہُوئی اور کئی ایک غیرقوم اشخاص مسیحی کلیسیا میں داخل ہُوئے۔ اس کے بعد انطاکیہ میں یُونانیوں نے انجیل قبُول کی (۱۱: ۲۰-۲۶) اس کے ذریعہ خالص غیرقوموں کی کلیسیاؤں کی بنیاد ڈالنے کے لئے بڑی تیاری ہُوئی۔ چُونکہ مُقدّس لُوقا نے ایسی تفصیل کے ساتھ اس کا بیان کیا ہے، اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعمال کی کتاب کے مشنری مقصد کے لئے اُس نے اِسے بہت اہم سمجھا۔ چُونکہ پطرس نے پنتکُست کے روز وعظ کرنے کے ذریعہ آسمان کی بادشاہت کا دروازہ یہُودیوں کے لئے کھول دیا تھا۔ ویسے ہی اب اُس نے خاص رسالت کے ذریعہ (متی ۱۶: ۱۹) غیرقوموں کے لئے دروازہ کھول دیا۔ چُونکہ پنتکُست کے دن کے کئی نظّارے کُرنیلیُس کے گھر میں ظاہر ہُوئے اس لئے اُس میں کوئی شک نہ رہا کہ خُدا نے غیر قوموں کو انجیل کی ساری برکتوں میں شریک ہونے کا حق عطا کیا۔ یہ اُس کام کا شرُوع تھا جو پیچھے مقدس پولُس نے اختیار کیا اور جس کے لئے وُہ غیرقوموں کا رسُول ہو گیا (۱۵: ۷-۱۲) اگرچہ کُرنیلیُس ایک طرح سے یہُودی دین کا مدّاح تھا (آیت ۲ کی شرح) لیکن اُس کا ختنہ نہ ہُوا تھا۔ اور جو لوگ اُس کے گھر میں جمع تھے وُہ بلا کلام غیرقوم تھے (آیات ۲۴-۴۵)

(۱-۳۳) کرنیلیس نے پطرس کو بلوا بھیجا

۱- قیصریہ میں کرنیلیس نام ایک شخص تھا۔ وُہ اس پلٹن کا صوبیدار تھا جو اطالیانی کہلاتی ہے۔

قیصریہ - دیکھو ۸: ۴۰ کی شرح۔

کرنیلیس - یہ نام ایک مشہور رُومی خاندان کا تھا جس میں سے کئی مشہور اشخاص نکلے۔ (مثلاً SULLAS ، SCIPIOS) معلوم ہوتا ہے کہ یہ صوبیدار رُومی تھا اور شاید اُسی مشہور خاندان کا آزاد کیا ہوا شخص ہو۔

صوبہ دار - جس کے ماتحت ایک سو سپاہی ہوتے تھے۔ رُومی تمن یا پلٹن میں چھ ہزار سپاہی ہُوا کرتے تھے اور ہر دستہ میں چھ سو سپاہی ہوتے تھے یہ دستے پھر صُوبوں ، (لفظی طور سے سَو سَو) میں منقسم ہوتے اور ان میں سے ہر ایک کا افسر صوبیدار یا سَو کا افسر کہلاتا تھا۔ جن صوبیداروں کا ذکر نئے عہد نامے میں آیا ہے وُہ فیاض اور مہربان تھے (متی ۸: ۵-۱۰، ۲۷: ۵۴، اعمال ۲۲: ۲۵-۲۶، ۲۷: ۱ و ۳ و ۴۲-۴۴)

اطالیانی - مقابلہ کرو ۲۷: ۱ ، یہ دستہ اس لئے اطالیانی کہلاتا تھا کیونکہ اس میں زیادہ تر اطالیانی سپاہی تھے۔ گو یہ سلطنت کی باقاعدہ سپاہ میں داخل نہ تھے (کیونکہ ایسے سپاہی قیصریہ جیسے صوبہ میں مقرر نہ کئے جاتے تھے) یعنی امدادی سپاہ کے والنٹیر تھے۔ بعض کتبے ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوریا میں ایسا اطالیانی دستہ تھا۔ دُوسری صدی میں بھی اور ۶۹ء میں بھی۔ اور گمان یہ ہے کہ اِس سے بھی پیشتر ایک ایسا دستہ وہاں تھا۔ ہمیں یہ بھی معلُوم ہے کہ قیصریہ میں ایک قلعہ نشین فوج تھی۔ کیونکہ یہ یہودیہ کے گورنر کا صدر مقام تھا۔ یوسیفس مؤرخ بیان کرتا ہے کہ یہاں پانچ دستے فوج کے اور ایک رسالہ رہتا تھا۔

۲- وُہ دیندار تھا اور اپنے سارے گھرانے سمیت خُدا سے ڈرتا تھا ، اور یہودیوں کو بہت خیرات دیتا اور ہر وقت خدا سے دُعا کرتا تھا۔

دیندار - نیز دیکھو ۵: ۷ ، یہ اسم صفت صرف ۲ پطرس ۲: ۹ میں بھی آیا ہے۔ اس سے یہ مُراد ہے کہ وُہ خُدا کے ساتھ اور انسان کے ساتھ راست رشتہ رکھتا تھا جو

لفظ ۸ : ۲ میں آیا ہے وہ اس سے مختلف ہے یہ لفظ بہت کچھ ہندی لفظ بھگت کے ہم معنی ہے۔

خدا سے ڈرتا تھا۔ یہی جملہ آیات ۲۲ و ۳۵، ۱۳ : ۱۶ و ۲۶، اور اسی کے مشابہ ۱۶ : ۱۴، ۱۸ : ۷ میں آیا ہے۔ اس سے ایسے غیر قوم مراد ہیں جو یہودی مذہب کو ایک درجہ تک مانتے تھے، گو اب تک مختون نہ ہوتے تھے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے یہودیوں سے حقیقی اور زندہ خدا کی پرستش سیکھ لی تھی۔ لیکن قطعی طور سے یہودی مذہب میں داخل نہ ہوتے تھے۔ اُن کے درمیان ایسے اقراریوں کے مختلف درجے ہوں گے۔ اُن میں سے اکثر تو عبادت خانے کی عبادت میں شریک ہوتے تھے اور چند قواعد پر عمل کرتے تھے، جن کی پابندی کے باعث وہ یہودیوں سے میل جول رکھ سکتے تھے (مقابلہ کرو ۱۵ : ۲۰) بعض اپنے ایمان کا برملا اقرار نہ کرتے تھے۔ آجکل ہند و پاکستان میں بہت غیر مسیحی بھی ایسے ہیں جن کا مسیحی مذہب سے کچھ اسی قسم کا رشتہ ہے وہ جانتے ہیں کہ مسیح جہان کا نجات دہندہ ہے۔ لیکن ذات پات کے بندھن کو ترک کرکے برملا بپتسمہ پاکر مسیح کی کلیسیا میں شریک نہیں ہوتے۔

اپنے سارے گھرانے سمیت۔ یعنی گھر کے لوگ معہ نوکروں اور غلاموں کے۔ دیکھو ۱۱ : ۱۴، ۱۶ : ۱۵ و ۳۱، ۱۸ : ۸، اگر آدمی سچ مچ دیندار ہو تو اُس کے خاندان اور دوستوں پر بھی اُس کی تاثیر ہوگی۔

بہت خیرات دیتا۔ یہودی لوگ خیرات پر بہت زور دیتے تھے اور یہ اُن کی دینداری کا نشان تھا۔ (لوقا ۱۲ : ۳۳، اعمال ۹ : ۳۶، ۲۴ : ۱۷) ہمارے ملک ہند و پاکستان میں بھی خیرات دھرم کا جزو سمجھا جاتا ہے۔ خبردار ہم یہ نہ سمجھ لیں کہ ایسی نذر و نیاز کے ذریعہ بذات خود کوئی ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ گھمنڈ یا اپنے آپ کو راستباز دکھانے کے لئے ایسی خیرات دی جائے۔ (متی ۶ : ۲ و ۳)

دینی اور خیراتی کاموں کا حسن و قبح دل کی نیت پر موقوف ہے۔ سارے قرینے سے یہ ظاہر ہے کہ کرنیلیس کی ذات میں اُس کے دیندارانہ اعمال خدا پر اُس کے حقیقی ایمان کا پھل تھے گو یہ ایمان اب تک ناقص تھا۔ کیونکہ اب تک اُس کو پوری روشنی حاصل نہ ہوئی تھی (۱۱ : ۱۴) لیکن جہاں تک اُس کا ایمان تھا وہ صدق دل سے تھا۔

ہر وقت خدا سے دعا کرنا - یعنی حقیقی خدا سے جس کے بارہ میں اُس نے یہودی نوشتوں سے تعلیم پائی تھی جس لفظ کا ترجمہ "دعا" ہوا ہے اُس سے درخواست مراد ہے جو کسی حاجت کے وقت کی جاتی ہے۔ وہ گھر میں یہودی اوقاتِ نماز پر عمل کرتا تھا۔ (آیت ۳۰) لیکن لفظ "ہر وقت" اِن ہی اوقات پر محدود نہیں۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ جس وقت اُس نے فرشتے کو دیکھا اُس وقت وہ دعا میں مشغول تھا۔ غالباً وہ زیادہ نور اور عرفان کے لئے التجا کر رہا تھا۔ جو لوگ خلوصِ قلبی سے دعا کرتے ہیں اُنہیں کو مزید الٰہی کامل فضل عطا ہوتا ہے (یرمیاہ ۲۹: ۱۳، متی ۷: ۷-۸) ہندو پاکستان میں بہت لوگوں کو حقیقی خدا کی ابدی نجات مل سکتی ہے بشرطیکہ وہ کرنیلیس کی طرح صدقِ دل سے خدا سے مانگیں۔

۳- اُس نے تیسرے پہر کے قریب رویا میں صاف صاف دیکھا کہ خدا کا فرشتہ میرے پاس آکر کہتا ہے۔ کرنیلیس۔

رویا - دیکھو ۷: ۳۱ کی شرح۔

صاف صاف - یہ لفظ مرقس ۱: ۴۵۔ یوحنا ۷: ۱۰ میں بھی آیا ہے۔ کرنیلیس سویا ہوا نہ تھا بلکہ جاگتا تھا۔ اُس نے صاف صاف فرشتے کو دیکھا، اور اس میں اُس کو کچھ شک نہ تھا۔

تیسرے پہر - یہودی نماز کا یہ ایک وقت تھا (آیت ۳۰، ۳: ۱ کی شرح)

خدا کا فرشتہ - دیکھو ۱: ۱۰، ۱۰: ۱۹ کی شرح۔

۴- اُس نے اُس کو غور سے دیکھا اور ڈر کر کہا خداوند کیا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا کہ تیری دعائیں اور تیری خیراتیں یادگاری کے لئے خدا کے حضور پہنچیں۔

غور سے دیکھا - دیکھو ۱: ۱۰ کی شرح۔ ایسے غور سے دیکھنے کے ذریعہ اُسے فرشتے کی موجودگی کا یقین ہو گیا۔

ڈر کر - سپاہی جلدی سے خوف زدہ نہیں ہو جاتے لیکن فوق الفطرت نظارہ کے ذریعہ بہادر سے بہادر شخص بھی خوف کھا جاتا ہے یہ لفظ مکاشفہ ۱۱: ۱۳ کے سوا صرف لوقا نے استعمال کیا ہے (لوقا ۲۴: ۵ و ۳۷، اعمال ۲۴: ۲۵) نئے عہد نامہ میں یہ لفظ صرف فوق الانسانی قوتوں کے ذریعہ خوف پیدا ہونے کے لئے آیا ہے۔

یادگاری کے لئے۔ یہ الفاظ بیت عنیاہ کی مریم کے متعلق بھی آیا جس نے ہمارے نجات دہندہ کے سر اور پاؤں کو خوشبو دار تیل ملا تھا (متی ۲۶ : ۱۳ ، مرقس ۱۴ : ۹) جیسے مریم کی محبت بھری شکرگزاری کا فعل جہاں کہیں انجیل سنائی جاتی ہے یاد کیا جائیگا ویسے ہی کرنیلیس کی دعائیں اور خیرات عود کی خوشبو کی طرح اوپر جاکر خدا کے سامنے خاص طور پر یاد کی گئیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے ذریعہ اُس کی طرف توجہ منعطف ہوئی کہ وہ متلاشی روح ہے جو سچے دل سے خدا کی مرضی جاننا اور اُس پر عمل کرنا چاہتا تھا۔

۵۔ اب یافا میں آدمی بھیج کر شمعون کو جو پطرس کہلاتا ہے بلوا لے۔

یافا۔ دیکھو ۹ : ۳۶ کی شرح۔ یہ وہاں سے تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔

جو پطرس کہلاتا ہے۔ یہ نام آسانی سے غیر قوم کی سمجھ میں آسکتا تھا اور اِس نام کے ذریعہ اُس کا امتیاز دیگر شمعونوں سے ہو گیا۔

بلوا لے۔ یہ فعل صرف اعمال ہی کی کتاب میں آیا ہے (آیات ۲۲ و ۲۹ ، ۱۱ : ۱۳ ، ۲۴ : ۲۴ و ۲۶ ، ۲۵ : ۳)

۶۔ وہ شمعون دباغ کے ہاں مہمان ہے جس کا گھر سمندر کے کنارے ہے۔

سمندر کے کنارے۔ چمڑا رنگنے والوں کی تجارت کے لئے ایسی جگہ موزوں تھی جہاں حسب ضرورت پانی مل سکتا تھا اور نیز یہودی تعصب کا بھی یہ خاصہ تھا کہ ایسے پیشہ والے شہر سے باہر رہیں۔ ہندو پاکستان میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جن کو اپنی ذات اور پیشہ کے باعث شہر سے باہر رہنا پڑتا ہے۔

۷۔ اور جب وہ فرشتہ چلا گیا جس نے اُس سے باتیں کی تھیں تو اُس نے دو نوکروں کو اور اُن میں سے جو اُس کے پاس حاضر رہا کرتے تھے ، ایک دیندار سپاہی کو بلایا۔

نوکروں۔ یہی لفظ پھر رومی ۱۴ : ۴ ، ۱ پطرس ۲ : ۱۸ میں بھی آیا ہے۔ معمولی غلاموں کی نسبت اُس کا تعلق گھرانے کے ساتھ زیادہ گہرا تھا۔

دیندار سپاہی۔ یہی اسم صفت آیت ۲ میں آیا تھا۔ اُس صوبہ دار کی دینداری کا اثر اُس کے ماتحتوں پر بھی ہوا تھا۔ یہ شخص کرنیلیس کے اردلی کے طور پر تھا۔ یہاں سے ظاہر ہے کہ آدمی دیندار بھی ہو سکتا ہے اور سپاہی بھی۔

حاضر رہا کرتا تھا۔ دیکھو ۱: ۱۴ کی شرح۔

۸۔ اور سب باتیں اُن سے بیان کر کے اُنہیں یافا میں بھیجا۔

اُن سے بیان کر کے۔ یہ مرکب لفظ صرف لُوقا کی تصنیفات میں آیا ہے۔ (لُوقا ۲۴: ۳۵؛ اعمال ۱۵: ۱۲ و ۱۴؛ ۲۱: ۱۹) صرف ایک جگہ مستثنیٰ ہے۔ (یُوحنّا ۱: ۱۸) اس سے مُراد ہے تفصیل وار بیان کرنا۔

۹۔ دُوسرے دن جب وُہ راہ میں تھے اور شہر کے نزدیک پہنچے تو پطرس دوپہر کے قریب کوٹھے پر دُعا کرنے کو چڑھا۔

کوٹھے۔ مشرقی ممالک میں ایسے کوٹھے عام ہیں۔ گیان دھیان اور آرام کی خاطر لوگ کوٹھوں پر چلے جاتے ہیں۔

دوپہر کے قریب۔ یہودی دُعا کا ایک وقت تھا (۲: ۱ کی شرح) کرنیلیس کی طرح وُہ بھی دُعا میں مشغول تھا جب اُسے خُدا کی مرضی کا یہ مکاشفہ ملا۔

۱۰۔ اور اُسے بھُوک لگی اور کچھ کھانا چاہتا تھا۔ لیکن جب لوگ تیار کر رہے تھے تو اُس پر بیخودی چھا گئی۔

بھُوک لگی۔ یہ فعل صرف اِسی آیت میں آیا ہے۔ رویا کی یہ خاص صُورت اُس کی طبعی حالت کے مطابق تھی۔

بیخودی۔ دیکھو ۳: ۱۰ (حیران) یہ وجد کی حالت ہے جس میں انسان حواسِ جسمانی سے گزر کر ایک اور حالت میں جا پہنچتا ہے۔

۱۱۔ اور اُس نے دیکھا کہ آسمان کھُل گیا اور ایک چیز بڑی چادر کی مانند چاروں کونوں سے لٹکتی ہُوئی زمین کی طرف اُتر رہی ہے۔

آسمان کھُل گیا۔ مقابلہ کرو ۷: ۵۶۔

ایک چیز (یُونانی ظرف) یہ عام یُونانی لفظ کا ترجمہ ہے۔ یہ ہر طرح کے برتنوں اور اوزاروں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑا برتن معلوم ہوتا ہے جو ایک بڑی کتانی چادر کی مانند تھا اور اس لئے غالباً سفید ہو گا جس کے چاروں کونے گویا رسّی سے بندھے ہُوئے تھے اور یوں آسمان سے نیچے لٹکایا گیا۔ یہ صُورت میں مربع یا مستطیل ہو گا اور تقریباً ہموار ہو گا تاکہ اُس میں کی ساری چیزیں بآسانی نظر آسکیں۔ بعضوں نے اس چادر کو جہان

کے چار کونوں کی مثال سمجھا اور یُوں خُدا کے فضل کی عالمگیری کو ظاہر کیا۔

۱۲۔ جس میں زمین کے سب قسم کے چوپائے اور کیڑے مکوڑے اور ہَوا کے پرندے ہیں۔

سب قسم کے چوپائے...... اِن سب کو اکٹھا رکھا۔ پاک و ناپاک کی کوئی تمیز نہ کی تھی اور یہ ہر حالت اور ہر درجے کے آدمیوں کا مناسب نمونہ تھا۔

۱۳۔ اور اُسے ایک آواز آئی کہ اَے پطرس اُٹھ! ذبح کر اور کھا۔

اُٹھ۔ دیکھو ۹: ۶ کی شرح۔ پطرس دُعا میں گھٹنے ٹیکے ہوگا۔
ذبح کر اور کھا۔ یہودی کانوں کے لئے ایسا حکم حیران کُن تھا۔ یہ اُسی قسم کا حکم تھا جیسے کسی پکے برہمن کو یک لخت یہ حکم دیا جائے کہ تُو گوشت کھا اور ذات پات کو توڑ دے۔

۱۴۔ مگر پطرس نے کہا۔ اَے خُداوند! ہرگز نہیں۔ کیونکہ میں نے کبھی کوئی حرام یا ناپاک چیز نہیں کھائی۔

ہرگز نہیں.... جوش کے ساتھ انکار کیا۔ اور یہ پطرس کی عین فطرت کے مطابق تھا۔ کیونکہ وہ طبعاً جوشیلا تھا۔ دینی تعصبات اور تمدّنی خیالات اور شائستگی کے عین خلاف تھا۔ مقابلہ کرو حزقی ایل ۴: ۱۴۔ اہلِ ہنود اُس کے ایسے انکار کا احساس بخوبی کر سکتے ہیں
حرام یا ناپاک۔ یہودی شریعت نے بعض چوپایوں کو پاک قرار دیا تھا اور اُن کے کھانے کی اجازت تھی اور بعضوں کو ناپاک قرار دیا اور اُن کے کھانے کی ممانعت تھی۔ (احبار ۱۱: ۲، ۱۰، ۲۵ و ۲۶، استثنا ۱۴: ۳-۲۱) اور یہودی اِس امتیاز پر بخوبی عمل کرتے تھے۔ چُونکہ غیر قوموں میں پاک و ناپاک کی تمیز نہ تھی اِس لئے یہودی اِس وجہ سے بھی اُن کے ساتھ میل جول سے اجتناب کرتے تھے۔
ایسے معاملات میں ہندو پاکستان ایک قدم بڑھا ہُوا ہے۔ اکثر پکے ہندو بدھ مذہب والوں کی طرح ہر طرح کے گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور اُسے گُناہ سمجھتے ہیں۔ اگر کسی نیچ قوم کے آدمی کا سایہ بھی اُن کے باورچی خانے میں پڑ جائے تو اُن کی ساری خوردنی اشیاء ناپاک ہو جاتی ہیں اور ہندو بھی یہودیوں کی طرح کھانوں کے متعلّق نہانے دھونے پر بہت زور دیتے ہیں اور ذات پات کا انتظام عمُوماً اِسی قسم کی پاک و ناپاک رسُوم پر مبنی ہے اور اِسلئے ایک ذات کے آدمی کو دُوسری ذات یا فرقے

سے کھانا منع ہے۔

۱۵- پھر دُوسری بار اُسے آواز آئی کہ جن کو خُدا نے پاک ٹھہرایا ہے تُو اُنہیں حرام نہ کہہ۔

جن کو خُدا نے پاک ٹھہرایا ہے تُو اُنہیں حرام نہ کہہ۔ اِس خاص مکاشفہ کے ذریعہ خُدا پطرس کو یہ سکھا رہا تھا کہ دینی امتیاز یہُودی اور غیر قوم کے درمیان مسیح میں موقُوف ہو گیا۔ اُس میں نہ یہُودی ہے نہ یُونانی، نہ انگریز نہ ہندوستانی۔ نہ برہمن نہ شُودر اگر ہم قومی امتیازات اور تفاوات برابر رہیں جن کو انجیل نے منسُوخ کر دیا تو ہم کو سخت رُوحانی خسارہ ہوگا۔ کم ازکم مسیحیوں کو یہ منع ہے کہ کسی دُوسری قوم کے شخص کو اپنے سے ناپاک اور حقیر سمجھیں۔ جسے خُدا نے پاک کیا اُسے ناپاک سمجھنا گناہ ہے۔

۱۶- تین بار ایسا ہی ہُوا اور فی الفور وُہ چیز آسمان پر اُٹھا لی گئی۔

تین بار۔ یہ تاکید کے لئے ہُوا۔ یہ ظرف جس میں اِس قسم کے مختلف پاک و ناپاک جانور تھے آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ چنانچہ اس میں کُچھ شک و شبہ نہ رہا کہ مسیحی کلیسیا میں ہر قوم و فرقہ کے لوگ داخل ہو سکتے ہیں۔

۱۷- جب پطرس اپنے دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ رویا جو مَیں نے دیکھی کیا ہے تو دیکھو وُہ آدمی جنہیں کُرنیلیُس نے بھیجا تھا شمعُون کا گھر دریافت کر کے دروازے پر آ کھڑے ہُوئے۔

حیران ہو رہا تھا۔ یہ فعل ۲: ۱۲، اور ۵: ۲۴ میں بھی آ چکا ہے۔ وہاں اِس کی شرح دیکھو۔ بیزا کے نسخہ میں یہ قرأت ہے "جب پطرس ہوش میں آیا تو وُہ بہت حیران ہُوا۔"

رویا۔ آیت ۳ کی شرح دیکھو اور نیز ۷: ۳۱ کی شرح بھی۔

دریافت کر کے۔ یہ مرکب فعل صرف اِسی جگہ آیا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے سارے شہر میں شمعُون کے گھر کی تلاش کی تھی۔

دروازے۔ متی ۲۰: ۱۷ میں اِس کا ترجمہ "ڈیوڑھی" ہُوا ہے۔ اِس سے ایسا راستہ مُراد ہے جس میں سے گُزر کر گلی سے گھر کے صحن میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ لفظ پھر ۱۲: ۱۳ و ۱۴، اور ۱۴: ۱۳ میں آیا ہے۔

۱۸۔ اور پکار کر پوچھنے لگے کہ شمعون جو پطرس کہلاتا ہے یہیں مہمان ہے؟

پکار کر۔ دربان کو یا گھر کے اندر کے لوگوں کو۔
پوچھنے لگے۔ اس فعل سے ظاہر ہے کہ انہوں نے خبرداری سے تحقیقات کی تھی۔

۱۹۔ جب پطرس اُس رویا کو سوچ رہا تھا تو رُوح نے اُس سے کہا کہ دیکھ تین آدمی تجھے پوچھ رہے ہیں۔

سوچ رہا تھا۔ یہ مرکب فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔
رُوح نے ... کہا۔ یہاں رُوح کی شخصیت پر غور کرو۔ (۸: ۲۹)؛ یہ ماجرے مکاشفہ کے بالکل مطابق نکلے۔ خدا اپنے بندوں کو اپنی مرضی کے بارے میں اندھیرے میں رہنے نہیں دیتا۔
تین آدمی۔ مقابلہ کرو آیت ۷، ۱۱: ۱۱۔ بعض قدیم نسخوں میں "دو آدمی" کا ذکر ہے اس صورت میں وُہ سپاہی اُن کے بدرقے کے طور پر سمجھا گیا۔ بعض نسخوں میں تعداد کا بالکل ذکر نہیں۔
"تجھے" یہ ضمیر پُرتاکید ہے۔ اِس خاص پیغام کا مُدعا پطرس ہی سے تھا اور کسی سے نہیں۔

۲۰۔ پس اُٹھ کر نیچے جا اور بے کھٹکے اُن کے ساتھ ہو لے، کیونکہ میں نے ہی اُن کو بھیجا ہے۔

اُٹھ کر۔ دیکھو ۹: ۶ کی شرح۔
بے کھٹکے۔ یعنی جو کچھ تجھے کرنا ہے اُس میں تو کوئی فکر و اندیشہ نہ کر۔ مختلف اوقات کے ساتھ اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں "کچھ شک نہ کر کہ میں نے تجھے بھیجا ہے" ۱۱: ۱۲ میں بھی فعل ہے لیکن متعدی صورت میں اور کچھ مختلف معنی ہیں۔ (بلا امتیاز)۔

۲۱۔ پطرس نے اُتر کر اُن آدمیوں سے کہا۔ دیکھو جس کو تم پوچھتے ہو، وُہ مَیں ہی ہوں۔ تم کس سبب سے آئے ہو؟

تم۔ یہاں اسم ضمیر تاکیدی ہے جب ہم کو یہ یقین ہو جائے کہ خدا بُلا رہا ہے تو ہم اُس کے مطابق چلنے میں ذرا تامل نہ کریں۔

۲۲۔ اُنہوں نے کہا، کُرنیلیس صوبہ دار جو راستباز اور خداترس آدمی اور

یہودیوں کی ساری قوم میں نیک نام ہے۔ اُس نے پاک فرشتہ سے ہدایت پائی، کہ تجھے اپنے گھر بلا کر تجھ سے کلام سُنے۔

یہودیوں کی .... نیک نام ۔ لوقا ۷: ۲-۵ کے صوبہ دار کے قصّہ سے ہم واقف ہیں ۔ قیصریہ میں یہودی آبادی بہت تھی اور کرنیلیس سے وُہ بخوبی واقف تھے اور کم از کم اُسے نیم مُرید سمجھتے تھے۔

پاک فرشتہ سے ہدایت پائی ۔ یہ فعل متّی ۲: ۱۲ و ۲۲، لوقا ۲: ۲۶، عبرانی ۸: ۵، ۱۱: ۷، ۱۲: ۲۵ میں بھی آیا ہے۔ اس سے مُراد ہے کہ یہ ہدایت خُدا کی طرف سے تھی اور بُت پرست یونانی اس لفظ سے آکاش بانی مراد لیتے تھے۔

۲۳۔ پس اُنھوں نے اُنہیں اندر بُلا کر اُن کی مہمانی کی ۔
اور دُوسرے دِن وُہ اُٹھ کر اُن کے ساتھ روانہ ہُوا، اور یافا میں سے بعض بھائی اُس کے ساتھ ہو لئے۔

مہمانی کی ۔ یعنی اُن کو گھر میں بُلا کر مہمان کے طور پر رکھا ۔ اِن غیر قوم مسافروں کو مہمان رکھنا اس رویت پر عمل کرنے میں مقدّس پطرس کا پہلا قدم تھا ۔ یہ اُسی قسم کی بات ہے ۔ جیسے کوئی پکا برہمن اپنی ذات کے قوانین کو یک لخت توڑ دے اور نیچ یا شودروں اور اجنبیوں کو اپنے گھر میں کھانے کے لئے بُلائے ۔ ایسا سلوک اہلِ ہنود کے نزدیک گھر کو اور گھر والوں کو بھرشٹ کرنے والا تھا۔

یافا میں سے بعض بھائی ۔ یہ چھ یہودی مسیحی تھے (آیت ۴۵) اور اُن کی تعداد چھ تھی (۱۱: ۱۲) یہ پطرس کی دانائی تھی کہ اُس نے اپنے ساتھ اُن گواہوں کو لے لیا ۔ چنانچہ مابعد بیان سے اِس کی تصدیق ہوتی ہے ۔

۲۴۔ وُہ دُوسرے روز قیصریہ میں داخل ہُوئے اور کرنیلیس اپنے رشتہ داروں اور دلی دوستوں کو جمع کر کے اُن کی راہ دیکھ رہا تھا۔

دُوسرے روز ۔ اس سے ظاہر ہے کہ وُہ ایک رات راہ میں رہے ۔ (غالباً اپولونیا میں) جیسا کہ کرنیلیس کے ایلچیوں نے یافا جاتے وقت کیا تھا (آیت ۹)۔

رشتہ داروں اور دلی دوستوں ۔ دیکھو آیت ۴۵ ۔ یہ قابلِ لحاظ ہے کہ اسے اپنے عزیزوں کی رُوحانی بہتری کا کیسا خیال تھا (آیات ۲ و ۷)

راہ دیکھ رہا تھا۔ ۳: ۵ میں یہی فعل آیا تھا حق کی تلاش میں کرنیلیس ہمہ تن و جان مصروف تھا اور اُس کے سارے خیالات پطرس کے آنے پر لگے ہوئے تھے

۲۵- جب پطرس اندر آنے لگا تو ایسا ہوا کہ کرنیلیس نے اُس کا استقبال کیا اور اُس کے قدموں میں گر کر سجدہ کیا۔

پطرس اندر آنے لگا۔ ۲۴ آیت میں وہ شہر میں داخل ہوئے۔ اور اب وہ گھر میں داخل ہوئے۔

بیزا کی قرأت نے یہاں اچھا خاکہ کھینچا ہے۔ وہاں آیت ۲۵ میں یوں لکھا ہے "جب پطرس قیصریہ کے نزدیک پہنچا تو ایک غلام نے یہ اعلان دیا کہ وہ آ گیا ہے اور کرنیلیس اُچھل کر اُس کے استقبال کو نکلا۔ اس قرأت سے ظاہر ہے، کہ کرنیلیس نے ایک غلام کو کچھ فاصلہ پر ٹھہرایا تھا تاکہ پطرس کے پہنچنے کی خبر دے اور جب وہ غلام دوڑ کر خبر دینے گیا تو کرنیلیس فوراً اُس کو ملنے گیا۔ غالباً شہر کے مدخل پر۔

اُس کے قدموں میں گر کر۔ مشرق میں یہ عام دستور ہے کہ ادنیٰ لوگ عرض گزارنے والے کیا کرتے ہیں۔ ایسے مقاموں سے ظاہر ہے کہ اس رسم کو ہٹانا چاہیئے۔

سجدہ کیا۔ اُسے منجانب اللہ ایلچی اور ملہم سمجھ کر ایسا کیا۔ یہ حد درجہ کی تعظیم ہے اور تقریباً عبادت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے ہندو پاکستان میں بہت لوگ گوروؤں اور فقیروں وغیرہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔

۲۶- لیکن پطرس نے اُسے اُٹھا کر کہا کہ کھڑا ہو۔ میں بھی تو انسان ہوں۔

کھڑا ہو۔ میں بھی تو انسان ہوں۔ مقابلہ کرو ۱۴: ۱۴؛ مکاشفہ ۱۹: ۱۰؛ ۲۲: ۸-۹۔ ان مقامات سے قطعی ثابت ہے کہ آدمی خواہ کیسا ہی مقدس ہو یا فرشتہ قابل عبادت نہیں۔ لیکن برعکس اس کے مسیح چونکہ انسان سے اعلےٰ رتبہ رکھتا ہے ایسی عبادت کو اپنا حق سمجھ کے منظور کرتا ہے (متی ۲: ۱۱؛ ۸: ۲؛ ۹: ۱۸؛ ۱۴: ۳۳؛ ۱۵: ۲۵؛ ۲۰: ۲۰؛ ۲۸: ۹ و ۱۷)۔

۲۷- اور اُس سے باتیں کرتا ہوا اندر گیا۔ اور بہت سے لوگوں کو اکٹھا پا کر۔

باتیں کرتا ہوا۔ نئے عہدنامہ میں یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔

اندر گیا۔ یعنی جس کمرے میں وہ سارے رشتہ دار اور دوست جمع تھے۔ اگر ہم بیزا

کی قرأت (آیت ۲۵) لیں تو یہ مُراد ہوگی کہ اب وُہ کُرنیلیس کے گھر میں داخل ہُوا۔

۲۸۔ اُن سے کہا تم تو جانتے ہو کہ یہُودی کو غیر قوم والے سے صحبت رکھنی یا اُس کے ہاں جانا ناجائز ہے۔ مگر خُدا نے مُجھ پر ظاہر کیا کہ میں کسی آدمی کو نجس یا ناپاک نہ کہوں۔

۲۹۔ اسی لئے جب مَیں بُلایا گیا تو بے عذر چلا آیا۔ پس اب مَیں پُوچھتا ہُوں کہ مُجھے کس بات کے لئے بُلایا ہے۔

تم تو جانتے ہو۔ ضمیر حاضر پر خاص زور ہے۔ غیر قوموں کو اپنے افسوسناک تجربہ سے معلوم تھا کہ یہُودی اُن سے کیسے علیحدہ رہتے ہیں۔ ان دونوں میں کوئی میل جول نہ تھا۔

صحبت رکھنی یا اُس کے ہاں جانا۔ لفظ "صحبت رکھنی" کے ساتھ مقابلہ کرو ۵: ۱۳، ۸: ۲۹، ۹: ۲۶، یعنی تمدنی صحبت۔ معمولی بات چیت یا کاروبار اُن کے ساتھ رکھنا منع نہ تھا۔ لیکن زبان گیری آمدورفت منع تھی۔ پابندِ شرع یہُودی ایک ہی پلنگ پر غیر قوم کے ساتھ نہ بیٹھے گا۔ یا ایک ہی برتن میں اُس کے ساتھ نہ کھائے گا نہ پئے گا۔ ہمارے مُلک میں ذات پات کا بندھن اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ نیچ ذاتوں کے ساتھ چُھونا بھی بھرشٹ کر دیتا ہے۔ بلکہ اگر اُن کا سایہ بھی کھانے پینے کے برتنوں پر پڑ جائے تو وُہ ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ مختلف ذاتوں اور برتنوں میں باہمی شادی نکاح اور کھانا پینا بالکل منع ہے۔ یُوں آدمی آدمی سے علیحدہ رہتا ہے۔

ناجائز۔ یعنی جو شرع یا دھرم کے خلاف ہو۔ یہُودیوں نے تو مُوسوی شریعت کی قیود سے بھی زیادہ قیود اور پابندیاں میل جول کے بارہ میں اختراع کر رکھی تھیں۔ کیونکہ شریعت میں تو غیر قوموں کے ساتھ بیاہ شادی کرنا ہی منع تھا۔ ہندوؤں میں بھی ویدوں کے زمانہ سے لے کر اب تک ایسی پابندیاں اور رسمیں بڑھتی چلی آئی ہیں۔

مجھ پر۔ اب رسُول نے اُس رویا کے معنی سمجھ لئے۔ مسیح کی انجیل میں قومی امتیازات موقُوف ہو گئے ہیں۔ ذات پات کی رُوح کی جگہ مسیح کی رُوح آنی چاہیئے۔ اِس مُلک میں یہ سبق خاص کر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ نہ صرف ہم وطن اور غیر وطن کے درمیان۔ بلکہ انگریزوں اور دیسیوں کے درمیان بھی۔ کیونکہ قومی امتیاز اور ذات پات کے امتیاز دونوں مسیحی رُوح کے خلاف ہیں۔

نجس یا ناپاک۔ دیکھو آیات ۱۴ و ۱۵۔ مسیحی شخص کو چاہیئے کہ وُہ ہر ایک شخص سے خواہ وُہ کسی قوم اور نسل سے ہو محبت اور دوستی کرے۔ گناہ کے سوا اور کوئی شے ناپاک نہیں کر سکتی۔

۳۰۔ کُرنیلیس نے کہا اِس وقت پُورے چار روز ہوئے کہ میں اپنے گھر میں تیسرے پہر کی دُعا کر رہا تھا اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص چمکدار پوشاک پہنے ہوئے میرے سامنے کھڑا ہوا۔

چار روز ہوئے۔ پہلے دن کُرنیلیس نے رویا دیکھی اور ایلچی روانہ کئے۔ آیات ۳ سے ۸، دوسرے روز یہ ایلچی یافا پہنچے اور رات پطرس کے ساتھ رہے (آیات ۹ و ۲۳) تیسرے روز وُہ واپس روانہ ہوئے اور پطرس اور دُوسرے لوگ اُن کے ہمراہ ہو لئے (آیت ۲۳) اور چوتھے روز وُہ قیصریہ پہنچے (آیت ۲۴) اور پطرس نے کُرنیلیس کے گھر میں وعظ کیا)

اُس وقت ..... دیکھو آیت ۳۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ پطرس کُرنیلیس کے گھر میں تیسرے پہر ۳ بجے کے قریب پہنچا۔

۳۱۔ اور کہا کہ اے کُرنیلیس! تیری دُعا سُن لی گئی اور تیری خیرات کی خُدا کے حضور یاد ہوئی۔

۳۲۔ پس کسی کو یافا میں بھیجکر شمعُون کو جو پطرس کہلاتا ہے، اپنے پاس بُلا۔ وُہ سُمندر کے کنارے شمعُون دباغ کے گھر میں مہمان ہے۔

۳۳۔ پس اُسی دم میں نے تیرے پاس آدمی بھیجے! اور تُو نے خُوب کیا جو آ گیا۔ اب ہم سب خُدا کے حضُور حاضر ہیں تاکہ جو کچھ خُداوند نے تجھ سے فرمایا ہے اُسے سُنیں۔

تُو نے خُوب کیا۔ مقابلہ کرو متی ۲: ۱۲، مرقس ۷: ۳۷، لوقا ۶: ۲۷، یعقوب ۲: ۸ و ۱۹ سے۔ یہ جملہ اکثر شکرگزاری کے طور پر استعمال ہوتا تھا، اور بعض اوقات پسندیدگی اور تعریف کے لئے۔

خُدا کے حضُور۔ یہ اور یہ جملہ (خُداوند نے فرمایا) یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کُرنیلیس اور اُس کے دوستوں کی ساری اُمیدیں خُدا ہی پر لگی ہوئی تھیں (زبور ۶۲: ۵)۔ پطرس ایلچی تھا لیکن پیغام خُدا کی طرف سے تھا (مقابلہ کرو ا تھسلنیکی ۴: ۱۳)

(۴۸-۳۴) پطرس کا وعظ اور اُس کا نتیجہ

۳۴- پطرس نے زبان کھول کر کہا! اب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ خدا کسی کا طرف دار نہیں۔

زبان کھول کر۔ یہ جملہ کسی اہم اور سنجیدہ تقریر کے شروع میں آتا ہے۔ (۸: ۳۵، ۱۸: ۱۴)

مجھے پورا یقین ہو گیا۔ یونانی فعل کے یہ معنی ہیں گرفت کرنا" یا " پکڑنا" (عقل سے) مقدس پطرس نے وہ فعل یہ کہا۔ اب میں فی الحقیقت اسی امر واقعی کو مضبوطی سے گرفت کرنے لگا ہوں۔ کیونکہ خدا کا فضل بلا امتیاز سب آدمیوں پر محیط ہے اُس آسمانی رویت کے معنی اُس پر زیادہ زیادہ واضح ہوتے جاتے تھے کیونکہ خدا کی ہدایت کے مطابق جُوں جُوں چلتا تھا اُسے زیادہ روشنی حاصل ہوتی جاتی تھی۔

خدا کسی کا طرفدار نہیں۔ یونانی میں یہاں صرف ایک ہی لفظ ہے اور اس خاص صورت میں صرف اسی جگہ پایا جاتا ہے۔ لیکن اس سے مشتق فعل یعقوب ۲: ۹ میں آیا ہے اور اسم رومیوں ۲: ۱۱، افسیوں ۶: ۹، کلسیوں ۳: ۲۵، یعقوب ۲: ۱ میں۔ جس عبرانی لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے معنی ہیں "چہرہ اُٹھانا" یا "مہربانی سے پیش آنا" مذکورہ بالا مقامات میں ناواجب طرفداری کا خیال پایا جاتا ہے۔ اس باب کا خاص سبق یہ ہے، کہ انجیل میں اس قسم کی ساری طرفداری اُڑا دی گئی ہے۔ خدا کسی قوم، فرقہ یا ذات کا خاص طرفدار نہیں۔ سب کو روحانی احتیاج ہے، اور سب کی عدالت نہ قومی لحاظ سے ہوگی بلکہ اُن کی اخلاقی زندگی کے لحاظ سے۔ ہندوستانی۔ یورپین۔ برہمن اور نیچ قوم یسوع مسیح کے وسیلے خدا کے فضل اور راستبازی کی یکساں حقدار ہیں۔

۳۵- بلکہ ہر قوم میں جو اُس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا ہے۔ وہ اُس کو پسند آتا ہے۔

جو اُس سے ڈرتا۔ رمزے (RAMSAY) اور دیگر علماء کا خیال ہے: کہ اس جملہ سے عموماً یہودی دین کا مرید یا نیم مرید مراد ہے (آیات ۲ و ۲۲) پطرس

کے بیان میں یہ معنی ہیں کہ غیر قوموں کے لئے انجیل کے حقوق میں داخل ہونے کا راستہ یہودی دین کے وسیلے ہے۔ لیکن خدا کی رحمت کا وسیع تصور مقدس پولس اور اس کے ہم خدمتوں کو حاصل ہؤا۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں معلوم ہوتا کہ اس مقام پر یہ جملہ وسیع معنی میں خدا کے خوف کے لئے آیا ہے۔

کرنیلیس ایسے لوگوں کا نمونہ ہے جو اگرچہ انجیل سے ناواقف تھے لیکن خلوصِ دل سے اپنے علم اور نورِ قلب کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے تھے (مقابلہ کرو رومیوں ۲: ۱۰-۱۶) جہاں تک اُسے علم تھا وہ سچائی پر عمل کرتا تھا۔ اُس نے بُت پرستی کو ترک کر دیا تھا اور حقیقی واحد خدا کا سچا پرستار ہو گیا تھا۔ اور سرگرمی سے مزید نور کی تلاش میں تھا جب وہ روشنی اُس پر چمکی تو اُس نے فوراً اُس کو قبول کر لیا اور اُس روشنی میں سانس لینے لگ گیا۔ ہم اس جملہ کو قرینہ سے علیحدہ نہیں، بلکہ عین قرینہ کا لحاظ کر کے اُس کے معنی نکالیں جو لوگ کرنیلیس کی مثال کو اپنی رُوحانی حالت کے ظاہر کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں وہ اُس کی مانند یہ بھی ظاہر کریں کہ وہ زندگی کے طریقے کی تلاش کے لئے اور مسیح کی انجیل کو خوشی سے قبول کرنے کے لئے تیار اور مستعد رہیں۔

اُس کو پسند آتا ہے۔ یہ اسم صفت خاص پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے۔ (لوقا ۴: ۱۹ و ۲۴، ۲ کرنتھیوں ۶: ۲، فلپیوں ۴: ۱۸) اس میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ کرنیلیس اور اس قسم کے لوگوں میں جو دل حالت و مزاج پایا جاتا ہے وہ خدا کو پسند آتا ہے اور اُن کے دلی تقاضا کو وہ پورا کرتا ہے۔ مقابلہ کرو زبور ۵۰: ۲۳، ۱۰۷: ۹۔ گو یہ صوبہ دار اب تک فی الحقیقت نجات کی حالت میں نہ تھا۔ (۱۱: ۱۴) تو بھی وہ اس کا سچا متلاشی تھا کیونکہ جو ڈھونڈتے ہیں وہ پائیں گے۔ (متی ۷: ۷-۸) جیسا بنگل صاحب کہتے ہیں یہاں انسان کی قومیت سے لاپرواہی مراد ہے نہ کہ اس دین کی حقیقت سے جس کا وہ اقرار کرتا ہے۔ مقدس پطرس کا منشا یہ تھا کہ خدا یہودی اور غیر قوم کو یکساں مہربانی سے دیکھتا ہے۔

۳۶۔ جو کلام اُس نے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا جبکہ یسوع مسیح کی معرفت (جو سب کا خداوند ہے) صلح کی خوشخبری دی۔

جو کلام اُس نے ..... بھیجا۔ اس جملہ سے یہ مراد ہے "تم انجیل کے اس پیغام کو جانتے ہو جو اُس نے یسوع مسیح کے وسیلے بنی اسرائیل کے پاس بھیجا۔ یعنی یہ قول جو سارے یہودیہ میں مشتہر ہوا۔ مگر بعض نہایت قدیم نسخوں میں (دیکھو حاشیہ) یہ اسم موصول "جو" پایا نہیں جاتا اور وہاں یہ عبارت زیادہ سادہ اور صاف ہے اور اُس کے یہ معنی ہیں، "اُس نے (خدا نے) کلام (انجیل) بنی اسرائیل کے پاس بھیجا، یسوع مسیح کے وسیلے صلح کی خوشخبری کی منادی کرتے ہوئے۔ یوں یہ "کلام" فعل "بھیجا" کا مفعول ہے اور آیت ۳۶ کا جملہ بذاتِ خود مکمل ہے۔ اور قواعد کے مطابق آیت ۳۷ پر منحصر نہیں "کلام" انجیل کے پیغام کے لئے مفصلہ ذیل مقامات میں آیا ہے۔ دیکھو ۲: ۱۴، ۴: ۴، ۶: ۷، ۸: ۴ و ۲۱، ۱۰: ۴۴، ۱۴: ۲۵، ۱۶: ۶، ۱۷: ۱۱، ۱۸: ۵۔ مقدس پطرس نے سچے متلاشیوں کو تعلیم دینے میں انجیل کے پیغام کے بڑے بڑے اُمورِ واقعی کو پیش کیا یعنی ہمارے خداوند کی زندگی کے بڑے واقعات کو مثلاً اُس کی خدمت۔ موت۔ قیامت۔ شاگردوں کو اُس کا حکم دینا۔ اور زمانہ آئندہ میں بطورِ حاکمِ عادل کے اُس کا ظاہر ہونا اور آخرکار اُس کا وعدہ سارے ایمانداروں سے گناہوں کی معافی کا۔ پطرس کے کلام میں ایسے ہی حالات ہیں اسی قسم کے کلام کا نمونہ پایا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل کے پاس۔ یہ پیغام پہلے پہل اُنہیں کے پاس بھیجا گیا تھا (۳: ۲۶، ۱۳: ۲۶، رومیوں ۱: ۱۶) لیکن اپنے وقت پر یہ غیر قوموں کے لئے بھی تھا (لوقا ۲: ۳۰-۳۲) اب اس پیغام کے غیر قوموں کے پاس پہنچانے کی عزت خاص پطرس کو حاصل ہوئی۔

صلح۔ یعنی خدا کے ساتھ صلح۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے کفارہ کے وسیلے سے (رومیوں ۵: ۱، ۲ کرنتھی ۵: ۱۸-۲۱، کلسیوں ۱: ۲۰-۲۲) اس میں غالباً یہ خیال بھی داخل ہے کہ اُس صلح کرنے والے اور اُس کی صلح میں وہ دشمنی ہمیشہ کے لئے کالعدم ہوئی جس نے مدتوں سے یہودیوں اور غیر قوموں کو جدا کر رکھا تھا۔ (افسیوں ۲: ۱۴-۱۸) خدا کے ساتھ صلح میں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ صلح بھی داخل ہے۔ (لوقا ۲: ۱۴) قوموں۔ قبیلوں اور ذات پات کے لڑائی جھگڑے مسیحی کلیسیا میں

موقوف ہو جانے چاہئیں۔

خوشخبری ۔ یونانی میں ایک ہی لفظ ہے، جیسا کہ ۵: ۴۲، ۸: ۴ و ۱۲-۲۵ و ۳۵ و ۴۰، مقابلہ کرو یسعیاہ ۔ ۵۲: ۷، نحمیاہ ۱: ۱۵ ۔

یسوع مسیح ۔ مابعد کی آیات میں اس رسول کی تعلیم کا مرکز اور مُدعا یسوع مسیح ہے مقدس پطرس نے ایک شخص کی منادی کی کہ یسوع مسیح ہے۔

جو سب کا خداوند ہے ۔ یہ الفاظ خطوط وحدانی میں ہیں ۔ ان سے نجات دہندہ کی خداوندی اور لاثانی اختیار ظاہر ہے ۔ ان سے اُس کا رشتہ سارے آدمیوں سے ظاہر ہوتا ہے خواہ وہ یہودی ہوں یا غیر قوم ۔

۳۷ ۔ اُس بات کو تم جانتے ہو جو یوحنا کے بپتسمہ کی منادی کے بعد گلیل سے شروع ہو کر تمام یہودیہ میں مشہور ہو گئی ۔

اُس بات کو ۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اس کا اشارہ نجات دہندہ کی خوشخبری کی طرف ہے جو یوحنا بپتسمہ دینے والے کے ذریعہ دور و نزدیک پھیل گئی تھی ۔ لیکن عبرانی محاورہ کے مطابق ہم یہ مراد لیں گے کہ اُس بات کو تم خود جانتے ہو جو سارے یہودیہ میں واقع ہوئی ۔ اس کے مطابق اس کا اشارہ منادی کی طرف نہیں بلکہ ہمارے خداوند کی رسالت کی طرف ہے ۔ مقابلہ کرو لوقا ۲: ۱۵، اعمال ۵: ۳۲ ۔ ہماری زبان اردو میں بھی لفظ "بات" ان دونو معنوں میں آتا ہے ۔

تم جانتے ہو ۔ یہاں ضمیر "تم" پر زور ہے ۔ اس سے ظاہر ہے کہ کرنیلیس اور اُس کے دوستوں نے بھی یسوع مسیح کے کام کے بارہ میں کچھ سنا تھا، اگرچہ اُس کے پورے معنی کی اُنہیں اب تک خبر نہیں تھی ۔

یوحنا کا بپتسمہ ۔ دیکھو متی ۴: ۱۲-۱۷ ۔ ہمارے خداوند نے یوحنا بپتسمہ دینے والے کے بعد کام شروع کیا ۔

یہودیہ ۔ یہاں ۱ اور آیت ۳۹ میں یہ لفظ غالباً سارے فلسطین کے لئے استعمال ہوا ہے ۔

۳۸ ۔ کہ خدا نے یسوع ناصری کو روح القدس اور قدرت سے کس طرح مسح کیا ۔ وہ بھلائی کرتا اور اُن سب کو جو ابلیس کے ہاتھ سے ظلم اُٹھاتے تھے شفا

دیتا پھرا کیونکہ خُدا اُس کے ساتھ تھا۔

یشوع ناصری۔ یہاں ترکیبِ عبارت کچھ شکستہ ہے۔ شاید متکلم کے جوش و سرگرمی کی وجہ سے۔ اس قرأت میں الفاظ "یشوع ناصری" آیت ۳۷ کے "اُس بات کو" کے ہم معنی ہے۔ اس میں باقی سب کچھ داخل ہے۔

مسح کیا۔ دیکھو لوقا ۴ : ۱۸؛ اعمال ۴ : ۲۷؛ اُس کے بپتسمہ کے وقت (لوقا ۳ : ۲۱ و ۲۲) مسیح کے معنی ہیں مسح کیا گیا۔

بھلائی کرتا۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے اور اس سے مشتق اسم ۴ : ۹ میں بھی آیا ہے۔ اور دیگر مشتق لفظ لوقا ۲۲ : ۲۵ میں (خداوند نعمت) اُس نے اپنا وقت فلسفی تقریروں میں صرف نہیں کیا جیسے کہ آجکل ہمارے ہم وطن واعظ کیا کرتے ہیں، بلکہ فایدہ عام کے کاموں میں۔

ظلم اُٹھاتے تھے۔ یہ فعل پھر صرف یعقوب ۲ : ۶ میں آیا ہے۔ اس میں ظلم کی شدت کی طرف اشارہ ہے، اور خاص آسیب زدوں کے لئے آتا ہے۔ ہند و پاکستان میں آسیب زدگان کا تجربہ اکثر لوگوں کو ہوا ہوگا۔ ابلیس کے لئے دیکھو ۵ : ۳۔

شفا دینا۔ نئے عہد نامہ کے دیگر مصنفوں کی نسبت لوقا طبیب نے اس لفظ کو زیادہ استعمال کیا۔ اُس کی انجیل میں یہ لفظ گیارہ دفعہ اور اعمال کی کتاب میں چار دفعہ آیا ہے (۹ : ۳۴؛ ۱۰ : ۳۸؛ ۲۸ : ۸ و ۲۷) میڈیکل مشنری اور مبشر اس بڑے رفاہِ عام کے کرنے والے کے پیرو ہیں۔

پھرا۔ دیکھو ۸ : ۴ کی شرح۔

۳۹۔ اور ہم اُن سب کاموں کے گواہ ہیں، جو اُس نے یہودیوں کے مُلک اور یروشلیم میں کئے۔ اور انہوں نے اُس کو صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا۔

مار ڈالا۔ (۲ : ۲۳؛ ۵ : ۳۰)

۴۰۔ اُس کو خُدا نے تیسرے دن جلایا اور ظاہر بھی کر دیا۔

جلایا۔ پھر ایک دفعہ اُس نے مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا (۱ : ۳ و ۲۲؛ ۲ : ۲۴ و ۳۲؛ ۳ : ۱۵؛ ۴ : ۱۰) اور اب پھر اُس پر زور دیا۔

ظاہر کر دیا۔ یہ اسم صفت پھر رومیوں ۱۰ : ۲۰ ؛ اُس نے بار بار ظاہر ہونے کے ذریعہ ظاہر کر دیا کہ میں وہی ہوں جو مصلوب ہوا اور مر گیا تھا اور اس میں اب کچھ شک و شبہ نہ رہا۔ (۱ : ۳)

۴۱۔ نہ کہ ساری اُمت پر بلکہ اُن گواہوں پر جو آگے سے خدا کے چنے ہوئے تھے یعنی ہم پر جنہوں نے اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اُس کے ساتھ کھایا پیا۔

جو آگے سے خُدا کے چنے ہوئے۔ یہ مرکب فعل لفظ "آگے سے" کے ساتھ نئے عہد نامہ میں صرف اسی جگہ آیا ہے۔ سادہ فعل بغیر "آگے سے" کے ۱۴ : ۲۳ میں آتا ہے۔ اس کے لغوی معنی یہ ہیں "رائے دینے کے لئے ہاتھ کو بڑھانا"۔ لیکن بعد میں اس کے معنی "مقرر کرنا" ہو گئے۔ ان گواہوں کو خُدا نے مقرر کیا تھا (یوحنا ۱۵ : ۱۶) اور وہ بھی پہلے سے جب وہ پہلے مسیح کی خدمت کے لئے بلائے گئے تاکہ وہ ان بڑے واقعات پر گواہی دیں جن کو انہوں نے دیکھا اور جانا تھا یعنی اُس کی موت اور قیامت۔

جنہوں نے اُس کے ساتھ کھایا اور پیا۔ دیکھو ۱ : ۴ کی شرح، دیکھو ۲۴ : ۳۰ و ۴۱-۴۳ ؛ یوحنا ۲۱ : ۱۲-۱۵۔

۴۲۔ اور اُس نے ہمیں حکم دیا کہ اُمت میں منادی کرو۔ اور گواہی دو کہ یہ وہی ہے جو خُدا کی طرف سے زندوں اور مُردوں کا منصف مقرر کیا گیا۔

حکم دیا۔ ۱ : ۴ کی شرح۔

منادی کرو۔ ۸ : ۵ کی شرح۔

گواہی دو۔ ۲ : ۱۰ کی شرح اور ۸ : ۲۵۔

منصف مقرر کیا گیا۔ اعمال کی کتاب میں یہاں پہلی دفعہ آیندہ عدالت کا ذکر آیا ہے (مقابلہ کرو ۱۷ : ۳۱ ؛ ۲۴ : ۲۵) یہ قابلِ لحاظ ہے کہ جہاں کہیں اس کا ذکر آیا ہے وہاں غیر قوموں کے سامنے منادی میں آیا ہے۔ مسیح اپنی حقیقی انسانیت کی وجہ سے منصف مقرر ہوا (یوحنا ۵ : ۲۱-۲۹) اور اُس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا اُس کے اختیار کی سند اور ثبوت تھا۔ "زندوں اور مُردوں" میں کل نوع انسان

داخل ہیں۔

مُردوں میں سے شخصی قیامت اور عدالت جو مسیحی دین کی تعلیم ہے اُس کا مقابلہ ہندوؤں کے تناسخ کے مسئلہ کے ساتھ کرو جو کرم کا قدرتی اور طبعی نتیجہ ہے جب تک انسان کی رُوح غیر متشخّص دیوتا میں غرق نہ ہو جائے۔

۴۳- اُس شخص کی سب نبی گواہی دیتے ہیں کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے گا، اُس کے نام سے گناہوں کی معافی حاصل کرے گا۔

سب نبی۔ دیکھو ۳: ۲۴ کی شرح۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۴۵: ۲۲، ۴۹: ۶، ۵۳: ۶؛ یوایل ۲: ۲۸؛ زکریاہ ۹: ۱۰ وغیرہ۔

جو اُس پر ایمان لائے گا۔ خواہ یہودی ہو یا غیر قوم (۲: ۲۱، رومیوں ۱۰: ۱۱-۱۲) یونانی میں یہ جملہ پُر زور ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ مقدّس پطرس نے مسیح کی سلطنت کا دروازہ حقیقی معنی میں غیر قوموں کے لئے کھول دیا۔ ہم اس امر کو نظر انداز نہ کریں کہ مسیح پر ایمان لانا گناہوں کی معافی کے لئے لازمی شرط تھی۔ اِس کُرنیلیس کے معاملہ میں بھی یہی شرط پائی جاتی ہے۔

گناہوں کی معافی۔ دیکھو ۲: ۳۸ کی شرح۔

۴۴- پطرس یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا، کہ رُوح القدس اُن سب پر نازل ہوا جو کلام سُن رہے تھے۔

اُن سب پر .... جو سُن رہے تھے۔ یہ امر مسلّمہ ہے کہ یہاں تک ایمان اور قبولیت کا مادہ ضروری تھا اُن میں موجود تھا (۱۵: ۸ و ۹)

نازل ہوا۔ دیکھو ۸: ۶ کی شرح۔ یہ گویا غیر قوموں کا پنتکست تھا۔ یہ آسمان سے خدا کی طرف سے نشان تھا کہ وہ مع یہودی ایمانداروں کے اُس کی بادشاہت میں مساوی درجہ اور اعلےٰ حقوق میں شامل ہوئے۔ اور یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اب تک اُنہوں نے بپتسمہ کے ذریعہ ایمان کا اظہار نہ کیا تھا (۲: ۳۸)؛ یہ شاہی فضل معمولی وسائل میں محدود نہیں۔ یہ اس امر کا بھی کافی ثبوت تھا کہ اب غیر قومیں "حرام یا ناپاک" نہیں رہیں (آیات ۱۴ و ۱۵)

۴۵- اور پطرس کے ساتھ جتنے مختون ایماندار آئے تھے وہ سب حیران ہوئے

کہ غیر قوموں پر بھی رُوح القدس کی بخشش جاری ہُوئی -

ختنے مختون - مقابلہ کرو ۱۱: ۲، رُومیوں ۴: ۱۲، گلتیوں ۲: ۱۲، کلسیوں ۴: ۱۱، ططس ۱: ۱۰ - اِس جملہ سے بعض اوقات عبرانی مسیحی مراد ہیں اور بعض اوقات وہ فریق جو ختنہ پر بہت زور دیتے تھے -

یہاں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ جو چھ شخص یافا سے پطرس کے ہمراہ آئے تھے، (آیت ۲۳) خُدا کی مرضی اور ارادہ کے سامنے اُن کا تعصّب ٹوٹ گیا -

حیران ہُوئے - دیکھو ۲: ۷ و ۱۲، ۸: ۹ و ۱۱ و ۱۳، ۹: ۲۱ - یہودی تجربہ کے لئے اِس سے بڑھ کر اور کیا حیرت ہو سکتی تھی -

بخشش - دیکھو ۲: ۳۸ کی شرح اور ۸: ۲۰ - یہ وُہی بخشش تھی جو پنتکست کے روز بھی ملی تھی اور اُس کے ملنے کا طریقہ بھی ویسا ہی تھا -

جاری ہُوئی - دیکھو ۲: ۱۷ و ۱۸ و ۳۳ جہاں یہی فعل متعدی صورت میں آیا ہے -

۴۶ - کیونکہ اُنہیں طرح طرح کی زبانیں بولتے، اور خُدا کی تمجید کرتے سُنا - پطرس نے جواب دیا -

طرح طرح کی زبانیں - دیکھو ۲: ۴ کی شرح - یہ نظارہ بھی پنتکست کے دِن کے نظارہ کی مانند تھا - گو مختلف موقع کے لحاظ سے طریقے میں کچھ فرق تھا کیونکہ کُرنیلیس کے گھر ویسا عام مجمع نہ تھا کہ ہر شخص اپنی اپنی زبان میں اُن کو بولتے سُنتا - (۲: ۸)

خُدا کی تمجید - مقابلہ کرو ۲: ۱۱ سے یعنی خوشی کے جوش میں آ کر خُدا کی تعریف کر رہے تھے -

۴۷ - کیا کوئی پانی سے روک سکتا ہے کہ یہ بپتسمہ نہ پائیں جنہوں نے ہماری طرح رُوح القدس پایا؟

کیا کوئی پانی سے روک سکتا ہے - یہ سوال گیا اُن یہودی مسیحیوں سے تھا جو اُس کے ہمراہ آئے تھے - چونکہ خُدا نے اِن غیر قوم ایمانداروں کو قبول کر لیا اور بلا کلام اُنہیں اندرونی اور رُوحانی فضل عطا کیا - اِس لئے اُن کو بیرونی اور ظاہری نشان سے

محرُوم رکھنا ناممکن تھا، یعنی پانی کے بپتسمہ سے۔ اور یُوں مسیح کی ظاہری کلیسیا میں داخل کرنے سے روکنا ناممکن تھا اگر ایسا کرتے تو جنہیں خُدا نے پاک کیا تھا اُنہیں ناپاک ٹھہراتے (آیت ۱۵) ہم یہ بھی لحاظ کریں کہ اعلیٰ سے اعلیٰ رُوحانی بخششوں کے ملنے سے خُود مسیح کی مقرر کردہ رسُوم باطل نہیں ٹھہر سکتیں۔

ہماری طرح۔ اِس باب کا یہ خاص سبق ہے اور بار بار اس پر زور دیا گیا ہے کہ انجیل کے عہد میں یہُودی اور غیر قوم کا درجہ مساوی ہے۔ اِس لئے ایمانداروں کی اِس کامل برادری میں قومی یا تمدنی امتیازات کسی طرح سے نقصان نہ پہنچائیں نہ ہم اُن کو حقیر جانیں اور خارج کریں جنہیں رُوح القدُس کی بخششیں اور نعمتیں صاف صاف طور سے ملی ہیں۔

۴۸۔ اور اُس نے حکم دیا کہ اُنہیں یسُوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیا جائے اِس پر اُنہوں نے اُس سے درخواست کی کہ چند روز ہمارے پاس رہ۔

حکم دیا ..... بپتسمہ دیا جائے۔ معلوم ہُوا کہ پطرس کے سوا کسی دُوسرے نے یہ رسم بپتسمہ ادا نہ کی۔ غالباً اُن چھ شخصوں نے جو اُس کے ہمراہ آئے یا کسی دُوسرے مسیحی یا مسیحیوں نے۔

یسُوع مسیح کے نام سے۔ دیکھو ۲: ۳۸ کی شرح۔

چند روز۔ دیکھو ۹: ۱۹ کی شرح۔

رہ۔ غیر قوموں کے ساتھ اُس کی برادرانہ محبت کا مزید ثبُوت ہے۔ وُہ اُن کے پاس ٹھہرا۔ اُن کے ساتھ رہا۔ اُس نے اُن کے ساتھ کھایا پیا۔ جو مسیحی آپس میں ملتے جلتے یا کھاتے پیتے ہیں اور ذات پات کا امتیاز رکھتے ہیں اُنہوں نے اِس باب کے سبق کو نہیں سیکھا۔

مقدّس پطرس نے اِن رہائش کے ایام میں انجیل کی صداقت کی مزید تعلیم دی ہوگی۔

(۲) اُن کی کامل یگانگت ۔ ۳۰ (ہم سب حاضر ہیں)
(۳) اُن کی اُمید ۔ آیت ۳۳ (خُدا کے حضور سُننے کے لئے)
(۴) اُن کا اصلی ایمان ۔ آیت ۳۳ (جو کچھ فرمایا ہے اُسے سُنیں) خُدا پر ایمان ۔
(۵) فوراً قبول کرنا ۔ آیت ۴۴ (اُنھوں نے خُوشی سے انجیل کے پیغام کو سُنا اور رُوح کے انعام کو قبول کیا)
جب یہ شرائط پُوری ہو گئیں تو کچھ تعجب نہیں کہ قدرت اور برکت اُن پر نازل ہُوئی ۔

(۵) مثلاً شیوں کیلئے مناسب تعلیم ۳۴ - ۴۳ ۔

رسُول نے مسیح کو اُن کے سامنے پیش کیا اور انجیل کے بڑے واقعات کی تشریح کی ۔
(۱) مسیح مہربان مربّی ۳۶ ۔ ۳۸ (اُس کی زندگی اور خدمت رحمت سے معمور تھی)
(۲) مسیح مخلصی دہندہ ۔ آیت ۳۹ (اُس کی موت اور دُکھ سہنا) ۔
(۳) مسیح ، جی اُٹھا خُداوند ۔ آیت ۴۰ سے ۴۲ (اُس کا جی اُٹھنا اور اختیار) ۔
(۴) مسیح آدمیوں کا منصف ۔ آیت ۴۲ (اُس کی آمد اور عدالت) ۔
(۵) مسیح نجات دہندہ ۔ آیت ۴۳ (اُس کا فضل اور معافی) ۔

گیارہواں باب

(۱ - ۱۸) مختون فریق کے اعتراضات

پطرس کی تقریر

یروشلم کی کلیسیا میں یہودیت کا زور اس قدر تھا کہ خود مُقدس پطرس پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگی ۔
جو کچھ کُرنیلیس کے گھر میں واقع ہُوا اُس سے اُن کے یہودی تعصب اور عبرانی

قوم کے دل پسند اعتقادات کو سخت صدمہ پہنچا۔ غیر قوم کیلئے آزادی سخت لڑائی کے بغیر حاصل نہ ہو سکتی تھی، اس لئے قدم قدم کے لئے سخت کوشش کرنی پڑی۔

۱۔ اور رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے سنا کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا۔

رسولوں اور بھائیوں۔ یعنی رسول اور کلیسیا کے دیگر ممبر۔ اس وقت تک کلیسیا میں پرسبٹر یا بزرگ نہ تھے (۱۵: ۲ و ۴ و ۶ و ۲۲)

یہودیہ۔ لفظی طور سے "سارا یہودیہ مراد ہے" بیزا کے نسخہ میں یہ مضمون ہے کہ پطرس نے قیصریہ میں ایک طویل الوداعی تقریر کی اور بعد ازاں یروشلم کو جاتے ہوئے کئی مقامات کا دورہ کیا۔

۲۔ جب پطرس یروشلم میں آیا تو مختون اس سے یہ بحث کرنے لگے۔

مختون۔ دیکھو ۱۰: ۴۵ کی شرح۔ یہاں عبرانی مسیحیوں کا وہ خاص فریق مراد ہے جو غیر قوموں سے علیحدہ رہتا تھا۔ حال ہی میں جو واقعات سامریہ اور قیصریہ میں ہوئے تھے غالباً ان کے ذریعہ یہ فریق اور بھی متعصب ہو گیا۔ گو وہ مسیحی تھے لیکن وہ ختنہ اور موسوی شریعت کی پابندی لازمی ٹھہراتے تھے۔ بعض امور میں ان کی مثال یہ ہوگی کہ چند دیسی مسیحیوں کی جماعت اپنی پہلی ذات پات کے رسوم کی پابندی پر زور دیں اور کلیسیا میں ایسے ذات پات کے امتیاز کو ضروری ٹھہرائیں۔

بحث کرنے لگے۔ ۱۰: ۲۰ میں اس فعل کا ترجمہ "بے کھٹکے" ہوا ہے۔ اس میں شک اور جدائی کے دو خیالات پائے جاتے ہیں۔ چونکہ فعل ناتمام ہے اس لئے یہ شک و بحث دیر تک جاری رہی ہوگی۔

۳۔ کہ تو نامختونوں کے پاس گیا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا۔

ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ ان متعصب یہودیوں کی نظر میں یہ حقیقی خار تھا (دیکھو ۱۰: ۱۴ کی شرح، ناپاک غیر قوموں کے ساتھ کھانا کھانا ان کی نگاہ میں سخت ناپاکی تھی۔ جیسے اہلِ ہنود میں کسی دوسری ذات کے یا کسی نیچ قوم کے ساتھ کھانا کھانے سے آدمی بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ اخلاقی یا روحانی سوالات مثلاً سیرت کی پاکیزگی اور نوع انسان کی برادری اس قسم کی رسوم کی خاطر بے حقیقت ٹھہرتی ہیں۔

۴- پطرس نے شروع سے وہ امر ترتیب وار اُن سے بیان کیا کہ۔

ترتیب وار- فعل (۷: ۲۱، ۱۸: ۲۶، ۲۸: ۲۳) اور متعلق فعل (لوقا ۱: ۳، اعمال ۳: ۲۴، ۱۸: ۲۳) خاص لوقا کی تصنیفات میں آتے ہیں۔ لفظ "شروع سے" بھی اُسی کے خاص لفظوں میں سے ہے (۱: اکی شرح) غلط فہمی کو رفع کرنے کا آسان طریقہ امور واقعی کو صاف طور سے بیان کر دینا ہے۔

۵- میں یافا شہر میں دعا کر رہا تھا اور بیخودی کی حالت میں ایک رویا دیکھی کہ کوئی چیز بڑی چادر کی طرح چاروں کونوں سے لٹکتی ہوئی آسمان سے اُتر کر مجھ تک آئی۔

مجھ تک آئی- ایک مصورانہ بیان جس کا ذکر دس باب میں نہیں آیا۔ اس کے ذریعہ اس امر کو مزید زور حاصل ہو جاتا ہے کہ یہ رویا مقدس پطرس پر شخصی مکاشفہ خدا کی مرضی کے بارہ میں تھا اور اُس کے ماننے کے سوا اُسے اور کچھ چارہ نہ تھا۔

۶- اُس پر جب میں نے غور سے نظر کی تو زمین کے چوپائے اور جنگلی جانور اور کیڑے مکوڑے اور ہوا کے پرندے دیکھے۔

نظر کی- دیکھو ۱: ۱۰ کی شرح۔ یہ بھی مزید تفصیل ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیسی خبرداری سے رسول نے اس رویا پر غور کیا تھا (مقابلہ کرو ۱۰: ۴ سے یہی خیال ماقبل فعل (غور سے غور کیا) پر صادق آتا ہے۔

جنگلی جانور- ۱۰: ۱۲ میں اس کا کوئی خاص ذکر نہیں۔

۷- اور یہ آواز بھی سُنی کہ اے پطرس اُٹھ! ذبح کر اور کھا۔

۸- لیکن میں نے کہا کہ اے خداوند! ہرگز نہیں۔ کیونکہ کبھی کوئی حرام یا ناپاک چیز میرے منہ میں نہیں گئی۔

۹- اس کے جواب میں دوسری بار آسمان سے آواز آئی کہ جن کو خدا نے پاک ٹھہرایا ہے تو اُنہیں حرام نہ کہہ۔

۱۰- تین بار ایسا ہی ہوا۔ پھر وہ ساری چیزیں آسمان کی طرف کھینچ لی گئیں۔

کھینچ لی گئیں- یہ فعل بھی لوقا کا ہے اور لوقا ۱۴: ۵ میں بھی استعمال ہوا ہے ۱۰: ۱۶ کے لفظ سے یہ زیادہ واضح ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتنی جلدی

وُہ ظرف آسمان کی طرف کھینچ لیا گیا۔

۱۱- اور دیکھو! اُسی دم تین آدمی جو قیصریہ سے میرے پاس بھیجے گئے تھے، اُس گھر کے پاس آکھڑے ہوئے، جس میں ہم تھے۔

۱۲- رُوح نے مجھ سے کہا کہ تو بلا امتیاز اُن کے ساتھ چلا جا۔ اور یہ چھ بھائی بھی میرے ساتھ ہو لئے اور ہم اُس شخص کے گھر میں داخل ہوئے۔

بلا امتیاز۔ ۱۰: ۲۰ میں بھی یہی لفظ آیا تھا۔ البتہ وہاں یہ فعل لازم تھا مقابلہ کرو ۱۵: ۹ سے۔ یہ گویا رسُول کے لئے کُوچ کا حکم تھا، بلا امتیاز اُن کے ساتھ چلا جا۔ یہی حکم سارے زمانوں میں مسیحیوں پر فرض ہے۔ یُوں رُوح القدس نے یہاں صاف طور سے منع کیا ہے کہ انجیل میں ہم امتیازات نہ کریں۔ خواہ وُہ قومی امتیازات ہوں، یا خاندانی یا ذات پات کے۔

یہ چھ بھائی۔ دیکھو ۱۰: ۲۳ و ۴۵، ان کے شمار کا ذکر پہلی دفعہ یہاں آیا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ سات کا گروہ تھا جو اس خاص کام کے لئے روانہ ہوا۔

۱۳- اُس نے ہم سے بیان کیا۔ کہ میں نے فرشتہ کو اپنے گھر میں کھڑے ہوئے دیکھا جس نے مجھ سے کہا کہ یافا میں آدمی بھیجکر شمعُون کو بلوالے، جو پطرس کہلاتا ہے۔

۱۴- وُہ تجھ سے ایسی باتیں کہے گا جن سے تُو اور تیرا سارا گھرانا نجات پائے گا۔

ایسی باتیں ... نجات پائے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کُرنیلیس سچا دیندار اور حق کا سرگرم متلاشی تھا، لیکن اُس کی حقیقی نجات کے لئے مسیح کا شخصی علم حاصل کرنا لازمی تھا۔ اِس سے یہ بھی واضح ہے کہ اُس کی دُعائیں اور مناجاتیں خُدا کی اِس نجات کے لئے اُس کی گہری رُوحانی آرزو کا اظہار تھیں۔

۱۵- جب میں کلام کرنے لگا، تو رُوح القدس اُن پر اس طرح نازل ہُوا جس طرح شروع میں ہم پر نازل ہُوا تھا۔

کلام کرنے لگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان متلاشیوں کے لئے پطرس کا وعظ اگرچہ بہت واضح تھا لیکن وُہ غیر مکمل تھا اور وُہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔

جس طرح۔ دیکھو ۱۰: ۴۴ کی شرح۔ اس وقت سے لیکر خُدا نے اعلیٰ انعام عطا کرنے میں یہودی اور غیر قوم میں کوئی امتیاز نہیں کیا۔ اگر کلیسیا ایسے فرق اور امتیازات

جاری رکھے تو یہ اُس کا سخت جرم ہوگا۔

شروع میں۔ یعنی پنتکست کے روز۔

۱۶۔ اور مجھے خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ یوحنّا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا، مگر تم روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔

خداوند کی بات ..... یاد آئی۔ یعنی جو اُس نے اپنے صعود سے پیشتر فرمائی تھی (۱: ۵)، دیکھو یوحنّا ۱۴: ۲۶۔ موقع پر ایسی باتوں کے یاد آنے کے بارہ میں دیکھو لوقا ۲۲: ۶۱، ۲۴: ۸، یوحنّا ۲: ۲۲، ۱۲: ۱۶۔

۱۷۔ پس جب خدا نے اُن کو بھی وہی نعمت دی جو ہم کو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاکر ملی تو مَیں کون تھا کہ خدا کو روک سکتا؟

وہی نعمت۔ دیکھو آیت ۱۵، اور ۲: ۳۸ کی شرح، پطرس نے اس واقع پر بار بار زور دیا اور اُس کا بار بار ذکر کیا کہ خدا غیر قوموں کے بارہ میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔

ہم کو ایمان لاکر۔ یہاں ایمان پر خاص زور ہے نہ ختنہ پر جس کے ذریعہ انسان روحانی انعام کے قابل ہو جاتا ہے (مقابلہ کرو ۱۵: ۹، گلتیوں ۳: ۱۴) جب غیر قوم کے لوگ ایمان لائے اور جس وقت یہودی ایمان لاتے تھے اور روح دونوں پر نازل ہوئی۔ خواہ ہندوستانی ہوں یا پاکستانی یا یوریشین یا یوروپین۔ ہم سبھوں کو خدا کے فضل کا اعلٰے انعام ایمان کی شرط پر عطا ہوتا ہے۔

۱۸۔ وہ یہ سُن کر چپ رہے اور خدا کی تمجید کرکے کہنے لگے کہ پھر تو بیشک خدا نے غیر قوموں کو بھی زندگی کے لئے توبہ کی توفیق دی ہے۔

چپ رہے۔ یعنی مخالفت سے باز رہے (لوقا ۱۴: ۴، اعمال ۲۱: ۱۴) غیر قوموں کیلئے آزادی کے لئے لڑائی ابھی قطعی طور سے ختم نہیں ہوئی (دیکھو باب ۱۵) یہ فصل بھی لوقا اور پولُس کی تصنیفات میں آتا ہے۔

غیر قوموں کو بھی۔ جیسے ایماندار یہودیوں کو۔ یہاں غیر قوموں کے لئے آزادی گویا حکمنامہ ہے۔ آسمان کی بادشاہت کے دروازے سارے ایمانداروں کے لئے کھل گئے۔ ذات پات کا کوئی امتیاز نہ رہا۔ ہندوستان میں ان الفاظ کی تعمیل

نہایت ضروری ہے۔ برہمن کو بھی اور نیچ ذات چمار کو بھی کو چھتری کو بھی اور ویش کو بھی اور شودر کیمار بھی۔ یہ دروازے کھل گئے ہیں اور کوئی امتیاز نہیں رہا۔

توبہ۔ دیکھو ۲: ۳۸ کی شرح۔ یہ دل کی تبدیلی ہے۔ یا گناہ سے مسیح کی طرف پھرنا۔ خدا اسی کا لحاظ کرتا ہے نہ کہ تمدنی اور رسمی صفات کا۔

زندگی کے لئے۔ دیکھو ۵: ۲۰ کی شرح۔ جو انجام اور غرض ہمارے سامنے پیش کئے گئے وہ روحانی اور ابدی زندگی ہے۔ یعنی ایسی زندگی جو مسیح کے ساتھ شراکت رکھتی ہے یعنی طبعی حق یا ریت رسوم پر نہیں۔

(۱۹-۳۰) انطاکیہ تک انجیل کا پھیلنا

برنباس۔ پولس۔ اگبس

اب تاریخ کا سلسلہ مسیحیوں کے منتشر ہونے سے پھر شروع ہوتا ہے۔ (۸: ۱ و ۴) اور مشنری کام میں بشارت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

۱۹۔ پس جو لوگ اس مصیبت سے پراگندہ ہو گئے تھے جو ستفنس کے باعث پڑی تھی وہ پھرتے پھرتے فینیکے اور کپرس اور انطاکیہ میں پہنچے مگر یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے۔

پھرتے پھرتے۔ دیکھو ۸: ۴۔

فینیکے۔ بحیرہ او فنیانوس کے ساحل کا ملک جس کے جنوب کی طرف کوہ کرمل اور شمال کی طرف دریائے او رنٹس تھا اس میں صور اور صیدا کے مشہور شہر واقع تھے۔ قیصریہ سے جو جہاز اس ساحل کے قریب چلتے تھے وہ آسانی سے ان مشنروں کو فینیکے کی بندرگاہ میں پہنچا سکتے تھے۔ اس سے کچھ عرصہ بعد صور اور صیدا میں کلیسیاؤں کا ذکر آتا ہے (۲۱: ۴، ۲۷: ۳)

کپرس۔ دیکھو ۴: ۳۶ کی شرح۔ صور اور صیدا سے سمندر کے ذریعہ کپرس تک آمد و رفت آسان تھی۔

انطاکیہ۔ سوریا کے رومی صوبہ کا دار الخلافہ اور گورنر کا صدر مقام سنہ ۳۰۰ ق م کے قریب سلیوکس نکا نور نے اس کو تعمیر کرایا اور اپنے باپ انتی اوخس کے

نام سے موسوم کیا۔ یہ سمندر سے ۱۶ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اس جگہ پر جہاں دریائے اورنٹس پہاڑوں سے نکل کر بہتا ہے اس کی بندرگاہ سلوکیا تھی (۱۳: ۴)۔ رُوم اور اسکندریہ کے بعد اس کا تیسرا درجہ تھا۔ اس میں بہت سُریانی آبادی تھی اور بہت یہودی بھی یہاں بستے تھے۔ لیکن یہاں کی تہذیب اور شائستگی یُونانی تھی اور یہاں کے عہدہ دار اور ملکی خیالات رُومی تھے۔ یہ ایک طرح سے ساری قوموں کا مرکز تھا اور مشنری کلیسیا کا مرکز ہونے کے لئے بہت مناسب جگہ تھی۔ شمال کی طرف جہاز ہیں جاتے ہُوئے یہ مُبشّرِ انجیل انطاکیہ پہنچے۔ ہم کو یاد رہے کہ نکولس جو ساتوں میں سے ایک تھا وہ اسی شہر سے تھا۔ (۶: ۵)

مگر یہُودیوں کے سوا۔ دیکھئے یہ یقین کیسا دل نشین ہوگیا تھا کہ نجات صرف یہُودیوں کے لئے تھی اور عبرانی مسیحی دوسروں تک اس کی توسیع کو ماننے میں کیسے متامّل تھے۔

۲۰۔ لیکن اُن میں سے چند کُپرسی اور کُرینی تھے۔ جو انطاکیہ میں آکر یُونانیوں کو بھی خُداوند یسُوع کی خوشخبری کی باتیں سُنانے لگے۔

چند کُپرسی اور کُرینی۔ دیکھو ۲: ۱۰؛ ۴: ۳۶ کی شرح، ابتدا ہی میں کُپرس سے برنباس اور مناسون جیسے مسیحی پیدا ہُوئے (۲۱: ۱۶) ایسے ملکوں کے مسیحی جن کو غیر قوموں سے تجارت وغیرہ کا واسطہ پڑتا تھا فلسطین کے متعصّب مسیحیوں کی نسبت زیادہ کشادہ دل اور وسیع خیال تھے۔ شمعون کالا اور لُوکیئس ضرور اسی فریق سے تھے (۱۳: ۱)۔

یُونانیوں کو بھی۔ بعض قدیم نسخوں میں "یُونانیوں" کی جگہ یُونانی مائل یہُودی آیا ہے (۶: ۱ کی شرح) لیکن اندرونی شہادت "یُونانیوں" کی ممد ہے۔ کیونکہ یُونانی مائل یہُودیوں کو انجیل سُنانے میں کوئی نئی بات نہ تھی۔ کیونکہ اُن میں سے تو کئی ایک کلیسیا میں داخل ہو چکے تھے۔ مگر یہ اغلب ہے کہ یہاں لفظ "یُونانیوں" سے بُت پرست یُونانی مُراد نہ تھے بلکہ ایسے یُونانی جو ابھی تک مختون ہو کر یہُودی مُرید تو نہ ہوگئے تھے لیکن عبادت خانے میں واحد حقیقی زندہ خُدا کی پرستش کرتے تھے (دیکھو ۱۰: ۲ کی شرح) نامختون یہُودیوں کو انجیل سُنانا ایک نیا قدم تھا۔ اگرچہ واقع قیصریہ میں پطرس کے

کام سے پیشتر نہ بھی ہو (اگرچہ تقریباً ایسا ہونے کا یقین ہے) تو یہ ماننا قرینِ قیاس ہوگا کہ انجیل کے ان مبشّروں نے غیر قوموں کے کلیسیا میں داخل ہونے کے بارہ میں سُنا نہ تھا، لیکن اِس سے اگلا قدم سلطنت کے خالص بُت پرستوں کو انجیل سُنانا مقدّس پطرس اور اُس کے رفیقوں کے حصّہ میں آیا۔

۲۱۔ اور خُداوند کا ہاتھ اُن پر تھا اور بہت سے لوگ ایمان لاکر خُداوند کی طرف رجُوع ہُوئے۔

خُداوند کا ہاتھ اُن پر تھا (مقابلہ کرو لوقا ۱ : ۶۶، اعمال ۴ : ۳۰ سے) اِس سے یہ مُراد ہے کہ خُداوند کی قوّت اُن کے ساتھ تھی اور اُس کی برکت اُن کی محنتوں پر تھی، اور شاید معجزوں کا انعام اسی ایسی منظوری کے نشان کے طور پر عطا ہُوا بہر حال بہت سے لوگ کلیسیا میں داخل ہو گئے۔ اعمال کی کتاب میں بار بار اِس امر کا ذکر آتا ہے کہ انجیل پھیلانے کی ہر نئی کوشش پر خُدا نے اپنی برکت نازل کی۔

ہمیں پُورا یقین ہے کہ اگر ہموطن مسیحی اُن علاقوں میں انجیل سُنانے کی کوشش کریں گے جہاں پہلے انجیل نہیں پہنچی تو خُدا اُن کو بھی برکت دے گا۔

۲۲۔ اِن لوگوں کی خبر یروشلیم کی کلیسیا کے کانوں تک پہنچی، اور اُنہوں نے برنباس کو انطاکیہ تک بھیجا۔

اُن لوگوں کی خبر۔ اِس کا اشارہ یا تو اِن اولوالعزم مبشّروں کی طرف ہوگا یا نو مرید یونانیوں کی طرف یا دونوں کی طرف۔ مختلف فریق کے دِلوں میں اِس سے ضرور شک و شُبے پیدا ہُوئے ہونگے، اور کلیسیا کے لئے نئی مشکلات اور مسئلے پیدا ہو گئے جن کو حل کرنا ضرور تھا۔

برنباس کو بھیجا۔ بطور اپنے نمایندوں کے، تاکہ وُہ اِس نئی حالت کو دریافت کریں اور بے قاعدگیوں کو روکیں اور اطلاع دیں۔ جوں جوں کام پھیلتا گیا، ایسے نمایندوں کی ضرورت بڑھتی گئی تاکہ یروشلیم کی کلیسیا کو ایسے نئے واقعات سے مطلع کرتے رہیں اور یگانگت اور انتظام کو ترقی دیں (۸ : ۱۴ کی شرح)

برنباس شاید اپنی اعلےٰ شہرت اور عالمگیر ہمدردی کی وجہ سے چُنا گیا اور نیز اِس لئے بھی کہ اِن مبشّروں کی طرف جن کے کام کی اطلاع اُسے دی گئی تھی وُہ کپرسی تھا

۲۳ - وہ پہنچ کر اور خدا کا فضل دیکھ کر خوش ہوا، اور اُن سب کو نصیحت کی کہ دِلی ارادے سے خُداوند سے لپٹے رہو۔

خدا کا فضل دیکھ کر۔ یہ فضل ایک تو انطاکیہ میں انجیل کی حیرت انگیز ترقی میں ظاہر ہوا، اور کچھ وہاں کے نومرید مسیحیوں کے ایمان کی سرگرمی اور چال چلنی میں۔ یہ بھی ظاہر تھا کہ خدا نے کیسی عجیب رحمت نختونوں کے دائرہ کے باہر بھی دکھائی (دیکھو ۱۳: ۴۳ کی شرح) جب ہم مزنوم اور ذات کے لوگوں کو مسیح کے ایک بدن میں شامل ہوتے دیکھتے ہیں، تب ہی خدا کے فضل کو ٹھیک طور سے محسوس کر سکتے ہیں۔

خوش ہوا۔ یہ بھی لُوقا کا خاص خاصہ ہے (دیباچہ ۶: ۹) جب ہم غیر ملکوں اور قوموں کے لوگوں کو انجیل کی برکتوں میں شریک ہوتا دیکھیں، تو ہمارے دِل خوشی سے بھر جانے چاہئیں۔

اُن سب کو نصیحت کی۔ یہاں بھی فعل نا تمام ہے یعنی برابر نصیحت کرتا رہا۔ یہ فعل "نصیحت کی" ۴: ۳۶ کے اسم سے متعلق ہے۔ برنباس یہاں اسم بامسمّیٰ ثابت ہُوا "نصیحت کا بیٹا"۔ اس لفظ میں نصیحت اور حوصلہ افزائی دونوں داخل ہیں۔ لفظ "سب" (یہودی اور غیر قوم) سے ظاہر ہے کہ اُس نے دونوں میں یگانگت کو ترقی دی۔

خُداوند سے لپٹے رہو۔ (یا خُداوند کے ساتھ جاری رہو) دیکھو ۱۳: ۴۳۔ جہاں یہی فعل استعمال ہُوا ہے۔ حاشیہ کی قرأت کا بھی لحاظ رکھو۔ رجوع لانے (CONVERSION) سے ساتھ لپٹے رہنے (CONTINUANCE) کی بھی ضرورت ہے۔ اور یہ لپٹا رہنا (CONTINUANCE) خُداوند یسُوع کے ساتھ یگانگت اور شراکت رکھنے پر مبنی ہے۔ اس "دِلی ارادے" کے لئے فروتن لیکن سرگرم استقلال درکار ہے تاکہ مسیحی زندگی میں قائم رہیں۔ ہندو پاکستان میں کوئی مشنری اس وقت ایسی زیادہ مفید نصیحت نہیں دے سکتا جو برنباس نے انطاکیہ میں اِن نومسیحیوں کو دی۔ یہ بھی غور کرو کہ وہ اُنہیں "خداوند سے لپٹے رہنے" کی نصیحت کرتا ہے اور نہ محض مسیحیت سے لپٹے رہنے کی۔ مشن کا ہر کارندہ جانتا ہے کہ غیر مستقل نومسیحیوں

کے لئے برگشتہ ہو جانا کیسا آسان ہے؛ کیونکہ وُہ چاروں طرف سے مخالف تاثیرات سے گھرے ہُوئے ہیں۔

۲۴۔ کیونکہ وُہ نیک مرد اور رُوح القدس اور ایمان سے معمور تھا، اور بہت سے لوگ خُداوند کی کلیسیا میں آ ملے۔

رُوحُ القُدس ... سے معمور۔ دیکھو ۶ : ۵۔

بہت سے لوگ۔ برنباس کے عقلمندانہ اور ہمدردانہ فعل کا نتیجہ تھا۔ یہاں مسیح کے ساتھ شخصی رشتہ رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔ لفظ خُداوند بار بار اِس عبارت میں آیا ہے (آیات ۲۰ و ۲۱ و ۲۴) چُونکہ وُہ "سب کا خُداوند" ہے۔ یہودیوں اور غیر قوموں کا۔ اس لئے انطاکیہ میں بہت سے یُونانیوں نے اُس کی اطاعت قبُول کر لی۔

۲۵۔ پھر وُہ ساؤل کی تلاش میں ترسُس کو چلا گیا۔

ترسُس۔ دیکھو ۹ : ۱۱ کی شرح، شاید گزشتہ ۵ یا ۶ سال سے ساؤل کا یہی صدر مقام رہا تھا۔ غالباً یروشلیم میں ملاقات کے وقت اُس نے سُنا ہوگا کہ وُہ غیر قوموں کا رسُول ہونے کے لئے بُلایا گیا تھا (۹ : ۱۵) اور اُس نے سمجھا، کہ انطاکیہ جیسے علاقہ میں کام کے واسطے وُہ بہت مناسب و موزوں تھا۔ اور یہ الٰہی انتظام بھی تھا کہ یہ غیر مُلکی مشنری اس آیندہ مشنری کلیسیا سے مُلاقات کرے۔ ساؤل اس موقع کے لئے مناسب شخص تھا (دیباچہ ۵ : ۱) لفظ "تلاش" سے یہاں گہری تلاش مُراد ہے۔ یہ بھی خاص لُوقا کا لفظ ہے جو لُوقا ۲ : ۴۴۔ ۴۵ میں آیا ہے۔ جب یسُوع کے والدین نے اُس کی تلاش کی۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس عرصے میں ساؤل سوریا اور کلکیا میں انجیل سُنانے میں مصرُوف رہا۔ (گلتیوں ۱ : ۲۱) اس لئے اُس کے ڈھونڈنے میں برنباس کو کچھ مشکل پیش آئی ہوگی۔

۲۶۔ اور جب وُہ مِلا تو اُسے انطاکیہ میں لایا اور ایسا ہُوا کہ وُہ سال بھر تک کلیسیا کی جماعت میں شامل ہوتے اور بہت سے لوگوں کو تعلیم دیتے رہے اور شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے۔

جب وُہ مِلا۔ بیزا کے نسخہ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ ساؤل نے اِس دعوت

کے قبول کرنے میں کچھ تامّل کیا اور جب وُہ (برنباس) اُس سے ملا تو اُس نے اُس کو انطاکیہ جانے کی نصیحت کی اور وُہ جب آئے تو کلیسیا کے ساتھ جمع ہُوئے۔" ممکن ہے کہ کسی نے مابعد یہ تشریحی الفاظ ڈالے ہوں۔

کلیسیا میں آملے ۔ "کلیسیا" کے لئے دیکھو ۵ : ۱۱ کی شرح ۔حاشیہ میں یُونانی کا بہتر ترجمہ ہے "وُہ کلیسیا میں جمع تھے"۔ یعنی وُہ مسیحی جماعت میں اپنے ہم خدمتوں کے ساتھ جمع ہُوئے (۱۳ : ۱) اِس سے ظاہر ہے کہ وُہ باقاعدہ جمع ہُوا کرتے اور آپس میں ملتے جُلتے اور ایک دُوسرے کو تعلیم دیا کرتے تھے ۔ البتّہ بعض یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ "کلیسیا نے مہمان نوازی کے ساتھ اُنہیں قبُول کیا"۔

بہت سے لوگوں ۔ انطاکیہ میں کلیسیا کی غیر معمُولی ترقّی پر دوبارہ زور دیا گیا ہے (آیات ۲۱ و ۲۴ و ۲۶)

شاگرد ۔ دیکھو ۶ : ۱ ، اور دیباچہ ۶ : ۵۔ یہ نام انجیلوں کے ذریعہ جاری رہا اور وُہ اِس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وُہ اُس بڑے نبی اور گُرو یسُوع مسیح کے پیرو تھے ۔ ہمارا لفظ "سکھ" یہی معنی رکھتا ہے (گُورو نانک کے چیلے یا شاگرد)

مسیحی ۔ غالباً انطاکیہ کے غیر مسیحیوں نے ان کو یہ نام دیا۔ کُچھ تو تمسخر کے طور پر اور کُچھ حقارت سے ۔شہر کے بُت پرستوں کی نظر میں وُہ مسیح سے علاقہ رکھتے تھے یا اُس کو اپنا سر جانتے تھے ، مثلاً ہیرودی وغیرہ۔ چونکہ انطاکیہ کی کلیسیا میں یُونانی کثرت سے مسیحی ہو گئے تھے اس لیئے اُن کو نئے نام کی ضرُورت پڑی کیونکہ وُہ آئندہ کو ایک یہُودی فرقہ نہ سمجھا جا سکتا تھا۔

کہلائے ۔ پہلے پہل اِس فعل کے یہ معنی تھے "کاروبار کرنا" بعدازاں "کسی عام پیشہ یا تجارت سے نام اختیار کرنا" اور آخر کار "نامزد ہونا" یا "کہلانا" ہُوا۔ انطاکیہ میں مسیح کے عام گواہوں کی حیثیت سے شاید اُن کا یہ نیا نام ہُوا۔

نئے عہد نامہ میں یہ نام پھر ۲۶ : ۲۸ / ۱ پطرس ۴ : ۱۶ میں آیا ہے ۔ اور مفسّرین کا خیال ہے کہ اس میں ایک طرح کی حقارت یا طعنہ پایا جاتا ہے خواہ اس کا آغاز کیسا ہی ہُوا ہو۔ اِس نئے نام نے باقی سب ناموں کو رفتہ رفتہ متروک کر دیا۔ اور مناسب تھا کہ یہ نام جو ایسا عالمگیر ہو گیا تھا پہلے پہل انطاکیہ سے نکلے جو نئی مشنری

تحریک کا مرکز ہوگیا۔ ہم پاکستانی و ہندوستانی مسیحی یاد رکھیں کہ ہم اس نام کو خاک میں نہ ملا دیں بلکہ اپنے اقرار کے مطابق زندگی بسر کریں، اور یہ ظاہر کردیں کہ ہم مسیح سے علاقہ رکھتے ہیں اور اُس کی مانند ہیں۔

۲۷۔ اُنہیں دِنوں میں چند نبی یروشلیم سے انطاکیہ میں آئے۔

اُنہیں دِنوں میں۔ یعنی جن دِنوں میں برنباس اور ساؤل انطاکیہ میں مِل کر کام کرتے رہے۔ (آیت ۲۶)

نبی۔ مسیحی نبیوں کا یہاں پہلی دفعہ ذکر آیا ہے۔ ۱:۱۳ میں برنباس اور دوسروں کو یہ نام دیا گیا۔ نیز مقابلہ کرو ۱۵:۳۲، ۲۱:۱۰، ۱ کرنتھی ۱۲:۲۸ و ۲۹، ۱۴:۳۲، ۳۷، افسیوں ۲:۲۰، ۳:۵، ۴:۱۱ اور نیز دیکھو ۲:۴ و ۱۷-۱۸ کی شرح۔ اِس لفظ سے مُراد ہے "خدا کے پیغام کا ترجمان۔ خاص کر کسی کے سامنے بولنے والا" اور بعض اوقات بذریعہ پیشینگوئی بولنے والا۔ لیکن یہ دُوسرے معنی مقدم نہیں۔ نبی کا خاص کام تھا خدا کے پیغام کو اُس کی اُمت کے سامنے پیش کرنے کے ذریعہ نصیحت۔ تعلیم اور رُوحانی ترقی دینا۔" افسیوں ۴:۱۱ میں نبی مسیحی خادموں کی ترتیب میں رسولوں سے دُوسرے درجہ پر مذکور ہیں۔ اگبس نے خاص پیشینگوئی کی تھی لیکن نبی کے عہدہ کی یہ خاص شرط نہ تھی بلکہ یہ غیر معمولی بات تھی۔

یروشلیم سے۔ شاید انطاکیہ میں اِس نئی خدمت کی شہرت سُن کر۔

۲۸۔ اُن میں سے ایک نے جس کا نام اگبس تھا، کھڑے ہوکر رُوح کی ہدایت سے ظاہر کیا کہ تمام دُنیا میں بڑا کال پڑے گا، اور یہ کلودیُس کے عہد میں واقع ہُوا۔

اگبس۔ اِس کا ذکر پھر ۲۱:۱۰ و ۱۱ میں آیا ہے لیکن اِن دو مقامات کے سوا اِس کے بارہ میں اور کچھ معلوم نہیں۔

ظاہر کیا۔ شاید کسی ظاہرا نشان کے ذریعہ (مقابلہ کرو ۲۱:۱۱، یرمیاہ ۱۳:۳-۸، حزقی ایل ۴:۱-۱۲، ۵:۱-۴ وغیرہ) اِس کی پیشینگوئی رُوح کی ہدایت سے تھی۔ (۲:۱ کی شرح)

تمام دُنیا میں بڑا کال۔ یعنی ساری مہذب (رُومی دُنیا) دُنیا میں (دیکھو حاشیہ) سیوٹونی اُس۔ ڈایون کے سی اُس۔ ٹے سی ٹس اور یوسیبیس کی شہادت سے

ہمیں معلوم ہے کہ کلودیئس قیصر کے عہد میں اُس سلطنت کے مختلف حصّوں میں (اٹلی - یونان وغیرہ میں)، کال پڑا۔ فلسطین میں ۴۵ءمیں فصل ماری گئی اور ۴۶ءمیں مطلق فصل نہ ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال سخت کال نمودار ہوا۔ یوسیفس مؤرخ نے بیان کیا ہے کہ یہ کال بہت سخت تھا اور اُس نے ذکر کیا کہ ملکہ ہیلنا (اسوریا کے بادشاہ ادیابینی (ADIABENE) کی والدہ جو یروشلیم کو بطور زائرہ کے ۴۵ءمیں گئی تھی وہ اُس کال کے زمانہ میں وہاں رہی اور اناج و انجیریں جو اسی مقصد سے مصر اور کپرس سے آئی تھیں تقسیم کرتی رہی۔

کلودیئس۔ رُوم کا قیصر ۴۱ءسے ۵۴ءتک۔ دیکھو ۱۸: ۲۔

۲۹۔ پس شاگردوں نے تجویز کی، کہ اپنے اپنے مقدور کے موافق یہودیہ میں رہنے والے بھائیوں کی خدمت کے لئے کچھ بھیجیں۔

مقدور کے موافق۔ یعنی جس قدر خدا نے اُن کو بہرہ ور کیا تھا۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔

خدمت کے لئے۔ دیکھو ۶: ۱۔ یعنی بطور چندہ کے کچھ مدد بھیجیں۔ ہم یہ قیاس کرسکتے ہیں کہ اس چندہ جمع کرنے میں کچھ عرصہ لگا ہوگا اور آیت ۲۶ میں جس سال کا ذکر ہے اُس سے زیادہ عرصہ لگا ہوگا۔

۳۰۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور برنباس اور ساؤل کے ہاتھ بزرگوں کے پاس بھیجا۔

ایسا ہی کیا۔ جب یہ کال پھوٹ نکلا (۱۲ باب میں) ہیرودیس کی ایذا رسانی کے بعد۔

برنباس اور ساؤل۔ جو انطاکیہ کی کلیسیا میں مقدّم اور پیشوا اشخاص تھے (۱۳: ۲) کسی جماعت کا کسی دوسری جماعت کے لئے چندہ جمع کرنے کا یہ پہلا ذکر ہے۔ مابعد سالوں میں پولُس بہت خبرداری کرتا تھا کہ غیر قوم کی کلیسیاؤں میں شکرگذاری اور رفاہِ عام کا مزاج پیدا کرے، اور یروشلیم کی کلیسیا سے اُن کو وابستہ کرے۔ (۲۴: ۱۷، گلتیوں ۲: ۱۰، رومیوں ۱۵: ۲۵-۲۷، ۱کرنتھی ۱۶: ۱-۴، ۲کرنتھی ۸: ۱-۱۵) اُس نے اِس موقع پر تجربہ سے سیکھ لیا کہ برادرانہ اُلفت

اور مسیحی یگانگت کو ترقی دینے کے لئے ایسے چندے کیسے مفید تھے جو کلیسیا میں ابھی کم سن ہیں۔ اگر وہ ابتدا ہی سے مسیحی فیاضی کی روح میں تربیت پائیں اور انجیل کی ترقی کے لئے فیاضی سے دیں تو اس سے ان کی روحانی ترقی ہوگی۔

گیارھویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصّے۔

۱۔ غیر قوموں کے کلیسیا میں داخل ہونے کی وجوہات آیات ۱ سے ۱۸

۲۔ غیر قوموں کے رجوع لانے میں ترقی - ۱۹ سے ۳۰۔

دوم۔ بڑے بڑے مضامین۔

(الف) ایک نازک سوال۔ ۱ سے ۱۸۔ ذات پات یا عالمگیری؟

۱۔ اعتراضات کی بوچھاڑ۔ ۱ سے ۳۔

۲۔ واقعات کا بیان - ۴ سے ۱۱۔ (مناسب نکتہ چینی سادگی کے ساتھ)

۳۔ خدا کا حکم - آیت ۱۲ (جاؤ اور کوئی امتیاز نہ کرو)

۴۔ آسمان سے نشان ۱۳ سے ۱۶ - (روح القدس ان پر نازل ہوا)

۵۔ موقع کا سوال - آیت ۱۷ (میں کون تھا کہ خدا کو روک سکتا)

۶۔ ایک اہم فیصلہ - آیت ۱۸ (خدا کی مرضی پر رضا مند)

(ب) ایک مشنری کلیسیا - آیات ۱۹ سے ۳۰ (انطاکیہ کی کلیسیا)

۱۔ اس کی عالمگیر صورت ۲۰ و ۲۱، ۲۱) اس کی سچی سرگرمی ۲۲ و ۲۳،

۲۔ اسکی متواتر ترقی آیات ۲۱ و ۲۴ و ۲۶

۴۔ اس کی خاص تیاری آیات ۲۵ و ۲۶ (۱۳:۱)

۵۔ اس کی ترقی - آیت ۲۶ (نیا لقب پہلے انطاکیہ میں مسیحی کہلائے)

۶۔ اس کی فیاضی ۲۷ سے ۳۰۔

بارھواں باب

(۱-۱۹) ہیرودیس کی ایذا رسانی۔ یعقوب کا شہید ہونا

پطرس کا بچ نکلنا

۱- قریباً اُسی وقت ہیرودیس بادشاہ نے ستانے کے لئے کلیسیا میں سے بعض پر ہاتھ ڈالا۔

اُسی وقت - یعنی جس وقت کے قریب برنباس اور ساؤل انطاکیہ میں اپنے کام میں سرگرمی سے مصروف تھے (۱۱: ۲۵-۲۷) ہیرودیس کی ایذا رسانی اور موت یہودیہ کے کال سے پیشتر ۴۴ء میں واقع ہوئی۔

ہیرودیس بادشاہ - اگرپا اوّل ہیرودیس اعظم کا پوتا اور ہیرودیس انتپاس کا بھتیجا تھا (جس نے یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کا سر کٹوایا) ارسٹوبلس کا یہ بیٹا ۱۰ق م میں پیدا ہُوا تھا اور اوائل عمر ہی میں روم بھیجا گیا جہاں اُس نے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ نادانی سے کہیں اُس کے مُنہ سے اپنے دوست کالی گولا کی تعریف میں چند الفاظ نکل گئے تھے جن کی پاداش میں اُسے قید خانہ نصیب ہُوا۔ لیکن جب خوش قسمتی سے قیصر طبریاس لقمہ اجل ہُوا اور اُس کی جگہ کالی گولا قیصر ہُوا تو اُسے بھی قید سے رہائی حاصل ہوئی۔ شاہی عنایت سے بادشاہ کے خطاب کے علاوہ فلپس اور میانس کا علاقہ بھی اُسے عطا ہُوا۔ (لُوقا ۳: ۱) اور اِس سے کچھ عرصہ بعد گلیل اور پیریہ کا علاقہ بھی اُسے مل گیا۔ لیکن کلادیس نے تخت نشین ہو کر یہودیہ اور سامریہ کا علاقہ بھی اُسے مرحمت کیا۔ الغرض ۴۱ء میں اگرپا اُس سارے علاقہ کا حاکم تھا جس پر اُس کا دادا حکمران تھا۔

ہاتھ ڈالا - دیکھو ۴: ۳، ۵: ۱۸، ۲۱: ۲۷ جہاں یہی جملہ آتا ہے جو یسی

براہِ راست انجیل کی بشارت دیتے ہیں شیطان ہمیشہ اُن پر حملہ کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

۲- اور یُوحنا کے بھائی یعقوب کو تلوار سے قتل کیا۔

یُوحنا کے بھائی یعقوب۔ خاص رسولوں میں سے ایک (مرقس ۵: ۳۷، ۹: ۲، ۱۴: ۳۳) ہمیں یقین ہے کہ وُہ اپنی خدمات میں مصروف تھا۔ اگرچہ اعمال کی کتاب میں اس سے پیشتر اُس کے کام کا کوئی ذکر نہیں آیا۔

تلوار سے۔ اِس قسم کے قتل کو یہُودی ذلت سمجھتے تھے۔ اس سے ہمیں یُوحنا بپتسمہ دینے والے کی موت یاد آتی ہے۔ اس بڑے رسُول کی شہادت کا ایسا مختصر ذکر قابلِ غور ہے لیکن یہ مقدس لُوقا کے طرز کے عین مُطابق ہے، کیونکہ وُہ ایسے واقعات ہی کا مفصّل ذکر کرتا ہے جس سے انجیل کی اشاعت کی ترقی ہُوئی ہو۔ یُوں مقدس یعقوب نے اپنے اُستاد کا تلخ پیالہ پیا (مرقس ۲۰: ۲۰-۲۸، مرقس ۱۰: ۳۵-۴۵)

۳- جب دیکھا کہ یہ بات یہُودیوں کو پسند آئی۔ تو پطرس کو بھی گرفتار کر لیا اور یہ عیدِ فطیر کے دن تھے۔

یہُودیوں کو پسند آئی۔ یہ مشہُور بات ہے کہ اگرپا اوّل نے یہی پالیسی اختیار کی تھی کہ یہُودیوں کو خوش رکھے اور خُود بھی یہُودی دین میں سرگرمی دکھاتا تھا اُس کا چیدہ چیدہ یروشلیم کے مسیحیوں کو ستانا غالباً یہُودی عہدہ داروں کو خوش رکھنے کے لئے تھا۔

پطرس کو بھی۔ کیونکہ وُہ رسُولوں میں سرکردہ تھا اور اُن کی طرف سے کلام کرنے والا اور اُن کا سرغنہ تھا (۲: ۱۴، ۳: ۱۲، ۴: ۸، ۵: ۳ و ۸ و ۲۹)

عیدِ فطیر کے دن۔ خروج ۱۱: ۱۴-۲۰ چُونکہ عیدِ فسح کے موقع پر یروشلیم میں یہُودیوں کا بڑا انبوہ ہوگا، اِس لئے اس شہرت کے حاصل کرنے کے لئے اُس نے اِس موقعہ کو چُنا اپنے اُستاد کی طرح پطرس بھی عیدِ فسح کے موقع پر پکڑا گیا۔

۴- اور اُس کو پکڑ کے قید کیا، اور نگہبانی کے لئے چار چار سپاہیوں کے چار پہروں میں رکھا اس ارادہ سے کہ فسح کے بعد اُس کو لوگوں کے سامنے پیش کرے۔

قید کیا۔ مقدس پطرس کو قید کا تیسری دفعہ تجربہ ہُوا (۴: ۳، ۵: ۱۸)

چار چار سپاہی۔ یعنی چار دستے چار چار سپاہیوں کے رُومی دستور کے مطابق رات چار پہروں پر تقسیم کی جاتی تھی اور اُن میں سے ہر دستہ تین تین گھنٹوں کے لئے پہرہ دیتا تھا۔

فسح کے بعد۔ یعنی عید کے پُورے آٹھ دن گزرنے کے بعد۔ شاید اگرپا بادشاہ ایسے موقع پر ایذا رسانی سے پرہیز کرنا دینداری میں داخل سمجھتا تھا۔

لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ برملا سزا کے حکم کے لئے۔ اگرپاؔ کا منشا ہوگا کہ پطرس کے برملا مقدمہ اور قتل سے یہودی زیادہ خوش ہوں گے۔

۵۔ پس قید خانے میں تو پطرس کی نگہبانی ہو رہی تھی، مگر کلیسیا اُس کے لئے بدل و جان خدا سے دُعا کر رہی تھی۔

دُعا۔ یُونانی میں یہ لفظ پُر زور ہے یاں مُوذیوں کے مقابلہ میں اُن مصیبت زدہ مسیحیوں کے ہاتھ میں یہی ایک اوزار تھا (دیباچہ ۶: ۱۰)

بدل وجان۔ یہ لفظ ا پطرس ۱: ۲۲ میں پھر آیا ہے، اور اس سے مشتق اسم صفت لُوقا ۲۲: ۴۴، ا پطرس ۴: ۸ میں پایا جاتا ہے، اور اسم ۲۶: ۷ میں۔ اِس کے ماخذ کے یہ معنی ہیں "پھیلانا" اس سے بہت جوش و سرگرمی ظاہر ہوتی ہے کہ گویا اِنسان سارا زور لگا رہا تھا۔ ہمارے خُداوند کا گتسمنی باغ میں دُعا کرنا اس سرگرمی و جوش کی لاثانی مثال ہے لُوقا ۲۲: ۴۴۔ جن مقامات میں یہ لفظ آیا ہے اُن کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیوں کی یہ صفت ہونی چاہیئے۔

کلیسیا۔ دیکھو ۵: ۱۱ کی شرح۔ مریم کے گھر میں یہ جماعت تھی (آیت ۱۲) جس سے ظاہر ہے کہ سب مل کر دُعا مانگ رہے تھے، اور اِس کے سوا بھی دُعا ہوتی ہوگی یعنی برملا اور خلوت میں۔

۶۔ اور جب ہیرودیس اُسے پیش کرنے کو تھا تو اُسی رات پطرس دو زنجیروں سے بندھا ہُوا دو سپاہیوں کے درمیان سوتا تھا اور پہرے والے دروازے پر قید خانے کی نگہبانی کر رہے تھے۔

اُسی رات۔ یعنی اُس کے پیش ہونے اور قتل سے پیشتر۔

سپاہیوں کے درمیان۔ یعنی چار چار کے دو دستوں کے درمیان (آیت ۴)

یہ قید خانے کے اندر تھے اور قیدی زنجیر کے ساتھ بندھے تھے اور باقی دو دستے باہر دروازہ پر پہرہ دیتے تھے۔

دو زنجیروں سے۔ یعنی ایک طرف ایک سپاہی کے ساتھ اور دُوسری طرف دُوسرے سپاہی کے ساتھ زنجیر سے بندھا تھا۔ یہ احتیاط قیدی کو خُوب قابُو میں رکھنے کے لئے کی گئی تھی (آیات ۴ و ۵ و ۶ و ۱۰) لیکن خُدا کی مرضی کے خلاف اِس رسُول کو نہ قید نہ زنجیر نہ پہرہ کے سپاہی متقیّد رکھ سکتے تھے۔

سوتا تھا۔ جیسے ہمارا خُداوند طوفان کے وقت سو رہا تھا (مرقس ۴: ۳۸) حالانکہ خطرہ نزدیک تھا لیکن اُسے کچھ اندیشہ نہ تھا۔ یُوں مسیح اپنے لوگوں کو اطمینان عطا کرتا ہے (یُوحنّا ۱۴: ۲۷، فلپیوں ۴: ۶ و ۷، ۱پطرس ۵: ۷، زبُور ۱۲۷: ۲)۔

۷۔ کہ دیکھو خُداوند کا ایک فرشتہ آکھڑا ہُوا اور اُس کوٹھڑی میں نُور چمک گیا اور اُس نے پطرس کی پسلی پر ہاتھ مار کر اُسے جگایا اور کہا کہ جلد اُٹھ! اور زنجیریں اُس کے ہاتھوں میں سے کھُل پڑیں۔

خُداوند کا ایک فرشتہ۔ ۵: ۱۹ کی شرح۔

کھڑا ہُوا۔ مُقدّس لُوقا کا دل پسند فعل جو لُوقا اور پولُس کی تصنیفات میں ہے۔ دیکھو ۲: ۹، ۱۷ اعمال ۲۳: ۱۱۔

نُور۔ آسمانی جلال کا فوق الفطرت نُور۔

پسلی پر ہاتھ مار کر۔ یہ رسُول کیسی گہری نیند آرام سے سو رہا تھا۔ فرشتے کو اُسے جگانے کے لئے کچھ کوشش کرنی پڑی۔ یہی فعل پھر آیت ۲۳ میں آیا ہے۔ لیکن یہ مارنا سزا کے مارنے سے بالکل مختلف اور محبّت اور مدد کے لئے مارنا تھا۔

جلد اُٹھ۔ دیکھو ۹: ۶ کی شرح۔

۸۔ پھر فرشتہ نے اُس سے کہا کمر باندھ اور اپنی جُوتی پہن لے۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ پھر اُس نے اُس سے کہا کہ اپنا چوغہ پہن کر میرے پیچھے ہو لے۔

کمر باندھ۔ مُفرد فعل جو پھر یُوحنّا ۲۱: ۱۸ میں آیا ہے۔ رات کے وقت اُوپر کا کپڑا اُتار دیا گیا ہوگا۔ لیکن دن کے وقت کام کے لئے اُسے باندھنا چاہیئے تھا۔

اپنا چوغہ پہن کر۔ اِس فرشتے نے کیسی ٹھیک ٹھیک ہدایات دیں کچھ کسر

نہ چھوڑی (۵ : ۲۳ کی شرح)

۹- وہ نکل کر اُس کے پیچھے ہو لیا اور یہ نہ جانا کہ جو کچھ فرشتے کی طرف سے ہو رہا ہے وُہ واقعی ہے۔ بلکہ یہ سمجھا کہ رویا دیکھ رہا ہوں۔

رویا دیکھ رہا ہوں۔ وُہ سوچتا رہا (فعل ناتمام ہے) رویا کے لئے دیکھو ۷: ۳۱ کی شرح)

۱۰- پس وُہ پہلے اور دُوسرے حلقہ میں سے نکل کر اُس لوہے کے پھاٹک پر پہنچے، جو شہر کی طرف ہے۔ وُہ آپ ہی اُن کے لئے کُھل گیا۔ پس وُہ نکل کر کُوچہ کے اُس سرے تک گئے اور فوراً فرشتہ اُس کے پاس سے چلا گیا۔

پہلے اور دُوسرے حلقہ میں سے۔ یہ اُن سپاہیوں کے اُن دستوں کے علاوہ تھے جو اندر تھے۔ اُن میں سے ایک تو عین کوٹھڑی کے نزدیک ہو گا اور دُوسرا کُچھ فاصلے پر۔ جیل خانہ کے احاطہ میں یہ دو مختلف جگہ ہونگی۔ ایک تو پطرس کی کوٹھڑی کے قریب اور دو دو سنتے باہر کھڑے ہونگے اور کُچھ قید خانہ کے دُوسرے حصّہ میں، جہاں دُوسرے پہرہ دار بھی متعیّن ہوں گے۔

لوہے کے پھاٹک۔ یہ باہر کا بھاری پھاٹک تھا اور اِس کی وجہ سے کوئی قیدی باہر نکل کر شہر میں نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن جب خُدا رہنما ہوتا ہے، تو بڑی سے بڑی رکاوٹیں بھی دُور ہو جاتی ہیں (یسعیاہ ۴۵ : ۱ و ۲، میکاہ ۲ : ۱۳)

نکل کر۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت ہے "اور وُہ سات سیڑھیاں اُترے" جو قید خانہ سے سڑک تک بنی ہوئی تھیں۔

۱۱- اور پطرس نے ہوش میں آ کر کہا کہ اب مَیں نے سچ جان لیا کہ خُداوند نے اپنا فرشتہ بھیج کر مجھے ہیرودیس کے ہاتھ سے چُھڑا لیا، اور یہُودی قوم کی ساری اُمّید توڑ دی۔

بھیجکر۔ گلتیوں ۴ : ۴ و ۶ کے سوا یہ مرکّب فعل صرف لُوقا کی تصنیفات میں آتا ہے۔ اعمال ۷ : ۱۲ و ۹ : ۳۰ ، ۱۱ : ۲۲ ، ۱۳ : ۲۶ ، ۱۷ : ۱۴ ، ۲۲ : ۲۱ میں یہ فعل آتا ہے۔

چُھڑا لیا۔ ۷ : ۳۴ میں یہ فعل مصر سے رہائی پانے کے لئے آیا۔ اب پطرس

نے ایک نئی عیدِ فسح کا تجربہ کیا اور یہ عیدِ فسح کے اختتام پر۔

اُمید :- یہ لفظ صرف مقدّس لُوقا کی تصنیفات میں آیا ہے۔ لُوقا ۲۱ : ۲۶ - غالباً جو یہودی عیدِ فسح کے لئے جمع تھے وُہ اُس کے قتل کا نظارہ دیکھنے کے مشتاق اور آرزُومند تھے۔

۱۲- اور اِس پر غَور کر کے اُس یُوحنّا کی ماں مریم کے گھر آیا۔ جو مرقس کہلاتا ہے۔ وہاں بہت سے آدمی جمع ہو کر دُعا کر رہے تھے۔

غَور کر کے۔ یعنی جب اُس کو حقیقت معلوم ہُوئی (۱۴ : ۶) یہ لفظ بھی لُوقا اور پولُس کی تصنیفات میں ہی آتا ہے۔

مریم۔ اور کسی جگہ اُس کا ذکر نہیں آیا چُونکہ کُلسیوں ۴ : ۱۰ میں مرقس برنباس کا رشتے کا بھائی کہلاتا ہے تو وُہ اُس کی خالہ ہوگی۔ یا تو پیدائش کے لحاظ سے یا شادی کے لحاظ سے۔ اُس کے خاوند کا ذکر نہیں آتا۔ اِس سے گمان ہے کہ وُہ اُس وقت بیوہ ہوگی۔ یروشلیم میں اُس کے پاس وسیع گھر تھا اور کُچھ مالدار معلوم ہوتی ہے۔ اِس واقع سے مال کی شراکت کی کُچھ تشریح ہوتی ہے۔ (۲ : ۴۵، ۴ : ۳۴ و ۳۵ کی شرح)

جو مرقس کہلاتا ہے۔ یُوحنّا اُس کا عبرانی نام تھا اور مرقس غیر قوم نام (۱ : ۲۳ کی شرح) نئے عہد نامہ میں جو چند حوالے اُس کی طرف آتے ہیں اُن سے اُس کی مفصّلہ ذیل تواریخ معلوم ہو سکتی ہے۔

(الف) وُہ برنباس کا رشتہ کا بھائی تھا (کُلسیوں ۴ : ۱۰) یعنی یا تو وُہ دو بھائیوں کے بچّے تھے یا دو بہنوں کے یا بھائی اور بہن کے۔

(ب) نوجوانی میں اُس کا تعلّق پطرس سے رہا جس سے اُس نے بہت رُوحانی مدد حاصل کی (اعمال ۱۲ : ۱۲ / ۱ پطرس ۵ : ۱۳)

(ج) وُہ برنباس اور پولُس کے ساتھ انطاکیہ کو گیا (آیت ۲۵) اور بعد ازاں کُپرس کو (۱۳ : ۴ و ۵) مگر پرگہ میں وُہ اُنہیں چھوڑ کے چلا گیا (۱۳ : ۱۳) اور اِس وجہ سے پولُس نے اپنے دُوسرے مشنری سفر کے وقت اُس کو اپنے ساتھ لیجانے سے اِنکار کیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ مرقس برنباس کے ہمراہ کُپرس کو گیا (۱۵ : ۳۶-۳۹)

(د) پھر اُس کا کُچھ ذکر نہیں آتا جب تک کہ پولُس کے ساتھ رُوم میں وُہ پھر دکھائی

نہیں دیتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ پہلے کی نسبت اُس نے اب اپنے تئیں خُدا کی خدمت کے لئے زیادہ مخصُوص کیا اور اِس لئے وُہ پولُس کا مقبُول رفیق اور ہم خدمت بن گیا۔ (کلسی ۴: ۱۰، فلیمون ۲۴ آیت) رُوم میں پولُس کی دُوسری قید کے عرصے میں رسُول نے تیمتھیُس کو حکم دیا کہ جلد اُس کے پاس جائے اور مرقس کو اپنے ساتھ لے جائے کیونکہ وُہ "میرے کام کا ہے" (۲ تیمتھیُس ۴: ۱۱)

(۴) ۱ پطرس ۵: ۱۳ سے ظاہر ہے کہ وُہ پطرس کے ساتھ تھا اور یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ ایشیا کوچک کی جن کلیسیاؤں کی طرف اُس نے خط لکھا وہاں مرقس ہو آیا ہوگا۔ شاید اُس زمانے میں وُہ پطرس کے ساتھ رہا جو اُس کے برنباس کے ساتھ کُپرُس کو جانے اور دوبارہ رُوم میں پولُس کے ساتھ پاس جانے کی اثنا میں گُزرا۔

(۵) اِس کے علاوہ جو کُچھ ہمیں تحقیق معلُوم ہے وُہ یہ ہے کہ اُس نے دُوسری انجیل کو تصنیف کیا، اور اُس کی تصنیف میں غالباً اُس نے مقدّس پطرس سے مدد اور مشورت حاصل کی۔ پاپیاس کہتا ہے کہ اُس نے مقدّس پطرس کے ترجمان ہونے کی حیثیت سے یہ انجیل لکھی۔

جمع ہوکر۔ یہ مرکبّ فعل پھر ۱۹: ۲۵ میں مستعمل ہُوا ہے۔ اس متفقّہ دُعا کے لئے جمع ہونے کے ساتھ مقابلہ کرو مخالفت کے لئے جمع ہونے کے ساتھ۔

۱۳۔ جب اُس نے پھاٹک کی کھڑکی کھٹکھٹائی، تو رُدی نام ایک لونڈی آواز سُننے آئی۔

پھاٹک۔ دیکھو ۱۰: ۱۷ کی شرح۔

لونڈی۔ یعنے دربان لڑکی (یُوحنّا ۱۸: ۱۷) اِس سے ظاہر ہے کہ مریم آسُودہ حال تھی اور خانگی نوکر اُس کے پاس تھے۔ اِس لونڈی کا نام رُدی تھا جس کے معنے گلاب کا پھُول ہے۔

۱۴۔ اور پطرس کی آواز پہچان کر خُوشی کے مارے پھاٹک نہ کھولا، بلکہ دوڑ کر اندر خبر کی کہ پطرس پھاٹک پر کھڑا ہے۔

خُوشی کے مارے۔ لفظی طور پر خُوشی کے باعث جو اُسے پطرس کی آواز پہچاننے سے حاصل ہُوئی۔ یہ محاورہ متّی ۱۳: ۴۴، اور لُوقا ۲۴: ۴۱ میں بھی آیا ہے۔

۱۵- اُنہوں نے اُس سے کہا تُو دیوانی ہے۔ لیکن وُہ یقین سے کہتی رہی کہ یُوں ہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اُس کا فرشتہ ہوگا۔

تُو دیوانی ہے ۔ اِسی قسم کا الزام پولُس پر لگایا گیا تھا (۲۶: ۲۵) اور خُود ہمارے خُداوند پر (یُوحنّا ۱۰: ۲۰) جو جماعت یہاں جمع تھی اُس کی سرگرمی اُس کے ایمان سے بڑھی ہُوئی تھی۔ وُہ بدل و جان دُعا مانگ رہے تھے (آیت ۵) لیکن جب اُن کی دُعا کا جواب ملا تو اُس خوشخبری لانے والے کو اُنہوں نے دیوانہ کہا۔ تاریخ میں ایسی مثالیں بار بار بہت پائی جاتی ہیں۔

یقین سے کہتی رہی ۔ یہ مرکّب فعل لُوقا ۲۲: ۵۹ میں بھی آیا ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ وہاں بھی پطرس کے متعلّق آیا ہے اور ان دونوں جگہوں میں صیغہ وُہی ہے۔

اُس کا فرشتہ ۔ اُس زمانے کے یہُودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ہر آدمی کا ایک موکّل فرشتہ تھا اور جب چاہتا وُہ اُس شخص کی صُورت اختیار کر لیتا جس کی وُہ حفاظت کرتا تھا۔ مقابلہ کرو متّی ۱۸: ۱۰۔ اور عبرانی ۱: ۱۴ سے۔ غالباً اِسی قسم کے عقیدے کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ بعضوں کا یہ گمان ہے کہ یہاں پطرس کی بے بدن رُوح کی طرف اشارہ ہے، لیکن لفظ فرشتہ کبھی اس معنے میں نہیں آیا۔

۱۶- مگر پطرس کھٹکھٹاتا رہا۔ پس اُنہوں نے کھڑکی کھولی اور اُس کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔

کھٹکھٹاتا رہا ۔ اب یہ اُن کا کام تھا کہ دُعا مانگنا چھوڑیں اور شک سے کنارہ کریں اور اُٹھ کر دروازہ کھولیں۔

حیران ہو گئے ۔ ۲: ۷، ۸، ۹: ۲۱ و ۱۳، ۹: ۲۱، ۱۰: ۴۵ میں بھی یہی فعل آیا ہے۔ اس یقین کرنے میں جو اُن کو تامّل ہُوا کہ خُدا نے سچ مچ اُن کی دُعا کا جواب دیا۔ ہمیں تعجّب آتا ہے۔ جو کچھ اُنہوں نے مانگا تھا، وُہ اُنہیں ناممکن معلوم ہُوا۔

۱۷- اُس نے اُنہیں ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چُپ رہیں۔ اور اُن سے بیان کیا کہ خُداوند نے مجھے اِس اِس طرح قید خانہ سے نکالا۔ پھر کہا کہ یعقُوب اور بھائیوں کو اِس بات کی خبر کر دینا، اور روانہ ہو کر دُوسری جگہ چلا گیا۔

اشارہ کیا ۔ یہ فعل صرف اعمال کی کتاب میں ہی آیا ہے (۱۳: ۱۶، ۱۹: ۳۳،

۲۱ : ۴۰) اس سے مُراد ہے خاموش کرنے کے لیے ہاتھ کا اُوپر نیچے ہلانا۔

یعقوب۔ ہمارے خُداوند کا بھائی (۱: ۱۴ کی شرح) یروشلیم کی کلیسیا میں پہلی دفعہ ایسا ممتاز نظر آتا ہے۔ باب ۱۵۔ آیات ۱۳-۲۱۔ وُہ اُس کونسل کا میرِ مجلس تھا جو اُس شہر میں غیر قوم کلیسیاؤں کے بارے میں غور کرنے کے لئے منعقد ہُوئی تھی اور نئے عہد نامے میں جو حوالے پائے جاتے ہیں اس سے اُس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ بعض امُور میں اُس کا عہدہ اِسی قسم کا تھا جو بعد کو اُسقفیّت کے نام سے مشہور ہُوا۔ (گلتی ۱: ۱۹، ۲: ۹ و ۱۲، اعمال ۲۱: ۱۸) وُہ یروشلیم میں پرسبٹروں کے مجمع کا سردار تھا۔ مُقدّس یعقوب عام اِسی سے منسُوب ہے۔ وُہ یعقوب "صدیق" کے نام سے مشہور ہے اور یروشلیم میں ۶۲ءمیں وُہ شہید ہُوا۔ ہیکل کے کنگرے پر سے وُہ نیچے گرا دیا گیا اور پھر دھوبی کی لٹھ کے ساتھ اُس پر اس قدر مار پڑی کہ وُہ مر گیا۔

دُوسری جگہ۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کہاں یہ جلاوطنی عارضی تھی کیونکہ وُہ پھر یروشلیم میں پایا جاتا ہے۔ مُقدّس لُوقا اس کی مابعد تاریخ سے کُچھ علاقہ نہیں رکھتا کیونکہ وُہ غیر قوموں کے درمیان انجیل کی اشاعت کا بیان کرنا چاہتا ہے جس کام میں پولُس نے خاص حِصّہ لیا۔

۱۸۔ جب صُبح ہُوئی تو سپاہی بہت گھبرائے کہ پطرس کیا ہُوا۔

گھبرائے۔ یہ جُملہ ۱۹: ۲۳ میں بھی آیا ہے۔ اور یہ اسم صرف انہی دو مقاموں میں آتا ہے۔ سپاہیوں کو اپنا فرض معلوم تھا اور اس لئے وُہ گھبرا گئے۔

۱۹۔ جب ہیرودیس نے اُس کی تلاش کی اور نہ پایا، تو پہرے والوں کی تحقیقات کر کے اُن کے قتل کرنے کا حکم دیا، اور یہودیہ کو چھوڑ کر قیصریہ میں جا رہا۔

قتل کرنے کا حکم دیا۔ رُومی قانون کے مطابق جو سپاہی کسی قیدی کو بھاگنے دیتا اُسے موت کی سزا ملتی تھی۔

قیصریہ۔ دیکھو ۸: ۴۰ کی شرح۔ اس وقت یہ علاقہ معہ کُل فلسطین کے اگرپا کے ماتحت تھا۔ جو محل اُس کے دادا نے بنایا اُس میں وُہ رہتا تھا۔

(۲۰-۲۵) ہیرودیس کی وفات

۲۰- اور وہ صور اور صیدا کے لوگوں سے نہایت ناخوش تھا۔ پس وہ ایک دِل ہوکر اُس کے پاس آئے اور بادشاہ کے حاجب بلستُس کو اپنی طرف کر کے صلح چاہی۔ اِس لئے کہ اُن کے مُلک کو بادشاہ کے مُلک سے رسد پہنچتی تھی۔

صور۔ ایک قدیم فنیکی قصبہ جو صیدا اور عقربہ کے مابین تھا۔ یہ کچھ تو خشکی پر واقعہ تھا اور کچھ جزیرے پر جو ساحل سمندر سے ایک میل کے فاصلے پر تھا جہازوں کے لئے یہاں اچھی پناہ ملتی تھی اور قدیم دنیا میں یہ مشہور بندرگاہ تھی۔ اور اس جزیرے کی دو بندرگاہیں تھیں اور دونوں خوب محفوظ تھیں۔ اِس کے تسخیر کرنے میں سکندرِ اعظم کو سات مہینے لگے اور کئی ایک انقلابات کے بعد وہ رومیوں کے ہاتھ آیا۔

صیدا۔ یہ صور سے ۲۰ میل شمال کی طرف تھا اور بہت اچھی بندرگاہ تھی تجارتی منڈی کے لحاظ سے یہ صور کا ہم پلہ تھا اور کبھی کبھی اُس پر سبقت لے جاتا تھا۔ صور کی طرح یہ بھی سکندر کے قبضے میں آیا اور بعد ازاں رومیوں کے ہیرودیس بیروت کو بہت پسند کرتا تھا اور صیدا سے ۲۰ میل شمال کی طرف واقعہ تھا اور شاید اسی کی وجہ سے صور اور صیدا میں جھگڑا رہتا تھا۔

ناخوش تھا۔ یہ مرکب فعل صرف اسی جگہ میں نئے عہدنامے میں آیا ہے۔ یہ شہر صوریہ کے رومی علاقے میں تھے اور اس لئے ہیرودیس کی حکومت سے باہر تھے۔

ایک دِل ہوکر۔ دیکھو ۱: ۱۴۔

بلستُس۔ یہ نام رومی معلوم ہوتا ہے۔ اور شاید لاطینی نسل سے تھا جس نے ہیرودیس کی ملازمت اختیار کر لی تھی جیسے آجکل بعض انگریز رجواڑوں میں ملازمت کر لیتے ہیں۔

غالباً اُنہوں نے رشوت دے کر اُس کو اپنی طرف کر لیا تھا۔ اِس ملک میں اِس قسم کی بہت مثالیں پائی جاتی ہیں۔ مُلک کی بہبودی۔ انصاف اور دین کی خاطر ہمیں ایسی رشوتوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔

حاجب - یہ لفظ صرف یہیں آیا ہے - بادشاہ کی خواب گاہ کا اہتمام اس کے سپرد تھا -

رسد پہنچتی تھی - فینکی کے شہر اناج کے لئے بہت کچھ گلیل پر دار و مدار رکھتے تھے (۱ سلاطین ۵: ۹-۱۱، عزرا ۳: ۷) اس رسد کے روکنے کے ذریعہ سے ہیرودیس اُن کو بہت تکلیف پہنچا سکتا تھا -

۲۱ - پس ہیرودیس ایک دن مقرر کر کے اور شاہانہ پوشاک پہن کر تختِ عدالت پر بیٹھا اور اُن سے کلام کرنے لگا -

ایک دن مقرر کر کے - یوسیفس مؤرخ لکھتا ہے کہ قیصر کی حفاظت کے لئے شکریہ ادا کرنے کے واسطے ایک خاص تیوہار مقرر تھا (شاید جب کلودیس برطانیہ سے واپس آیا) اور مہلک بیماری اس تیوہار کے دُوسرے دِن ہیرودیس کو لگی ہمارا خیال ہے کہ یہی دِن اُن درخواست دہندگان کی حاضری کے لئے مقرر تھا -

شاہانہ لباس - بقول یوسیفس یہ لباس سراسر چاندی سے بنا ہُوا اور ہیبت شان و شوکت کا تھا -

تختِ عدالت پر بیٹھا - یہودی مؤرخ کے مطابق یہ تماشہ گاہ میں واقع ہُوا اور اِس تخت سے وُہ جگہ مُراد ہے جو اُس تماشہ گاہ میں بادشاہ کے لئے بنی ہُوئی تھی -

کلام کرنے لگا - یوسیفس نے اس تقریر کا کچھ ذکر نہیں کیا -

۲۲ - لوگ پکار اُٹھے کہ یہ تو خُدا کی آواز ہے نہ انسان کی -

لوگ پکار اُٹھے - یعنے جو لوگ وہاں جمع ہُوئے تھے - یہ خاص لفظ ہے لیکن نئے عہدنامے میں صرف اعمال ہی کی کتاب میں آیا ہے (۱۸: ۵ ۱۹۱: ۳۰ و ۳۳)

یوسیفس کا بیان یُوں ہے "جس وقت (علی الصباح) اُس کے لباس کی چاندی سورج کی شعاعوں کے پڑنے سے ایسی درخشاں ہُوئی کہ سب ناظرین اور تماشائیوں کے دلوں میں حیرت اور ہیبت پیدا ہُوئی اور اس پر اُس کے خوشامدی چلا اُٹھے کہ یہ تو خدا کی آواز ہے - اس پر بادشاہ نے نہ تو اُن کو ملامت کی اور نہ ہی ایسی خوشامد کو رد کیا -

۲۳- اُسی دم خُدا کے فرشتہ نے اُسے مارا۔ اس لئے کہ اُس نے خدا کی تمجید نہ کی اور وہ کیڑے پڑ کر مر گیا۔

خُدا کا فرشتہ۔ دیکھو ۵: ۹ کی شرح اور ۱۲: ۷۔

اُسے مارا۔ آیت ۷ کی شرح دیکھو۔ یوسیفس کا بیان ہے کہ "اُس کے پیٹ میں سخت درد شروع ہوا جس کی شدت بہت بڑھ گئی۔ اِس لئے اُس نے اپنے دوستوں پر نظر کر کے کہا کہ میں جسے تم خدا کہتے ہو یہ فتویٰ حاصل کر چکا ہوں کہ جلد اس زندگی سے انتقال کر جاؤں اور یوں خدا نے اُن جھوٹے کلمات پر ملامت کی جو تم نے ابھی میری نسبت استعمال کئے اور جسے تم نے ابھی غیر فانی ٹھہرایا، موت اُسے جھپٹ کر لئے جا رہی ہے"۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اسی سخت درد کے عالم میں تماشہ گاہ سے اُس کو محل میں لے گئے تھے اور وہاں اگرپا بادشاہ سخت عذاب سے پانچویں دن مر گیا۔

کیڑے پڑ کر مر گیا۔ اس کی موت کے ساتھ مقابلہ کرو انتی اوخس اپی فینس کی موت (۲ مکابی ۹: ۵-۹) اس فعل کا ترجمہ نئے عہد نامہ میں صرف اسی جگہ آتا ہے۔ اِس سے مُصنّف کے علم طب کی واقفیت ظاہر ہوتی ہے۔ ایسے عذاب کی موت اگرپا کے غرور کی واجب سزا تھی۔ اور بڑی بڑی یوسیفس کی باتوں کا لُوقا کے بیان سے بالکل اتفاق ہے۔ یہودی مورخ سے اس سے زیادہ کی توقع نہیں رکھ سکتے۔

مر گیا۔ دیکھو ۵: ۵ کی شرح۔ اس کی وفات کے بعد فلسطین رُومیوں کے قبضے میں آ گیا۔

۲۴- مگر خُدا کا کلام ترقی کرتا اور پھیلتا گیا۔

مگر خُدا کا کلام ترقی کرتا.... گیا۔ مقابلہ کرو ۶: ۱ و ۷، ۹: ۳۱، ۱۹: ۲۰ سے مخالفت کی ہر نئی لہر انجیل کی ترقی کا باعث ہوئی۔ یہ نا تمام فعل متواتر ترقی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۲۵- اور برنباس اور ساؤل اپنی خدمت پوری کر کے اور یوحنا کو جو مرقس کہلاتا ہے ساتھ لے کر یروشلیم سے واپس آئے۔

برنباس اور ساؤل۔ دیکھو ۱۱ : ۳۰۔ غالباً ہیرودیس کی وفات کے بعد انطاکیہ سے چندہ لے کر یہودیہ کو گئے ہیرودیس ۴۴ء میں مرگیا اور اس کال کی شدت ۴۶ء تک محسوس نہ ہوئی۔ برنباس اور ساؤل غالباً اسی سال جاڑے کے موسم میں یہودیہ کو گئے اور چند مہینے قحط زدہ مسیحیوں کی مدد کرنے میں گذار کے اور انطاکیہ کو ۴۷ء کے شروع میں واپس آئے۔

خدمت۔ یہ وہی لفظ ہے جو ۱۱ : ۲۹ میں آیا تھا۔

یوحنا کو۔ دیکھو ۱۲ آیت کی شرح۔

ساتھ لے کر۔ یہ مرکب فعل ۱۵ : ۳۷ و ۳۸، گلتیوں ۲ : ۱ میں پھر آیا ہے۔ ۱۵ باب میں بھی یہ مرقس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

یروشلیم سے واپس آئے۔ گویا انطاکیہ کو مگر بعض قدیم نسخے یہاں یہ لکھتے ہیں "یروشلیم کو واپس آئے"۔ اور اس کی یہ تفسیر کی جاتی ہے کہ وہ اردگرد کے دیہات کے مسیحیوں کو مدد دینے کے بعد اپنے صدر مقام یروشلیم کو واپس آئے اور وہ خدمت کرنے لگے اور وہاں سے اپنے ساتھ یوحنا مرقس کو انطاکیہ لے گئے۔

ان الفاظ سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ چونکہ اُن کا کام صرف یروشلیم ہی میں نہ تھا بلکہ سارے یہودیہ کے لئے (۱۱ : ۲۹) اس لئے اُنہوں نے یہودیہ کے علاقے کی کلیسیاؤں میں خدمت کی اور اس کے بعد یروشلیم کو واپس گئے۔ اور آخر کار وہاں سے انطاکیہ کو روانہ ہوئے۔ ان ممالک ہندوپاکستان میں یہ یاد رکھنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ ابتدائی مشنری قحط زدوں کی مدد میں مصروف ہوتے ہیں اور جگہ جگہ اناج پہنچاتے ہیں۔

بارھویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصّے

۱۔ سخت مخالفت۔ آیات ۱ سے ۶ تک (۲) عجیب رہائی۔ آیات ۷ سے ۱۹ تک۔

کی تاریخ سے خطوں کے اشاروں کے ساتھ جو مطابقت ہے اُن سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے جس کو ہم "جنوبی گلتی تھیوری" کہتے ہیں۔ اس رائے میں یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ پسدیا کا انطاکیہ۔ اکنیُم۔ لُسترا اور دربے جو گلتی علاقہ کے جنوبی حصے میں واقع تھے وہی "گلتیہ کی کلیسیائیں" ہیں۔

(۲) شمالی گلتی تھیوری کے لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ پولُس نے دوسرے مشنری سفر کے وقت (۱۶:۶ کی شرح) شمال اور مشرق میں ایک دراز سفر کیا ہو جو اُس کی معمولی مغربی راہ سے بالکل علیحدہ تھی۔ حالانکہ دوسری تھیوری میں یہ مانا جاتا ہے کہ جہاں اُس نے پہلے خدمات کی تھیں وہاں اُس نے دوبارہ سفر کیا اور سیدھی سڑک اختیار کی۔

(۳) گلتیوں کی طرف کے خط اور جنوبی گلتیہ کی جماعتوں کے حالات میں نہایت عجیب اور غریب تعلق پایا جاتا ہے اور اس خط کے الفاظ اور خیالات کو رسُول کی اس تقریر سے بہت مشابہت ہے جو اُس نے پسدیہ کے انطاکیہ میں کی تھی۔

ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اُس زمانے میں جو زیرِ بحث ہے پسدیہ کا انطاکیہ اکنیُم لُسترا اور دربے سب کے سب گلتیہ کے رُومی علاقے میں شامل تھے۔ نیز دیکھو ۱۶:۱۶، اور ۱۸:۲۳، اور ۱:۱۹ کی شرح۔ مقدس پولُس رُومی شہری کی حیثیت سے لفظ گلتیہ سارے علاقے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ مقدس لُوقا یُونانی ہونے کی حیثیت سے مروّجہ یُونانی محاورہ استعمال کرتا ہے۔ اور کل علاقے کو گلتیہ نہیں کہتا بلکہ اُس کے مختلف حصوں کا ذکر کرتا ہے جیسا کہ اُن دنوں میں رواج تھا۔

تیرھواں باب

(۱-۴) پولُس اور برنباس انطاکیہ سے بھیجے گئے

۱۔ انطاکیہ میں اُس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور معلّم تھے۔ یعنی برنباس اور شمعُون جو کالا کہلاتا ہے اور لوکیُس کرینی اور مناہیم جو چوتھائی مُلک کے حاکم

ہیرودیس کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل۔

اُس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی۔ یہ جملہ کچھ غیر معمولی سا ہے اور شاید اس لئے استعمال ہؤا کہ انطاکیہ کی جماعت کی منتظم صورت کی طرف توجہ کھچ جائے (۱۱: ۲۶) اور یہ ظاہر کرے کہ ترقی میں ایک نیا قدم شروع ہؤا اور ایک نئے کام کا آغاز ہؤا۔

کئی نبی۔ دیکھو ۱۱: ۲۷ کی شرح۔

مُعلّم۔ اگرچہ لفظ نبی اِس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نصیحت اور وعظ کے ذریعہ خُدا کا پیغام سُنایا جائے لیکن لفظ معلّم سے انجیل کی صداقت میں صریح تعلیم دینے کی طرف اشارہ ہے۔ مقابلہ کرو ۵: ۴۲ کی شرح اور رومی ۱۲: ۷ سے کچھ دنوں بعد ایسے معلّم دین کے خادموں کی ایک خاص قسم تھی (۱ کرنتھی ۱۲: ۲۸۔ اور افسیوں ۴: ۱۱) نہ صرف وعظ نصیحت کرنا بلکہ باقاعدہ تعلیم دینا دیسی جماعتوں کے لئے بہت ضروری ہے۔

برنباس۔ دیکھو ۴: ۳۶ اور ۱۱: ۲۲۔

شمعون جو کالا کہلاتا ہے۔ شمعون اس کا عبرانی نام تھا اور جس لفظ کا ترجمہ کالا ہے، وہ لاطینی ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ غیر قوم تام ہے۔ (مقابلہ کرو ۱: ۲۳، اور ۱۲: ۱۲) غالباً یہ کرینی واقعہ افریقہ کا باشندہ تھا (۱۱: ۲۰)

لوکیس کرینی۔ دیکھو ۱۱: ۲۰۔ بعض سمجھتے ہیں کہ یہ وہی لوکیس ہے جس کا ذکر رومی ۱۶: ۲۱ میں آیا ہے لیکن یہ محض قیاس ہے۔

مناہیم .... یہ لفظ عبرانی ہے۔ یوسیفس بیان کرتا ہے کہ اس نام کے ایک مشہور آسینی شخص نے پیشینگوئی کی تھی کہ ہیرودیس اعظم جبکہ وہ لڑکا ہی تھا ایک دن بادشاہ ہوگا۔ اس لئے اس بادشاہ نے اس شکرگزاری کو یوں ظاہر کیا کہ اُس پر اور اُس کے سارے خاندان پر بڑی مہربانی کیا کرتا تھا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ جس مناہیم کا یہاں ذکر ہے وہ اسی مشہور آسینی کا بیٹا تھا۔ اُس کی پرورش ہیرودیس اعظم کے بیٹے انتپاس کے ساتھ ہوئی تھی۔ مگر کتبوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ یہ لفظ بطور خطاب کے استعمال ہوتا تھا جس سے "بادشاہ کا دوست" مراد تھی۔ اس صورت میں مناہیم ہیرودیس کا ہر دلعزیز مصاحب ہوگا۔

Scanned with CamScanner

ساؤل ۔ اس فہرست میں یہ نام آخر میں آیا ہے ۔ لیکن اس کی قسمت میں تھا کہ اس نئی مہم میں یہ سب سے مقدم ہو جائے ۔ یہ قابلِ لحاظ ہے کہ تمام دانایانِ دین کے اس گروہ میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے مثلاً مختلف ملکوں مختلف پیشوں اور مختلف درجوں کے اور خدا کے اس عالمگیر مشنری ارادے میں ان کو خاص طور سے ترکیب دی گئی تھی ۔

۲ ۔ جب وہ خداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے ، تو رُوح القدس نے کہا کہ میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اُس کام کے واسطے مخصوص کر دو جس کے واسطے میں نے اُن کو بلایا ہے ۔

عبادت کر رہے تھے ۔ یہ فعل رومی ۱۵ : ۲۷ ، اور عبرانی ۱۰ : ۱۱ میں بھی آیا ہے ۔ ان مقامات سے اس کے استعمال کی تشریح ہوتی ہے (۱) کوئی کام کسی عہدے کا سرانجام دینا (۲) ہیکل کی یا کوئی دینی خدمت بجالانا ۔ قرینے سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے ، کہ وہ دینی خدمت بجالا رہے تھے ۔ لیکن ہم کسی طرح سے ان فرائض کو محدود نہیں کرتے ۔

روزہ رکھ کر ۔ روزے کی طرف اشارہ اعمال کی کتاب میں صرف اس جگہ اور اگلی آیت میں اور ۱۴ : ۲۳ میں آیا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص غرض کے لئے وہ دعا اور روزے میں مشغول تھے ۔ شاید وہ انجیل کی مزید ترقی کے لئے خدا کے ارادے کو جاننا چاہتے تھے ۔

رُوح القدس نے کہا ۔ یہاں رُوح کی شخصیت ظاہر ہوتی ہے (مقابلہ کرو ۵ : ۳ و ۹ ، اور ۸ : ۲۹ ، اور ۱۰ : ۱۹) اور کلیسیا کے کاموں میں اس کا عملی ہدایت دینا (دیباچہ ۶ : ۱)

میرے لئے مخصوص کر دو ۔ مقابلہ کرو رومی ۱ : ۱ ، اور گلتی ۱ : ۱۵ سے خدا نے تو اُن کو اپنی خاص بلاہٹ اور فضل کے ذریعہ اُن کو مخصوص کر دیا تھا ۔ لیکن اب یہ کلیسیا کا کام تھا کہ خاص تقدیس کی رسم کے ذریعہ اُن کو مخصوص کرے ۔

برنباس اور ساؤل پہلی آیت میں جو فہرست ہے اُس میں سے پہلا اور آخری نام انطاکیہ کے خادموں میں سے یہ کئی باتوں میں چیدہ اشخاص تھے (۱۱ : ۲۵ و ۲۶ و

۳۰) اور یہ خاص طور سے اس خدمت میں تجربہ اور برکت حاصل کر چکے تھے۔ خدا غیر ملکی کام کے لئے بہترین اشخاص کو لینا چاہتا ہے۔ ہند و پاکستان میں مشنری کاموں میں اس بات کا ہم خوب لحاظ رکھیں۔ مناسب ہے کہ دیسی کلیسیا اپنے سب سے جید فرزندوں کو بشارتی مہم کے لئے نذر کرے۔ انگریزی اور امریکن کلیسیاؤں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے بہترین اشخاص کو خدمت کے لئے روانہ کریں۔

۳۔ تب اُنہوں نے روزہ رکھ کر اور دُعا کر کے اور اُن پر ہاتھ رکھ کر اُنہیں رخصت کیا۔

تب۔ اس مقصد کے لئے ایک خاص مجمع ہُوا۔ یہ ایک طرح کا الوداعی جلسہ تھا۔
روزہ اور دُعا۔ دیکھو آیت ۶: ۶ اور ۸: ۱۵ کی شرح۔ لاکلام اس الوداعی جماعت نے حصہ لیا۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت آئی ہے "سب نے روزہ رکھا اور دُعا مانگی"۔
اُن پر ہاتھ رکھ کر۔ دیکھو ۶: ۶ کی شرح۔ انطاکیہ کی کلیسیا اور اُس کے خادمانِ دین نے ایک خاص رسم کے ذریعہ اُن کو خاص غیر ملکی مشنری کام کے لئے مخصوص کیا۔
اُنہیں رخصت کیا۔ یعنے انطاکیہ میں جو اُن کے فرائض تھے اُن سے اُن کو آزاد کیا اور اُن کو الوداع کہا۔

۴۔ پس وہ رُوح القدس کے بھیجے ہُوئے سلوکیہ کو گئے، اور وہاں سے جہاز پر کُپرس کو چلے۔

بھیجے ہُوئے۔ کلیسیا نے تو اُن کو آزاد کیا اور اُن کو الوداع کہا لیکن رُوح القدس نے اُنہیں روانہ کیا۔ (دیباچہ ۶: ۱) یہ مرکب فعل پھر صرف ۱۷: ۱۰ میں آیا ہے۔
سلوکیہ۔ یہ انطاکیہ کی بندرگاہ تھی ۱۶ میل کے فاصلے پر (۱۱: ۲۰ کی شرح) اِسے سلوکس نیکیٹر نے تعمیر کیا تھا؛ اور اس کو اپنے نام سے موسوم کیا تھا۔ یہ دریائے اورنٹس کے دہانے پر واقع تھا۔ بحری قلعہ کے طور پر اور تجارتی مرکز کے طور پر یہ بڑا ضروری تھا۔

کپرس۔ دیکھو ۴: ۳۶ کی شرح۔ برنباس کو اس جزیرے کے ساتھ دلچسپی تھی اور یہودی بھی یہاں کثرت سے رہتے تھے۔

جہاز پر چڑھے۔ یہ مرکب فعل خاص اعمال کی کتاب میں آیا ہے (۱۴: ۲۶؛ اور ۲۰: ۱۵، ۱۶ اور ۲۷: ۱) یہ جہاز رانی کا ابتدائی موسم تھا (مارچ) کیونکہ مغربی ہوائیں گرمی کے موسم میں اُن کو سلمیس کی طرف سیدھا بہا لے جاتی تھیں۔

(۱۳-۵) کپرس۔ سرگیس پولس اور الیماس

۵۔ اور سلمیس میں پہنچ کر یہودیوں کے عبادت خانوں میں خدا کا کلام سُنانے لگے، اور یُوحنّا اُن کا خادم تھا۔

سلمیس۔ (دیکھو ۴: ۳۶ کی شرح) اِس جزیرہ میں سب سے بڑا اور اہم قصبہ تھا اگرچہ یہ صدر مقام نہ تھا۔ اس کی بندرگاہ بہت اچھی تھی۔ اِس کا رُخ کپرس کے جنوب مشرقی ساحل کی طرف سوریہ کے ساحل کی سمت میں تھا۔

عبادت خانوں۔ چونکہ سلمیس میں یہودیوں کی بڑی آبادی تھی اس لئے وہاں عبادت خانے بھی کئی ایک تھے۔ پولس کا دستور تھا کہ جہاں کہیں عبادت خانے ہوتے وہیں وہ کام شروع کرتا۔ عبادت خانے کے لئے دیکھو ۶: ۹۔

یُوحنّا۔ دیکھو ۱۳: ۱۲ کی شرح۔

اُن کا خادم۔ یہ لفظ ہر طرح کے نوکروں اور خادموں کے لئے آتا ہے (۵: ۲۲ و ۲۶؛ ۲۶: ۱۶) بعضوں کا خیال ہے کہ یہ لقب یُوحنّا مرقس کا تھا، جو عبادت خانہ کا خادم تھا (۶: ۹ شرح، لُوقا ۴: ۲۰ میں بھی یہ لفظ اسی معنے میں آیا ہے) اور مسیح کے زندہ ہونے کے بعد بھی اُس کا یہی لقب رہا۔ اور یُوحنّا اُن کا خادم تھا۔ مگر اس کے عام معنے یہ ہیں کہ کسی نہ کسی حیثیت سے وہ برنباس اور ساؤل کی خدمت کرتا تھا اور شاید کلام کی خدمت میں بھی اُن کی مدد کرتا ہو۔

۶۔ اور اُس تمام ٹاپو میں ہوتے ہوئے پافس تک پہنچے۔ وہاں اُنہیں

ایک یہودی جادوگر اور جھوٹا نبی بریسوع نام ملا۔

ہوتے ہوئے گئے۔ دیکھو ۸: ۴ کی شرح۔ ان لوگوں نے اُس جزیرہ میں دورہ کیا۔ لُوقا نے اس دورہ کا ذکر بہت کم کیا ہے اگرچہ اس میں اُن کا بہت وقت صرف ہُوا ہوگا لیکن چونکہ اس کام کا تعلّق یہودیوں اور یہودی مریدوں کے ساتھ تھا اس لئے لُوقا نے اُسے نظرانداز کیا اور ساری توجّہ اُس کام پر دی جو اُنہوں نے غیر قوموں کے درمیان کیا۔

پافس۔ دیکھو ۴: ۳۶ کی شرح۔ یہ کُپرس کا دارالخلافہ تھا اور اُس جزیرہ کی جنوب مغربی حد پر واقع تھا اور رُومی گورنر وہاں رہتا تھا۔

جادوگر۔ یا نجومی ۸: ۹ میں اسی کے مطابق فعل آیا ہے۔ شمعُون کی طرح یہ بھی فلاسفر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور جادوگری عمل میں لاتا تھا۔

جھُوٹا نبی۔ وُہ خُدا سے الہام پانے کا مدعی تھا۔ اُس کی تعلیم میں کچھ تو دینی مسائل پائے جاتے تھے اور کچھ خالی دعوے ہی تھے۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ یہ اسی قسم کا آدمی تھا جیسے آجکل فالگیر اور سائنس کے مُدعی ہُوا کرتے ہیں اور دُنیا پر کچھ تو اپنے دین کو ظاہر کرتے ہیں اور کچھ اپنے توہمات ہندوستان میں جیسے گروہ جوتشی اور منتری ہُوا کرتے ہیں۔

بریسُوع۔ یہ اُس کا یہودی نام تھا جس کے معنے ہیں یسوع یا یشوع کا بیٹا۔ مقابلہ کرو۔ برنباس۔ برسباس وغیرہ (۱: ۲۳) یُوسیفس کہتا ہے، کہ فیلکس نے ایسے ہی ایک یہودی جادوگر کو استعمال کیا اور ایک کُپرسی شمعُون نامی کو تاکہ دروسِلا کو اُس کے خاوند کے چھوڑنے پر اور اُس کے ساتھ شادی کرنے پر راغب کرے۔ (۲۴: ۲۴ کی شرح)

۷۔ وُہ سرگیُس پولُس صوبہ دار کے ساتھ تھا، جو صاحبِ تمیز تھا۔ اُس نے برنباس اور ساؤل کو بُلا کر خُدا کا کلام سُننا چاہا۔

سرگیُس پولُس ۱۸۷۷ء میں کُپرس کے شمالی ساحل پر ایک یُونانی کتبہ ملا، جس پر یہ لکھا تھا۔ "پولُس صوبہ دار کے وقت میں" شاید جس صوبہ دار کا اس آیت میں ذکر ہے اُسی کا یہ کتبہ ہو۔ اس کے سوا اُس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

صُوبہ۔ رُومی علاقہ کے اُن گورنروں کا یہ لقب تھا جو سینیٹ کے ماتحت ہوتے تھے (دیکھو دیباچہ ۴:۱) یہ لقب ۱۸:۱۲، اور ۱۹:۳۸ میں بھی آیا ہے کُپرس ایک وقت شاہی علاقہ میں تھا اور اُس وقت یہاں کے گورنر" پر وپرائیٹر" کہلاتے تھے لیکن اگستس نے ۲۲ قم میں اس کو سینیٹ کی طرف منتقل کر دیا۔ اس لئے جب لُوقا اُسے صوبہ کہتا ہے تو وُہ بالکل صحیح ہے۔

ساتھ تھا۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ وُہ اُس کے مصاحبوں میں سے تھا۔ جیسے کہ عالم اور جوتشی وغیرہ راجاؤں کے دربار میں ہوتے ہیں۔

صاحب تمیز۔ یہ شخص سائنس اور فلسفہ میں دلچسپی رکھتا تھا اور شاید مشرقی علوم میں اُس کو خاص مہارت حاصل تھی۔ اسی لئے وُہ الیماس کی بھی قدر کرتا تھا اور برنباس اور ساؤل کی تعلیم جاننے کا آرزومند تھا۔ اُس کے دِل میں رُوحانی آرزو بھی تھی۔ جسے نہ یُونانی رُومی فلسفہ اور نہ اُس جادُوگر کی تعلیم تشفّی دے سکتی تھی۔

بُلا کر۔ غالباً یہ لوگ پافس کے عبادت خانوں میں تعلیم دے رہے تھے، جبکہ اُن کی تعلیم کی شُہرت گورنر کے کانوں تک پہنچی۔ چُونکہ اُسے فلسفہ اور دین میں سچّی دلچسپی تھی اِس لئے اُس نے اِن نئے معلّموں کو بُلا بھیجا۔

۸۔ مگر الیماس جادُوگر نے (کہ یہی اُس کے نام کا ترجمہ ہے) اُن کی مخالفت کی اور صوبہ دار کو ایمان لانے سے روکنا چاہا۔

الیماس۔ غالباً یہ نام عربی لفظ عالم کا بگڑا ہُوا ہے جس کی جمع علماء آج تک اہلِ اسلام میں ایسے ہی لوگوں کے لئے مستعمل ہے اور لفظ جادوگر یا مجوسی اسی لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مگر بیزا کے نسخہ میں اس کا نام الیماس نہیں آیا، بلکہ "ایتائے ماسس" (ETOIMOS) یعنی تیار کا بیٹا۔

مخالفت کی۔ یہ فعل ۶:۱۰ میں بھی استعمال ہو چکا ہے۔ اعمال کی کتاب میں یہ نظارہ بہت دلچسپ ہے۔ نُور اور تاریکی۔ صدق اور کذب۔ جعلی علم الٰہی اور صحیح دین بالمقابل کھڑے ہیں۔ پافس میں وہم پرستی اور جادُو نے انجیل کا مقابلہ کیا۔ یہ وہم پرستی اور جادُو رُومی دُنیا میں چھائے ہُوئے تھے۔ آج ہندو پاکستان میں انجیل کو بھی یہی لڑائی درپیش ہے (دیکھو دیباچہ ۶:۶)

روکنا چاہا۔ الیماس کی عزت۔ شہرت اور روزگار معرض خطر میں تھے۔ اس لئے الیماس نے اپنی غرض کے لئے شدت سے مخالفت کی۔ تاریکی کی قوتوں نے بھی جو اس جھوٹے دین کی پس پشت تھیں انجیل کی ترقی روکنے کے لئے زور مارا۔

ایمان۔ اس سے یا تو مسیحی دین مراد ہے یا انجیل پر بھروسہ رکھنا۔

۹۔ اور ساؤل نے جس کا نام پولس بھی ہے، روح القدس سے بھر کر اس پر غور سے نظر کی۔

ساؤل جس کا نام پولس بھی ہے۔ یہ سادے الفاظ پولس کے کام میں ایک عجیب تبدیلی کا نشان ہیں۔ غالباً بچپن ہی سے اس کا نام پولس بمعنے چھوٹا عبرانی نام ساؤل کے ساتھ ساتھ چلا آیا۔ کیونکہ جو یہودی منتشر ہو گئے تھے وہ اپنے بچوں کو عبرانی نام کے سوا ایک غیر قوم نام بھی دیا کرتے تھے۔ (دیکھو دیباچہ باب ۵) لیکن جب تک اس کا کام یہودیوں اور یہودی مریدوں میں رہا، اس نے اپنا نام ساؤل استعمال کیا۔ لیکن اب وہ رومی شہری کی حیثیت سے رومی صوبہ کے دربار میں کھڑا تھا اور رومی دنیا میں ایک نیا کام اسے درپیش تھا۔ علاوہ ازیں اب وہ غیر قوموں سے دوچار ہوا۔ چنانچہ رومی گورنر اس بات کا نشان تھا اور اُن کی روحانی احتیاج اس کے پیش نظر تھی اور اپنے پہلے غیر قوم مرید کو وہ نجات دہندہ کی تعلیم دے رہا تھا۔ اس نے آسمانی رویا کا نافرمانبردار نہ ہونا چاہا۔ اس نے اپنا پرانا نام ترک کیا اور ساتھ ہی یہودی تعصب کو بالائے طاق رکھا۔ اب وہ آئندہ کو ساؤل یہودی رہنا نہیں چاہتا بلکہ پولس مشنری بننا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ غیر قوموں کے لئے مسیح کا وفادار رسول ہو۔

روح القدس سے بھر کر۔ دیکھو ۴: ۸۔ اس سے موقع کیلئے روح القدس کی مزید قوت حاصل ہوتی ہے۔

غور سے نظر کی۔ دیکھو ۱: ۱۰۔ اس تیز نظر سے اس نے اس دھوکہ باز کے دل کا سارا حال دریافت کر لیا۔

۱۰۔ اور کہا کہ اے ابلیس کے فرزند۔ تو جو تمام مکاری اور شرارت سے بھرا ہوا، اور ہر طرح کی نیکی کا دشمن ہے کیا خداوند کی سیدھی راہوں کو بگاڑنے سے باز

نہ آئے گا۔

اَے ابلیس کے فرزند۔ دیکھو یُوحنّا ۸ : ۴۴ و یُوحنّا ۳ : ۱۰۔ اُس کی مکّاری کا چشمہ بیال بنایا گیا ہے۔

تمام مکّاری اور شرارت۔ پہلے لفظ سے اس جادوگر کی چالاکی اور دغا بازی ظاہر ہوتی ہے اور دُوسرے لفظ سے جو صرف یہیں پایا جاتا ہے، اُس کی بدی ظاہر ہوتی ہے کہ وُہ بدی کرنے میں کیسا عادی تھا۔

ہر طرح کی نیکی کا دشمن۔ کسی دین یا تعلیم کا حقیقی معیار اُس کے عجائبات نہیں بلکہ وُہ قوّت ہے جس سے زندگی کی نیکی پیدا ہوتی ہے۔ اور جس میں یہ قوّت نہیں وُہ مُردہ ہے (دیکھو متّی ۷ : ۱۵ سے ۱۹)

غور کرو کہ اس آیت میں لفظ تمام کتنی دفعہ آیا ہے۔

خُداوند کی سیدھی راہوں۔ یہ یسعیاہ ۱۴ : ۹ کا حوالہ ہے۔ ہسٹروں کے ترجمہ کے مطابق الیماس نے غالباً اپنی ٹیڑھی زندگی کے علاوہ یہُودی نوشتوں کو بھی اپنی تعلیم کی تائید کے لئے غلط طور سے پیش کیا اور خُدا کی سیرت کو بگاڑ کر ظاہر کیا ہوگا۔

۱۱۔ اب دیکھ تجھ پر خُداوند کا غضب ہے اور تُو اندھا ہو کر کچھ مدّت تک سُورج کو نہ دیکھے گا۔ اُسی دم کہُر اور اندھیرا اُس پر چھا گیا اور وُہ ڈھونڈتا پھرا کہ کوئی اُس کا ہاتھ پکڑ کے لے چلے۔

خُداوند کا غضب۔ یُونانی "خُداوند کا ہاتھ" اس سے مُراد ہے خُدا کی قدرت جو سزا دینے میں ظاہر ہوتی ہے (مقابلہ کرو خروج ۹ : ۱۵، قاضی ۲ : ۱۵)

تُو اندھا ۔ ۔ ۔ سُورج۔ یہ سزا قصُور کے مطابق تھی۔ اُس نے انجیل کی روشنی کی طرف سے عمداً اپنی آنکھ مُوند لی تھی اور اب طبعی کوری فوراً اور کلی طور پر اُس کو نصیب ہوئی۔ یہ ایک طرح کا "نشان" بھی تھا کہ مسیح کی قدرت کے سامنے ایسے سارے جھُوٹے دین کیسے تاریک ہو جاتے ہیں۔

کچھ مدّت تک۔ لُوقا ۴ : ۱۳ میں بھی یہ محاورہ آیا ہے۔ یہ کور دائمی نہ تھا، بلکہ وُہ جاتا رہے گا، جب یہ جادُوگر خُدا کے ہاتھ کو تسلیم کر لے گا۔

اُسی دم۔ دیکھو۔ ۳: ۷، ۵: ۱۰۔

کہر۔ نئے عہدنامے میں یہ لفظ صرف اِسی جگہ آیا ہے۔ کئی یُونانی ڈاکٹروں نے اِس لفظ کو آنکھ کی بیماری کے لئے استعمال کیا ہے (GALENETO) اِس لئے لُوقا طبیب کے ہاتھ سے اس کا استعمال موزوں معلوم ہوتا ہے۔

اندھیرا۔ یُونانی اطبّا نے اِس لفظ کو بھی اصطلاحی معنی میں استعمال کیا۔ یہ سارا بیان مصوّرانہ ہے۔ الیماس پر ایک کہر چھا گئی جو بڑھتی بڑھتی کامل تاریکی اور کور چشمی میں تبدیل ہو گئی۔

ڈھونڈتا پھرا۔ یہ صیغہ ناتمام ہے اور بیان کو زیادہ عیاں کرتا ہے "وہ اِدھر اُدھر ٹٹولتا پھرا اور مدد حاصل کرنے کی بے سُود کوشش کرتا رہا"۔ کسی کو جرأت نہ ہُوئی کہ اُس کی مدد کرتا۔ مسیح کی قُدرت سے یہ جھُوٹے دین یُوں بیکس اور بے بس ہو جاتے ہیں۔

کوئی اُس کا ہاتھ پکڑ کے۔ یُونانی میں ایک ہی مرکب لفظ آیا ہے۔ "ہاتھ سے پکڑ کر لیجانا"۔ یہ صرف یہیں آیا ہے، لیکن اس سے مشتق فعل ۹: ۸، ۲۲: ۱۱ میں بھی استعمال ہُوا ہے۔ اس ماجرے نے پولُس کو یاد دلایا ہوگا جو دمشق کی راہ پر گزرا تھا۔

۱۲۔ تب صُوبہ دار یہ ماجرا دیکھ کر اور خُداوند کی تعلیم سے حیران ہو کر ایمان لے آیا۔

حیران ہو کر۔ یہ محض مُعجزہ نہ تھا بلکہ تعلیم تھی جس کے ذریعہ یہ دلچسپی تعجب اور ایمان پیدا ہُوا۔ اس جملے "خُداوند کی تعلیم" سے مراد یا تو خُداوند کے بارہ میں تعلیم ہے یا "خُداوند کی طرف سے تعلیم"۔

ایمان لے آیا۔ کسی نے کیا خُوب کہا ہے کہ "الیماس کی کور چشمی نے صُوبہ دار کی آنکھیں کھول دیں"۔ اِس صُوبہ دار کے ایمان کے بارہ میں ہمیں کچھ معلُوم نہیں کہ وہ کِس قسم یا کِس حد تک تھا۔ ہمیں اُمید ہے کہ اُس کا ایمان سچا تھا۔ ہم تحقیقی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ آیا وہ برملا شاگرد ہو گیا اور اُس نے بپتسمہ حاصل کیا یا نہیں۔

(۱۳-۵۲) پسدیہ کا انطاکیہ پولُس کی تقریر

۱۳- پھر پولُس اور اُس کے ساتھی پافس سے جہاز پر روانہ ہو کر پمفولیہ کے پرگہ میں آئے اور یُوحنّا اُن سے جُدا ہو کر یروشلم کو واپس چلا گیا۔

پولُس اور اُس کے ساتھی۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "جو لوگ پولُس کے اردگرد تھے" تو وہ اُس چھوٹے مشنری گروہ کا مرکز اور پیشوا ہو گیا۔ اُس وقت سے لے کر اُس کا نام برنباس کے نام سے پیشتر آنے لگا۔ البتّہ ۱۴ : ۱۲، اور ۱۵ : ۱۲ و ۲۵ اِس سے مستثنےٰ ہیں۔

روانہ ہو کر۔ بحری سفر کے لئے یہ خاص محاورہ لُوقا کو بہت پسند آتا تھا۔ چنانچہ ۱۶ : ۱۱، ۱۸ : ۲۱، ۲۰ : ۳ و ۱۳، ۲۱ : ۱ و ۲، ۲۷ : ۲ و ۴ و ۱۲ و ۲۱، ۲۷ : ۱۰-۱۱ میں لُوقا نے یہی محاورہ اس معنی میں استعمال کیا۔

پمفولیہ کا پرگہ۔ پمفولیہ کے لئے دیکھو ۲ : ۱۰ کی شرح۔ یہ کُپرس کے شمال مغرب کو تھا، اور مشنری کام کی ترقی کے لئے مناسب علاقہ تھا۔ پرگہ پمفولیہ کا بڑا قصبہ تھا۔ اس کی بنیاد تیسری صدی قبل مسیح ڈالی گئی۔ دریائے سسترس (CESTRUS) سے پانچ میل مغرب کی طرف اور ساحل سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر تھا۔ شاید اس دریا پر کوئی شہر یا بندرگاہ ہوگی، جہاں تک جہاز دریا کی راہ سے آ سکتے ہوں گے۔ اطالیہ تو یُونانی بستی تھی (۱۴ : ۲۵) پرگہ ایشیائی رسُوخ کا مرکز تھا۔ یہاں کی دیوی ارتمس اور اُس کی پرستش شہرۂ آفاق تھی۔ یہ بڑا مشہور شہر تھا۔

یُوحنّا۔۔۔۔ جُدا ہو کر۔ دیکھو ۱۲ : ۱۲ کی شرح۔ اُس کے جُدا ہونے کا رنج پولُس کے دِل میں دیر تک رہا (۱۵ : ۳۸)۔ اُس کے اِس فعل کے کئی ایک اسباب پیش کئے جاتے ہیں (۱) کُپرس کی طرف سفر کرتے وقت اُس نے سوچا نہ ہوگا کہ وہ سفر کس قدر دراز ہوگا اور کیسے کیسے خطروں اور مصیبتوں کو جھیلنا پڑیگا۔ اور جب خطرات اور مصائب کی کثرت اُسے معلُوم ہوئی تو وہ اُن سے جُدا ہو گیا۔

جب پرگہ میں اُس نے فلسطین جانے والا جہاز دیکھا ہوگا تو اُسے وطن کی محبت نے گھبرا دیا ہوگا اور وہ چل پڑا (۲) شاید وہ اِس سے ناراض ہو گیا کہ اب پولُس اُس کے رشتہ دار برنباس پر سبقت لے جانے لگا۔ حسد گھرے دوستوں میں بھی تفرقہ ڈال دیتا ہے (۳) یا شاید وہ پولُس کے غیر قوموں کے درمیان وسیع پیمانہ پر کام کرنے کے ساتھ متفق نہ تھا۔ قدیم یہودی خیالات اور تعصبات میں وہ اب تک مُبتلا تھا۔ اِس باب میں وہ مرقس نہیں کہلاتا، بلکہ خاصکر یُوحنّا (آیات ۵ و ۱۳) حالانکہ ساؤل ایک قدم بڑھا کر پولُس بنجاتا ہے لیکن مرقس یُوحنّا بن کر پیچھے ہٹتا ہے۔ اُس جملہ سے اس تشریح کی تائید ہوتی ہے "اس کام کے لئے اُن کے ساتھ نہ گیا" یعنی غیر قوموں کو انجیل سنانے کے لئے (۱۵: ۳۸)

اُس کی علیحدگی میں گو اِن ساری وجوہات نے حصّہ لیا، لیکن آخری وجہ نے اُس کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ ہمیں ہند و پاکستان میں اس سے سبق حاصل ہوتا ہے۔ ہر طرح کی قومی اور ذاتی نفرت ہمیں خُدا کا مقصد پُورا کرنے اور اپنے ہمجنسوں کی نجات کو ترقی دینے کے ناقابل بنا دیتی ہے۔ بعضوں کا خیال ہے کہ پرگہ میں پولُس کی بیماری نے اُس پر سخت حملہ کیا۔ اگر یہ دُرست ہو تو ایسے نازک موقع پر مرقس کا چلا جانا اور بھی زیادہ مکروہ تھا۔

۱۴۔ اور وہ پرگہ سے چل کر پسدیہ کے انطاکیہ میں پہنچے، اور سبت کے دن عبادت خانے میں جا بیٹھے۔

اور وہ۔ یہ اسم ضمیر یہاں تاکیدی ہے۔ بہرحال پولُس اور برنباس دلیری سے اپنے سفر پر گئے۔

پرگہ سے چل کر۔ اس فعل کے لئے دیکھو ۸: ۴ کی شرح۔ اِس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں "دورہ کر کے" جیسا کہ اکثر دیگر مقامات میں۔ مگر یہاں یہ مُراد معلوم ہوتی ہے کہ وہاں سے بلا بشارت دئے گزر گئے (مقابلہ کرو ۱۴: ۲۵ سے) معلوم ہوتا ہے کہ پمفولیہ میں اُن کی بشارتی تجویز یک لخت بدل گئی، اور وہ سیدھے پسدیہ کے انطاکیہ کو چلے گئے۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ اِس تبدیلی کی وجہ مقدّس پولُس کی بیماری ہوئی ہوگی۔ خواہ کوئی طبعی سبب ہو، الٰہی ارادہ اُس کی تہ میں تھا۔

پسدیہ کے انطاکیہ۔ پسدیہ کا مُلک ایشیاء کوچک کے جنوب میں تھا۔

اور اس زمانہ میں گلتیہ کے رومی علاقہ کا جزو تھا۔ اس کی جنوبی حد پمفولیہ اور شمالی فروگیا اور مشرقی لُدیا تھی۔ اس موقعہ پر انطاکیہ کو جاتے وقت اور نیز پرگہ کو واپس آتے وقت مقدس پولس یہاں سے گزرا (۱۴: ۲۴)

انطاکیہ کا شہر فی الحقیقت پسدیہ کے ملک میں نہ تھا۔ بلکہ فروگیا کے علاقہ میں سٹرابو (STRABO) اسے ۱۹ء "انطاکیہ پسدیہ کی طرف" کہتا ہے یا "پسدیہ کا انطاکیہ" تاکہ اس کا امتیاز دوسرے انطاکیہ سے ہو جاتے۔ اور چونکہ فروگیا کا وہ حصہ جو گلتیہ کے علاقہ میں تھا بتدریج پسدیہ میں شامل ہو گیا، اس لئے یہ شہر بعد ازاں "پسدیہ کا انطاکیہ" کہلانے لگا۔ سوریا کے انطاکیہ کی طرح اس کو بھی سلیوکس نکاتور نے تیسری صدی قبل از مسیح میں آباد کیا اور اپنے باپ کے نام سے نامزد کیا۔ قیصر آگستس نے اسے "بستی" بنایا، اور اسے گلتیہ کے ضلع کے جنوبی حصہ کا جنگی اور انتظامی مرکز بنایا، اس لئے ایشیا کوچک کے اُس حصہ میں یہ نہایت اہم شہر تھا۔ یہ تقریباً سو میل خشکی کی طرف تھا، اور اُس سطح مرتفع پر واقع تھا جو سطح سمندر سے ۳۶۰۰ فٹ بلند تھی۔۔ یہاں بہت سے یہودی بھی آباد تھے۔

رامزے صاحب کا خیال ہے کہ پولس کی بدنی بیماری شدت کا موسمی بخار تھا۔ اُن کا یہ خیال بھی ہے کہ اس بیماری کے شدید حملے کے بعد پولس کو اُس نشیب دار علاقہ سے جو پرگہ کے اردگرد تھا، اُس سطح مرتفع کی طرف بھاگنا پڑا جہاں انطاکیہ واقع تھا لیکن اُن کی یہ رائے ایسے لوگوں کو منظور نہ ہوگی جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پولس کی آنکھوں کی بیماری تھی۔ خواہ یہ بیماری کسی قسم کی ہو جنوبی گلتیہ میں اس کے انجیل سنانے کا سبب کسی نہ کسی طرح سے یہی بیماری تھی۔ (گلتیوں ۴: ۱۳) خواہ بیماری کا یہ حملہ پرگہ میں ہوا یا انطاکیہ میں یا درمیانی راہ میں۔ پرگہ سے انطاکیہ کو جو سڑک جاتی تھی وہ پسدیہ کی پہاڑیوں میں سے گزرتی تھی۔ اور قزاقوں اور راہزنوں کا خطرہ وہاں رہتا تھا۔ اِس سفر میں آتے اور جاتے وقت انہیں دریائی خطرہ پیش آیا جس کا ذکر ۲ کرنتھی ۱۱: ۲۶ میں آیا ہے۔ جب وہ پمفولیہ سے گزر کر پسدیہ میں پہنچا تو وہ گلتیہ کے رومی ضلع میں داخل ہوا۔

عبادت خانے۔ دیکھو ۹: ۲۰ اور ۱۳: ۵ کی شرح۔

جا بیٹھے۔ یعنے ربیوں کی جگہ میں جہاں بیٹھکر وُہ وعظ و تعلیم دیا کرتے تھے۔ شاید اِس جملہ سے یہی مُراد ہو کہ وُہ جماعت میں جا کر بیٹھ گئے۔ غالباً ان مقاموں میں اُن کی شہرت ہوگئی ہوگی کہ یہ وعظ و نصیحت کرتے پھرتے ہیں۔

۱۵۔ پھر توریت اور نبیوں کی کتاب کے پڑھنے کے بعد عبادت خانہ کے سرداروں نے اُنہیں کہلا بھیجا کہ اَے بھائیو! اگر لوگوں کی نصیحت کے واسطے تمہارے دل میں کوئی بات ہو تو بیان کرو۔

توریت اور نبیوں کی کتاب۔ دیکھو ۶: ۹ کی شرح (عبادت خانہ) عبادت خانہ میں اِن وردوں کے بعد اگر کوئی قابل واعظ آتا تو وعظ یا نصیحت ہوا کرتی۔

عبادت خانہ کے سرداروں۔ معمولی یہودی عبادت خانہ کا ایسا ایک سردار ہُوا کرتا تھا۔ لیکن کتبوں سے یہ شہادت بھی ملتی ہے کہ ایشیا کوچک میں معمولی سردار کے علاوہ عبادت خانہ کے دیگر بزرگوں کو بھی سردار کہتے تھے۔

۱۶۔ پس پولس نے کھڑے ہو کر اور ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا، اَے اسرائیلیو! اور اَے خدا ترسو سُنو۔

اَے اسرائیلیو۔ یہ عزت کا لقب تھا جس سے یہ مُراد تھی کہ یہ یہودی الٰہی قوم کے شُرکا تھے (۲: ۲۲ کی شرح) مقابلہ کرو آیت ۲۶ سے۔

خدا ترسو۔ خدا ترس غیر قوم جو عبادت خانے کی عبادت میں شریک ہُوئے تھے مُقدس پولس نے اپنے سامعین پر ظاہر کیا کہ خدا نے یہودی قوم کی تاریخ میں انجیل کے لئے تیاری کی پیشتر اس سے کہ وُہ یسوع کے دعویٰ مسیح ہونے کو پیش کرے اور اُس پر زور دے، اُس نے خروج سے شروع کیا۔

۱۷۔ اِس اُمت اسرائیل کے خدا نے ہمارے باپ دادوں کو چُن لیا اور جب یہ اُمت مُلکِ مصر میں پردیسیوں کی طرح رہتی تھی، اُس کو سربلند کیا اور زبردست ہاتھ سے اُنہیں وہاں سے نکال لایا۔

سربلند کیا۔ اُن کی تعداد اور رسوخ کو بڑھا کر اور اُنکی خاطر سلسلہ وار معجزے دکھا کر۔

زبردست ہاتھ۔ خروج ۶: ۱ و ۶ (سپتواجنٹ کا ترجمہ) کی طرف اشارہ ہے۔

۱۸۔ اور کوئی چالیس برس تک بیابان میں اُن کی عادتوں کی برداشت کرتا رہا۔

برداشت کرتا رہا۔ جس فعل کا یہ ترجمہ ہے وہ صرف اسی مقام میں آیا ہے اور اکثر قدیم نسخے اس کے ممد ہیں لیکن جیسا انگریزی کے حاشیہ سے ظاہر ہے یونانی لفظ میں ایک حرف کی تبدیلی سے ایک اور عمدہ معنی پیدا ہو جاتے ہیں جس کی تائید بھی بعض نسخوں سے ہوتی ہے "دائی کی طرح اُنہیں لئے پھرا"۔ یہ استثنا ۱: ۳۱ (سترون) کے مطابق ہے جس کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ دونو قراتوں سے عمدہ معنی حاصل ہوتے ہیں۔

۱۹۔ اور کنعان کے ملک میں سات قوموں کو غارت کر کے تخمیناً ساڑھے چار سو برس میں اُن کا ملک اُن کی میراث کر دیا۔

سات قوموں۔ دیکھو استثنا ۷: ۱۔ ۲۰: ۱۷۔
تخمیناً ساڑھے چار سو برس۔ یہ شمار ابرہام سے پہلے وعدہ کے وقت سے یشوع کی وفات تک ہے۔ اس سارے عرصے میں وہ میراث وعدہ کے طور پر اُن کی تھی، کیونکہ خدا نے یہ وعدہ کیا تھا۔ مقابلہ کرو ۷: ۵ و ۶ کی شرح۔

۲۰۔ اور ان باتوں کے بعد سموئیل نبی کے زمانہ تک اُن میں قاضی مقرر کئے۔

سموئیل نبی۔ دیکھو ۳: ۲۴ کی شرح۔

۲۱۔ اس کے بعد اُنہوں نے بادشاہ کے لئے درخواست کی، اور خدا نے بنیمین کے قبیلہ میں سے ایک شخص ساؤل قیس کے بیٹے کو چالیس برس کے لئے اُن پر مقرر کیا۔

بنیمین کے قبیلہ ۔۔۔۔ ساؤل۔ متکلم کا بھی یہی نام اور فرقہ تھا۔
چالیس برس۔ عہد عتیق میں ساؤل کی سلطنت کا زمانہ مذکور نہیں لیکن مقابلہ کرو۔ سموئیل ۱: ۱۰ سے۔

۲۲۔ پھر اُسے معزول کر کے داؤد کو اُن کا بادشاہ بنایا جس کی بابت اُس نے یہ گواہی دی، کہ مجھے ایک شخص یسّی کا بیٹا داؤد میرے دل کے موافق مل گیا۔ وہی میری تمام مرضی کو پورا کرے گا۔

معزول کر کے۔ یہ فعل پولس اور لوقا کی تصنیفات میں پایا جاتا ہے۔ (لوقا ۱۶: ۴، اعمال ۱۹: ۲۶، ۱ کرنتھی ۱۳: ۲، کلسیوں ۱: ۱۳) وہ تخت سے معزول کیا گیا تاکہ

داؤد کے لئے جگہ خالی ہو جو موعود مسیح کا پر دادا تھا۔

مجھے ...... داؤد ...... مل گیا۔ زبور ۸۹ : ۲۰ (دستوری کا ترجمہ) سے لیا گیا۔

میرے دل کے موافق۔ ۱-سموئیل ۱۳ : ۱۴ سے اقتباس تقریباً لفظ بہ لفظ (دستوری کا ترجمہ)

وہی ...... مرضی کو پورا کرے گا۔ زبور ۴۰ : ۸، یسعیاہ ۴۴ : ۲۸ کا خیال۔ چونکہ "مرضی" صیغہ جمع ہے اس لئے اس سے خدا کی محض عام مرضی مراد نہیں بلکہ اس کی ساری خواہشیں مراد ہے۔

۲۳۔ اسی کی نسل میں سے خدا نے اپنے وعدے کے موافق اسرائیل کے پاس ایک منجی، یعنی یسوع کو بھیج دیا۔

اسی کی نسل۔ لفظ "اسی" پر زور ہے۔ جیسا سارے یہودیوں کو معلوم تھا، مسیح "داؤد کا بیٹا" ہوگا (زبور ۱۳۲ : ۱۱، یسعیاہ ۱۱ : ۱) اور مقدس پولس نے اس پر زور دیا کہ وعدہ کے مطابق یسوع داؤد کی نسل اور خاندان سے پیدا ہوا۔ (رومیوں ۱ : ۳)

اسرائیل کے پاس۔ دیکھو ۳ : ۲۵ و ۲۶ کی شرح۔ گو مقدس پولس اس وقت غیر قوموں کے درمیان کام شروع کرنے کو تھا، لیکن اس نے صحیح ترتیب کو نظر انداز نہیں کیا (رومیوں ۱ : ۱۶)

منجی یعنی یسوع۔ ہمیں یاد ہوگا کہ یہ نام "یسوع" یونانی ہے اور عبرانی میں یہ نام "یشوع" ہے جس کے معنی یہ ہیں "یہوواہ نجات دیتا ہے" یا "یہوواہ نجات ہے"۔ اس موقع پر پولس کا خاص پیغام نجات تھا۔ (آیات ۲۶ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۷) اس نے پہلے تو یہ ظاہر کیا کہ عہد عتیق میں اسرائیل کی تاریخ "منجی یسوع" تک پہنچتی ہے۔ پھر وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا ذکر کرتا ہے جس نے اس منجی اور آدمیوں کی نجات کے لئے اس کے کام کے بارہ میں گواہی دی۔

۲۴۔ جس کے آنے سے پہلے یوحنا نے اسرائیل کی تمام امت کے سامنے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کی۔

جس کے آنے سے۔ یونانی کے معنی ہیں "داخل ہونا"۔ اس سے مراد ہے،

ہمارے خداوند کا اپنی برملا خدمت شروع کرنا۔ یہ لفظ پھر ۱ تھسلنیکیوں ۱: ۹، ۲: ۱، عبرانی ۱۰: ۱۹، ۲ پطرس ۱: ۱۱ میں آیا ہے۔ ان مقامات کا مطالعہ کرنے سے فائدہ ہوگا۔

۲۵۔ اور جب یوحنا اپنا دور پورا کرنے کو تھا، تو اُس نے کہا کہ تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ میں وہ نہیں بلکہ دیکھو میرے بعد وہ شخص آنیوالا ہے جس کے پاؤں کی جوتیوں کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں۔

دور۔ اِس سے دوڑنے والے کی دوڑ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ پھر ۲۰: ۲۴، ۲ تیمتھیس ۴: ۷ میں آیا ہے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور پولس رسول یہ دو بڑے دوڑنے والے پہلوان تھے جن میں سے ہر ایک اعلیٰ دوڑ دوڑا۔ ایک تو مسیح کا پیشرو ہونے کی حیثیت سے اور دُوسرا غیر قوموں کی طرف اُس کا تیز رفتار ایلچی ہوکر۔

سمجھتے ہو۔ یہ فعل صرف اعمال کی کتاب میں ہی آیا ہے۔ ۲۵: ۱۸، ۲۷: ۲۷

۲۶۔ اے بھائیو! ابرہام کے فرزندو، اور اے خدا ترسو۔ اس نجات کا کلام ہمارے پاس بھیجا گیا۔

اے بھائیو! وہ اپنے سامعین میں سے یہودیوں اور غیر قوموں سے مخاطب ہوا۔ جیسے آیت ۱۵ میں۔ لیکن وہ ان دونوں کو "بھائیو" کہتا ہے، اور بڑی محبت اور اُلفت سے مخاطب ہوتا ہے۔ مقابلہ کرو ۲: ۲۹، اور ۳: ۱۷ سے

نجات کا کلام۔ دیکھو آیت ۲۳ کی شرح۔ انجیل کا پیغام نجات کا پیغام ہے۔ یہاں اور اس وقت گناہ کی قصورواری سے اور گناہ کی قوت سے رہائی ملتی ہے۔

بھیجا گیا۔ یعنی خدا کی طرف سے۔ اِس فعل کے لئے دیکھو ۱۲: ۱۱ کی شرح۔

۲۷۔ کیونکہ یروشلیم کے رہنے والوں اور اُن کے سرداروں نے نہ اُسے پہچانا، اور نہ نبیوں کی باتیں سمجھیں جو ہر سبت کو سُنائی جاتی ہیں۔ اس لئے اُس پر فتویٰ دے کر اُن کو پورا کیا۔

اُن کے سرداروں۔ مقابلہ کرو ۳: ۱۷، اور وہاں کی شرح سے۔

نہ اُسے پہچانا اور نہ نبیوں کی باتیں سمجھیں۔ یہ ترجمہ بھی ہوسکتا ہے اُسے

نہ پہچان کر (اُس کو پہچاننے میں قاصر رہنے کے علاوہ) اُس پر فتویٰ دے کر نبیوں کی باتوں کو پورا کیا جو ہر سبت کو سُنائی جاتی ہیں"۔

۲۸۔ اور اگرچہ اُس کے قتل کی کوئی وجہ نہ ملی، تو بھی اُنہوں نے پیلاطُس سے اُس کے قتل کی درخواست کی۔

پیلاطُس سے ..... درخواست کی۔ دیکھو ۳: ۱۳ و ۱۴۔

۲۹۔ اور جو کچھ اُس کے حق میں لکھا تھا جب اُس کو تمام کر چکے تو اُسے صلیب پر سے اُتار کر قبر میں رکھا۔

۳۰۔ لیکن خدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا۔

خدا نے ... اُسے ... جلایا۔ مسیح کی قیامت پر اُس نے پھر زور دیا۔ (۱: ۲۲، ۲: ۲۴ سے ۳۲)

۳۱۔ اور وہ بہت دنوں تک اُن کو دکھائی دیا۔ جو اُس کے ساتھ گلیل سے یروشلیم میں آئے تھے اُمت کے سامنے اب وُہی اُس کے گواہ ہیں۔

گواہ۔ دیکھو ۱: ۸ و ۲۲، ۲: ۳۲، ۳: ۱۵، ۵: ۳۲، ۱۰: ۴۱۔

۳۲۔ اور ہم تُم کو اُس وعدہ کے بارے میں جو باپ دادا سے کیا گیا تھا، خوشخبری دیتے ہیں۔

یہ خوشخبری دیتے ہیں۔ دیکھو ۸: ۴۔

وعدہ۔ یعنی مسیح نجات دہندہ کا وعدہ (آیت ۲۳) یہ وعدہ سارے پرانے عہد نامے میں برابر پایا جاتا ہے اور اس کا خاص تعلق داؤد کے خاندان کے ساتھ ہے۔ مسیح کا جی اُٹھنا اس امر کا ثبوت اور ضامن تھا کہ وُہ وعدہ پورا ہو گیا۔

۳۳۔ کہ خدا نے یسوع کو جلا کر ہماری اولاد کے لئے اُسی وعدہ کو پورا کیا۔ چنانچہ دُوسرے زبُور میں لکھا ہے کہ تُو میرا بیٹا ہے آج تُو مجھ سے پیدا ہُوا۔

جلا کر۔ ۲: ۲۱ میں یہی فعل آیا تھا۔ ۲۰ آیت میں فعل مختلف ہے۔

ہماری اولاد کے لئے۔ اکثر قدیم نسخوں میں یہی قرأت ہے۔ مگر بعضوں میں یہ الفاظ ہیں "ہم سے جو ان کی اولاد ہیں" بعضوں کا خیال ہے کہ دراصل یہ الفاظ تھے "ہم بچوں سے" اور کہ مختلف نسخوں کے کاتبوں نے مختلف حرف اضافت

ایذا دکئے۔

پورا کیا۔ یہ مرکب فعل صرف یہاں ہی استعمال ہُوا ہے۔ اس میں تاکید پائی جاتی ہے کہ کامل طور سے پورا ہُوا۔

تو میرا بیٹا ہے۔ یہ زبور ۲ : ۷ سے لفظی اقتباس ہے سپٹواجنٹ کے ترجمہ کے مطابق، عبرانی ۱ : ۵، ۵ : ۵ میں پھر یہی الفاظ اقتباس ہُوئے۔ اس آیت میں ان لفظوں کا زور اس امر پر ہے کہ ہمارا خُداوند "مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب قُدرت کے ساتھ خُدا کا بیٹا ٹھہرا" (رومیوں ۱ : ۴) اُس کا پھر جلایا جانا اُس کے بیٹا ہونے کا ثبوت اور اعلان تھا۔

۳۴۔ اور اُس کے اِس طرح مُردوں میں سے جلانے کی بابت کہ پھر کبھی نہ مرے، اُس نے یُوں کہا کہ مَیں داؤد کی پاک اور سچّی نعمتیں تُمہیں دُوں گا۔

تُمہیں داؤد کی پاک اور سچّی ۔۔۔۔ یہ الفاظ یسعیاہ ۵۵ : ۳ سے ہیں سپٹواجنٹ کے ترجمے کے مطابق یسعیاہ کے اُس مقام میں عبرانی کے مطابق یہ ترجمہ ہو گا۔ "مَیں تُمہارے ساتھ ابدی عہد قائم کروں گا یعنی داؤد کی سچّی رحمتیں"۔ پچھلے حصّہ کا ترجمہ یُونانی مترجموں نے "پاک نعمتیں" کیا۔ عبرانی کے جس لفظ کا ترجمہ "رحمت" ہے اُس کا ترجمہ یُونانی مترجموں نے عموماً "پاک" کیا ہے (دیکھو ۲ : ۲۷ کی شرح۔ یہ پاک نعمتیں خُدا کے وہ وعدے ہیں جو اُس نے داؤد سے کئے تھے۔ وہ نہ صرف پاک ہیں بلکہ یقینی اور سچّے اور مستقل یہودیوں نے یسعیاہ کی اس پیشینگوئی کا یہ مطلب سمجھا کہ اُس میں "ابنِ داؤد" کی طرف اشارہ ہے جس سے مسیح مُراد ہے۔ اور رسُول نے اس آیت کا حوالہ اِس لئے دیا تاکہ ثابت کرے کہ یسُوع کی قیامت اُن وعدوں کی مُہر اور تکمیل تھی اور نیز فضل کے اُس ابدی عہد کے قیام کا گویا اقرارنامہ تھا۔ لفظ "پاک" اگلی آیت میں بھی ہے (اپنے مقدّس) جس سے اِن دونوں آیتوں کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۵۔ چنانچہ وہ ایک اور مزمُور میں بھی کہتا ہے کہ تُو اپنے مقدّس کے سڑنے کی نوبت پہنچنے نہ دے گا۔

سڑنے ۔۔۔۔ نہ دے گا۔ زبور ۱۶ : ۱۰ سے اقتباس جس کا حوالہ ۲ : ۲۷۔

میں مقدس پطرس نے دیا تھا۔ اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے کہ ان پیشین گوئیوں کا اشارہ داؤد کی طرف نہیں بلکہ یسوع مسیح کی طرف ہے۔ مقدس پولس نے مقدس پطرس کی طرف اس (۲: ۲۹-۳۶) داؤد کے مرنے اور دفن ہونے کا ذکر کیا۔

۳۶- کیونکہ داؤد تو اپنے وقت میں خدا کی مرضی کا تابعدار رہ کر سو گیا اور اپنے باپ دادا سے جا ملا۔ اور اُس کے سڑنے کی نوبت پہنچی۔

اپنے وقت میں۔ انگریزی بائبل کے حاشیے میں جو ترجمے دئے گئے ہیں وہ ہو سکتے ہیں لیکن جو متن میں ترجمہ ہے وہ سب سے بہتر ہے۔

وقت میں یا پشت میں۔ حالانکہ مسیح کا کام اور اُس کے نتائج دائمی ہیں۔ (عبرانی ۵: ۶، ۷: ۲۵)

تابعدار رہ کر۔ یہ فعل صرف اعمال کی کتاب میں پایا جاتا ہے (۲۰: ۳۴، ۲۴: ۲۳)

مرضی - دیکھو ۲: ۲۳ کی شرح۔

سو گیا۔ دیکھو ۷: ۶۰ کی شرح۔

۳۷- مگر جس کو خدا نے جلایا، اُس کے سڑنے کی نوبت نہیں پہنچی۔

سڑنے کی نوبت ..... اس لئے زبور ۱۶ کے الفاظ کا اشارہ اُسی کی طرف ہے اور اُسی کے وسیلے سے ابدی عہد کی "پاک اور سچی نعمتیں" حاصل ہوتی ہیں۔

۳۸- پس اے بھائیو! تمہیں معلوم ہو کہ اُسی کے وسیلے سے تم کو گناہوں کی معافی کی خبر دی جاتی ہے۔

اُسی کے وسیلے سے۔ یعنی جو مر گیا اور جی اُٹھا اور ابد تک زندہ ہے اور کسی دوسرے کے وسیلے سے نہیں۔ مقابلہ کرو ۴: ۱۲ سے۔

گناہوں کی معافی۔ دیکھو ۲: ۳۸۔ جس نے اُن کا بوجھ اُٹھایا اور جن کے کفارہ کی خاطر وہ مر گیا (یوحنا ۱: ۲۹) اُسی کو اُن کے معاف کرنے کا حق تھا۔

۳۹- اور موسیٰ کی شریعت کے باعث جن باتوں سے تم بری نہیں ہو سکتے تھے اُن سب سے ہر ایک ایمان لانے والا اُس کے باعث بری ہوتا ہے۔

ہر ایک ایمان لانے والا - یہ خاص پولُس کا محاورہ ہے (رُومی ۱: ۱۶، ۳: ۲۲، ۱۰: ۴ و ۱۱) اس میں یہودی اور غیر قوم مساوی درجہ رکھتے ہیں - انجیل نے سب کو مُفت یہ تحفہ پیش کیا - اس میں شخصی اور قومی امتیاز نہ تھا - اسی وجہ سے سامعین پر اس کا بڑا اثر ہوا اور خاصکر انطاکیہ کی غیر قوم آبادی پر (آیت ۴۸)۔

بری ہوتا ہے یعنی وہ ایسا گِنا جاتا ہے جس کے سارے قصور مُعاف ہو گئے ہوں اور یسُوع مسیح کے (کفارہ) کی خاطر وہ خُدا کی نظر میں راستباز شمار ہوتا ہے - ایمان کے ذریعہ راستباز ٹھہرنے کی تعلیم کا (دوسرا) اصطلاحی بیان ہے جس پر پولُس نے رُومیوں اور گلتیوں کے خطوں میں اس قدر زور دیا - گلتیوں کے خط میں اُس نے بہت زور سے اس امر کی تاکید کی کہ مُوسیٰ کی شریعت انسان کو راستباز ٹھہرانے میں قاصر ہے - (گلتیوں ۲: ۱۵ سے ۳: ۲۲) مسیح پر ایمان لانے کے ذریعہ راستباز ٹھہرنے کی تعلیم مسیحی مذہب اور (دیگر) مذاہب میں مابہ الامتیاز ہے۔

نجات کو مُفت پیش کرنے کے بعد یہ آگاہی بھی دی گئی کہ ایسی نجات کے رد کرنے کا امکان بھی تھا - شاید متکلم نے اپنے بعض سامعین میں مخالفت کی روح کے آثار دیکھے -

۴۰ - پس خبردار! ایسا نہ ہو کہ جو نبیوں کی کتاب میں آیا ہے وہ تُم پر صادق آئے کہ

نبیوں کی کتاب - دیکھو ۷: ۴۲ کی شرح - یہ حوالہ حبقوق ۱: ۵ سے تقریباً لفظ بہ لفظ سبعین کے ترجمے سے ہے۔

۴۱ - اَے تحقیر کرنے والو! دیکھو تعجب کرو اور مٹ جاؤ -
کیونکہ میں تمہارے زمانے میں ایک کام کرتا ہُوں، ایسا کام کہ اگر کوئی تُم سے بیان کرے، تو کبھی اُس کا یقین نہ کروگے -

تحقیر کرنے والو! یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے - خُداوند یسُوع مسیح کے دعاوی کو ہلکا یا ناچیز سمجھنا خطرناک ہے -
ایک کام کرتا ہُوں - یعنی غیر تائب لوگوں کو سزا دینے کا کام -

۴۲ - اُن کے باہر جاتے وقت لوگ منت کرنے لگے کہ اگلے سبت کو

بھی یہ باتیں ہمیں سنائی جائیں۔

باہر جاتے وقت۔ عام جماعت کے منتشر ہونے سے پیشتر رسول نکل گئے۔

منت کرنے لگے۔ ناتمام فعل ہے۔ یعنی وہ منت کرتے رہے جنہوں نے یہ پیغام سنا تھا۔ اُن میں سے بہتوں کو یہ بہت ضروری اور دلچسپ معلوم ہوا اس لئے وہ منت کرنے لگے۔

۴۳۔ جب مجلس برخاست ہوئی، تو بہت سے یہودی اور خدا پرست نو مرید یہودی پولس اور برنباس کے پیچھے ہو لئے۔ اُنہوں نے اُن سے کلام کیا اور ترغیب دی، کہ خدا کے فضل پر قائم رہو۔

خدا پرست نو مرید یہودی۔ نو مرید کے لئے دیکھو ۲ : ۱۰ کی شرح جس لفظ کا ترجمہ "خدا پرست" ہوا ہے اعمال کی کتاب میں اُس سے عموماً نامختون غیر قوم عبادت گزار مراد ہیں (آیت ۵۰ + ۱۶ : ۱۴، ۱۷ : ۴ و ۱۷، ۱۸ : ۷، مقابلہ کرو ۱۰ : ۲ کی شرح سے) لیکن یہاں چونکہ یہ نو مرید کی صفت کے طور پر آیا ہے۔ (یعنی مختون یہودی مرید) اس لئے ایسے مریدوں کی یہ خوبی ظاہر کی گئی ہے۔

پیچھے ہو لئے۔ یعنی اُن کے مسکن تک۔ جماعت کے منتشر ہونے سے پہلے رسول عبادت خانے سے نکل گئے تھے (آیت ۴۲)

ترغیب دی۔ یا ترغیب دیتے رہے (فعل ناتمام، فعل کے لئے دیکھو ۱۷ : ۴ کی شرح)

خدا کا فضل۔ دیکھو ۱۱ : ۲۳ کی شرح۔ اِس قسم کی عبارات کے لئے دیکھو (۱۴ : ۳ و ۲۶، ۱۵ : ۱۱ و ۴۰، ۱۸ : ۲۷، ۲۰ : ۲۴ و ۳۲) اِن مقامات میں خدا کے فضل کی توسیع غیر قوموں تک مراد ہے۔ یہاں خدا کے فضل کا نیا تصور ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ یہ خدا کی حیرت انگیز رحمت تھی جس کے ذریعہ سے وہ لوگ بھی جو عہد کے حلقے سے بالکل باہر تھے الٰہی عنایات کو پانے لگے۔ مقدس پولس کے خطوں میں اس لفظ کے اُس معنی پر بہت زور دیا گیا۔ فضل کے یہ عام معنی ہند و پاکستان میں ہم پر زیادہ عیاں ہوتے ہیں۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف

قوموں اور ذاتوں کے لوگ اِس ابدی زندگی میں شریک ہوتے جاتے ہیں۔ قائم رہو۔ دیکھو ۱۱ : ۲۳ کی شرح۔

۴۴۔ دُوسرے سبت کو تقریباً سارا شہر خُدا کا کلام سُننے کو اکٹھا ہُوا۔

تقریباً سارا شہر۔ یعنی بہت لوگ۔ کلام۔ ان نئے مبلّغوں اور اُن کے پیغام کا چرچا سارے شہر میں ہونے لگا۔ اور اُس ہفتے رسُول خاموش نہ بیٹھے رہے ہوں گے۔

اِکٹھا ہُوا۔ یعنی عبادت خانہ میں اور اُس کے اِردگرد۔ یہ فعل اکثر کلیسیا اور دیگر مجمعوں کے لئے آتا ہے (۱۱ : ۲۶، ۱۴ : ۲۷، ۱۵ : ۶ و ۳۰، ۲۰ : ۷ و ۸) جس لفظ کا ترجمہ عبادت خانہ ہوتا ہے وہ اُسی سے نِکلا ہے۔

خُدا کا کلام۔ اِس باب میں یہ لفظ بار بار آیا ہے (آیات ۵ و ۷ و ۴۴ و ۴۶ و ۴۸، اور "خُداوند کا کلام" (آیت ۴۹ حاشیہ آیات ۴۴ و ۴۸) غیر قوموں نے یہ سمجھا کہ انجیل خُدا کی طرف سے پیغام تھا۔

۴۵۔ مگر یہُودی اتنی بھیڑ دیکھ کر حسد سے بھر گئے اور پولُس کی باتوں کی مخالفت کرنے اور کُفر بکنے لگے۔

حسد سے بھر گئے۔ ۵ : ۱۷ میں بھی یہی جُملہ آیا تھا۔ اس میں یہ دُہرے معنی پائے جاتے ہیں۔ اپنے گروہ کے لئے سرگرمی اور دُوسرے گروہوں کے لئے حسد۔ جب یہُودیوں نے دیکھا کہ غیر قوم مسیح کی انجیل کی طرف مائل ہوئے تو اُن کا قومی حسد اور جوش بھڑک اُٹھا۔ ایسے ہجوم میں رُومی، یُونانی اور فریگی ہوں گے، جن کو وہ ناپاک سمجھتے تھے (۱۰ : ۱۴) اگر پردیسیوں اور نیچ قوموں کو کوئی مذہبی حلقے میں لائے اور اُن کو مساوی درجہ دے تو برہمنوں کا جوش و حسد اِسی طرح بھڑک اُٹھیگا۔

مخالفت کرنے۔ صیغہ ناتمام۔ یہ مخالفت زور زور سے اور دیر تک ہوتی رہی۔ یہی فعل ۲۸ : ۱۹ و ۲۲ میں بھی آیا ہے۔

کُفر بکنے۔ یعنی یسُوع مسیح کے نام کو بُرا بھلا کہنے لگے (۱۸ : ۶، ۲۶ : ۱۱)

۴۶۔ پولُس اور برنباس دلیر ہو کر کہنے لگے کہ ضرور تھا کہ خُدا کا کلام پہلے تمہیں

سُنایا جائے لیکن چونکہ تم اُس کو ردّ کرتے ہو اور اپنے آپ کو ہمیشہ کی زندگی کے ناقابل ٹھہراتے ہو تو دیکھو ہم غیر قوموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

دلیر ہو کر۔ ۹ : ۲۷ و ۲۹ کو دیکھو۔ یعنی اُن کی مخالفت کے ساتھ اُن کی دلیری نے ترقی کی۔

تمہارے۔ تاکیدی۔ اے یہودیو تم جو وعدوں کے وارث ہو (۳ : ۲۵ و ۲۶) ردّ کرتے ہو۔ دیکھو ۷ : ۲۷، جیسے تمہارے باپ دادا نے مُوسیٰ رہائی دینے والے کو ردّ کیا۔ اس طرح اب وُہ اُس مُنجی نبی کو ردّ کرتے تھے، جس کی خبر مُوسیٰ نے دی تھی۔

ٹھہراتے۔ اپنے فعلوں پر آپ ہی فتویٰ لگاؤ۔

ہمیشہ کی زندگی۔ یہ انجیل کا بڑا انعام تھا۔ یہ رُوحانی زندگی یسُوع مسیح میں اور اُس کے ساتھ اتحاد رکھنے میں پائی جاتی ہے اور ہمیشہ تک قائم رہتی ہے۔ (یُوحنّا ۳ : ۱۵ و ۱۶ و ۳۶، ۵ : ۲۴، ۱۷ : ۳، ۱ یُوحنّا ۵ : ۱۳ و ۲۰) ایک اور پہلو سے یہ نجات کا بدل ہے۔ آیات ۲۶ و ۴۷۔

تو دیکھو۔ یہ چھوٹا سا لفظ ہے لیکن یہ ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ہے کہ انجیل یہودیوں سے باہر سارے جہان کو مفت پیش کی جائے۔

غیر قوموں کی طرف۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ انجیل کے مُبشّروں نے یہودی عبادتخانہ کی طرف پیٹھ پھیری اور براہ راست غیر قوم آبادی سے مخاطب ہوئے مقابلہ کرو ۱۸ : ۶، ۱۹ : ۹۔ اعمال کی تاریخ میں یہ نہایت ہی نازک موقعہ تھا۔

۴۷۔ کیونکہ خداوند نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ
مَیں نے تجھ کو غیر قوموں کے لئے نُور مقرّر کیا، تاکہ تُو زمین کی انتہا تک نجات کا باعث ہو۔

کیونکہ۔ پولُس نے اپنے اس ضروری قدم اُٹھانے کی تائید یہودی نوشتوں سے کی (یسعیاہ ۴۹ : ۶ لفظ بہ لفظ سترّوں کے ترجمہ سے) اصل میں اشارہ "یہوواہ کے بندے" کی طرف ہے (۴۲ : ۱۲ کی شرح) جو مسیح تھا۔ لُوقا ۲ : ۳۰ سے ۳۲ میں بھی اِسی کی طرف اشارہ ہے۔

زمین کی انتہا تک۔ جب ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کو آخری حکم دیا تو یہی لفظ استعمال کیا (۱:۸) شاید یہ الفاظ "خداوند نے ہمیں حکم دیا" اُسی آخری حکم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ عہد عتیق کی پیشینگوئی ہوگی جس میں یہ حکم ہوگا۔

۴۸۔ غیر قوم والے یہ سن کر خوش ہوئے اور خدا کے کلام کی بڑائی کرنے لگے اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے تھے ایمان لے آئے۔

خوش ہوئے۔ کیونکہ یسوع مسیح اُن کے سامنے غیر قوموں کے "نور" کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ یہ خوشی کا اظہار پھر کیا (۸:۳۹، دیباچہ ۹:۶)

ہمیشہ کی زندگی کے لئے مقرر کئے گئے۔ مقابلہ کرو ۸:۲۹ و ۳۰۔ افسیوں ۱:۴ سے ۶ وغیرہ۔ خدا کا شاہی فضل اور آدمی کی آزاد مرضی دونوں پر کتاب مقدس میں زور دیا گیا ہے۔ اگرچہ انطاکیہ کے اکثر یہودیوں نے اس ہمیشہ کی زندگی کو دانستہ رد کر دیا۔ (آیت ۴۶) اکثر غیر قوموں نے شکر گزاری سے اُس کو قبول کر لیا۔ خدا کے فضل کی توفیق پا کر وہ ایمان لائے۔ یوں پہلی خالص غیر قوم کلیسیا عبادت خانہ سے علیحدہ پسدیہ کے انطاکیہ میں قائم ہوئی (ریمزے صاحب)

۴۹۔ اور اُس تمام علاقہ میں خدا کا کلام پھیل گیا۔

پھیل گیا۔ اس مخالفت کے بعد انجیل کی ترقی ہوئی۔ یہ صیغہ بھی ناتمام ہے۔ یعنی برابر پھیلتا گیا۔ سچائی نہ صرف مشنریوں کے اور نو مریدوں کے ذریعہ پھیلتی ہے بلکہ ایسے بہت لوگوں کے ذریعہ سے جو انطاکیہ جیسے بڑے تجارتی مرکز میں سوداگری۔ مقدمات اور تیوہاروں وغیرہ کے لئے آتے ہیں۔ ان کی مٹھ بھیڑ مسیحیوں سے ہوئی ہے اور وہ اس نئی تعلیم کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ ہمارا یہ قیاس معقول ہوگا کہ اس طرح سے بہت عرصہ صرف ہوا۔

تمام علاقہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں نے گلتیہ کا ضلع چند چھوٹے چھوٹے علاقوں یا تحصیلوں میں تقسیم کر رکھا تھا تاکہ انتظام میں سہولت ہو۔ جیسے ہندو پاکستان میں صوبے قسمتوں اور ضلعوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ انطاکیہ میں ایک کتبہ ملا ہے جس میں ایسے علاقہ کے صوبہ دار کا ذکر ہے۔ ایسے علاقہ کا یہ پولیٹکل اور جنگی مرکز تھا۔ ۱۶:۶ میں "فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے" کہلاتے ہیں۔ اس لئے

اس صدر مقام شہر سے انجیل اس سارے ضلع میں پھیل گئی۔

۵۰۔ مگر یہودیوں نے خدا پرست اور عزت دار عورتوں اور شہر کے رئیسوں کو ابھارا اور پولس اور برنباس کو ستانے پر آمادہ کر کے انہیں اپنی سرحدوں سے نکال دیا۔

اُبھارا۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ انجیل کی ترقی نے انہیں خوفزدہ کر دیا۔

عزت والی عورتوں۔ دیکھو آیت ۴۳، ۱۰: ۲۔ یہ یہودی دین کے غیر مختون مرید تھے۔ یہ "عزت والی" عورتیں تھیں (مرقس ۱۵: ۴۳، اعمال ۱۷: ۱۲) غالباً رئیسوں اور بارسوخ لوگوں کی بیویاں تھیں۔ ایشیا کوچک میں عورتوں کا رتبہ اور حالت بہتر تھی۔ بعض اوقات وہ مجسٹریٹ مقرر کی جاتی تھیں۔ اس بات میں وہ یونان کی عورتوں سے مختلف تھیں۔

شہر کے رئیسوں۔ غالباً شہری مشیر کار۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہاں رومی مجسٹریٹوں کی طرف اشارہ ہے۔ شاید ان کی بیویوں نے ان کو اس کام کے لئے آمادہ کیا۔

ابھارا۔ ۱۲: ۲ میں پھر یہی فعل آیا ہے۔

ستانے پر۔ دیکھو ۸: ۱، ۲ تیمتھیس ۳: ۱۱ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ انطاکیہ میں پولس پر کچھ سختی ہوئی، اور جس بید کی مار کا ذکر ۲ کرنتھی ۱۱: ۲۵ میں آیا ہے وہ رومی افسروں کی طرف سے اس کو انطاکیہ ہی میں پڑی۔ ان ساری بستیوں میں ان رومی مجسٹریٹوں کے ساتھ جلاد ہوا کرتے تھے (۱۶: ۲۲ کی شرح) اور پانچ بار یہودیوں سے مار بھی غالباً یہاں ہی وقوع میں آئی۔ (۲ کرنتھی ۱۱: ۲۴)

سرحدوں سے نکال دیا۔ یعنی شہر سے اور اس کی نواح سے نہ کہ سارے ضلع سے۔ کیونکہ ایسے کام کے لئے اعلیٰ حکام کی منظوری درکار تھی۔

۵۱۔ یہ اپنے پاؤں کی خاک ان کے سامنے جھاڑ کر اکنیم کو گئے۔

پاؤں کی خاک جھاڑ کر۔ دیکھو متی ۱۰: ۱۴، مرقس ۶: ۱۱، اعمال ۱۸: ۶، نیز مقابلہ کرو لوقا ۱۰: ۱۱ سے۔ یہ اس امر کی علامت تھی کہ ہم ان کو اپنی ضد کی حالت

پر چھوڑ جاتے ہیں۔
اکنیم۔ ایک قدیم شہر جو فروگیہ سے علاقہ رکھتا تھا مگر لاؤ کونیا کی سرحد کے قریب تھا۔ یہ سرسبز قطعہ تھا اور بڑا تجارتی شہر تھا۔ کیونکہ کلکیا سے مغرب کو جو شاہراہ جاتی تھی وہ اسی میں سے گزرتی تھی۔ سڑک کے راستہ یہ انطاکیہ سے ۸۵ میل کے فاصلہ پر تھا اور انطاکیہ کے شمال یا علاقہ میں سرحد کی طرف تھا۔ ملکی لحاظ سے یہ انطاکیہ کے برابر رتبہ نہ رکھتا تھا۔

۵۲۔ مگر شاگرد خوشی اور روح القدس سے معمور ہوتے رہے۔

خوشی ۔۔۔۔ معمور ہوتے رہے۔ فعل ناتمام، باوجودیکہ ان کے استاد ان سے جدا ہوگئے تھے (۸-۹۳ کی شرح) اور باوجود مخالفت اور ایذا رسانی کے مقابلہ کرومتی ۵: ۱۲ سے۔ ا تھسلنیکی ۱: ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کی خوشی خاص مظلوم مسیحیوں کے لئے تھی۔

تیرھویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے۔

۱۔ سوریا کے انطاکیہ میں غیر ممالک میں مشنری کام کی بابت۔ آیات ۱ سے ۴۔
۲۔ کپرس میں مشنری کام کا آغاز۔ آیات ۵ سے ۱۲۔
۳۔ پسدیہ کے انطاکیہ میں مشنری کام کا اجرا۔ آیت ۱۳ سے ۵۲۔
وعظ۔ آیات ۱۶ سے ۴۱، ہنگامہ آیات ۴۲ سے ۵۲۔

دوم۔ بڑے بڑے مضامین۔

(ا) قابل نمونہ غیر ملکی مشنری آیات ۱ سے ۴۔
۱۔ اپنی ملکی خدمت میں آزمائے گئے اور باوروثابت ہوئے آیت ۱ (۱۱: ۲۳ سے ۲۶)۔
۲۔ خدا کی خدمت میں سرگرم اور خود انکار آیت ۲۔

چودھواں باب

اکنیم

اکنیم (۱-۶)

۱۔ اور اکنیم میں ایسا ہُوا کہ وُہ ساتھ ساتھ یہودیوں کے عبادت خانہ میں گئے، اور ایسی تقریر کی کہ یہودیوں اور یُونانیوں دونوں کی ایک بڑی جماعت ایمان لے آئی۔

اکنیم۔ دیکھو ۱۳: ۵۱۔

ساتھ ساتھ۔ بعض اس کا یہ ترجمہ کرتے ہیں "اسی طریقے سے" (جیسا کہ انطاکیہ میں) مقابلہ کرو ۱۳: ۴۴ سے۔

یُونانیوں۔ بمقابل یُونانی مائل یہودیوں کے۔ یہ غیر قوم یُونانی تھے۔ (دیکھو ۶: ۱؛ ۱۱: ۲۰ کی شرح) یہاں قومی امتیاز ہے، جس سے غیر یہودی مُراد ہیں، جو یُونانیوں کی نسل سے تھے (۱۶: ۱ و ۳، ۱۸: ۴، ۱۹: ۱۰ و ۱۷، ۲۰: ۲۱، ۲۱: ۲۸) مگر چُونکہ ان میں سے بعض یہودی عبادت خانہ کی طرف مائل تھے اور کسی درجہ تک یہودی مرید تھے، اس لئے اُن کا ذکر ایک الگ جماعت کے طور پر آیا "خُدا پرست یُونانی" (۱۷: ۴) شاید انہیں ہی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ (جیسا کہ ۱۱: ۲۰ میں) چُونکہ مشنری عبادت خانوں میں منادی کرتے تھے، اور چُونکہ خالص غیر قوموں سے اُن کا امتیاز کیا گیا ہے (آیت ۲) لیکن مخفی نہ رہے کہ اکنیم میں جو کام ہُوا اُس کا بیان بہت ہی مختصر طور سے ہُوا۔ اور آیت ۱ میں نہ صرف اس ماجرے کی طرف اشارہ ہوگا جو عبادت خانہ میں واقع ہُوا بلکہ اُن سب کی طرف جو سارے شہر میں واقع ہُوا۔ اس صورت میں لفظ یُونانی وسیع معنی میں استعمال ہُوا۔ اس جملہ "بڑی جماعت" سے اس رائے کی تائید ہوتی ہے۔

۲۔ مگر نافرمان یہودیوں نے غیر قوموں کے دلوں میں جوش پیدا کر کے اُن کو

بھائیوں کی طرف سے بدگمان کر دیا۔

نافرمان۔ اِس سے پتہ لگتا ہے کہ کوئی خاص ماجرا واقع ہُوا۔ اس کے بعد کہ اُنہوں نے پہلے عبادت خانہ میں وعظ کیا تھا، جہاں یہودی (جیسے انطاکیہ میں) "حسد سے بھر گئے" (۱۳: ۴۵) کیونکہ غیر قومیں رجوع لاتی تھیں۔ مقابلہ کرو ۱۹: ۹ سے جہاں یہی فعل مستعمل ہُوا۔

یہودیوں۔ اس مختصر بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ انطاکیہ میں واقع ہُوا تھا ویسا ہی کچھ اکنیم میں وقوع میں آیا۔ اس لئے اُس کا مفصل ذکر کرنا لوقا نے ضروری نہ سمجھا۔

جوش پیدا کر کے۔ دیکھو ۱۳: ۵۰۔

بدگمان کر دیا۔ جو فعل یہاں مستعمل ہُوا اُس کے عام معنی "بدسلوکی" ہیں۔ (دیکھو ۷: ۶ و ۱۹، ۱۲: ۱، ۱۸: ۱۰) اس لئے اِس کے معنی یہ ہُوئے کہ اُنہوں نے غیر قوموں کے دِلوں کو خراب کر دیا، اور اُنہیں اُبھارا تاکہ اُن کے ساتھ بدسلوکی کریں۔ "بھائیوں کی طرف سے" یعنی مسیحیوں کی طرف سے۔

۳۔ پس وُہ بہت عرصہ تک وہاں رہے اور خداوند کے بھروسے پر دلیری سے کلام کرتے تھے اور وُہ اُن کے ہاتھوں سے نشان اور عجیب کام کرا کر اپنے فضل کے کلام کی گواہی دیتا تھا۔

بہت عرصہ تک۔ دیکھو ۹: ۲۳ کی شرح۔

پس۔ یعنی جو حوصلہ افزائی (آیت ۱) اور مخالفت (آیت ۲) کی وجہ سے جن کا اُن کو تجربہ ہُوا، جیسا کہ وُہ پسدیہ کے انطاکیہ میں مخالفت کے طوفان کے برپا ہونے کے بعد ٹھہرے (۱۳: ۴۵-۴۹)

دلیری سے۔ دیکھو ۱۳: ۴۶، ۹: ۲۷ کی شرح۔

خداوند کے۔ خداوند پر بھروسہ اُن کی دلیری اور آزادانہ کلام کی بنیاد تھا۔ مقابلہ کرو (۱ تھسلنیکی ۲: ۲)

فضل کے کلام۔ اس حیرت انگیز رحمت کا کلام جو سارے آدمیوں "یہودیوں اور یونانیوں" پر محیط ہے۔ (دیکھو ۱۳: ۴۳ کی شرح)

(اعمال کی کتاب میں مفصلہ ذیل جملے آتے ہیں)

(ا) خدا کا کلام (۴: ۳۱، ۶: ۲ و ۷، ۸: ۱۴، ۱۱: ۱، ۱۲: ۲۴، ۱۳: ۵ و ۷ و ۴۴ و ۴۶ و ۴۸، ۱۷: ۱۳، ۱۸: ۱۱)

(ب) خداوند کا کلام (۸: ۲۵، ۱۳: ۴۹، ۱۵: ۳۵ و ۳۶، ۱۹: ۱۰ و ۲۰)

(ج) انجیل کا کلام (۱۵: ۷)

(د) خداوند یسوع کی باتیں (۲۰: ۳۵)

(ہ) نجات کا کلام (۱۳: ۲۶)

(و) اُس کے فضل کا کلام (۲۰: ۳۲)

نشان اور عجیب کام۔ دیکھو ۲: ۲۲ کی شرح اور مقابلہ کرو ۲: ۴۳، ۴: ۳۰، ۵: ۱۲، ۶: ۸، ۷: ۳۶، ۱۵: ۱۲۔

۴۔ لیکن شہر کے لوگوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ بعض یہودیوں کی طرف ہو گئے اور بعض رسولوں کی طرف۔

پھوٹ پڑ گئی۔ یہ فعل پھر ۲۳: ۷ میں آیا ہے۔ جہاں کہیں انجیل پیش کی گئی، قبول کرنے والوں اور رد کرنے والوں میں جدائی ہو گئی۔ چنانچہ "نافرمان یہودیوں" کا ذکر ہو چکا (آیت ۲) کہ وہ ایمان لانے والے یہودیوں کے برخلاف ہو گئے۔ (آیت ۱) یہ غیر قوموں کی مخالفت (آیت ۲) ایماندار یونانیوں کے خلاف ——— (آیت ۱) اب کل آبادی دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ایک تو مسیح کے حامی تھے، اور ایک اُس کے برخلاف تھے۔

۵۔ مگر جب غیر قوم والے اور یہودی اُنہیں بے عزت اور سنگسار کرنے کو اپنے سرداروں سمیت اُن پر چڑھے۔

بے عزت۔ یہ فعل ۲۲: ۶، لوقا ۱۱: ۴۵، ۱۸: ۳۲، ۱ تھسلنیکیوں ۲: ۲ میں ہے اِس میں بے عزتی اور ظلم دونوں خیالات ملے ہوئے ہیں۔ پہلے ایام میں خود مقدس پولس نے مسیحیوں سے ایسا ہی سلوک کیا تھا۔ ۱ تیمتھیس ۱: ۱۳۔

اپنے سرداروں سمیت۔ بعض اُن سے شہر کے حکام فوجداری مراد لیتے ہیں اور بعض یہودی جماعت کے سردار۔ یونانی عبادت اور سنگساری کا ذکر دوسرے

معنی کے موید ہیں۔

چڑھے۔ یہ اسم پھر یعقوب ۳ : ۴ میں مستعمل ہوا ہے۔ لیکن اِس سے مشتق فعل متی ۸ : ۳۲۔ مرقس ۵ : ۱۳، لوقا ۸ : ۳۳، اعمال ۷ : ۵۷، ۱۹ : ۲۹۔ یہودیوں اور غیر قوموں کی ملی جلی بھیڑ نے بلکہ اس جگہ حملہ کیا، جہاں کہ یہ مشنری رہتے تھے، تاکہ اُن کو سنگسار کرے۔ لیکن اُن کو وقت پر خبر مل گئی اور وہ بچ گئے۔

۶۔ تو وہ اُس سے واقف ہو کر لکاؤنیہ کے شہروں لسترہ اور دربے اور اُن کے گرد و نواح میں بھاگ گئے۔

لکاؤنیہ۔ ایک بڑے ملک کا نام جس میں ایک سطح مرتفع داخل تھا جو پہلے سلیوکس کی سلطنت میں داخل تھا۔ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اُس کے دو حصے تھے۔ مشرقی حصہ کوموجین (COMMAGENE) کے بادشاہ انتی اوخس کے ماتحت دیسی ریاست سے علاقہ رکھتا تھا۔ اور مغربی حصہ براہ راست رومی حکومت کے ماتحت تھا اور گلتیہ کے ضلع میں شامل تھا۔ یہ اس قسم کا علاقہ تھا جیسے راجپوتانہ جس کا کچھ حصہ مثلاً اجمیر مارواڑ تو براہ راست سرکار انگریزی کے ماتحت تھا، اور باقی حصہ دیسی ریاست میں شامل تھا۔ لکاؤنیہ کے رومی علاقہ میں پولس اور برنباس نے انجیل سُنائی اور اسی علاقہ میں لسترہ اور دربے شہر واقع تھے۔ اس کے شمال میں خاص گلتیہ، مغرب میں فروگیہ اور پسدیہ مشرق میں کپا دوکیہ جنوب میں کوہ طارس کا پہاڑی سلسلہ تھا۔

لسترہ۔ اکنیم سے جنوب مغرب کو تقریباً ۱۸ میل کے فاصلہ پر جب اگسٹس قیصر نے سنہ ۔ ق م میں رومی بستی قائم کی تب سے اُس کا کچھ حال معلوم ہوا۔ اس سے پیشتر کا کچھ حال معلوم نہیں۔ بستی کی حیثیت سے اُس کی حکومت اور انتظام لاطینی تھا لیکن دور واقع ہونے کے باعث پسدیہ کے انطاکیہ اور اکنیم کی نسبت یہ شہر کم مہذب اور یونانی شائستگی سے متاثر تھا۔

دربے۔ گلتیہ کے علاقہ کا سرحدی شہر اُس شاہراہ پر واقع تھا جو لسترہ سے جنوب مشرق کو تھا۔ اس کی تاریخ بہت کم معلوم ہے۔ یہ لسترہ سے تقریباً بیس میل کے فاصلہ پر تھا۔

گرد و نواح - دیکھو ۱۳ : ۴۹ کی شرح - یہ اُن علاقوں میں سے ایک تھا، جن میں جنوبی گلتیہ کو رومیوں نے انتظام کی سہولیت کے لئے تقسیم کیا تھا۔ سرکاری طور پر اِس کو گلاتیہ لُکااُنیہ" کہتے تھے۔ کیونکہ یہ گلتیہ کے علاقہ میں تھا لیکن عام طور پر یہ گلتیہ کا علاقہ کہلاتا تھا۔ یہ نام لُکااُنیہ کے حصّہ کے اُن لوگوں نے دیا تھا جو کو موجین کی دیسی ریاست میں شامل تھے (دیکھو ۱۸ : ۲۳ کی شرح) اکنیم سے لُسترہ کی طرف سفر کرتے ہوئے یہ مشنری فردگیہ کے علاقہ سے گزر کر رومی لُکااُنیہ کے گلتیہ کے علاقے میں داخل ہو گئے۔

بھاگ گئے - مرکب فعل جو اس جگہ کے سوا صرف عبرانی ۶ : ۱۸ میں آیا ہے اُنھوں نے یہ مسیح کی ہدایت کے مطابق کیا (متی ۱۰ : ۲۳)

۷- اور وہاں خوشخبری سُناتے رہے۔

خوشخبری سُناتے رہے - لفظی طور پر "وہاں وہ خوشخبری سُنانے میں لگے رہے" دیکھو ۸ : ۴ کی شرح - بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "اور کل آبادی اس تعلیم سے مُوثر ہوئی۔ لیکن پولُس اور برنباس لُسترہ میں ٹھہرے رہے۔" مگر یہ مابعد کا حاشیہ چڑھایا ہُوا معلوم ہوتا ہے۔ اس باب میں لُسترہ اور دربے شہروں کے سوا اور کسی جگہ خوشخبری سُنانے کا ذکر نہیں۔ لیکن ہم یہ مان سکتے ہیں کہ جیسے پسدیہ کے انطاکیہ میں ویسے یہاں کم و بیش کل علاقہ پر تاثیر ہوئی (۱۳ : ۴۹)

(۸-۲۱) لُسترہ لنگڑے نے شفا پائی - پولُس کی تقریر - دربے

۸- اور لُسترہ میں ایک شخص بیٹھا تھا، جو پاؤں سے لاچار تھا۔ وہ جنم کا لنگڑا تھا اور کبھی نہ چلا تھا۔

لاچار - یُونانی طبیبوں نے اس لفظ کو اکثر اسی معنی میں استعمال کیا۔

جنم کا لنگڑا - ۳ : ۲ میں یہی الفاظ آئے۔ ان دونوں معجزوں کا غور سے مقابلہ کرو۔

کبھی نہ چلا تھا - لُوقا نے یکے بعد دیگرے جملے استعمال کئے تاکہ اُس شخص کی

لاچاری کو ظاہر کرے۔ اُس نے اِس معجزے کو بہت ضروری خیال کیا اور اُسے ایک "نشان" سمجھا۔ رامزے صاحب اور دیگر مفسر خیال کرتے ہیں کہ خدا نے گلتیہ کے غیر قوموں کے درمیان کام کرنے کے لئے یہ خاص معجزے عطا کئے (مقابلہ کرو آیت ۳ سے) مُقدّس پولُس نے گلتیوں کے خط میں اِن معجزوں کی طرف خاص اشارہ کیا (گلتیوں ۳ : ۵) بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "وہ جو خدا کا خوف رکھتا تھا"۔ اس سے یہ ایسا ہے کہ وہ غیر قوم یہودی دین کی طرف مائل تھا۔ (۱۳ : ۱۶ کی شرح) یہ اغلب خیال ہے۔

۹۔ وہ پولُس کو باتیں کرتے سُن رہا تھا، اور جب اُس نے اُس کی طرف غور کر کے دیکھا، کہ اُس میں شفا پانے کے لائق ایمان ہے۔

سُن رہا تھا۔ یہ فعل ناتمام ہے "وہ بار بار سُنتا رہا"۔ بیزا کے نسخہ میں یہ لفظ بھی یہاں آیا ہے "خوشی سے"۔

غور کر کے دیکھا۔ دیکھو ۱ : ۱۰، اور مقابلہ کرو ۳ : ۴ سے۔

شفا پانے۔ حاشیہ میں ہے "نجات پانے"۔ دیکھو ۴ : ۹ کی شرح۔

۱۰۔ تو بڑی آواز سے کہا کہ اپنے پاؤں کے بل سیدھا کھڑا ہو جا۔ بس وہ اچھل کر چلنے پھرنے لگا۔

سیدھا کھڑا ہو جا۔ دیکھو ۹ : ۶ کی شرح۔ لفظ "سیدھا" عبرانی ۱۲ : ۱۳، میں بھی آیا ہے۔ طبیبوں نے یہ لفظ اکثر کھڑا ہونے کے ساتھ استعمال کیا۔ یہ سیدھا کھڑا ہو جانا کامل شفا کا ثبوت تھا۔ بیزا کے نسخے میں یہ تفصیل بھی ہے۔ "بلند آواز سے کہا" میں تمہیں یسوع مسیح کے نام سے کہتا ہوں" اپنے پاؤں پر سیدھا کھڑا ہو جا اور چل پھر۔ اور فی الفور اُسی وقت وہ اُچھل کر چلنے پھرنے لگا"۔

اچھل کر۔ ۳ : ۸ میں بھی یہی فعل آیا تھا "ایک چھلانگ مار، کر اچھل پڑا"۔

چلنے پھرنے لگا۔ فعل ناتمام۔ جیسا ۳ : ۸ میں۔

۱۱۔ لوگوں نے پولُس کا یہ کام دیکھ کر لکاؤنیہ کی بولی میں بلند آواز سے کہا کہ آدمیوں کی صورت میں دیوتا اُتر کر ہمارے پاس آئے ہیں۔

بڑی آواز سے۔ مقابلہ کرو ۲ : ۱۴، ۲۲ : ۲۲ سے، جو صیغہ آیا ہے

اُس سے یہ مُراد ہے کہ یک لخت وُہ بول اُٹھے۔ مشرقی ملکوں میں اس قسم سے چلّا اُٹھنا ایک عام بات ہے۔

لکا اُنیہ کی بولی میں۔ یُونانی زبان صرف چند تعلیم یافتہ لوگوں کو آتی تھی۔ اس دُور افتادہ شہر میں لوگ اِس سے بہت کم واقف تھے۔ کم تعلیم یافتہ لوگ اپنی دیسی بولی ہی سے واقف تھے۔ اور اسی بولی میں اُنہوں نے اپنے دلی خیالات کا اظہار کیا۔ مابعد بیان سے ظاہر ہے کہ جو کچھ اُن لوگوں نے اپنی زبان میں کہا اُسے پولُس اور برنباس نے نہیں سمجھا۔ البتہ واقعات نے اُن کے خیالات اور مقصد کو ظاہر کر دیا (آیات ۱۳ و ۱۴) جیسے یورپین جو دیسی بولی سے ناواقف ہوں ایک ہجوم کو جوش میں ہندی اُردو وغیرہ بولی بولتے سنیں اور وُہ نہ سمجھیں کہ وُہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔

دیوتا اُتر کر۔ اُس زمانہ کے بُت پرست لوگ عموماً یہ مانتے تھے کہ اُن کے دیوتا انسانی صُورت میں وقتاً فوقتاً اُترتے رہے۔ خاصکر اُن میں یہ قصّہ مشہور تھا کہ مشتری اور عطارد دیوتا انسانی صُورت لے کر اُترے۔ ایک فروگی کسان عورت مسمات بوکس (BAUCIS) اور اُس کے خاوند فلیمون نے جو اُن مہمانوں کی حقیقت سے ناواقف تھے، اُن کو اپنے گھر میں اُتارا اور اُن کی اچھی خاطر تواضع کی۔ اور اُن دیوتاؤں نے اُن کو خاص برکتیں اور نعمتیں عطا کیں جس جگہ سے یہ قصّہ مشہور ہے، اُس سے لسترہ بہت دُور نہ تھا۔ اور ان توہّم پرست اہل لسترہ نے یہ گمان کیا کہ پولُس اور برنباس وُہی دیوتا تھے جو اس بھیس میں اُن کو خاص برکتیں دینے اُترے۔ اہل ہنود میں ایسے قصّے بہت مشہور ہیں۔ مثلاً شیوجی کا ایک سادھو کے بھیس میں ظاہر ہونا تاکہ اپنے رشی ماران کا امتحان کرے وغیرہ۔

۱۲۔ اور اُنہوں نے برنباس کو زیوس کہا، اور پولُس کو ہرمیس۔ اس لئے کہ یہ کلام کرنے میں سبقت رکھتا تھا۔

مشتری۔ یُونانی زیوس۔ یُونانی دیوتاؤں میں یہ بڑا دیوتا تھا اور وُہ سب کا باپ اور خُداوند مانا جاتا تھا۔ یعنی دیوتاؤں اور انسانوں کا۔ ایک طرح سے یہ ہندو

دیوتا برہما کی مانند تھا اور بعض باتوں میں اِندر کی مانند۔ برہما کی طرح وُہ سب کا پیدا کرنے والا اور اِندر کی طرح وُہ باقی دیوتاؤں کا میرِ مجلس تھا جس کے ہاتھ میں رعد کا تیر ہے۔ یہ نہایت خوش شکل سمجھا جاتا تھا جس کی دراز ریش تھی۔ اہلِ لُسترہ نے اُسے برنباس سے تشبیہ دی کیونکہ وُہ زیادہ بزرگ اور خاموش طبیعت کا شخص تھا۔ یہ بڑا چھوٹے کے ذریعہ اپنا مقصد ظاہر کر رہا تھا۔

عطارد۔ یُونانی "ہرمیس"۔ مشتری کا بیٹا اور دیوتاؤں کا ایلچی اور ترجمان خاصکر زیوس کا۔ وُہ فصاحت اور تجارت کا مربّی دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ تقریر کا فن اُس نے ایجاد کیا۔ اہلِ لُسترہ کے نزدیک پولُس تقریر کرنے کے باعث برنباس کا ترجمان تھا۔

۱۳۔ اور زیوس کے اُس مندر کا پُجاری جو اُن کے شہر کے سامنے تھا بیل اور پھولوں کے ہار پھاٹک پر لا کر لوگوں کے ساتھ قُربانی کرنا چاہتا تھا۔

پُجاری۔ بیزا کے نسخہ میں یہ لفظ جمع ہے "پجاریوں"۔ ہندو پاکستان میں ایسے بہت پُجاری مندروں میں ہوتے ہیں جن میں سے کسی کا کام دیوتا کو غسل دینا کسی کا کپڑے پہنانا اور کسی کا بھوجن کھلانا وغیرہ ہوتا ہے اور مقرّرہ اوقات پر وُہ پُوجا پاٹ کراتے ہیں۔

مندر۔۔۔ جو شہر کے سامنے تھا۔ لفظی طور سے زیوس جو شہر کے سامنے تھا۔ اصل یُونانی میں لفظ مندر ہے۔ یہ خیال کیا گیا کہ خُود دیوتا شہر کے سامنے حاضر تھا اپنے مندر میں۔ بیزا کے نسخہ میں عبارت ہے "دیوتا زیوس شہر کے سامنے" اِس میں یہ ایماء ہے کہ ایک قدیم مُتوکل دیوتا۔ غالباً ایشیا میں مُدّتوں سے فصیل شہر کے باہر مندر میں پُوجا ہوتی تھی (غالباً اُس زمانہ سے جب کہ شہر بھی آباد نہ ہُوا تھا) اور وُہ دیوتا یُونانی خیالات کے پھیلنے کی وجہ سے —— زیوس کہلانے لگا۔ اس مُلک کے بہت حصّوں میں قصبہ یا شہر کے مدخل پر مقامی دیوتاؤں کے مندر بنے ہوتے ہیں اور ایسی بھی مثالیں موجود ہیں جہاں ایسے مقامی دیوتا آریا دیوتاؤں میں شمار کئے گئے۔

بیل۔ مشتری اور عطارد کے لئے بیلوں کی قُربانی کا اکثر مصنفّوں نے ذکر

کیا ہے۔ گو مینڈھے یا گائے کی قربانی ایک وقت ہندوستان میں مروّج تھی (زناتریا برہمنا)۔ گو اب یہ رواج بالکل جاتا رہا ہے، تو بھی بعض مثالیں ہیں، جن میں بھینسے ہر سال قربانی کئے جاتے ہیں۔ بکریوں کی قربانی تو اکثر اِس ملک میں پائی جاتی ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ خیال کیسا عالمگیر تھا، جسے انجیل نے کامل طور سے پورا کیا، کہ خون بہائے بغیر گناہ کی معافی نہیں۔

ہار۔ ہندوستان میں پوجاری دیوتاؤں کو ہار پہناتے ہیں۔ بعض اوقات قربانی کے جانور کے سر پر بھی ہار ڈالے جاتے ہیں۔

پھاٹک پر۔ اِس کی تشریح مختلف طور سے کی جاتی ہے۔

(الف) اس کا اشارہ شہر کے پھاٹک کی طرف ہے۔ پجاری یا پجاریوں نے قربانی اور ہار مندر میں شہر کے باہر تیار کئے اور پھر جلوس بنا کر نکلے تاکہ اِن دیوتاؤں (جن کو انہوں نے دیوتا سمجھ لیا) کی جو شہر میں تھے پوجا کریں۔

(ب) اِس سے ہیکل کے پھاٹک مُراد ہیں۔ پس معنی یہ ہوں گے کہ اِن دیوتاؤں کے لئے جو اس شہر میں بھیس بدل کر آئے تھے مندر کے سامنے قربانی چڑھائیں اِس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ یہ تیاریاں مندر کے باہر کے احاطے میں ہوئیں اور پھر وہاں سے وہ مندر کے پھاٹک مُراد ہے (۱۰ : ۱۷، ۱۲ : ۱۳) جس میں پطرس اور برنباس مقیم تھے۔ اِس معجزہ کے بعد وہ اس گھر میں چلے گئے تھے، اور اُن کو عوام الناس کے خیالات کی خبر نہ تھی لیکن جب یہ لوگ قربانی لے کر پہنچے تب اُن کی آنکھیں کُھلیں۔

اِن سب میں یہ آخری تشریح زیادہ سادہ معلوم ہوتی ہے۔ گو یہ اعتراض اِس امر پر عاید ہوتا ہے کہ لفظ "پھاٹک" یہاں جمع ہے اور اِس سے معمولی گھر کے پھاٹک سے کچھ زیادہ معنی نکلتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہمیں اُس گھر کا کوئی حال معلوم نہیں جہاں وہ رہتے تھے کہ آیا وہ گھر تھا یا کوئی اور مکان، اس لئے یہ اعتراض بہت بڑا نہیں۔ اغلب ہے کہ وہ ایسی قربانی کو روکتے جو اُن کے آگے چڑھائے جانے کو تھی، بجائے اِس کے کہ وہ شہر سے باہر دوڑ کے جاتے اور وہ ایسی رسُوم میں خلل ڈالتے جو شہر کے باہر مندر کے دروازہ پر مانی جانے

کو نہیں۔ اِس قسم کی رسُوم اور پوجا کا چرچا ہندوستان کے شہروں میں اکثر پایا جاتا ہے خاصکر مقامی تہواروں کے وقت۔

۱۴۔ جب برنباس اور پولُس رسُولوں نے یہ سُنا تو اپنے کپڑے پھاڑ کر لوگوں میں جا کُودے، اور پُکار پُکار کر۔

رسُولوں نے۔ یہ لقب بارہ رسُولوں پر ہی محدود نہ تھا۔ یہ لقب یہاں پولُس اور برنباس کو دیا گیا۔ خُداوند کا بھائی یعقوب بھی رسُول کہلاتا ہے (گلتیوں ۱: ۱۹، ۱ کرنتھی ۱۵: ۷)، اپلوس بھی (۱ کرنتھی ۴: ۶-۹) اور غالباً اندرونیکس اور یونیاس بھی (رومیوں ۱۶: ۷) وغیرہ دیکھو ۱: ۲ کی شرح۔ پولُس و برنباس دیوتا نہ تھے جیسا کہ لوگوں کا گمان تھا بلکہ یسُوع مسیح کے محض مشنری۔

اپنے کپڑے پھاڑے۔ اِس جُملے کے لئے دیکھو متی ۲۶: ۶۵، مرقس ۱۴: ۶۳، یہ خوف اور مصیبت کا نشان تھا۔

جا کُودے۔ یہ فعل صرف اِسی جگہ آیا ہے۔ اِس سے کچھ مشابہ ۱۶: ۲۹ میں ہے، جہاں وہ مقیم تھے غالباً وہاں سے "جا کُودے"۔ (آیت ۳ کی شرح)

۱۵۔ کہنے لگے کہ لوگو! تم یہ کیا کرتے ہو؟ ہم بھی تمہارے ہم طبیعت اِنسان ہیں اور تمہیں خوشخبری سُناتے ہیں تاکہ ان باطل چیزوں سے کنارہ کر کے اُس زندہ خُدا کی طرف پھرو، جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ اُن میں ہے پیدا کیا،

"ہم" "ہم" اور "انسان" دونوں تاکیدی الفاظ ہیں۔ ہم جن کو تم پوجنا چاہتے ہو محض انسان ہیں اور کچھ نہیں۔

خوشخبری سُناتے ہیں۔ یہ فعل اعمال کی کتاب میں بہت دفعہ آیا ہے (۸: ۴ کی شرح)

بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ ہیں "تمہارے پاس خُدا کی خوشخبری لاتے ہیں"۔ ایشیائے کوچک کے بُت پرست اعلیٰ دیوتا کو "اللہ" کہتے تھے جیسے ہندوستان میں پرمیشور کو دیگر دیوی دیوتاؤں سے امتیاز کرتے ہیں (۱۷: ۲۳ کا حاشیہ) یہ مسیحی مبشر کا کام ہے کہ اُس کو مشتہر کرے جس نے اپنے تئیں مسیح یسُوع میں منکشف کیا۔

باطل چیزوں۔ یہودی غیر قوموں کے بُتوں کو "بطلان" ہی کہا کرتے تھے۔

(استثنا ۳۲: ۲۱؛ ۱-سموئیل ۱۲: ۲۱؛ یرمیاہ ۱۴: ۲۲)

زندہ خدا - بمقابلہ غیر قوموں کے مُردہ بُتوں کے (۱-تھسلنیکی ۱: ۹)

جس نے آسمان اور زمین .... بنائے - یہ خروج ۲۰: ۱۱ کی گونج ہے - ہر مشنری اور مبشر جانتا ہے کہ کثرت الالٰہ ماننے والوں کے آگے یہ صاف طور پر بیان کرنا کیسا ضروری ہے کہ ایک ہی زندہ خدا ہے جو ساری چیزوں کا خالق ہے۔

۱۶- اُس نے اگلے زمانہ میں سب قوموں کو اپنی اپنی راہ چلنے دیا۔

سب قوموں کو ... چلنے دیا - یعنی اُن کو ایسے خاص مکاشفہ کے بغیر رہنے دیا جیسا کہ یہودیوں کو عطا ہُوا تھا۔

۱۷- تو بھی اُس نے اپنے آپ کو بے گواہ نہ چھوڑا - چنانچہ اُس نے مہربانیاں کیں اور آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا اور بڑی بڑی پیداوار کے موسم عطا کئے اور تمہارے دلوں کو خوراک اور خوشی سے بھر دیا۔

اپنے آپ کو بے گواہ نہ چھوڑا - مقابلہ کرو ۱۷: ۲۶-۳۰، رومیوں ۱: ۱۸-۲۲، ۲: ۱۴-۱۶، فطرت کے نظارے اور کانشنس کی ہدایات اور نوع انسان کی رُوح کے تقاضات یہ سب کے سب اس امر پر گواہ ہیں کہ ایک زندہ قادرِ مطلق، راستباز اور مہربان خدا ہے۔

مہربانیاں کیں - یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے - یہ اور مابعد کے دو فعل حالیہ ہیں (مہربانی کرتے ہُوئے - دیتے ہُوئے - بھرتے ہُوئے) خدا کی لگاتار مہربانی کو ظاہر کرتے ہیں (متی ۵: ۴۵) اس ملک کے بہت سے لوگوں کے خیالات اس سے مختلف ہیں - کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اُن کے دیوتا حاسد اور غضبناک ہیں؛ جن کو بار بار منانا پڑتا ہے تاکہ وہ بیماری کو دُور کریں اور دُنیاوی برکتیں عنایت کریں۔

پانی .... پیداوار کے موسم - ہندو پاکستان جیسے ممالک میں یہ بخوبی معلوم ہے کہ ان برکتوں پر ہمارا کیسا دارومدار ہے - معمولی برسات کا نہ ہونا؛ تنگی اور قحط اور مصیبت کا نشان ہے - حالانکہ بارش کا عین موسم پر کافی برسنا اناج اور خوشی کا پیش خیمہ ہے - "خوشی" کے لئے دیکھو ۲: ۲۸-

۱۸- یہ باتیں کہہ کر بھی لوگوں کو مشکل سے روکا کہ اُن کے لئے قربانی نہ کریں۔

مشکل سے۔ (۲۰:۷-۸ و ۱۶، رومیوں ۵:۷، ۱ پطرس ۴:۱۷) ہم ہندو پاکستان کے تجربہ سے کہہ سکتے کہ اس جوش بھرے ہجوم کو اس کام سے روکنا کیسا مشکل کام تھا تاکہ وہ بُت پرستی کی رسُوم ادا نہ کرے جس کے لئے کہ اُن کے دِل آمادہ تھے۔

۱۹- پھر بعض یہُودی انطاکیہ اور اکنیم سے آئے اور لوگوں کو اپنی طرف کر کے پولُس کو سنگسار کیا اور اُس کو مُردہ سمجھ کر شہر کے باہر گھسیٹ لے گئے۔

یہُودی انطاکیہ اور اکنیم سے۔ اُن کی دُشمنی کے زور کا اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ وُہ کیسے مشنریوں کے تعاقب میں لگے رہے (۱۷:۱۳) اور انطاکیہ کے یہُودیوں کے بارہ میں تو یہ اور بھی ظاہر ہے کہ وُہ یہُودی سو میل سے زیادہ کا فاصلہ طے کر کے آئے تھے۔ یہ قرین قیاس ہے کہ آیات ۱۸ اور ۱۹ کے مابین کچھ وقفہ گزُرا ہوگا۔

لوگوں کو اپنی طرف کر کے۔ لکاؤنیہ کے لوگ تلوّن مزاجی میں ضرب المثل تھے۔ اس موقع پر بھی اُن کی حقیقی سیرت عیاں ہوئی۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۱:۶، ۳:۱، ۵:۷-۹۔ یہُودی سرغنے نہ معلوم کن کن دلیلوں سے اہلِ لُسترہ کو ترغیب دیتے ہوں گے کہ وُہ اپنے اس تشدّد کے فعل کو نہ روکیں۔ ہم یہ نہیں مانتے کہ خُود اہلِ لُسترہ نے ان مشنریوں کے ساتھ کوئی تشدّد کیا۔

پولُس کو سنگسار کیا۔ یعنی انطاکیہ اور اکنیم کے یہُودیوں نے ایسا کیا۔ سنگسار کرنا یہُودی طریقہ سزا کا تھا۔ یہاں ایک اتفاقی مطابقت ۲ کرنتھی ۱۱:۲۵ سے ہے شاید پولُس نے اس موقع پر وُہ زخم کھائے جن کا ذکر گلتیوں ۶:۱۷ میں آیا ہے۔

گھسیٹ لے گئے۔ دیکھو ۸:۳۔

مُردہ سمجھ کر۔ مگر وُہ مُردہ نہ تھا۔ یہاں پھر ۲ کرنتھی ۱۱:۲۳ سے مطابقت ہے۔ دیکھو ۲ کرنتھی ۴:۹-۱۰۔

۲۰- مگر جب شاگرد اُس کے گرد آ کھڑے ہوئے تو وُہ اُٹھ کر شہر میں آیا، اور دُوسرے دن برنباس کے ساتھ دِربے کو چلا گیا۔

شاگرد۔ لُسترہ میں اُن کی خدمت بے ثمر نہ رہی (۹ : ۲۵) جس لنگڑے نے شفا پائی وُہ ایمان لایا۔ پھر تیمتھیُس بھی ضرور یہاں ہی ایمان لایا۔ (۱ تیمتھیُس ۱: ۲، ۲ تیمتھیُس ۳ : ۱۱) لُوئس اور یونیکے بھی شاگردوں میں شمار کئے گئے۔ (۲ تیمتھیُس ۱: ۵) بعض دُوسرے بھی تھے جن کے نام ہم کو معلوم نہیں۔

گرد اگرد آکھڑے ہُوئے۔ ہمدردی، غم اور فکر کے باعث اُن کو بھی اندیشہ تھا کہ پولُس کا کام تمام ہو گیا۔

اُٹھ کر۔ یہ بحالی اعجاز ہونے اور مسیحی ہمت کے لحاظ سے بھی قابلِ غور ہے۔

دُوسرے دن۔ سنگساری کے نتائج سے اُن کا اتنی جلدی بحال ہونا بڑا عجیب معاملہ ہے۔

دِربے۔ دیکھو آیت ۶ کی شرح۔ اِس دن کے تجربہ کے بعد ۳۰ میل کا سفر کرنا بڑی محنت کا کام تھا۔ اس دُور کے علاقہ میں یہ پُر خطر سفر تھا۔

۲۱۔ اور وُہ اُس شہر میں خوشخبری سُنا کر اور بہت سے شاگرد کر کے لُسترہ اور اکنیم اور انطاکیہ کو واپس آئے۔

خوشخبری سُنا کر۔ دیکھو ۱۳: ۳۲ کی شرح۔ گلتیہ کے جن دیگر شہروں میں اُنہوں نے انجیل سُنائی، اُن سے یہ شہر چھوٹا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُن کی کچھ مخالفت نہ ہُوئی۔

بہت سے شاگرد۔ یہ کچھ عرصہ تک مستعدی سے کام کرنے کا نتیجہ تھا۔ ان شاگردوں میں غالباً ایک گیُس تھا۔ (۲۰ : ۴)

واپس آئے۔ دِربے رُومی علاقہ کی سرحد پر تھا۔ وُہ سرحد کے پار کو مجین کی دیسی ریاست میں داخل نہیں ہوئے بلکہ واپس مُڑے تاکہ گلتیہ کے شاگردوں کو پھر دیکھیں۔

سوریا کے انطاکیہ کو واپس آنا (۲۲-۲۸)

۲۲۔ اور شاگردوں کے دلوں کو مضبوط کرتے اور یہ نصیحت دیتے تھے، کہ ایمان پر قائم رہو، اور کہتے تھے، ضرور ہے کہ ہم بہت مصیبتیں سہہ کر خدا

کی بادشاہت میں داخل ہوں۔

مضبوط کرتے - یہ فعل صرف اعمال کی کتاب ہی میں آیا ہے (۱۵: ۳۲ و ۴۱، ۱۸: ۲۳) اور ہمیشہ حسبِ موقع نصیحت اور ہمت کے ذریعہ نو مریدوں کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے آیا ہے۔ گلتیوں کے خط سے ظاہر ہے کہ یہ کام کیسا اہم تھا۔ موجودہ مشن کے علاقوں میں بھی اس کام کی بہت ضرورت ہے کیونکہ برگشتگی کے لئے سخت اور بے شمار آزمائشیں ہیں۔

قائم رہو - مرکب فعل ۱۳: ۴۳ میں جو فعل استعمال ہوا اُس سے کچھ مختلف ہے۔ اور پھر صرف گلتیوں ۳: ۱۰، اور عبرانی ۸: ۹ میں آیا ہے۔ یہودی عہدِ عتیق پر قائم رہنے میں قاصر رہے۔ لیکن مسیحیوں کو چاہیئے کہ خدا کے فضل سے انجیل کے ایمان پر قائم رہیں اور نجات دہندہ پر بھروسہ رکھیں (۱۱: ۲۳)

بہت مصیبتیں سہہ کر - یہ لفظ "مصیبتیں" پولس کی تصنیفات میں بہت آتا ہے (مثلاً رومیوں ۵: ۳، ۸: ۳۵، ۱۲: ۱۲، ۲ کرنتھی ۱: ۴، ۴: ۱۷، ۶: ۴، فلپیوں ۴: ۱۴، ۱ تھسلنیکی ۱: ۶+۳: ۳، ۷، ۲ تھسلنیکی ۱: ۴) آدمیوں میں سے شاید اس کو سب سے زیادہ مصیبتوں کا حصہ ملا (۹: ۱۶، ۲ کرنتھی ۱۱: ۲۳-۲۸) اس لفظ سے بیرونی مصیبتیں مراد ہیں، جو گویا بوجھ کے نیچے کچل رہی تھیں۔ ہم کو معلوم ہے کہ گلتیہ کے شہروں میں بھی یہ یہودی مخالفت جاری رہی اور اس کے ذریعہ یہ خطرہ تھا کہ نو مرید بے دل ہو جائیں گے۔ ان تفاصیل کا زور ہم کو ہندوپاکستان میں محسوس ہوتا ہے جہاں نو مریدوں کو بہت مصیبتیں اُٹھانی پڑتی ہیں۔

۲۳- اور اُنہوں نے ہر ایک کلیسیا میں اُن کے لئے بزرگوں کو مقرر کیا۔ اور روزہ سے دُعا مانگ کر اُنہیں خداوند کے سپرد کیا جس پر وہ ایمان لائے تھے۔

بزرگوں یا پریسبٹروں - دیکھو ۱۱: ۳۰ کی شرح - یہ خادم جماعت کی بہبودی اور عبادت کے عام انتظام کے ذمہ دار تھے۔ مُقدس پولس کا یہ دستور تھا کہ ساری غیر قوم کلیسیاؤں میں ایسا انتظام کرے (۲۰: ۱۷) وہ بشپ اور نگہبان بھی کہلاتے تھے (۲۰: ۲۸) گو دوسری صدی میں یہ لقب خاص عہدہ داروں یا ہر کلیسیا کے میرمجلس کے لئے مخصوص ہو گیا ---- دیکھو ۵: ۱۱ کی شرح۔

مقرّر کیا۔ جو فعل ۱۰: ۴۱ میں مستعمل ہُوا اُس کی یہ سادہ صُورت ہے۔ چُونکہ اس کے ابتدائی معنی چُننا یا ہاتھ بڑھانے کے ذریعہ (جیسے ووٹ دینا) مقرر کرنا تھا لہٰذا اس سے خیال گزرتا ہے کہ جماعتیں اپنے لئے آپ پرسبٹر چُنا کرتی تھیں (۶: ۳-۶) اِس کا ذکر پھر ۲ کرنتھی ۸: ۱۹ میں آیا ہے اور وہاں یہ معنی صاف ہیں لیکن چُونکہ اس کے معنی رفتہ رفتہ مقرّر کرنا ہوگئے (خواہ کسی طریقے سے ہو) اس لئے انتخابی معنی پر زور نہیں دے سکتے۔ بہرحال رُوح القدس کی طرف سے حقیقی بلاہٹ اس کے لئے ضروری سمجھی گئی (۲۰: ۲۸، ۱۳: ۲) دیکھئے کہ رسُولوں نے کیسی محنت سے حتی الامکان جلدی ہی سے نئی کلیسیاؤں کا انتظام کیا۔ خادمانِ دین مناسب خوبیوں والے جو مناسب اختیار والوں کی طرف سے مقرّر کئے گئے ہوں، مسیحی جماعت کی بہبُودی کے لئے نہایت ضرُوری ہیں۔

روزہ سے دُعا مانگ کر۔ ۶: ۶، ۱۳: ۲۳، قدیم تقرّرات میں روزہ۔ دُعا اور ہاتھ رکھنا خاص رسُوم تھیں۔ یہ عجب بات ہے کہ ہاتھوں کے رکھنے کا یہاں ذکر نہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ یہ امر مسلم تھا، کیونکہ بار بار اس کا ذکر ہوچکا تھا۔

خداوند کے سپرد کیا۔ یعنی مسیح کے۔ جو کلیسیا کا سر تھا جس پر اُن کا ایمان مبنی تھا۔ مقابلہ کرو ۲۰: ۳۲ سے۔ پُولُس اور برنباس کا کام دوبارہ گشت کرنے اور نئی کلیسیاؤں کے انتظام کرنے میں جو بڑا تھا مضبوط کرنا، نصیحت دینا۔ تقرر کرنا اور سپرد کرنا (خداوند کے) یہاں ہمارے لئے ایک نمُونہ ہے۔

۲۴۔ اور پسدیہ میں سے ہوتے ہوئے پمفولیہ میں پہنچے۔

پسدیہ۔ دیکھو ۱۳: ۱۴ کی شرح پسدیہ کے پہاڑوں میں سے گزر کر وہ پمفولیہ کے میدانوں میں پہنچے۔ غالباً اُن کو راہ میں بہت خطرے اور دُکھ پیش آئے۔ (۱۱: ۲۶)

ہوتے ہُوئے۔ یعنی وہاں سے مشنری دورہ کرتے ہُوئے گزرے (۸: ۴ کی شرح) پمفولیہ سے سفر کرتے ہُوئے معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے راہ میں منادی نہیں کی لیکن واپس آتے وقت اُنھوں نے جگہ جگہ انجیل سُنائی۔

پمفولیہ۔ دیکھو ۱۳: ۱۳ کی شرح۔

۲۵۔ اور پرگہ میں کلام سُنا کر اتلیہ کو گئے۔

پرگہ۔ دیکھو ۱۳: ۱۳ کی شرح۔ اس وقت کم از کم اُنہوں نے وہاں انجیل کا پیغام سُنایا۔

اتلیہ۔ دریائے کٹار کٹس (CATARRHACTES) کے کنارے اتلس دوم فلاڈلفس شاہ پرگمس نے دُوسری صدی قبل از مسیح کے وسط میں اس شہر کی بُنیاد ڈالی اور اُسے اپنے نام سے موسُوم کیا۔ یہاں عُمدہ بندرگاہ تھی۔ پہلی دفعہ یہ رسُول دریائے سسطرُس (CESTRUS) کی راہ سے سیدھے پرگہ کو گئے تھے مگر اب وُہ خشکی کی راہ سے لَوٹے۔ تقریباً ۱۶ میل پرگہ سے اتلیہ کی بندرگاہ تک، تاکہ اُنہیں ایسا جہاز ملے جو سوریا کو جانے والا ہو۔

گئے یا اُترے۔ کیونکہ اتلیہ کئی میل نشیب کی طرف تھا۔

۲۶۔ اور وہاں سے جہاز پر اُس انطاکیہ میں آئے جہاں اُس کام کے لئے جو اُنھوں نے اب پُورا کیا خُدا کے فضل کے سپرد کئے گئے تھے۔

آئے۔ دیکھو ۱۳: ۴ کی شرح۔

۲۷۔ وہاں پہنچ کر اُنہوں نے کلیسیا کو جمع کیا، اور اُن کے سامنے بیان کیا کہ خُدا نے ہماری معرفت کیا کچھ کیا اور یہ کہ اُس نے غیر قوموں کے لئے ایمان کا دروازہ کھول دیا۔

جمع کیا۔ دیکھو ۱۳: ۴۴ کی شرح۔ یہ ایک طرح کی مشنری میٹنگ تھی تاکہ وُہ اپنے مشنری کام کا حال سُنائیں۔

بیان کیا۔ یہ فعل پھر ۱۵: ۴، ۱۹: ۱۸، ۲۰: ۲۰ و ۲۷ میں آیا ہے۔ یعنی جنہوں نے اُن کو بھیجا تھا اُن کو واپس آن کر خبر دیں۔

خُدا نے ... کیا کچھ کیا۔ مُقابلہ کرو ۵: ۴، ۲۱: ۱۹، خُدا حقیقی فاعل ہے، لیکن وُہ آدمیوں کو اجازت دیتا ہے تاکہ اُس کے ساتھ مِل کر کام کریں (۱ کرنتھی ۳: ۹؛ اتھسلنیکی ۳: ۲)

اُس نے غیر قوموں ... کھول دیا۔ اُن کے مشنری سفر کا یہ خاص کام تھا۔ ایسے غیر قوم شاگردوں کی مسیحی کلیسیائیں قائم ہوئیں جو یہودیت کی راہ سے کلیسیا میں داخل نہ ہوئے۔ ایمان کے دروازہ نے ختنہ کے دروازہ کو منسُوخ کر دیا۔ اس نئے

پندرھواں باب

(۱-۲۲) یروشلم میں مجمع۔ پطرس اور یعقوب کی تقریریں

اِس باب میں ایک نئی لڑائی کا بیان ہے، جو غیر قوموں کے لئے آزادی حاصل کرنے کے لئے لڑی گئی۔ ۱۱: ۱-۱۸ کی کانفرس نے غیر قوموں کی تائید ایک حد تک کی تھی۔ لیکن یہ جدوجہد پھر از سرِ نو شروع ہو گئی اور بہت شدّت پکڑ گئی جب اُن کو یہ خبر لگی کہ پولُس اور اُس کے رفیقوں نے خالص غیر قوم کلیسیائیں قائم کیں جن میں مُوسیٰ کی شریعت پر چلنے کی کوئی پابندی نہ تھی، وُہ یہ دیکھکر اور بھی حیران ہُوئے کہ یہُودیت کے حلقہ سے بالکل باہر مسیحی جماعتیں قائم ہو گئیں۔ اور اِس لئے اِس تحریک کی اُنہوں نے سخت مخالفت کی۔ ان ماجروں کا بیان خود پولُس نے گلتیوں ۲: ۱-۱۴ میں کیا ہے۔

۱۔ پھر بعض لوگ یہُودیہ سے آکر بھائیوں کو تعلیم دینے لگے، کہ اگر مُوسیٰ کی رسم کے موافق تمہارا ختنہ نہ ہو تو تم نجات نہیں پا سکتے۔

بعض لوگ۔ یعنی مختون فریق کے حامی (۱۱: ۲ کی شرح) وُہ صدر مقام سے انطاکیہ کو اسی مقصد کے لئے گئے تاکہ اِس تحریک کو جو اُن کے عقیدے اور خواہشات کے خلاف تھی، روکیں (گلتیوں ۲: ۴)۔ بیزا کے نسخہ میں ذکر ہے کہ وُہ فریسی فرقے کے ایماندار تھے"۔

تعلیم دینے لگے۔ فعل ناتمام۔ یعنی برابر تعلیم دیتے رہے۔

تمہارا ختنہ نہ ہو۔ یہ خاص سوال اُٹھایا کہ آیا ختنہ نجات کے لئے ضروری سمجھا جائے یا نہ۔ انطاکیہ کی کلیسیا کے کئی ایک شخص کا تھے جو گو کسی قدر یہُودی تعلیم کو مانتے تھے تو بھی وُہ غیر مختون تھے (۱۱: ۲۰-۲۱ و ۲۴) اور مقدّس پولُس کی گواہی نے "ایمان کے کھلے دروازہ" کے بارہ میں (بلا ختنہ کے) گلتیہ میں اس مضمون

کی طرف خاص توجہ دلائی (۱۴: ۲۷) "رسم" کے لئے دیکھو ۶: ۱۴ کی شرح۔

۲۔ پس جب پولُس اور برنباس کی اُن سے بہت تکرار اور بحث ہوئی۔ تو کلیسیا نے یہ ٹھہرایا کہ پولُس اور برنباس اور اُن میں سے چند اور شخص اس مسئلے کے لئے یہودیوں اور بزرگوں کے پاس یروشلیم جائیں۔

تکرار۔ یہ لفظ پھر ۱۹: ۴۰، ۲۳: ۷ و ۱۰، ۲۴: ۵ میں آیا۔ اس میں پھوٹ اور فرقہ بندی کا خیال پایا جاتا ہے۔

بحث۔ دیکھو آیت ۷، مقابلہ کرو ۱ تیمتھیس ۱: ۴، ۶: ۴، ۲ تیمتھیس ۲: ۲۳، ططس ۳: ۹۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح سے طرفین نے اپنی اپنی بات پر زور دیا۔

ٹھہرایا۔ اصل میں اس فعل کا فاعل مذکور نہیں لیکن یہ درست ہے کہ انطاکیہ کی جماعت نے ایسا کیا۔ یہ تو اس کارروائی کا انسانی پہلو ہے۔ لیکن گلتیوں ۲: ۲ سے ظاہر ہے کہ خدا کی طرف سے مقدس پولُس کو خاص ہدایات ملی تھیں۔

چند اور شخص۔ جن میں سے ایک ططس تھا (گلتیوں ۲: ۱) گلتیوں کے خط سے ظاہر ہے کہ ۱۴ سال کے بعد وہ وہاں گیا تھا (یعنی پولُس کے رجوع لانے کے بعد)

رسولوں اور بزرگوں۔ یہ انطاکیہ کی کلیسیا کے عہدہ دار اور نمائندوں کے طور تھے دیکھو ۱۱: ۱ اور ۳ کی شرح۔

مسئلے۔ یہ اسم صرف اعمال کی کتاب میں آیا ہے (۱۸: ۱۵، ۲۳: ۲۹، ۲۵: ۱۹، ۲۶: ۳) اس سے پہلی آیت میں بحث کا ذکر ہے اور یہاں خاص سوال کا جو زیر بحث تھا۔

۳۔ پس کلیسیا نے اُن کو روانہ کیا اور وہ غیر قوموں کے رجوع لانے کا بیان کرتے ہوئے فینیکے اور سامریہ سے گزرے اور سب بھائیوں کو بہت خوش کرتے گئے۔

روانہ کیا۔ یونانی میں ایک ہی لفظ ہے اور پولُس اور لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے سوا ۳ یوحنا ۶ کے اعمال کی کتاب میں پھر یہ لفظ ۲۰: ۳۸، ۲۱: ۵ میں آیا

ہے یہ محبت کے باعث انطاکیہ کے بہت مسیحی اُس کے ہمراہ گئے۔
فینیکے۔ دیکھو ۱۱: ۱۹ کی شرح۔ یُونانی مائل یہودی مبشّروں کا کام رائیگاں نہ گیا۔
سامریہ۔ دیکھو ۸: ۵ و ۲۵۔ یہاں بھی فلپّس پطرس اور یُوحنا مختون کا پھل ملا کیونکہ یہاں بھائیوں کی جماعت تھی۔
بیان کرتے۔ یعنی تفصیل وار۔ یہ فعل صرف اس جگہ اور ۱۳: ۴۱ میں آتا ہے۔
بہت خوشی۔ یہ لُوقا کا خاص محاورہ ہے (لُوقا ۲: ۱۰، ۲۴: ۵۲، اعمال ۸: ۸) یہ خوشی جگہ جگہ پیدا ہُوئی۔ کیونکہ غیر قوموں کے رجُوع لانے کا قصّہ بار بار سُنائے گئے فینیکے اور سامریہ کی کلیسیائیں متعصّب قسم کی نہ تھیں۔ یہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ جس لفظ کا ترجمہ "رجُوع لانا" کیا گیا ہے وُہ نئے عہد نامے میں صرف اسی آیت میں آیا ہے۔

۴۔ جب یروشلیم میں پہنچے تو کلیسیا اور رسُول اور بزرگ اُن سے خوشی کے ساتھ ملے اور اُنہوں نے سب کچھ بیان کیا جو خُدا نے اُن کی معرفت کیا تھا۔

ملے۔ یروشلیم کی ساری کلیسیا نے انطاکیہ کے ان نمائندوں کو اچھی طرح سے قبُول کیا اور جس کونسل کا پیچھے ذکر آیا اُس سے اس کو امتیاز کریں (آیت ۶)۔ مقابلہ کرو ۲۱: ۱۷ سے)
سب کچھ بیان کیا۔ دیکھو ۱۴: ۲۷ کی شرح۔

۵۔ مگر فریسیوں کے فرقہ میں سے جو ایمان لاتے تھے اُن میں سے بعض نے اُٹھ کر کہا کہ اُن کا ختنہ کرانا اور اُن کو مُوسیٰ کی شریعت پر عمل کرنے کا حکم دینا ضرور ہے۔

فریسیوں کے فرقے میں ..... ان لوگوں کی تعلیم و تربیت اور ان کے مذہبی تعصّب کا یہ خاصہ تھا کہ وُہ ایسی تحریک کا مقابلہ کریں (دیکھو ۴: ۱ و ۵: ۵، ۳۴، ۶: ۷، ۲۳: ۶ کی شرح) غالباً اس فریق کے شرکا نے انطاکیہ میں مخالفت کی تھی (آیت ۱) یہ یاد رکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ پولُس خود فریسیوں کا فریسی اور اُن میں سے بعض کا رفیق رہ چکا تھا۔
ختنہ کرانا۔ اس عام سوال کی یہ خاص مثال۔ ہمیں معلوم ہے کہ طِطُس کے

ختنہ پر کیسا جھگڑا ہوا تھا (گلتیوں ۲: ۳) جب وہ یروشلیم کو گیا تھا۔ اس عبرانی فریق کے نزدیک یہودی دین کے حقوق میں داخل ہونے کے لئے ختنہ خاص شرط تھی جیسا کہ مسلمانوں میں آجکل یہ رواج ہے یا جیسے اہلِ ہنود میں جنیو کا پہننا۔ اس بر ملا ملاقات واستیصال کے بعد بزرگوں کی مجلسِ شوریٰ منعقد ہوئی جس کا ذکر گلتیوں ۲: ۲-۱۰ میں آیا ہے۔ اور جو مجمع اس کے بعد ہوا اُس کے لئے یہ گویا تیاری تھی۔

۶- پس رسُول اور بزرگ اِس بات پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے۔

رسول اور بزرگ۔ دیکھو آیت ۲۔ بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "بہت لوگوں کے ساتھ" اس میں یقین ہے کہ اس مجمع میں اہلِ جماعت بھی شریک تھے اور نہ صرف خادمانِ دین (آیات ۱۲ و ۲۲) آجکل کی رسنڈ اور کونسل کا یہ ایک نمونہ ہے۔ جمع ہوئے دیکھو ۱۳: ۴۴ کی شرح۔

۷- اور بہت بحث کے بعد پطرس نے کھڑے ہو کر اُن سے کہا کہ
اَے بھائیو! تُم جانتے ہو کہ بہت عرصہ ہوا جب خُدا نے تُم لوگوں میں سے مجھے چُنا کہ غیر قومیں میری زبان سے خوشخبری کا کلام سُن کر ایمان لائیں۔

بحث۔ دیکھو آیت ۲ کی شرح۔
پطرس۔ اعمال کی کتاب میں یہ اُس کا آخری ذکر ہے۔ اِس وقت پطرس نہیں بلکہ مقدّس یعقوب یروشلم کی کلیسیا کا سر تھا۔
بہت عرصہ ہوا۔ کرنیلیس کے رجوع لانے کو اب تقریباً دس سال گزر گئے تھے۔

۸- اور خُدا نے جو دِلوں کی جانتا ہے اُن کو بھی ہماری طرح رُوح القدس دیکر اُن کی گواہی دی۔

جو دِلوں کی جانتا۔ دیکھو ۱: ۲۴۔
رُوح القدس دے کر۔ یہ اِس امر کا اٹل ثبوت تھا کہ خُدا نے اُنہیں قبول کیا۔ (۱۰: ۴۷، ۱۱: ۱۷)۔

۹- اور ایمان کے وسیلے سے اُن کے دِل پاک کر کے ہم میں اور اُن میں کچھ فرق نہ رکھا۔

دِل پاک کرکے۔ ختنہ کی بیرونی اور رسمی طہارت کے مقابلہ میں۔ یہ فعل ہیں ۱۰: ۵ا کی طرف سے جاتا ہے، جہاں خُدا نے ہی گویا ایسے استعمال کیا۔ حقیقی دِل کی جان ظاہری رسم نہیں بلکہ اندرونی پاکیزگی ہے۔ ہندو پاکستان کے غیر مذاہب میں بھی چونکہ ظاہری پاکیزگی اور رسمیات پر زور دیا جاتا ہے، اِس لئے ہم اُس اندرونی پاکیزگی پر زور دیں (دیباچہ ۲: ۷) اِن لفظوں پر زور ہے "ایمان کے وسیلے" سادہ خالص ایمان ہی کے وسیلے جو خُدا کے فضل کو بھروسہ کے ساتھ قبول کر لیتا ہے۔ ہم راستباز ٹھہرتے (رومی ۵: ۱) اور پاکیزہ ٹھہرتے (۲۶: ۱۸) اور انجیل کی ساری برکتیں حاصل کرتے ہیں۔

فرق نہ رکھا۔ ۱۱: ۱۲ میں یہی جُملہ آیا ہے۔ یہ جُملہ پطرس کے دماغ میں نقش ہو گیا تھا۔

۱۰۔ پس اب تم شاگردوں کی گردن پر ایسا جُوا رکھ کر جس کو نہ ہمارے باپ دادا اُٹھا سکتے تھے نہ ہم۔ خُدا کو کیوں آزماتے ہو؟

کیوں آزماتے۔ مقابلہ کرو۔ ۵: ۹ سے۔ جب خُدا نے "ایمان کے دروازے کو کھول دیا تو ختنہ کے دروازے پر زور دینا خُدا کے فیصلہ پر شک کرنا تھا۔ جب ہم خُدا کی مرضی کے خلاف کرتے اور ذات پات کی دیواریں کھڑی کرتے ہیں جن کو خُدا نے گرا دیا تھا تو ہم "اُس کو آزماتے" ہیں۔

جُوا۔ یہ استعارہ اہلِ ہند کو بخوبی معلوم ہے جہاں بیلوں کی گردن پر بھاری جُوا رکھا جاتا ہے۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۵: ۱ سے۔ یہودی مصنّفوں نے اِس استعارے کو اکثر استعمال کیا۔ شریعت کا جُوا تو دیگر پابندیوں کے جو مابعد ربیّوں نے اختراع کیں بہت ہی بھاری ہو گیا تھا۔ مقابلہ کرو مسیح کا ہلکا اور ملائم جُوا (متّی ۱۱: ۲۹-۳۰) ہم خبردار رہیں کہ کہیں ہم دیسی مسیحیوں کی گردن پر مغربی قاعدے قوانین قومی یا کلیسیائی رسُوم کا جُوا نہ رکھ دیں جو انجیل کا کوئی جزو نہیں۔ ہر قوم اور اُمّت کی طبعی خوبیاں ایسا خزانہ ہیں، جنہ چھوڑ دینا نہیں چاہیئے۔ بلکہ خُدا کی بادشاہت میں آنا چاہیئے۔ (مکاشفہ ۲۱: ۲۴)۔

۱۱۔ حالانکہ ہم کو یقین ہے، کہ جس طرح وُہ خُداوند یسُوع کے فضل ہی سے

نجات پائیں گے، اُسی طرح ہم بھی پائیں گے۔

فضل ہی سے نجات... نجات کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ خواہ یہودی ہوں خواہ غیر قوم، خواہ کسی نسل کے لوگ ہوں۔ خُدا کی طرف سے نجات بالکل فضل سے ہے اور آدمی کی طرف سے یہ محض ایمان کے وسیلے سے ہے (افسیوں ۲: ۸) فضل کے لئے دیکھو ۱۳: ۴۳ کی شرح۔

۱۲۔ پھر ساری جماعت چُپ رہی، اور پولس اور برنباس کا بیان سُننے لگی کہ خُدا نے اُن کی معرفت غیر قوموں میں کیسے کیسے نشان اور عجیب کام ظاہر کئے۔

ساری جماعت جس سے ظاہر ہے کہ وہاں بہت لوگ حاضر تھے۔

چُپ رہی۔ دیکھو ۱۱: ۱۸، مخالف فریق کی تکرار بند ہو گئی۔ آیت ۱۳۔ **سُننے لگی۔** صیغہ ناتمام۔ یعنی برابر ان مشنریوں کی باتیں سُنتے رہے۔ دیکھو ۱۰: ۸ کی شرح۔

نشان اور عجیب کام۔ دیکھو ۲: ۲۲ کی شرح۔ مقابلہ کرو ۱۴: ۳ سے۔ اس نئی تحریک کی یہ ایسی سندیں تھیں۔

خُدا نے... کئے۔ مقابلہ کرو آیت ۴ + ۱۴: ۲۷۔ اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ اس نئی مہم کا سپہ سالار اور پیشوا خود خُدا تھا۔

اُن کی معرفت۔ یہ گویا انسانی وسیلے تھے۔ آیت ۴ کو دیکھو۔

۱۳۔ جب وُہ خاموش ہوئے تو یعقوب کہنے لگا، کہ اَے بھائیو، میری سُنو!

یعقوب۔ دیکھو ۱۲: ۱۷ کی شرح۔ وُہ اس جگہ کونسل کا میر مجلس معلوم ہوتا ہے۔

۱۴۔ شمعُون نے بیان کیا ہے کہ خُدا نے پہلے پہل غیر قوموں پر کس طرح توجہ کی تاکہ اُن میں سے اپنے نام کی ایک اُمّت بنا لے۔

شمعُون۔ یہاں اس نام کی اصل عبرانی صورت آئی ہے (دیکھو ۱۳: ۱، مقابلہ کرو ۲ پطرس ۱: ۱ سے)۔

بیان کیا۔ آیت ۱۲، ۱۰: ۸۔

پہلے پہل۔ یعنی شروع میں آیت ۷۔

توجہ کی۔ خُدا کی خاص توجہ یا تو سزا دینے میں یا رحم کرنے میں نئے عہد نامے

میں یہ لفظ خُدا کی رحمت کے ساتھ آیا ہے (لُوقا ۱: ۶۸ و ۷۸: ۷: ۱۶، ۱۹: ۴۴ عبرانی ۲: ۶، ۱ پطرس ۲: ۱۲ -

اُن میں سے۔ لفظ "اُمّت" یہُودیوں کے لئے خاص طور پر آیا ہے جو خُدا کی برگزیدہ قوم تھی - (۱۰: ۲ کی شرح) - اب غیر قوموں کے مرید بھی اسی لفظ میں داخل ہیں جس سے ظاہر کیا گیا، کہ خُدا نے اپنی بادشاہت میں ایسے امتیازات کو متروک کر دیا اور لفظ "برگزیدہ اُمّت" کو وسیع کر دیا تاکہ عالمگیر کلیسیا پر حاوی ہو۔

خُدا اب بھی مختلف قوموں میں سے لوگوں کو نکال رہا ہے، تاکہ اُس کی اُمّت میں داخل ہوں اور اُس کے نام کی کہلائیں۔ یہ کارروائی ساری دُنیا میں مع ہندو پاکستان اور سیلون کے اب تک جاری ہے۔

۱۵- اور نبیوں کی باتیں بھی اُس کے مطابق ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

مطابق ہیں۔ اِس نقل کے لئے دیکھو متی ۸: ۱۹، ۲۰: ۲ و ۱۳، لُوقا ۵: ۳۶ اعمال ۵: ۹ -

نبیوں کی باتیں - عموماً۔ پھر خاص عاموس ۹: ۱۱ و ۱۲ (سترون) سے اقتباس کیا۔ بعض آیات میں آزادانہ (۱۶ و ۱۸) لیکن جس حصّہ کا تعلق غیر قوموں کے ساتھ ہے اُس کو لفظ بلفظ اقتباس کیا۔ (آیت ۱۷) عاموس کی کتاب کے حوالے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نبی نے خاص اشارہ اس واقع کی طرف کیا، جب برگزیدہ قوم ادوم پر اور دیگر اقوام پر قابض ہو جائے گی۔ یُونانی مترجموں نے ادوم کی جگہ آدم (انسان) سمجھا اور اس کے یہ معنی لئے جو یہاں لئے گئے ہیں۔ یہُودیوں کے نزدیک یہ پیشینگوئی مسیحی زمانہ سے علاقہ رکھتی تھی، اور اِس لئے مسیح کو "برنفلی" یعنی "ابن افتادہ" کہتے تھے۔

۱۶- اِن باتوں کے بعد میں پھر آ کر داؤد کے گرے ہوئے خیمہ کو اُٹھاؤں گا، اور اُس کے پھٹے ٹوٹے کی مرمت کر کے اُسے کھڑا کروں گا۔

اِن باتوں کے بعد۔ بعضوں نے اِن لفظوں کے معنی "مسیحی عہد یا زمانہ" سمجھے۔ بعض اِن میں ایک خاص زمانہ کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں۔

(الف) اِسی زمانہ میں کلیسیا کا جمع ہونا۔

(ب) اِن باتوں کے بعد یہودی رجُوع لائیں گے اور پھر

(ج) ساری غیر قومیں جمع کی جائیں گی۔
کھڑا کروں گا۔ یہ مرکب فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ خدا کی قدیم اُمت کی بحالی پر زور اس طرح سے ظاہر کیا گیا کہ چار مرکب فعلوں کو لفظ "پھر" سے اکٹھا کیا۔ ("پھر آ کر" "پھر اُٹھاؤں گا" "پھر کھڑا کروں گا")
داؤد کے ... خیمے۔ یعنی یہودی قوم کو۔ جس لفظ کا ترجمہ "خیمہ" کیا گیا وُہ عاموس کی کتاب میں عبرانی میں (چھپر یا جھونپڑی کے لئے آیا ہے) ایک غریبانہ اور عارضی مسکن پر دلالت کرتا ہے۔ ایسے چھپر عید خیام کے موقع پر استعمال ہوتے تھے بمقابلہ شاہی محلوں کے۔ اس سے یہ ظاہر کیا گیا کہ یہ برگزیدہ قوم کیسی پستی کی حالت میں پہنچ گئی تھی۔
کھڑا کروں گا۔ یہ فعل لوقا ۱۳: ۱۳، عبرانی ۱۲: ۱۲ میں بھی آیا ہے۔

۱۷۔ تاکہ باقی آدمی، یعنی سب قومیں جو میرے نام کی کہلاتی ہیں، خداوند کو تلاش کریں۔

جو میرے نام کی کہلاتی ہیں۔ مقابلہ کرو یعقوب ۲: ۷ سے۔ یہ عبرانی محاورہ ہے (استثنا ۲۸: ۱۰، یسعیاہ ۶۳: ۱۹، یرمیاہ ۱۴: ۹ وغیرہ)

۱۸۔ یہ وُہی خداوند فرماتا ہے جو دُنیا کے شروع سے ان باتوں کی خبر دیتا آیا ہے
۱۹۔ پس میرا فیصلہ یہ ہے کہ جو غیر قوموں میں سے خدا کی طرف رجوع ہوتے ہیں ہم اُن کو تکلیف نہ دیں۔

میرا فیصلہ۔ لفظی طور پر "میں یہ فیصلہ کرتا ہوں"۔ مقدس یعقوب نے اپنی رائے دی اور اپنا فیصلہ دیا۔ یہاں وُہ بااختیار حیثیت سے کلام کرتا ہے۔

رجوع ہوتے ہیں۔ مقابلہ کرو ۹: ۳۵، ۱۴: ۱۵، ۲۶: ۲۰۔ یہ اسم حالیہ ہے یعنی رجوع لا رہے ہیں۔
تکلیف نہ دیں۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی راہ میں مشکلات حائل کر کے کسی کو دق کرنا۔ خبردار کہیں ہم مشن کے علاقوں میں غیر ضروری رکاوٹیں ڈال کر کام کو خراب نہ کریں۔

۲۰۔ مگر اُن کو لکھ بھیجیں کہ بتوں کی مکروہات اور حرامکاری اور گلا گھونٹے

گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں۔

لکھ بھیجیں۔ یہ فعل صرف ۲۱ : ۲۵ ، عبرانی ۱۳ : ۲۲ میں آیا ہے۔ اس کے معنی ایلچی کے ذریعہ خبر بھیجنا ہے۔ لیکن اکثر خط بھیجنے کے لئے بھی آیا ہے۔ انگریزی لفظ (EPISTLE) اسی سے نکلا ہے۔ پس اس کے یہ معنی ہوئے "تحریری ہدایات بھیجنا"۔

بتوں کی مکروہات۔ یعنی "جو چیزیں بتوں کی قربانیاں تھیں" (آیت ۲۹) مقابلہ کرو ۲۱ : ۲۵ ، ۱ کرنتھی ۸ : ۱ و ۴ و ۷ و ۱۰ ، ۱۰ : ۱۹ ، مکاشفہ ۲ : ۱۴ و ۲۰ ہندوستان میں بھی بتوں کے چڑھاوے کھانا خاص ثواب میں داخل ہے۔ اس لئے اس ملک میں نو مریدوں کو ایسے چڑھاوے کے کھانے سے روکنا بہت ضروری ہے۔ ہندوؤں میں سے جب کوئی مسیحی ہو جاتا ہے تو اُس کی خلوصِ قلبی کا ثبوت اکثر اسی قسم کے فعل سے ہوتا ہے۔ لفظ "مکروہات" صرف اسی آیت میں آیا ہے۔

حرامکاری۔ یونان اور روم میں بت پرستی اور حرامکاری لازم ملزوم تھے۔ اور ہند و پاکستان میں بھی یہی حال ہے۔ ہم یہ امر یاد رکھیں کہ اس ملک میں ہزارہا عورتیں ہیں جو مندروں کے لئے مخصوص کی گئیں۔ اور اُن کی زندگی کسبیوں کی طرح گزرتی ہے۔ اور یہ دینی اجازت کے طور پر ہے۔ شکتی کی پوجا میں اس قسم کی بہت مکروہات داخل ہیں۔ ہندوؤں کی شادی بیاہ میں اور دن تیوہاروں پہ رنڈیوں کا ناچ ایسی بدچلنی کا ممد ہے۔ ہندو مصلح یہ تسلیم کرتے ہیں اور ان برائیوں پر افسوس کرتے ہیں۔ رومی سلطنت میں بت پرستوں کی حالت ایسی ہی خراب تھی۔ اس لئے اس زمانہ کے مسیحیوں کا یہ فرض ہے کہ پاکیزہ زندگی کے ذریعہ ایسی خرابیوں اور بدیوں کے خلاف گواہی دیں۔

گلا گھونٹے ہوئے۔ یہ لفظ اسی باب اور ۲۱ : ۲۵ میں آیا ہے۔ یہودیوں کو شریعت میں ایسے جانوروں کا گوشت کھانا منع تھا جن کا خون نکالا نہ گیا تھا (احبار ۱۷ : ۱۳) کیونکہ خون خدا کے لئے مقدس سمجھا گیا۔ گلا گھونٹی ہوئی چیزیں بھی اسی ممانعت میں داخل تھیں۔ جو جانور اپنی موت مرتے ہیں اُن کے کھانے سے بھی طبعی نفرت ہوتی ہے۔ بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ ہیں "گلا گھونٹے" اور یہ لفظ ڈالے گئے "خون سے" اور "دوسروں سے وہ سلوک نہ کرنا جو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے"۔

خُون۔ جب سے کہ جانوروں کے کھانے کی اجازت ہوئی۔ یہ ممانعت ہے۔ (پیدائش ۱۰: ۱۴) موسٰی کی شریعت نے اِس ممانعت پر زور دیا (احبار ۳: ۱۷، ۱۷: ۱۰ سے ۱۴، استثنا ۱۲: ۱۶ و ۲۳) اگر ہم اِن چار ممانعتوں پر غور کریں تو ہم کو معلوم ہو جائیگا کہ اِن کا تعلق بُت پرستی۔ ناپاکی اور مشتبہ کھانوں کے حظ اُٹھانے سے تھا (جیسا کم ازکم یہودی خیال کرتے تھے) ایسی ہی باتوں کے ذریعہ علاوہ ختنہ کے غیر قومیں یہودیوں کی نظر میں مکرُوہ ہوگئیں۔ اور اس لئے اُن میں باہمی میل جول کو تقریباً ناممکن کر دیا۔ جو چار ممانعتیں مقدّس یعقُوب نے سُنائیں، اُن کا یہ مقصد تھا کہ وُہ ان دونوں فریقوں میں اتحاد کا باعث ہو جائیں۔ بعضوں کے خیال میں ایک طرح کا راضی نامہ تھا تاکہ عارضی حالات میں کام آئے (اکزنھی ۸: ۱ سے ۱۳) "ادنیٰ اموریں" ایسا راضی نامہ جب کہ خاص اصولی بات (جیسا یہاں ختنہ) پر فیصلہ جائے بحث کی مسیحی شریعت کے مطابق ہے۔ لیکن جہاں خاص اُصول (مثلاً ذات پات وغیرہ) کا فیصلہ نہ ہو ایسا راضی نامہ ناجائز اور غیر مسیحی ہوگا۔

۲۱۔ کیونکہ قدیم زمانے سے ہر شہر میں مُوسٰی کی توریت کی منادی کرنے والے ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور وُہ ہر سبت کو عبادت خانوں میں سُنائی جاتی ہے۔

مُوسٰی۔ یعنی مُوسوی شریعت۔

ہر شہر۔ جہاں کہیں عبادت خانہ تھا۔ عبادت خانہ کے لئے دیکھو ۶: ۹ کی شرح اِس آیت کا یا تو یہ مطلب ہوگا کہ کوئی خطرہ نہیں کہ موسوی شریعت بالکل فراموش ہو جائے گی کیونکہ ہر عبادت خانے میں اس کی تلقین اور تلاوت ہوتی ہے یا یہ چونکہ مُوسوی شریعت کے احکام کی تعلیم ہر جگہ کوشش سے دیجاتی ہے۔ غیر قوم مسیحیوں کو خبردار رہنا چاہیئے کہ وُہ اپنے یہُودی مسیحی بھائیوں کو اِن چار باتوں سے ٹھوکر نہ دیں۔

۲۲۔ اس پر رسُولوں اور بزرگوں نے ساری کلیسیا سمیت مناسب جانا کہ اپنے میں سے چند شخص چُن کر پولُس اور برنباس کے ساتھ انطاکیہ کو بھیجیں یعنی یہُوداہ کو جو برسبا کہلاتا ہے، اور سیلاس کو۔ یہ شخص بھائیوں میں مقدّم تھے۔

ساری کلیسیا سمیت۔ رسُول اور پریسبٹر جس کے عہدہ دار اور خادم تھے دیکھو آیت ۶ کی شرح۔

انطاکیہ- جہاں پہلے مباحثہ برپا ہوا تھا- (آیت ۱)

یہوداہ کو جو برسّبا کہلاتا ہے- اس کے سوا اُس کی نسبت اور کچھ معلوم نہیں- چونکہ برسبا یوسف کا بھی لقب تھا (۱: ۲۳) اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ یہ دونو بھائی ہوں-

سیلاس یعنی سلوانس کی مختصر صورت- انطاکیہ میں اپنی خاص خدمت سرانجام دینے کے بعد (آیات ۳۰ سے ۳۵) وہ برنباس کی جگہ دوسرے مشنری سفر کے وقت پولس کے ہمراہ گیا (آیت ۴۰) سوریا- کلکیا- جنوبی گلتیہ اور تروآس سے ہوتے ہوئے مقدونیہ کی طرف گیا- پولس کے آتھینی کی طرف روانہ ہونے کے بعد وہ تیمتھیس کے ہمراہ بیریہ میں رہا (۱۷: ۱۴) لیکن غالباً پیچھے پولس کے ساتھ آتھینی میں جا ملا (۱۷: ۵) لیکن تیمتھیس کی طرح یہ بھی خاص پیغام دے کر واپس بھیجدیا گیا- (۱ تھسلنیکی ۳: ۱ و ۲)، وہ کرنتھس میں مقدس پولس سے جا ملا- اور اُس شہر سے جو دو خط تھسلنیکیوں کے نام لکھے گئے اُن میں اُن کا ذکر ہے- پھر معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا- مگر یہ گمان ہے کہ یہ وہی سلوانس ہے جس کا ذکر ۱ پطرس ۵: ۱۲ میں آیا ہے جو مقدس پطرس کا پہلا خط لے کر گیا تھا- پولس کی طرح یہ بھی رومی حقوق رکھتا تھا (۱۶: ۳۷)

بھائیوں میں مقدم- یعنی وہ یروشلیم کی کلیسیا میں بارسوخ لوگ تھے (آیت ۲۲)

(۲۳-۳۴) غیر قوم کلیسیاؤں کے نام کونسل کا خط

۲۳- اور اُن کے ہاتھ یہ لکھ بھیجا کہ انطاکیہ اور سوریہ اور کلکیہ کے رہنے والے بھائیوں کو جو غیر قوموں میں سے ہیں، رسولوں اور بزرگ بھائیوں کا سلام پہنچے-

بزرگ بھائیوں- بعض قدیم نسخوں میں یہ ہے "بزرگوں اور بھائیوں" اور شاید اسی قسم کے الفاظ کی توقع تھی- لیکن نسخوں کی کثرت ان کے خلاف ہے- بلاس اور رامزے صاحبان لفظ "بھائیوں" کو یہاں —— اڑا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بطور تشریح کے کسی نے پیچھے سے ایزاد کئے اور وہ صرف یوں پڑھتے ہیں "رسولوں اور بزرگوں"-

انطاکیہ- سوریہ- کلکیہ- یہ سب سوریا کے رومی صوبہ میں واقع تھے- اس موجودہ مباحثہ کا گو اثر غیر قوموں پر عموماً پڑا لیکن اس واقعہ پر وہ سوریا ہی کی کلیسیاؤں میں محدود

تھا۔ مقدس پولس کی پہلی خدمات کا ثمر یہاں نظر آتا ہے (گلتیوں ۱: ۲۱)۔

۲۴۔ چونکہ ہم نے سُنا ہے کہ بعض نے ہم میں سے جن کو ہم نے حکم نہ دیا تھا وہاں جا کر تمہیں اپنی باتوں سے گھبرا دیا، اور تمہارے دلوں کو اُلٹ دیا۔

گھبرا دیا۔ مقابلہ کرو گلتیوں ۱: ۷، ۵: ۱۰، یہودی مائل معلموں کا یہ خاصہ تھا، کہ وُہ کلیسیاؤں کو گھبرا دیتے تھے۔

اُلٹ دیا۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ اِس سے مُراد ہے "برباد کرنا" ختنہ کے معلّم غیر مختون مسیحیوں کو نجات سے محرُوم کرنا چاہتے تھے۔

حکم نہ دیا تھا۔ ان مختون معلّموں کی اس تعلیم کو یروشلیم کی کلیسیا ردّ کرتی ہے۔

۲۵۔ اِس لئے ہم نے ایک دِل ہو کر مناسب جانا، کہ بعض چُنے ہوئے آدمیوں کو اپنے عزیزوں برنباس اور پولس کے ساتھ تمہارے پاس بھیجیں۔

ایک دِل ہو کر۔ دیکھو ۱: ۱۴ کی شرح۔

عزیزوں۔ یہ اسم صفت خطوط میں تو بہت دفعہ آیا ہے۔ لیکن اعمال کی کتاب میں اِسی جگہ آیا ہے۔ مقدس پولس کے بارہ میں یہ لفظ پھر ۲ پطرس ۳: ۱۵ میں آیا ہے۔ اِس قسم کے لفظ سے غصّہ یا ناراضگی کا خیال جاتا رہتا ہے، جو انطاکیہ کی کلیسیا کے مباحثہ سے پیدا ہُوئی تھی۔ علاوہ ازیں پولس اور برنباس کو "شراکت کا داہنا ہاتھ" دینے کا ایک خاص طریقہ تھا۔ (گلتیوں ۲: ۹) یہاں برنباس کا نام پولس سے پہلے ہے۔

۲۶۔ یہ دونوں ایسے آدمی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں ہمارے خداوند یسُوع مسیح کے نام پر نثار کر رکھی ہیں۔

جانیں ... نثار ... مقابلہ کرو دانی ایل ۳: ۲۸ (سپتواجنٹ کا ترجمہ) لفظی ترجمہ ہوگا "سونپ دیں"۔ بعض نسخوں میں یہ مزید الفاظ بھی پائے جاتے ہیں "ہر ایک آزمائش کے لئے"۔ اِس کا اشارہ خاص ان خطرات اور مشکلات کی طرف ہے جو اُن کو اِس مشنری سفر میں پیش آئے تھے۔

۲۷۔ چنانچہ ہم نے یہوداہ اور سیلاس کو بھیجا ہے۔ وُہ یہی باتیں زبانی بھی بیان کریں گے۔

بھی باتیں - جن کا مختصر ذکر خط میں ہُوا تھا -

۲۸- کیونکہ رُوح القدس نے اور ہم نے مناسب جانا کہ اِن ضرُوری باتوں کے سوا تُم پر اور بوجھ نہ ڈالیں -

رُوح القدس - کونسل میں رُوح کی ہدایت یہاں تسلیم کر لی گئی ہے یعقوب پر بلکہ رُوح القدس فی الحقیقت کونسل کا میرِ مجلس تھا - اعمال کی ساری کتاب میں اس کا بھی ذکر آتا ہے کہ وُہ کونسلوں اور اپنے لوگوں کی ہدایت کرتا ہے (دیکھو ۱: ۲ و ۳ و ۹ و ۲۲ ؛ ۸: ۲۹ ؛ ۱۰: ۱۹ ؛ ۱۳: ۲ و ۴ ؛ اور دیکھو دیباچہ ۶: ۱)

بوجھ - یہاں آیت ۱۰ اور جُوئے کی طرف اشارہ ہے - شاید مکاشفہ ۲: ۲۴ میں اسی کی طرف اشارہ ہے - یہی لفظ گلتیوں ۶: ۲ میں بھی آیا ہے -

ضروری باتوں - یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے - رُومیوں ۱۴: ۱۵ سے ۲۳ کی اُصولی باتیں -

۲۹- کہ تم بُتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے پرہیز کرو - اگر تُم اِن چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے - والسلام -

بُتوں کی قربانیوں - دیکھو آیت ۲۰ کی شرح - ممنوع اشیا کی ترتیب یہاں مختلف ہے ، جو کھانوں کے متعلق ہیں وُہ سب اکٹھی آتی ہیں - اور حرامکاری سب سے آخر میں رکھی گئی - بیزا کے نسخہ میں آیت ۲۰ کی قرأت کے مطابق "گلا گھونٹی چیزیں" ندارد ہیں اور "حرامکاری" کے بعد یہ الفاظ زائد ہیں "جو چیزیں تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے دُوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو"

پرہیز کرو - یہ فعل لُوقا ۲: ۱ا میں بھی آیا ہے - اور اس میں تاکید پائی جاتی ہے "خبرداری اور پُورے طور سے پرہیز کرو" یعقوب ۱: ۲۷ -

سلامت رہو گے - یعنی مسیحی محبت اور یگانگت کے غلبہ کے ذریعہ - بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "رُوح القدس میں جاری رہو"

۳۰- پس وُہ رخصت ہُوا کر انطاکیہ میں پہنچے اور جماعت کو اکٹھا کر کے خط دے دیا -

رخصت ہوکر ۔ یروشلیم کی کلیسیا سے وداع ہوکر ۔
اکٹھا کرکے ۔ دیکھو ۱۳ : ۴۴ کی شرح ۔
جماعت ۔ یعنی کل کلیسیا (آیت ۱۲)

۳۱ ۔ وہ پڑھ کر اُس کے تسلی بخش مضمون سے خوش ہوئے ۔

تسلی بخش ۔ دیکھو ۴ : ۳۶ ، ۹ : ۳۱ کی شرح ۔ صلح اور آزادگی کے اِس مژدہ سے اس کو خوشی، حوصلہ اور تسلّی حاصل ہوئی ۔
خوش ہوئے ۔ مقدّس لوقا مسیحی خوشی پر زور دینا پسند کرتا ہے (دیباچہ ۶ : ۹)

۳۲ ۔ اور یہوداہ اور سیلاس نے جو خود بھی نبی تھے بھائیوں کو بہت سی نصیحت کرکے مضبوط کر دیا ۔

نبی ۔ دیکھو ۱۱ : ۲۷ کی شرح ۔ اِن نمایندگان کے پاس خدمت کے لئے خاص نعمتیں بخشیں ۔ لفظ "نبی" کے بعد بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ ہیں "روح القدس سے معمور تھے" ۔
نصیحت کرکے ۔ آیت ۳۱ ، مقابلہ کرو ۱۱ : ۲۳ ، ۱۴ : ۲۲ سے ۔ یہوداہ اور سیلاس نے اپنی نصیحت کے ذریعہ اُن کو اور بھی تسلّی دی ۔ اُن کی نبوّت اگبس کی طرح پیشینگوئی نہ تھی بلکہ حوصلہ اور تسلّی کا پیغام تھا ۔
مضبوط ۔ دیکھو ۱۴ : ۲۲ کی شرح ۔

۳۳ ۔ وہ چند روز رہ کر اور بھائیوں سے سلامتی کی دُعا لے کر اپنے بھیجنے والوں کے پاس رخصت کر دئے گئے ۔

رخصت کر دئے گئے ۔ دیکھو ۱۳ : ۳ ، آیت ۳۰ ۔ ان کو الوداع کہا اور رخصت کر دیا ۔ اکثر قدیم نسخوں میں آیت ۳۴ میں سیلاس کو اچھا معلوم ہوا کہ وہاں رہے ۔ اس صورت میں یہ امر مشتبہ رہتا ہے کہ آیا سیلاس فی الحقیقت پیچھے انطاکیہ میں رہا یا کچھ دیر بعد یروشلیم سے آکر پولس سے جا ملا (آیت ۴۰) ۔ البتہ رامزے اور دیگر صاحبان اِس امر کے حامی ہیں کہ یہ آیت درست ہے کیونکہ بعض قدیم نسخوں میں پائی جاتی ہے ۔ اِس فقرہ کو تکمیل دینے کے لئے بیزا کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی ہیں "اور یہوداہ اکیلا گیا" واپس یروشلیم کو ۔

(۳۵-۴۰) پولس اور برنباس میں نااتفاقی

۳۵- مگر پولس اور برنباس، انطاکیہ ہی میں رہے۔ اور بہت سے اور لوگوں کے ساتھ خداوند کا کلام سکھاتے اور اُس کی منادی کرتے رہے۔

رہے۔ یہ فعل ۱۲: ۱۹؛ ۱۴: ۳ و ۲۸؛ ۱۶: ۱۲؛ ۲۰: ۶؛ ۲۵: ۶ و ۱۴ میں بھی آیا ہے۔ اس سے بہت عرصہ مُراد ہے۔ اس عرصہ میں پطرس کی اُس روش اور برنباس کے غلط سلوک کا واقعہ ہُوا (گلتیوں ۲: ۱۱-۱۸) الغرض یہ اس جدائی کا پیش خیمہ تھا جو آیات ۳۹ و ۴۰ میں مذکور ہے۔

۳۶- چند روز بعد پولس نے برنباس سے کہا، کہ جن جن شہروں میں ہم نے خدا کا کلام سنایا تھا، آؤ پھر اُن میں چل کر بھائیوں کو دیکھیں کہ کیسے ہیں۔

چند روز بعد۔ کچھ عرصہ مُراد ہے (۹: ۱۹) ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ کس وقت سے یہ شمار کریں۔ آیا کونسل کے اس خط کے پہنچنے کے وقت سے یا مقدس پطرس کی لغزش سے یا کسی دیگر واقع سے۔

بھائیوں کو دیکھیں۔ مقابلہ کرو ۷: ۲۳ کی شرح سے۔ پولس کی ساری زندگی میں اُسے یہ خیال رہا کہ نو قائم شدہ کلیسیاؤں کی بہتری کرے (۲ کرنتھی ۱۱: ۲۸)۔

۳۷- اور برنباس کی صلاح تھی کہ یوحنا کو جو مرقس کہلاتا ہے اپنے ساتھ لے چلیں۔

صلاح تھی۔ ۵: ۳۳ کی شرح۔ فعل ناتمام سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ برنباس نے اپنی اس رائے پر زور دیا۔

اپنے ساتھ۔ دیکھو ۱۲: ۲۵۔

یوحنا کو ..... دیکھو ۱۲: ۱۲ کی شرح۔ برنباس نے اپنے قریبی رشتہ دار کی بہت طرفداری کی (کلسیوں ۴: ۱۰) ہند و پاکستان میں مسیحی خدمت میں ہم چوکس رہیں کہ کہیں خاندانی تعلقات خدا کے کام کو نقصان نہ پہنچائیں۔ مسیحی مشنوں میں نامناسب رشتہ داروں کی درخواستوں کو دلیری سے رد کرنا چاہیئے۔

۳۸- مگر پولُس نے یہ مناسب نہ جانا کہ جو شخص پمفولیہ میں کنارہ کر کے اُس کام کے لئے اُن کے ساتھ نہ گیا تھا اُس کو ہمراہ لے چلیں۔

ساتھ نہ گیا تھا " اُن سے جُدا ہو گیا تھا" (اثمنتھئیس ۴: ۱۱) مُقدّس پولُس نے مرقس کے اس فعل کو کمینہ پن خیال کیا۔

کام کے لئے۔ یعنی غیر قوموں کو انجیل سُنانے کے لئے (۱۳: ۲ کی شرح)

۳۹- پس اُن میں ایسی سخت تکرار ہُوئی کہ ایک دُوسرے سے جُدا ہو گئے اور برنباس مرقس کو لے کر جہاز پر کُپرس کو روانہ ہُوا۔

سخت تکرار۔ یہ اسم کچھ مختلف معنی میں عبرانی ۱۰: ۲۴ میں آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق فعل ۱۷: ۱۶، ۱ کرنتھی ۱۳: ۵ میں آیا ہے۔ ان دو سرگرم مشنریوں کے درمیان یہ سخت تکرار ایک غیر تسلّی بخش کارندے کے بارہ میں ایک افسوس ناک واقع ہے۔ لیکن یہاں بڑے اُصُولات معرض خطر میں تھے اور پولُس اُن کو چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔ مسیحی مشنری خواہ وُہ دیسی ہوں یا پردیسی یہ سبق اچھّی طرح سیکھیں اور ہر طرح کی طرفداری سے پرہیز کریں۔ البتّہ یہ معلوم کر کے خُوشی ہوتی ہے کہ یہاں کسی شخصی ناراضگی کو جگہ نہ دی گئی۔ (۱ کرنتھی ۵: ۶) اور مابعد ایّام میں مرقس پولُس کے ہمراہ کام کرنے کو گیا، اور پولُس نے اُسے قبول کر لیا۔

جہاز پر روانہ ہُوا۔ ۱۳: ۴ کی شرح دیکھو۔

کُپرس۔ جو اُس کا وطن تھا (۴: ۳۶) اور پہلے دورہ کے وقت اُنہوں نے مشنری سفر اُدھر کیا تھا (۱۳: ۴) اب برنباس کا ذکر نہیں آتا۔ وُہ گویا انجیل کی بشارت کی شاہراہ سے کنارے چلا گیا۔ اس لئے لُوقا پھر اُس کا لحاظ نہیں کرتا۔

دُوسرا مشنری سفر ۱۵: ۴۰ سے ۱۸: ۲۲ تک۔

اس دُوسرے مشنری سفر کا تعلّق مشرقی یورپ سے ہے، یعنی مقدُونیہ اور اخیہ کے رُومی صُوبوں سے جہاں کلیسیاؤں کی بُنیاد اُنہوں نے سوریا اور جنُوبی گلتیہ میں ڈالی تھی اُن کا مُعاینہ کرنے کے بعد اُن کی مرضی کے خلاف رُوح القدُس نے ہدایت کی کہ تراُواس میں سے ہو کر مقدُونیہ کو جائیں۔ اور وہاں سے یُونان کو اُنہوں نے فلپی۔ تھسلنیکی، بیریہ اور کرنتھس میں نئی کلیسیائیں قائم کیں۔ تب مُقدّس پولُس سوریا کے انطاکیہ

کو واپس گیا اور راستے میں اِنسس ہوتے گیا۔

(۴۰۔ ۴۱) سوریا اور کلکیا میں کلیسیاؤں کا مُعائنہ

۴۰۔ مگر پولُس نے سیلاس کو پسند کیا۔ اور بھائیوں کی طرف سے خُداوند کے فضل کے سپرد ہو کر روانہ ہُوا۔

سیلاس کو پسند کیا۔ انطاکیہ میں قیام کے وقت پولُس نے دیکھا ہوگا، کہ غیر قوموں میں انجیل سُنانے کی صفات اس میں موجُود تھیں۔ پولُس کی طرح وُہ بھی عبرانی اور رُومی شہری تھا۔ اِس لئے وُہ اس مہم کے لئے مناسب تھا۔ اسکی بشارتی قابلیت اور کشادہ دلی کی تعریف آئی ہیں (آیت ۳۲) اگر وُہ گلتیوں ۲: ۱۱۔ ۱۸ کے پطرس کی روانگی کے وقت انطاکیہ میں تھا جیسا کہ گمان غالب ہے تو ہمیں یقین ہے کہ اُس نے غیر قوموں کی آزادی کے لئے پولُس کی حمایت کی ہوگی۔

بھائیوں کی طرف سے (۱۴: ۲۶ کو دیکھو) ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انطاکیہ کی کلیسیا کو اُس کام کے ساتھ پُوری ہمدردی تھی جو مقدّس پولُس اب اختیار کرنے کو تھا، اور اُنہوں نے کلیسیا میں اُصول مساوات کو قبُول کیا۔ اُس وقت یہ کیسا نازک موقعہ تھا اور تقریباً یہ ہاتھ سے جا ہی چُکا تھا۔ (گلتیوں ۲: ۱۱۔ ۱۸)

۴۱۔ اور کلیسیاؤں کو مضبوط کرتا ہُوا سوریہ اور کلکیہ سے گزرا۔

گزرا۔ خشکی کی راہ سے دَورہ کیا (۸: ۴ کی شرح) انطاکیہ کے ساتھ تعلق ہونے سے بیشتر جو کلیسیائیں غالباً اس کے ذریعہ قائم ہُوئی تھیں، اُن کو اُس نے دوبارہ دیکھا۔ (گلتیوں ۱: ۲۱) ختنہ کا سوال وہاں بھی اُٹھا تھا۔ اور اِس دورہ میں وُہ اُن کو خوشی کی خبر دینی چاہتا تھا۔

مضبُوط کرتا ہُوا۔ دیکھو ۱۴: ۲۲ کی شرح۔ بیزا کے نُسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں ''رسُولوں اور بزرگوں کے احکام سُناتے ہُوئے''

پندرھویں باب کی تعلیم

اوّل، بڑے بڑے حصّے :۔

۱۔ مباحثہ۔ آیات ۱ سے ۵ (ختنہ یا ایمان)
۲۔ کونسل۔ ۶ سے ۲۱ (۳) نتیجہ ۲۲ سے ۲۶
۴۔ تسلّی۔ ۳۰ سے ۳۵ (۵) تکرار ۳۶ سے ۴۱ (معہ اسکے نتائج کے)

دوم، بڑے بڑے مضامین

(الف) قابل نمونہ کونسل

۱۔ اُس کا الٰہی میر مجلس آیت ۲۸ (میر مجلس رُوح القدُس مانا گیا)
۲۔ ایمان کا اصُول۔ ۱۵ سے ۱۸۔ (خُدا کا کلام مُستند مانا گیا)
۳۔ ۷ سے ۱۲۔ تعلیم دینے کے قابل رُوح (واقعات میں خُدا کے ہاتھ کو محسُوس کرنا)
۴۔ اس کا سادہ عقیدہ۔ آیت ۱۱۔ (۵) اُس کے کشادہ فیصلے۔ ۱۹ سے ۲۱۔
۶۔ اُس کی کامل اتفاق رائے۔ آیت ۲۲۔

(ب) قابل نمونہ خط۔

۱۔ حاملانِ خط۔ آیات ۲۲ و ۲۷ و ۳۲ (اعلیٰ سیرت کے لوگ)
۲۔ برادرانہ سلام۔ آیت ۲۳۔ (۳) فیاّض رُوح۔ ۲۴ سے ۲۶
۴۔ فیاّضانہ پیغام۔ ۲۸ و ۲۹ (۵) اُس کا نیک نتیجہ۔ ۳۰۔ ۳۲

سولھواں باب

(۱۔۴) کلیسیاؤں کا دوبارہ معائنہ جنوبی گلتیہ۔ تمتھیس

۱۔ پھر وہ دربے اور لسترہ میں بھی پہنچا۔ تو دیکھو وہاں تمتھیس نام ایک شاگرد تھا۔ اُس کی ماں تو یہودی تھی جو ایمان لے آئی تھی مگر اُس کا باپ یُونانی تھا۔

دِربے اور لُسترہ۔ دیکھو ۱۴ : ۶ کی شرح۔ سوریا کلکیہ کے رُومی صوبہ سے کلکیہ کے پھاٹکوں (کوہ طارس کا مشہور درّہ) میں سے گُزر کر مقدّس پولُس گلتیہ کے صوبہ کے گلاتی علاقہ (گلتیہ لُکاؤنیہ) کے علاقہ میں پُہنچا جس علاقہ میں کہ یہ دونوں شہر واقع تھے۔

پہنچا۔ یہ فعل پولُس لُوقا کی تصنیفات میں آتا ہے۔ (۸ : ۹ و ۲۴، ۲۱ : ۱۵، ۲۱ : ۷، ۲۵ : ۱۳، ۲۶ : ۷، ۲۷ : ۱۲، ۲۸ : ۱۳، ۱ کرنتھی ۱۰ : ۱۱، ۱۴ : ۳۶، افسیوں ۴ : ۱۳، فلپیوں ۳ : ۱۱) اعمال کی کتاب کے پچھلے حصّہ میں اس کا بار بار آنا قابلِ لحاظ ہے۔

دیکھو۔ اتفاقیہ خوشی کا اظہار۔ خُدا نے اپنے بندہ کے لئے ایک نیا خادم بہم پہنچایا۔ مقابلہ کرو ۱ : ۱۰، ۷ : ۵۶، ۸ : ۲۷، ۹ : ۱۰، ۱۱، ۱۷ : ۱ و ۱۹ و ۲۱ و ۳۰، ۱۲ : ۷، ۲۷ : ۲۴۔

وہاں۔ لُسترہ میں جو تیمتھیُس کا جنم بھوم اور جائے رہائش تھا۔

تیمتھیُس۔ تقریباً یہ یقینی امر ہے کہ جب پولُس پہلے لُسترہ کو گیا تھا تو اُسی وقت وُہ مسیحی ہو گیا (مقابلہ کرو ۲ تیمتھیُس ۱ : ۲ کا اعمال ۱۴ : ۱۹ و ۲۰ سے) اِس باب میں ذکر ہے کہ وُہ مقدّس پولُس کے ہمراہ فلپّی کو گیا (آیات ۶ سے ۱۲) اُس نے تھسلنیکی کے کام میں بھی مدد کی (۱۷ : ۱ سے ۹، ۱ تھسلنیکی ۱ : ۱) اور بیریہ میں (۱۷ : ۱۰ سے ۱۴) جہاں وُہ سیلاس کے ساتھ پیچھے رہ گیا تاکہ کلیسیا کو مضبوط کرے۔ اِس کے بعد وُہ پولُس سے اتھینے میں جا ملا (۱۷ : ۱۵) اور وہاں سے وُہ پھر تھسلنیکی کو کسی پیغام رسانی کے لئے بھیجا گیا (۱ تھسلنیکی ۳ : ۱ و ۲) اس کے بعد وُہ کرنتھس میں پھر پولُس سے جا ملا۔ (۱۸ : ۵) پھر کچھ عرصہ تک اِس کا کوئی ذِکر نہیں ملتا پھر تیسرے مشنری سفر کے وقت وُہ پولُس کے ساتھ افسس میں پایا جاتا ہے اور وہاں سے وُہ ایراستس اور دُوسروں کے ساتھ مقدُونیہ کو بھیجا گیا (۱ کرنتھی ۱۶ : ۱۰ و ۱۱) اِس ارادہ سے کہ وُہ کرنتھس کو جائے (۱ کرنتھی ۴ : ۱۷) جب کرنتھیوں کو دُوسرا خط لکھا گیا تو وُہ اب تک مقدُونیہ ہی میں تھا (۲ کرنتھی ۱ : ۱) اور اُس کے ہمراہ وُہ کرنتھس کو گیا (رُومی ۱۶ : ۲۱) اور واپسی کے وقت کم از کم تروآس تک وُہ پولُس کے ہمراہ گیا (۲۰ : ۱ سے ۵) پھر

اُس کا اُس وقت تک کوئی ذکر نہیں آتا جب کہ وُہ مقدّس پولُس کی پہلی اسیری کے وقت رُوم میں اُس کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ (فلپی ۱:۱، کُلسّی ۱:۱، فلیمون ۱) اور وہاں سے وُہ کسی خاص پیغام پر فلپی بھیجے جانے کو تھا (فلپی ۲: ۱۹-۲۴) مقدّس پولُس نے اپنی رہائی کے بعد اُس کو افسس کی کلیسیا کا اہتمام سُپرد کیا۔ (۱تیمتھیُس ۱: ۳) اور پھر ایک دفعہ یہ پایا جاتا ہے (۲ تیمتھیُس ۴: ۹ و ۲۱) کہ اُسے حکم ملا کہ وُہ فوراً پولُس کی دُوسری اسیری کے وقت رُوم کو جائے۔ عبرانی ۱۳: ۲۳ میں اُس کی طرف ایک اور اشارہ ہے۔

یہودی... ایمان لے آئی تھی۔ یعنی مسیحی یہودی بعض نسخوں میں یہ بھی لکھا ہے "بیوہ" اُس کا نام یونیکے تھا اور اُس کی ماں کا نام لوئس (۲ تیمتھیُس ۱: ۵) جب پولُس پہلے لُسترہ کو گیا تھا تو اس خاندان کو نور اور نجات حاصل ہوئی۔

اُس کا باپ یُونانی تھا۔ "یُونانی" کے لئے دیکھو ۱۴: ۱ کی شرح۔ یہ تو ہمیں تحقیق معلوم نہیں کہ اس وقت وُہ زندہ تھا یا مر گیا تھا۔ اگرچہ وُہ خدا ترس یُونانی تھا تو بھی اُس کا ختنہ نہ ہُوا تھا (آیت ۳) تیمتھیُس مخلوط النسل تھا اور غالباً ایشیا اور یورپ کا خُون اُس کی رگوں میں بہتا تھا۔ ہند و پاکستانی محاورہ میں وُہ "یوریشین" تھا، اس لئے اُس فریق کے لئے وُہ ایمان اور سرگرمی کا نمونہ تھا۔

۲۔ وُہ لُسترہ اور اکنیم کے بھائیوں میں نیک نام تھا۔

نیک نام۔ مقابلہ کرو ۶: ۳ سے۔ مسیحی کارندوں کے لئے نئے عہدنامہ میں اس صفت پر بہت زور دیا گیا ہے۔

لُسترہ اور اکنیم۔ دربے کا یہاں ذکر نہیں۔ گو دربے اور لُسترہ ایک ہی علاقہ میں واقع تھے اور اکنیم دُوسرے علاقہ میں۔ تو بھی دربے کی نسبت اکنیم سے لُسترہ زیادہ نزدیک تھا (۱۴: ۶ کی شرح) اور دونوں شہروں کا تعلق" تجارت اور آمدورفت" کے باعث بہت تھا۔

۳۔ پولُس نے چاہا کہ یہ میرے ساتھ چلے۔ پس اُس کو لے کے اُن یہودیوں کے سبب جو اُس نواح میں تھے۔ اُس کا ختنہ کر دیا۔ کیونکہ وُہ سب جانتے تھے کہ اُس کا باپ یُونانی ہے۔

پولسؔ نے چاہا۔ اِس نوجوان نومریدکی طرف پولسؔ کا دِل بہت مائل تھا اور رفتہ رفتہ اُس کی محبت اُس کے دل میں بڑھتی گئی۔
ختنہ کر دیا۔ ضرورت کی وجہ سے (۱کرنتھی ۶: ۱۲) اُس نے طیطسؔ کا ختنہ کرانے سے منع کیا تھا۔ (گلتیوں ۲: ۳-۵) کیونکہ اس وقت اِس امر پر لوگ زور دیتے تھے کہ ختنہ نجات کے لئے ضروری ہے (۱۵: ۱) لیکن چونکہ اب وُہ کونسل کی طرف سے غیر قوموں کی آزادی کا خط لے کر جا رہا تھا۔ (آیت ۴) اُس کے پاس کافی ثبوت تھا کہ برملا طور پر یہ رائے ردّ کر دی ہے۔ اس لئے تیمتھیسؔ کے ختنہ کرانے سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ تھا۔ سفر کے وقت یہودیوں کو غیر ضروری چھیڑنا نہ چاہا۔ اور نیز اس لئے بھی کہ تیمتھیسؔ نیم یہودی تھا۔ اُس نے ٹھوکر کے غیر ضروری اسباب کو دُور کر دینا چاہا۔ (۱کرنتھی ۹: ۲۰) کیونکہ اس کے ذریعہ کوئی ضروری اُصول معرضِ خطر میں نہ پڑتا تھا۔ البتہ بعد ازاں یہودی مائل معلموں نے پولسؔ کے اس فعل سے فائدہ اُٹھانا چاہا اور اُس پر غیر مستقل اور متلوّن ہونے کا الزام لگایا (گلتیوں ۱: ۱۰، ۵: ۱۱)

غالباً تیمتھیسؔ کا تقرر بھی اسی موقعہ پر ہوا۔ ۱تیمتھیس ۴: ۱۴، ۲تیمتھیس ۱: ۶-۷

۴- اور وُہ جن جن شہروں میں سے گذرتے تھے۔ وہاں کے لوگوں کو وُہ احکام عمل کرنے کے لئے پہنچاتے جاتے تھے۔ جو یروشلیم کے رسولوں اور بزرگوں نے جاری کئے تھے۔

جن جن شہروں میں سے گذرتے تھے۔ لسترہ سے گلتیہ کے صوبہ کے فروگی علاقہ میں سے گذر کر (دیکھو ۱۳: ۴۹ کی شرح) اس شہر کو چھوڑ کر اُس علاقہ میں وُہ داخل ہونا چاہتے تھے۔ کیونکہ پولسؔ کی تجویز شروع میں کلیسیاؤں کو دوبارہ دیکھنے کی نسبت یہی تھی (۱۵: ۳۶)
شہروں میں سے۔ خاص کر اکنیم اور پسدیہ کے انطاکیہ سے گذر کر۔
احکام۔ یعنی یروشلیم کی کونسل کے فیصلے (۱۵: ۲۳-۲۹)

۵- پس کلیسیائیں ایمان میں مضبوط اور شمار میں روز بروز زیادہ ہوتی گئیں۔

مضبوط۔ ۳: ۷ و ۱۶ کی شرح، یعنی برابر مضبوط ۔۔۔ ہوتی گئیں۔

شمار میں ... مقدس لوقا کی طرز عبارت کے مطابق وہ مشنری کام کے ایک دوسرے زمانہ کو ختم کرنے لگا ہے تاکہ ایک نئے سفر کے لئے تیاری کرے۔ (مقابلہ کرو ۶: ۷، ۹: ۳۱، ۱۲: ۲۴)

(۶-۱۰) تروآس کی طرف سفر۔ رویا

۶- اور وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے میں سے گزرے کیونکہ روح القدس نے انہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا۔

فروگیہ اور گلتیہ کے علاقے۔ یہ ترجمہ شمالی گلتیہ رائے کے مطابق کیا گیا ہے۔ (دیکھو ۱۳ باب کا دیباچہ) اس رائے کے مطابق ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ پسدیہ کے انطاکیہ سے روانہ ہو کر مشنری ایشیا کے صوبہ میں داخل ہونے سے منع کئے گئے اور پہلے شمال کی طرف فروگیہ کو گئے اور پھر مشرق کی طرف واپس آکر تقریباً دو سو میل شمال کی طرف گئے۔ اور پھر یہ بھی تسلیم کر لیا گیا کہ مقدس پولس کو یہاں بیماری کی وجہ سے دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ اور اس نے انکورا۔ تادیوم اور پسی نس میں کلیسیاؤں کی بنیاد ڈالی، لیکن جن کے نام کا ذکر کسی جگہ نئے عہد نامے میں نہیں آیا۔ لیکن کیا یہ بڑی عجب بات نہ ہوگی کہ مقدس لوقا ایسے بڑے کام کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اگرچہ ایسا ٹیڑھا سفر اس کام کے لئے پولس کو اختیار کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں اس آیت کا ترجمہ بھی قابل اعتراض ہے۔ اگر لفظی طور سے ترجمہ کریں تو یوں ہوگا "فروگی اور گلاتی علاقہ" یعنی جغرافیہ کے لحاظ سے تو وہ فروگی تھا، لیکن پولیٹیکل لحاظ سے وہ گلاتی تھا یا گلتیہ کے صوبہ کا فروگی علاقہ۔ اس علاقہ کی سرحد سے گزر کر یہ مسافر ایشیا کے فوراً رومی صوبہ میں داخل ہو گئے۔

گزرے۔ انہوں نے علاقہ میں دورہ کیا (۸: ۴ کی شرح)، یعنی جس سفر کا ذکر آیات ۴ و ۵ میں ہوا، اس کا خلاصہ یہاں درج ہے کہ وہ گلتیہ کے صوبہ کے فروگی علاقہ سے گزر کر جس کا پولیٹیکل مرکز پسدیہ کا انطاکیہ تھا (۱۴: ۴۹) آگے بڑھے۔

منع کیا۔ یا "روکے گئے" اس ترکیب عبارت کے لئے دیکھو ۲۲: ۲۴

۱۳ : ۲۱، ۲۵ : ۲۲؛ ۲۴، ۳۵ و ۳۴ : ۲۳۔ گلتیہ کے صوبہ کی سرحد سے گزرنے کے بعد رُوح نے اُن کو رُوکا کہ ایشیا کے صوبہ میں منادی نہ کریں۔ اگر یہ ممانعت نہ ہوتی تو وُہ حسب معمول وہاں انجیل سُناتے۔

آسیہ میں کلام سُنانے سے۔ غالباً اُنہوں نے آسیہ کے صُوبہ میں انجیل سُنانے کا انتظام کیا تھا (۲: ۹ کی شرح) اور وُہ چاہتے تھے کہ اس مقصد کے لئے اِفسس کو اپنا صدر مقام بنائیں، لیکن رُوح القدس نے اُن کو اس ارادہ سے باز رکھا شاید براہ راست رُوح نے اپنی مرضی کو اُن پر ظاہر کیا (۸: ۲۹، ۱۰: ۱۹) اگرچہ اس علاقہ میں سفر کرنے سے اُن کو نہیں روکا۔ اس لئے یہ مشنری اِفسس کے مغرب کی طرف کی شاہراہ کو چھوڑ کر شمال۔ شمال مغرب کی طرف آسیائی فروگیہ کے علاقہ میں سے گزرے یعنی فروگیا کے اُس حصّے میں سے جو آسیہ میں شامل تھا یوں وُہ اُس موقعہ پر پہنچے جس کا ذکر مابعد آیت میں آیا ہے۔

۷۔ اور اُنہوں نے مُوسیہ کے قریب پہنچ کر بتونیہ میں جانے کی کوشش کی ؛ مگر یسُوع کے رُوح نے اُنہیں جانے نہ دیا۔

مُوسیہ کے قریب پہنچ کر۔ یہ علاقہ آسیہ کوچک کا شمالی مغربی حصّہ تھا جو ہیلس پانٹ (HELLESPONT) کی حد کے قریب اور پروپنطس کے متصل اور آسیہ کے رُومی صوبہ میں داخل تھا (۲: ۹ کی شرح) یہ مشنری خاص کر شمالی سمت کی طرف سفر کرتے رہے حتیٰ کہ وُہ مُوسیہ کے بالمقابل پہنچے۔ یعنی آسیہ کے صوبہ کی حد کے قریب اور اُنکا ارادہ تھا کہ بتونیہ کے علاقہ میں داخل ہوں۔ اس وقت وُہ تقریباً تروآس کی مشرق کی طرف تھے۔

کوشش کی یا "کوشش کرتے رہے" (فعل ناتمام) اور اس کوشش میں اُنہوں نے جدوجہد کی۔

بتونیہ۔ یعنی اُسی نام کا رُومی صُوبہ (بتونیہ پنطس ۲: ۹ کی شرح) یہ آسیہ کے ــــــ شمال مشرق اور گلتیہ کے شمال مغرب کو واقع تھا۔ پروپنطس اور بحیرہ اسوَد کی سرحد پر اِس کا ذکر پھر ۱-پطرس ۱: ۱ میں آیا ہے۔ ایشیائی فروگیا سے یہاں سڑک جاتی تھی اور اِسی راہ سے یہ مشنری گئے ہونگے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے مقدّس پولُس

نے بتونیہ میں انجیل نہیں سنائی۔
یسوع کی رُوح نے۔ یہ محاورہ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ یسوع نجات دہندہ کی رُوح تھی، جو زمین کے کناروں تک آدمیوں کی رُوح کی نجات کی آرزومند تھی (۱:۸) اُس نے اُن کو اجازت نہیں دی کہ وُہ اپنے کام کو ایشیا کوچک ہی میں محدود رکھیں، بلکہ اُن کو حکم دیا کہ جلد یورپ کی طرف قدم بڑھاؤ اور اُس سے پرے جاؤ۔
پَولُس بہ مشنری اپنے ارادوں اور شخصی خواہش کے خلاف آگے آگے بھیجے گئے۔ خُدا کی محبت اور مقصد اُن کے مقصد اور محبت سے زیادہ وسیع تھے۔ ہند و پاکستان کے جن علاقوں میں انجیل نہیں سنائی گئی، اُن علاقوں کے بارہ میں ہم اس سے سبق سیکھیں۔

۸۔ پس وُہ مُوسیہ سے گزر کر ترواس میں آئے۔

مُوسیہ سے گزر کر۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بلا داخل ہوئے پاس سے گزر گئے کیونکہ ترواس مُوسیہ کا شہر تھا۔ اور اب ترواس اُن کی منزل مقصود تھی۔ اُن کو آسیہ کے صُوبہ میں داخل ہونے کی ممانعت نہ تھی، جیسا کہ اُن کو بتونیہ کے علاقہ میں داخل ہونے کی تھی۔ لیکن صرف وہاں بشارت دینے کی ممانعت تھی (آیت ۶) اس لئے ہم یا تو یہ ترجمہ کر سکتے ہیں "مُوسیہ کے پاس سے گزر کر" یا بقول رامزے صاحب "مُوسیہ کو نظر انداز کر کے" یعنی بلا بشارت دئے وہاں سے گزر کر (لُوقا ۱۱: ۴۲، ۱۵: ۲۹) پَولُس وُہ مغرب کی طرف مُڑے یعنی سمندر کے ساحل کی طرف۔
ترواس یا زیادہ ٹھیک طور سے "اسکندری ترواس"۔ مُوسیہ کا یہ شہر جزیرہ ٹنی ڈاس کے بالمقابل بحیرۂ ایجین (AEGEAN) کے ساحل پر واقع تھا۔ اس کے اردگرد کے علاقہ کا بھی یہی نام تھا۔ گو عموماً تروآد (TROAD) کے نام سے مشہور تھا۔ اُنتی گونس (ONTIGONES) نے یہ شہر آباد کیا، قدیم تروآئے کی جگہ کے قریب۔ لیکن ۳۰۰ ق م میں لیسی مے خس (LYSIMACHUS) نے اس کی بنیاد دوبارہ ڈالی اور اس کو اسکندر اعظم کے نام پر اسکندری ترواس نام دیا۔ ۱۳۳ ق م میں یہ رُومیوں کے ہاتھ آیا اور قیصر آگستس نے اسے رُومی بستی بنایا۔ اس کا ذکر پھر ۲۰: ۵

و ۶، ۲ کرنتھی ۲: ۱۲، ۲ تمیتھیُس ۴: ۱۳ میں آیا ہے۔ وہاں پہنچکر بحیرۂ ایجیئن۔ ان مشنریوں کے سامنے تھا۔ یُورپ اس کا منتظر تھا۔ خُدا کی مرضی کے بارہ میں وہ دیر تک شُبہ میں نہ رہے۔

۹- اور پولُس نے رات کو رویا میں دیکھا کہ ایک مکِدُنی آدمی کھڑا ہُوا اُس کی منّت کرکے کہتا ہے کہ پار اُتر کر مکِدُنیہ میں آ، اور ہماری مدد کر۔

رویا۔ دیکھو ۷: ۳۱ کی شرح۔

ایک مکدُنی آدمی۔ مکدُنی لوگ اہلِ یُونان کی طرح تھے لیکن اُن کی نسبت جفاکش زیادہ اور مہذّب کم تھے۔ اُن کا ملک جزیرہ نما بلقان کے وسط میں تھا فلپّس کے عہدِ سلطنت میں (۳۶۰ئ سے ۳۳۶ ق م) اور اُس کے بیٹے سکندرِ اعظم کے دِنوں میں (۳۳۶ سے ۳۲۳ ق م) وہ حکمران طاقت ہوگئی۔ اور اُنہوں نے فارسی سلطنت کو فتح کرلیا، اور مشرق کی طرف ہند و پاکستان تک اُن کی فتوحات پھیل گئیں آخرکار رُوم نے اُن کو مغلوب کیا، اور ۱۴۷ ق م میں مکدنیہ اس سلطنت کا صوبہ ہوگیا جس میں الیریا اور تھسلی کے علاقے داخل تھے اُس کا دارالخلافہ تھسلنیکی تھا۔ (۱۷: ۱)

رامزے صاحب کا خیال ہے کہ یہ "مکدُنی آدمی" خود مقدّس لُوقا تھا، جو ترواس میں ملا، اور اِس کا اِرادہ آگے بڑھنے کا تھا۔ پولُس نے خواب میں یہ رویا دیکھی کہ اُس کا یہ مکدنی دوست اُسے اشارہ کرکے اپنے مُلک کی طرف بُلا رہا تھا"۔ یہ صرف قیاسی بات ہے، کیونکہ ہمیں یہ معلُوم نہیں کہ مقدّس لُوقا مکدُنی تھا۔

۱۰- اُس کے رویا دیکھتے ہی ہم نے فوراً مکدُنیہ جانے کا ارادہ کیا، کیونکہ ہم اُس سے یہ سمجھے کہ خُدا نے اُنہیں خوشخبری دینے کے لئے ہم کو بُلایا ہے۔

فوراً۔ ۶ و ۷ آیات کی ممانعت کے بعد۔ اس نئے دروازے کے کھلنے سے فوراً فائدہ اُٹھایا۔ آخرکار خُدا کا مقصد اِس سفر میں اُن پر زیادہ آشکارا ہوتا چلا گیا۔

ہم۔ یہاں مصنّف مُقدّس لُوقا پہلی دفعہ ظاہر ہوتا ہے۔ (دیباچہ باب دوم) شاید طبیب کی حیثیت سے لُوقا کی ملاقات پولُس سے ہُوئی۔ اب یہاں "ہم" فصلیں شروع ہوتی ہیں (دیباچہ پہلا باب صفحہ ۳)

یہ سمجھے۔ دیکھو ۹: ۲۲ کی شرح جب اُنہوں نے ان الٰہی ہدایات کو بالمقابل

دیکھا (آیات ۶ سے ۸) یعنی رویا کے ذریعہ خاص بلاہٹ اور خدا کی مرضی کے بارہ میں ایسے پختہ یقین کو تو اُنہوں نے پختہ طور سے یہ سمجھ لیا کہ خدا چاہتا ہے کہ وہ مکدُنیہ کو عبور کر جائیں۔

فلپّی (۱۱-۴۰)

۱۱۔ پس ترواؔس سے جہاز پر روانہ ہو کر ہم سیدھے سمتراکے ہیں اور دُوسرے دن نیاپلس میں آئے۔

روانہ ہو کر۔ ۱۴ : ۱۳ کی شرح۔

سیدھے۔ یہ بھی مقدّس لوقا کے خاص الفاظ میں سے ہے "ہم ہَوا کے سامنے روانہ ہُوئے"۔ یہ فعل پھر ۲۱ : ۱ میں آیا ہے۔ اس موقعہ پر ہَوا اور سمندر نے اُن کی مدد کی۔ پولُس کے تیسرے سفر سے واپسی کے وقت مُخالف سمت میں عبُور کرنے میں زیادہ دیر لگی تھی (۲۰ : ۶)

سمتراکے تروآس کے شمال مغرب کو ایک جزیرہ جو تھریس کے ساحل کے جنوب کی طرف تھا یہ کوہستانی علاقہ ہے۔ اور یہ بُت پرستوں کی دیوی دیوتاؤں کی (CABIRI) پرستش کے لئے قدیم زمانہ میں مشہور تھا۔ یہ تروآس اور نیاپلس کے وسط میں تھا، اور مقدّس پولُس کے جہاز نے یہاں لنگر ڈالا تاکہ رات کاٹیں۔ غالباً اِس جزیرے کے شمالی سرے پر، جہاں کہ اِس کا صدر شہر واقع تھا۔

نیاپلس۔ یعنی "نیا شہر"۔ یہ فلپّی کا بندرگاہ تھا اور یہ بحیرۂ ایجئن کے شمالی سرے پر تھا۔ یہ سمتراکے سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ وہی شہر تھا جو آج کل کوَلّا (KAVALLA) کہلاتا ہے۔

۱۲۔ اور وہاں سے فلپّی میں پہنچے جو مکدُنیہ کا شہر اور اُس قسمت کا صدر اور رُومیوں کی بستی ہے۔ اور ہم چند روز اُس شہر میں رہے۔

فلپّی۔ جہاں پہلے ایک قدیم شہر (CRENIDES) آباد تھا وہاں مکدُنیہ کے فلپ نے چوتھی صدی قبل از مسیح میں اِس شہر کی بنیاد ڈالی اور اپنے نام پر اُس کا نام رکھا۔ یہ اگناطین سڑک (EGNATIAN ROAD) کے عین اُس موقعہ پر واقع تھا جہاں کوہستان

بلقان کا سلسلہ درّہ میں منتقل ہوتا ہے۔ جب یہ شہر رومیوں کے قبضہ میں آیا تو آگستس نے اُسے رومی بستی بنایا اور اُس کا یہ نام رکھا بستی آگستا جولیہ فلپی پنسس۔ (JULIA PHLIPPENSIS COLONIA AUGUSTA) اُس فتح کی یادگار جو اُس نے بروٹس اور کیسی اوس پر حاصل کی تھی (۴۲ء ق م) یہ نیاپلس سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر خشکی کی طرف تھا۔ یہ ایک سطح مرتفع تھی جس سے اگناطین سڑک گزرا کرتی تھی۔ اِس کا ذکر پھر ۲۰:۶، فلپی ۱:۱، ۱تھسلنیکی ۲:۲ میں آیا ہے۔

اس قسمت کا صدر در بعضوں نے اِس سے یہ مُراد لی کہ جغرافیہ کے طور پر یہ مقدونیہ کا پہلا شہر تھا جو پولس کی راہ میں پڑتا تھا (کیونکہ نیاپلس عموماً تھریس سے علاقہ رکھتا تھا نہ مکدنیہ سے)

(۲) بعض مفسر یونانی میں الفاظ کی ترتیب کے لحاظ سے کہ "شہر" اور "بستی" آتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ مکدنیہ کے اُس حصّہ کا یہ صدر مقام یا بستی کا شہر تھا۔

(۳) بعضوں نے خیال کیا کہ ملکی انتظام کے لحاظ سے وُہ بڑا شہر تھا یعنی مکدنیہ کے علاقہ کا پہلا بڑا مشہور شہر۔ وُہ صوبہ چار حصّوں پر منقسم تھا (۱۶۵ء ق م) فلپی اُس حصّہ میں واقع تھا جس میں دریائے سٹرومان (STRYMON) کے مشرق کا علاقہ داخل تھا۔ امفی پولس (۱:۱۷) اس ضلع کا حقیقی "دارالخلافہ" تھا۔ لیکن اِس رائے کے حامی یہ کہتے ہیں کہ وُہ امفی پولس کا حریف تھا اور فوقیّت کا مدعی تھا جو اُسے پیچھے حاصل بھی ہو گئی۔

اِن تفسیروں میں سے پہلی تفسیر زیادہ طبعی اور کم مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔

بستی۔ اس لحاظ سے اُس کو خاص حقوق حاصل تھے۔ اُن میں سے ایک یہ تھا کہ سارے صوبوں پر جو زمینی ٹیکس رومیوں نے لگایا تھا۔ لیکن یہ بستی اُس سے مستثنیٰ تھی۔ یہاں کے مجسٹریٹوں کے جو خطاب تھے وُہ شاہی شہر کے خطابوں سے مستعار تھے۔ اس کے قوانین سکّے اور درباری زبان بالکل لاطینی تھی۔ فلپیوں کی طرف کے خط میں ان خاص حقوق کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے (۱:۲۷ حاشیہ ۳:۲۰)

چند روز۔ غالباً وُہ ہفتے کے شروع میں وہاں پہنچے اور آگے روانہ ہونے سے پیشتر وُہ سبت کے دن وہاں رہے۔

۱۳۔ اور سبت کے دن شہر کے دروازے کے باہر ندی کے کنارے گئے جہاں

سمجھے کہ دُعا مانگنے کی جگہ ہوگی اور بیٹھ کر اُن عورتوں سے جو اکٹھی ہوئی تھیں کلام کرنے لگے۔

شہر کے دروازے۔ فلپی جیسے فوجی شہر میں یہودی کثرت سے نہ تھے اِس لئے اُس شہر میں اُن کا کوئی عبادت خانہ بھی نہ تھا۔

ندی کے کنارے۔ یعنی دریائے گنگیٹی (GANGITES) کے کنارے جو دریائے سٹرومان کا معاون تھا۔ یہ تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر شہر کی مغرب کی طرف بہتا تھا۔ یہودی اکثر پسند کرتے تھے کہ سمندر کے کنارے یا دریا کے کنارے عبادت کے لئے جمع ہوں کیونکہ شرعی طہارت کے لئے پانی کی ضرورت تھی۔

سمجھے یا سمجھتے رہے۔ (فعل ناتمام) شاید دُور سے اُنہوں نے اس کے آثار دیکھے۔

دُعا مانگنے کی جگہ۔ شاید چار دیواری گھری ہو۔ یوسیفس اور فائلو عبادت کی ایسی سادہ جگہوں کا اکثر ذکر کرتے ہیں۔

عورتوں۔ یہ سب بھی حسب نسب کے لحاظ سے یہودی نہ تھیں (آیت ۱۴) آدمیوں کا کوئی ذکر نہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ فلپی میں یہودی بہت تھوڑے ہوں گے۔ مکدنیہ میں عورتوں کا خاص درجہ تھا جیسا کہ کتبوں سے ظاہر ہے، اور وہاں کی کلیسیاؤں کے قائم کرنے میں اُنہوں نے بہت حصہ لیا (۱۷: ۴ و ۱۲) مقدس لُوقا کا یہ خاصہ ہے کہ وہ عورتوں کی طرف خاص توجہ دلاتا ہے۔

۱۴۔ اور تھواتیرہ شہر کی ایک خدا پرست عورت لُدیہ نام قرمز بیچنے والی بھی سُنتی تھی۔ اُس کا دل خداوند نے کھولا تاکہ پولُس کی باتوں پر توجہ کرے۔

لُدیہ۔ چونکہ وہ لُدیہ کے علاقہ کے شہر سے آئی تھی اس لئے شاید فلپی میں اُس کا یہی نام مشہور ہو گیا "لُدین"۔ یہ بھی مخفی نہ رہے کہ لُدیہ کوئی غیر مشہور نام نہ تھا، اور شاید اُس کا اصلی نام یہی ہو۔ قرینۂ عبارت سے ظاہر ہے کہ وہ بیوہ تھی۔

قرمز بیچنے والی۔ یونانی میں یہ ایک ہی لفظ ہے۔ یعنی مرکب اسم۔ عموماً لُدیہ کا علاقہ اور خصوصاً تھواتیرہ قرمز رنگ کے لئے مشہور تھے۔ کتبوں سے ظاہر ہے کہ یہاں رنگنے والوں کی ایک انجمن تھی۔ اسی قسم کے قرمزی رنگین کپڑے لُدیہ فلپی میں بیچا کرتی

تھی۔ اسی تجارت کی خاطر وُہ وہاں جا بسی تھی اور اسی تجارت کی وجہ سے وُہ مالدار بھی تھی
تھواتیرہ ۔ لُدیہ کے شمال میں ایک دولتمند شہر تھا۔ یہ علاقہ آسیہ کے صوبہ میں اور موُسیہ کے جنوب میں تھا۔ دریائے لائی کس (LYCUS) کی وادی میں واقع تھا تیسری صدی قبل از مسیح سلیوکس نکاتور نے اس کی دوبارہ بنیاد ڈالی۔ اس کی دولتمندی تجارت کی وجہ سے تھی۔ خاصکر رنگوں کی تجارت کے طفیل "ایشیا کی سات کلیسیاؤں میں" ایک کی بنیاد یہاں ڈالی گئی (مکاشفہ ۱:۱۱)

خُدا پرست ۔ یعنی یہودی دین کی مرید (۱۳: ۴۳ کی شرح) تھواتیرہ میں یہودی بھی آباد تھے، اور شاید یہاں ہی اُس نے خُدا پرستی سیکھی

سُنتی تھی ۔ فعل ناتمام کا ایما یہ ہے کہ وُہ برابر توجہ کرتی رہی۔ اس سے یہ مُراد بھی ہو سکتی ہے کہ وُہ باقاعدہ سامعین میں داخل تھی اور یہ ماننا ضروری نہیں کہ اُس کا مسیحی ہونا اور بپتسمہ پانا عین اُسی پہلے سبت کے روز اچانک ہوا۔

خُداوند نے کھولا ۔ یہ فعل مرکب ہے۔ یعنی "کامل طور سے کھولا" اس کا استعمال یُوں ہُوا ہے۔

ا۔	کامل طور سے کانوں کا کھولنا		مرقس ۷: ۳۴ و ۳۵
ب۔	" "	آنکھوں کا کھولنا	لُوقا ۲۴: ۳۱۔
ج	" "	نوشتوں کا کھولنا	لُوقا ۲۴: ۳۲، اعمال ۱۷: ۳
د	" "	ذہن کا کھولنا	لُوقا ۲۴: ۴۵
ہ	" "	دِل کا کھولنا	اعمال ۱۶: ۱۴

(نیز دیکھو لُوقا ۲: ۲۳، اعمال ۷: ۵۶)

چُونکہ وُہ خلوصِ قلبی سے سُنتی رہی، اس لئے خُدا نے اُس کا دِل کھولا تاکہ وُہ نجات بخش سچائی کو قبول کرے۔

توجہ کرے ۔ دیکھو ۸: ۶۔

---

۱۵ ۔ اور جب اُس نے اپنے گھرانے سمیت بپتسمہ لے لیا، تو منت کر کے کہا کہ اگر تُم مجھے خُداوند کی ایماندار بندی سمجھتے ہو، تو چل کر میرے گھر میں رہو۔ پس اُس نے ہمیں مجبور کیا۔

بپتسمہ لیا۔ دیکھو ۲: ۳۸ کی شرح اور مقابلہ کرو۔ ۸: ۱۲ و ۳۶
گھرانے سمیت۔ مقابلہ کرو۔ ۱۰: ۲، آیات ۳۱ و ۳۴، ۱۸: ۸، ہم ٹھیک طور سے ثابت نہیں کر سکتے کہ اُس گھرانے میں چھوٹا بچّہ کوئی تھا یا بالغ کتنے تھے۔ البتہ یہ خیال غالب ہے کہ اُن میں سے کوئی نہ کوئی بچّہ ہوگا۔ سرِ خاندان کا اثر رُوحانی باتوں میں یہاں کافی طور سے آشکارا ہے۔ سرِ خاندان کے خالص ایمان کے ذریعہ سارے خاندان کو برکت ملتی ہے۔ ہند و پاکستان میں یہ امر اہم ہے جہاں کہ خاندان اور فرقہ مضبوط ہے، اکثر ایک آدمی کے ذریعہ سارا گاؤں مسیحی تعلیم حاصل کرنے پر راغب ہو جاتا ہے۔
خُداوند کی ایماندار بندی۔ اِس سے یہ مُراد بھی ہے "وہ جو خُداوند پر ایمان لائی ہے"۔ دیکھو آیت ۱۔ جہاں یہی اِسم صفت آیا ہے۔
میرے گھر۔ وُہ فارغ البال عورت تھی اور وسیع گھر میں رہتی تھی۔ فلپّی کلیسیا کے لئے وُہ جمع ہونے کا پیارا گھر تھا (آیت ۴۰) لُدیہ نے فیاضی کا عمدہ نمونہ پیش کیا، اور فلپّی کلیسیا نے برابر اُس کی پیروی کی (فلپّی ۱: ۵، ۴: ۱۰ - ۱۹)
مجبُور کیا۔ لُوقا کا فعل۔ یہ لُوقا ۲۴: ۲۹ میں بھی مستعمل ہے یہ سخت ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ شاید یہ مشنری اُس کی سخاوت پر بوجھ ڈالنا نہیں چاہتے تھے لیکن اُس نے کسی کی نہ سُنی اور غالب آئی۔

۱۶- جب ہم دُعا مانگنے کی جگہ جا رہے تھے، تو ایسا ہُوا کہ ہمیں ایک لونڈی ملی جس میں غیب دان رُوح تھی۔ وُہ غیب گوئی سے اپنے مالکوں کے لئے بہت کچھ کماتی تھی۔

دُعا مانگنے کی جگہ۔ دیکھو آیت ۱۳ کی شرح۔
غیب دان رُوح۔ ایک رُوح یعنی پائی تھان (PYTHAN) پائی تھان اُس بڑے اژدہا کا نام تھا جو ڈلفی میں پایا جاتا تھا۔ جیسے یُونانی قصّہ کے مطابق اپولو نے قتل کیا تھا اور اُس کے قاتل ہونے کی وجہ سے اُس کا لقب "پائی تھیوس" (PYTHIUS) ہو گیا اور غیب دانی کی قدرت حاصل کی۔ شاید اُنہوں نے یہ سمجھا کہ پائی تھی اُن اپولو کی طرف سے اُس کو غیب دانی کی رُوح حاصل ہُوئی تھی۔ پلوٹارک (PLUTARCH) اور دیگر

مصنفوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پیٹ میں سے آواز نکالنے والے " (VENTRILOGUISTS) کو بھی پائی تھان (PYTHAN) کہتے تھے۔ یہ طاقت پیٹ سے بولنے کے جادو یا بدروح سے منسوب کی جاتی تھی۔ شاید یہ لونڈی " پیٹ سے بولنے والی" ہو جسے غیب دانی کی قدرت بھی حاصل تھی جس کی نسبت اُن کی یہ رائے تھی کہ اُس پر کسی دیوتا یا دیو کا سایہ تھا۔ ہندوستان اور سیلون میں خاصکر بدروحوں کی پرستش کے متعلق بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مندروں اور بتوں کے آگے ناچتے ناچتے بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں اور ایک طرح کی وجد کی حالت میں آجاتے ہیں اور لوگ سمجھنے لگتے ہیں کہ جس دیوتا کی وہ پرستش کر رہے تھے، وہ اُن پر آگیا ہے اور پھر وہ اپنے زعم میں پیشینگوئی وغیرہ کر سکتے ہیں۔ ایسے مجذوبوں سے ہزارہا لوگ بیماری وغیرہ کے موقعہ پر بحالی وغیرہ کی بابت پوچھنے جاتے ہیں۔ فلپی کی یہ لونڈی اسی قسم کی مجذوب یا آسیب زدہ ہوگی اور اس موقع پر فی الحقیقت وہ ایسی آسیب زدہ حالت میں تھی۔

اپنے مالکوں۔ یہ لڑکی لونڈی تھی۔ خاص شخصوں کی ملکیت۔ شاید یہ لوگ کسی مندر کے پوجاری ہوں گے جن کو اس کی غیب دانی سے آمدنی ہوتی تھی۔

کمائی تھی۔ مقابلہ کرو ۱۹: ۲۴ و ۲۵۔ اِس قسم کے لوگ ہندوستان اور دیگر جگہوں میں پائے جاتے ہیں، جو دوسروں کی وہم پرستی اور خام خیالی سے نفع حاصل کرتے ہیں۔

غیب گوئی۔ نئے عہدنامہ میں یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ البتہ سبعین کے ترجمہ میں یہ اکثر آیا ہے جہاں موسیٰ کی شریعت میں شگون یا فال نکالنے کی ممانعت تھی (مثلاً استثنا ۱۸: ۱۰، ۱ سموئیل ۲۸: ۸، ۲ سلاطین ۲: ۱۷، حزقی ایل ۱۲: ۲۴) جس ماخذ سے یہ لفظ نکلا ہے اُس کے معنی ہیں " دیوانہ ہونا"۔ اس ملک میں اس قسم کے بہت عمل پائے جاتے ہیں۔

۱۷۔ وہ پولس کے اور ہمارے پیچھے آکر چلانے لگی، کہ یہ آدمی خدا تعالیٰ کے بندے ہیں، جو تمہیں نجات کی راہ بتاتے ہیں۔

پیچھے آکر۔ "برابر اُن کے پیچھے آتی تھی"۔ یہ لفظ بھی لوقا ہی کی تصنیفات میں آیا

ہے۔ دیکھو لوقا ۲۳: ۵۵، جہاں مقدس عورتیں مسیح کی میت کے ساتھ قبر تک گئیں۔ اِن دونوں مقاموں میں عورتوں کے پیچھے جانے کا ذکر ہے۔ لیکن دونوں کیسے مختلف ہیں۔

چلّانے لگی۔ مقابلہ کرو مرقس ۱: ۲۶، ۳: ۱۱، ۵: ۵ و ۷، لوقا ۴: ۱۸، ۹: ۳۹۔ یہاں بھی یہ فعل انہیں آسیب زدگان کے موقع پر آیا ہے۔ جیسے اناجیل میں ذکر ہے کہ اُن آسیب زدگان نے خداوند کو پہچان لیا۔ اسی طرح اس دیوانہ لڑکی نے اُس کے پیغامبروں کو پہچان لیا۔ نُور کے آنے سے تاریکی کو گھبراہٹ پیدا ہوئی۔

خدا تعالیٰ۔ یہی لقب مرقس ۵: ۷، لوقا ۸: ۲۸، عبرانی ۷: ۱ میں پایا جاتا ہے۔ نیز مقابلہ کرو لوقا ۱: ۳۲ و ۳۵ و ۷۶، ۶: ۳۵، اعمال ۷: ۴۸۔ یہ لقب "خداوند تعالیٰ" بُت پرستوں کے کتبوں میں پایا جاتا ہے۔ اور بُت پرست یونانیوں میں یہ مروّج تھا۔ بعضوں کا یہ قیاس ہے کہ غیر قوموں نے یہودیوں کے خدا کا یہ نام سمجھا۔ چونکہ یہ غیب دان لونڈی خود کسی دیو یا دیوتا سے مخصوص تھی۔ اس لئے اس نے سمجھا کہ یہ مشنری حقیقی زندہ خدا کے مخصوص غلام تھے۔

نجات کی راہ۔ یا تو اُس نے خود یا اُس دیوتا نے جو اُس میں تھا فلپی میں خدا کے اُن بندوں کی خدمت کا صحیح تصوّر کیا۔ انجیل نجات کا پیغام ہے۔ گناہ سے اور شک سے نجات کا پیغام مقابلہ کرو (۴: ۱۲، ۱۳: ۲۶ و ۴۷) "راہ" کے لئے دیکھو ۹: ۲ کی شرح۔

۱۸۔ وہ بہت دنوں تک ایسا ہی کرتی رہی۔ آخر پولس سخت رنجیدہ ہوا، اور پھر کر اُس رُوح سے کہا، کہ میں تجھے یسوع مسیح کے نام سے حکم دیتا ہوں، کہ اس میں سے نکل جا۔ وہ اُسی گھڑی نکل گئی۔

کرتی رہی۔ فعل ناتمام۔ فلپی میں یہ کام کچھ عرصہ تک ہوتا چلا گیا، گو مقدس لوقا نے بڑی بڑی باتوں کا ذکر کیا۔

سخت رنجیدہ۔ دیکھو ۴: ۲ کی شرح۔ اُس کو غم اور رنج ہوا۔ غم تو لڑکی کی دُکھ کیفیت حالت سے اور رنج اُن کے بشارتی کام میں شیطان کی مخالفت سے۔

حکم دیتا ہوں۔ یہ فعل ۱: ۴، ۴: ۱۸، ۵: ۲۸ و ۴۰، ۱۰: ۴۲، ۱۵: ۵ وغیرہ میں

بھی آیا ہے۔ مقابلہ کرو لُوقا ۸ : ۲۹ سے۔

یسُوع مسیح کے نام سے۔ دیکھو ۳ : ۶ کی شرح۔

اُس میں سے نِکل جا۔ ایسے ہی قرینے میں یہ فعل آیا ہے۔ دیکھو متی ۸ : ۳۲، ۱۲ : ۴۳، ۱۷ : ۱۸، مرقس ۱ : ۲۶، ۵ : ۸، ۱۳، ۷ : ۳۰، ۹ : ۲۵ و ۲۶، لُوقا ۴ : ۳۵ و ۴۱، ۸ : ۲ و ۲۳ و ۳۵، ۱۱ : ۱۴ و ۲۴۔

اُسی گھڑی۔ یہ محاورہ بھی خاص لُوقا کا ہے (لُوقا ۲ : ۳۸، ۷ : ۲۱، ۱۰ : ۲۱، ۱۲ : ۱۲، ۲۰ : ۱۹، ۲۴ : ۳۳، اعمال ۲۲ : ۱۳)

۱۹۔ جب اُس کے مالکوں نے دیکھا، کہ ہماری کمائی کی اُمید جاتی رہی تو پولُس اور سیلاس کو پکڑ کر حاکموں کے پاس چوک میں کھینچ لے گئے۔

کمائی کی اُمید۔ انجیل کی مخالفت اکثر ایسے ہی ذاتی نفع کی خاطر کی جاتی ہے، جب اُنہیں انجیل کی ترقی سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے (۱۹ : ۱۳۔ ۱۹، ۸ : ۲۳ و ۲۴) یہ اتفاق لیکن قابلِ غور بات ہے کہ فعل "جاتی رہی" وُہی ہے جو آیت ۱۸ میں آیا ہے۔ وہ "نِکل گئی" گویا اُن کی کمائی کی اُمید بھی "نِکل گئی"۔

پولُس اور سیلاس۔ یہ اُس مشنری گروہ کے سرکردہ لوگ تھے۔

کھینچ لے گئے۔ یعنی زبردستی۔ پولُس کو یاد ہوگا کہ اُس نے اِسی قسم کا سلوک مسیحیوں سے کیا تھا۔ (۸ : ۳)

چوک میں۔ شہر کے وسط میں یہ کشادہ جگہ تھی جس میں سرکاری مکانات کچہریاں اور مندر تھے۔ آمد و رفت بکثرت تھی اور مکانات اور منڈی تھی۔ ایسا چوک یُونانی شہر کی گویا جان تھی۔ جہاں حکّام عدالت فوجداری وغیرہ اپنی عدالت کرتے تھے۔ ہند و پاکستان میں ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان مشنریوں کو گھسیٹ کر کچہری کی طرف لے گئے۔

حاکموں۔ یُونانی شہر میں ایسے مجسٹریٹوں کا ایک بورڈ تھا اور ایسے لفظ کا نکلنا لُوقا کی قلم سے بجا تھا۔ فلپی کے اعلیٰ حاکم کا جو اصطلاحی لقب تھا وہ اگلی آیت میں آیا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حاکم، شاید وُہ تھے جو اُس وقت عدالت کر رہے تھے اور اُنہوں نے اُن کو پولیٹیکل قیدی کی حیثیت سے اعلیٰ حکّام کے سپرد کیا۔

۲۰- اور اُنہیں فوجداری کے حاکموں کے آگے لے جا کر کہا کہ یہ آدمی جو یہودی ہیں، ہمارے شہر میں بڑی کھلبلی ڈالتے ہیں۔

فوجداری کے حاکموں۔ رُومی بستیوں میں اعلیٰ حاکم دو ہوتے تھے۔ جس کو "پریٹر" (PRAETOR) کہتے تھے۔ گو وہ فی الحقیقت یہ عہدہ نہ رکھتے تھے تو بھی اُن کو اسی نام سے پکارتے تھے اور ادب سے لُوقا نے بھی اسی مروّجہ لقب کو استعمال کیا۔ یہ بھی اُس کی صحت کا ایک ثبوت ہے۔

جو یہودی ہیں۔ حقارت سے یہ کہا۔ رُومی یہودیوں سے اکثر نفرت رکھتے تھے۔ عین اسی واقعہ سے پیشتر قیصر کلودیُس نے یہودیوں کو رُوم سے نکلنے کا حکم دیا۔ (۱۸: ۲ کی شرح)

بڑی کھلبلی۔ مرکب لفظ جو صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس کی مفرد صورت ۱۵: ۲۴، ۱۷: ۸ و ۱۳ میں آئی ہے۔

۲۱- اور ایسی رسمیں بتاتے ہیں جن کو قبول کرنا اور عمل میں لانا ہم رُومیوں کو روا نہیں۔

رسمیں۔ دیکھو ۶: ۱۴ کی شرح۔ الزام یہ تھا کہ یہ خلاف شرع مذہب کے پیرو ہیں اور اُس کی اشاعت کرتے ہیں جس سے کھلبلی پڑتی ہے۔

ہم رُومیوں کو۔ یہ اُنہوں نے فخریہ کہا تھا بمقابلہ یہودیوں کے۔ رُومی بستیوں کے سارے باشندے اپنے تئیں رُومی کہتے تھے، خواہ وہ لاطینی نسل سے ہوں یا نہ ہوں۔

۲۲- اور عام لوگ بھی متفق ہو کر اُن کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ اور فوجداری کے حاکموں نے اُن کے کپڑے پھاڑ کر اُتار ڈالے اور بینت لگانے کا حکم دیا۔

آمادہ ہوئے۔ مرکب فعل جو صرف اسی جگہ آیا ہے۔ یہ فریاد گویا رُومی فخر کی طرف تھی اور وہ فوراً مشتعل ہو گئے۔ اُن کا تعصب بھڑک اُٹھا۔

کپڑے پھاڑ کر یعنی پریٹرز (PRAETORS) نے بذریعہ پیادوں (LICTORS) کے قیدیوں کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اُن ملزموں کو جوابدہی کا موقعہ نہ دیا۔ لیکن بھیڑ کو خوش کرنے کے لئے قانونی کارروائی کی۔ مقابلہ کرو ۱ تھسلنیکی ۲: ۲۔

بینت لگانے۔ یونانی میں ایک لفظ ہے۔ پھر ۲ کرنتھی ۱۱: ۲۵ میں آیا ہے۔ یوں مقدس پولس اور لوقا میں یہ اتفاقی مطابقت پائی جاتی ہے یہاں ٹھیک معلوم نہیں کردہ ہاتی دو دفعہ کہاں کوڑے پڑے۔ لیکن دیکھو ۱۳: ۵۰ کی شرح۔ ایسی سزا صرف رومی بستیوں ہی میں مل سکتی تھی۔ رومی حکام فلپی حکام کی طرح کئی مسلح خادم اپنے ساتھ رکھتے تھے جن کو لکٹر (LICTOR) کہتے تھے (دیکھو آیت ۳۵ کی شرح)۔ ان دو مشنریوں کو انہیں خادموں نے بینت لگائے۔
۲۳۔ اور بہت سے بینت لگوا کر انہیں قید خانہ میں ڈالا اور داروغہ کو تاکید کی کہ بڑی ہوشیاری سے اُن کی نگہبانی کرے۔
بہت سے بینت۔ ۲ کرنتھی ۱۱: ۲۳ "کوڑے کھانے میں حد سے زیادہ"۔ قید خانہ میں ڈالا۔ اب پولس کو بھی سزا مل رہی تھی جو اُس نے ایک دفعہ دوسروں کو دلوائی تھی (۸: ۳، ۲۲: ۴، ۲۶: ۱۰)۔ داروغہ۔ یہ لفظ اسی باب میں آیا ہے۔ یہ بھی رومی ادنیٰ حاکم ہوگا۔
۲۴۔ اُس نے ایسا حکم پا کر انہیں اندر کے قید خانہ میں ڈال دیا، اور اُن کے پاؤں کاٹھ میں ٹھونک دئے۔
اندر کے قید خانہ۔ قید خانہ کے اندر قید خانہ۔ جو باہر کے احاطہ سے کچھ فاصلہ پر ہوگا، جہاں روشنی اور ہوا کا بھی کم دخل ہوگا۔ کاٹھ میں ٹھونک دئے۔ یہ فعل ۲۷: ۴۱ سے ۴۶ میں آیا ہے۔ گویا "محفوظ کرنا" جیسے ہمارے خداوند کی قبر پہ پہرہ۔ پتھر اور مہر اُسے محفوظ کرنے کے لئے نصب کئے۔ اِس طرح اِس موقع پر ایک تو قید خانہ تھا، مضبوط دروازے اور کاٹھ تاکہ وہ نکل نہ سکیں اور محفوظ رہیں۔ اِن دونوں موقعوں پر خدا کی قدرت نے انسان کی تجویزوں کو باطل کر دیا۔ کاٹھ۔ مقابلہ کرو یرمیاہ ۲۹: ۲۶۔ غالباً یہ ایک لکڑی کا لٹھ ہوگا جس میں دو سوراخ تھے جن میں پاؤں آسکیں۔ اور وہ دونوں سوراخ ایک دوسرے سے فاصلہ پر ہوتے تھے تاکہ قیدی کی ٹانگیں پھیلی رہیں اور اُن کو دُکھ پہنچے۔
۲۵۔ آدھی رات کے قریب پولس اور سیلاس دُعا کر رہے اور خدا کی حمد کے

گیت گا رہے تھے اور قیدی سُن رہے تھے۔

آدھی رات ۔ یہ لفظ نئے عہد نامہ میں چار دفعہ آیا ہے۔ مثلاً :-
(الف) آدھی رات کو جاگنا ۔ مرقس ۱۳ : ۲۵ -
(ب) آدھی رات کو مانگنا - لوقا ۱۱ : ۵ -
(ج) آدھی رات کو دُعا مانگنا ۔ اعمال ۱۶ : ۲۵ -
(د) آدھی رات کو انجیل سُنانا ۔ اعمال ۲۰ : ۷ -

دُعا مانگ رہے ۔ دیکھو دیباچہ ۲ : ۱۰ -

حمد کے گیت ۔ اپنے اُستاد کی طرح (جو اپنے شاگردوں کے مصلوب ہونے سے پہلی شام کو (متی ۲۶ : ۳۰ ، مرقس ۱۴ : ۲۶) "خدا کے پرندے تاریک سے تاریک پنجرے میں بھی گا سکتے ہیں" پچھلے دنوں میں مقدس پولس کا پیغام فلپیوں کو یہ تھا ، "خداوند میں ہمیشہ خوش رہو" (فلپیوں ۳ : ۱ ، ۴ : ۴) یہ دُعا اور گیت دیر تک ہوتے رہے ۔ مقابلہ کرو یعقوب ۵ : ۱۳ ، رومیوں ۵ : ۳ ، ۱۲ : ۱۲ سے ۔

سُن رہے تھے ۔ یہ یونانی فعل بہت کم استعمال ہوا ہے ۔ نئے عہد نامے میں صرف اسی جگہ آیا ہے ۔ اس سے مراد ہے غور سے سُننا ۔ ایسی غیر معمولی جگہ میں ایسی آواز کا سُنا جانا توجہ کو کھینچے بغیر نہ رہ سکتا تھا ۔

۲۶ ۔ کہ یکایک بڑا بھونچال آیا ، یہاں تک کہ قیدخانہ کی نیو ہل گئی ، اور اُسی دم سب دروازے کھل گئے ، اور سب کی بیڑیاں کھل پڑیں ۔

یکایک ۔ دیکھو ۲ : ۲ -

بھونچال ۔ ہم لوگ ہند و پاکستان میں ایسے ناگہانی اور شدید بھونچالوں سے بخوبی واقف ہیں ۔ خاصکر کوہ ہمالیہ کے دامن میں ۔

سب دروازے ..... ۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ ہر دروازہ قُفل کے ذریعہ بند نہ تھا بلکہ لکڑی کے ڈنڈے کے ذریعے سے اور یہ لکڑی کے ڈنڈے بھونچال کے صدمے سے گر پڑے ۔ کیونکہ دہلیز کی بلیاں ایک دوسرے سے کچھ جُدا ہو گئیں ۔

سب کی بیڑیاں کھل گئیں ۔ غالباً اُن کی زنجیریں دیواروں کے ساتھ بندھی تھیں اور جب پتھر اس صدمے سے ڈھیلے پڑ گئے ، تو زنجیریں علیحدہ ہو گئیں ۔ مگر مقابلہ

کرو-۱۲ : ۷ سے - پولس اور سیلاس بھی کاٹھ سے آزاد ہوگئے اور یہ معجزہ تھا -
۲۷- اور داروغہ جاگ اُٹھا، اور قید خانہ کے دروازے کھلے دیکھ کر سمجھا، کہ قیدی بھاگ گئے - پس تلوار کھینچکر اپنے آپ کو مار ڈالنا چاہا -
جاگ اُٹھا - یُونانی میں یہ صرف ایک ہی لفظ ہے اور یہاں ہی مستعمل ہُوا ہے - جبکہ مشنری دُعا مانگ رہے اور گیت گا رہے تھے اور دُوسرے قیدی سُن رہے تھے - داروغہ سو رہا تھا - اُس کا گھر قریب ہی ہوگا - (آیت ۳۴) آپ کو مار ڈالنا چاہا - کیونکہ وُہ جانتا تھا کہ وُہ قیدیوں کی حفاظت کا ذمہ دار تھا (۱۲: ۱۹)
۲۸- لیکن پولس نے بڑی آواز سے پکار کے کہا، کہ اپنے تئیں نقصان نہ پہنچا کیونکہ ہم سب موجُود ہیں - ۲۹- وُہ چراغ منگوا کر اندر جا کُودا اور کانپتا ہُوا پولس اور سیلاس کے آگے گرا -
چراغ منگوا کر - کیونکہ کوٹھڑیوں میں اندھیرا تھا - گو صحن میں ستاروں کی روشنی ہو یا چاند کی روشنی - جا کُودا - یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے لیکن اُس سے مشابہ ہے جو ۱۴: ۱۴ میں آیا تھا - ان دونوں منظروں کا مقابلہ کرو - کانپتا ہُوا - دیکھو ۷: ۳۲ کی شرح - وُہ ایک فوق العادت منظر کی حضُوری میں تھا - گرا - اُس نے معلوم کر لیا کہ کسی نہ کسی طرح اُس خُدا نے جس کی وُہ عبادت کرتے تھے اعجازی طور پر اُن کی مدد کے لئے دخل دیا اور اُن کی روش نے بھی داروغہ پر اثر کیا ہوگا -
۳۰- اور اُنہیں باہر لا کر کہا اے صاحبو! میں کیا کروں، کہ نجات پاؤں؟
باہر لا کر - یعنی کوٹھڑی سے صحن میں لا کر - بیزا کے نسخہ میں یہ عبارت بھی آئی ہے "جب اُس نے باقی روزہ ختم کیا" یہ ایزاد اس نسخہ کا خاصہ ہے - صاحبو - عزت کا خطاب (مقابلہ کرو یُوحنا ۱۲: ۲۱، ۲۰: ۱۵) اُس کے قیدی اب تقریباً اُس کے مالک یا صاحب سمجھے گئے (آیت ۱۹ میں بھی یہی لفظ تھا جس

کا ترجمہ "مالک" کیا گیا)

نجات پاؤں۔ مقابلہ کرو آیت ۱۷ سے اور دیکھو ۴: ۱۲۔ شہر میں یہ مشہور تھا کہ یہ مشنری نجات کے ایلچی تھے، یعنی مخلصی گناہ کے جرم اور اُس کی طاقت سے۔ اس فوق العادت ماجرے کے ذریعہ یہ شخص اپنے گناہ کا قائل ہو گیا اور نجات لے طریقے کی تلاش کرنے لگا۔ مابعد زمانوں میں یہی سوال بیزار رُوحوں کی طرف سے صادر ہوا۔

۳۱۔ اُنہوں نے کہا خُداوند یسُوع پر ایمان لا، تو تُو اور تیرا گھرانہ نجات پائیگا۔

خُداوند یسُوع پر ایمان لا۔ داروغہ نے اُنہیں "صاحبو" کہا یا مالکو۔ اب وہ اُس کی توجہ حقیقی مالک کی طرف دلاتے ہیں جو خُدا کی طرف سے ہی مقرر ہوا اور اُسے دعوت دیتے ہیں کہ اپنا ایمان اُس پر رکھو۔ انسان کی طرف سے نجات مُنحصر ہے محض ایمان رکھنے کے وسیلے سے۔ (۱: ۲۹، رومیوں ۳: ۲۲-۲۴، ۵: ۱) گویا ایمان کا ہاتھ اُس پر دھرنا چاہیئے۔

تیرا گھرانا۔ آیت ۱۵ کی شرح۔

۳۲۔ اور اُنہوں نے اُس کو اور اُس کے سب گھر والوں کو خُداوند کا کلام سُنایا۔

سُنایا۔ اُنہوں نے تفصیل وار خُدا کا پیغام نجات کے بارہ میں سُنایا اور انجیل کی بڑی بڑی باتیں اُسے بتائیں۔

۳۳۔ اور اُس نے رات کو اُسی گھڑی اُنہیں لے جا کر اُن کے زخم دھوئے اور اُسی وقت اپنے سب لوگوں سمیت بپتسمہ لیا۔

لے جا کر۔ قید خانہ کے احاطہ میں کسی کنوئیں یا حوض کے پاس لے گیا ہوگا۔
زخم دھوئے۔ یعنی زخموں سے جو خون نکل کر لگ گیا تھا (آیت ۲۳) ان خون کے دھبّوں سمیت وہ قید خانہ میں ڈالے گئے تھے۔
سب لوگوں سمیت بپتسمہ لیا۔ دیکھو آیت ۱۵ اور اُس کی شرح۔

۳۴۔ اور اُنہیں اُوپر گھر میں لے جا کر دسترخوان بچھایا اور اپنے سارے گھرانے سمیت خُدا پر ایمان لا کر بڑی خوشی کی۔

دسترخوان بچھایا۔ اور اُس پر کھانا چُنا۔ مقابلہ کرو زبور ۲۳: ۵۔

وُہ تو اُس کی رُوح کی غذا دے رہے تھے۔ اب داروغہ اس احسان کے بدلے اُن کے بدنوں کی غذا پیش کرتا ہے۔

بڑی خُوشی کی۔ یہی فعل ۲: ۴۶ میں بھی آیا تھا۔ اس سے مشتق اسم ۱: ۴۶۔ میں آیا ہے۔ یہ بڑی خوشی تھی۔ اور مقدس لُوقا نے اس پر زور دیا (دیباچہ ۶: ۹) "سارا گھرانا" اُس کو اور اُس کے متعلقین کو اکٹھا ایمان لانے کی دعوت دی گئی (آیت ۳۱) اِن سبھوں نے اکٹھا انجیل کی تعلیم کو سُنا (آیت ۳۲) اور اُن سبھوں نے اکٹھا بپتسمہ پایا (آیت ۳۳) اور اُن سبھوں نے اکٹھے بڑی خُوشی منائی۔ (آیت ۳۴)۔

خُدا پر ایمان لاکر۔ یعنی ایمان لانے کی وجہ سے اُنھوں نے یہ خوشی کی۔ ایمان خُوشی کا چشمہ ہے۔ (رُومیوں ۱۵: ۱۳)

۳۵۔ جب دِن ہُوا، تو فوجداری کے حاکموں نے حوالداروں کی معرفت کہلا بھیجا کہ اُن آدمیوں کو چھوڑ دے۔

فوجداری کے حاکم۔ یعنی پریٹرز (PRAETORS) آیت ۲۰ کی شرح۔ بیزا کے نُسخہ میں یہ عبارت بھی ہے "فوجداری کے حاکم چوک میں جمع ہُوئے، اور جو بھونچال آیا تھا اُس کو یاد کر کے خوف زدہ ہُوئے اور حوالداروں کو بھیجا" وغیرہ غالباً یہ الفاظ پیچھے بڑھائے گئے۔

حوالداروں۔ یونانی میں ہے "عصابردار یا لکٹر (LICTOR) دیکھو آیت ۲۲ کی شرح۔

چھوڑ دے۔ غالباً یہ حکم اُس بھونچال کا نتیجہ تھا اور اُن کے زعم میں اُس کا تعلّق مشنریوں کے ساتھ تھا جس صدمے نے قید خانے کی بنیادوں کو ہلا دیا تھا اُس نے اُن کے دلوں کو بھی ہلا دیا۔ اُنھوں نے غالباً یہ بھی محسوس کیا کہ اُنھوں نے پہلے روز ناجائز کارروائی کی تھی۔

۳۶۔ اور داروغہ نے پولُس کو اس بات کی خبر دی کہ فوجداری کے حاکموں نے تُمھارے چھوڑ دینے کا حکم بھیج دیا۔ پس اب نکل کر سلامت چلے جاؤ۔

۳۷۔ مگر پولُس نے اُن سے کہا کہ اُنھوں نے ہم کو جو رُومی ہیں، قصور ثابت

کئے بغیر علانیہ پٹوا کر قید میں ڈالا اور اب ہم کو چپکے سے نکالتے ہیں ؟ یہ نہیں ہو سکتا بلکہ وُہ آپ آکر ہمیں باہر لے جائیں۔

قصور ثابت کئے بغیر۔ یہ لفظ پھر ۲۲ : ۲۵ میں آیا ہے۔ جن لوگوں کو رُومی حقوق حاصل تھے، اُن کو پٹوانا ناجائز تھا۔ خواہ اُن کا قصور ثابت ہو یا نہ ہو۔ یس معنی یہ ہونگے کہ "ہمارے مقدمے کی تحقیق کئے بغیر"۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ مقدس پولس نے اپنے رُومی حقوق کو ایک لاطینی اصطلاح کے ذریعہ ظاہر کیا جس کا ترجمہ مقدس لوقا نے کچھ اس طرح سے یونانی میں کیا۔

علانیہ۔ یہ لفظ صرف اعمال کی کتاب ہی میں آیا ہے (۱۸ : ۲۸۔ ۲۰ : ۲۰)

پٹوا کر۔ دیکھو ۵ : ۴۰، ۲۲ : ۱۹۔ رُومی حقوق والوں کا پٹوانا رُومی قانون کے خلاف تھا۔

جو رُومی ہیں۔ یعنی "رُومی شہری"۔ پولس کے ان "رُومی شہری" حقوق کے بارہ میں دیکھو دیباچہ ۵ : ۱۔ شاید بھیڑ کے ہنگامے کے باعث اُنھوں نے پہلے دن اپنا یہ حق نہیں جتایا۔

چپکے سے۔ "پوشیدہ طور پر" اس لفظ کے لئے دیکھو متی ۱ : ۱۹، ۲ : ۷، یوحنا ۱۱ : ۲۸۔ مقابلہ "علانیہ" کے۔

۳۸۔ سپاہیوں نے فوجداری کے حاکموں کو ان باتوں کی خبر دی، جب اُنھوں نے سُنا کہ یہ رُومی ہیں تو ڈر گئے۔

ڈر گئے۔ مقابلہ کرو ۲۲ : ۲۹ سے۔ اگر اس امر کی اطلاع دی جاتی اور وُہ قصوروار ٹھہرتے تو یہ عہدہ اُن سے چھن جاتا۔ بیزا کے نسخہ میں اس کی یہ عبارت بھی آئی ہے "اور وُہ بہت دوستوں کے ساتھ قیدخانہ میں آئے اور اُن سے منت کی کہ باہر آئیں" اور یہ کہا۔ ہم نے تمہارے معاملات کو نہیں سمجھا کہ تم راست لوگ ہو۔ اور اُنھوں نے اُن کو باہر نکالا اور یہ کہا، کہ اس شہر سے نکل جاؤ۔ مبادا یہ لوگ ہمارے خلاف تمہارے بارہ میں پھر ہنگامہ کریں۔

۳۹۔ اور آکر اُن کی منت کی اور باہر لے جا کر درخواست کی کہ شہر سے چلے جائیں۔

درخواست کی۔ پہلے تو اُنہوں نے پروا نہ کی تھی لیکن اب وہ دوستانہ اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ جنہوں نے اُن کو پٹوایا تھا اب وُہ اُن سے درخواست کرتے ہیں۔

۴۰۔ پس وُہ قید خانہ سے نکل کر لُدیہ کے ہاں گئے، اور بھائیوں سے مل کر انہیں تسلی دی، اور روانہ ہُوئے۔

لُدیہ۔ دیکھو آیات ۱۴ و ۱۵۔

بھائیوں سے مل کر۔ اس سے ظاہر ہے کہ فلپی میں پھل پیدا ہُوا اور وہاں ایک جماعت قائم ہوگئی۔ اس جماعت میں لُدیہ کا خاندان اور یہ لونڈی جو مسیحی ہوگئی اور شاید کلیمینس یُودِیا ۔ سنتخے وغیرہ شامل تھے (فلپیوں ۴: ۲-۳)

بیزآئے نسخہ میں یہ عبارت بھی ہے "جو کچھ خداوند نے اُن کے لئے کیا تھا اُس کا اُنہوں نے بیان کیا اور تسلی دی" وغیرہ۔

تسلی دی۔ یعنی نصیحت دی اور حوصلہ افزائی کی (فلپی ۱: ۲۷ سے ۳۰، ۲: ۲-۶)

روانہ ہُوئے۔ صیغہ غائب سے ظاہر ہے کہ مُقدس لُوقا اُن کے ہمراہ نہ تھا۔ غالباً وُہ پیچھے فلپی میں رہا۔ (مقابلہ کرو ۲۰: ۶)

سولھویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے۔

۱۔ یورپ کی طرف بُلاہٹ ۱ سے ۱۰۔ (۲) فلپی میں کام۔ ۱۱ سے ۴۰۔

دوم۔ بڑے بڑے مضامین۔

۱۔ ایک نازک موقع۔ ۱ سے ۱۰۔

(ا) خاص مدد حاصل ہُوئی ۱ سے ۳ (تیمتھیُس)

(ب) خاص کام کی تکمیل ہُوئی ۴ و ۵ (کلیسیائیں مضبوط ہُوئیں)

(ج) خاص رکاوٹوں کا مقابلہ ہُوا۔ ۶ سے ۸ (بشارت دینے سے روکے گئے)

(د) خاص ہدایت حاصل ہُوئی ۹ و ۱۰۔

۲- تین خاص شخصوں کا مسیحی ہونا - ۱۱ سے ۴۰-
(ا) لدیہ - جو ایشیا کی ایک تاجر عورت تھی ۱۴ سے ۱۵- (دعا کی جگہ میں - خدا کے کلام کی خدمت کے ذریعہ - جب لوگ چپ چاپ ادب سے سُن رہے تھے
(ب) ایک غیب دان یونانی لونڈی - ۱۶ سے ۱۸- (چوک میں جو آمد و رفت کی جگہ تھی - خاص معجزے کے ذریعہ عین شور و غل کے درمیان)
(ج) داروغہ جیل - ایک رومی عہدہ دار - ۲۳ سے ۳۴ - (دکھ کے وقت ایک فرق العادت نظارہ - ہنگامے اور جھگڑے کے درمیان)
ان درجوں کو خیال میں رکھیں - اس چین سے لے کر طوفان برپا ہونے تک - دنیا میں انجیل کی ترقی کی ترتیب میں یہ ماجرے نمونے کے طور پر ہیں -
(۱) اہلِ ایشیا کے درمیان (۲) یونانیوں کے درمیان (۳) رومیوں کے درمیان - یہ برابر مغرب کی طرف بڑھتے گئے -

---

سترھواں باب

تھسلنیکی

(۱-۹)

۱- پھر وہ امفپلس اور اپلونیہ ہو کر تھسلنیکی میں آئے جہاں یہودیوں کا ایک عبادت خانہ تھا -

امفپلس - یہ شہر اگناطی سڑک پر واقع تھا اور دریائے سٹرومان STRYMAN کے مشرقی کنارے پر سمندر سے تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر جس پہاڑی پر یہ شہر آباد تھا، دریا اس کے گرد نیم دائرہ کی صورت میں چلتا ہے - اور بعضوں کا خیال ہے کہ اسی وجہ سے اس شہر کا یہ نام ہوا (شہر کے چاروں طرف) بعضوں کا خیال ہے شہر کی وسعت کے لحاظ سے یہ نام ہوا - وہ چاروں طرف سے نمودار تھا - سمندر سے بھی اور

خشکی پر سے بھی، اس کا قدیم نام "نوراستنے تھا" پہلے یہ آئینی لوگوں کے قبضے میں تھا۔ پھر اہلِ مکدنیہ کے۔ پھر رومیوں کے۔ رومیوں نے اسے آزاد شہر بنایا، اور مکدنیہ کی قسمت کا صدر مقام ٹھہرا۔ (۱۵: ۱۲ کی شرح پر) یہ فلپی سے جنوب مغرب کو تقریباً ۳۲ میل کے فاصلہ پر تھا۔ ان مشنریوں نے غالباً رات یہاں بسر کی لیکن انجیل نہیں سنائی۔

اپلونیہ۔ یہ بھی اگناطی سڑک پر واقع تھا۔ امفپلس سے تقریباً ۳۰ میل جنوب مغرب کو۔ اس کی تاریخ بہت کم معلوم ہے۔ یہاں اس شہر کا اس لئے ذکر ہے کہ یہاں پولس اور اس کے ہم خدمتوں نے رات بسر کی۔ امفپلس اور تھسلنیکی کے مابین۔

تھسلنیکی۔ اپلونیہ سے ۳۸ میل مغرب کی طرف اگناطی سڑک پر سلونیکہ خلیج کے شمال مشرقی حصہ پر۔ بحری سفر کے لحاظ سے اس کی شہرت اس لئے تھی کہ یہاں تین دریا جمع ہوکر سمندر میں گرتے تھے، اور اسی وجہ سے یہ بڑا تجارتی مرکز تھا۔ یہ نام اس شہر کا بہت پیچھے رکھا گیا۔ کسندر (CASSANDER) نے ۳۱۵ ق م میں اس کی تعمیر از سرِنو کی۔ اور اپنی بیوی اور اسکندرِ اعظم کی سوتیلی بہن کی یادگار میں یہ نام رکھا۔ رومیوں کے ماتحت یہ مکدنیہ کے صوبہ کا دارالخلافہ ہوگیا، اور گورنر وہاں رہتا تھا۔ انہوں نے اس شہر کو اجازت دی کہ وہ اپنی آزادی قائم رکھے اور مکدنی انتظام پر عمل کرے۔ دیگر تجارتی مرکزوں کی طرح یہاں بھی یہودی بکثرت تھے۔

آئے۔ یہ یونانی فعل لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے۔ لوقا ۸: ۱ میں یہ خداوند کے سفر کے بارے میں ہے، اور یہاں اس کے خادموں کے سفر کے بارہ میں۔ رامزے صاحب نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے "اور وہ اس سڑک (یعنی رومی سڑک) پر چلتے گئے"۔ جس سڑک کا یہاں ذکر ہے وہ اگناطیہ کی سڑک ہے جو ہیلسپانٹ (HELLESPOINT) سے لے کر درّاخیوم (DYRRACHUIM) تک جو بحیرہ ادریا کے مشرقی ساحل پر واقع تھا پانچسو میل لمبی تھی کشتی کے ذریعہ سمندر عبور کرکے مسافر اپیون سڑک سے روم کو جاتے تھے۔ اسی طرح مقدس پولس اور اس کے رفیقوں نے اپنے دوروں میں رومی سڑکوں کو استعمال کیا، جیسا کہ آجکل کے مشنری ہندو پاکستان کی ریلوں اور شاہراہوں کو استعمال کرتے ہیں۔

عبادت خانہ۔ دیکھو آیت ۹ کی شرح۔ اس امر میں وہ فلپی سے بہت مختلف تھا۔

۲۔ اور پولُس اپنے دستُور کے موافق اُن کے پاس گیا اور تین سبتوں کو کتابِ مُقدّس سے اُن کے ساتھ بحث کی

اپنے دستُور کے موافق۔ یہ بھی لُوقا کا خاصہ ہے۔ لُوقا ۴ : ۱۶ میں یہ محاورہ پھر آیا ہے۔ مُقدّس پولُس کے دستُور کے بارہ میں دیکھو ۹ : ۲۰، ۱۳: ۱۴، ۱۴: ۱، ۱۷: ۱۰ و ۱۷، ۱۸: ۴، ۱۹: ۸۔

تین سبتوں۔ بعض "تین ہفتے" ترجمہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس نے شاید ہر روز عبادتخانہ میں تعلیم دی ہوگی (آیت ۱۱، ۱۹: ۹) لفظ سبت کا یہ ترجمہ ہو سکتا ہے۔

بحث کی۔ یہ فعل اعمال کی کتاب کے پچھلے حصّے میں اکثر آیا ہے۔ (آیت ۱۷، ۱۸: ۴ و ۱۹، ۱۹: ۸ و ۹، ۲۰: ۷ و ۹، ۲۴: ۱۲ و ۲۵) اصل میں اس کے معنی قائل کرنا تھا اور پھر اس کے یہ معنی ہوئے سوال و جواب کے ذریعہ بحث کرنا فعل نام سے ظاہر ہے کہ یہ بحث اکثر ہوتی رہی۔ اس مُلک میں مسیحیوں اور مسلمانوں کے درمیان اس قسم کی بحث اکثر ہوتی رہتی ہے۔

کتابِ مُقدّس۔ طرفین کی طرف سے عہدِ عتیق کا حوالہ دیا جاتا تھا کیونکہ طرفین اس کو مانتے تھے بحث کا دارومدار عہدِ عتیق کی پیشینگوئیوں کی تفسیر پر تھا۔

۳۔ اور اس کے معنی کھول کھول کر دلیلیں پیش کرتا تھا کہ مسیح کو دُکھ اُٹھانا اور مُردوں میں سے جی اُٹھنا ضرور تھا۔ اور یہی یسُوع جس کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں مسیح ہے۔

کھول کھول کر۔ دیکھو ۱۶: ۱۴ کی تشریح۔ پولُس نے اپنے سامعین کے سامنے کتابِ مُقدّس کا مطلب صاف صاف بیان کیا۔

دلیلیں پیش کرتا تھا۔ یعنی اپنے مطلب کے ثبوت کے لئے کتابِ مُقدّس سے حوالے دیتا تھا۔

مسیح کو دُکھ اُٹھانا ... یہ تعلیم یہودیوں کے لئے ٹھوکر کا باعث تھی (۱ کرنتھی ۱: ۱۸ و ۲۳)۔ دُکھ اُٹھانے والے مسیح کا تصوّر اُن کے دلوں کو ناگوار تھا۔ خود رسولوں کو اس تصوّر کے ماننے میں بڑا تامّل ہوا (متّی ۱۶: ۲۱، ۲۲؛ لُوقا ۲۴: ۲۵-۲۷ و

۴۵ سے ۴۷)۔

جی اُٹھنا.... اعمال کی کتاب میں جی اُٹھنے پر بڑا زور دیا گیا ہے، کیونکہ خُداوند یسُوع کے مسیح ہونے کا یہ بڑا ثبوت تھا (۲ :۲۳ سے ۳۲، ۳ :۱۵، ۴ :۱۰-۱۲، ۵ :۳۰ سے ۳۲، ۱۳ :۲۹ سے ۳۸)۔ مُقدّس پولُس نے تھسلنیکیوں کے خط میں ان ہی دو امور پر خاص زور دیا (۱ تھسلنیکی ۴ :۱۴)۔

یہی یسُوع ..... مسیح ہے۔ ہر جگہ یہودیوں کو پولُس نے یہی پیغام دیا کہ یسُوع ناصری ہی موعُود مسیح ہے۔ جو یہودی اس تعلیم کو مان لیتا وہ مسیحی ہو جاتا۔

۴۔ ان میں سے بعض نے مان لیا اور پولُس اور سیلاس کے شریک ہوئے اور خُدا پرست یُونانیوں کی ایک بڑی جماعت اور بہتیری شریف عورتیں بھی اُن کی شریک ہوئیں۔

مان لیا۔ یعنی اُس کی دلائل اور حجتوں سے۔ مقابلہ کرو ۱۸ :۴، ۱۹ :۸، ۲۶؛ ۲۶ :۲۸، ۲۸ :۲۳، مُقدّس پولُس کو منوانے کی خاص قُدرت حاصل تھی۔

شریک ہوئے۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ اس کے معنی مختلف طور سے بتائے جاتے ہیں۔ مثلاً (۱) اپنا قرعہ پولُس اور سیلاس کے ساتھ ڈالا (۲) تقسیم ہو گئے۔ خُدا کی طرف سے مشنریوں کے لئے تاکہ اُس کے شاگرد ہو جائیں مقابلہ کرو ۱۳ :۴۸، افسیوں ۱ :۱۱، ۳۱) رامزے صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں "خُدا پرستوں میں سے بہت، اور یُونانیوں میں سے ایک بڑی جماعت اور شریف عورتوں میں سے کچھ تھوڑی تھیں"۔ یُوں اُس نے یہودی نو مرید مسیحیوں سے تین خاص فرقوں کو الگ الگ کیا۔ بہرحال ہم یہ مان سکتے ہیں کہ آیت ۴ میں اس شہر میں بشارت کے کام کی توسیع کا بیان ہے۔ عبادت خانہ میں پہلے تین ہفتوں کے کام کے علاوہ (آیت ۲) مقابلہ کرو ۱۴ :۱ سے ۳۔

خُدا پرست یُونانی۔ دیکھو ۱۳ :۴۳، ۱۷ :۱ کی شرح یعنی یہودی دین کے غیر مختون غیر قوم مُرید۔ ایسے بہت سے لوگوں کے مسیحی ہونے کا ذکر ہے۔

شریف عورتیں۔ دیکھو ۱۶ :۱۳ کی شرح اور مقابلہ کرو آیت ۱۲ سے۔ غالباً وہ مکدُنی تھیں (فلپّی میں دُکھ اُٹھانے کے بعد) پولُس نے تھسلنیکی میں کام کا ذکر کیا۔

اور اس کام کی کامیابی کا بھی (۱ تھسلنیکی ۱: ۵-۱۰، ۲: ۱-۴)

۵- مگر یہودیوں نے حسد میں آکر بازاری آدمیوں میں سے کئی بدمعاشوں کو اپنے ساتھ لیا، اور بھیڑ لگا کر شہر میں فساد کرنے لگے اور یاسون کا گھر گھیر کر اُنہیں لوگوں کے سامنے لے آنا چاہا۔

حسد میں آکر۔ مقابلہ کرو ۱۳: ۴۵ و ۵۰ سے اور پڑھو تھسلنیکی ۲: ۱۴ سے ۶۔ ان آیات سے پتہ لگتا ہے کہ غیر قوموں میں انجیل سُنانے ہی کی وجہ سے یہ یہودی حسد سے بھر گئے۔

بازاری آدمیوں میں سے (۱۶: ۱۹) کی شرح دیکھو۔ جنہیں ہمارے ہندو پاکستان کے محاورہ میں بدمعاش آوارہ گرد کہتے ہیں۔ اہلِ تھسلنیکی کہانت کے لئے بدنام تھے۔ (۲ تھسلنیکی ۳: ۱۰ سے ۱۲) یہودیوں نے ایسے لوگوں سے مفید مطلب پایا، اور اُن سے فائدہ اُٹھایا۔

بھیڑ لگا کر۔ یُونانی میں یہ ایک ہی لفظ ہے اور صرف اسی جگہ آیا ہے ۱۶: ۲۲ فساد کرنے لگے۔ دیکھو ۲۰: ۱، ۲۱: ۳۴ میں یہی لفظ افسس اور یروشلم میں ہنگامہ کے لئے آیا ہے۔

یاسون کا گھر۔ جہاں مشنری رہتے تھے۔ جس وقت یہ ہنگامہ ہُوا، اُس وقت یہ مشنری حاضر نہ تھے۔ یاسون کرنتھس کے ایک مسیحی کا نام ہے (رومیوں ۱۶: ۲۱) اور بعض سمجھتے ہیں کہ یہ وُہی شخص ہے۔ غالباً وہ حسب نسب کے لحاظ سے یہودی تھا۔ یُوسیفس ذکر کرتا ہے کہ ایک عبرانی شخص یشوُع نامی تھا جس نے اپنا نام غیر قوم نام یاسون سے بدل ڈالا۔ اس قسم کی اور بھی مثالیں ہیں۔ برعکس اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کوئی غیر قوم مُرید ہو، لیکن یہ چنداں گمان غالب نہیں۔

لوگوں کے سامنے۔ (دیکھو ۱۲: ۲۲) اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں "بھیڑ کے حوالے کرنے کے لئے" چُونکہ تھسلنیکی کو اجازت تھی کہ اپنا ضابطہ قوانین رکھے جو جمہوری قسم کا تھا۔ اس لئے اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ اُنہوں نے لوگوں کے مجمع عام میں ان مشنریوں کا مقدمہ پیش کرنا چاہا۔

۶- اور جب اُنہیں نہ پایا تو یاسون اور کئی اور بھائیوں کو شہر کے حاکموں کے

پاس چلاتے ہوئے کھینچ لے گئے کہ وہ شخص جنہوں نے جہان کو باغی کر دیا یہاں بھی آئے ہیں۔

کھینچ لے گئے۔ دیکھو ۸ : ۳ ، ۱۴ : ۱۹ -
شہر کے حاکموں۔ یونانی لفظ ہے۔ (POLITARCHS) تھسلنیکی میں حاکموں کے اعلیٰ بورڈ کا یہ لقب تھا۔ یہ کتبے سے ثابت ہے جو اس وقت برٹش میوزیم (عجائب گھر) میں موجود ہے۔
اس کے استعمال سے ظاہر ہے کہ لوقا نے کیسی صحت سے یہ نام استعمال کیا، کیونکہ یہ لفظ دیگر مصنفوں نے اُس زمانہ میں استعمال نہیں کیا۔
جہان کو باغی کر دیا۔ یہ لفظ پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آیا ہے ۲۱ : ۳۸ گلتیوں ۵ : ۱۲) فلپی اور دیگر مقاموں کے ہنگاموں کی خبر تھسلنیکی میں پہنچی ہوگی۔

۷۔ اور یاسون نے انہیں اپنے ہاں اُتارا ہے اور یہ سب کے سب قیصر کے احکام کی مخالفت کر کے کہتے ہیں کہ بادشاہ تو اور ہی ہے یعنی یسوع۔

اُتارا ہے۔ دیکھو لوقا ۱۰ : ۳۸ ، ۱۹ : ۶ ، یعقوب ۲۰ : ۲۵ ، یاسون پر الزام لگایا گیا کہ اُس نے باغیوں کو گھر میں اُتارا۔
یہ سب کے سب۔ یعنی یہ مشنری۔ یاسون اور سب مسیحی۔
حکموں کی مخالفت کر کے۔ قیصروں نے بغاوت کے خلاف کئی احکام نافذ کئے تھے۔ اور شاہنشاہ کی عبادت کی حمایت زیادہ سے زیادہ ہوتی جاتی تھی (دیباچہ ۴ : ۴)
بادشاہ تو اور ہے ... یسوع۔ لوقا ۲۳ : ۲ ، یوحنا ۱۹ : ۱۲ و ۱۵ ، پولس نے جو تعلیم یسوع مسیح کے خداوند ہونے کے بارہ میں دی تھی۔ غالباً اُس کی بنا پر یہ الزام لگایا۔ یہودی کو یہ علم نہ تھا کہ روحانی اور دنیاوی بادشاہ میں امتیاز کریں۔ علاوہ ازیں یہودیوں نے اسی خاص طریقہ سے یہ الزام لگایا، کیونکہ یہ اُن کے مقصد کے مطابق تھا۔ بغاوت کے نام ہی سے لوگ گھبرا جاتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنا میونسپل انتظام قائم رکھنے کی خاطر قیصر کے ساتھ ملاپ رکھنا چاہتے تھے۔

۸۔ یہ سُن کر عام لوگ اور شہر کے حاکم گھبرا گئے۔

گھبرا گئے۔ دیکھو ۱۶: ۲۰ کی شرح۔ یہ ہنگامہ یہودی فریق اور اُنکے ہوا خواہوں کی طرف سے تھا جس کی وجہ سے یہ گھبراہٹ پیدا ہوئی تھا کہ حکام فوجداری کی یہ خواہش تھی کہ وُہ تو حکام سے وفادار رہیں۔ یہ اُسی قسم کی مثال ہے۔ جیسے کسی مسیحی مُنادپر کوئی جھوٹا الزام سرکار انگریزی کے سامنے لگایا جاتا کہ یہ بزرگ انگریزی راج کو اُلٹ دینا چاہتے ہیں۔

۹۔ اور اُنہوں نے یاسون اور باقیوں کی ضمانت لے کر اُنہیں چھوڑ دیا۔

ضمانت لیکر۔ نقد ضمانت یا کسی شخص کو ضامن ٹھہرایا کہ یہ لوگ امن قائم رکھیں گے تاکہ شہر میں اور ہنگامہ نہ ہو۔ حفظ امن کے لئے ہندوپاکستان میں بعض سے ضمانت لی جاتی ہے۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ یہ ضمانت کسی قسم کی تھی کہ یاسون اور اُس کے دوست اس امر کے ذمہ دار ہوں کہ مقدس پولس پھر تھسلنیکی میں داخل نہ ہو اور اپنی اس رائے کی تائید میں اُنہوں نے ۱ تھسلنیکی ۲: ۱۷-۱۸ کو پیش کیا ہے۔ جو کچھ مُقدّس لوقا نے یہاں بیان کیا ہے اُس کی تکمیل مقدس پولس کے خطوں سے ہو سکتی ہے۔ وُہ تھسلنیکی میں بہت مدّت تک رہا اور شیر خوار کلیسیا کی پرورش کرتا رہا (۱ تھسلنیکی ۲: ۳-۱۲، ۴: ۱-۶) اپنی روزانہ روٹی کے لئے اُس نے اپنے ہاتھوں سے کام کیا۔ (۱ تھسلنیکی ۲: ۶ و ۹، ۴: ۱۰-۱۲، ۲ تھسلنیکی ۳: ۷-۹) اُس نے اپنے ممنونِ احسان فلپّی مسیحیوں سے ایک دو بار مالی امداد بھی حاصل کی۔ (فلپیوں ۴: ۱۵-۱۶)

بیریہ (۱۰-۱۴)

۱۰۔ لیکن بھائیوں نے فوراً راتوں رات پولس اور سیلاس کو بیریہ میں بھیجدیا۔ اور وہاں پہنچ کر یہودیوں کے عبادت خانہ میں گئے۔

راتوں رات تاکہ زیادہ ہنگامہ نہ ہو۔

بیریہ۔ یہ ایک قدیم شہر تھسلنیکے سے تقریباً ۵۰ میل جنوب مغرب کو واقع تھا۔ اُس البیمین (OLYMPIAN) سلسلہ کوہ کے مشرقی ڈھلوانوں پر جو المرکوم کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ سیراب میدان کے کنارہ پر واقع تھا، اس لئے یہ شہر کچھ شہرت حاصل کر گیا۔ یہ اگناطی سڑک پر نہ تھا۔ آجکل اس کا نام وریا (VERRIA) ہے

عبادت خانہ۔ دیکھو آیت ۲ اور دیگر حوالے۔

۱۱- یہ لوگ تھسلنیکے یہودیوں سے نیک ذات تھے، کیونکہ اُنہوں نے بڑے شوق سے کلام کو قبول کیا۔ اور روز بروز کتاب مقدس کی تحقیق کرتے تھے کہ آیا یہ باتیں اسی طرح ہیں۔

نیک ذات - یہ اسم صفت پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لوقا ۱۹: ۱۲، ۱ کرنتھی ۱: ۲۶) اس سے خاندانی شرافت بھی مراد ہو سکتی ہے اور سیرت کی شرافت بھی۔ غالباً یہاں سیرت کی شرافت مراد ہے۔ اہل تھسلنیکے یہودیوں کے غیر شریفانہ روش سے اہل بیریہ کی شریفانہ روش کا مقابلہ کریں۔ یہ زیادہ خلیق اور کشادہ دل تھے۔

شوق سے - یہ لفظ بھی خاص لوقا اور پولس کی تصنیفات میں آیا ہے۔ (۲ کرنتھی ۸: ۱۱ و ۱۲ و ۱۹، ۹: ۲) نئے عہدنامے میں یہ لفظ مفصلہ ذیل معنی میں آیا ہے (۱) خدا کا کلام سننے کی ہمیشہ آرزو (۲) خدا کے کام کرنے کی ہمیشہ آرزو۔

کلام - ۱۰: ۳۶ سے مقابلہ کرو۔

تحقیق کرتے تھے - یہ لفظ بھی پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے۔ یہ اکثر سرکاری تحقیقات کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ (مثلاً ۴: ۹، ۲۴: ۸، ۲۸: ۱۸) یہ لفظ غور سے تحقیقات کرنے کے لئے آیا ہے تاکہ شہادت کی چھان بین کی جائے۔ اہل بیریہ نے مقدس پولس کی تعلیم کی خوب کوشش اور غور سے تحقیقات کی اور کتاب مقدس کی تعلیم سے اس کا مقابلہ کیا۔ خداوند کے خادموں کی بھی آرزو ہے کہ غیر مسیحی لوگ انجیل کے دعاوی کو ایسے ہی غور و خوض سے پرکھیں۔

اسی طرح ہیں - بیزا کے نسخے میں زیادہ صفائی کے لئے یہ الفاظ بھی درج ہیں "جن کی تلقین مقدس پولس کرتا تھا"۔

۱۲- پس اُن میں سے بہتیرے ایمان لائے اور یونانیوں میں سے بھی بہت سی عزت دار عورتیں اور مرد ایمان لائے۔

ایمان لائے - بیزا کے نسخے میں یہ عبارت بھی ہے "پر بعضے ایمان نہ لائے" شاید ۲۸: ۲۴ سے یہ الفاظ یہاں ڈالے گئے۔

یونانیوں میں سے ... دیکھئے ۱۶: ۱۳ و ۱۴، مکدنی عورتیں بھی مقدم نظر

آتی ہیں۔

عزت دار۔ دیکھو ۱۳ : ۵۰ کی شرح۔

اور مرد۔ اس سے عام مرد اُس جگہ کے مُراد ہوں گے۔ لیکن بعضوں کا خیال ہے کہ لفظ "عزت دار" مردوں کی صفت بھی ہے۔ مثلاً ۲۰ : ۴ کا پرس کا بیٹا سوپترس جو خاندانی نام کے لحاظ سے شریف معلوم ہوتا ہے۔

اس مختصر بیان میں نہ صرف عبادت خانہ کے اندر کا بیان ہے بلکہ باہر کا بھی۔ (مقابلہ کرو ۱۳ : ۴۴ سے ۴۹، ۱۴ : ۱ سے ۴، ۱۷ : ۱-۴)

۱۳۔ جب تھسلنیکے کے یہودیوں کو معلوم ہوا کہ پولس بیریہ میں بھی خدا کا کلام سُناتا ہے، تو وہاں بھی جاکر لوگوں کو اُبھارا اور اُن میں کھلبلی ڈالی۔

یہودیوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ تھسلنیکے کے یہودی گلتیہ کے یہودیوں کے نقشِ قدم پر چلے (۱۴ : ۱۹) اور اُن مشنریوں کا پیچھا کرتے رہے۔ مقابلہ کرو۔ ۱ تھسلنیکی ۲ : ۱۵-۱۶۔

اُبھارا۔ لفظی طور سے "جنبش دی" (مقابلہ کرو ۴ : ۳۱، ۱۶ : ۲۶، ۲ تھسلنیکی ۲ : ۲) گویا تند ہوا نے اُن ساکن پانیوں کو ہلا دیا۔

کھلبلی۔ (دیکھو ۱۶ : ۲۰، آیت ۸) ایسے ہر ایک موقعے پر جاہلوں کی جہالت سے اُن یہودیوں نے فائدہ اُٹھایا۔ یہ یہودی بیریہ میں بھی اُن پر بغاوت کا الزام لگاتے تھے اور جو کچھ تھسلنیکے میں ہوا اُن کا بیان کرتے تھے۔

۱۴۔ اس وقت بھائیوں نے فوراً پولس کو روانہ کیا کہ سمندر کے کنارے تک چلا جائے، لیکن سیلاس اور تیمتھیس وہیں رہے۔

بھائیوں نے۔ پولس کے خطوں میں بیریہ کی کلیسیا کا کہیں الگ ذکر نہیں آیا۔ لیکن دیکھو ۲ کرنتھی ۱۸ : ۱-۲؛ ۱ تھسلنیکی ۴ : ۱۰) سوپترس اُن "بھائیوں" میں سرکردہ ہوگا۔ (۲۰ : ۴)

سمندر کے کنارے تک۔ عام معنی ان الفاظ کے یہی ہیں کہ بیریہ کے دوست پولس کے ساتھ ساحلِ سمندر تک گئے (شاید دیوم (DIUM) جو کوہ اُلمپس کے دامن کے نزدیک مکدنیہ کی جنوبی حد کی بندرگاہ تھا) وہ جہاز میں بیٹھ کر اتھینے کو

روانہ ہُوا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ وُہ خُشکی کی راہ ساحلِ سمندر کے کنارے کنارے یُونان کو گیا۔ لیکن یہ ممکن نہیں۔

لیکن بیزا کے نسخہ میں یہ کمی پُوری کر دی گئی ہے۔ کہ تھسلنیکے میں انجیل سُنانے کا ذکر کیوں نہیں جو کہ مکدُنیہ اور یُونان کے مابین واقع تھا۔

"وُہ تھسلنیکے کے پاس سے گُزر گیا۔ کیونکہ وہاں کے لوگوں کو کلام سُنانے سے وُہ منع کیا گیا۔ (مُقابلہ کرو ۱۶: ۸ سے)

سیلاس اور تیمتھیُس۔ وُہ وہاں رہے تاکہ اُن نومسیحیوں کو تقویّت دیں اور بشارت کا مزید کام بجا لائیں۔ یہ پتہ لگتا ہے کہ تیمتھیُس فلپّی سے اُن کے ہمراہ گیا۔ تھسلنیکے سے ہوتا ہُوا بیریہ تک گو اس باب میں اُن کا پہلے ذکر نہیں ہُوا۔ اِن یہُودیوں کا خاص غصّہ پولُس پر تھا۔

(۱۵-۳۴) اتھینے۔ اریوپگُس پر پولُس کی تقریر

۱۵۔ اور پولُس کے رہبر اُسے اتھینے تک لے گئے اور سیلاس اور تیمتھیُس کے لئے یہ حکم لے کر روانہ ہُوئے، کہ جہاں تک ہو سکے جلد میرے پاس آؤ۔

پولُس کے رہبر۔ بعض بیریہ کے مسیحیوں میں سے مکدُنیہ میں جو تشدّد اس پر ہُوا تھا۔ اس لئے چند رہبروں کا اُس کے ساتھ بھیجنا مناسب تھا۔ یا شاید یہ لوگ اس لئے اُس کے ہمراہ گئے تاکہ اتھینے میں دوستوں سے اُس کی ملاقات کرائیں۔ مُقدّس پولُس کا دستُور تھا کہ وُہ اپنے سفروں میں کوئی نہ کوئی رفیق ساتھ رکھتا تھا۔ یہ جماعت اتھینے کی بندرگاہ پیریُس (PIRAEUS) پر جہاز سے اُترنے والی تھی۔

اتھینے۔ اٹیکا کا دارالخلافہ اور قدیم یُونان کا نہایت مشہور شہر۔ بڑے بڑے مصنّف اور مصوّر یہاں سے نکلے اور اپنی گذشتہ سیاسی اور عقلی شہرتوں پر اُسے فخر تھا۔ رُومیوں کے عہدِ سلطنت میں وُہ اخیہ کے صوبہ میں داخل تھا جس کا دارالخلافہ کرنتھُس تھا۔ لیکن اتھینے اس وقت تک بھی علم و ہنر کا مرکز تھا۔ اور رُومی دُنیا کا یہ خاص دارالعلوم تھا۔ یُونانی دیوی دیوتاؤں کے فسانوں کا بھی یہ صدر مقام تھا۔ اس کی دینی اور فلسفی شہرت کی جس قدر تعریف کریں تھوڑی ہے۔ چونکہ ترسس میں

مقدس پولُس یُونانی علوم و فنون کا سکہ مان چکا تھا اس لئے اُس نے اس بڑے شہر کی شان و شوکت کو محسُوس کیا۔ وُہ یسُوع مسیح کا مشنری ہو کر وہاں پہنچا۔ وہاں کے علوم کی اُس کو قدر تھی۔ وہاں کے حُسن کا وُہ مدّاح تھا۔ لیکن وہاں کی رُوحانی تاریکی پر وُہ ترس کھاتا تھا، اور وہاں کی بُت پرستی پر وُہ افسوس کرتا تھا۔

جلد میرے پاس آؤ۔ اعمال کی کتاب میں سیلاس اور تیمتھیُس کے اتھینے جانے کا کچھ ذکر نہیں۔ لیکن ا تھسلنیکیوں ۳: ۱ و ۲ سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم تیمتھیُس تو وہاں گیا اور قیاس ہے کہ سیلاس کے ساتھ ہی گیا۔ اگر یہ درست ہو تو وُہ بہت جلد کسی خاص پیغام پر بھیج دیا گیا۔ شاید فلپّی یا بیریہ کو جیسے کہ تیمتھیُس تھسلنیکے کو بھیج دیا گیا تھا۔ وُہ دونوں کرنتھس میں پولُس سے مل گئے (۱۸: ۵)

۱۶۔ جب پولُس اتھینے میں اُن کی راہ دیکھ رہا تھا، تو شہر کو بُتوں سے بھرا ہُوا دیکھ کر اُس کا جی جل گیا۔

بُتوں سے بھرا۔ یہ اسم صفت صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ اتھینے میں مندر شیو دوارے قُربان گاہیں بکثرت تھیں۔ اور بُت جا بجا دھرے تھے۔ رُومی دُنیا کا یہ گویا بنارس تھا۔ لیکن ایسا بنارس جس کو یُونانی علم و ہنر نے خُوب آراستہ و پیراستہ کیا تھا لیکن عمارتوں کے اس جاہ و جلال اور علم و ہنر کی خوبصُورتی نے اس رسُول کی آنکھیں بال کی بُت پرستی کی بدی کی طرف سے تاریک نہ کیں۔ اُس کی نظر میں یہ ظاہری شان و شوکت و خوبصُورتی آسمان کے خُدا کی نیک عزت تھی (رُومی ۱: ۲۲-۲۳) ہم مسیحیوں کو بھی ایسا ہی غم و افسوس ہونا چاہیئے، جب ہم کانسٹی اور جنُوبی ہند کے مندروں کی خوبصُورتی کو دیکھیں۔

دیکھ رہا۔ یعنی غور سے دیکھا۔ (مقابلہ کرو ۳: ۱۶؛ ۴: ۱۳؛ ۷: ۵۶؛ ۸: ۱۳؛ ۱۰: ۱۱) پولُس لاپرواہی سے دیکھنے والا نہ تھا۔

۱۷۔ اس لئے وُہ عبادتخانہ میں یہُودیوں اور خُدا پرستوں سے اور چوک میں جو ملتے تھے، اُن سے روز بحث کیا کرتا تھا۔

اس لئے۔ جو کچھ اُس نے دیکھا اُس کے باعث وُہ کچھ کرنے پر آمادہ ہو گیا اور اُس نے حسبِ معمول یہُودی باشندوں میں کام کرنا شروع کیا۔

خُدا پرستوں - دیکھو ۱۳: ۴۳ کی شرح - اتھینے میں بھی ایسے یہودی تھے جن کو نہ تو فلسفہ نے اور نہ بُت پرستی نے سیر کیا تھا -

چوک میں - ۱۶: ۱۹ کی شرح - اس اتھینی چوک میں اعلےٰ درجہ کے ہنر کے کاموں کی کثرت تھی - اور لکڑی کے دروازوں پر اعلیٰ درجہ کا نقش و نگار کیا گیا تھا اور ان کمروں میں فلاسفر اپنے شاگردوں کو تعلیم دیا کرتے تھے اور اسی طرح مندروں وغیرہ میں لیکن مشنری تو اپنے آقا کے کام کرنے پر تُلے ہوئے تھے -

بحث کیا کرتا تھا - آیت ۲ کی شرح - فعل ناتمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ وُہ اس کام میں لگا رہا -

جو ملتے تھے - یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے - اس سے یہ مراد ہے کہ جو راہ میں اُس سے ملے - " بحث " کے لئے جو لفظ ہے وُہ وہی طریقہ تعلیم دینے کا تھا سقراط نے اسی طریقہ سے اُسی چوک میں ۴۵۰ برس پہلے تعلیم دی تھی - سوال و جواب اور معقول دلائل کے ذریعہ سامعین کی توجہ اپنے پیغام کی طرف منعطف کی اور چوک میں جن لوگوں کی آمد و رفت تھی اُن کو دلچسپی پیدا ہوئی (اکرنتھی ۹: ۲۰-۲۱)-

۱۸- اور چند اپکوری اور ستوئیکی فیلسوف اُس کا مقابلہ کرنے لگے - بعض نے کہا کہ یہ بکواسی کیا کہنا چاہتا ہے ؟ اوروں نے کہا یہ غیر معبودوں کی خبر دینے والا معلوم ہوتا ہے - اس لئے کہ وُہ یسوع اور قیامت کی خوشخبری دیتا تھا -

اپکوری - اپکورس موضع ساموس میں ۳۴۲ ق م میں پیدا ہوا تھا اور اُس کے ۳۵ سال بعد فلسفہ کا معلم ہو کر اتھینے میں رہنے لگا - اُس کی تعلیم یہ تھی کہ انسان کا اصلی مقصد عیش و خوشی ہے ، نہ ہر ایک خواہش کو جیسا کہ وُہ پیدا ہوتی ہے سیر کرنا لیکن حتی الامکان اعلیٰ درجہ کی خوشی حاصل کرنا جو زندگی میں بحیثیت مجموعی حاصل ہو سکتی ہے - اُس کی رائے یہ تھی کہ دیوتاؤں کو آنند جیون حاصل ہے اور سارے دُنیاوی جھمیلوں سے وُہ آزاد ہیں اور دُنیاوی اغراض سے خالی ہیں - وُہ ایک خاص باغ میں اپنے شاگردوں کو تعلیم دیا کرتا تھا - اپکوری لوگ رُوح کی بقا کے قائل نہ تھے - اُن کی رائے تھی کہ موت کے ساتھ ہی انسان کی ہستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے - یہ گویا یُونانی فلسفہ کے مادہ پرست اور یوٹی لی ٹیرین (UTILITARIAN) تھے - ایسے لوگوں کی تعلیم اہل ہند کو مرغوب

نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ آجکل کے بعض نو تعلیم یافتہ محض روپیہ اور آرام کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں، اور دین اور آئندہ زندگی کے بارہ میں کچھ خیال نہیں کرتے۔ یہ عملی طور پر اپکوری ہیں۔

ستوئیکی۔ یہ ایک دوسرا فلسفہ آتینی میں مروّج تھا۔ یہ ستوئیکی کُپرس کے باشندے زینو نام کے پیرو تھے۔ جو ۳۰۰ قبل مسیح میں زندہ تھا۔ کیونکہ وہ ایک منقش برآمدے میں تعلیم دیا کرتا تھا اور "ستوئیک" کے معنی ہیں "برآمدے" کے متعلق اُس کی خاص تعلیم یہ تھی کہ نیکی کی پیروی محض نیکی کی خاطر کرنی چاہیئے۔ اور ہستی کا بڑا مقصد یہ تھا کہ ایسی دلی حالت حاصل کرے جس میں نہ نیکی سے اور نہ بدی سے نہ خوشی سے نہ رنج سے خلل پڑے۔ اُس کی تعلیم یہی تھی کہ اسی غرض کے لئے اپنے حواس ظاہری کو کُشتہ کرو۔ اپکوریوں کے برعکس ستوئیکی لوگ رُوحانی جہان کا پُورا ایمان رکھتے تھے لیکن عملاً ہمہ اوست تھے کیونکہ اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ الٰہی ذات سب میں پائی جاتی ہے۔ اور آخرکار سارے ارواح الٰہی رُوح میں لین ہو جائیں گے۔ اُن کے دین میں تقدیر کو بھی بڑا دخل تھا۔ اس لئے یہ ظاہر ہو جائیگا کہ اُن کی تعلیم ہندو فلسفہ سے بہت مشابہت رکھتی تھی، خاصکر ویدانت تعلیم سے۔ فی الحقیقت ستوئیکی تعلیم کا چشمہ مشرق ہی تھا اور جب مشرقی تخیّل اور فلسفہ کا تعلق مغربی دُنیا سے ہُوا تو اُس نے اس قسم کی صُورت اختیار کی۔ زینو خود ایشیائی نسل سے تھا۔ مقدّس پولُس کا جنم بھوم ترسس ستوئیکی تعلیم کا مشہور مرکز تھا۔

مقابلہ کرنے لگے۔ جیسا لوقا ۱۴ : ۳۱ میں۔ لیکن اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب وہ دوچار ہوتے تو آپس میں بات چیت کرنے لگتے۔

بکواسی۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ لیکن اہلِ یُونان اسے ان معنوں میں استعمال کیا کرتے تھے (۱) کوّا یا کوئی چھوٹا پرندہ جو چونچ سے دانہ چُگتا ہے اور ایسا آوارہ گرد جو اپنی روزی اِدھر اُدھر سے مانگ تانگ کر پیدا کر لیتا ہے (۲) ایسا شخص جس کی تعلیم خراب ہوئی ہو لیکن اِدھر اُدھر کی شُد بُد کرکے دُوسروں کو سکھانے لگے اور دعوٰے کرے کہ وہ بڑا عالم ہے۔ ان فلاسفروں نے جس معنی میں اس لفظ کو استعمال کیا اُس سے اُن کی مُراد یہ تھی کہ پولُس بھی اسی قسم کا شخص تھا، جو روزی کمانے

کی خاطر عالم ہونے کا دعویٰ کرتا پھرتا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں۔ اس ملک ہندو پاکستان
میں بھی اکثر لوگ واعظانِ انجیل پر یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ یہ لوگ روزی کی خاطر یا روپیہ
کمانے کی خاطر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ اور ان کے پیغام کو حقیقی جان کر اُس پر توجہ
نہیں کرتے اور اُسے محض بکواس سمجھتے ہیں۔

خبر دینے والا۔ یہ ایک غیر معمولی صورت اس لفظ کی ہے اور صرف اسی
آیت میں مستعمل ہے۔

غیر معبود۔ یا غیر ملکوں کے معبود جس لفظ کا ترجمہ معبود ہوا ہے وہ نیک و بد
دونوں قسم کے دیوتا کے لئے آتا ہے۔ اس ملک میں بھی بعض اسی غلطی میں مبتلا ہیں کہ
انجیل کا پیغام ایک اجنبی غیر ملکی دین کا اشتہار ہے۔

یسوع اور قیامت۔ یونانی میں لفظ "قیامت" مؤنث ہے اس لئے انہوں
نے سمجھا کہ اس سے کوئی دیوی مراد ہے کیونکہ وہ خود دیانت حیا اور دیگر دیوی
دیوتاؤں کے بُت بنانے کے عادی تھے۔ اگر یہ تفسیر درست ہو تو انہوں نے یہ
سمجھا کہ پولس دو غیر ملکی دیوتاؤں کی منادی کرتا تھا۔ ایک "یسوع" کی اور ایک "قیامت"
کی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس رسول نے اتھینے میں نجات دہندہ کے بارہ میں اُن
بڑے امور کی منادی کی یعنی اُس کی موت اور قیامت کی۔

۱۹۔ پس وہ اُسے اپنے ساتھ اریوپگس پر لے گئے اور کہا۔ آیا ہم کو معلوم ہو
سکتا ہے کہ یہ نئی تعلیم جو تو دیتا ہے کیا ہے؟

لے گئے۔ دوستانہ طور سے یا مخاصمانہ طور سے پکڑ کے لے گئے (۹: ۲۷)
ان دونوں تاویلوں کی حمایت بعض بعض نے کی ہے۔ اس کے معنی کا انحصار اس امر
پر ہے کہ مفسر نے ان فلاسفروں کی نسبت کیا سمجھی۔ کیا وہ دوستانہ طور سے لے
گئے کہ اور بھی سنیں یا مخاصمانہ طور سے تاکہ سرکاری طور پر کسی طرح کی تفتیش پولس
کی کی جائے۔

اریوپگس۔ یا "ریوپگس" کے سامنے دو چونکہ یہ چوک کے نزدیک کھڑے تھے
اور مشہور اکراپولس (ACRAPOLIS) کے کچھ مغرب کو ایک پہاڑی تھی جو عطارد کی پہاڑی
کہلاتی تھی (اریوپگس کا بھی لفظی ترجمہ ہے) روایت ہے کہ دیوتا عطارد (MAR) کا

مقدمہ یہاں ہی وقوع میں آیا تھا۔ اس پہاڑی کے کنارے پر اس دیوتا کا مندر تھا جس میں داخل ہونے کے لئے سولہ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ عام طور پر یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ ایتھنی فلاسفر مقدس پولس کو اس پہاڑی پر لے گئے کہ اطمینان کے ساتھ اُس کی سُن سکیں۔ اس رائے پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہاں بہت لوگ جمع نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ نام (اریوپگس) محض اس پہاڑی ہی کا نام نہ تھا بلکہ اُس مشہور کونسل کا بھی جو وہاں منعقد ہوا کرتی تھی اور اس کونسل کے ممبر پتھر کے کھدے ہوئے بنچوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ وہ سب کسی نہ کسی حیثیت میں حکام فوجداری رہ چکے تھے اور اُن میں ہر ایک کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہوگی۔ اُن کے فیصلے خواہ وہ مذہبی امور میں ہوں خواہ دینی امور میں، بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ رومیوں کے عہد سلطنت میں بھی ان کو بہت کچھ اختیار حاصل تھا اور اٹیکا (ATTICA) کے سارے علاقہ میں یہ جماعت بہت معزز سمجھی جاتی تھی۔ کم ازکم کرسٹم کے زمانے سے یہ خیال کیا گیا ہے کہ مقدس پولس کو گھسیٹ کر وہاں کی عدالت کے سامنے لے گئے۔ اگرچہ قرینہ سے ایسی سرکاری کارروائی کی کوئی تائید نہیں ہوتی۔ لیکن ہم یہ مان سکتے ہیں (بقول رامزے صاحب) کہ غیروں کے لکچرار کی حیثیت سے اُس کو عدالت کے سامنے پیش کیا، تاکہ وہ اپنی تعلیم کا بیان کرے۔ اور عدالت فیصلہ کرے کہ وہ کس قسم کی تھی۔ جنوبی ہند میں مدورا کی مشہور "تامل سنگم" کی سند تامل مصنف یا عالم کو حاصل کرنی ضروری سمجھی جاتی تھی۔ مقدس پولس نے اپنا عذر بیان کرنے کی بجائے مسیحی دین کے واقعات کو اس بڑی عدالت کے سامنے پیش کیا۔

۲۰۔ کیونکہ تو ہمیں انوکھی باتیں سناتا ہے۔ پس ہم جاننا چاہتے ہیں کہ اُن سے غرض کیا ہے۔

انوکھی باتیں۔ رامزے صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں "بعض باتیں غیر ملکی قسم کی" اور غالباً یہاں یہی مراد ہے (آیت ۱۸)۔ مسیحی دین اکثر ایسے لوگوں کو غیر ملکی معلوم ہوتا ہے جو اُس کے حقیقی پیغام سے واقف نہیں۔ ہمارے ہم وطن اس کو غیر ملکی دین سمجھتے ہیں حالانکہ ہمارے خداوند کا وطن اور اُس کے بود و باش کی جگہ ایشیا تھا نہ کہ یورپ۔

۲۱۔ اس لئے کہ سب اتھینی اور پردیسی جو وہاں مقیم تھے، اپنی فرصت کا وقت نئی نئی باتیں کہنے اور سننے کے سوا اور کسی کام میں صرف نہ کرتے تھے۔

پردیسی جو وہاں مقیم تھے (دیکھو ۲: ۱۰) اتینی کے علم کی شہرت غیر ملکوں سے بہتوں کو وہاں کھینچ لائی تھی اور اُن میں سے بہت وہاں دیر سے آباد ہو گئے تھے۔

فرصت کا وقت۔ یہ فعل اس مقام کے سوائے مرقس ۶: ۳۱، ۱ کرنتھی ۱۶: ۱۲، میں بھی آیا ہے۔ یہ تجارتی شہر نہ تھا۔ یہاں کے باشندے اور آمدورفت رکھنے والے صرف علمی مشاغل میں مصروف تھے۔ یہ صیغہ ' ناتمام ' ظاہر کرتا ہے کہ اُن کی یہی عادت تھی۔ ان لفظوں میں تمسخر تو نہیں لیکن کچھ ترس پایا جاتا ہے۔

نئی باتیں۔ ہمیشہ کچھ نئی نئی باتیں دریافت کرتے ہیں، ہمعصر مصنّف بھی اُن کی اس عادت اور شوق کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سے ۴۰۰ سال پہلے ڈی ماسینتھز (DEMOSTHENES) نے ان کی کاہلت اور غیر عملی استعجاب و تفتیش پر اُن کو ملامت کی تھی۔ یہی خطرہ ہندو پاکستان کے بعض حصّوں میں پایا جاتا ہے جو خیالی اور قیاسی باتوں میں زیادہ وقت صرف کرتے ہیں کاشکہ وہ عملی باتوں میں مصروف ہوتے اور یُوں اپنا وقت ضائع نہ کرتے۔ زندگی میں انسان کا حقیقی مقصد اور مُدعا عقلی باریک بینیوں میں مصروف رہنا نہیں بلکہ خدا کے جلال اور انسان کی بہبودی کو ترقی دینا ہے۔ تاریخ دانوں کو معلوم ہے کہ اتینی کی حقیقی شان و شوکت جاتی رہی تھی اور مُقدّس پولُس کے وقتوں کے فلاسفر زمانہ سابق کی شہرت سے فائدہ اُٹھا رہے تھے۔

۲۲۔ پولُس نے اریوپگس کے بیچ میں کھڑے ہو کر کہا کہ اے اتینی والو! میں دیکھتا ہُوں کہ تُم ہر بات میں دیوتاؤں کے بڑے ماننے والے ہو۔

اے اتینیو والو۔ یہ خاص محاورہ تھا جن کے ذریعہ عُلما لوگوں سے مخاطب ہوتے تھے۔ مقدّس پولُس نے صحیح طریقہ سے اپنی تقریر شروع کی۔ کیونکہ وُہ جانتا تھا کہ سامعین کی حسبِ حیثیت کلام کرے (دیباچہ ۶: ۴)۔

میں دیکھتا ہُوں۔ یہ وُہی فعل ہے جو آیت ۱۶ میں آیا تھا۔ اُس نے اُن کے دینی خیالات اور بُت پرستی کا خُوب مطالعہ کیا تھا۔

دیوتاؤں کے بڑے ماننے والے۔ انگریزی حاشیہ میں ہے " دیندار" نئے عہد نامے میں یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق اسم ۲۵: ۱۹ میں بھی پایا جاتا ہے اس کے لغوی معنی یہ ہیں " دیوتاؤں سے ڈرنے والے " اور یہ دونوں معنی میں مستعمل تھا،

یعنی اچھے معنی ہیں "دیندار" یا بُرے معنی ہیں "توہم پرست"۔ یقیناً مقدس پولس کی یہ مُراد
تھی کہ اُس نے یہ دیکھا کہ آتھینی والے "اپنے دیوتاؤں کی پرستش کے عادی تھے۔" اور اس لئے
"دیندار تھے۔" لیکن اُس نے ارادتاً ایسا لفظ استعمال کیا جس میں دینداری کے ساتھ توہم
پرستی کا خیال بھی ظاہر ہوتا تھا۔ اہل ہند میں سے ہزارہا اسی حالت میں ہیں کہ اپنے دیوتاؤں
کے ماننے والوں کی حیثیت سے وُہ دیندار ہیں تو وُہ بھی توہم پرست ہیں اس لئے اُن کے
لئے بھی اس سے اچھا لفظ ملنا مشکل ہے۔

۲۳۔ چنانچہ میں نے سیر کرتے اور تمہارے معبودوں پر غور کرتے وقت ایک ایسی
قربانگاہ بھی پائی جس پر لکھا تھا کہ نامعلوم خُدا کے لئے پس جس کو تم بغیر معلوم کئے پُوجتے
ہو۔ میں تم کو اُسی کی خبر دیتا ہوں۔

معبودوں۔ یہ لفظ پھر صرف ۲ تھسلنیکی ۲: ۴ میں آیا ہے۔ اس میں قربان گاہیں
مورتیں بھی بُت اور بُت پرستی کی دیگر علامتیں سب داخل ہیں۔

پائی۔ آیت ۲۳۔ یعنی بار بار تجربہ کرنے سے یہ لفظ اس جگہ کے سوائے صرف عبرانی ۱۳:
۷ میں آتا ہے۔ مقدس پولس نے آتھینی قربانگاہوں اور پرستش کا معائنہ کیا تھا اس سے
اُن کے کتبوں کو پڑھا تھا۔

نامعلوم خُدا کے لئے۔ پوسینی اَس اور فلاسترینس نے اس سے کچھ تھوڑے
عرصے بعد یہ لکھا کہ آتھینی میں ایسی قربان گاہیں تھیں "جو نامعلوم خداؤں کے لئے" تعمیر کی
گئی تھیں۔ اس لئے ہم بخوبی مان سکتے ہیں کہ جس قربان گاہ کو پولس نے دیکھا وُہ اس قسم کی
ایک ہی قربان گاہ نہ تھی۔ شاید ایسی قربان گاہوں کے بنانے کی یہ وجہ ہوگی کہ جب پرستاروں
پر کوئی آفت یا بلا نازل ہوئی اور اُن کو پتہ نہ لگے کہ وُہ کس دیوتا کی طرف سے آئی تھی،
اور کس سے اُن کو التجا کرنی چاہیے۔ مقدس پولس نے اس تحریر کو اپنی سند کی آیت بنایا۔
اُس نے آتھینی پرستاروں کی اس لاعلمی کو کہ جس کی وُہ پرستش کرتے ہیں اُس کے نام اور
سیرت سے بھی وُہ واقف نہیں، اُن سامعین کے دلوں تک رسائی کا وسیلہ بنایا۔

یہاں ہمارے لئے بھی کئی ایک سبق حاصل ہوتے ہیں، کہ ہم اپنے آس پاس رہنے
والوں کی رُوحانی حالت سے واقف ہوں اور اُن کو انجیل اُسی طریقے سے سُنائیں جو اُن
کے دلوں کو راغب اور مائل کر سکے۔ لفظ "نامعلوم" صرف اُسی جگہ آیا ہے۔ اب ہمارا یہ کلام

ہے کہ جو لوگ رُوحانی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں اُن کو بتائیں کہ اگرچہ اُن کا خُدا نامعلوم ہے
تو بھی وُہ معلوم ہو سکتا ہے (یُوحنا ۱۷: ۳)۔ یہ کہنا کہ ہم خُدا کو جان نہیں سکتے۔
(AGNOSTICISM) انسان کے دل کو تشفّی نہیں دے سکتا۔

پُوجتے ہو۔ خالص دل سے گو غلط طور سے۔ اس فعل کے یہی معنی ہیں۔ یہ پھر
اتیمتھیُس ۵: ۴ میں آیا ہے۔ نیز مقابلہ کرو۔ یوحنا ۴: ۲۲ سے۔

مَیں۔ تاکیدی ہے۔ اُنہوں نے اُسے "بکواسی" کہا تھا (آیت ۱۸) لیکن اب
وُہ اُنہیں سرگرم اور صاحبِ عقل واعظ معلوم ہوتا ہے۔

۲۴۔ جس خُدا نے دُنیا اور اُس کی ساری چیزوں کو پیدا کیا وُہ آسمان اور زمین
کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔

جس خُدا نے ... مقابلہ کرو ۱۴: ۱۵ سے۔ اپکوری لوگ نہیں مانتے تھے کہ
خُدا خالق ہے۔ وُہ مادہ کو ازلی مانتے تھے۔ بعض ہندو شاستر بھی یہی تعلیم دیتے ہیں کہ
ستوئیکی بھی اگرچہ یُونانی دیوی دیوتاؤں کی ہستی کو مانتے تھے، لیکن وُہ فی الحقیقت ہمہ اوستی
ہے جیسے کہ ہندوستان میں ادویتا فلسفہ کی تعلیم ہے۔ ایسی غلط تعلیموں کے مقابلہ میں
مقدس پولُس نے دلیری سے یہ اعلان کیا کہ حقیقی خُدا قادرِ مطلق اور ساری چیزوں کا
خالق ہے۔

آسمان و زمین کا مالک۔ وُہ ان کے آغاز کا بھی مالک ہے، اور اب بھی مالک
ہے۔ خُدا کی شخصیت پر یہاں زور دیا گیا ہے۔ وُہ سارے عالم کا مالک اور سلطان بنایا
گیا ہے۔ برعکس اس کے اپکوری یہ تعلیم دیتے تھے کہ دُنیاوی چیزوں کے انتظام و حکومت
میں دیوتاؤں کو کچھ دخل نہیں۔

ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں۔ دیکھو ۷: ۴۸ کی تشریح۔ یہودیوں اور
غیر قوموں دونوں کو یہ یاد دلایا گیا کہ ساری چیزوں کا اعلیٰ سلطان کسی خاکی مندر میں محدود
نہیں رہ سکتا۔ (یسعیاہ ۶۶: ۱ و ۲) ایسی مورتوں اور بُتوں کی پرستش جو مندروں اور
شوالوں میں رکھے گئے اور وُہ دیوتا سمجھے جاتے ہیں، نہ صرف غلط ہے، بلکہ اکیلے واحد
حقیقی خُدا کی شان کے خلاف ہے۔

۲۵۔ نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر آدمیوں کے ہاتھوں سے خدمت لیتا ہے، کیونکہ

وُہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے۔

خدمت لیتا – نئے عہدنامہ میں اس معنی میں یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے۔ بُت پرست حُکما کی تصنیفات میں یہ لفظ دیوتاؤں کی خدمت کرنے کے لئے آتا ہے۔ حقیقی خُدا آدمیوں کے ہاتھوں سے ایسی خدمت نہیں لیتا، کیونکہ وُہ اپنی مخلوقات پر منحصر نہیں۔ جو لوگ ہندوؤں کے بُتوں کی پُوجا سے واقف ہیں وُہ اس آیت کے معنی بخُوبی سمجھ سکتے ہیں۔

نہ کسی چیز کا محتاج ہو کر – جو کچھ وُہ بذاتِ خُود تھے، اُس سے زیادہ وُہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ مقابلہ کرو زبور ۵۰: ۸ سے ۱۲۔ اپکوریوں کی بھی یہ تعلیم تھی کہ دیوتا بذات خُود کامل ہیں اور آدمیوں سے کسی چیز کے محتاج نہیں اگرچہ دُوسری باتوں میں اُنہوں نے غلطی کی۔ اس صداقت کی روشنی میں پرستش کا یہ تصوّر کیسا حقیر اور ادنیٰ معلُوم ہوتا ہے جو برائے نام دیوتاؤں کے اشنان بھوجن کرانے کپڑا پہنانے اور گاڑیوں میں اُن کو سوار کرانے میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

وُہ تو خُود سب کو زندگی اور سانس ... – یہ حقیقی خُدا نہ صرف خالق اور اعلیٰ مالک ہے، بلکہ وُہ سارے عالم کا پروردگار۔ زندگی۔ سانس اور ہر اچھّی نعمت کا متواتر چشمہ بھی ہے۔ ایسی تعلیم اپکوری تعلیم کے عین نقیض تھی۔

۲۶۔ اور اُس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام رُوئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی، اور اُن کی میعادیں اور سکُونت کی حدیں مقرر کیں۔

ایک ہی اصل سے ... ہر ایک قوم – بعض کے نسخے میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں "ایک ہی خُون سے"۔ لیکن دُوسرے پُرانے نسخوں میں یہ لفظ "خُون" نہیں آتا۔ اہلِ اتینی فخریہ کہا کرتے تھے کہ ہم اسی مقدّس زمین سے پیدا ہوئے اور عمُوماً یُونانی باقی سب قوموں کو حقارت سے بربری یا وحشی کہا کرتے تھے۔ اس لئے مُقدّس پولُس کے الفاظ میں اصلی راستی پائی جاتی تھی۔ لیکن اُس کی خاص حُجّت یہ تھی کہ وُہ حقیقی اور زندہ خُدا سارے آدمیوں کا خُدا تھا اور سب کو جو اُس کی تلاش کرتے ہیں اُس تک رسائی ہو سکتی ہے۔

اس مُلک میں اس تعلیم کی سخت ضرورت ہے کہ ہم سب ایک ہی اصل سے ہیں خواہ ہم یوروپین ہوں یا ہندوستانی یا پاکستانی خواہ برہمن ہوں خواہ شُودر۔

اُن کی میعادیں مقرر کیں۔ لفظ "مقرر کیں" کے لئے دیکھو ۲۳:۲، ۱۰: ۴۲، جہاں یہی لفظ استعمال ہُوا ہے۔ مُقدّس پولُس اس وقت خُدائی پروردگاری کا ذکر کر رہا تھا۔ اس تعلیم میں ایک حد تک ستوئیکی فرقے کے لوگ اُس کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے۔ یہ "میعادیں" صرف بیج بونے اور فصل کاٹنے کی ہی نہیں (پیدائش ۸: ۲۲، مُقابلہ کرو ۱۴: ۱۷ سے) بلکہ انسانی اور قومی نشوونما و ترقی کے متواتر زمانے۔

سکونت کی حدیں۔ یہ دونوں اسم صرف اسی آیت میں آئے ہیں۔ خُدا نے مُختلف قوموں کی تقسیم اور ترقی کا انتظام خُود کیا (مقابلہ کرو استثنا ۳۲: ۸)۔ اسی کا ہاتھ نوعِ انسان کی تاریخ کی ساری رفتار کا ہادی اور منتظم ہے۔ پس وُہ ساری چیزوں کا خالق۔ مالک محافظ اور رہنما ہے۔

۲۷۔ تاکہ خُدا کو ڈھونڈیں۔ شاید کہ ٹٹول کر اُسے پائیں۔ ہر چند وُہ ہم میں کسی سے دُور نہیں۔

خُدا کو ڈھونڈیں۔ خلقت۔ حفاظت اور پروردگاری میں خُدا کا یہی مقصد ہے کہ انسان اُسے ڈھونڈیں اور پائیں۔ اُنہیں نہیں چاہیئے تھا کہ وُہ بُت پرستی کے گُناہ میں پڑتے اور گُناہ میں پڑنے کا اُن کے پاس کُچھ عذر بھی نہیں (رومیوں ۱: ۱۸-۲۵)

شاید کہ ٹٹول کر..... لفظ "ٹٹول کر" کے لئے دیکھو لُوقا ۲۴: ۳۹، عبرانی ۱۲: ۱۸، یُوحنّا ۱: ۱۔ صرف انہیں مقاموں میں یہ لفظ آیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ خُدا کا منشاء پُورا نہیں ہُوا۔ اُس کو ڈھونڈنے اور پانے کی بجائے اور اُس کی حضُوری کو گویا ہاتھ سے چھُونے اور محسُوس کرنے کی جگہ وُہ اپنے خیالوں میں مُبتلا ہو کر اُس سے برگشتہ ہو گئے اور سخت بُت پرستی میں جا پھنسے۔ ہندو دھرم اس آیت کی ایک افسوسناک تفسیر ہے "ٹٹول کر" البتہ اُنہوں نے ٹٹولا تو سہی لیکن بتدریج گرتے چلے گئے۔ ویدوں کے زمانہ کی پرستش سے لے کر اپنا شد کے فلسفی خیالات میں پھنس کر کثرت الااللہ اور بُت پرستی کی تعلیم میں جا دھنسے، اور آجکل چاروں طرف اس کا نظارہ نظر آتا ہے۔ وقتاً فوقتاً ایسے معلّم اُٹھے جنہوں نے اِن غلطیوں کے خلاف دلیری سے تعلیم دی، اور زیادہ خالص ایمان کے لئے زور دیا۔

کسی سے دُور نہیں۔ یُونانی عبارت کا یہ زور ہے کہ وُہ ہر وقت قریب ہی رہا

ہے۔ اس لئے اُس کی تلاش میں قاصر رہنے کے لئے کوئی عذر نہیں۔

۲۸- کیونکہ اُسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں۔ جیسا تمہارے شاعروں میں سے بھی بعض نے کہا ہے کہ ہم تو اُس کی نسل بھی ہیں۔

اُسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے۔ یعنی اُس کی محیط کل قدرت، پروردگاری اور حکومت میں۔ خدا کو ہم مادی نہ خیال کریں۔ گویا وہ ایک لطیف مادہ ہے جو سارے مکان میں ہو، یا پتھر کی طرح ہے۔ یہ تو ہمہ اوست تعلیم ہوگی۔ بلکہ ہم اُسے قادر مطلق ہمہ جا حاضر و ناظر جانیں۔ حتیٰ کہ کوئی شئے بھی اُس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں۔

ہم تو اُس کی نسل بھی ہیں۔ یہ اقتباس ایک یونانی شاعر اراتس (۲۷۰ ق م) نامی کی تصنیف سے ہے۔ یہ ستوئیکی فرقہ سے اور کلکیہ کے علاقہ سے تھا۔ کلینتھس (CLEANTHES) کے زیوس کے لئے جو گیت ہے (۳۰۰ ق م) اُس میں تقریباً یہی لفظ پائے جاتے ہیں۔ وہ گیت ایک طرح سے ستوئیکی فرقہ کا عقائد نامہ ہے۔ اگرچہ مقدس پولس نے اس گیت سے اقتباس کیا، لیکن اُس نے اُن سارے خیالوں کی تصدیق نہیں کی جو وہ لوگ مانتے تھے۔ جو صداقت اُن کے منہ سے نکل گئی تھی جسے اُنہوں نے دھندلا سا دیکھا تھا۔ اُسے اُس نے اس لئے استعمال کیا تاکہ سامعین کو زیادہ روشنی حاصل ہو۔ اس قسم کے اقتباسات یونانی تصنیفات سے اکرنتھی ۱۵: ۳۳، طیطس ۱: ۱۲ میں پائے جاتے ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ مقدس پولس اِن تصنیفات سے واقف تھا۔ یہاں ہمارے لئے ایک نظیر ہے کہ ہم دیسی علماء کی قدیم کتابوں سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور جو نیم صداقتیں وہاں دبی پڑی ہیں، اُن کو بشارتی کام میں استعمال کریں۔ اکثر واعظین کو معلوم ہے کہ جب ہندو شاستروں سے کوئی شلوک سُنایا جاتا ہے تو کیسے اُن لوگوں کی توجہ اُن کی طرف منعطف ہو جاتی ہے۔ اُن مصنفوں اور شاعروں میں سے بعضوں نے بُت پرستی کی غلطی کو دیکھ لیا اور توحید کی سی تعلیم دی۔

۲۹- پس خدا کی نسل ہو کر ہم کو یہ خیال کرنا مناسب نہیں کہ ذاتِ الٰہی اس سونے یا روپے یا پتھر کی مانند ہے جو آدمی کے ہنر اور ایجاد سے گھڑے گئے ہوں۔

پس خدا کی نسل ہو کر۔ مقدس پولس نے اُن مصنفوں سے سامعین کو خوش کرنے کے لئے اقتباس نہیں کیا اور نہ اپنے علم کو ظاہر کرنے کے لئے بلکہ اس مقصد

سے کہ ایک معقول نتیجہ کی تائید ہو اور انجیل کے پیش کرنے کے لئے تیاری ہو۔ صرف مسیحی دین ہی نے خدا کی اُلوہیت کو صاف طور سے ظاہر کیا۔

ذاتِ الٰہی۔ یہی یُونانی لفظ اس معنی میں سنسکرت زبان کے ذریعہ آجتک ہندو پاکستان میں مروّج ہے۔ یعنی دیوم۔ رسُول کی دلیل دوہری ہے۔

۱۔ جو خُدا کی نسل ہونے کے مدّعی ہیں وہ اپنے ہاتھوں کے کاموں کے آگے جُھکنے کے ذریعہ اپنے اصلی باپ کی بے عزّتی نہ کریں (۲) حقیقی خُدا کو جو سب سے اعلےٰ ہے آدمی کی بنائی ہُوئی سورتوں کے ذریعہ ظاہر کرنا اُس کی ہتکِ عزّت ہے۔

سونے یا روپے یا پتھر۔ ہندوستان میں ایسے بُت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ رسُول کی اس دلیل کی روشنی میں ہم کو اُن لوگوں کا مغالطہ بخوبی معلوم ہو جاتا ہے جو یہ کہا کرتے ہیں اور اکثر تعلیم یافتہ یہ کہتے ہیں کہ یہ بُت نادانوں اور عوام کے لئے محض نشان کے طور پر ہیں تاکہ اُن کو خُدا کی ہستی اور اُس کے ۰ عادی یاد دلاتے رہیں۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ اُن کو خُدا کی یاد دلائیں وہ اُن کو پرانوں کے دیوی دیوتا یاد دلاتے ہیں جن کو صاحبِ فراست ہندوؤں نے ترک کر دیا ہے۔ یوں ان کے ذریعہ لوگوں کی توجہ حقیقی خُدا سے پھر جاتی ہے جو رُوح ہے اور پاک اور دانا خُدا ہے اور دیوتا کے ادنیٰ تصوّر کی طرف چلی جاتی ہے۔

جو آدمی کے ہُنر اور ایجاد سے۔ آدمی کے ہُنر نے جیسا رُتبہ آتینی میں حاصل کیا تھا اور کسی جگہ نے حاصل نہ کیا تھا۔ اور جیسے خُوبصورت بُت اور مُورتیں آتینی میں پائے جاتے تھے اور کسی جگہ نہ پائے جاتے تھے۔ مگر مُقدّس پولُس نے ظاہر کر دیا کہ یہ انسانی ہُنر بُت پرستی کے خطروں کی طرف سے اُن کی آنکھیں بند نہ کرے۔ لفظ "ایجاد" سے اندرُونی خیال کا اظہار تھا۔ (متّی ۹: ۴، ۱۲: ۲۵، عبرانی ۴: ۱۲) جو ہُنر کی صُورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

۳۰۔ پس خُدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کر کے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے، کہ توبہ کریں۔

جہالت کے وقتوں۔ دیکھو ۱۴: ۱۶۔ جہاں دلیل تقریباً یہی ہے۔ لفظ "جہالت" لفظ "نامعلوم" سے مشتق ہے (آیت ۲۳) سنسکرت میں اس لفظ کی

صورت اختیار کرتا ہے (اگیان) اور انسان کی ناکامیابی اور غلامی کا ڈہی چشمہ ہے۔ اہل اسلام میں محمد صاحب کے ظاہر ہونے سے پیشتر کا زمانہ بھی "ایام جہالت" کہلاتا ہے۔

چشم پوشی کر کے۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ مقابلہ کرو ۱۴:۱۶ سے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے خاص سزاؤں کے ذریعہ اُن کو روکنے کے لئے مداخلت نہ کی۔

اب۔ مسیح کی انجیل میں خدا کا خاص مکاشفہ اُن کے لئے جہالت کے عذر کو دُور کر دیتا ہے جنہوں نے وُہ پیغام سُن لیا۔ زمانہ گذشتہ کے بارہ میں قیاس دوڑانے یا انسان کے ساتھ خدا کے سلوک کے طریقوں پر نکتہ چینی کرنے کی بجائے ہمارا فرض یہ ہے کہ زمانہ حال میں حق پر چلیں۔

حکم دیتا ہے۔ (۱:۴ کی شرح) بعض قدیم نسخوں میں یہ عبارت لکھی ہے۔ "اعلان کرتا ہے" اور ہر جگہ ہر ایک کے واسطے۔

توبہ کریں۔ تاکہ بتوں سے پھر کر زندہ خدا کی عبادت کریں (۱۴:۱۵، ۱-تھسلنیکی ۱:۹) اور گناہ سے پاکیزگی کی طرف رجوع ہوں (۲:۳۸ کی شرح)

۳۱- کیونکہ اُس نے ایک دن ٹھہرایا ہے جس میں وُہ راستی سے دُنیا کی عدالت اُس آدمی کی معرفت کرے گا جسے اُس نے مقرر کیا ہے اور اُسے مُردوں میں سے جلا کر یہ بات سب پر ثابت کر دی ہے۔

ایک دن ٹھہرایا ہے۔ ایک خاص بیان ایک خاص آئندہ واقعہ کے بارہ میں عدالت کا دن مقرر ہو چکا ہے۔ پس رسُول کہتا ہے کہ فوراً توبہ کرو (مقابلہ کرو رومیوں ۲:۴-۹، ۲-کرنتھی ۵:۱۰ و ۱۱، گلتیوں ۶:۷-۸)

عدالت.... کرے گا۔ دیکھو ۱۰:۴۲ کی شرح، "ٹھہرایا ہے"۔ آیت ۲۶ اور ۲:۲۳ کی شرح دیکھو۔

راستی سے۔ کیونکہ خدا مقدس ہے اور وُہ کسی صورت سے مجرم کو بری نہ کریگا۔ (خروج ۳۴:۷، زبور ۷:۱۱ و ۱۲) چونکہ وُہ "راستی سے" عدالت کریگا اس لئے ہم انجام کو اُس کے ہاتھ میں چھوڑ دیں، جو ہر ایک آدمی کی حالت سے واقف ہے۔ اور اُس سے کوئی ناراستی سرزد نہ ہوگی (پیدائش ۱۸:۲۵، رومی ۲:۱۲ سے ۱۶۔

مکاشفہ ۱۵: ۳)

ثابت کر دی ہے۔ یا اُس نے یہ ذمہ داری لی ہے۔ ہمارے خُداوند کی قیامت اس امر کی ضمانت ہے کہ جو مُردوں میں سے جی اُٹھا اُسے منُصف ہونے کا اختیار اور قدرت حاصل ہے (رومیوں ۱: ۴، یُوحنّا ۵: ۲۶-۲۷) اور راستی کی عدالت کے بعد مُردوں کی عام قیامت ہو گی۔

مُردوں میں سے جلا کر۔ مقابلہ کرو ۱۰: ۴۰-۴۲ کی شرح۔ یُوں دُنیا کے فلسفہ کے صدر مقام میں قیامت کی مسیحی تعلیم کی بشارت دی گئی۔ آیت ۱۸ سے ظاہر ہے کہ اُس نے چوک میں بھی یہی تعلیم دی تھی۔ اور خُداوند یسُوع مسیح کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات کا ذکر کیا تھا۔ غالباً اس موقع پر اریوپگس کے سامنے اُس کی تقریر میں تمسخر کے ذریعہ خلل ڈالا گیا۔

۳۲۔ جب اُنہوں نے مُردوں کی قیامت کا ذکر سُنا تو بعض ٹھٹھا مارنے لگے اور بعض نے کہا کہ یہ بات ہم تُجھ سے پھر کبھی سُنیں گے۔

ٹھٹھا مارنے لگے۔ دیکھو ۲: ۱۳ کی شرح۔ اپکوریوں کے نزدیک جو موت کے بعد زندگی کے قائل نہ تھے، قیامت کی تعلیم محض ایک فسانہ تھا۔ ستوئیکی لوگوں کے نزدیک بھی گو وُہ موت کے بعد ہستی کے قائل تھے، بدن کی قیامت کی تعلیم عجیب اور ناپسند تھی۔ کیونکہ اُن کو اکثر ہندوؤں کی طرح یہ یقین تھا کہ وُہ آخرکار الٰہی ذات میں لین ہو جائیں گے۔ یہاں فعل ناتمام ہے۔ یعنی ٹھٹھا مارنا شروع کیا یا ٹھٹھا مارتے رہے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ شائستہ طریقہ رخصت کرنے کا تھا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ اُنہوں نے اس روز کچہری برخاست کی تاکہ دُوسرے روز مزید تحقیقات ہو۔ بحیثیت مجموعی یہ قیاس گزرتا ہے۔ بعض اس تعلیم کی طرف کچھ مائل تھے اور کسی اور موقع پر اس کی نسبت زیادہ سننا چاہتے تھے۔ الغرض اکثروں نے لاپرواہی ظاہر کی اور اریوپگس کی عدالت انجیل کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدس پولُس نے اس کی طرف اکرنتھی ۱: ۱۸-۳۱، ۲: ۱-۱۰ میں اشارہ کیا ہے۔ ہندو پاکستان میں آج یہی حال ہے۔

۳۳۔ اسی حالت میں پولُس اُن کے بیچ میں سے نکل گیا۔

اُن کے بیچ میں سے۔ یعنی اریوپگس کے درمیان سے (آیت ۲۲) ظاہرا

نتائج تھوڑے سے تھے۔ لیکن یہ کام بے پھل نہ رہا۔

۳۴۔ مگر چند آدمی اُس کے ساتھ مل گئے۔ اور ایمان لے آئے۔ اُن میں دیونسی یُس اریوپگس کا ایک حاکم اور دَمَرِس نام ایک عورت تھی۔ اور بعض اور بھی اُن کے ساتھ تھے

دیونسی یُس۔ اریوپگس کا یعنی اس عدالت کا ایک ممبر (دیکھو آیت ۱۹ کی شرح) اسی لحاظ سے وُہ صاحب رتبہ، سن رسیدہ اور ذی عزت شخص تھا۔ اور شاید اعلیٰ حاکم ہو۔ اس سے زیادہ اُس کی نسبت اور کچھ تحقیق طور سے معلوم نہیں۔

دَمَرِس۔ یا دمالس (دھیلنا) یہ نام یونانی میں بہت عام تھا۔ موجودہ صورت اس نام کی غیر ملکی ہے۔ اور یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ غیر ملکی عورت تھی جو بہت نیک نام نہ تھی کیونکہ یونانی عزت دار عورتوں کا یہ کام نہ تھا کہ وُہ اس قسم کی عدالت میں سب کے سامنے موجود ہوں۔ شاید دیوادا سی قسم کی ہو جو کسی مندر کے لئے مخصوص ہو۔ اگر یہ درست ہو تو انجیل کی قدرت ظاہر ہوتی ہے کہ وُہ ایسے گنہگار اور ذلیل لوگوں کو بھی سرافراز کرتی ہے۔

سترھویں باب کی تعلیم

اوّل بڑے بڑے حصّے

۱۔ مقدس پولُس تھسلنیکے میں۔ آیات ۱ سے ۹۔

۲۔ مقدس پولُس بیریہ میں۔ آیات ۱۰ سے ۱۴۔

۳۔ مقدس پولُس اتھینے میں۔ آیات ۱۵ سے ۳۴۔

دوم۔ بڑے بڑے مضامین

(۱) تین خاص بطور نمونہ شہر

۱۔ انجیل کی مخالفت تھسلنیکے آیات ۱ سے ۹۔ (دینی تعصّب کی وجہ سے بہت پھل حاصل ہوا)

۲۔ انجیل میں دلچسپی۔ بیریہ آیات ۱۰ سے ۱۴ (دینی خلوص دلی سے۔ بائبل میں تحقیقات بڑے نتائج)

۳۔ انجیل کی طرف سے لاپرواہی۔ اتھینے آیات ۱۵ سے ۳۴ (فلسفانہ غرور کی وجہ سے

تھوڑا پھل)

(ب) تعلیم یافتہ بُت پرستوں کے سامنے قابلِ نمونہ تقریر۔

۱۔ خُدا کے لئے اُن کی اپنی آرزو سے شروع کر کے آیات ۲۲ و ۲۳۔

۲۔ خُدا کی شخصیت اور جلال کا بیان ۲۴ سے ۲۸۔ (خالق۔ مالک۔ ہادی۔ باپ)

۳۔ خُدا کے بارہ میں ادنیٰ اور پست خیالات کی بُرائی ظاہر کی ۲۴ و ۲۵ و ۲۹۔

۴۔ انسان کا فرض ہے کہ اُس کی تلاش کرے اور اُس کو پائے ۲۷ و ۲۸۔

۵۔ اپنی دلائل کی تائید میں اُن کے اپنے شاعروں سے اقتباس ۲۸ و ۲۹۔

۶۔ سچّی اور فوری توبہ کی ضرورت کا اعلان آیت ۳۰۔

۷۔ آئندہ عدالت کی تعلیم کی تصدیق کی آیت ۳۱۔

۸۔ مسیح کی قیامت اور اُن واقعات کی تصدیق کی جو اُس میں داخل ہیں آیت ۳۱۔

اٹھارھواں باب

کرنتھس (۱-۱۸)

۱۔ اِن باتوں کے بعد پولُس آتینی سے روانہ ہو کر کرنتھس میں آیا۔

کرنتھس۔ اخیہ کے رُومی صُوبہ کا دارالخلافہ اور وہاں کے گورنر کا صدر مقام تھا۔ جیسے آتینی علوم و فنون کا مرکز تھا ویسے کرنتھس یُونان کا سیاسی اور تجارتی مرکز تھا۔ اسی نام کی خاکنائے کے آخری سرے پر یہ واقع تھا۔ جو پلوپونیسس کو یُونان کے خطّۂ زمین سے ملاتا تھا۔ اور اس کی دو بندرگاہیں تھیں۔ مشرقی بندرگاہ کنخریہ تھی۔ خلیج سرونا پر اور مغربی تقایوم تھی خلیج کرنتھس پر۔ یوں یہ دو بازو پھیلائے تھا تاکہ بحیرہ ایجئین کو بحیرہ ادریا سے ملائے اور اُس سڑک پر واقع تھا جو رُوم سے مشرق کو جاتی تھی اور سب سے زیادہ نزدیک کا راستہ تھا۔ جو لیس قیصر نے اُس کی از سرِ نو تعمیر کی اور اُسے رُومی بستی بنایا۔ ۴۶ء ق م

ہیں اس کی آبادی بہت وسیع تھی اور ان میں علاوہ اصلی یونانی باشندوں کے رُومی یہودی اور دیگر ممالک کے بہت پردیسی لوگ آباد تھے۔ کرنتھس خاکنائے کھیل تماشوں کی وجہ سے مشہور تھی۔ اور بدکاری کے باعث سخت بدنام تھی۔ صرف افروڈائٹ مندر کے ساتھ ہی ایک ہزار دیو داسیاں متعلق تھیں۔ یہ آتینی سے صرف پچاس میل کے فاصلے پر تھا۔ لیکن اس دار العلوم شہر سے وہاں جانا ایسا ہی تھا جیسے آکسفورڈ سے آدمی لندن جائے یا بنارس سے کلکتہ جائے۔ یہ بھی اکثر ذکر ہوا ہے کہ مقدس پولس کو آتینی فیلسوفوں کی آؤ بھگت سے مایوسی ہوئی اور اُس نے عزم بالجزم کر لیا کہ وہ زیادہ سرگرمی سے یسوع مسیح مصلوب کی منادی کرے گا (۱ کرنتھی ۲: ۱ سے ۵) اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ادنیٰ لوگوں میں خدا کی اُس حکمت کو قبول کرنے کے لئے بہت تیار تھے جسے فیلسوفوں نے اپنے علمی گھمنڈ میں ناچیز جانا (۱ کرنتھی ۱: ۲۶-۳۱) آج ہند میں بھی اسی قسم کا نظارہ نظر آتا ہے۔

۲۔ اور وہاں اُس کو اکولہ نام ایک یہودی ملا جو پنطس کی پیدائش تھا اور اپنی بیوی پرسکلا سمیت اطالیہ سے نیا نیا آیا تھا۔ کیونکہ کلودیُس نے حکم دیا تھا کہ سب یہودی رُوما سے نکل جائیں پس وہ اُن کے پاس گیا۔

اکولہ ..... پرسکلا۔ اکولہ تو پنطس کا باشندہ تھا۔ (۲: ۹ کی شرح) جو رُوم میں جا کر آباد ہو گیا۔ یہ نام لاطینی ہے۔ اس کی بیوی پرسکلا یا پرسکہ (مقدس پولس نے ہمیشہ موخر الذکر نام استعمال کیا جو اس نام کی عام صورت تھی) کا نام بھی لاطینی ہے۔ اور عموماً اُس کے خاوند سے پیشتر اُس کا نام آتا ہے (آیات ۱۸ و ۲۶، رومیوں ۱۶: ۳۔ ۲ تیمتھیُس ۴: ۱۹) اس سے بعضوں نے یہ خیال کیا کہ وہ کوئی رُومی ذی عزت خاتون تھی جس نے اکولہ یہودی سے شادی کی تھی۔ اس تقدیم نام کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ مسیحیت میں اپنے خاوند پر سبقت لی گئی تھی اور شاید وہ بھی حسب نسب کے لحاظ سے یہودی ہو۔ یہ ذکر آتا ہے کہ وہ دونوں مقدس پولس کے ساتھ افسس کو گئے (آیت ۱۸) اور جب پولس وہاں سے چلا گیا تو وہ پیچھے رہ گئے۔ (آیت ۲۶) بعد ازاں وہ پھر اُس کے ساتھ اُسی شہر میں ملتے ہیں۔ (۱ کرنتھی ۱۶: ۱۹) بعد ازاں وہ رُوم میں پائے جاتے ہیں (رومیوں ۱۶: ۳ و ۴) "اور اُن کا آخری ذکر پھر افسس میں آیا ہے"۔
(۲ تیمتھیُس ۴: ۱۹)

کلودیئس۔ دیکھو ۱۱:۲۸ کی شرح۔

حکم دیا تھا ...... کہ سب یہودی۔ سیوٹونیوس مورخ نے۔ اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس حکم کی یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ وہ کریستس نامی ایک شخص کی تحریک سے یہودیوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی"۔ اس غیر قوم مصنف نے قدرتاً کرائسٹ مسیح کو ذرا بگاڑ کر کریستس کہا (یعنی نیک یا مفید) اور اس لئے ہمارا قیاس یہ ہے کہ مسیحی تعلیم کے ذریعہ رُوم کے اور دُوسری جگہوں کے یہودیوں میں یہ جھگڑا برپا ہوا۔ کلودیئس کا یہ حکم ۴۹ء یا ۵۰ء میں نافذ ہوا ہوگا۔ اس کی پوری تعمیل ناقابل عمل ثابت ہوئی (چنانچہ ڈالیو کے سیوس کا یہی خیال ہے) اور اس سے کچھ عرصہ بعد وہاں یہودیوں کی ایک بڑی جماعت پائی جاتی ہے (۲۸:۱۷)

اُن کے پاس گیا۔ اُنہوں نے خُوشی سے اُس کو اپنے گھر میں قبول کر لیا۔ یہ تو معلوم نہیں کہ اس ملاقات سے پہلے وہ مسیحی ہو چکے تھے، یا اس ملاقات کے وسیلے سے مسیحی ہو گئے۔ اُن کے ساتھ بود و باش کرنے سے نہ صرف اُس کی مہمانی ہوئی بلکہ رُوم کے ساتھ تعلق پیدا ہو گیا۔ شاید اُن کے ذریعہ وہاں کا حال معلوم ہونے پر پولس کے دل میں اس شاہی شہر میں جانے اور انجیل سنانے کی خواہش پیدا ہوئی (۱۹:۲۱، رومیوں ۱:۱۱-۱۵)

۳۔ اور چونکہ اُن کا ہم پیشہ تھا اُن کے ساتھ رہا۔ اور وہ کام کرنے لگے اور اُن کا پیشہ خیمہ دوزی تھا۔

ہم پیشہ۔ یہ اسم صفت صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہودی والدین کا یہ دستور تھا، خواہ وہ کسی رتبے یا درجے کے ہوں وہ اپنے بچوں کو کسی نہ کسی قسم کی دستکاری سکھایا کرتے تھے۔ اور ایسے دستور کے ذریعہ محنت کی عظمت بچوں کے دلوں میں بخوبی نقش ہو جاتی تھی۔ اس ملک ہند و پاکستان میں یہ دستکاریاں خاص خاص فرقوں ہی میں محدود ہیں۔ اور شریف خاندانوں میں دستکاری سیکھنا ذلت کا کام سمجھا جاتا ہے اس لئے اس عبرانی دستور سے ہم عمدہ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی پیشہ کی بدولت پولس کا اُن دوستوں کے ساتھ ملنے کا اتفاق ہوا۔

کام کرنے لگے۔ یہ رسول بہت محنتی شخص تھا، اور اکثر اُس نے اپنے

ہاتھوں کی محنت سے اپنا گزارہ کیا اور دُوسروں پر بوجھ نہ ڈالا (۲۰: ۳۴، ا تھسلنیکی ۲: ۹، ۲ تھسلنیکی ۳: ۸) پولس نے جو خط کرنتھیوں کو لکھے اُن سے لُوقا کے اس بیان کی پوری تصدیق ہو جاتی ہے (ا کرنتھی ۴: ۱۱ و ۱۲، ۹: ۱۲ و ۱۵، ۲ کرنتھی ۱: ۷ سے ۹، ۱۲: ۱۴)۔

خیمہ دوزی۔ یہ اسم صرف اسی جگہ آیا ہے۔ ترسیس میں ایک مقامی حرفت تھی، کہ ایک خاص قسم کی بکری کے بالوں سے (جسے کلی کیوم کہتے تھے خیمہ بناتے تھے۔ ایشیاء کوچک میں اب تک ایسے بکری کے بالوں کے خیمے استعمال میں آتے ہیں شاید رُوم میں اکولہ اور پرسکلہ نے ایسے خیموں کی فروخت کی دُکان کھولی ہوئی تھی۔

۴۔ اور وہ ہر سبت کو عبادت خانہ میں بحث کرتا اور یہودیوں اور یونانیوں کو قائل کرتا تھا۔

بحث کرتا۔ دیکھو ۱۷: ۲ کی شرح۔ فعل نا تمام سے ظاہر ہے، کہ یہ کام برابر جاری رہا۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت بھی پائی جاتی ہے۔ "خداوند یسُوع کا نام اُن پر رکھا یا اُن کی توجہ اُس کی طرف دلائی"۔

عبادت خانہ میں۔ دیکھو ۱۳: ۵ کی شرح۔

یونانیوں کو۔ دیکھو ۱۴: ۱ کی شرح۔ یہاں ایسے خدا ترس یونانیوں کا ذکر ہے جن کا تعلق عبادت خانہ سے تھا۔

۵۔ اور جب سیلاس اور تیمتھیس مکدُنیہ سے آئے تو پولس کلام سُنانے کے جوش سے مجبور ہو کر یہودیوں کے آگے گواہی دے رہا تھا کہ یسُوع ہی مسیح ہے۔

جب سیلاس اور تیمتھیس۔ دیکھو ۱۷: ۱۴ و ۱۵ کی شرح اور مقابلہ کرو، ۲ کرنتھی ۱: ۱۹ سے۔ تیمتھیس نے آن کر تھسلنیکی مسیحوں کی استقلال کی خوشخبری دیکر پولس کے جی کو خوش کر دیا۔ (ا تھسلنیکی ۳: ۶-۱۰) اور بشارتِ انجیل کے لئے اُس کو زیادہ سرگرمی حاصل ہوئی۔ غالباً سیلاس بھی فلپی یا بیریہ سے اسی قسم کی حوصلہ افزا خبر لے کر آیا تھا۔

جوش سے مجبور ہو کر۔ مقابلہ کرو۔ ا کرنتھی ۹: ۱۶ سے۔ باپ کی مرضی کی مجبور کرنے والی طاقت کے لئے بھی یہی فعل آیا ہے۔ (لُوقا ۱۲: ۵۰ نجات دہندہ

کی محبت بھی ایسی ہی مجبور کرنے والی ہے (۲ کرنتھی ۵ : ۱۴) اور آدمیوں کی روحانی بہتری کی آرزو بھی (فلپیوں ۱ : ۲۳) سیلاس اور تیمتھیس اس کے پاس مال امداد بھی لائے (۲ کرنتھی ۱۱ : ۹ ، فلپیوں ۴ : ۱۵) جس کی وجہ سے وہ اپنا زیادہ وقت اس خدمت میں صرف کرنے لگا اور یوں وہ خدا کے کلام کی مجبور کرنے والی قدرت کی زیادہ اطاعت کر سکتا تھا۔ اور اس خدمت میں پولس کی مدد سیلاس اور تیمتھیس نے کی (۲ کرنتھی ۱ : ۹) بعض اس جملہ کا یہ ترجمہ کرتے ہیں "وہ انجیل سنانے میں بالکل مستغرق ہو گیا۔"

گواہی دے رہا تھا۔ دیکھو ۲ : ۴۰ کی شرح۔ آیت ۴ کی بحث پر یہ مزید گواہی دی گئی۔ یہ شخصی گواہی تھی جس پر انہوں نے بڑے بھروسہ کے ساتھ زور دیا۔

یسوع ہی مسیح ہے۔ زیادہ لفظی ترجمہ یہ ہو گا کہ "مسیح یسوع ہے" (دیکھو ۱۷ : ۳ کی شرح)

۶۔ جب لوگ مخالفت کرنے اور کفر بکنے لگے تو اس نے اپنے کپڑے جھاڑ کر ان سے کہا، کہ تمہارا خون تمہاری ہی گردن پر۔ میں پاک ہوں۔ اب سے غیر قوموں کے پاس جاؤں گا۔

مخالفت کرنے۔ یہی فعل رومیوں ۱۳ : ۲۔ یعقوب ۴ : ۶، ۵ : ۶، ۱ پطرس ۵ : ۵ میں بھی آیا ہے۔ یہ باقاعدہ مخالفت تھی۔ وہ گویا صف باندھ کے انجیل کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔

کفر بکنے لگے۔ دیکھو ۱۳ : ۴۵ کی شرح۔ مقابلہ کرو ۱ کرنتھی ۱۲ : ۳۔

کپڑے جھاڑ کر۔ دیکھو ۱۳ : ۵۱۔ مقابلہ کرو نحمیاہ ۵ : ۱۳، متی ۱۰ : ۱۴۔ اس فعل سے اس نے یہ ظاہر کیا کہ میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں، اور یہ ان کے لئے آگاہی تھی تاکہ وہ خبردار ہوں۔ مبادا خدا ان کو اپنے فضل کی گود سے باہر نکال پھینکے۔

تمہارا خون۔ یہ محاورہ یہودیوں میں مشہور تھا (یشوع ۲ : ۱۹، ۲ سموئیل ۱ : ۱۶، ۱ سلاطین ۲ : ۳۷، متی ۲۷ : ۲۵) اس انجیل کے رد کرنے اور اس خطرہ میں پڑنے کی ذمہ داری اب ان کی اپنی تھی۔

میں پاک ہوں۔ ۲۰ : ۲۶، اس کا کانشنس صاف تھا۔ ان کی روحانی بہبودی

کے لئے جو کچھ وہ کر سکتا تھا اُس نے کیا۔

غیر قوموں کے پاس۔ ۱۳: ۴۶، یعنی عام غیر قوموں کے پاس جن کا تعلق عبادت خانہ سے کوئی نہ تھا۔ کرنتھس میں پولُس کے کام کی پہلی منزل ختم ہوئی یعنی یہودیوں اور اُن کے مُریدوں کے درمیان کام کی۔ افسس میں بھی اسی قسم کی جُدائی ہونیوالی تھی (۱۹: ۹) جیسا کہ پسدیہ کے انطاکیہ اور دُوسری جگہوں میں ہُوئی تھی۔

۷۔ پس وہاں سے چلا گیا۔ اور طِطُس یُوستُس نام ایک خُدا پرست کے گھر گیا، جو عبادت خانہ سے مِلا ہُوا تھا۔

چلا گیا۔ یعنی عبادت خانہ سے جگہ بدل لی۔ بیزا کے نُسخہ میں ہے "اکولہ سے" یعنی اکولہ کے گھر سے چلا گیا۔ لیکن ہم ٹھیک طور سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ پولُس نے منادی کے سوا رہائش وغیرہ کے لئے یُوستُس کے گھر کو استعمال کیا ہو (۱۹: ۹)

طِطُس یُوستُس۔ بعض نسخوں میں طیطوس یُوستُس آیا ہے اور بعضوں میں صرف یُوستُس۔ لفظ یُوستُس کیلئے دیکھو ۱: ۲۳۔ کلسیوں ۴: ۱۱۔ یہ اپنے ہم نام کے برعکس غیر قوم تھا۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ یہ رُومی شخص تھا۔ اسی شہر کے بستی والوں میں سے اور اُس کی دوستی کے ذریعہ پولُس کو اُمید تھی کہ کرنتھس کے اعلےٰ ذات کے لوگوں میں کام کر سکے گا۔ نئے عہدنامہ میں اس کے نام کا پھر ذکر نہیں آتا۔

خُدا پرست۔ دیکھو ۱۳: ۴۳ کی شرح، زیادہ درست ایمان کی خاطر یہ شخص عبادت خانہ میں آیا کرتا تھا۔ پولُس کی تعلیم سے اس پر بہت اثر ہُوا اور اس لئے اُس نے اپنا گھر منادی کے لئے اُسے دے دیا۔

جو عبادت خانہ سے مِلا ہُوا تھا۔ یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس لئے پولُس کے لئے اچھی موقع کی جگہ تھی تاکہ اگر کوئی یہودی یا نومرید سُننا چاہے تو بآسانی آ سکتا تھا۔ علاوہ ازیں دُوسروں کے لئے بھی یہ مناسب جگہ تھی۔

۸۔ اور عبادت خانہ کا سردار کرسپُس اپنے تمام گھرانے سمیت خُداوند پر ایمان لایا۔ اور بہت سے کرنتھی سُن کر ایمان لائے اور بپتسمہ لیا۔

کرسپُس۔ ۱ کرنتھیوں ۱: ۱۴ میں اس کا ذکر آیا ہے جسے پولُس نے بپتسمہ دیا تھا۔ اگرچہ یہ یہودی تھا لیکن اس کا نام لاطینی ہے۔ چونکہ یہ عبادت خانہ کا سردار

تھا، اس لئے اُس کے مسیحی ہونے سے یہودی اور بھی بھڑک اُٹھے ہوں گے۔ عبادت خانہ کے قریب دیوار میں رہنے سے پولُس کی دانائی کا اظہار ہوتا ہے اس عبادت خانہ سے صرف یہی ایک مسیحی نہیں ہوا۔ ستفنس کا گھرانا اس سے پیشتر مسیحی ہو گیا تھا (۱ کرنتھی ۱ : ۱۶) اور گیس ایک دوسرا مسیحی تھا (۱ کرنتھی ۱ : ۱۴ نیز دیکھو ۱ کرنتھی ۱ : ۱۱، ۱۶ : ۱۷، رومیوں ۱۶ : ۲۳)

اپنے گھرانے سمیت۔ ۱۶ : ۱۵ و ۳۳۔

کرنتھی۔ یعنی شہر کے غیر قوموں میں سے اُن میں سے بہت سے شریف لوگ نہ تھے (۱ کرنتھی ۱ : ۲۶-۲۹) اور بعض گناہ کے گڑھے میں سے بچائے گئے تھے۔ (۱ کرنتھی ۶ : ۹-۱۱)۔

ایمان لائے اور بپتسمہ پایا۔ یعنی اکثر ایسا ہوتا رہا۔ کیونکہ یہ فعل ناتمام ہے۔

۹۔ اور خُداوند نے رات کو رویا میں پولُس سے کہا، خوف نہ کر بلکہ کہے جا اور چُپ نہ رہ۔

خُداوند نے ... کہا۔ اس خاص موقع پر خُداوند نے پھر دخل دیا (دیکھو ۲۳ : ۱۱، ۲۷ : ۲۳-۲۴) معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کی مخالفت زیادہ بڑھتی گئی۔ پولُس نے جو خط تھسلنیکیوں کو کرنتھس سے لکھا ہے اُس سے بھی اس کا پتہ لگتا ہے۔ (۱ تھسلنیکی ۲ : ۱۵ و ۱۶، ۲ تھسلنیکی ۳ : ۱ و ۲) مقابلہ کرو ۲۰ : ۳۔ رویا۔ ۷ : ۳۱ کی شرح۔

خوف نہ کھا۔ مقابلہ کرو ۲۷ : ۲۴ سے۔ اس خطرہ کے موقع پر خُدا نے اُس کو تسلی دی۔ اُس کی تعلیم اور منادی کو کوئی روکنے والا نہ تھا (۱ کرنتھی ۹ : ۱۶)

۱۰۔ اس لئے کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور کوئی شخص تجھ پر حملہ کر کے ضرر نہ پہنچا سکے گا، کیونکہ اس شہر میں میرے بہت سے لوگ ہیں۔

اس شہر میں میرے ... لفظ لوگ کے لئے دیکھو ۱۵ : ۱۴ کی شرح۔ اس لئے پولُس کو نہ صرف دلیرانہ مخالفت کا مقابلہ کرنا تھا بلکہ جو فصل اس شہر میں تیار تھی اُس کو جمع کرنا تھا۔ اگلی آیت دیکھو۔

۱۱۔ پس وہ ڈیڑھ برس اُن میں رہ کر خُدا کا کلام سکھاتا رہا۔

ڈیڑھ برس۔ اس عرصہ میں اُس نے تھسلنیکیوں کو دو خط لکھے اور اخیہ کے سارے علاقہ میں (۲ کرنتھی ۱:۱) کرنتھیہ میں ایک جماعت قائم ہو گئی (رومی ۱۶:۱) رہ کر۔ لیکن ۲۴:۹۴ میں یہی فعل اسی معنی میں آیا ہے۔ خداوند کی حضوری کا یہ مزید یقین حاصل کر کے وہ وہاں مقیم ہو گیا تاکہ مستقل طور سے انجیل وہاں سنائے۔

خدا کا کلام۔ اس نئی کلیسیا کی ترقی اور پختگی کے لئے وہ خدا کے کلام کی تعلیم دیتا رہا (۵:۴۲، ۱۱:۲۶ کی شرح) کرنتھیوں کا پہلا خط اس کے اس کام کی کچھ تشریح و توضیح کر دیتا ہے۔ یہودیوں کی اس نئی مخالفت کی وجہ سے اس کام میں کچھ رکاوٹ ہوئی۔

۱۲۔ جب گلیو اخیہ کا صوبہ دار تھا۔ یہودی ایکا کر کے پولس پر چڑھ آئے اور اُسے عدالت میں لے جا کر۔

گلیو۔ یہ مشہور فلاسفر سنیکا کا بڑا بھائی تھا۔ نیرو کا اتالیق اور مصاحب تھا۔ اور لوقان شاعر کا چچا۔ یہ ہسپانیہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے باپ کا نام مرقس انایس نویطس تھا۔ لیکن اسے لوسیوس جونیوس گلیو نے اپنا متبنیٰ بنایا۔ اس کا نام اُس نے اختیار کیا۔ سنیکا کے بیان سے ظاہر ہے کہ یہ اخیہ میں حاکم تھا اور بخار آنے کی وجہ سے یہ بحری سفر پر گیا۔ چونکہ سنیکا اس کا بھائی ۴۱ء سے ۴۹ء تک معرضِ عتاب میں تھا۔ مگر بعد ازاں یہ قیصر کی نظر میں بحال ہو گیا۔ اس کے بعد گلیو اخیہ کا حاکم ہوا ہو گا۔ ۵۱ء یا ۵۲ء کے قریب وہ حاکم ہوا ہو گا۔ پلینی نے ذکر کیا ہے کہ وہ آخر کار کونسل کے عہدہ پر ممتاز ہو گیا۔ ہم عصروں کی شہادت سے ظاہر ہے کہ یہ شخص حلیم المزاج تھا۔

صوبہ دار۔ ۱۳:۷ کی شرح ۲۷ ق م سے ۱۵ء تک اخیہ رومی سینٹ کا صوبہ تھا۔ اس کے بعد یہ مکدنیہ اور موسیہ کے شاہی صوبہ کے ساتھ ملحق ہو گیا۔ ۴۴ء سے کلودیس نے پھر اسے سینٹ کا صوبہ بنایا۔ اور صوبہ دار (پروکونسل) وہاں مقرر کیا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ لوقا ان اصطلاحی ناموں کے استعمال میں کیسا صحیح اور درست ہے۔

اخیہ۔ رومیوں کے دنوں میں یہ یونان کا ایک ملک تھا جو ۲۷ ق م

میں الگ صوبہ ہو گیا۔

ایکا کر کے۔ ۱ : ۱۴ کی شرح، اور مقابلہ کرو۔ ۷ : ۵۷ سے۔

چڑھ آئے۔ یہ مرکب لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے سخت حملہ مراد ہے۔ اس نئے حاکم کے آنے سے یہ فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔

عدالت۔ ایک منقولہ کرسی جس پر بیٹھ کر انصاف کیا کرتے تھے۔ یہ چوک میں ہوا کرتی تھی۔ ۱۲ : ۲۱، ۲۵ : ۶۔

۱۳۔ کہنے لگے۔ یہ شخص لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کہ شریعت کے برخلاف خدا کی پرستش کریں۔

ترغیب دیتا ہے۔ ۱۷ : ۴ کی شرح۔

شریعت کے برخلاف۔ رُومی شریعت کے برخلاف۔ اس صورت میں اس قسم کا الزام ہوگا جو فلپّی میں لگایا گیا تھا (۱۶ : ۲۱)، یا یہودی شریعت جسے سرکار کی طرف سے منظوری ملی تھی۔

۱۴۔ جب پولُس نے بولنا چاہا، تو گلیو نے یہودیوں سے کہا۔ اے یہودیو! اگر کچھ ظلم یا بُری شرارت کی بات ہوتی، تو واجب تھا کہ میں صبر کر کے تمہاری سُنتا۔

گلیو نے کہا۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ بولنے سے پیشتر گلیو نے ساری حقیقت کو معلوم کر لیا تھا۔ اس لئے اُس نے کوئی دعویٰ سُننا نہ چاہا۔

ظُلم۔ یہ لفظ پھر ۲۴ : ۲۰، مکاشفہ ۱۸ : ۵ میں آیا ہے۔ شرعی ظُلم، یا خلافِ قانُون ظُلم۔

شرارت کی بات۔ یُونانی میں ایک ہی لفظ ہے ۱۳ : ۱۰ میں بھی اسی قسم کا لفظ آیا ہے۔

واجب تھا۔ تب میری مداخلت واجب ہوتی۔

۱۵۔ لیکن جب یہ ایسے سوال ہیں جو لفظوں اور ناموں اور خاص تمہاری شریعت سے علاقہ رکھتے ہیں تو تُم ہی جانو، میں ایسی باتوں کا منصف بننا نہیں چاہتا۔

سوال۔ ۱۵ : ۲ کی شرح۔

لفظوں - بمقابلہ افعال کے۔

ناموں - بمقابلہ اُمورِ واقعی کے۔ رُومیوں کے نزدیک یشوع مسیح کے بارہ میں سوال محض لفظی تکرار تھی۔

تمہاری شریعت - بمقابلہ رُومی شریعت کے۔

بننا نہیں چاہتا - کچھ حقارت سے اُس نے کہا۔ اُس نے رُومی انصاف کے مطابق مشنری کی حمایت کی گو اُس کی تعلیم سے اُس کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔ رُومی افسروں نے اکثر پولُس سے اچھا سلوک کیا۔

۱۶ - اور اُس نے اُنہیں عدالت سے نکلوا دیا۔

نکلوا دیا - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ اُس نے پیادوں کو حکم دیا کہ عدالت گاہ میں سے اُن کو نکال دو۔

۱۷ - پھر سب لوگوں نے عبادت خانہ کے سردار سوستھنیس کو پکڑ کر عدالت کے سامنے مارا۔ مگر گلیو نے ان باتوں کی کچھ پرواہ نہ کی۔

پھر سب لوگوں نے - یعنی غیر قوم تماشائی جن کی ہمدردی پولُس کے ساتھ تھی اور یہودیوں سے اپنی عداوت کی کسر نکالنا چاہتے تھے چونکہ گلیو نے اُن کو تنبیہ کی تھی، اس لئے وہ اور بھی دلیر ہو گئے۔

سوستھنیس - یہ عبادت خانہ کا سردار کہلاتا ہے۔ ممکن ہے کرسپُس کے مسیحی ہو جانے کے بعد (آیت ۸) وہ سردار مقرر ہُوا اور پولُس کو دُکھ دینے میں یہ یہودیوں کا سرغنہ تھا۔ اور یونانیوں نے چڑ کر اُس کو پکڑ لیا۔ ا کرنتھی ۱:۱ میں یہ نام آیا ہے لیکن ہمیں معلوم نہیں کہ یہ وہی شخص تھا۔ اگر وہی شخص ہو تو اس واقعہ کے بعد مسیحی ہُوا ہو گا۔ اس مار پیٹ سے سنجیدہ خیالات پیدا ہوتے۔

پرواہ نہ کی - بعضوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اُسے مذہب سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور مذہبی لاپرواہی کے لئے اُس کا نام ضرب المثل ہو گیا۔ شاید اس کا یہی مطلب ہو کہ سوستھنیس کے پٹنے کی طرف اُس نے کچھ توجہ نہ کی۔ اُس نے خیال کیا ہو گا کہ یہودی اسی سلوک کے مستوجب تھے۔

۱۸ - پس پولُس بہت دن وہاں رہ کر بھائیوں سے رخصت ہُوا اور چونکہ

اُس نے منت مانی تھی۔ اس لئے کنخریہ میں سر منڈایا۔ اور جہاز پر سوریہ کو روانہ ہُوا اور پرسکلہ اور اکولہ اُس کے ساتھ تھے۔

بہت دن۔ ۹: ۲۳ کی شرح۔ ۱۱: آیت میں جو ڈیڑھ سال کا ذکر ہے اُس میں یہ دن بھی داخل ہیں۔ یہ حالی کا حملہ یہودیوں کا اسی عرصہ میں ہُوا۔

رخصت ہُوا۔ یہ خاص فعل زیادہ تر لوقا اور پولُس کی تصنیفات میں آتا ہے (مرقس ۶: ۴۶، لوقا ۹: ۶۱، ۱۴: ۳۳، ۲۱: ۵، ۲ کرنتھی ۲: ۱۳) اتنا عرصہ رہنے کے بعد یہ الوداع بہت مؤثر ہوئی۔ پولُس کے خطوں سے ظاہر ہے کہ وہ کرنتھی مسیحیوں کو کیسا پیار کرتا تھا (۱ کرنتھی ۴: ۱۴ و ۱۵، ۱۶: ۲۴، ۲ کرنتھی ۱: ۶ و ۷، ۲: ۳-۷: ۱۱-۱۶، ۱۲: ۱۵)

سوریہ۔ یہ غالباً جاتری جہاز تھا۔

روانہ ہُوا۔ ۱۵: ۳۹، یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔

پرسکلہ اور اکولہ۔ آیت ۲ کی شرح۔ ان کے ناموں کی ترتیب کو دیکھو سیلاس اور تمتھیُس کا ذکر نہیں کہ وہ ساتھ گئے ہوں۔

کنخریہ۔ کرنتھس کی مشرقی بندرگاہ تھا کنارے میدان سے ساڑھے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ کرنتھس کے پرے جو کراڑے ہے اُس پر سے دونوں بندرگاہیں نظر آتی ہیں۔ اس کا اتفاقی ذکر رومیوں ۱۶: ۱ اور ۲ میں آیا ہے۔ جہاں فیبے نامی ایک عورت کا ذکر ہے جو کلیسیا میں خادمہ (DEACONESS) تھی اور اُس نے پولُس کی بڑی مدد کی۔ یہاں شاید اُسے بیماری کا سخت دورہ ہُوا اور اس لئے اُس نے منت مانی ہو۔

۱۹۔ اور افسس میں پہنچ کر اُس نے اُنہیں وہاں چھوڑا۔ اور آپ عبادتخانہ میں جاکر یہودیوں سے بحث کرنے لگا۔

پہنچ کر۔ ۱۶: ۱ کی شرح۔

افسس۔ آسیہ کے رومی صوبہ کا یہ حقیقی دارالخلافہ تھا (۲: ۹ کی شرح) اور رُوم سے مشرق کو جو شاہراہ جاتی تھی، اُس پر کرنتھس کے بعد یہ دُوسرا بڑا شہر تھا۔ یہ سمندر سے ۳ میل کے فاصلہ پر دریائے کیسٹر (CAYSTER) کے کنارے پر واقع تھا

جہاں تک کشتی چلتی تھی، یہاں سے چار بڑی تجارتی سڑکیں جاتی تھیں۔ ان وجوہات سے ایشیائے کوچک کے اس حصہ کا ایک بڑا تجارتی مرکز تھا اور اسکندریہ اور سوریائی انطاکیہ کا ہم رتبہ تھا۔ رُومی مشرقی ممالک میں یہ ایک بڑا مشہور شہر تھا جیسے بمبئی کا درجہ ہندوستان میں ہے ویسے ہی اس کا درجہ ایشیا میں تھا۔ (البتہ صوبہ کا حاکم پرگمم میں رہتا تھا) یہ سلطنت کے بڑے گورنروں میں شمار ہوتا تھا۔ چونکہ یہ پہلے یُونانی بستی تھی اس لئے بہت بڑی جماعت یُونانیوں کی یہاں رہتی تھی۔ مگر اکثر باشندے ایشیائی تھے اور اپنے بُت پرست مذہب کے بڑے دلدادہ تھے۔ اور اپنی دیوی کے مندر پر بڑا فخر کیا کرتے تھے۔ یہ دیوی گو قدیم میں اصلی باشندوں کی دیوی تھی لیکن یُونانیوں کے وقتوں میں ارتمس کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ مندر شہر سے کچھ فاصلہ پر ایک پہاڑی کے نشیب پر واقع تھا اور سارے علاقہ کا دینی مرکز تھا۔ (۱۹ : ۲۷ کی شرح) کنخریہ سے افسس تک دریائی سفر دو یا تین دن تک کا تھا۔ ان میں سے ایک سڑک مجمع الجزائر یُونان کے ایک جزیرے کے پاس سے گزرا کرتی تھی۔ جہاز کنخریہ کو جاتے ہوئے افسس میں ٹھہرا کرتا تھا تاکہ وہ جاتریوں کو لے اور مسافر سبت عبادت خانہ میں کاٹیں۔

اُنہیں وہاں چھوڑا۔ یعنی عبادت خانہ میں جانے کے بعد جب دوبارہ سفر اختیار کیا۔ وہاں وُہ شاید تجارت کے لئے بھی ٹھہرے ہوں۔ اور وُہ افسس ہی میں تھے جب پولس دوسرے سفر کے وقت وہاں گیا (اگرچہ ۱۶ : ۱۹)۔ غالباً پولس اس وقت اُن کے پاس ہی ٹھہرا ہوگا۔

جا کر ۔ ۱۷ : ۲ و ۱۰ ، ۵ : ۴ ، افسس میں بہت یہودی تھے اور اچھے مالدار تھے۔ بحث کرنے لگا۔ دیکھو ۱۷ : ۲ کی شرح۔ اس موقع پر لوگوں نے دلچسپی لی لیکن مخالفت نہیں کی۔

۲۰۔ جب اُنہوں نے اُس سے درخواست کی کہ اور کچھ عرصہ ہمارے ساتھ رہ تو اُس نے منظور نہ کیا۔

منظور نہ کیا۔ یہ فعل اور جگہ پایا نہیں جاتا۔ یہ قابلِ لحاظ ہے کہ اس وقت ایشیا میں منادی کرنے سے رُوح نے اُن کو نہیں روکا۔ (۱۶ : ۶)

۲۱- بلکہ یہ کہہ کر اُن سے رُخصت ہُوا کہ اگر خُدا نے چاہا تو تمہارے پاس پھر آؤں گا۔ اور افسس سے جہاز پر روانہ ہُوا۔

رُخصت ہُوا- دیکھو آیت ۱۸: ۱۸۔ بیزا کے نسخے اور بعض دیگر نسخوں میں لفظ "کہہ کر" کے بعد یہ عبارت آتی ہے: "بہرحال مجھے عید یروشلیم میں کاٹنا ہے" یہ گویا ایک طرح کی تفسیر ہے۔ لیکن پولس کی تعجیل کی ایک حقیقی وجہ ہوگی (آیت ۱۸) عید فسح (بعضوں کے خیال میں عید پنتکُست) یروشلیم میں کاٹنے کے لئے وہ جلدی کر رہا تھا اور اپنی منت وہاں ادا کرنا چاہتا تھا۔

پھر آؤں گا- دیکھو متی ۲: ۱۲، لوقا ۱۰: ۶، عبرانی ۱۱: ۱۵۔

اگر خُدا نے چاہا- ہماری ساری تجویزوں میں یہ شرط ضرور ہونی چاہیئے- (۱- کرنتھی ۴: ۱۹، ۱۶: ۷، عبرانی ۶: ۳، یعقوب ۴: ۱۵۔

جہاز پر روانہ ہُوا- ۱۳: ۱۳ کی شرح دیکھو

۲۲- پھر قیصریہ میں اُتر کر یروشلیم کو گیا اور کلیسیا کو سلام کر کے انطاکیہ میں آیا۔

اُتر کر- یہ فعل بھی خاص لوقا نے استعمال کیا ہے (لوقا ۴: ۳۱، ۹: ۳۷، اعمال ۸: ۵، ۹: ۳۲، ۱۱: ۲۷، ۱۲: ۱۹، ۱۳: ۴، ۱۵: ۱، ۱۸: ۵ و ۲۲، ۲۱: ۳ و ۱۰، ۱۷: ۵۔ یہاں یہ اسی معنی میں مستعمل ہُوا ہے جس معنی میں ۲۱: ۳ اور ۲۷: ۵ میں ہُوا ہے۔ یعنی سمندر سے ساحل کی طرف اُترنا۔

قیصریہ- ۸: ۴۰ کی شرح۔ جہاز اُسی جگہ جا رہا تھا۔

گیا- یعنی یروشلیم کو (مقابلہ کرو ۱۱: ۲، ۱۵: ۲، ۲۱: ۱۲ و ۱۵، ۲۴: ۱، ۲۵: ۱ و ۹) رجوع لانے کے وقت سے پولس اب چوتھی دفعہ یروشلیم کو گیا اور شاید بہت تھوڑی دیر وہاں رہا۔ اس کی تفصیل ہم تک نہیں پہنچی۔ بیشک اُس نے ضیافت میں حصہ لیا اور نذر کی منت ادا کی اور وہاں کی کلیسیا کے ساتھ رہا۔

انطاکیہ- ۱۱: ۲۰، ۱۳: ۱، ۱۴: ۲۶، ۱۵: ۳۰، یہاں سے وہ اپنے مشنری سفروں پر گیا۔ یہاں وہ کچھ عرصہ رہا شاید کم از کم چند ہفتے۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ گلتیوں کی طرف خط اسی جگہ سے لکھا گیا۔ تیسرے سفر سے پیشتر اُن کا یہ خیال ہے کہ پولس یورپ میں کام کر رہا تھا۔ تب اُس کی غیر حاضری میں یہودی فریق

نے کلیسیاؤں کو گھبرا دیا۔ لیکن اس خط کی عبارت سے گمان ہے کہ یہ خط اس کے بعد لکھا گیا۔ کیونکہ رومیوں کے خط سے یہ بہت مشابہ ہے۔ اعمال کی کتاب میں انطاکیہ کا یہ آخری ذکر ہے۔

تیسرا مشنری سفر ۱۸: ۲۳ سے ۲۱: ۱۷

اس وقت پولس کا خاص کام یہ تھا کہ ایشیا کے رومی علاقہ میں پڑا رہے جہاں پہلے دورہ کے وقت اُسے منادی کرنے کی اجازت نہ ملی تھی۔ سوائے ایک سبت کے بمقام افسس جب وہ واپس آ رہا تھا۔ یوں کپرس، گلتیہ، مکدنیہ اخیہ اور ایشیا کے علاقے میں یکے بعد دیگرے انجیل سنائی گئی اور کلیسیائیں قائم ہوئیں۔ ان میں سے سب سے بڑا علاقہ ایشیا تھا۔ اور رومی اندازہ کے لحاظ سے یہ افریقہ کے صوبہ کا ہم پلہ تھا۔

۳۴۔ گلتیہ اور فروگیہ کے علاقہ میں دورہ

۲۳۔ اور چند روز رہ کر وہاں سے روانہ ہوا اور ترتیب وار گلتیہ کے علاقہ اور فروگیہ سے گزرتا ہوا سب شاگردوں کو مضبوط کرتا گیا۔

گلتیہ اور فروگیہ کے علاقوں - ۱۶: ۶ کی شرح۔ شاید فروگیہ صفت کے طور پر استعمال ہوا۔ گلتی علاقہ لاؤکونیہ کا وہ حصہ تھا جو گلتیہ کے رومی صوبہ میں داخل تھا۔ اور اسی نام سے وہ مشہور تھا۔ اس میں دربے اور لسترا اور دیگر شہر تھے۔ اسی طرح فروگی علاقہ فروگیہ کا وہ حصہ تھا جو گلتیہ کے صوبہ میں شمار ہوتا تھا۔ اس میں اکنیم اور پسدیہ کا انطاکیہ واقع تھے۔ پولس نے اپنی گلتی کلیسیاؤں کا دوبارہ معائنہ کیا برعکس اس کے شمالی گلتیہ کی تھیوری یا قیاس جسکی متن کی عبارت سے تائید ہوتی ہے ہمیں یہ یقین دلاتا ہے کہ سریانی انطاکیہ سے افسس تک سفر کرتے ہیں وہ تقریباً تین سو میل بے راہ گیا تاکہ شمالی گلتیہ کا معائنہ کرے۔ اور پھر فروگیہ میں سے ہو کر اپنی منزل مقصود کو پہنچا۔ دیگر وجوہات سے بھی یہ قیاس قابل اعتراض ہے (۱۳ باب دیباچہ)

ترتیب وار۔ ترتیب وار لکھنے کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے (لوقا ۱: ۳۔ اور کام کے لئے بھی لوقا ۸: ۱، اعمال ۱۸: ۲۳، اور بولنے کے بارہ میں بھی ۱۱: ۴، ۳: ۲۴)

مضبوط کرتا۔ ۱۴: ۲۲، ۱۵: ۳۲ و ۴۱۔

(۲۴-۲۸) اپلوس، افسس اور کرنتھس میں

۲۴۔ پھر اپلوس نام ایک یہودی اسکندریہ کی پیدائش خوش تقریر اور کتاب مقدس کا ماہر افسس میں پہنچا۔

اپلوس۔ یہ اپلونیس کا مخفف ہے یہ اسکندریہ کا باشندہ تھا (۶: ۹ کی شرح) جو یونانی یہودیوں کا صدر مقام تھا اور ایسی جگہ تھی جہاں یہودی یونانی علم اور فلسفہ سے آشنا ہوئے۔ افسس میں پہلی دفعہ ٹھہرنے کے وقت اور اخیہ میں جانے (جس کا ذکر آیات ۲۷ و ۲۸ میں آیا ہے) کے بعد وہ افسس میں پھر آیا (۱ کرنتھی ۱۶: ۱۲) اور اس موقع پر وہ کرنتھس جانا نہ چاہتا تھا، کیونکہ وہاں فرقے پڑے ہوئے تھے۔ اور ان میں اس کا نام بھی آتا تھا (۱ کرنتھی ۱: ۱۲، ۳: ۵ و ۶ و ۲۲، ۴: ۶) پھر پولس کی دوسری قید سے پیشتر تک اس کا ذکر نہیں آتا جبکہ وہ کریتے میں یا وہاں پہنچنے پر تھا (طیطس ۳: ۱۳) یہ پرجوش صاحب تقریر اور فلاسفرانہ گفتگو کرنے والا تھا۔

کتاب مقدس کا ماہر۔ ۲۲:۷۔ ان صحیفوں سے واقف بھی اچھا تھا اور ان کو اچھی طرح استعمال کرنا بھی جانتا تھا۔

۲۵۔ اس شخص نے خداوند کی راہ کی تعلیم پائی تھی۔ اور روحانی جوش سے کلام کرتا اور یسوع کی بابت صحیح صحیح تعلیم دیتا تھا۔ مگر صرف یوحنا ہی کے بپتسمہ سے واقف تھا۔

تعلیم پائی تھی۔ ایک یونانی فعل (لوقا ۱: ۴، اعمال ۲۱: ۲۱ و ۲۴، رومی ۲: ۱۸، ۱ کرنتھی ۱۴: ۱۹، گلتیوں ۶: ۶) اس لفظ سے اکثر زبانی تعلیم دینا مراد ہے (اردو میں لفظ کیٹی کس وغیرہ آتا ہے) اگرچہ عام طور سے تعلیم دینے کے لئے

بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ ہندو پاکستان میں گو وہ لوگ زبانی ہی تعلیم دیا کرتے ہیں۔
بیزا کے نسخہ میں سے "اپنے ملک میں" یعنی سکندریہ میں۔
خداوند کی راہ . . . . یعنی مسیحی دین کی ۹:۲ کی شرح۔ اسے انجیل کی واقفیت تو تھی لیکن کافی نہ تھی۔
رُوحانی جوش۔ لفظی طور پر "روح میں اُبل رہا" (رومیوں ۱۲:۱۱) انہی دو جگہوں میں یہ لفظ آیا ہے۔ اس کی رُوح پاک سرگرمی سے مشتعل تھی۔ ایتھنی کے سرد مہر فلاسفروں کے برعکس۔
کلام کرتا۔ فعل ناتمام سے کلام کا تواتر ظاہر ہے۔
صحیح صحیح۔ (متی ۲:۸، لوقا ۱:۳، اعمال ۱۸:۲۵ و ۲۶) صحیح تلاش صحیح مضمون اور صحیح تعلیم دینا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اُسے انجیل کی اچھی واقفیت تھی بہ نسبت اس کے جو سمجھا گیا ہے۔
یسوع کی بابت۔ یعنی خداوند یسوع مسیح کی زندگی، کام اور موت کے بارہ میں۔ نہ صرف یوحنا بپتسمہ دینے والے کی گواہی کے بارہ میں۔ اس کو کوئی مسیحی معلم مل گیا ہوگا جس سے اس نے خاص مسیحی تعلیم پائی، اگرچہ وہ تعلیم مکمل نہ ہو۔ ہندو پاکستان میں بھی بہت لوگ ایسے ہیں جنہیں مسیحی دین کا کچھ علم ہے گو اس کا مطلب وہ نہیں سمجھتے۔
یوحنا ہی کے بپتسمہ سے واقف تھا۔ ۱۹:۳، یوحنا بپتسمہ دینے والے کی تعلیم نے یہودیوں پر بہت بڑا اثر کیا تھا۔ اور دُور دُور تک اس کے نتائج پہنچے تھے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اپلوس نے یوحنا کی تعلیم توبہ کے بپتسمہ کے بارہ میں قبول کی تھی لیکن مسیحی بپتسمہ کے بارہ میں اب تک اُسے تعلیم نہ ملی تھی۔ اگرچہ مسیح کی زندگی کے چند واقعات سے اُس کو واقفیت تھی۔ بعض علما کا یہ خیال ہے کہ اُس وقت کے قریب ہمارے خداوند کی زندگی کا کچھ احوال قلمبند ہو کر مروج ہو گیا تھا اور وہ مرقس کی انجیل کا سرچشمہ ہوگا۔ لیکن مسیحی بپتسمہ کا اس میں ذکر نہ ہوگا . . . .
. . . . اور اپلوس نے یہ ساری واقفیت اس کتاب سے حاصل کی ہوگی لیکن یہ سب قیاس ہی ہے۔ لیکن آیت ۲۵ اس امر کی مظہر معلوم ہوتی ہے، کہ اُس نے تحریری نہیں بلکہ زبانی تعلیم پائی ہوگی۔

۲۶- وُہ عبادت خانہ میں دلیری سے بولنے لگا۔ مگر پرسکلہ اور اکولہ اُس کی باتیں سُنکر اُسے اپنے گھر لے گئے اور اُس کو خُدا کی راہ اور زیادہ صحت سے بتائی۔

دلیری سے۔ ۹: ۲۷ کی شرح۔

پرسکلہ اور اکولہ۔ آیات ۲ و ۱۸، وُہ شاید عبادت خانہ میں گئے ہوں گے۔

اپنے گھر لے گئے۔ ۱۷: ۵۔

اور زیادہ بتائی۔ ۱۱: ۴۔

زیادہ صحت سے۔ آیات ۲۵۔ اپلّوس کی تعلیم میں جو کمی تھی وُہ اُس نے پُوری کی ہمیں اُمید ہے کہ اُس نے مسیحی بپتسمہ بھی پایا اور رُوح القدّس کا انعام بھی حاصل کیا۔ (۱۹: ۲-۶) اگرچہ اس کا خاص ذکر نہیں۔

۲۷- جب اُس نے ارادہ کیا کہ پار اُتر کر اخیہؔ کو جائے تو بھائیوں نے اُس کی ہمّت بڑھا کر شاگردوں کو لکھا کہ اُس سے اچھی طرح ملنا۔ اُس نے وہاں پہنچکر اُن لوگوں کی بڑی مدد کی جو فضل کے سبب ایمان لائے تھے۔

ارادہ کیا۔ ۵: ۲۸ کی شرح۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت بھی آتی ہے۔ اور افسس میں چند کرنتھی بھی بستے تھے۔ اور جب اُنہوں نے اُس کی تعلیم سُنی تو اُس سے درخواست کی کہ ہمارے ملک میں پار آ۔

اخیہ:۔ آیت ۱۲۔

ہمّت بڑھا کر۔ یہ فعل صرف اِسی جگہ پایا جاتا ہے۔ اس کے معنے ہیں آگے بڑھنے کو اُکسانا۔ افسی مسیحی معہ اکولہ اور پرسکلہ کے جو کرنتھس میں مشہور تھے اپلّوس کو اس کام میں حوصلہ دیتے رہے اور ایک سفارشی خط بھی اُس کو دیا (۲ کرنتھی ۳: ۱) بعضوں نے اس کا یُوں ترجمہ کیا ہے۔ بھائیوں نے (کرنتھس کے) مسیحیوں کو حوصلہ دلانے کے لئے لکھا کہ اُس کو قبول کریں۔

مدد کی۔ یہ لفظ بھی لُوقا نے اسی جگہ استعمال کیا ہے۔ "جسے پولُس نے لگایا تھا اُسے اپلّوس نے سینچا" (۱ کرنتھی ۳: ۶)

فضل کے سبب۔ یہ الفاظ یا تو ایمان سے متعلق ہیں یا مدد سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ اُن کا ایمان اور اُس کی خدمت دونوں الٰہی فضل پر مبنی تھے۔ فضل کے لئے دیکھو

(ا) خوش تقریر - آیت ۲۴ (ب) بائبل میں ماہر - آیت ۲۴-
(ج) خالص دل سے شہادت - آیت ۲۵ - جو کچھ اُسے معلوم تھا اُس کی تعلیم صفائی سے دیتا تھا۔
(ہ) رُوح کا جوش - آیت ۲۵ - (ہ) خُوش خلق - آیت ۲۶ (سیکھنے کو تیار تھا)
(و) محنت میں مستقل - آیت ۲۷ - (نئے کام کے لئے تیار)
(ز) خدمت کی لیاقت - آیت ۲۷ و ۲۸ - (مسیحیوں کی مدد کرنا - غیر مسیحیوں کو انجیل سُنانا)

اُنیسواں باب

(۱-۴) افسس - پولس کی تین سال (یا ٹھیک طور سے کہیں تو پونے تین سال)

افسس میں اُس کا نام جس کا اثر سارے علاقہ پر تھا - ایک اچھے مرکز میں مستقل طور سے کام کرنے کی اچھی مثال ہے۔

۱- اور جب اپلوس کرنتھس میں تھا تو ایسا ہوا کہ پولس اُوپر کے علاقے سے گزر کر افسس میں آیا - اور کئی شاگردوں کو دیکھ کر -

اُوپر کے علاقے - پسدیہ کے انطاکیہ سے افسس تک دو راستے تھے ایک تو معمولی سڑک تھی جو جنوب مغرب کی طرف ساٹھ میل کے قریب جا کر اُس بڑی سڑک سے جا ملتی تھی جو مشرق سے ایشیا تک جاتی تھی اور لادوکیہ اور کلسی کی راہ سے وادی میں سے گزرتی تھی - دوسری سڑک زیادہ سیدھی تھی اور اس راہ پر ایشیا میانہ تھا اور یہ دریائے کاسٹر کے کنارے کنارے افسس تک جاتی تھی - یہ کل فاصلہ دو سو میل کے قریب ہو گا - گرمی کے موسم میں یہ اُوپر کی سڑک زیادہ موزوں تھی - گو تجارتی مقاصد کے لئے اس میں کچھ صعوبتیں تھیں - اس جگہ اس سڑک کا ذکر ہے -

گزر کر۔ دیکھو ۱۸: ۲۳ کی شرح۔ ۲۸ - ۲۳: ۲۸ میں اس بات کا ذکر تھا کہ وہ رُوحی لا دکنیہ اور رُومی فروگیہ میں دورہ کر رہا ہے۔ اور بعد ۲۰ کے انطاکیہ تک گیا ہے۔ اب اس کا مشنری دورہ زیادہ وسیع ہو گیا۔ بیزا کے نسخہ میں ہے "اب جبکہ پولس اپنی ہی مرضی سے یروشلم کو جانا چاہتا تھا۔ رُوح نے اُس کو ایشیا میں واپس آنے کا حکم دیا۔ اور وہ .... " اس نسخہ کے مطابق یہ ہوگا کہ یروشلم کو جانے کا جو ارادہ تھا وہ پورا نہ ہوا (۱۸: ۲۱) لیکن اس میں کچھ غلطی ہے، کیونکہ وہ یروشلم کو گیا۔

افسس۔ ۱۸: ۱۹ کی شرح۔ اُس نے وہاں ٹھہرتے وقت (۱۸: ۲۱) وعدہ کیا تھا کہ اگر ہو سکا تو میں پھر وہاں آؤں گا۔ یہاں وہ غالباً اپنے پُرانے دوستوں پرسکلہ اور اکولہ کے ہاں رہا۔ (اکرنتھی ۱۶: ۱۹)۔

شاگردوں۔ اعمال کی کتاب میں یہ نام مسیح کے شاگردوں ہی پر محدود ہے اس لئے یہ لوگ بلحاظ اقرار کے مسیحی ہوں گے، گو اُن کی تعلیم ناقص اور غیر مکمل تھی۔ اگلی آیت میں جو ایمان لانے کا ذکر ہے، اسی طرح وہ بھی محدود والمعنی ہے۔

۲۔ اُن سے کہا کیا تم نے ایمان لاتے وقت رُوح القدس پایا؟ اُنہوں نے اُس سے کہا کہ ہم نے تو سُنا بھی نہیں کہ رُوح القدس نازل ہوا ہے۔

کیا تم نے .... رُوح القدس پایا۔ شاید اُن کی روش۔ سیرت یا دین میں کوئی ایسا نقص ہوگا جس کے باعث یہ سوال کیا گیا ہے۔

ہم نے تو سُنا بھی نہیں۔ (یوحنا ۷: ۳۹) اصل مطلب اس سے بخوبی ظاہر ہے۔ رُوح کے خاص نزول اور کام کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ رُوح القدس کی ہستی کا حال سارے یہودیوں کو کتاب مقدس کے ذریعہ معلوم تھا اور یوحنا بپتسمہ دینے والے نے اُس کا صاف ذکر کیا تھا۔ لیکن اُن لوگوں نے رُوح کے پنتکُستی نزول کا حال نہ سُنا تھا۔ اُن کی وہی حالت تھی جو اپلوس کی تھی جب وہ پہلے وہاں گیا تھا۔ البتہ بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ یہ اپلوس کے شاگرد تھے۔ لیکن یہ قرین قیاس نہیں۔ ورنہ وہ اب تک ایسے نادان نہ رہتے۔ غالباً وہ حال ہی میں افسس پہنچے ہوں گے جب پولس سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ ورنہ پرسکلہ اور اکولہ اُن کو تعلیم دیتے جیسے اُنہوں نے اپلوس کو تعلیم دی تھی۔

۳- اُس نے کہا پس تم نے کس کا بپتسمہ لیا؟ اُنہوں نے کہا یُوحنّا کا بپتسمہ۔

یُوحنّا کا بپتسمہ - دیکھو ۱۸: ۲۵ کی شرح۔ نئے عہدنامہ میں یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کا یہ آخری ذکر ہے۔

۴- پولُس نے کہا۔ یُوحنّا نے لوگوں کو یہ کہکر توبہ کا بپتسمہ دیا کہ جو میرے پیچھے آنے والا ہے، اُس پر یعنی یسُوع پر ایمان لانا۔

۵- اُنہوں نے یہ سُنکر خُداوند یسُوع کے نام کا بپتسمہ لیا۔

خُداوند یسُوع کے نام کا بپتسمہ - ۲: ۳۸ کی شرح۔ یُوحنّا کا بپتسمہ توبہ کا نشان، اُس کی مہر تھا۔ یسُوع کے نام کا بپتسمہ گناہوں کی معافی اور ابدی زندگی کا نشان ہے مسیحی بپتسمہ کے ذریعہ توبہ اور ایمان دونوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ نئی اور قیامتی زندگی میں داخل ہونے کا نشان ہے۔

۶- جب پولُس نے اُن پر ہاتھ رکھے تو رُوح القدس اُن پر نازل ہوا اور وہ طرح طرح کی زبانیں بولنے اور نبوّت کرنے لگے۔

اُن پر ہاتھ رکھے - دیکھو ۶: ۶، ۸: ۱۵-۱۷ کی شرح۔ اگرچہ اب اُن کو بپتسمہ مل گیا تو بھی سامری نومسیحیوں کی طرح اب تک رُوح القدس اُن کو نہ ملا تھا۔

رُوح القدس اُن پر - دیکھو ۱: ۸ کی شرح۔

طرح طرح کی زبانیں بولنے - ۲: ۴ و ۱۷ کی شرح۔ اور مقابلہ کرو ۱۰: ۴۶ کی شرح "طرح طرح کی زبانیں بولنے" کا اعمال کی کتاب میں یہ تیسری دفعہ ذکر ہے اور خاص ذکر نبوّت یا الہام کا ہے۔ یا الٰہی پیغام کا کسی کے سامنے بیان کرنا۔ فعل ناتمام میں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں انعام دیر تک جاری رہے۔ اس امر کے لحاظ سے کہ پہلے دو موقعوں پر طرح طرح کی زبانوں سے بولنا یہودیوں اور غیرقوموں کے درمیان خاص کام کا پیش خیمہ تھا۔ اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ اس موقعہ پر بھی اس انعام کا ذکر اسی قسم کے ضروری کام کا پیش خیمہ ہوگا جب ظاہری کلیسیا کو یہ رُوحانی قوّت عطا ہوتی ہے۔ تب ہی دُنیا کو انجیل سُنانے کے قابل ہوتی ہے۔ ہند و پاکستان کی کلیسیا کو یہ سبق سیکھنا چاہیئے۔

۷- اور وہ سب تخمیناً بارہ آدمی تھے۔

۸- پھر وہ عبادت خانہ میں جا کر تین مہینے تک دلیری سے بولتا رہا اور خدا کی بادشاہی کی بابت بحث کرتا اور لوگوں کو قائل کرتا رہا۔

عبادت خانہ- ۱۷: ۱، ۲ کی شرح۔ کلیسیائی ابتدائی کام کے بعد انجیلی بشارت زیادہ زور سے دی جاتی ہے۔ خاصکر افسس کے یہودیوں کے درمیان جو شمار اور رسوخ میں زیادہ تھے۔

دلیری سے- جیسے پولس نے پیشتر کیا تھا (۱۸: ۲۶)۔ دیکھو ۹: ۲۷ کی شرح اور مقابلہ کرو افسیوں ۶: ۲۰۔ جہاں اُس نے افسیوں کو لکھتے وقت یہی لفظ استعمال کئے۔ بعض ایک نسخہ میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "بڑی قدرت کے ساتھ"۔

تین مہینے تک- عبادت خانہ میں اُس کی یہ مہم غیر معمولی طور پر طوالت پکڑ گئی (۱۳: ۴۴-۴۶؛ ۱۴: ۱-۲؛ ۱۷: ۲-۴)۔ اس سے پیشتر یہ ذکر ہو چکا ہے کہ افسس کے یہودی انجیل کے سننے کی طرف دوسرے یہودیوں سے زیادہ مائل تھے۔ (۱۸: ۲۰-۲۱ و ۲۴-۲۶)۔

بحث- ۱۷: ۲-۴ کی شرح۔

خدا کی بادشاہی- ۸: ۱۲ کی شرح۔

۹- لیکن جب بعض سخت دل اور نافرمان ہو گئے بلکہ لوگوں کے سامنے اس طریق کو بُرا کہنے لگے تو اُس نے اُن سے کنارہ کرکے شاگردوں کو الگ کر لیا اور ہر روز ترنس کے مدرسے میں بحث کیا کرتا تھا۔

سخت دل- یہ خاص یہودیوں کی نسبت استعمال ہوا ہے خاصکر اُن کے خدا کی آواز کو نہ سننے اور رد کرنے کے بارہ میں (رومیوں ۹: ۱۸؛ عبرانیوں ۳: ۸ و ۱۳ و ۱۵؛ ۴: ۷)۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ سخت ہونے کا کام بھی جاری رہا۔ اگر ہمارے دل خدا کی صداقت کو قبول نہ کریں تو وہ اُس کی مخالفت میں زیادہ زیادہ ضد کرنے لگ جاتے ہیں۔

نافرمان- یہ فعل بھی ناتمام ہے۔ اس میں بے ایمانی اور نافرمانی کے دونوں خیال پائے جاتے ہیں۔ دیکھو ۱۴: ۲۔ یونانی میں لفظ قائل کرنا کی طرف اشارہ ہے۔ وہ قائل ہونا نہ چاہتے تھے بلکہ اسی ضد اور نافرمانی میں قائم رہے۔

لوگوں کے سامنے۔ بیزا کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی ہیں "غیر قوموں میں سے"۔
بُرا کہنے لگے۔ یہ فعل متی ۱۵ : ۴، مرقس ۷ : ۱۰، ۹ : ۳۹ میں بھی آیا ہے۔
اس طریق۔ ۹ : ۲ کی شرح۔
کنارہ کر کے۔ جیسے وہ کرنتھی عبادت خانہ سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا (۱۸ : ۷)۔
شاگردوں کو۔ ۱۸ : ۲۷۔ جن لوگوں کا ذکر آیات ۱ سے ۷ میں آیا ہے شاید وہ اُن شاگردوں میں شمار ہوں گے۔ شاید ترفمس بھی (۲۱ : ۲۹)
ہر روز۔ آیت ۸ میں یہی فعل آیا ہے۔ نیز دیکھو ۱۸ : ۲ کی شرح۔
ترنس کے مدرسہ میں۔ یہ لفظ جس کا ترجمہ مدرسہ کیا گیا ہے نئے عہد نامہ میں صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے مُراد لکچر ہال ہے اور ترنس غالباً ایک فلاسفر معلم تھا جس سے پولس نے یہ کمرہ کرایہ پر لیا ہوگا۔ یہ لکچر ہال غالباً چوک میں ہوگا جہاں آمد و رفت بکثرت ہوتی تھی۔ اور سیر کے لئے افسس جیسے شہر میں لوگ جاتے تھے۔ بعضوں کی رائے یہ ہے کہ یہ طیطس یوستس کی طرح نو مسیحی یا متلاشی دین تھا (۱۸ : ۷)۔ بعضوں کا خیال ہے کہ وہ یہودی تھا اور اُس کے مدرسہ میں یہودی شریعت اور روایات کی تعلیم و تفسیر ہوا کرتی تھی۔ بیزا کے نسخے میں لفظ ترنس کے بعد یہ لفظ بھی آتے ہیں "پانچویں گھنٹے سے دسویں گھنٹے تک"۔ یہ سمجھنا ذرا مشکل ہے کہ یہ لفظ یہاں کیسے داخل ہوئے۔ جب تک کہ یہ امر واقعی نہ ہو۔ اس کی کافی شہادت ہے کہ ایشیائی شہروں میں کاروبار پانچویں گھنٹے یعنی صبح کے گیارہ بجے ختم ہوتا تھا۔ ترنس جس وقت اپنا لکچر ختم کرتا تو یہ کمرہ خالی رہتا۔ اس لئے پولس اُس کو استعمال کر سکتا تھا۔ ہمیں معلوم ہے کہ افسس میں پولس نے دستکاری کے ذریعہ اپنی گزران کی (۲۰ : ۳۴، ۱ کرنتھی ۴ : ۱۱ و ۱۲) پولس اب بھی معمولی کاروبار کے وقت میں اپنی دستکاری کا کام کیا کرتا ہوگا۔ اور صبح ۱۱ بجے سے ۴ بجے تک منادی کرتا ہوگا جب کہ لوگوں کو کام سے فراغت ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں اُس نے گھر اور خود منزلیں بھی کیں (۲۰ : ۲۰ و ۲۱ و ۳۱) اس لئے وہ ٹھیک طور سے یہ کہہ سکتا تھا کہ "رات دن محنت کرتے" رہے (۲۰ : ۳۱، ۱ تھسلنیکی ۲ : ۹) اُس کی انتھک محنت کا حال سُن کر ہمیں اپنی کاہلی اور سستی پر شرم آتی ہے۔

۱۰- دو برس تک یہی ہوتا رہا، یہاں تک کہ آسیہ کے رہنے والوں کیا یہودی کیا یونانی سب نے خداوند کا کلام سنا۔

دو برس تک۔ ۱۸: ۱۱ سے مقابلہ کرو۔ اس دراز عرصہ اور خاص موقع کا ذکر (۱ کرنتھی ۱۶: ۹) میں بھی آیا ہے۔ (آیت ۸ سے تین مہینے اس میں داخل نہیں) یہودی شمار کے طریقہ کے بموجب دو سال سے اگر تین مہینے کا عرصہ زیادہ ہو جائے تو اُسے تین سال کہا کرتے تھے۔ اسی لئے ۲۰: ۳۱ کا شمار ہے۔ اتنا عرصہ پولس اور کسی مشنری مرکز میں نہیں رہا۔

آسیہ کے رہنے والوں۔ افسس میں چاروں طرف سے لوگ تجارتی، ملکی اور دینی مطالب کیلئے آیا کرتے تھے۔ اور اُن میں سے بعضوں نے انجیل کو سُنا ہوگا اور اپنے اپنے شہروں میں جا کر اُس کا ذکر کیا ہوگا اور پولس کے بعض رفیقوں اور نو مسیحیوں نے علاقہ میں بشارتی دورہ بھی کیا ہوگا۔ اس وقت پولس کے ساتھ دیگر ہم خدمت بھی موجود تھے (آیت ۲۲، کلسیوں ۱: ۷، فلیمون ۱۔ تیمتھیس کلسی میں مشہور تھا)۔ غالباً اسی زمانہ میں سات کلیساؤں میں سے چھ کی بنیاد پڑی (مکاشفہ ۱: ۴ و ۱۱) اور نیز کلسی اور ہائروپلس کی کلیساؤں کی بنیاد (کلسیوں ۴: ۱۳)۔ اپفراس (کلسیوں ۱: ۷) فلیمون اور ارخپس (کلسیوں ۴: ۱۷، فلیمون ۱ و ۲) جو سب کلسی مسیحی تھے وہ پولس سے شخصی واقفیت رکھتے تھے اور اُس کی محنتوں میں شریک ہوں گے۔ یہ شاید اُس کے افسس کے کام کا ثمرہ ہوں گے۔

۱۱- اور خدا پولس کے ہاتھوں سے خاص خاص معجزے دکھاتا تھا۔

خاص خاص معجزے۔ "یا غیر معمولی قدرتیں" یا قدرت کے معجزے کے لئے دیکھو ۲: ۲۲ کی شرح۔ جیسے سامریہ (۸: ۹-۱۳) اور پافس میں (۱۳: ۸-۱۲) جھوٹے یا جعلی معجزوں کا بھید فاش ہو گیا۔ ویسے ہی افسس میں حقیقی معجزوں نے جعلی معجزوں کا بھید فاش کر دیا۔

۱۲- یہاں تک کہ رومال اور پٹکے اُس کے بدن سے چھوا کر بیماروں پر ڈالے جاتے تھے اور اُن کی بیماریاں جاتی رہتی تھیں۔ اور بُری رُوحیں اُن میں سے نکل جاتی تھیں۔

رُومال - جس لاطینی لفظ کا یہ ترجمہ کیا گیا ہے اُس سے ایسا کپڑا مُراد ہے جس سے پسینہ پُونچھا کرتے تھے - یہ دیکھو لُوقا ۱۹: ۲۰، یُوحنّا ۱۱: ۴۴، ۲۰: ۷ - یہ وُہ رُومال یا جھاڑن تھے جنہیں اُس محنتی خیمہ دوز نے اپنا پسینہ پونچھنے کے لئے استعمال کیا ہو گا -

پٹکے - یہ کپڑا دستکار لوگ اوڑھا کرتے تھے -

اُس کے بدن - یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے - اس کے معنی ہیں بدن کی سطح یا چمڑا -

بیماروں پر - جو پولُس کے پاس نہ آ سکتے تھے اُن پر یہ کپڑے ڈالے جاتے تھے -

نکل جاتی تھیں - یہ ایک غیر معمولی فعل ہے (لُوقا ۱۲: ۵۸، عبرانی ۲: ۱۵) اور طبیب مصنفوں نے بیماریوں کے دُور ہونے کے لئے اُسے اکثر استعمال کیا ہے - لُوقا چونکہ طبیب تھا - اس لئے اُس نے معمولی بیماریوں اور غیر معمولی اسباب کے صدموں میں امتیاز کیا ہے (۵: ۱۶، ۸: ۷)

۱۳ - مگر بعض یہودیوں نے جو جھاڑ پھونک کرتے پھرتے تھے یہ اختیار کیا کہ جن میں بُری رُوحیں ہوں اُن پر خُداوند یسُوع کا نام یہ کہکر پھونکیں کہ جس یسُوع کی پولُس منادی کرتا ہے میں تم کو اُسی کی قسم دیتا ہوں -

یہودیوں - جو ادھر اُدھر پھرتے رہتے تھے (۲۸: ۱۳، ۱ تیمتھیس ۵: ۱۳، عبرانی ۱۱: ۳۷) جگہ جگہ جا کر یہ لوگ اپنے جادو منتر کرتے پھرتے تھے جیسے آج کل ہند و پاکستان میں بہت لوگوں کا یہی پیشہ ہے -

جھاڑ پھونک - یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے - اسی لفظ سے ایسے لوگ مُراد ہیں جو کسی مقدس نام کو لے کر جنّون یا بد رُوحوں کو نکالا کرتے تھے (متی ۲۶: ۶۳) بہت یہودی جادو پر عمل کرتے تھے (لُوقا ۱۱: ۱۹) یوسیفس مورّخ نے (بعض روایات کے زور پر یہ نتیجہ نکالا اگرچہ یہ غلط ہے) کہ سلیمان نے یہ فن ایجاد کیا تھا - افسس ایسی جادوگری کا مرکز تھا (آیت ۱۹) اور ان آوارہ گرد یہودیوں کی اچھی گزران اسی طرح ہو جایا کرتی تھی - بُت پرستوں کے جادو منتروں کو اپنے منتروں کے ساتھ ملایا ہو گا - ہمارے مُلک میں بھی اس قسم کا رواج بہت پایا جاتا ہے - منتری اور

دیوی دیوتاؤں کے آگے کھیلنے اور ناچنے والے بہت پائے جاتے ہیں اور وہ یہ جھاڑ پھونک کیا کرتے ہیں۔ کم تعلیم یافتہ مسلمانوں میں بھی گنڈے تعویذ کا بہت چرچا ہے۔ آسیب زدگان کے ارد گرد لکیریں لگائی جاتی ہیں۔ ان پر پھول ڈالے جاتے اور منتر یا کلام پڑھے جاتے ہیں اور راکھ ڈالی جاتی ہے۔

یہ اختیار کیا۔ ۱۹:۶ کی شرح۔

خداوند یسوع کا نام۔ یہ نام محض منتر کے طور پر استعمال کرتے تھے، جیسے ہنومان یا سلیمان کا نام استعمال کیا جاتا ہے (۴:۷ کی شرح)

قسم دیتا ہوں۔ جس لفظ کا ترجمہ جھاڑ پھونک ہے، وہ اسی لفظ سے نکلا ہے۔ اس کا ذکر مرقس ۵:۷، ۱ تھسلنیکی ۵:۲۷ میں بھی آیا ہے۔ کئی تختیاں جادو کی ملی ہیں جن کے شروع میں یہی لفظ آتے ہیں "میں قسم دیتا ہوں"

۱۴۔ اور سکِوا یہودی سردار کاہن کے سات بیٹے ایسا کیا کرتے تھے

سکِوا۔ شاید یہ نام لاطینی تھا جس کی بگڑی ہوئی شکل یونانی میں یہ ہے۔ ملیتس میں جو کتبے ملے ہیں ان میں یہ لفظ آیا ہے۔

سردار کاہن۔ ۴:۲۳ کی شرح۔ کاہنوں کے چوبیس فریقوں میں سے کسی کا سرگروہ ہوگا یا شاید سردار کاہنی خاندان کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے سردار کاہن کہلاتا ہو یا شاید خود بھی کبھی سردار کاہن رہا ہو۔ اگرچہ اس قرینہ میں سردار کاہن کا ذکر آنا کچھ عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن ایسی بہت مثالیں ہیں جن میں بعض معزز اور ذی رتبہ اشخاص کے بیٹوں نے اس قسم کا پیشہ اختیار کیا۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کے لوگ اپنے تئیں یہودی سردار کاہن کے بیٹے مشہور کیا کرتے تھے تاکہ لوگ ان کی طرف زیادہ توجہ کریں۔

سات بیٹے۔ یا بعض نسخوں کے مطابق "کوئی سات ایک بیٹے" یعنی تقریباً سات۔ بیزا کے نسخے میں ہے "جن میں سات ایک سکِوا کاہن کے بیٹے تھے جو یہی کرنا چاہتے تھے جو ایسے شخصوں کو جھاڑا کرتے تھے۔ وہ اس آسیب زدہ کے گھر میں داخل ہوکر یہ نام لے کر کہنے لگے کہ ہم تجھے یسوع کے نام سے نکل جانے کا حکم دیتے ہیں جس کی منادی پولس کرتا ہے" اس بیزا کے نسخہ میں عدد سات چھوڑ دیا گیا ہے۔

۱۵- بُری رُوح نے جواب میں اُن سے کہا کہ یسُوع کو تو میں جانتی ہُوں اور پولُس سے بھی واقف ہُوں مگر تُم کون ہو۔

یسُوع کو تو ...... یہ لفظ شخصی واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بد رُوح نجات دہندہ کی طاقت سے بخُوبی واقف تھی (مُقابلہ کرو مرقس ۱: ۲۳ و ۲۴)

پولُس سے بھی واقف ہُوں۔ یہاں مُختلف لفظ استعمال ہُوا ہے جس سے ادنیٰ علم مُراد ہے "میں پولُس کی نسبت جانتی ہُوں"۔

۱۶- اور وہ شخص جس پر بُری رُوح تھی کُود کر اُن پر جا پڑا اور دونوں پر غالب آ کر ایسی زیادتی کی کہ وہ ننگے اور زخمی ہو کر اُس گھر سے نکل بھاگے۔

کُود کر۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ بڑی تندی سے اُن پر لپکا۔ دونوں پر غالب آ کر۔ یہ فعل متی ۲۰: ۲۵، مرقس ۱۰: ۴۲، ۱ پطرس ۵: ۳ میں بھی آیا ہے۔ لفظ دونوں سے ظاہر ہے کہ اُن ساتوں میں سے صرف دو اُس وقت اس کام میں مصروف تھے۔ یا یہ سمجھو کہ یہ دو اُن سب میں سرگردہ تھے۔ بیزا کے نسخہ میں جس کا ذکر ۱۴ آیت میں ہُوا اس مشکل کو رفع کر دیتی ہے۔

۱۷- اور یہ بات افسس کے سب رہنے والے یہُودیوں اور یُونانیوں کو معلوم ہو گئی۔ پس سب پر خوف چھا گیا اور خُداوند یسُوع کے نام کی بزرگی ہُوئی۔

سب پر خوف چھا گیا۔ مُقابلہ کرو آیت ۱۱ و ۱۲ سے۔

بزرگی ہُوئی۔ اس سے روشن ہو گیا کہ یسُوع کا نام بے فائدہ لینا کیسا خطرناک ہے۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ بزرگی ہوتی رہی۔

۱۸- اور جو ایمان لائے تھے اُن میں سے بہتیروں نے آ کر اپنے اپنے کاموں کا اقرار اور اظہار کیا۔

جو ایمان لائے تھے۔ اُن نو مسیحیوں پر خُداوند یسُوع کے نام کی قُدرت ایسے واضح طور سے ظاہر ہوئی، کہ پیشتر اُن کو معلوم نہ تھی۔ اور وہ اپنے گُناہوں کے قائل ہو گئے۔ یہ بُرے دستُور اب تک اُن میں جاری تھے۔

اقرار اور اظہار کیا۔ ان دونوں لفظوں سے یہ مُراد ہے کہ سب نے برملا اس امر کو تسلیم کر لیا۔ مسیحی جماعت کے خلاف جو گُناہ ہوں اُن کو برملا رُسوا کرنا چاہیئے۔

اسی قسم کے گناہوں کا اکثر ذکر دیسی مسیحیوں میں بھی آیا ہے جن کا انہوں نے قائل ہونے اور رُوحانی بیداری کے وقت اقرار کیا۔

اپنے کاموں۔ رُومیوں ۸: ۱۳؛ کلسیوں ۳: ۵۔ اس سے سب طرح کے ناپاک اور بددستورات مُراد ہیں لیکن قرینہ عبارت سے ظاہر ہے کہ یہاں ان کا تعلق جادوگری سحر اور جھاڑ پھونک سے ہے جو یہ لوگ مسیحی دین قبول کرنے کے بعد بھی کیا کرتے تھے۔ کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاموں کے لئے یہ لفظ ہے وہ خاص اصطلاح تھی جادو کے کاموں کے لئے۔ اگلی آیت میں جو لفظ "عجیب کام کرنے والوں" ہے وہ بھی اسی سے متعلق ہے۔ دیسی کلیسیا کا فرض ہے کہ جو توہمات اور بدرسُوم بُت پرستی کے زمانے سے اُن کے درمیان چلی آتی ہیں اُن سے اپنے تئیں بالکل پاک کریں۔ مثلاً تعویذوں کا پہننا۔ جادو کے الفاظ کو استعمال کرنا۔ سعد اور نحس دونوں کا ماننا وغیرہ۔

۱۹۔ اور بہت سے جادوگروں نے اپنی اپنی کتابیں اکٹھی کر کے سب لوگوں کے سامنے جلا دیں۔ اور جب اُن کی قیمت کا حساب ہُوا تو پچاس ہزار روپے کی نکلیں۔

بہت سے۔ یہ شاید غیر مسیحی جادوگر ہوں گے۔ جب مسیحی کلیسیا میں رُوحانی بیداری ہوگی تو اس کا اثر غیر مسیحیوں پر بھی ہوگا۔

جادوگروں نے۔ لفظی ترجمہ ہوگا عجیب کام کرنے والے۔ یہ لفظ ۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۱۳ میں بھی آیا ہے۔ اس سے ایسے لوگ مُراد ہیں جو اپنے کام کو نظر انداز کر کے دُوسروں کے کاموں میں اور غیر ضروری اُمور میں خواہ مخواہ دخل دیتے ہیں۔ جیسے حاشیہ سے ظاہر ہوتا ہے یہ لفظ جادوگری کے لئے بھی آتا ہے۔ افسس کی شہرت جادوگری کے لئے ساری دُنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ خاص صریح نشان جو افسی حروف کے نام سے نامزد تھے۔ فوق العادت قُدرت رکھنے کے لئے مشہور تھے۔ اُن کو لوگ تعویذ کے طور پر پہنا کرتے تھے۔ اور جادو کے طور پر وردِ زبان کرتے۔ ویدوں کی آیات منتر کہلاتی ہیں اور جادو کے طور پر اُن کو استعمال کرتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کا دعوٰے ہے کہ اُن میں فوق العادت تاثیریں ہیں۔ خاص قسم کی لکیریں جیسے تختیوں پر کھینچی جاتی ہیں اُن کو ینتر کہتے ہیں۔ اسی قسم کے بہت سحر اور طلسم اور نقش ہندوپاکستان میں مروج ہیں۔

اپنی اپنی کتابیں۔ یعنی جن کتابوں میں اُن افسیی حروف کا ذکر تھا اور اس قسم کے جھاڑ پھونک اور گنڈے تعویذ درج تھے۔ ہندو پاکستان میں ایسی بہت کتابیں دوکانوں پر بکتی ہیں۔

جلا دیں۔ فعل ناتمام سے ظاہر ہے کہ وہ جلاتے رہے معلوم ہوتا ہے کہ آگ جلادی گئی ہوئی اور لوگ اپنی کتابیں لاکر اس میں ڈالتے جاتے ہوں گے۔ اس کا مشاہدہ بھی کسی قدر اس ملک میں ہوتا رہتا ہے۔ جادوگر اپنے تعویذوں وغیرہ کو توڑ پھینکتے ہیں۔ بُت پرست اپنے بُتوں کو توڑ ڈالتے ہیں اور جھاڑ پھونک کرنے والے اپنے کاموں کو تباہ کرتے ہیں جبکہ یہ لوگ مسیحی ہو جاتے ہیں۔

حساب ہُوا۔ یہ ایک غیر معمولی فعل ہے جو نئے عہدنامہ کی اسی آیت میں آیا ہے۔

پچاس ہزار روپیہ۔ چونکہ افسس یونانی بستی تھی اس لئے یونانی سکہ مروج ہوگا۔ اس قسم کے چوبیس درہم ایک اشرفی کے برابر تھے۔ اس لئے کل رقم دو ہزار اشرفی یا تینتیس ہزار روپے کے برابر ہوگی۔ لیکن چونکہ رومیوں کے عہد سلطنت میں روپیہ کی قیمت زیادہ تھی اس لئے کل قیمت پچاس ہزار روپیہ کے لگ بھگ ہوگی۔

۲۰۔ اسی طرح خداوند کا کلام زور پکڑ کر پھیلتا اور غالب ہوتا گیا۔

خداوند کا کلام۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔ انجیل جادو اور وہم کی ساری قوتوں پر ظفریاب ہوتی گئی۔ یہ اُن مظفرانہ بیانات میں سے ہے جو مقدس لوقا کو بہت پسند ہیں کہ ہر ایک کا خاص مبشرانہ زمانہ کے بعد ذکر کرے (۶: ۷؛ ۹: ۳۱؛ ۱۱: ۲۱، ۲۴-۲۶؛ ۱۲: ۲۴؛ ۱۶: ۵)۔ ایسے زمانہ کے بعد شیطانی حسد کا جوش پھوٹ نکلا۔

۲۱۔ جب یہ ہو چکا تو پولس نے جی میں ٹھانا کہ مکدنیہ اور اخیہ سے ہو کر یروشلیم کو جاؤں گا اور کہا کہ وہاں جانے کے بعد مجھے روما بھی دیکھنا ضرور ہے۔

جب یہ ہو چکا۔ بعض مفسروں نے سمجھا کہ مشرقی رومی ممالک میں پولس کے بشارتی کام کا یہ عروج تھا۔ اور تاریخ میں ایک نئی تحریک کا آغاز تھا۔ بہر حال یہ تو ظاہر ہے کہ انجیل نے افسی جادو پر فتح حاصل کی اور کلیسیا پختہ طور سے قائم ہوئی۔

بھی ہیں ٹھانا۔ رُوح القدس نے ساری تجویز ٹھہرائی تھی۔

یروشلیم کو جاؤنگا۔ یعنی منادی کے دورہ پر (۸: ۴ کی شرح)

مکدُنیہ اور اخیہ۔ دیکھو ۱۶: ۹، ۱۸: ۱۲ کی شرح۔ بہت مُفسّر ۲ کرنتھی ۲: ۱۔ ۱۲: ۱۴، ۱۳: ۱ کے الفاظ سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ افسس میں مقیم رہنے کے دنوں میں پولُس کچھ دنوں کے لئے کرنتھس گیا تھا۔ لیکن ان مقامات سے صرف اتنا ہی پتہ لگتا ہے، کہ اُس کا ارادہ ایسا کرنے کا تھا۔ (۲ کرنتھی ۱۲: ۱۴) اور اعمال کی کتاب کا بیان اس کے خلاف ہے کہ وُہ افسس کے کام کو چھوڑ کر اور جگہ گیا ہو۔ (آیات ۹ و ۱۰) یہ آیت ا کرنتھی ۱۶: ۵-۹ کے مُطابق ہے سوائے اس کے کہ جو ہنگامہ افسس میں واقع ہُوا اُس کے باعث پشکست کے بعد روانہ ہونے کی بجائے اُس سے پیشتر ہی جانا پڑا۔ جس تجویز کا یہاں ذکر ہے، اُس سے ظاہر ہے کہ جو ارادہ اُس نے کیا تھا اُس میں تبدیلی ہُوئی (۲ کرنتھی ۱: ۱۶) کیونکہ وُہ براہِ راست کرنتھس کو جانا چاہتا تھا، اور وہاں سے مکدُنیہ کو۔ اس تبدیلی کی یہ وجہ تھی کہ اُسے کرنتھس میں فساد کی خبر ملی تھی (۲ کرنتھی ۱: ۲۳) اگرچہ وفادار کرنتھی مسیحی ستفناس اور فرتوناتُس اور اخیکُس (ا کرنتھی ۱۶: ۱۷) بھی وہاں گئے جب اُنہوں نے دوسروں کے ذریعہ یہ غیر تسلّی بخش خبر سنی۔ (ا کرنتھی ۱: ۱۱)

اس موقعہ پر پولُس نے پہلا خط کرنتھیوں کو لکھا۔ غالباً طیطس کے ہاتھ (۲ کرنتھی ۷: ۱۴ و ۱۵) یا ستفناس اور اُس کے رفیقوں کے ہاتھ جب وُہ افسس سے واپس گئے۔ ا کرنتھی ۱۵: ۳۲، ۱۶: ۹ سے اس طوفان بے تمیزی کا کچھ پتہ لگتا ہے۔ بعضوں کا یہ خیال بھی ہے کہ گلتیوں کو بھی خط کرنتھس ہی سے لکھا۔ کیونکہ وہاں اُس کو اپنے روانہ ہونے کے بعد یہودی معلّموں کے ذریعہ خرابی پڑنے کی خبر ملی تھی (۱۸: ۲۳ کی شرح)

یروشلیم کو جاؤں گا۔ یہ ارادہ پُورا ہُوا (۲۱: ۱۷)

مجھے رُوم بھی دیکھنا۔ دیکھو ۱۸: ۲ کی شرح۔ اور مقابلہ کرو رُومیوں ۱: ۱۳- ۱۵، ۱۵: ۲۲ و ۲۳۔ پس اب اُس کا مقصد رُوم جانے کا تھا اور آرزو تھی کہ ہسپانیہ کو بھی جائے (رُومیوں ۱۵: ۲۴)

۲۲- پس اپنے خدمتگذاروں میں سے دو شخص یعنی تیمتھیس اور اراستس کو مکدنیہ میں بھیج کر آپ کچھ عرصہ آسیہ میں رہا۔

تیمتھیس - ۱۶: ۱ کی شرح - ۱۸: ۵ میں اُس کے کرنتھس میں پائے جانے کے بعد اب اُس کا ذکر آیا ہے۔ شاید اس وقت سے اب تک وہ پولس کے ساتھ ہی رہا ہو۔

اراستس - شاید یہ وُہی شخص ہے جس کا ذکر ۲ تیمتھیس ۴: ۲۰ میں آیا ہے جہاں ذکر ہے کہ پولس کا ہم خدمت تھا۔ اور جب پولس رُوم میں دُوسری دفعہ قید ہُوا تو اراستس کرنتھس بھیجا گیا۔ البتہ یہ اراستس اُس سے مختلف ہے جس کا ذکر رُومی ۱۶: ۲۳ میں آیا ہے کیونکہ وُہ شہر کا خزانچی تھا۔ اگر اب تک اُس کا یہ عہدہ ہو تو وُہ پولس کے ہمراہ دورہ نہ کر سکتا تھا۔

مکدنیہ میں - یہ خاص خدمت یروشلیم کے مقدسوں کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے تھی تاکہ مسیحی یگانگت کو ترقی دے (۱۱: ۳۰ کی شرح) (دیکھو ۲ کرنتھی ۸: ۱-۵) تیمتھیس کو حکم تھا کہ اس کے بعد وُہ کرنتھس کو بھی جائے (۱ کرنتھی ۴: ۱۷، ۱۶: ۱۰ و ۱۱) اور وہاں کی کلیسیا کو یہ ہدایت کی گئی کہ اُس کے آنے کے لئے تیار ہو اور اچھی طرح سے اُس کو قبول کریں۔ لیکن چونکہ معاملات کا اتفاق ایسا ہُوا وُہ مکدنیہ سے ابھی روانہ نہ ہُوا تھا کہ پولس خود وہاں پہنچا۔ (۲ کرنتھی ۱: ۱)

۲۳- اس وقت اس طریق کی بابت بڑا فساد اُٹھا۔

بڑا فساد - دیکھو ۱۲: ۱۸۔ اور اس لفظ سے مشتق ہے جو ۱۵: ۲ ، ۲۴: ۱۷ ، ۸: ۱۳ و ۱۳ میں آیا ہے۔ پولس کو ایسی بہت سی تکلیفوں سے سامنا پڑا۔

اس طریق - دیکھو ۹: ۲ کی شرح۔

۲۴- کیونکہ دیمیتریس نام ایک سُنار تھا جو ارتمس کے روپہلے مندر بنوا کر اس پیشہ والوں کو بہت کام دلوا دیتا تھا۔

دیمیتریس - یہ نام ۳ یُوحنا ۱۲ میں بھی آیا ہے۔ یہ بہت عام نام تھا، اس لئے یہ کہنا کہ چونکہ دونوں کا تعلق افسس سے تھا اس لئے یہ دونوں ایک ہی ہوں گے درست نہیں۔ اگر ایسا ہو تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ سخت مخالف بعد ازاں قابل نمونہ مسیحی

بن گیا یہ نا ممکن تو نہیں کیونکہ پولس کا یہی حال تھا۔
سُنار۔ کتبوں سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ یہاں اور دیگر ایشیائی شہروں میں بہت پیشے والے رہتے تھے۔ یہ شخص بڑا دولتمند اور بارسوخ شخص تھا اور شاید سُناروں کا سرغنہ ہو۔
روپہلے مندر۔ ڈائنا اور اس کے مندر کے لئے دیکھو آیت ۲۷ کی شرح
یہ مندر چھوٹے چھوٹے نقلی مندر تھے جسامت میں مختلف تھے۔ ان میں دیوی کی ایک صورت ہوتی تھی جس کے پاس شیر یا بارہ سنگے کھڑے ہوتے تھے۔ یہ صرف چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوتے تھے بلکہ سنگ مرمر اور مٹی کے بھی اور اُن کے نمونے اب تک ملتے ہیں۔ اس دیوی کے ماننے والے اُن کو خرید کر لے جاتے تھے اور مندر کے لئے نذر و نیاز جمع کرتے۔ اور بعض ایسے مندروں کو اپنے گھروں میں بتوں کے طور پر رکھتے تھے۔ اور شاید تعویذوں کے طور پر بھی لوگ پہنتے ہوں۔ ہندو لوگ بھی اپنے دیوی دیوتاؤں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔
پیشہ والوں کو۔ ۱۹ : ۱۹ کی شرح۔ ان سب کو اپنی روزی کی فکر پڑ گئی۔ یہ لفظ عبرانی ۱۱ : ۱۰، مکاشفہ ۱۸ : ۲۲ میں بھی آیا ہے۔ لفظ دستکار یا کاریگر مراد ہے، جیسے لفظ کمہار۔

۲۵۔ اُس نے اُن کو اور اُن کے متعلق اور پیشے والوں کو جمع کر کے کہا کہ اَے لوگو! تم جانتے ہو کہ ہماری آسودگی اسی کام کی بدولت ہے۔

اور پیشے والوں۔ یعنی جتنے دُوسرے کاریگر تھے۔ آیت ۲۴، ۱۶ : ۱۹۔
جمع کر کے۔ ۱۲ : ۱۲ میں بھی یہی لفظ ہے۔ لیکن یہ مجمع کیسا مختلف ہے۔
آسودگی۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔

۲۶۔ اور تم دیکھتے اور سنتے ہو کہ صرف افسس ہی میں نہیں بلکہ تقریباً تمام آسیہ میں اس پولس نے بہت سے لوگوں کو یہ کہہ کر قائل اور گمراہ کر دیا ہے کہ جو ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں وہ خُدا نہیں ہیں۔

بلکہ تقریباً تمام آسیہ میں۔ انجیل کی اشاعت کی کیسی شہادت مخالفوں کی زبان سے ملتی ہے۔ (۵ : ۲۸)

قائل کر دیا ہے۔ ۱۷: ۴ کی شرح۔

۲۷۔ پس صرف یہی خطرہ نہیں کہ ہمارا پیشہ بے قدر ہو جائے گا، بلکہ بڑی دیوی ارتمس کا مندر بھی ناچیز ہو جائیگا اور جسے تمام آسیہ اور ساری دنیا پوجتی ہے خود اُس کی بھی عظمت جاتی رہے گی۔

یہی خطرہ نہیں۔ یہ لفظ بھی پولس اور لوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لوقا ۸: ۲۳، ۱: ۵، ۴۰، ۱ کرنتھی ۱۵: ۳۰) انجیل کی ترقی سے اُن کی روزی جوکھوں میں پڑ گئی۔

ہمارا پیشہ۔ لفظی طور پر ہمارا حصہ یعنی اس تجارت میں جو ہمارا حصہ اور منافع ہے۔

بڑی دیوی ارتمس۔ یونانی ارتمس کا لاطینی نام ڈائنا تھا۔ یہ شکار کی دیوی تھی اس کے ہاتھ میں تیر و کمان اور اس کے ساتھ دو سفید بارہ سنگے تصویر میں ہوتے تھے۔ کبھی کبھی اُس کی تصویر یوں کھینچی جاتی تھی کہ اُس کے ایک ہاتھ میں شیر ہے اور دوسرے ہاتھ میں چیتا۔ اگرچہ یونانی انز سے اُس کو ارتمس نام دیا گیا لیکن فی الحقیقت یہ اصلی باشندوں کی دیوی تھی۔ یہ فطرت کی قوتِ خلق اور زندگی کا مجسم مانی جاتی تھی۔ اس کا بت ایک بے ڈھنگا جیسا تھا۔ کچھ تو انسان کی شکل تھی۔ اوپر کا حصہ عورت کا تھا اور نیچے کا حصہ کندہ ناتراش تھا۔ جس میں ٹانگوں یا پاؤں کے کچھ نشان نہ تھے۔ اور اس پر حیوانوں کی مورتیں بنی ہوئی تھیں اور بارہ سنگے اُس کے دونوں طرف بنے تھے۔

مندر۔ یہ دُنیا کے عجائبات میں سے ایک تھا۔ یہ ایک قدیم مندر کی جگہ بڑے عالی شان طور پر بنائی گئی تھی۔ اور جس رات اسکندر اعظم پیدا ہوا، اُسی رات یہ مندر آگ سے جل گیا (۳۵۶ ق م) اس کے بعد سارے آسیہ والوں نے چندہ جمع کر کے اس کو پہلے سے بھی زیادہ عالیشان بنایا۔ یہ ۴۲۵ فٹ لمبا اور ۲۲۰ فٹ چوڑا اور اس میں ۱۲۷ ستون تھے۔ جن میں سے ہر ایک بادشاہوں کی طرف سے عطیہ تھا۔ اور ہر ایک ساٹھ فٹ بلند تھا۔ طرح طرح کے سامانوں سے یہ آراستہ کیا گیا تھا۔ بت پرستی کے غلبہ اور طاقت کی یہ ایک بڑی یادگار تھی جیسے اس ملک میں بنارس کے

مندر۔ گنجی ورم۔ سرگم اور مبدور کے مندر آج تک بُت پرستی کی طاقت کا اظہار ہیں۔

اس بڑے افسی مندر کے ساتھ بہت پجاری مرد اور دیوداسی (یعنی ناچنے اور گانے والی) عورتیں تھیں۔ اس کی رسُوم کے ساتھ بعض ناپاک دستور بھی جاری ہو گئے تھے۔ اور وہ دین کی آڑ میں جاری رکھے گئے تھے۔ ہندوستان میں شکتی پُوجا یا دیویوں کی پرستش اور ناچنے والی عورتوں کا نظارہ اس کی ایک مثال ہے۔ جیسے تمام آسیہ... اس کا یہ فخر غلط نہ تھا۔ لیکن انبوہِ خلقت کے گمراہ ہونے سے کوئی ناحق حق نہیں بن سکتا۔ اس دیوی کی پرستش کے لئے دُور و نزدیک سے لوگ افسس میں آتے تھے۔ اور اس دیوی کا سالانہ مشہور میلہ ہُوا کرتا تھا جس میں لاکھوں لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ گنگا اور جمنا کے اتصال کی جگہ پر جو میلہ ہندوستان میں ہوتا ہے اور دُوسرے اسی قسم کے میلے افسس کے میلے کا تصوّر دے سکتے ہیں۔

۲۸۔ وہ یہ سُن کر غصّے میں بھر گئے، اور چلّا چلّا کر کہنے لگے کہ افسیوں کی ارتمس بڑی ہے۔

چلّا چلّا کر۔ یہ بھی ناتمام فعل ہے کہ وُہ چلّاتے رہے۔ بیزا کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "اور دوڑ کر بازار میں گئے"۔

افسیوں کی ارتمس بڑی ہے۔ بیزا کے نسخے میں یہ ہے "افسیوں کی عظیم ارتمس"۔ یہ دینی سرگرمی اور تعریف کا نعرہ تھا "عظیم ارتمس"۔ جیسے ہندو یہاں پکار اُٹھتے ہیں۔ رام رام۔ جے جے۔ شیو شیو وغیرہ۔

۲۹۔ اور تمام شہر میں ہل چل پڑ گئی۔ اور لوگوں نے گیُس اور استرخس مکدنیہ والوں کو جو پولُس کے ہم سفر تھے پکڑ لیا۔ اور ایک دل ہو کر تماشہ گاہ کو دوڑے۔

ہل چل۔ اسی آیت میں یہ لفظ آیا ہے۔ دیکھو ۲ : ۶ ؛ ۹ : ۲۲ ، آیت ۳۲۔
گیُس۔ دربے کا بھی ایک گیُس تھا۔ (۲۰ : ۴) اور ایک کرنتھس کا گیُس۔ (۱۔ کرنتھی ۱ : ۱۴ ، رُومیوں ۱۶ : ۲۳)۔ اور ایک گیُس وُہ تھا جس کے نام یُوحنّا نے تیسرا خط لکھا (۳۔ یُوحنّا ۱)۔ اس آدمی کے بارہ میں اور کچھ ہمیں معلوم نہیں۔
استرخس۔ یہ تھسلنیکے کا باشندہ تھا (۲۰ : ۴ + ۲۷ : ۲) جب پولُس تیسرے مشنری سفر سے واپس آیا تو معلوم ہوتا ہے کہ وُہ

اُس کے ہمراہ یروشلیم کو گیا۔ کیونکہ وہ اُس کے ساتھ قیصریہ سے رُوم تک پایا جاتا ہے۔ (۲۷: ۲) رُومی پہلی قید کے وقت یہ سارے عرصہ یا کچھ عرصہ تک پولُس کے ہمراہ رہا اور شاید اُس کی زنجیروں میں یہ شریک تھا (کلسیوں ۴: ۱۰، فلیمون ۲۴) اس کے بعد پھر اُس کا ذکر نہیں آتا۔ خیال غالب ہے کہ جب پولُس پہلی دفعہ مکدُنیہ گیا تو اُس وقت یہ اور گیُس مسیحی ہو گئے (۱۶ باب) ہندو پاکستان میں اس امر کا لحاظ کرنا خالی از دلچسپی نہیں کہ یہ نو مسیحی کتنی جلدی مشنری کام میں مصروف ہو گئے۔

ہم سفر۔ یہ لفظ ۲ کرنتھی ۸: ۱۹ میں بھی آیا ہے۔ بہت سے لوگ اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ انجیل کی خاطر یہ سب غیر مُلکی مشنری تھے۔

تماشہ گاہ۔ یہ بڑا سا احاطہ تھا جو پہاڑ کے پہلو میں کھودا گیا تھا۔ اس کا قطر تقریباً ۴۹۵ فٹ تھا۔ اس میں تخمیناً چوبیس ہزار پانسو اشخاص کی سمائی تھی۔ پولُس نے افسس سے کرنتھس کی طرف لکھتے وقت یہی لفظ استعمال کیا (۱ کرنتھی ۴: ۹)

ایک دل۔ ۱: ۱۴ کی شرح اور مقابلہ کرو ۷: ۵۷، ۱۸: ۱۲۔

دوڑے۔ ۷: ۵۷ کی شرح۔

۳۰۔ جب پولُس نے مجمع میں جانا چاہا تو شاگردوں نے جانے نہ دیا۔

مجمع۔ یا لوگوں میں۔ دیکھو ۱۲: ۲۲، ۱۷: ۵۔ بعض سمجھتے ہیں کہ ۱ کرنتھی ۱۵: ۳۲ میں اسی ہنگامہ کی طرف اشارہ ہے۔

جانے نہ دیا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر پولُس وہاں گیا تو اُس کی جان جوکھوں میں پڑے گی۔

۳۱۔ اور آسیہ کے حاکموں میں سے اُس کے بعض دوستوں نے آدمی بھیجکر اُس کی منت کی کہ تماشا گاہ میں جانے کی جرأت نہ کرنا۔

حاکموں۔ ہر صُوبہ میں ایک مجلس مقرر تھی جس کا فرض یہ تھا کہ ہر جگہ رُومی شاہنشاہوں کی پرستش کو فروغ دے اور ایسی مجلس کا ہر سردار اسی صُوبہ کے نام سے نامزد ہوتا۔ سرآسیہ یا سر سوریا وغیرہ جو مندر قیصروں کی پرستش کے لئے بنے تھے اُن میں وہ کاہن یا پجاری کا کام کرتے تھے اور جو میلے ہوتے تھے، اُن میں میر مجلس کے طور پر کام کیا کرتے تھے۔ اس لئے یہ میر مجلس بڑے بارسُوخ حکام تھے۔ اور وقتاً

نوقتاً جمع ہوکر انتظام کیا کرتے تھے کہ قیصر کی پرستش اور تماشاؤں کے متعلق کیا کچھ کرنا چاہئے
بعضوں کا خیال ہے کہ اس موقعہ پر وہ افسس میں اسی مقصد کے لئے جمع ہوئے تھے
اور شاید اُس وقت ایک بڑا میلہ ہو رہا تھا۔
بعض دوستوں۔ جو لوگ شاہی پولیس کے وکیل تھے اُن کی طرف سے پولُس
کو ہمیشہ مدد ہی ملی (دیباچہ ۴: ۴) یہ ایشیائی ممبر مجلس بھی اُس سے اچھی طرح پیش آئے
اُن کے ساتھ اُسے بات چیت اور انجیل سُنانے کا موقع بھی ملا ہوگا۔ چونکہ رُومی
حقوق اُسے حاصل تھے اس لئے ایسے حاکموں کا فرض تھا کہ اُس کی حفاظت کریں
اُس کی منت کی۔ یعنی بضد ہوکر اُس سے منت کی۔
جُرات نہ کرنا۔ اپنے آپ کو گویا پھینک نہ دینا۔

۳۲۔ اور بعض کچھ چلّائے اور بعض کچھ۔ کیونکہ مجلس درہم برہم ہوگئی تھی اور اکثر لوگوں کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ ہم کس لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔

چلّائے۔ آیت ۲۸ کی شرح۔ یہ بھی فعل ناتمام ہے۔ یعنے برابر چلّاتے رہے۔
درہم برہم ہوگئی۔ آیت ۲۹ کی شرح۔

۳۳۔ پھر اُنہوں نے اسکندر کو جسے یہودی پیش کرتے تھے بھیڑ میں سے نکال کر آگے کر دیا، اور اسکندر نے ہاتھ سے اشارہ کر کے مجمع کے سامنے عُذر بیان کرنا چاہا

اسکندر۔ بعض سمجھتے ہیں کہ جس اسکندر کا ذکر ۲ تیمتھیس ۴: ۱۴ میں آیا ہے۔ یہ
وہی ہے لیکن یہ صرف قیاس ہی ہے۔ یہ نام بھی بہت عام تھا۔
یہودی پیش کرتے تھے۔ اُسے اس لئے اُنہوں نے آگے کیا تاکہ اُن کا وکیل
ہوکر بولے۔ کیونکہ اُنہیں اندیشہ تھا کہ چونکہ پولُس یہودی ہے ، اس لئے خود اُن پر
مصیبت نہ آجائے۔ یہ فعل بھی لُوقا کا فعل ہے (لُوقا ۲۱: ۳۰)
آگے کر دیا۔ اس لفظ کے ٹھیک معنی تو زیادہ ظاہر نہیں۔ اس فعل کے معنی
ہیں "اکٹھا رکھنا" اور اس کے مختلف معنی آئے ہیں (مثلاً آزمانا ۹: ۲۲، اور نتیجہ نکالنا
۱۶: ۱۰) اس قرینہ میں یہ معنی ہونگے کہ سب نے مل کر بھیڑ میں سے اُس کو آگے
کر دیا حاشیہ میں جو معنے دیئے گئے ہیں (سکھا دیا) اُس سے یہ مُراد ہوگی کہ اُس کو سب
نے آگے کیا تاکہ وہ تقریر کرے اور ظاہر کرے کہ ہمارا تعلق پولُس کے ساتھ بالکل نہیں۔

اشارہ کرکے۔ دیکھو ۱۲: ۱۷، ۱۳: ۱۶، ۲۱: ۴۰۔
مجمع۔ دیکھو آیت ۳۰۔
عُذر بیان کرنا چاہا۔ یہ فعل بھی پولُس اور لُوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لُوقا ۱۲: ۱۱، ۲۱: ۱۴۔ اعمال ۲۴: ۱۰، ۲۵: ۸، ۲۶: ۱ و ۲ و ۲۴، رُومیوں ۲: ۱۵، کرنتھی ۱۲: ۹) وُہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اس نئے مذہب میں ہمارا بالکل حصّہ نہیں اسی لفظ سے انگریزی لفظ اپولوجی (APOLOGY) (معذرت) نکلا ہے۔

۳۴۔ جب اُنہیں معلُوم ہُوا کہ یہ یہُودی ہے تو سب ہم آواز ہوکر کوئی دو گھنٹے تک چلّاتے رہے کہ اِفسیوں کی اَرتمِس بڑی ہے۔

جب اُنہیں معلُوم ہُوا۔ اس کی ظاہری قطع وضع سے اُنہوں نے یہ معلُوم کیا۔ یہُودی کو ساری دُنیا میں لوگ پہچان لیتے ہیں۔ اس لئے پولُس اور دیگر یہُودیوں میں امتیاز کرنا مشکل تھا۔
افسیوں کی ارتمِس بڑی ہے۔ دیکھو آیت ۲۸۔ بیزا کے نسخہ میں یہاں بھی وُہی عبادت ہے جو یہاں ہے اور اس لئے اچھّے معنے نکلتے ہیں۔

۳۵۔ پھر شہر کے محرّر نے لوگوں کو ٹھنڈا کرکے کہا کہ اَے افسیو! کونسا آدمی نہیں جانتا کہ افسیوں کا شہر بڑی دیوی ارتمِس کے مندر اور اُس کی مُورت کا محافظ ہے جو زیوس کی طرف سے گری تھی۔

شہر کے محرّر۔ رُومیوں کے عہدِ سلطنت میں اِفسس کو "آزاد شہر" کا حق حاصل تھا اور وُہ انتظام آپ کیا کرتے تھے۔ اُن کا اپنا مجمع تھا اور معمولی کاروبار کے انتظام کرنے کے لئے ایک کارکن کمیٹی تھی۔ سرِایشیا تو صُوبہ کے افسر تھے اور اُن کے خاص فرائض تھے۔ لیکن اس مجمع کا خاص کام میونسپل کاروبار سے تھا۔ یہ محرّر اس مجمع کا سیکرٹری ہوتا تھا۔ اس کا یہ کام تھا کہ اس مجمع کے احکام اور فیصلجات کو تحریر کرے اور سرکاری مُہر لگائے۔ اِفسس میں یہ بڑا بارسوخ مقامی افسر تھا اور میونسپل گورنمنٹ کی طرف سے پروکونسل کی عدالت اور رُومی گورنر سے اُس کو اکثر واسطہ پڑتا رہتا تھا۔ یہ گورنر قیصر کا نائب یا خلیفہ تھا اور حفظِ امن کے لئے گورنر کے سامنے یہ محرّر ذمہ دار تھا۔

ٹھنڈا کر کے - یہ فعل صرف اس جگہ اور آیت ۳۶ میں مستعمل ہوا ہے - اس کے معنی ہیں "ترتیب قائم رکھنا" "دبانا" اور "خاموش کرانا"۔

مورت کا محافظ - یا مندر کا محافظ یا مندر کا جھاڑو دینے والا۔ یہ لقب عموماً اُن شہروں کو ملتا تھا جہاں قیصر کی عبادت کے لئے مندر مقرر تھے اور دوسرے شہروں کی نسبت افسس اس لقب کا زیادہ مستحق تھا۔ اس وقت افسس میں ایک خاص مندر قیصر کی پرستش کے لئے تھا، اور دیگر مندر اس کے بعد بنائے گئے۔ اس لئے اسی مندر کے لحاظ سے بھی وہ "مورت کا محافظ" کہلانے کا مستحق تھا۔ لیکن کتبات سے بخوبی ثابت ہے کہ ارتمس کی پرستش کے لحاظ سے بھی افسس کو محافظ کا اعزاز حاصل تھا۔ ایک کتبے میں یہ لکھا ہے کہ افسس دوہرا مورت کا محافظ ہے کیونکہ قیصر کی ہیکل اور ارتمس دونوں اس میں ہیں۔ یہ اسی قسم کا لقب ہے جیسے کوئی کہے کہ کلکتہ کالی دیوی کا محافظ ہے یا رمیشرم کے مندر کا محافظ ہے۔ اس محرر نے یہ لقب اس لئے استعمال کیا تاکہ سامعین اس کو اپنا فخر سمجھ کر اُس کی درخواست پر غور کریں۔

بڑی دیوی ارتمس - آیت ۲۷ کی شرح۔ یہ وہی الفاظ ہیں جن کو وہ دو گھنٹوں تک کہتے رہے۔

جو زیوس کی طرف سے گری تھی - ارتمس کی مورت (آیت ۲۷) کی نسبت یہ مشہور روایت تھی کہ وہ معجزے کے طور پر آسمان سے گری تھی۔ دیگر پتھروں کی نسبت بھی اسی قسم کی روایات تھیں جن کی پرستش لوگ کرتے تھے۔ مثلاً ایتھنی کی مورت۔ ایسی روایات کا آغاز یہ تھا کہ شہاب آسمان سے گرے ہوں گے اور وہ گرے ہوئے پتھر لوگوں نے پوجنے شروع کر دیئے۔ اور اُن کو دیوتا ماننے لگ گئے کہ یہ آسمان سے زمین پر اُترے ہیں۔

۳۶ - پس جب کوئی ان باتوں کے خلاف نہیں کہہ سکتا تو واجب ہے کہ تم اطمینان سے رہو اور بے سوچے کچھ نہ کرو۔

اطمینان - دیکھو آیت ۳۵۔

بے سوچے - ۲-تمیتھیس ۳: ۴ میں جلد بازی کی طرف اشارہ ہے۔

۳۷ - کیونکہ یہ لوگ جن کو تم یہاں لائے ہو نہ مندر کے لوٹنے والے ہیں، نہ ہماری دیوی کی

کی بدگوئی کرنے والے۔

مندر کے لوٹنے والے۔ یہ مرکب لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق لفظ رومی ۲: ۲۲ میں آتا ہے۔ یہ مندر نذروں اور چڑھاووں اور تحفوں کے باعث دولت سے مالامال تھے۔ علاوہ اس کے بہت لوگ ان میں اپنی دولت امانت کے طور پر جمع رکھتے تھے۔ ہندوستان میں بھی ایسے بہت مندر ہیں جن میں وقتاً فوقتاً بڑی چوریاں ہوتی ہیں۔ شاید بہت لوگوں نے اپنے جوشِ دغل میں یہ سمجھ لیا ہو کہ پولس اور اُس کے رفیق مندر کے لٹیرے ہیں۔ لیکن یہ مشنری کسی طرح سے اس مندر کی ہتک کرنے والے نہ تھے

دیوی کے بدگوئی کرنے والے۔ یعنی دیوی کی نسبت گالی گلوچ استعمال کرنے والے۔ پہلا لفظ افعال کے لئے ہے اور دُوسرا لفظ اقوال کے لئے کتبوں سے ظاہر ہے کہ افسس میں یہ دونوں جُرم تھے، اور اُن کے لئے سخت سزا ملتی تھی۔ اگرچہ بُت پرستی کے گناہ کو فاش کرنا ضروری ہے لیکن دُوسرے مذاہب اور اُن کے بزرگوں کی نسبت گالی گلوچ اور سخت الفاظ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

۳۸۔ پس اگر دیمیتریُس اور اُس کے ہم پیشہ کسی پر دعویٰ رکھتے ہوں تو عدالت کھلی ہے اور صُوبہ دار موجُود ہیں۔ ایک دُوسرے پر نالش کریں۔

عدالت کھلی ہے۔ یا "چوک" سے متعلق ہیں (۱۷: ۵ کی شرح) یونانی شہروں کے مجسٹریٹ اپنی کچہری چوک میں لگایا کرتے تھے (۱۶: ۱۹) یوسیفس نے یہی لفظ پروکونسل کی کچہری کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر وقت یہ کچہریاں کھلی رہتی تھیں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ایسے کاموں کے لئے باقاعدہ عدالتیں ہیں۔

صُوبے دار، یا پروکونسل ۱۳: ۷، ۸؛ ۱۸: ۱۲۔ کُپرس اور اخیہ کی طرح آسیہ بھی سینٹ کا صُوبہ تھا۔ سارے آسیہ کا ایک ہی پروکونسل یا گورنر ہوا کرتا تھا۔ اس محرر نے عام طور پر جمع کا لفظ استعمال کیا کہ ایسی کچہریوں میں اپنے مقدمات لے جاؤ۔

نالش کریں۔ یہ قانونی لفظ ہے (آیت ۴۰، ۲۳: ۲۸-۲۹، ۲۶: ۲ و ۷، رومیوں ۸: ۲۳)

۳۹۔ اور اگر تُم کسی اور امر کی تحقیقات چاہتے ہو تو باضابطہ مجلس میں فیصلہ ہوگا

اگر کسی اور امر کی۔ یعنی کسی ایسے امر کی جسے پروکونسل قانونی طور پر سُن نہیں

سکتا۔ ویٹی کن اور بیزا کے نسخے میں یہ عبارت ہے " اگر تم کچھ اور چاہتے ہو " جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر تم مزید تحقیقات چاہتے ہو یا حفظِ امن کے متعلق کچھ شکایت رکھتے ہو۔
باضابطہ مجلس۔ باضابطہ یا حسب قانون (ا۔کرنتھی ۹ : ۲۱) اہل افسس کی مجلس کو یہ اجازت تھی کہ خاص خاص اوقات اور دنوں پر میونسپل کاروبار کے لئے مجلس منعقد کیا کریں۔ ایسی ہی باقاعدہ مجالس کی طرف یہاں اشارہ ہے۔ شہر کی بہبودی کے متعلق جو کاروبار تھے اُن پر یہاں بحث ہوتی تھی اور شکایات پیش ہوتی تھیں پس اس کھلبلی اور ابتری پر اُس نے ملامت کی۔

۴۰۔ کیونکہ آج بلوے کے سبب ہمیں اپنے اُوپر نالش ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اور اس صورت میں ہم اس ہنگامہ کی جوابدہی نہ کر سکیں گے۔

نالش ہونے کا اندیشہ ہے۔ آیت ۲۷ کی شرح۔ نیز آیت ۳۸ کی شرح دیکھو رُومی احکام ایسی بے قاعدہ مجالس یا ہنگاموں سے بہت ناراض ہوتے تھے۔
بلوے۔ یہ وُہی لفظ ہے جس کا ترجمہ ۱۵ : ۴، ۲۳ : ۷ و ۱۰ میں تکرار ہُوا ہے۔ اور مرقس ۱۵ : ۷، لُوقا ۲۳ : ۱۹ و ۲۵، اعمال ۲۴ : ۵ میں بغاوت یا فتنہ ہُوا ہے۔ رُومیوں بلکہ ہر سرکار کا فرض ہے کہ ایسے ہنگاموں کو روکے۔
ہنگامہ۔ یہ لفظ ۲۳ : ۲ میں اُن یہودی سازش کنندوں کے لئے آیا ہے جو پولس کو قتل کرنا چاہتے تھے۔

۴۱۔ یہ کہکر اُس نے مجلس کو برخاست کیا۔

مجلس۔ دیکھو آیت ۳۲۔ گملی ایل کی طرح ایسے بارسوخ افسر کے اثر سے کیسا اچھا نتیجہ نکلا۔ (۵ : ۴۰)
برخاست کیا۔ ۱۳ : ۴۳ کی شرح۔ یہ قانونی لفظ ہے اور اس کارروائی کے بند کرنے کے لئے اُس نے یہی قانونی لفظ استعمال کیا۔

اُنیسویں باب کی تعلیم

اول، بڑے بڑے حصے۔

۱- افسس میں پولس کا ابتدائی کام آیات ۱ سے ۷ (کلیسیا میں)
۲- ...... آیات ۸ و ۹ (عبادت خانہ میں)
۳- پولس کے کام کی توسیع ۱۰ سے ۲۰ (عوام الناس میں)
۴- پولس کا آخری کام- ۲۱ سے ۴۱- (ہنگامہ)

دوم- بڑے بڑے حصے

۱- تہرا بپتسمہ ۱ سے ۷ آیات (ا) یوحنا کا بپتسمہ آیت ۴ (توبہ کے لئے)
(ب) کلیسیائی بپتسمہ آیت ۵ (ایمان اور گناہوں کی معافی کے لئے)
(ج) روح کا بپتسمہ آیت ۶ (قوت کے لئے) اب دوہرا بپتسمہ ہے۔
۱- بپتسمہ بذریعہ پانی- (۲) بپتسمہ بذریعہ روح القدس اور آگ۔
۲- ایک قابل نمونہ مہم۔
(ا) کلیسیا تر و تازہ ہوئی اور مضبوط ہوئی ۱ سے ۷۔
(ب) دنیا میں ہنگامہ ۸ سے ۲۰ (ج) دشمن چونک اُٹھا- ۲۳ سے ۴۱۔
۳- انجیل کی قوت۔
(ا) برائے نام مسیحیوں کی صورت بدل دیتا ہے ۱ سے ۷۔
(ب) دینی ظاہری رسوم کے خلاف ۸ و ۹۔
(ج) سحر اور جادو کو مغلوب کر لیتا ہے- ۱۱ سے ۱۹۔
(د) بت پرستی اور وہم پرستی کی بنیاد ہلا دیتا ہے ۲۳ سے ۴۱۔

بیسواں باب

(۶-۱) مکدنیہ اور یونان میں دورہ

۱- جب بلوہ موقوف ہو گیا، تو پولس نے شاگردوں کو بلوا کر نصیحت کی اور اُن سے رخصت ہو کر مکدنیہ کو روانہ ہوا۔

ہلّڑ۔ ۲۱ : ۳۴، ۲۴ : ۱۸، یہ لفظ متّی ۲۶ : ۵، ۲۷ : ۲۴۔ مرقس ۵ : ۳۸، ۱۴ : ۲ میں بھی آیا ہے۔ اس سے مشتق لفظ ۱۷ : ۵ میں آیا ہے۔ اس سے اُس ہنگامہ کے شور و غل کی طرف اشارہ ہے (۱۹ : ۴۰)

نصیحت کی۔ اس کے دُوسرے معنے "حوصلہ دیا" ہیں ۹ : ۳۱، ۱۱ : ۲۳، ۱۴ : ۲۲، ۱۶ : ۴۰۔

مکدُنیہ کو روانہ ہُوا۔ اُس نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا (۱۹ : ۲۱) لیکن ہنگامہ کی وجہ سے اُس کو جلد ہی جانا پڑا۔ ایک ساحلی جہاز کے ذریعہ وُہ روانہ ہُوا۔ تروآس میں اُن کو جہاز بدلنا پڑتا تھا، جہاں وُہ کچھ عرصے کے لئے ٹھہرا اور طِطُس کے لئے انتظار کیا، جسے اُس نے کرنتھس کو خاص کام کے لئے بھیجا تھا۔ غالباً کرنتھیوں کا پہلا خط لے کر گیا تھا، جب وُہ طِطُس کے لئے انتظار کر رہا تھا تو تروآس میں کام کا خاص موقعہ مل گیا۔ (۲ کرنتھی ۲ : ۱۲) لیکن اسے کرنتھس سے خبر ملنے کی فکر تھی۔ علاوہ اس کے وُہ یہاں سخت بیمار پڑ گیا اور گلتی کلیسیاؤں کی طرف سے بھی بُری خبر ملی (۲ کرنتھی ۱ : ۸ سے ۱۰)، اس لئے پھر تروآس میں تھوڑے روز ٹھہر کر مکدُنیہ کو روانہ ہو گیا (۲ کرنتھی ۲ : ۱۳)

رانزے صاحب کا خیال ہے کہ اِس ساحلی جہاز کے باعث طِطُس سمندر کو عبُور نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اُسے مکدُنیہ کے راستے جانا پڑا، اس لئے اُسے بھی بہت دیر لگی۔ علاوہ ازیں پولُس تروآس میں قبل از وقت پہنچ گیا تھا۔ آخر کار یہ دونوں مکدُنیہ غالباً فلپّی میں ملے (۲ کرنتھی ۷ : ۵ سے ۷) یہ جائے تعجب ہے کہ گو تیسرے مشنری سفر کے وقت طِطُس نے ایسا حصّہ لیا لیکن اعمال کی کتاب میں اس موقع پر اُس کا ذکر نہیں آتا۔ یہ یُونانی شخص تھا۔ مکدُنیہ میں غالباً بمقام تھسلنیکی پولُس تمتھیُس سے ملا۔ (۱۹ : ۲۲ کی شرح)

۲۔ اور اُس علاقے سے گزر کر اور اُنہیں بہت نصیحت کر کے یُونان میں آیا۔

گزر کر۔ دیکھو ۸ : ۴ کی شرح۔ اس دورہ میں فلپّی بیریہ اور تھسلنیکی شامل تھے اور اس قوم تک گیا۔ یہ علاقہ مکدُنیہ کے شمال کی طرف دریائے اوریا کے کنارے پر تھا۔ (رُومی ۱۵ : ۱۹) اس عرصہ میں وُہ یروشلم کے مقدّسوں کے لئے چندہ جمع کرنے میں مصرُوف تھا۔ موسم گرما اور سرما اسی مکدُنی دورہ میں صرف ہُوا۔ اس عرصہ میں کرنتھیوں کو دُوسرا خط لکھا گیا اور طِطُس کے ہاتھ بھیجا گیا جو خوشی سے کرنتھس کو گیا اور دیگر دو رفیق اُس کے

ہمراہ تھے۔ اور ان میں وُہ بھائی بھی ہوگا جس کی نسبت لکھا ہے "جس کی تعریف خوشخبری کے سبب سے تمام کلیسیاؤں میں ہوتی ہے" اور جس کی نسبت خیال ہے کہ وُہ لُوقا تھا (۲ کرنتھی ۸ : ۱۶ - ۲۴) اُن کو تاکید تھی کہ یروشلیم کے لئے چندہ جمع کریں۔ اکثر مفسرّوں کا خیال ہے کہ گلتیوں کا خط اسی عرصہ میں لکھا گیا (۱۸ : ۲۳، ۱۹ : ۱۰ کی شرح)

بہت نصیحت کر کے۔ دیکھو آیت ۱۔ اُسے یہ خیال تھا کہ میری یہ آخری نصیحت اور تسلی ہے۔ اس لئے اُس کی تقریریں زیادہ طویل ہیں۔

یُونان میں آیا۔ مدت سے اُس کا یہ ارادہ تھا۔ یُونان سے اَخیہ کا رُومی علاقہ مُراد ہے (۱۸ : ۲ کی شرح) ہمیں بالکل معلُوم نہیں کہ آیا وُہ اتینے کو دوبارہ گیا یا نہیں۔ لیکن اتنا معلُوم ہے کہ وُہ کرنتھس میں گیُس کے ہاں رہا (رُومیوں ۱۶ : ۲۳)

۳۔ جب تین مہینے رہ کر سوریہ کی طرف جہاز پر روانہ ہونے کو تھا تو یہودیوں نے اُس کے برخلاف سازش کی۔ پھر اُس کی یہ صلاح ہُوئی کہ مکدُنیہ ہو کر واپس جائے۔

تین مہینے رہ کر۔ یعنی دسمبر، جنوری، فروری۔ اس عرصہ میں اُس نے رُومیوں کو خط لکھ کر فیبے کے ہاتھ بھیجا (رُومیوں ۱۶ : ۱ و ۲) تیمتھیُس اور دُوسروں نے رُومی مسیحیوں کو سلام بھیجا (رُومی ۱۶ : ۲۱-۲۳) اس خط سے پتہ لگتا ہے کہ اُس کا ارادہ رُوم اور مغرب کو جانے کا تھا اور اُسے اندیشہ تھا کہ یروشلیم میں تکلیف پیش آئے گی۔ (رُومیوں ۱۵ : ۲۲-۳۳)

جہاز پر روانہ ہونے کو تھا۔ دیکھو ۱۳ : ۱۳ کی شرح۔ وُہ ایک جاتری جہاز میں سوریہ کو جانے کو تھا تاکہ یروشلیم میں فسح منائے۔ کرنتھی یہودی جو اُس کے سخت مخالف تھے (۱۸ : ۶ و ۱۲) یہ سازش کرنے لگے کہ اسی سفر میں اُس کا کام تمام کر دیں۔ ایسے بھرے ہُوئے جہاز میں سے کسی آدمی کو سمندر میں دھکا دے دینا آسان تھا۔ بیزا کے نسخہ میں یہ ذکر ہے کہ اس شہر میں اُس کے مار ڈالنے کی سازش ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے وُہ کرنتھس سے چلا گیا۔ لیکن یہ قرینِ قیاس نہیں۔

یہ صلاح ہُوئی۔ بیزا کے نسخہ میں یہ ہے کہ "رُوح نے اُسے واپس آنے سے منع کیا۔"

مکدُنیہ۔ غالباً سمندر کے راستے روانہ ہُوا۔ اُس نے جہاز کو بدلا اور دُوسرا لمبا

راستہ اختیار کیا اور یروشلم میں فسح منانے کا خیال چھوڑ دیا۔ البتہ بعضوں کا خیال ہے کہ وُہ خشکی کی راہ مکدنیہ کو گیا۔

۴۔ اور پرُس کا بیٹا سوپترُس جو بیریہ کا تھا اور تھسلنیکیوں میں سے ارسترخس اور سکندس اور گیُس جو دربے کا تھا۔ اور تیمتھیُس اور آسیہ کا اور تخکُس اور ترفمس آسیہ تک اُس کے ساتھ ساتھ گئے۔

بیریہ کا سوپترُس۔ یہ تو مشتبہ بات ہے کہ جس سوپترُس کا ذکر رومیوں ۱۶: ۲۱ میں ہے، یہ وُہی شخص ہو جو پولُس کے ساتھ کرنتھس میں تھا۔ اُس کے باپ کا ذکر غالباً اس لیے کیا گیا تاکہ اُسی نام کے دیگر اشخاص سے اُس کا امتیاز ہو یا اُس کی خاندانی شرافت کے باعث اُس کا ذکر ہُوا۔

ارسترخس۔ ۱۹: ۲۹ کی شرح۔

سکندس۔ اس کی نسبت اور کچھ معلوم نہیں۔ یہ تینوں شخص مکدنی نمائندہ تھے۔ تو تا بھی شاید غریب مسیحیوں کا چندہ لیے کر اُس شہر میں ملا (آیت ۶) کیونکہ بیریہ اور تھسلنیکی ہی کا ذکر اس آیت میں ہے۔

گیُس جو دربے کا تھا۔ دیکھو ۱۹: ۲۹ کی شرح۔

تیمتھیُس۔ لُسترا کا تھا (۱۶: ۱) وُہ اور گیُس گلتی نمائندے تھے۔

تخکُس۔ رُوم میں پہلی اسیری کے وقت یہ پولُس کا رفیق رہا۔ افسیوں کلسیوں اور فلیمون کے خط اس کے ہمراہ بھیجے گئے (افسیوں ۶: ۲۱ و ۲۲، کلسیوں ۴: ۷-۸) کچھ عرصہ بعد پولُس طیطس کو قریتے بھیجنا چاہتا تھا (طیطس ۳: ۱۲) اور اس کا ذکر ۲ تیمتھیُس ۴: ۱۲ میں ہے کہ پولُس نے خاص خدمت پر اُسے افسس بھیجا۔ غالباً یہ افسی تھا۔

ترفمس۔ یہ پولُس کے ہمراہ یروشلم کو گیا اور اسی کی وجہ سے وہاں ہنگامہ ہوا (۲۱: ۲۹) یہ بھی افسی تھا۔ ۲ تیمتھیُس ۴: ۲۰ میں بھی اس کا ذکر آیا ہے کہ پولُس نے اُس کی بیماری کی وجہ سے میلیتس میں چھوڑا جبکہ پولُس دُوسری دفعہ قید ہونے کو تھا۔ یہ اور تخکُس ایشیائی نمائندہ تھے۔ اور بہتوں کی رائے یہ ہے کہ گو اس فہرست میں اُن کا نام ہے لیکن درحقیقت یہ اُس وقت کرنتھس میں موجود نہ تھے بلکہ آسیہ میں اُس کے ساتھ ملے۔ اس رائے کی بنیاد یہ ہے کہ آیت ۵ میں اُن میں سے صرف دو کا ذکر ہے شاید یہ

ارادہ ہو کہ اُن کو اُنسس سے اپنے ساتھ جہاز پر بٹھا لے جو عیدِ فسح کے لئے روانہ ہونے کو تھا۔ لیکن یہودیوں کی سازش کی وجہ سے اُس کو یہ ارادہ بدلنا پڑا۔ اور اُن کو یہ پیغام بھیجا گیا کہ ترواس میں اُن سے ملے یہ بھی قابلِ غور ہے کہ کسی اخیہ کے نمائندہ کا یہاں نام مذکور نہیں۔ رامزے صاحب کا یہ خیال ہے کہ اہلِ کرنتھس نے اپنا چندہ پولُس ہی کے سپرد کیا ہوگا۔ (۱۔کرنتھی ۱۶ : ۳-۴) یا شاید یہ ہو کہ طِطُس اُن کا نمائندہ ہو جس کا کسی نہ کسی وجہ سے اعمال کی کتاب میں اس کا ذکر نہیں آتا، اگرچہ پولُس کے معتبر ہم خدمتوں میں سے تھا۔ اور وُہ کرنتھس کی کلیسیا سے خاص علاقہ رکھتا تھا۔

آسیہ تک ۔ دو قدیم نسخوں میں یہ الفاظ پائے نہیں جاتے، اور اُن کے بغیر اس عبارت کا مطلب سمجھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ پھر ہم یہ کہہ سکیں گے کہ یہ نمائندگان اُس کے ہمراہ (یروشلیم تک) گئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ترفمس برابر ساتھ گیا (۲۱ : ۲۹) اور شاید لُوقا اور ارسترخس بھی (۲۷ : ۲) اگر یہ رائے دُرست ہو کہ یہ نمائندگان چندہ لے کر جا رہے تھے تو یہ نتیجہ نکلے گا کہ باقی رفیق بھی اسی کام پر مامور تھے۔ اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ یہ الفاظ ہونے چاہئیں تو یہ نتیجہ نکالنا ضرور نہ ہوگا کہ یہ نمائندگان آسیہ سے آگے نہیں گئے بعض مفسّرین کا یہ گمان ہے کہ ایشیائی نمائندگان تخکُس اور ترفمس کرنتھس کو نہیں گئے بلکہ اُن کو یہ حکم تھا کہ ترواس میں اُس سے ملیں اس وجہ سے یہ ذکر ہوا، "آسیہ تک"۔ اُن کے نام آخر میں ازاد کئے گئے تاکہ فہرست مکمل ہو۔

ساتھ سانھ گئے ۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ نمائندگان غیر قوم کلیسیاؤں کی طرف سے تھے، جو یروشلم کے غریبوں کے لئے چندہ لے جا رہے تھے۔ پولُس نے گلتی کلیسیاؤں کو اس چندہ کے بارہ میں بہت تاکید کی تھی (۱۔کرنتھی ۱۶ : ۱) اور نیز مکدُنی کلیسیاؤں کو (۲ کرنتھی ۸ : ۱-۴) اور اخیہ کی کلیسیاؤں کو (۱۔کرنتھی ۱۶ : ۱-۴ ، ۲۔کرنتھی ۸ : ۶-۲۴) اور شاید ایشیائی کلیسیاؤں کو بھی اِس چندہ پر اُس نے بہت ہی زور دیا، کیونکہ یہودی اور غیر قوم کلیسیاؤں میں یہ یگانگت کا وسیلہ تھا۔ اگرچہ اعمال کی کتاب میں بالخصوص اُن چندوں کا ذکر نہیں لیکن ۲۴ : ۱۷ میں اُن کی طرف اشارہ ہے (مقابلہ کرو رُومیوں ۱۵ : ۲۵) اُس نے خود یہ صلاح دی تھی کہ یہ نذریں چندہ نمائندگان کے سپرد ہونی چاہئیں۔ (۱۔کرنتھی ۱۶ : ۳ و ۴) جو اُس کے ہمراہ جائیں۔

۵- یہ آگے جاکر تروآس میں ہماری راہ دیکھتے رہے۔

یہ- بعضوں نے خیال کیا ہے کہ یہاں گزشتہ ایشیائی نمائندگان کی طرف اشارہ ہے یعنی تخکس اور ترفمس کی طرف (آیت ۴ کی شرح) چونکہ پولس کی تجویز میں تبدیلی ہوئی، اس لئے اب اُن کو کہا گیا کہ بجائے افسس کے تروآس میں اُس سے ملیں۔

غالباً اس سے کل جماعت مراد ہے۔

ہماری راہ دیکھتے رہے۔ اس سے یا تو یہ مراد ہوگی کہ (۱) تخکس اور ترفمس (اگر لفظ "یہ" سے یہ دونوں مراد ہوں) تروآس کو گئے اور وہاں باقیوں کے پہنچنے کی انتظار کی۔ یا (۲) جن نمائندگان کا آیت ۴ میں ذکر ہے وہ مکدنیہ تک رسول کے ساتھ گئے۔ اُن کو اُس نے وہاں چھوڑا کہ فلپی کو جائیں اور وہاں سے ایشیا کو اور نیاپلس سے عبور کرکے تروآس پہنچیں (۱۶: ۱۱) بعض بڑے نسخوں میں بجائے "آگے جاکر" کے "آئے" آیا ہے۔ اگر یہ عبارت درست ہو تو یہ معنی ہوں گے "یہ ایشیائی نمائندگان (افسس سے ہمیں ملنے کو) آئے اور تروآس میں ہماری انتظار کرتے رہے۔"

۶- اور عید فطیر کے دنوں کے بعد ہم فلپی سے جہاز پر روانہ ہوکر پانچ دن کے بعد تروآس میں اُن کے پاس پہنچے اور سات دن وہیں رہے۔

ہم- مصنف لوقا کا پھر ذکر آیا اور فصل "ہم" پھر شروع ہو جاتی ہے۔ پچھلی دفعہ فلپی میں اس کا ذکر آیا تھا (۱۶: ۱۷ و ۱۸) پولس شاید پھر اُس سے وہاں ملا اس "ہم" میں کم از کم پولس اور لوقا داخل ہیں۔

فلپی سے- پولس تیسری دفعہ وہاں گیا (۱۶: ۱۲، ۲۰: ۱ و ۲) وہاں کے مسیحیوں کو جو خط لکھا گیا، اُس میں اس رسول کی محبت کا اظہار بکثرت پایا جاتا ہے (فلپیوں ۱: ۷، ۲: ۱۷)

جہاز پر روانہ ہوکر- ۱۵: ۳۹ کی شرح۔

عید فطیر کے دنوں- یہ یہودی عید فسح کا موسم تھا (۱۲: ۴ کی شرح) پولس اب تک کسی قدر یہودی رسومات پر چلتا تھا (۱۸: ۱۸ کی شرح، ۲۷: ۹) لیکن اب اُس نے ان تہواروں کو مسیحی رنگ چڑھایا (۱-کرنتھی ۵: ۶-۸) چونکہ فلپی کے مسیحی عموماً غیر قوموں میں سے تھے۔ (۱۶: ۱۲ و ۱۳) اس لئے اُس نے یسوع مسیح کے مخلصی دینے کے

واقع کو اُن کے ساتھ منایا ہوگا۔ کیونکہ وُہی فسح کا اصل بدلہ تھا۔ اگر یہ واقع یعنی عید فسح ۵۶ء میں وقوع میں آیا (اور یہ گمان غالب ہے) تو یہ عید ۷۔ اپریل کو جمعرات کے دن شروع ہوئی۔ اور ۱۴ اپریل تک رہی۔ اس حساب سے ۱۵۔ اپریل جمعہ کے دن آیا ہوگا۔ رامزے صاحب نے اس حساب کے مطابق اس بحری سفر کی تاریخیں نکالی ہیں اور اُن کی رائے میں یہ گروہ قیصریہ میں ۱۴ مئی کو پہنچا ہوگا جو پنتکُست کے لئے کافی وقت تھا، کیونکہ وُہ عید اُس سال ۲۸ مئی کو وقوع میں آئی ہوگی۔ ایسے روزنامچہ کو ہم پُوری صحت کا درجہ نہیں دے سکتے البتہ تخمیناً کہہ سکتے ہیں۔

پانچ دن بعد۔ تروآس سے نیاپلس تک دو دن کا راستہ تھا (۱۶: ۱۱) اس موقعہ پر ہوا مخالف تھی اکثر سمندر پر ایسا نہ ہوتا تھا۔ اس لئے پانچویں دن تک تروآس میں نہ پہنچ سکے۔

تروآس۔ (۱۶: ۸ کی شرح)

سات دن وہیں رہے۔ انہیں یہاں دُوسرے جہاز پہ سوار ہونا تھا۔ اور باقی سفر کے لئے اُن کو جہاز ملنے میں دیر ہوگئی۔ اس توقّف کی وجہ سے اُنہیں موقع ملا کہ خداوند کے دن تروآس کے مسیحیوں کے ساتھ رہیں، اور وہاں کی کلیسیا کو مضبُوط کریں۔

(۷-۱۲) تروآس میں اتوار۔ یوتخس

۷ ہفتے کے پہلے دن جب ہم روٹی توڑنے کے لئے جمع ہوئے تو پولُس نے دُوسرے دن روانہ ہونے کا ارادہ کر کے اُن سے باتیں کیں، اور آدھی رات تک کلام کرتا رہا۔

ہفتے کے پہلے دن۔ مسیحیوں کے اتوار کو ماننے کی اتفاقی گواہی۔ مقابلہ کرو ۱۔ کرنتھی ۱٦: ۲)

روٹی توڑنے کے لئے۔ دیکھو ۲: ۴٦ کی شرح۔ یہ مسیحی پریم بھوجن (AGAPE) کا ذکر ہے جس کے ساتھ عشائے ربّانی عمل میں آیا کرتی تھی۔ یہ پاک رسم جاری چلی آئی جس کا ذکر ۲ باب میں آیا تھا۔

باتیں کیں۔ یعنی بہت دیر تک۔ یہ لفظ عام تقریروں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۱۷: ۲ و ۱۷، ۱۸: ۴ و ۱۹، ۱۹: ۸ و ۹) مسیحیوں کے سامنے تقریر کرنے میں اُس نے

زیادہ تر نصیحت سے کام لیا ہوگا اور گفتگو کے طور پر تقریر کی ہوگی۔

آدھی رات۔ ۱۶: ۲۵ کی شرح۔

کلام کرتا رہا۔ یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس موقعہ کو اُس نے غنیمت جانا اور اُسے آخری پیغام سمجھا (آیت ۲ کی شرح)

۸۔ جس بالاخانہ پر ہم جمع تھے اُس میں بہت سے چراغ جل رہے تھے۔

بالاخانہ۔ ۱: ۱۳، ۹: ۳۷ و ۳۹ کی شرح۔

چراغ۔ یونانی لفظ کے معنی ہیں لیمپ۔

۹۔ اور یوتخس نام ایک جوان کھڑکی میں بیٹھا تھا۔ اُس پر نیند کا بڑا غلبہ تھا، اور جب پولس زیادہ دیر تک باتیں کرتا رہا، تو وہ نیند کے غلبہ میں تیسری منزل سے گر پڑا اور اُٹھایا گیا تو مُردہ تھا۔

یوتخس۔ اس کی نسبت جو کچھ یہاں معلوم ہے اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔

کھڑکی۔ یہ لفظ صرف یہاں اور ۲ کرنتھی ۱۱: ۳۳ میں آیا ہے۔ اس سے دیوار میں سوراخ مُراد ہے جس کا لکڑی کا دروازہ ہو جو ہوا کے لئے کھل سکے۔ اس ملک میں ایسی کھڑکیاں عام ہیں۔ چونکہ یوتخس کھڑکی میں بیٹھا تھا، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمرہ بالکل بھرا ہوا تھا۔

نیند کا بڑا غلبہ تھا۔ باوجود جاگتے رہنے کی کوشش کے وہ ہوتے ہوتے نیند سے مغلوب ہوگیا۔ شاید اتنے چراغوں کے جلنے کی گرمی سے اُسے نیند آگئی۔

زیادہ دیر تک۔ آیت ۷ کی شرح۔

نیند کے غلبہ میں۔ اب وہ جوان زیادہ جاگ نہ سکا اور نیند سے مغلوب ہوگیا۔

اُٹھایا گیا تو مُردہ تھا۔ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ اُس میں سے جان نکل گئی تھی۔ اس کے ساتھ مقابلہ کرو ۱۴: ۱۹ و ۲۰ جہاں جان اب تک باقی تھی۔

۱۰۔ پولس اُتر کر اُس سے لپٹ گیا اور گلے لگا کر کہا۔ گھبراؤ نہیں۔ اس میں جان ہے۔

لپٹ گیا۔ ۱ سلاطین ۱۷: ۲۱ و ۲۲، ۲ سلاطین ۴: ۳۴۔

گلے لگا۔ یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے ہمدردی اور درد کا اظہار ہے

گھبراؤ نہیں - مقابلہ کرو متی ۹ : ۲۳، مرقس ۵ : ۳۹ - وہاں بھی یہی لفظ آیا ہے - اس سے شور و غل کی طرف اشارہ ہے جو اہلِ مشرق کسی کی مرگ کے وقت کیا کرتے ہیں - ۹ : ۳۹ سے مقابلہ کرو -

اس میں جان ہے - یا جان اس میں آگئی ہے - مرقس ۵ : ۳۹ - ڈارکس کے زندہ ہونے کے واقعات سے اس کا مقابلہ کرو (۹ : ۴۰ و ۴۱)

۱۱ - پھر اُوپر جا کر روٹی توڑی اور کھا کر اتنی دیر تک اُن سے باتیں کرتا رہا کہ پَو پھٹ گئی - پھر وہ روانہ ہو گیا -

روٹی توڑی - دیکھو آیت ۷ کی شرح - اس موقعہ پر پولس کی تقریر کی وجہ سے پریم بھوجن آدھی رات کے بعد عمل میں آیا بعضوں کا خیال ہے کہ روٹی توڑنے سے یہاں عشائے ربّانی مُراد ہے اور لفظ "کھا کر" پریم بھوجن کے کھانے سے مُراد ہے جو عشائے ربّانی کے بعد ہوتی تھی جیسے آخری عشائے کے موقعہ پر ویسے یہاں ان دونوں کا قریبی تعلق ہے -

باتیں کرتا رہا - ابھی پَو پھٹنے کو دیر تھی - یہ دوستانہ تقریر تھی اور لُوقا کا یہ محاورہ ہے (لُوقا ۲۴ : ۱۴ و ۱۵، اعمال ۲۴ : ۲۶)

۱۲ - اور وہ اُس لڑکے کو جیتا لائے اور اُن کی بڑی خاطر جمع ہوئی -

اُس لڑکے کو جیتا لائے - بیزا کے نسخہ میں یہ بھی ہے "جب وہ الوداع کہہ رہے تھے" یا تو بالاخانہ میں اُس لڑکے کو لے گئے یا جہاں سے رسُول اُن سے وداع ہو رہا تھا یا یہ مطلب ہوگا کہ اُس کے دوستوں کے پاس اُس کو لے گئے - معنی بالکل صاف نہیں -

(۱۳-۱۷) ترواس سے میلیتس کی راہ تک

۱۳ - ہم جہاز تک آگے جا کر اس ارادے سے اَسّس کو روانہ ہوئے کہ وہاں پہنچ کر پولس کو چڑھا لیں، کیونکہ اُس نے پیدل جانے کا ارادہ کر کے یہی تجویز کی تھی -

ہم - یعنی لُوقا اور دیگر نمائندگان -

آگے جا کر - آیت ۵ میں یہی لفظ آیا ہے اور بعض نسخوں میں لفظ "جا کر" کی بجائے

"آیا یا گیا"۔ مقدس پولس وہاں کچھ دیر زیادہ رہا ہوگا تاکہ کلیسیا کو آخری نصیحت دے جیسا کہ اُس نے دوسرے موقعوں پر کیا تھا۔

اَسُّس۔ موسیہ کا قدیم شہر راس لیکٹم سے چند میل کے فاصلہ پر یہ ایک کراڑہ تھا جسے تروآس سے روانہ ہوکر گھوم کر جانا تھا۔ یہ ایک ضروری ساحلی سٹیشن تھا اور اس کی عمدہ بندرگاہ تھی۔ تروآس سے یہاں تک ایک رومی سڑک بھی جاتی تھی اور فاصلہ تقریباً بیس میل کا تھا۔ تری کی راہ کی نسبت یہ زیادہ نزدیک راہ تھی اور جلدی سے اُسے طے کر سکتے تھے۔

روانہ ہوئے۔ ۱۳: ۱۳ کی شرح۔

پیدل جانے۔ کیونکہ یہ خشکی کی راہ زیادہ نزدیک تھی اور شاید وہ تنہا اور چپ چاپ اُدھر سے جانا چاہتا تھا۔ ہر مسیحی کارندے کے لئے یہ ضرور ہے۔

تجویز کی تھی یا حکم دیا تھا (۱۸: ۲) اُن کے اصرار پر اُس نے اپنے مستقل ارادہ کو ظاہر کیا۔

۱۴۔ پس جب وہ اَسُّس میں ہمیں ملا، تو ہم اُسے چڑھا کر متلینے میں آئے۔

ہمیں ملا۔ ۱۸: ۱۸ کی شرح۔ یہاں فعل ناتمام ہے۔ جس سے اس امر کی طرف ایما ہے کہ ابھی پولس نے سفر ختم نہ کیا تھا کہ اُنہوں نے اُس کو دیکھ لیا۔

متلینے۔ جزیرہ لیسباس (LESBOS) کا یہ بڑا شہر تھا۔ آسیہ کے ساحل سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اَسُّس سے متلینے تک تقریباً تیس میل کا سفر تھا۔ تاریخی طور پر یہ ایک ضروری شہر تھا۔ جہاز کی رفتار سے پتہ لگتا ہے کہ یہ ہر شام کو مقام کرتا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ موسم گرما میں اُس سمندر میں ہوا شمال سے چلا کرتی تھی۔ یہ علی الصباح چلنا شروع ہوتی۔ اور تیسرے پہر کے بعد دھیمی پڑ جاتی تھی۔ اس لئے یہ بادبانی جہاز ٹھہر جاتے تھے۔ اس لحاظ سے پولس کا جہاز علی الصباح روانہ ہوا ہوگا اور شام کو ٹھہر گیا ہوگا۔ مقدس لُوقا کو ان بندرگاہوں کا علم ظاہر کرتا تھا کہ اُسے ایک یُونانی کی طرح ایسی باتوں میں دلچسپی تھی (۱۳: ۴، ۱۴: ۲۵، ۱۶: ۱۱، ۱۸: ۲۲، ۲۰: ۱۵، ۲۱: ۳ و ۷، ۲۷: ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۲ و ۱۴، ۲۸: ۱۱-۱۳)۔

۱۵۔ اور وہاں سے جہاز پر روانہ ہوکر دُوسرے دن خیُس کے سامنے پہنچے اور

تیسرے دن سامُس تک آئے اور اگلے دن میلیتُس میں آ گئے۔

جہاز پر روانہ ہو کر۔ ۱۳: ۴ کی شرح۔

آئے۔ یا پہنچے (۱۶: ۱ کی شرح) یہ جگہ غالباً راس ارگنوم کے متصل ہوگی۔

خیُلس۔ یہ جزیرہ ۳۲ میل لمبا اور ۸ سے ۱۸ میل چوڑا تھا۔ جس رودبار کے ذریعہ یہ خشکی سے الگ ہو جاتا تھا اُس کا عرض تقریباً پانچ میل تھا۔ مقدس پولُس کا جہاز اس رودبار میں سے گزرا۔ یہ شاعر ہومر کی جنم بھوم ہے۔

سامنے پہنچے۔ ایک خاص جہازی اصطلاح ہے جو اسی آیت میں آئی ہے۔ رامزے صاحب نے یہ ترجمہ کیا "ہم سامُس کے بالمقابل پہنچے۔ اور اس ترجمہ کی قدیم نظیریں موجود ہیں۔ اگر یہ درست ہو تو یہ جہاز سامُس میں نہ ٹھہرا ہوگا۔ وہ کوشش کرتا تھا کہ اُسی روز میلیتُس میں پہنچ جائے۔

سامُس۔ یہ بھی مشہور جزیرہ تھا۔ ایک تنگ خاکنائے اُسے خشکی سے ملاتی تھی۔ یہ ایک مشہور جگہ تھی۔ وہاں یُونانیوں نے فارسیوں پر فتح حاصل کی تھی۔ سائنس اور حرفت کے لئے یہ جزیرہ مشہور تھا۔ پولُس کا جہاز سامُس کے مغربی کنارہ کے گرد گھوم کر جاتا تھا اور پھر میلیتُس کی طرف مُڑتا تھا۔ بزا اور بعض دیگر نسخوں میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "اور وہ ترو گلیوم میں ٹھہرا" شاید یہ ترجمہ درست ہے یہ تروگلیوم خشکی کے کراڑے پر تھا سامُس کے بالمقابل خلیج اِفسس کے مدخل پر جب جہاز اس جگہ پہنچا تو ہوا تھم گئی اور اُن کو رات کے لئے وہاں ٹھہرنا پڑا اور میلیتُس پہنچنے کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔

میلیتُس۔ یہ کاریا (CARIA) کے ساحل پر تھا۔ اور ایک وقت اُس علاقہ کے شہروں میں بہت شہرت حاصل کر چکا تھا۔ لیکن رومیوں کے دنوں میں اُس کا رتبہ گھٹ گیا۔ اور رفتہ رفتہ بندرگاہ کے مقاصد کے لئے یہ بیکار ہو گیا۔ مقدس پولُس کے دنوں میں یہ اِفسس کی بندرگاہ تھی . . . . ترو گلیوم سے صرف تئیس میل کا سفر تھا۔

۱۶۔ کیونکہ پولُس نے یہ ٹھان لیا تھا کہ اِفسس کے پاس سے گزرے ایسا نہ ہو کہ اُسے آسیہ میں دیر لگے، اس لئے کہ وہ جلدی کرتا تھا کہ اگر ہو سکے تو اُسے پنتکُست کا دن یروشلم میں ہو۔

اِفسس کے پاس سے گزرے ۔ یہ فعل صرف اسی آیت ۱۶ آیا ہے۔ اس سے بعضوں نے یہ سمجھا کہ پولُس اور اُس کے رفیقوں نے یہ سارا جہاز کرایہ پرلے لیا تھا۔ اور اس لئے اُس کی مرضی کے مطابق جس بندرگاہ میں چاہتے تھے ٹھہرا لیتے تھے۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ تروآس میں اُن کو دو جہاز ملے۔ ایک تو اِفسس کی راہ سے جانے والا تھا، اور دُوسرا میلیتُس کی راہ سے۔ اور اُنہیں نے اس مؤخر الذکر کو چُن لیا۔ کیونکہ یہ بہت جلد پہنچنے والا تھا۔

دیر نہ لگے ۔ یہ فعل بھی اسی آیت میں آیا ہے۔ اگر وہ اِفسس میں جاتا تو اُسے وہاں ضرور ٹھہرنا پڑتا ۔ کیونکہ آسیہ میں انجیل کے متعلق کئی ایک ایسے اُمور تھے جن کا وُہ فیصلہ کرتا۔

جلدی کرتا تھا ۔ اس لفظ کا مطالعہ مفید ہوگا ۔ لُوقا ۲: ۱۶، ۱۹: ۵ و ۶، اعمال ۲۲: ۱۸، ۲ پطرس ۳: ۱۲)۔ یہ بھی لُوقا کا محاورہ ہے۔

پنتیکُست ۔ ۲: ۱ کی شرح ۔

---

۱۷ - اور اُس نے میلیتُس سے اِفسس میں کہلا بھیجا ۔ اور کلیسیا کے بزرگوں کو بُلایا ۔

اِفسس میں کہلا بھیجا ۔ اِفسس کے لئے دیکھو ۱۸: ۱۹ کی شرح ۔ اُن دنوں میں پیدل مسافر کو لمبے راستے سے جانا پڑتا تھا ۔ جو تقریباً ۷۰ میل تھا ۔ نزدیک راستہ تری کا راستہ تھا جو جھیل کو عبور کرکے جاتا تھا، اور یہ تقریباً ساڑھے بارہ میل کا تھا اور پھر خشکی کی راہ تقریباً پچیس میل ۔ فرض کرو کہ پولُس کا جہاز میلیتُس میں دوپہر سے پیشتر پہنچا ۔ پیدل ایلچی اُسی رات اِفسس پہنچ جاتا ۔ اور یہ بزرگ میلیتُس میں ایک بجے کے قریب دُوسرے روز پہنچے ہوں گے ۔

بزرگوں ۔ یا پریسبٹر ۱۱: ۳۰، ۱۴: ۲۳ کی شرح دیکھو ۔ جیسے یروشلیم میں ویسے یہاں اِفسس اور اُس کے نواح میں کئی ایک پریسبٹر تھے ۔

بُلوایا ۔ ۷: ۱۴ میں بھی یہی فعل ہے ۔

(۱۸-۳۸) پولُس کی تقریر افسی پریسبٹروں کے سامنے

۱۸- جب وُہ اُس کے پاس آئے تو اُن سے کہا، تُم خُود جانتے ہو کہ پہلے ہی دن سے کہ مَیں نے آسیہ میں قدم رکھا ہر وقت تُمہارے ساتھ کس طرح رہا۔

تُم خُود۔ تاکیدی الفاظ ہیں "تم جو مسیحی جماعت کے پیشوا ہو اور میرے کام کے عینی گواہ ہو۔ کم سے کم تم تو جانتے ہو"۔ بیزا کے نُسخے میں اس تقریر کے شروع کا لفظ "بھائیو" ہے۔

قدم رکھا۔ ۲۱: ۴، ۲۷: ۱، یہ فعل جہاز پر سوار ہونے کے لئے بھی آیا ہے (۲۱: ۲ و ۶، ۲۷: ۲) اعمال کی کتاب کے سوا یہ صرف پُرانے عہدنامہ کے ایک حوالے میں پایا جاتا ہے جو ستی ۲۱: ۵ میں ہے۔ بیزا کے نُسخہ میں آسیہ کے بعد یہ الفاظ آتے ہیں "ان تین سالوں یا زیادہ" لیکن شاید آیت ۳۱ سے یہ الفاظ یہاں ڈالے گئے۔

۱۹- یعنی کمال فروتنی سے اور آنسو بہا بہا کر، اور اُن آزمائشوں میں جو یہودیوں کی سازش کے سبب مجھ پر واقع ہوئیں خُداوند کی خدمت کرتا رہا۔

کمال فروتنی۔ یہ لفظ بھی پولُس نے اکثر استعمال کیا ہے (افسیوں ۴: ۲، کلسیوں ۲: ۱۸-۲۳، ۳: ۱۲، ۱-پطرس ۵: ۵) یہ فروتنی یونانیوں کی نظر میں غلاموں کی صفت تھی جس کو انجیل نے اعلیٰ نیکیوں میں شمار کیا ہے۔

آنسو بہا بہا۔ اس رسُول کے آنسو بہانے کا ذکر ذیل کے مقامات میں آیا ہے۔

ا- گنہگار دُنیا کے لئے (اعمال ۲۰: ۱۹ و ۳۱)

ب- غیر مستقل مسیحیوں کے لئے۔ (۲ کرنتھی ۲: ۴)

ج- نالائق خادمانِ دین کے لئے۔ (فلپیوں ۳: ۱۸)

خُداوند کی خدمت کرتا رہا۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "خُداوند کی غلامی کرتا رہا" یہ بھی پولُسی محاورہ ہے (رومیوں ۱۲: ۱۱، ۱۴: ۱۸، ۱۶: ۱۸، افسیوں ۶: ۷، فلپی ۳: ۲۴)۔ پولُس نے اپنے خطوں میں یہ جملہ "غلامی کرنا" سترہ دفعہ استعمال کیا ہے۔

جب سے یہ شخص مسیحی ہُوا وہ دِل اور جان سے آسمانی مالک کا غلام ہو گیا۔
یہ شخص اعلیٰ درجہ کا دلیر تھا۔ لیکن اُس کے دل میں اُن لوگوں کے لئے بڑا ترس تھا جو گُناہ میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ہند و پاکستان میں رُوحانی تاریکی کی طرف مسیحی کارندوں کا یہی وطیرہ ہونا چاہیئے۔
سازش۔ دیکھو ۹: ۲۴، ۲۰: ۳، ۲۳: ۳۰، ان سازشوں کا مفصل حال ہم کو معلوم نہیں جیسے گلتیہ، تھسلنیکی اور کرنتھس میں۔ ویسے اِفسُس میں بھی یہودیوں نے پولُس کی مخالفت کی۔ اور اُس کے خلاف سازشوں کا جال پھیلایا۔ لُوقا نے پولُس کے دُکھوں کی تفصیل کے بارہ میں زیادہ خاموشی سے کام لیا۔ اس کا مقصد ایک شہید کا جلال ظاہر کرنا نہیں بلکہ انجیل کی ترقّی کو ظاہر کرنا تھا۔ افسی یہودیوں کے سلوک کے متعلق دیکھو ۱۹: ۹ و ۳۳ و ۳۴، ا، بر مقابلہ کرو۔ ۱۔ کرنتھی ۱۵: ۳۰ و ۳۱ آیت (یہ الفاظ اِفسُس سے لکھے گئے تھے)

۲۰۔ اور جو جو باتیں تُمہارے فائدہ کی تھیں، اُن کے بیان کرنے اور علانیہ اور گھر گھر سکھانے سے کبھی نہ جھجکا۔

علانیہ۔ ۱۶: ۳۷ کی شرح۔ یعنی یہودی عبادت خانہ۔ ترنس کا مدرسہ وغیرہ۔
گھر گھر۔ ۲: ۴۶، لوگوں کے گھروں میں جا جا کر وُہ تعلیم دیا کرتا تھا۔ جیسے اکولہ اور پرسکلہ۔ (۱ کرنتھی ۱۶: ۱۹) اور دیگر مسیحی اس جملہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ گھر گھر ملاقات کے لئے اور شخصی گفتگو کے لئے جایا کرتا تھا۔ (۱ تھسلنیکی ۲: ۱۱)
نہ جھجکا۔ یہ فعل پھر آیت ۲۷ میں آیا ہے۔ گلتیوں ۲: ۱۲، عبرانی ۱۰: ۳۸۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ "حکمت عملی یا بزدلی کے باعث کسی کام سے ہٹ جانا" یا خوف کے مارے اپنی تعلیم کو چھپانا۔

۲۱۔ بلکہ یہودیوں اور یونانیوں کے رُوبرُو گواہی دیتا رہا کہ خُدا کے سامنے توبہ کرنا اور ہمارے خُداوند یسُوع مسیح پر ایمان لانا چاہیئے۔

گواہی دینا۔ ۲: ۴۰ کی شرح۔ اس لفظ کے معنی ہیں "دِل کا گُناہ سے خُدا کی طرف پھرنا" (۱ تھسلنیکی ۱: ۹) حرفِ تعریف اس لفظ کے ساتھ آیا ہے جس سے مُراد ہے اُن کا توبہ کرنا۔ افسیوں ۲: ۱-۱۰، ۴: ۱۷-۲۴ کی تعلیم اس مسئلہ کی تشریح کر دیتی ہے۔

خداوند یسُوع پر ایمان لانا۔ ایمان جو گویا مسیح کی طرف مُتحرک ہو کر اُس کے ثواب کو جا پکڑتا ہے۔ دیکھو ۲: ۳۸ کی شرح۔ مُقابلہ کرو افسیوں ۱: ۳-۱۹، ۲: ۸، ۳: ۱۲ اور ۴: ۱۷، ۵ و ۱۳، ۶: ۱۶-۲۳ ۔ اِن مقامات میں ایمان پر زور دیا گیا ہے۔

انجیل میں توبہ اور ایمان پر بڑا زور دیا گیا ہے جس کا تقاضا ہر شخص سے کیا جاتا ہے۔ ہم گُناہ کو ضرور ترک کریں۔ اور مسیح کو جو ہماری راستبازی ہے ضرور تھام لیں۔

۲۲۔ اور اب دیکھو میں رُوح میں بندھا ہُوا یروشلیم کو جاتا ہوں اور نہ معلوم کہ وہاں مُجھ پر کیا کیا گزرے

رُوح میں بندھا ہُوا۔ یعنی اپنی رُوح میں بندھا ہُوا۔ اس کے سوا وُہ اور کُچھ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ بعضوں نے اس لفظ کا یہ مطلب سمجھا کہ رُوح میں قیدی کی طرح بندھا ہُوا گو بدن زنجیروں سے جکڑا نہ تھا۔" اِن الفاظ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ "رُوح القدُس کے ذریعہ مجبور ہو کر" (آیت ۲۳) ایسی رُوح انسانی رُوح پر اثر کرتی ہے۔ اِس لئے یہ دونو ترجمے ایک دُوسرے کے خلاف نہیں ہیں۔ مُقابلہ کرو رومیوں ۱۵: ۳۰ و ۳۱،

کیا گزرے۔ ۱۰: ۲۵ میں بھی یہی فعل آیا تھا۔ اِن آنیوالی مصیبتوں کا دُھندلا سا خیال اُسے تھا اور اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کیسے واقع ہونگی۔

۲۳۔ سوا اِس کے کہ رُوح القدُس ہر شہر میں گواہی دے دے کر مُجھ سے کہتا ہے کہ قید اور مصیبتیں میرے لئے تیار ہیں۔

گواہی دے دے کر۔ آیت ۲۱، ۲: ۴۰ کی شرح۔

ہر شہر میں۔ یہ لُوقا اور پولُس کا محاورہ ہے (لُوقا ۸: ۱ و ۴، اعمال ۱۵: ۳۶، طِطُس ۱: ۵) جو کُچھ پیچھے صور (۲۱: ۴) اور قیصریہ (۲۱: ۱-۱۴) میں واقع ہُوا، وُہ پینتِکُست فلپّی اور تروآس میں واقع ہو چُکا تھا۔

قید۔ یہ لفظ بھی خاص لُوقا کا ہے (لُوقا ۸: ۲۹، اعمال ۱۶: ۲۶) پولُس اسے مذکر کی صُورت میں استعمال کرتا ہے۔ اور لُوقا نے جو لفظ استعمال کیا ہے وُہ نہ مذکر ہے اور نہ مؤنث۔ فلپّی ۱: ۱۷ میں قید اور مصیبت کا پھر اکٹھا ذکر ہُوا ہے۔ یہ خُوشی کی بات تو نہ تھی۔ لیکن پولُس نے یہ سبق سیکھ لیا تھا کہ زنجیروں میں بھی خُوشی منائے۔ (۱۶: ۲۵)

۲۴۔ لیکن میں اپنی جان کو عزیز نہیں سمجھتا کہ اُس کی کُچھ قدر کروں بمقابلہ اس کے

کہ اپنا دور اور وہ خدمت جو خداوند یسوع سے پائی ہے پوری کروں۔ یعنی خدا کے فضل کی خوشخبری کی گواہی دوں۔
میں اپنی جان کو عزیز نہیں سمجھتا۔ پرانے نسخوں میں تو اسی طرح ہے لیکن بیزا کے نسخہ میں اور بعض دیگر نسخوں میں یوں آیا ہے "میں اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا اور نہ میں اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہوں" (۱۵: ۲۶، فلپیوں ۲: ۳۰، مکاشفہ ۱۲: ۱۱) جو لفظ عزیز کے لئے آیا ہے اُس کے معنی نہ صرف پیارے ہیں بلکہ قیمتی بھی۔ یہ جان صرف اُسی قدر قیمتی ہے جس قدر یہ اپنے مالک کا جلال ظاہر کرتی اور اپنے ہم جنسوں کی نجات میں صرف ہوتی ہے (فلپیوں ۱: ۲۱-۲۴)۔ اپنا دور۔ یہاں یونانی کچھ غیر معمولی ہے اس لئے دو ترجمے ہو سکتے ہیں۔ دور کے لئے دیکھو ۱۳: ۲۵ کی شرح۔ پولُس نے دوڑ اور کشتی کی تشبیہ اکثر استعمال کی ہے۔ (۱ کرنتھی ۹: ۲۴-۲۷، فلپیوں ۳: ۱۳ و ۱۴، ۲ تیمتھیس ۴: ۷ و ۸)۔ خدمت۔ ۶: ۴ کی شرح۔ یہاں اس کے منصبی کام کا بحیثیت مسیح کے خادم ہونے کے ہوا ہے (مقابلہ کرو ۱: ۱۷-۲۵) خداوند یسوع سے پائی۔ مقابلہ کرو ۹: ۱۵، ۲۶: ۱۶-۱۸، اور اُس کا اپنا بیان گلتیوں ۱: ۱۱ و ۱۲ و ۱۵-۱۷۔ خدا کے فضل کی خوشخبری۔ پولُس کے نزدیک اُس کا پیغام "خدا کے فضل کی خوشخبری تھا" (سارے آدمیوں کے لئے) فضل کے لئے دیکھو ۱۳: ۴۳ کی شرح۔ افسیوں کے خط میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے (۱: ۲ و ۶ و ۷، ۲: ۵ و ۷ و ۸، ۳: ۲ و ۷ و ۸، ۴: ۷ و ۲۹، ۶: ۲۴) خاصکر اس لئے کہ خدا نے اپنے بڑے رحم سے غیر قوموں کو انجیل میں شریک کیا۔
۲۵۔ اور اب دیکھو میں جانتا ہوں کہ تم سب جن کے درمیان میں بادشاہی کی منادی کرتا پھرا میرا منہ پھر نہ دیکھو گے۔
میں جانتا ہوں۔ عام طور کا بیان ہے اس سے زیادہ اس کے معنوں کی کھینچ تان کرنا ہم نہیں چاہتے۔ بادشاہی کی منادی۔ ۸: ۵ کی شرح۔ یعنی اُس بادشاہی کا اشتہار دیتا رہا۔

پولُس کے خطوں میں یہ فعل کتنی بار آیا ہے (رُومیوں ۱۰: ۸ و ۱۴ و ۱۵، ۱کرنتھی ۱: ۲۳، ۱۵: ۱۱ و ۱۲، ۲کرنتھی ۱: ۱۹، ۴: ۵) وُہ اپنے تئیں ڈھنڈورچیا یا منادی کرنے والا کہتا ہے (۱تیمتھیس ۲: ۷، ۲تیمتھیس ۱: ۱۱) بادشاہی کے لئے دیکھو ۸: ۱۲کی شرح۔ جب پولُس افسس میں تھا تو خُدا کی بادشاہی کا بہت خیال اُس کے دل میں تھا۔ (۱کرنتھی ۴: ۲۰، ۶: ۹ و ۱۰، ۵: ۲۴ و ۵۰)

میرا مُنہ نہ دیکھوگے۔ مابعد واقعات سے ظاہر ہے کہ اُس کی یہ رائے صحیح نہیں ٹھہری (۱تیمتھیس ۱: ۳، ۲تیمتھیس ۴: ۲۰) خُدا نے اُس کو ایسی راہوں میں چلایا جس کا اُس کو خیال بھی نہ تھا اور اُسے ایسی خوشیاں عطا کیں جن کا اُسے وہم وگمان بھی نہ تھا۔

۲۶۔ پس میں آج کے دن تمہیں قطعی کہتا ہُوں کہ سب آدمیوں کے خُون سے پاک ہُوں۔

قطعی کہتا ہُوں۔ اس ساری تقریر میں گواہی پر بڑا زور دیا گیا ہے (آیات ۲۱ و ۲۳ و ۲۴) فعل کی جو صورت یہاں استعمال ہوتی ہے اُس میں گواہی سے کُچھ زیادہ معنی ہیں گویا وُہ یہ کہتا ہے کہ "میں اصرار کے ساتھ تُم سے کہتا ہُوں" یہ محاورہ پولُس اور لُوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (۲۶: ۲۲، گلتیوں ۵: ۳، افسیوں ۴: ۱۷، ۱۔تھسلنیکی ۲: ۱۲)

پاک ہُوں۔ دیکھو ۱۸: ۶کی شرح۔ اُس نے اپنی تمیز کے مُطابق سرگرمی سے کام کیا تھا اور اُن کی نجات کی ترقّی کے لئے جو کُچھ ہو سکتا تھا اُس نے کیا۔

۲۷۔ کیونکہ میں خُدا کی ساری مرضی تُم سے پُورے طور پر بیان کرنے سے نہ جھجکا۔

نہ جھجکا۔ دیکھو آیت ۲۰ کی شرح۔

خُدا کی ساری مرضی۔ مرضی کے لئے دیکھو ۲۲: ۱۴ کی شرح۔ مقابلہ کرو افسیوں ۱: ۱۱، اس جُملہ سے مُراد ہے "انسان کی نجات کے لئے خُدا کی ساری تجویز اور کُل مقصد اُس کی ساری معمُوری کے ساتھ" افسیوں کی طرف کا خط اس الہٰی مرضی۔ برگزیدگی مخلصی۔ راستباز ٹھہرنے۔ لے پالک بننے اور پاکیزہ بننے اور پاک چلن کی عُمدہ تشریح ہے، خواہ بلحاظ افراد کے یا بلحاظ جماعت کے۔

۲۸۔ پس اپنی اور اُس سارے گلہ کی خبرداری کرو جس کا رُوح القدس نے تمہیں

نگہبان ٹھہرایا تاکہ خُدا کی کلیسیا کی گلّہ بانی کرو جسے اُس نے خاص اپنے خُون سے مُول لیا۔

اپنی ... خبرداری کرو۔ لُوقا ۱۷: ۳، ۲۱: ۳۴، ۱ عمال ۲۰: ۳۵۔ اسی قسم کا حکم تیمتھیُس کو دیا گیا تھا (۱ تیمتھیُس ۴: ۱۶)۔ مسیحی خادم دین کو سب سے پہلے اپنا چلن درست رکھنا چاہیئے، اور بعد ازاں اپنے گلّہ کی خبرداری کرنی چاہیئے۔ اگر گلّہ بان اپنے گلّہ کو پاکیزگی کی راہ میں لے جانا چاہتا ہے تو وُہ پہلے خود اُس راہ میں چلے۔ ہند و پاکستان میں اس سبق کی بڑی ضرورت ہے، کیونکہ یہاں دیگر مذاہب میں تعلیم اور عمل میں بڑی جُدائی پائی جاتی ہے۔

سارے گلّہ۔ گلّہ کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے وُہ آیت ۲۹، اور لُوقا ۱۲: ۳۲، ۱ پطرس ۵: ۲ و ۳، اور اس سے مشتق لفظ متّی ۲۶: ۳۱، لُوقا ۲: ۸؛ یُوحنّا ۱۰: ۱۶، ۱ کرنتھی ۹: ۷ میں بھی آیا ہے۔ جماعت کو گلّہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس لئے خادمان ہی پاسٹر یا گلّہ بان کہلاتے ہیں۔ (افسیوں ۴: ۱۱) یہ لفظ ہمیں ہمارے خُداوند کی تعلیم یاد دلاتا ہے جو یُوحنّا ۱۰: ۱-۱۸ میں آتی ہے۔

رُوح القدُس نے۔ دیکھو دیباچہ ۶: ۱؛ اعمال ۱۳: ۲ و ۴۔

تمہیں۔ اس تقریر میں اس صیغہ حاضر پر بہت زور دیا گیا ہے۔ (آیات ۱۸ و ۲۰ و ۲۵ و ۲۶ و ۳۰ و ۳۲) یہ شخصی کلام تھا۔

نگہبان یا بِشپ۔ یہ لفظ رفتہ رفتہ خاص عہدہ کے لئے مخصوص ہو گیا جسے آجکل اُسقف کہتے ہیں (۱۱: ۳۰ کی شرح دیکھو) سارے نئے عہدنامہ میں یہ دو لفظ پرسبٹر اور بِشپ (جیسے ۱۷: ۱۸ آیات میں) اس عہدہ کے دو پہلوؤں کو ظاہر کرتے ہیں۔ پہلے لفظ میں خادم دین کی عمر رسیدگی پر زور ہے اور دُوسرے میں نگہبانی کے کام پر۔

گلّہ بانی۔ یا کھلانا۔ مُقابلہ کرو یُوحنّا ۲۱: ۱۶۔ ۱ کرنتھی ۹: ۷، ۱ پطرس ۵: ۲ سے۔

خُدا کی کلیسیا۔ لفظ کلیسیا کے لئے دیکھو ۵: ۱۱ کی شرح۔ یہ جُملہ "خُدا کی کلیسیا" پھر ۱ کرنتھی ۱: ۲، ۱۰: ۳۲، ۱۱: ۱۶ و ۲۲، ۱۵: ۹، ۲ کرنتھی ۱: ۱، گلتیوں ۱: ۱۳، ۱ تھسلنیکی ۲: ۱۴، ۲ تھسلنیکی ۱: ۴، ۱ تیمتھیُس ۳: ۵ و ۱۵ میں آیا ہے۔ جو خطوط اُس سے لکھا گیا اُس میں یہ محاورہ کئی دفعہ آیا ہے (۱ کرنتھی۔ بعض قدیم نسخوں میں یہاں

" خداوند کی کلیسیا " آیا ہے۔ اگرچہ دو قدیم نسخے ہمارے نسخہ کے حامی ہیں۔ اگر یہ درست ہو تو یہاں ہمارے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت کا پختہ ثبوت ہے۔ بعضوں نے اس جملہ پر اعتراض کیا ہے کہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ " خدا نے اپنے خون سے کلیسیا کو خریدا " لیکن ہمارا نجات دہندہ نہ صرف انسان تھا، بلکہ عین خدا تھا جیسا کہ کتاب مقدس کے بہت سے مقامات سے ظاہر ہے۔ اگرچہ یہ جملہ کچھ عجب سا معلوم ہوتا ہے لیکن علم الٰہی کے لحاظ سے درست ہے۔

اپنے خون سے۔ یہ اُس خرید اور مخلصی کی گویا قیمت تھی۔ مقابلہ کرو ۱۔پطرس ۱: ۱۸ و ۱۹، افسیوں ۱: ۷، ۲: ۱۳۔ یہودی قربانیوں کا خون اور نیز ویدوں کی قربانیوں کا خون اس امر کی ضرورت کو ظاہر کرتا تھا کہ ایک الٰہی نجات دہندہ خون بہائے۔

مول لیا۔ یا حاصل کیا۔ اس فعل کے یہ معنی ہیں " اپنی ملکیت کے لئے کسی چیز کو حاصل کرنا " یہ پولس اور لوقا کا لفظ ہے (لوقا ۱۷: ۳۳، ۱۔تیمتھیس ۳: ۱۳) اس سے مشتق اسم افسیوں ۱: ۱۴، ۱۔تھسلنیکی ۵: ۹، ۲۔تھسلنیکی ۲: ۱۴، عبرانی ۱۰: ۳۹، ۱۔پطرس ۲: ۹ میں آیا ہے۔

۲۹۔ میں یہ جانتا ہوں کہ میرے جانے کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیئے تم میں آئیں گے جنہیں گلہ پر کچھ ترس نہ آئے گا۔

میرے جانے کے بعد۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آتا ہے۔ شروع میں عموماً اس لفظ کے معنی پہنچنا تھا لیکن پیچھے یہ معنی ہوئے جو یہاں ہیں۔ پولس کا یہ مطلب ہے کہ جب میں تم سے علیحدہ ہو کر دوسرے کام کے لئے جاؤں گا۔

پھاڑنے والے بھیڑیئے۔ دیکھو متی ۷: ۱۵، ۱۰: ۱۶، لوقا ۱۰: ۳، یوحنا ۱۰: ۱۲۔ اِن سے جھوٹے معلم مراد ہیں اور خاصکر یہودی معلم جنہوں نے گلتی کلیسیاؤں کو ایسا نقصان پہنچایا۔ (گلتیوں ۳: ۱-۴، ۴: ۸-۱۱)

گلہ پر ترس نہ آئے گا۔ یعنی اُن کی پشم اُتار لے گئے (۲۔پطرس ۲: ۱۴ و ۱۵) اور اُن کے ایمان کو اُلٹ ڈالیں گے (۲۔تیمتھیس ۲: ۱۸)

۳۰۔ اور خود تم میں سے ایسے آدمی اُٹھیں گے جو اُلٹی اُلٹی باتیں کہیں گے تاکہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔

خود تم میں سے۔ جیسے ہمنیُس اور اسکندر (۱تیمتھیُس ۱: ۲۰، ۲تیمتھیُس ۲: ۱۷) فوگلس اور ہرمگنیس، ۲تیمتھیُس ۱: ۱۵) فلیتُس (۲تیمتھیُس ۲: ۱۷) اور دُوسرے (۱تیمتھیُس ۱: ۳-۷، ۶: ۳-۱۰، ۲تیمتھیُس ۳: ۱-۹، نیز مُقابلہ کرو (۱یوحنا ۲: ۱۸-۲۲، ۴: ۱-۳)

اُلٹی اُلٹی۔ دیکھو ۱۳: ۸ و ۱۰، یعنی ایسی باتیں جو خُدا کی مرضی اور کلام کے مُطابق نہ ہوں۔

اپنی طرف کھینچ لیں۔ دیکھو ۲۱: ۱ کی شرح۔

۳۱- اس لئے جاگتے رہو اور یاد رکھو کہ میں تین برس تک رات دن آنسو بہا بہا کر ہر ایک کو سمجھانے سے باز نہ آیا۔

جاگتے رہو۔ یعنی بڑے ہوشیار رہو اور نیند سے مغلوب نہ ہو جیسے گڈریئے رات رات جاگ کر اپنے گلوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ محاورہ پولُس نے ۱کرنتھی ۱۶: ۱۳، کُلسیوں ۴: ۲، ۱تھسلنیکی ۵: ۶ و ۱۰ میں استعمال کیا ہے۔

تین برس تک۔ فی الحقیقت یہ عرصہ سوا دو برس کے قریب تھا۔ لیکن یہودی حساب کے مطابق یہ تین سال کہلا سکتا ہے۔ (۱۹: ۱۰ کی شرح دیکھو)

رات دن۔ ۱۹: ۹ کی شرح، یہ جُملہ مرقس ۴: ۲۷، ۵: ۵، لُوقا ۲: ۳۷، اعمال ۲۶: ۷، ۱تھسلنیکی ۲: ۹، ۲تھسلنیکی ۳: ۸، ۱تیمتھیُس ۵: ۵، ۲تیمتھیُس ۱: ۳ میں بھی آیا ہے۔

آنسو بہا بہا کر۔ آیت ۱۹ کی شرح۔

ہر ایک کو۔ پولُس شخصی مُلاقات کے ذریعہ لوگوں کو تعلیم دیتا رہا۔ مُقابلہ کرو کُلسیوں ۱: ۲۸، ۱تھسلنیکی ۲: ۱۱۔

سمجھانے۔ پولُس کا محاورہ ہے۔ (رومیوں ۱۵: ۱۴، ۱کرنتھی ۴: ۱۴، کلسیوں ۱: ۲۸، ۳: ۱۶، ۱تھسلنیکی ۵: ۱۲ و ۱۴، ۲تھسلنیکی ۳: ۱۵) اس میں نصیحت اور آگاہی دونوں داخل ہیں۔

۳۲- اب میں تمہیں خُدا اور اُس کے فضل کے کلام کے سپرد کرتا ہوں جو تمہاری ترقی کر سکتا ہے اور سارے مقدسوں میں شریک کر کے میراث دے سکتا ہے۔

خُدا۔ بعض نسخوں میں "خُداوند" ہے جس سے خُداوند یسُوع مُراد ہے۔ شاید ۱۴: ۲۳ سے یہ تبدیلی آئی ہوگی۔

خُدا کے فضل۔ ۱۴: ۳۔ لفظ فضل پر زور دیا گیا ہے (آیت ۲۴ کی تشریح اس تقریر میں بھی اور افسیوں کی طرف کے خط میں بھی)

سپُرد کرتا ہُوں۔ دیکھو ۱۴: ۲۳۔

ترقی کر سکتا ہے۔ ۹: ۳۱ کی شرح دیکھو۔ یہ عمارت کی تشبیہ اِفسس کے بڑے مندر سے لی ہوگی۔ لفظی طور پر ہے۔ "تعمیر کر سکتا ہے"۔

میراث۔ یہ لفظ تین دفعہ افسیوں کی طرف کے خط میں آیا ہے۔ (افسیوں ۱: ۱۴ و ۱۸، ۵: ۵) اس میں مسیحی کی موجودہ فضل کی میراث کی طرف بھی اشارہ ہے (۲۶: ۱۸، کلسّی ۱: ۱۲) اور آیندہ جلال کی میراث کی طرف بھی (رومی ۸: ۱۷، عبرانی ۹: ۱۵، ۱۔پطرس ۱: ۴)

سارے مُقدسوں۔ یا جو تقدیس کئے گئے ہیں۔ دیکھو ۲۶: ۱۸، افسیوں ۵: ۲۶، کلسیوں ۱: ۱۲، راستباز ٹھہرنا بتدریج ترقی کرتا ہے جس کا آغاز رجُوع لانے کے وقت سے ہوتا ہے اور جلالی حالت میں پہنچکر اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایماندار میں یہ کام رُوح القدس سرانجام دیتا ہے کیونکہ وہ مسیح کی پاکیزگی بخشتا رہتا ہے، اور اِس پاکیزگی کے حاصل کرنے کا وسیلہ ایمان ہے (۲۶: ۱۸)

۳۳۔ مَیں نے کسی کی چاندی یا سونے یا کپڑے کا لالچ نہیں کیا۔

لالچ نہیں کیا۔ یہ نہایت ضروری امر ہے کہ مسیحی کارندے لالچ کے داغ سے مبرّا ہوں۔ مُقابلہ کرو ۱ سموئیل ۱۲: ۱-۶، اعمال ۳: ۶، ۱تھسلنیکی ۲: ۵ و ۹۔ ۱تیمتھیس ۳: ۳ و ۸، ۶: ۱۰۔

۳۴۔ تم آپ جانتے ہو کہ انہیں ہاتھوں نے میری اور میرے ساتھیوں کی حاجتیں رفع کیں۔

اِنہیں ہاتھوں نے۔ اُس نے اپنے ہاتھ اُنہیں دکھائے ہوں گے جو محنت کے باعث سخت ہو رہے تھے۔ اِس دستکاری کے لئے دیکھو ۱۳: ۱۶، ۲۱: ۴۰، ۲۶: ۱ و ۲۹۔

رفع کیں۔ ۳ : ۱۳ ، ۳۶ : ۱۴ ، ۲۳۔ اِس آیت سے ظاہر ہے کہ اُس دستکاری کے ذریعہ نہ صرف اُس نے اپنا گزارہ کیا بلکہ اپنے رفیقوں کی بھی مدد کی۔ مقابلہ کرو ۱۹ : ۹ کی شرح اور افسیوں ۴ : ۲۸ کی تعلیم۔ اُس نے محنت کی زندگی بسر کی۔ وہ خیالی پلاؤ پکانے والا فلاسفر نہ تھا بلکہ محنتی محبِ انسان تھا۔

۳۵- مَیں نے تم کو سب باتیں کر کے دکھا دیں کہ اس طرح محنت کر کے کمزوروں کو سنبھالنا اور خداوند یسوع کی باتیں یاد رکھنی چاہئیں کہ اُس نے خود کہا، دینا لینے سے مبارک ہے۔

تم کو سب باتیں کر کے دکھا دیں۔ ساری باتوں میں مَیں نے تم کو نمونہ دکھا دیا۔ دیکھو یوحنا ۱۳ : ۱۵۔ کہا کرتے ہیں کہ کہنے سے نمونہ بہتر ہوتا ہے۔ اپنے مالک کی طرح اس معلم نے اپنی تعلیم کی تشریح اپنے چلن کے ذریعہ کی۔ ہند و پاکستان کو اس قسم کے گوروؤں کی ضرورت ہے اور وہ ایسوں ہی کی عزت کرتا ہے (۱ : ۱ کی شرح)۔ اس کی زندگی اِفسُس میں دو سال تک کیسی مستقل مزاجی کی ہوگی کہ وہ اُن کو اپنی اپنی زندگی کا حوالہ دے سکتا ہے (۱ تھسلنیکی ۲ : ۱۰ ، فلپیوں ۴ : ۹)

محنت کر کے۔ پولُس نے اپنے خطوں میں اس لفظ کو کئی بار استعمال کیا ہے۔

کمزوروں۔ اِس سے ایسے شخص بھی مُراد ہیں جو بدنی طور پر کمزور تھے۔ جیسے بیمار، غریب، محتاج یا ایسے لوگ مُراد ہیں جو روحانی طور پر کمزور تھے۔ مقابلہ کرو، ۱ تھسلنیکی ۵ : ۱۴ ، رومیوں ۱۴ : ۱-۱۔ اعمال کی کتاب میں جہاں یہ لفظ آیا ہے اُس سے عموماً بدنی بیماری مُراد ہے (۹ : ۳۷ ، ۱۹ : ۱۲) اور قرینۂ بیان بھی یہی چاہتا ہے۔ مسیحی دین فی الحقیقت رفاہِ عام کا دین ہے۔

سنبھالنا۔ پولُس اور لوقا کا محاورہ (لوقا ۱ : ۵۴ ، ۱ تیمتھیس ۶ : ۲)

دینا لینے سے مبارک ہے۔ چاروں اناجیل سے باہر نئے عہدنامہ میں یہی ایک خداوند کا مقولہ ہے جو درج ہوا ہے۔ اُس کی اپنی زندگی نے اِس کی تشریح کر دی۔ (۲ کرنتھی ۸ : ۹ ، افسیوں ۵ : ۲ ، فلپیوں ۲ : ۵ سے ۸)

۳۶- اُس نے یہ کہہ کر گھٹنے ٹیکے اور اُن سب کے ساتھ دُعا مانگی۔

گھٹنے ٹیکے۔ دیکھو ۷ : ۶۰ کی شرح اور ۲۱ : ۵ و ۶۔

۳۷ - اور وہ سب بہت روئے اور پولس کے گلے لگ لگ کر اُس کے بوسے لئے۔

وُہ سب بہت روئے - اِس لفظ سے زور زور یا آواز بلند رونا مُراد ہے یہ شروع سے آخر تک ایک مشرقی نظارہ ہے۔
بوسے لئے - یہ فعل ناتمام ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ بار بار اُس کو چُومتے رہے۔ (لُوقا ۷: ۳۸ و ۴۵، ۱۵: ۲۰)۔

۳۸ - اور خاصکر اِس بات پر غمگین تھے جو اُس نے کہی تھی کہ تم میرا مُنہ پھر نہ دیکھوگے۔ پھر اُسے جہاز تک پہنچایا۔

غمگین - لُوقا ۲: ۴۸، ۱۶: ۲۴ و ۲۵ - اس سے دِل کی بڑی تشویش مُراد ہے - لُوقا کا یہ خاص لفظ ہے -
نہ دیکھو گے - اس لفظ میں معمولی دیکھنے سے کچھ زیادہ مُراد ہے (آیت ۲۵) توجہ سے دیکھنا (۳: ۱۶، ۴: ۱۳، ۷: ۵۶، ۱۰: ۱۱) اس عزیز کو پھر نہ دیکھنے کا اُن کو بڑا غم تھا اُس کی محبت کا اُنہوں نے بار بار مشاہدہ کیا تھا۔
جہاز تک پہنچایا - دیکھو ۱۵: ۳ کی شرح - یہ بندرگاہ شہر سے کچھ فاصلہ پر تھی۔

بیسویں باب کی تعلیم

اوّل - بڑے بڑے حصے -

(۱) مکدنیہ اور یُونان میں رہنا - ۱ سے ۵ (۲) ترواس میں اتوار - ۶ سے ۱۲ -
(۳) میلیتس میں مجلس - ۱۳ سے ۳۸ -

دوم - بڑے بڑے مضامین -

(۱) کئی طرح کی مشنری خدمات -
ا - پولس کلیسیاؤں کا معائنہ کرتا ہے - ۱ سے ۳ - (مشنری دورہ)
ب - پولس نمائندگان کے ساتھ گیا چندہ لے کر - ۴ سے ۶ (رفاہ عام کا کام)
ج - پولس اتوار کی نماز کراتا ہے - ۷ سے ۱۲ -

ڈ۔ پولس خادمانِ دین کو حکم دیتا ہے ۱۸ سے ۳۵۔
ۂ۔ پولس اپنے ہم خدمتوں کے ساتھ دُعا مانگتا ہے۔ ۳۶ سے ۳۸۔

(۲) خداوند کے دن کی عبادت۔ ۷ سے ۱۲۔
ا۔ دن۔ ہفتے کا پہلا دن آیت ۷۔
ب۔ جماعت آیت ۷۔ ج۔ وعظ۔ ۷ سے ۹۔
ڈ۔ یادگاری کی رسم (روٹی توڑنا) ۷ سے ۱۱۔

(۳)۔ پادریانہ ذمہ داری۔ ۱۸ سے ۳۵۔
ا۔ خادمِ دین کی اپنی پاکیزگی۔ آیات ۱۸ و ۱۹ و ۲۸ و ۳۳ و ۳۵۔ استقلال۔ تقدیس۔ فروتنی۔ صبر و لالچ سے مبرا ہونا۔ اُس کی اپنی تعلیم کی تشریح اُس کے اپنے نمونہ سے۔
ب۔ خادمِ دین کی جائز دلیری۔ آیات ۲۰ و ۲۷۔
ج۔ خادمِ دین کی لگاتار محنت ۲۰ و ۲۱ و ۳۱ و ۳۴ و ۳۵۔
ڈ۔ خادمِ دین کے ضروری فرائض۔ توبہ اور ایمان کی گواہی دینا۔ آیت ۲۱۔ خدا کے فضل کی انجیل کی گواہی دینا۔ آیت ۲۴۔ بادشاہت کا اشتہار دینا۔ آیت ۲۵۔ خدا کی ساری مرضی کو ظاہر کرنا۔ آیت ۲۷۔ خدا کے گلہ کی نگہبانی کرنا۔ آیت ۲۸۔ کمزوروں اور محتاجوں کی مدد کرنا۔ ۳۴ و ۳۵۔
ۂ۔ خادمِ دین کی جاں نثاری۔ ۲۲ و ۲۳۔
و۔ خادمِ دین کا چوکس و بیدار رہنا۔ ۲۸ سے ۳۱۔
ی۔ خادمِ دین کی رُوحانی قوت۔ ۳۲ (خدا میں اور اُس کے فضل کے کلام میں)

اکیسواں باب

(۱-۱۷) یروشلیم کو سفر صور اور قیصریہ

ا۔ اور جب ہم اُن سے بمشکل جُدا ہو کر جہاز پر روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ سیدھی

راہ کوس میں آئے۔ اور دُوسرے دن رُدُس میں اور وہاں سے پترہ میں۔

جُدا ہوکر۔ لفظی ترجمہ یہ ہوگا "اُن سے پھاڑا گیا" اس سے ظاہر ہے کہ جُدائی فریقین کے لئے کیسی شاق گذری۔ پریسبٹر اپنے اس عزیز اُستاد کو فرطِ محبت سے چمٹے رہے۔ یہی لفظ ہمارے خُداوند کے لئے آیا جب وُہ گتسمنی میں شاگردوں سے جُدا ہُوا۔ (لُوقا ۲۲: ۴۱) دُوسرے موقعوں پر بھی یہ استعمال ہُوا ہے۔ (۲۰: ۳۰۔ متی ۲۶: ۵۱)

جہاز پر روانہ ہُوئے۔ ۱۳: ۱۲ کی شرح۔

سیدھی راہ۔ ۱۶: ۱۱ کی شرح ہوا کے مطابق تھی اس لئے وُہ سیدھے چلے گئے

کوس۔ کاریا کے ساحل کے قریب یہ ایک سرسبز جزیرہ تھا۔ میلیتُس کے جنوب کی طرف چالیس میل کے فاصلہ پر۔ یہ بڑا تجارتی مرکز تھا۔ اور یُونانی طب کی دیوی کا مشہور مندر یہاں تھا۔ یہ آسیہ کے رُومی علاقہ میں شامل تھا۔ کوس اور اسکندریہ میں آمد و رفت لگاتار جاری تھی۔ غالباً پولُس کا جہاز رات کے لئے یہاں ٹھہرا۔ شہر کوس جزیرہ کوس کے مشرقی کنارہ پر تھا۔

رُدُس "گلاب کے پھُولوں کا جزیرہ" اس لفظ کے معنی ہیں۔ یہ کاریا کے ساحل سے پرے کوس کے جنوب مشرق کو تھا۔ اُس کا طول پینتالیس میل اور عرض بیس میل تھا اور خشکی سے بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ رُومیوں کے زمانہ سے پیشتر آسیہ کوچک کے اُس حصہ میں وُہ بڑا مشہور تھا۔ کاریا اور لوقیا کے اکثر حصے اُس کے ماتحت تھے۔ رُومیوں کے عہدِ سلطنت میں اس کی عظمت بہت کچھ جاتی رہی۔ اگرچہ تجارتی لحاظ سے بر موقع کی جگہ ہونے کے باعث اس کی شہرت رہی۔ اس کا مشہور شہر اسی نام کا اس جزیرہ کے شمال مشرقی کنارہ پر تھا۔ چودھویں صدی مسیحی میں اُسے پھر فروغ حاصل ہُوا۔ یہاں سے مسیحی جنگی بہادر نکلے جن کے باعث ایک جنگی خطاب اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ (THE KNIGHTS OF RHOD) جنہوں نے بہت سالوں تک ترکوں کا مقابلہ کیا جب تک وُہ قریتے سسلی اور آخرکار میلیتُس کو نہ چلے گئے۔ پولُس کا جہاز رات بھر شہر رُدُس کے پاس رہا۔

پترہ۔ لوقیا کے ساحل پر یہ شہر تھا۔ رُدُس سے عین مشرق کی طرف۔ یہ دریائے زانتھس (XANTHOS) کے دہانہ کے نزدیک ہے اور اُن شہروں کے لئے بندرگاہ [illegible]

جوزا تھس کی وادی میں واقع تھا۔ اور ساحلی جہازوں کے لئے یہ ایک ضروری سٹیشن تھا۔ یہ بڑا بافروغ شہر تھا۔ سال کے اُس حصہ میں پولُس کا جہاز سیدھا رُوڈس سے پترہ کو گیا ہوگا۔ وہاں اُنہوں نے جہاز بدلا (آیت ۲)۔

بیزا کے نسخہ میں یہ الفاظ بھی ہیں "اور مُرا" دیکھو ۲۷: ۵ کی شرح۔ پترہ میں جس نئے جہاز پر وُہ سوار ہُوئے وُہ ضرور مُرا میں ٹھہر کر جاتا ہوگا، کیونکہ سوریہ کے تجارتی جہازوں کے لئے یہ ایک ضروری بندرگاہ تھی۔

۲۔ پھر ایک جہاز سیدھا فینیکے کو جاتا ہُوا پاکر اُس پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔

فینیکے۔ ۱۱: ۱۹ کی شرح۔ یہ چار سو میل کا فاصلہ تھا۔

جاتا ہُوا۔ سمندر کو یہاں سے عبُور کیا۔ اس سمندر میں (بحیرۂ سیونٹ) موسم گرما کے مہینوں میں ہَوا مغرب سے چلتی رہتی ہے۔ اس لئے بادبانی جہاز لوقیا سے سیدھے سوریہ کے ساحل کو جاتے تھے، جو مخالف سمت کو سفر کرتے یعنی سوریہ سے لوقیا کو اُنہیں آسیہ کوچک کے ساحل پر ٹھہرنا پڑتا تھا کُپرس کے مشرقی کنارے کی طرف۔ کیونکہ ہَوا مخالف ہوتی اور سمندر کو عبُور نہ کر سکتے تھے (۲۷: ۲-۵)

سوار ہوکر۔ دیکھو ۲۰: ۱۸ کی شرح۔

روانہ ہُوئے۔ ۱۳: ۱۳ کی شرح۔

۳۔ جب کُپرس نظر آیا، تو اُسے بائیں ہاتھ چھوڑ کر سوریہ کو چلے اور صُور میں اُترے، کیونکہ وہاں جہاز کا مال اُتارنا تھا۔

کُپرس۔ ۴: ۳۶ کی شرح۔ اُنہوں نے اُس جزیرہ کے مغربی حصّہ کو دیکھا ہوگا کیونکہ وُہ اُس کے جنوب کی طرف سے گئے۔

نظر آیا۔ لُوقا کا لفظ۔ (لُوقا ۱۹: ۱۱)

بائیں ہاتھ چھوڑ کر۔ چُونکہ وُہ جنوب مشرقی سمت میں سفر کر رہے تھے، اس لئے یہ جزیرہ اُن کی بائیں طرف رہ گیا۔

سوریہ۔ دیکھو ۱۵: ۲۳۔

چلے۔ ۱۸: ۲۲ کی شرح۔

صُور۔ ۱۲: ۲۰ کی شرح۔

جہاز کا مال اُتارنا تھا۔ یہ بھی جہاز کی اصطلاح ہے۔ یہ فعل صرف اِسی آیت میں آیا ہے۔ لیکن اسم مکاشفہ ۱۸: ۱۱-۱۲ میں آیا ہے۔ یہ جہاز بڑا تجارتی جہاز ہوگا جس کے مال اُتارنے کے لئے اتنے دن لگے۔

۴۔ جب شاگردوں کو تلاش کر لیا تو ہم سات روز وہاں رہے اُنہوں نے رُوح کی معرفت پولس سے کہا کہ یروشلیم میں قدم نہ رکھنا۔

شاگردوں۔ حرف تعریف سے یہ پتہ لگتا ہے کہ اُن کو اس شہر میں شاگردوں کی ... کا علم تھا۔ اس سے ... خدمات کا پھل ظاہر ہوتا ہے (۱۱: ۱۹؛ ۱۵: ۳؛ مقابلہ ... ۱: ۲۱)

تلاش کر لیا۔ یہ بھی لوقا کا لفظ ہے (لوقا ۲: ۱۶) کچھ تلاش کے بعد یہ شاگرد ملے تھے۔

سات ... ان مسیحیوں کے ساتھ سبت کاٹنے کا موقع مل گیا۔ عید پنتیکُست کے لئے کافی وقت باقی تھا۔

رُوح کی معرفت۔ ۱: ۲ کی شرح۔ وُہ گویا رُوح القدس کے اوزار تھے، اُس کا مقصد ظاہر کرتے ... ۔

کہا۔ یا کہتے رہے۔ کیونکہ یہ فعل ناتمام ہے۔ مقابلہ کرو ۲۰: ۲۳ سے۔

قدم نہ رکھنا۔ ۲۰: ۱۸ کی شرح دیکھو۔ اُنہوں نے اس امر کی گواہی دی تھی کہ یروشلیم کو جانا گویا قید و مصیبت میں جانا تھا۔ یہ جانے کی ممانعت نہ تھی بلکہ اس امر کی آگاہی کہ وہاں کیا کچھ پیش آئے گا۔ جگہ جگہ رسُول کو یہ آگاہی دی گئی تھی لیکن وُہ رُوح القدس سے مجبور ہو کر جاتا ہے تاکہ اُس طوفان کا مقابلہ کرے۔ (۲۰: ۲۲-۲۴)

۵۔ اور جب وُہ دن گزر گئے تو ایسا ہُوا کہ ہم نکل کر روانہ ہوئے۔ اور سب نے بیویوں اور بچوں سمیت ہم کو شہر کے باہر تک پہنچایا۔ پھر ہم نے سمندر کے کنارے گھٹنے ٹیک کر دُعا مانگی۔

جب وُہ دن گزر گئے۔ یہ لفظ ۲ تمتھیس ۳: ۱۷ میں بھی آیا ہے۔ یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاز کے قیام کے جب مقررہ سات دن گزر گئے۔

بیویوں اور بچوں سمیت۔ لوقا نے انسانی محبت کا عمدہ نقشہ کھینچا ہے۔

شہر کے باہر تک - یعنی جب تک کہ ہم بندرگاہ تک نہ پہنچ گئے -

پہنچایا - ۱۵: ۳ کی شرح، مقابلہ کرو ۲۰: ۳۸ سے -

گھٹنے ٹیک کر - دیکھو ۷: ۶۰ کی شرح، ۲۰: ۳۶ -

سمندر کے کنارے - ۲۷: ۳۹ و ۴۰ -

دُعا مانگی - ۲۰: ۳۶، دیباچہ ۶: ۱۰ -

۶- اور ایک دُوسرے سے وداع ہو کر ہم تو جہاز پر چڑھے اور وُہ اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے -

جہاز پر چڑھے - آیت ۲ - حرفِ تعریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جہاز تھا جس میں وُہ صور تک گئے - اس کی منزلِ مقصود پتلمیس تھا -

۷- اور ہم صور سے جہاز کا سفر تمام کر کے پتلمیس میں پہنچے اور بھائیوں کو سلام کیا، اور ایک دن اُن کے ساتھ رہے -

سفر - یہ لفظ پھر ۲۷: ۹-۱۰ میں آیا ہے - یہ تھوڑا سفر صور سے پتلمیس تک تھا - مگر بعض سمجھتے ہیں یہ کل سفر مکدنیہ سے تھا -

پہنچے - ۱۶: ۱ کی شرح -

پتلمیس - عہدِ عتیق میں یہ شہر عکو کہلاتا ہے (قضاۃ ۱: ۳۱) پہلے یہ فلسطی شہر تھا - آجکل اس کا نام عکرے ہے - یہ خلیج عکرے کے شمالی کنارہ پر ہے جو جنوب کی طرف کوہِ کرمل کے گرد گھومتی ہے - اس کا نام پتلمیس اوّل فلاڈلفس کے نام پر رکھا گیا جبکہ یہ شہر اُس کے قبضے میں آیا - رُومیوں کے عہدِ حکومت میں اس کو بستی کے خاص حقوق ملے - اُس ساحل کی تجارت میں صور، صیدا، انطاکیہ اور قیصریہ کے ساتھ یہ بھی شریک تھا - یہ صور کے جنوب کی طرف تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر ہے -

بھائیوں - غالباً فلپّس مبشّر نے یہاں کی کلیسیا کی بُنیاد ڈالی یا کسی دیگر مبشّر نے (۸: ۴، ۱۱: ۱۹)

۸- دُوسرے دن ہم روانہ ہو کر قیصریہ میں آئے - اور فلپّس مبشّر کے گھر جو اُن ساتوں میں سے تھا اُتر کر اُس کے ساتھ رہے -

قیصریہ میں - وُہ خشکی کے ذریعہ وہاں گئے کُل فاصلہ جنوب کی طرف ۳۰ سے

۴۰ میل تک تھا۔ قیصریہ کے لئے دیکھو ۸: ۴۰ کی شرح۔
فلپس مبشر۔ دیکھو ۶: ۵، ۸: ۵ و ۴۰، آٹھویں باب کے واقعات کے بعد اُس نے شاید قیصریہ اپنا صدر مقام بنالیا ہو۔ اعمال کی کتاب میں یہ لقب مبشر صرف اسی شخص کے لئے آیا ہے۔ لیکن بعد ازاں افسیوں ۴: ۱۱، ۲ تمیتھیس ۴: ۵ میں بھی یہ لفظ مستعمل ہُوا ہے۔

۹۔ اُس کی چار کنواری بیٹیاں تھیں جو نبوت کرتی تھیں۔

اُس کی چار کنواری بیٹیاں۔ یہ لوقا کا خاصہ ہے کہ وہ عورتوں کا اکثر ذکر کرتا ہے۔ اِن لڑکیوں کی ابتک شادی نہ ہُوئی تھی۔ اس سے زیادہ ہم مُراد نہیں لے سکتے (اکرنتھی ۷: ۲۵ و ۲۸ و ۳۴-۳۸) ہوسکتا ہے کہ وہ مسیحی خدمت کے لئے ساری عُمر بے شادی رہی ہوں۔
جو نبوت کرتی تھیں بمطابق ۲: ۱۷ و ۱۸ کے۔ لفظ نبوت کے لئے دیکھو ۲: ۴ و ۱۷، ۱۱: ۲۷ کی شرح۔ تعلیم و تربیت کے لئے یہ خاص نبوت تھی۔

۱۰۔ اور جب ہم وہاں بہت روز رہے تو اگبس نام ایک نبی یہودیہ سے آیا۔

بہت روز۔ ۱۳: ۳۱، ۲۵: ۱۴، ۲۷: ۲۰۔ یہ جملہ صرف اعمال کی کتاب میں آیا ہے۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ پولس قیصریہ میں ۵۷ء میں ۱۴ مئی کو پہنچا۔ اُس سال پنتکُست کی عید ۲۸ مئی کو تھی۔ اس لحاظ سے وہ ایک ہفتہ یا زیادہ راہ میں صرف کرسکتا تھا۔
اگبس نام ایک نبی۔ دیکھو ۱۱: ۲۷ و ۲۸ کی شرح۔
آیا۔ ۱۸: ۲۲ کی شرح۔ وہ شاید اسی مقصد کے لئے آیا ہو کہ پولس کو آگاہ کرے اور اُس سے مُلاقات کرے۔

۱۱۔ اُس نے ہمارے پاس آکر پولس کا کمربند لیا اور اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کر کہا رُوح القدس یُوں فرماتا ہے کہ جس شخص کا یہ کمربند ہے اُس کو یہودی یروشلیم میں اسی طرح باندھیں گے اور غیر قوموں کے ہاتھ میں حوالہ کریں گے۔

اپنے ہاتھ پاؤں باندھ کر۔ عبرانی نبیوں کے نمونہ کے مطابق (یرمیاہ ۱۳: ۱-۸، حزقی ایل ۵: ۱-۳)

روح القدس پولس کہتا ہے۔ دیکھو ۲۰: ۲۳۔ اور آیت ۴۔ ان الفاظ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ صرف آگاہی دینا چاہتا ہے نہ کہ منع کرتا ہے۔ یہاں رومیوں کے ذریعہ پولس کے قید کی پیشینگوئی ہے۔

۱۲۔ جب یہ سنا تو ہم نے اور وہاں کے لوگوں نے اس کی منت کی کہ یروشلیم کو نہ جائے۔

ہم۔ یعنی لوقا اور شاگردان (۲۰: ۴)

وہاں کے لوگوں۔ یعنی فلپس اور اس کی بیٹیاں اور قیصریہ کے مسیحی۔

نہ جائے۔ ۱۸: ۲۲ کی شرح۔

۱۳۔ مگر پولس نے جواب دیا کہ تم کیا کرتے ہو؟ کیوں رو رو کے میرا دل توڑتے ہو؟ میں تو یروشلیم میں خداوند یسوع کے نام پر نہ صرف باندھے جانے بلکہ مرنے کو بھی تیار ہوں۔

توڑتے ہو۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں "توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرنا" اور اصطلاحی طور پر حوصلہ توڑنے یا کمزور کرنے کو کہتے ہیں۔ مسیحیوں کے گریہ وزاری کا مقابلہ کرنا مشکل تھا لیکن ایک اعلیٰ قوت اسے دھکیلے لئے جاتی تھی۔

خداوند یسوع کے نام۔ دیکھو ۱۵: ۲۶۔ شخصی نجات دہندہ سے شخصی محبت مسیحی کو ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار کر دیتی ہے۔

تیار ہوں۔ یہ لفظ پھر ۲ کرنتھی ۱۲: ۱۴ میں بھی آیا ہے۔

۱۴۔ جب اس نے نہ مانا تو ہم یہ کہہ کر چپ ہو گئے کہ خداوند کی مرضی پوری ہو۔

چپ ہو گئے۔ ۱۱: ۱۸۔

خداوند کی مرضی پوری ہو۔ افسیوں ۵: ۱۷، لوقا ۲۲: ۴۲، ۱۸: ۲۱ کی شرح دیکھو۔ اب سب نے سمجھ لیا کہ یہ خداوند کی مرضی ہے کہ وہ یروشلیم کو جائے۔ یہ محض تعصب نہ تھی۔

۱۵۔ ان دنوں کے بعد ہم اپنے سفر کا اسباب تیار کر کے یروشلیم کو گئے۔

اسباب تیار کر کے۔ یونانی میں صرف ایک ہی لفظ ہے۔ رامزے صاحب

کا خیال ہے کہ یہ لفظ گھوڑے کے ساز کے لئے آتا ہے۔ اس لئے ان کا خیال یہ ہے کہ گھوڑوں پر ساز باندھا۔ یروشلیم تک فاصلہ پینسٹھ میل تھا۔ اور یہ قرین قیاس نہیں کہ یہ جماعت پیدل گئی ہو، خاص کر جبکہ عید پنتکست ایسی قریب تھی۔ بیزا کے نسخہ سے (دیکھو اگلی آیت) ظاہر ہے کہ اس مسافت کے طے کرنے میں دو دن لگے گئے۔ ۱۸: ۲۲ کی شرح دیکھو۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔

۱۶- اور قیصریہ سے بھی بعض شاگرد ہمارے ساتھ چلے اور ایک قدیم شاگرد مناسون کپری کو ساتھ لے آئے تاکہ ہم اُس کے ہاں مہمان ہوں۔

مناسون کپری ... "ہمیں ایک مناسون کے گھر لے گئے"۔ یہ شاید یُونانی کا بہتر ترجمہ ہے اور قرینہ سے زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ یروشلیم یہاں سے پینسٹھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس لئے راہ میں کسی جگہ ایک رات قیام کرنا تھا تاکہ وہ اور اُن کے گھوڑے تازہ دم ہو جائیں۔ اس لئے بعض قیصریہ کے مسیحی اُسے مناسون مسیحی کے گھر لے گئے اور خود قیصریہ کو واپس چلے گئے تاکہ یہ لوگ یروشلیم کو خود آگے چلے جائیں۔ بیزا کے نسخہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہاں یہ عبارت ہے "اور یہ ہمیں اُن کے پاس لے گئے جن کے ہاں ہمیں رہنا تھا اور ایک خاص گاؤں میں پہنچے وہاں ہم مناسون کے گھر گئے جو ایک قدیم شاگرد تھا اور وہاں سے روانہ ہو کر ہم یروشلیم کو آئے"۔

مناسون۔ یہ یُونانی مسیحی ہوگا کیونکہ یہ ایک عام یُونانی نام تھا۔ برنباس کی طرح یہ کپرسی تھا۔ (۴: ۳۶ کی شرح)

قدیم شاگرد۔ اس سے مُراد ہے کہ وہ دیر سے مسیحی تھا۔ شاید پنتکُست کے دن سے یا شاید اُس سے بھی پہلے۔

۱۷- جب ہم یروشلیم میں پہنچے، تو بھائی بڑی خوشی کے ساتھ ہم سے ملے۔

بھائی۔ یعنی جن مسیحیوں سے اُن کی پہلے ملاقات ہوئی۔ پورا رسمی استقبال پیچھے ہوا۔ (آیت ۱۸)

بڑی خوشی کے ساتھ۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ اس تپاک سے ملنے کے ذریعہ اُن کا دل خوش ہو گیا، کیونکہ اُنہیں تو تکلیف کی توقع تھی۔

۴۔ آخری واقعات ۲۱: ۱۸ سے ۲۸: ۳۱ تک

اب ہم اُس موقع پر پہنچ گئے ہیں جہاں پولُس کی آزادی جہاں تک اعمال کی کتاب کا تعلق ہے چھن گئی۔ سوریہ۔ کپرس۔ گلتیہ۔ مکدنیہ۔ اخیہ اور آسیہ میں اُس نے انجیل کا جھنڈا کھڑا کر دیا تھا اور کلیسیائیں قائم کر دی تھیں۔ اِس کے بعد اِس کتاب میں وہ قیدی ہی نظر آتا ہے۔ لیکن جیسا موقع ملتا ہے ویسا انجیل کی صداقت کو پیش کرتا رہتا تھا۔ وہ زنجیروں میں بندھا ایلچی تھا۔

(الف) یروشلیم میں واقعات ۲۱: ۱۸ سے ۲۳: ۳۵ تک۔

پولُس کی گرفتاری (۱۸-۴۰)

۱۸۔ اور دُوسرے دن پولُس ہمارے ساتھ یعقُوب کے پاس گیا اور سب بزُرگ وہاں حاضر تھے۔

ہمارے ساتھ۔ یعنی لوقا اور نمائندگان۔ جنھوں نے اپنی برادرانہ محبت اور ہمدردی کا ثبوت یروشلم کے بھائیوں کے آگے اسی طرح سے دیا کہ اپنی نذریں یعنی چندہ غیرقوم کلیسیاؤں کی طرف سے اُن کے سامنے پیش کیا۔ اِس واقع کے بعد ۲۷: ۱ تک پھر صیغہ جمع متکلم نہیں آتا لیکن یہ قرین قیاس ہے کہ لوقا اِس عرصہ میں بہت دُور نہیں گیا۔

یعقُوب کے پاس۔ دیکھو ۱۲: ۱۷، ۱۵: ۱۳ کی تشریح۔ یروشلیم کی کلیسیا میں یہ بااختیار شخص تھا اور گویا وہاں کا بشپ تھا۔

سب بزُرگ۔ ۱۱: ۳۰، ۱۵: ۲۔ یعقُوب کے ساتھ یہ کلیسیا کے پیشوا تھے۔

۱۹۔ اُس نے اُنہیں سلام کر کے جو کچھ خدا نے اُس کی خدمت سے غیرقوموں میں کیا تھا، مفصّل بیان کیا۔

خدا نے.... ۱۴: ۲۷، ۱۵: ۱۲۔

غیر قوموں میں۔ مختون فریق اسی پر نکتہ چینی کرتے اور اُس کی مخالفت کرتے تھے۔ (دیباچہ ۵ : ۳)

خدمت - ۱:۶، ۲۰ : ۲۴ کی شرح -

۲۰- اُنہوں نے یہ سُن کر خدا کی تمجید کی - پھر اُس سے کہا۔ اَے بھائی! تُو دیکھتا ہے کہ یہودیوں میں ہزارہا آدمی ایمان لے آئے ہیں۔ اور وُہ سب شریعت کے بارے میں سرگرم ہیں -

خُدا کی تمجید - ناتمام فعل ہے کہ وُہ ایسا کرتے رہے مُقابلہ کرو ۱۱ : ۱۸ سے -
اَے بھائی - محبت کا لفظ ہے - اُس سے برادرانہ سلوک کیا - ۹ : ۱۷ -
تُو دیکھتا ہے - اِس فعل سے بغور مشاہدہ کرنا مُراد ہے (۲۰ : ۳۸) اُس شہر میں پہنچنے کے وقت سے لے کر اُس نے بہت سارے یہودی مسیحیوں سے مُلاقات کی ہوگی اور اُن کے سلوک کو دیکھا ہوگا۔
ہزارہا - یہ لفظ لُوقا ۱۲ : ۱، اعمال ۱۹ : ۱۹، عبرانی ۱۲ : ۲۲، یہوداہ ۱۴، مُکاشفہ ۵ : ۱۱، ۹ : ۱۶، لفظی ترجمہ دس ہزار ہے لیکن مُراد ہے کہ بہت لوگ۔ اِن سے صرف یروشلیم کے ہی یہودی مسیحی مُراد نہیں بلکہ یہودیہ اور دیگر علاقوں کے مسیحی جو عید کے لئے وہاں جمع ہو گئے تھے۔ بہرحال اتنا تو ظاہر ہے کہ اس وقت تک انجیل نے کیسی ترقی کی تھی -
شریعت کے بارے میں سرگرم - یا شریعت کے سرگرم (زلاتس) یہ لفظ ۲۲ : ۳، اکرنتھی ۱۴ : ۱۲، گلتیوں ۱ : ۱۴، طیطس ۲ : ۱۴ - ۱ پطرس ۳ : ۱۳ میں بھی آیا ہے، اور بطور نام یا لقب کے لُوقا ۶ : ۱۵، اعمال ۱ : ۱۳ میں آتا ہے، یہ موسوی شریعت پر سرگرمی سے چلنے والے تھے۔ اگرچہ یسوع کو بھی مسیح مانتے تھے۔ اُن کی یہ حالت عجیب تھی اور دیر تک قائم نہ رہ سکتی تھی۔ کیونکہ مسیحی اپنی کبھی ایسی بندش میں نہیں رہ سکتا تھا۔

۲۱- اور اُن کو تیرے بارے میں سکھا دیا گیا ہے کہ تُو غیر قوموں میں رہنے والے سب یہودیوں کو یہ کہہ کر مُوسیٰ سے پھر جانے کی تعلیم دیتا ہے کہ نہ اپنے لڑکوں کا ختنہ کرو، نہ مُوسوی رسموں پر چلو -

سکھا دیا گیا ہے۔ ۱۸: ۲۵ میں بھی یہی لفظ آیا ہے۔ اِس سے زبانی آگاہی اور تعلیم مُراد ہے۔ مختون فرِیق کا شمار۔ زور اور تعصّب روز روز یروشلیم کے مجمع کے وقت سے بڑھتا گیا اور نہ صرف یروشلیم میں بلکہ گلتیہ۔ اخیہ اور دیگر جگہوں میں بھی پولُس کی مخالفت کرتے اور اُس کی نسبت غلط خبریں مشہور کرتے رہے۔ اُنہوں نے اس کام کے لئے خاص آدمی مقرر کئے تھے جو جگہ جگہ جاکر یہی کام کرتے تھے۔

سب یہودیوں کو۔ یہ تو غلط تھا، کیونکہ پولُس نے صرف غیر قوم مسیحیوں کو اس پُوری آزادی کی تعلیم دی تھی۔

مُوسیٰ سے پھِر جانے۔ مُرتد ہونا۔ یہ لفظ بھی پولُس اور لُوقا کا ہے۔ اِس کا ذکر ۲۔تھسلنیکی ۲: ۳ میں آیا ہے۔

نہ ... ختنہ کریں۔ پولُس نے تیمتھیُس کا ختنہ کرایا تھا اور یہی امر اُن کا مُنہ بند کرنے کے لئے کافی تھا۔ لیکن دھڑے بازی اور افواہ عموماً غلط بیانی کرتے اور واقعات کو توڑتے مروڑتے ہیں۔

رسموں۔ ۶: ۱۴ کی شرح دیکھو۔ ہندو پاکستان میں ہم خبردار رہیں کہ کہیں قومی اِبت رسُوم مسیح کے قانون کی جگہ غصب نہ کرلیں۔ اور یورپین اور امریکن مشنریوں کو بھی چاہیئے کہ اپنے مغربی دستوروں کا ایسا جُوا دیسی کلیسیاؤں پر نہ دھریں جو حقیقی انجیل کا جزو نہیں۔

۲۲۔ پس کیا کیا جائے؟ لوگ ضرور سنیں گے کہ تو آیا ہے۔

پس کیا کیا جائے۔ بعض پُرانے نسخوں میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "بھیڑ کی بھیڑ جمع ہوگی۔" یعنی مختون فرِیق یہودی مسیحیوں کی مجلس مخالفت میں منعقد کرینگے۔

۲۳۔ اس لئے جو ہم تجھ سے کہتے ہیں وُہ کر۔ ہمارے ہاں چار آدمی ایسے ہیں جنہوں نے منّت مانی ہے۔

چار آدمی۔ جو غریب یہودی مسیحی تھے۔

منّت۔ عارضی نذر کی منّت (۱۸: ۱۸ کی شرح)

۲۴۔ اُنہیں لے کر اپنے آپ کو اُن کے ساتھ پاک کر، اور اُن کی طرف سے کُچھ خرچ کر تاکہ وُہ سر منڈائیں۔ تو سب جان لیں گے کہ جو باتیں اُنہیں تیرے بارے

میں سکھائی گئی ہیں اُن کی کچھ اصل نہیں۔ بلکہ تُو تو خود بھی شریعت پر عمل کر کے درستی سے چلتا ہے۔

اُنہیں لیکر۔ یعنی اپنے ساتھ دوستانہ طور پر لیجانا۔ (۱۵: ۳۹، ۱۶: ۳۳)

اُن کے ساتھ پاک کر۔ یعنی اُن کی طرح نذر کی منت کو قبول کر اور طہارت کی شریعت پر عمل کر (گنتی باب ۶) بعضوں نے سمجھا کہ خواہ پولس نے کوئی شکرگزاری کی منت مانی ہو گی۔ (دیکھو ۱۸: ۱۸)

اُن کی طرف سے کچھ خرچ کر۔ یعنی اُن کے لئے ضروری قربانیوں کا خرچ ادا کر۔ یہ فعل اِن مقامات میں بھی آیا ہے (مرقس ۵: ۲۶، لُوقا ۱۵: ۱۴، ۲ کرنتھی ۱۲: ۱۵، یعقوب ۴: ۳) اِن مقامات کا مطالعہ کرنا دلچسپی سے خالی نہیں کیونکہ اِن سے ظاہر ہو گا، کہ کن کن اغراض کے لئے خرچ کیا جاتا تھا۔ لُوقا ۱۴: ۲۸ سے بھی مقابلہ کرو، کیونکہ وہاں بھی اس سے مشتق لفظ مستعمل ہوا ہے۔ یہودیوں میں یہ کار ثواب تھا کہ غریبوں کے لئے نذر کی قربانی کے اخراجات کوئی ادا کرے۔ شاہ اگرپہ اوّل نے پہلی دفعہ یروشلیم جانے کے وقت ایسا ہی کیا تھا (یوسیفس ۱۹: ۶) دولتمند اہل ہنود اپنے غریب بھائیوں کے لئے اسی قسم کے دستورات ادا کرنے کے لئے خرچ کیا کرتے ہیں۔

سر منڈائیں۔ اپنی منت کی تکمیل پر (گنتی ۶: ۱۸، اعمال ۱۸: ۱۸)

سکھائے گئے ہیں۔ ۵: ۲۱ کی شرح۔

تُو تو خود بھی۔ نہ صرف اس کے اعتراض کرنے والے۔

درستی سے چلتا ہے۔ یعنی شریعت کے قوانین کے مطابق۔ یہ لُوقا اور پولس کا لفظ ہے (رومیوں ۴: ۱۲، گلتیوں ۵: ۲۵، ۶: ۱۶، فلپیوں ۳: ۱۶)

۲۵۔ مگر غیر قوموں میں سے جو ایمان لائے .... اُن کی بابت ہم نے یہ فیصلہ کر کے لکھا تھا، کہ وہ صرف بُتوں کی قربانی کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں۔

ہم نے۔ اس میں تاکید پائی جاتی ہے۔ اس میں یعقوب اور بزرگ داخل ہیں یروشلیم کے مجمع نے جو فیصلہ کیا تھا اُس پر وہ اب تک قائم تھے (۱۵ باب)

لکھا تھا۔ دیکھو ۱۵: ۲۰ کی شرح۔ بعض قدیم نسخوں میں یہ لفظ آتا ہے "بھیجا"

یعنی نمائندگان کو بھیجا۔ (۱۵: ۲۲)
بُتوں کی قربانی۔ دیکھو ۱۵: ۲۰ و ۲۹ کی شرح)

۲۶۔ اس پر پولُس اُن آدمیوں کو لے کر اور دُوسرے دِن اپنے آپ کو اُن کے ساتھ پاک کر کے ہیکل میں داخل ہُوا اور خبر دی کہ جب تک ہم میں سے ہر ایک کی نذر نہ چڑھائی جائے تقدّس کے دِن پُورے کریں گے۔

پولُس۔ جیسا اُس کو اس وقت بہتر معلوم ہُوا۔ (۱ کرنتھی ۹: ۲۰) اگرچہ اس کی خواہش مغالطہ اور مخالفت سے بچنے کی پُوری نہ ہُوئی۔ اس وقت اُس کی ساری غرض یہ معلوم ہُوئی کہ یہودی کلیسیاؤں کو رضامند کر کے مسیحی یگانگت کو ترقی دے۔ شاید اُس نے پہلی دفعہ یروشلیم جانے پر بھی اپنے تئیں پاک کیا ہو اور نذریں ادا کی ہوں (۱۸: ۱۸ کی شرح) اس لئے جسے وُہ اُصولی بات سمجھتا تھا اُسے توڑا نہیں۔ مسیحی دین کو یہودیت سے جُدا ہونے کے لئے وقت درکار تھا۔

پُورے کریں گے۔ یعنی اُس وقت کے سردار کاہن کو خبر دی کہ کس وقت اُن کی منّت کی میعاد پُوری ہوگی اور قُربانی چڑھائی جائیگی۔ جو لفظ "پُورے کرینگے" اور "پاک کر کے" آئے ہیں وُہ صرف اسی آیت میں ہیں۔

نذر۔ جو مُوسوی شریعت کے ذریعہ مقرر تھی (گنتی ۶: ۱۴ و ۱۵) یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ سب کی تقدیس کے ایّام ایک ہی وقت پُورے ہو گئے۔ بہرحال سارا عرصہ سات دن کا تھا۔ (آیت ۲۷)

۲۷۔ جب وُہ سات دن پُورے ہونے کو تھے، تو آسیہ کے یہُودیوں نے اُسے ہیکل میں دیکھ کر سب لوگوں میں ہل چل مچائی اور یُوں چلّا کر اُس کو پکڑ لیا۔

سات دِن۔ منّت کے ختم ہونے کے ساتھ اُس کا تعلّق تھا۔ اس کی نسبت زیادہ قیاس سے کام لیا گیا ہے لیکن کوئی تسلّی بخش نہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ پولُس کا مقصد حاصل ہو گیا ہوتا، اگر ناگہانی مخالفت و مداخلت نہ ہونے پاتی۔

آسیہ کے یہُودیوں نے۔ چُونکہ اُس علاقہ میں کلیسیا نے بہت ترقّی کی تھی، اور افسُس میں خاص ہنگامہ اُن کے خلاف برپا ہُوا تھا، اس لئے یہ لوگ اور بھی دُشمن بن گئے تھے۔ (۱۹: ۱۰ و ۲۳؛ ۲۰: ۱۹) وُہ یروشلیم میں عیدِ پنتکُست کے لئے

گئے تھے۔

ہل چل مچائی۔ ۲: ۶، ۹: ۲۲، ۱۹: ۳۲۔
پکڑ لیا۔ ۴: ۳، ۵: ۱۸، ۱۲: ۱۔

۲۸۔ کہ اے اسرائیلیو! مدد کرو۔ یہ وہی آدمی ہے، جو ہر جگہ سب آدمیوں کو اُمت اور شریعت اور اس مقام کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔ بلکہ اُس نے یونانیوں کو بھی ہیکل میں لاکر اس پاک مقام کو ناپاک کیا ہے۔

اے اسرائیلیو! یہ لقب اُن کے قومی اور مذہبی تعصب کو بھڑکانے کے لئے کافی تھا (۲: ۲۲، ۳: ۱۲، ۵: ۳۵، ۱۳: ۱۶)

مدد کرو۔ ۱۲: ۹ میں بھی یہی فعل آیا ہے۔ وہاں انجیل کے لئے تھا اور یہاں انجیل کی مخالفت کے لئے۔

ہر جگہ سب آدمیوں کو۔ یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے۔ پولُس کا ہر جگہ پہنچنا اُن کی نظر میں سخت گناہ تھا۔

اُمت۔ یعنی یہودی اُمت (۱۰: ۲ کی شرح)

اس مقام۔ یعنی ہیکل۔ پولُس نے ایک دفعہ خود استفنس کے خلاف اسی قسم کے الزام میں حصہ لیا تھا (۶: ۱۳)

یونانیوں۔ ۱۴: ۱ کی شرح۔ جو اجنبی نسل کے تھے۔ یہودی نگاہوں میں یہ سخت گناہ تھا جیسے ہندو مندر کے اندر کسی شودر کا داخل ہونا۔ مسلمانوں کی نظر میں کسی کافر کا مکہ کی مسجد میں داخل ہونا۔ مقام کانڈی بدھ کے مندر میں کسی مسیحی کا قدم رکھنا ناپاک ہے۔

ناپاک کیا ہے۔ ۱۰: ۱۵، ۱۱: ۹، ہندوستان میں سب لوگ جانتے ہیں کہ جب کوئی مندر کسی کے داخل ہونے سے ناپاک ہو جائے تو کیسے پرائشچت کرنے پڑتے ہیں۔

۲۹۔ کیونکہ انہوں نے اس سے پہلے ترفمس افسی کو اس کے ساتھ شہر میں دیکھا تھا۔ اُسی کی بابت انہوں نے خیال کیا کہ پولُس اُسے ہیکل میں لے آیا ہے۔

ترفمس افسی۔ جنہوں نے اُسے پہچان لیا کہ ہمارا ہم وطن ہے (۲۰: ۴) ہمیں یقین ہے کہ دیگر غیر قوم نمایندگان بھی یروشلیم میں موجود تھے۔

انہوں نے خیال کیا۔ فعل ناتمام ہے۔ وہ اس غلطی میں پڑے رہے بمقابلہ

کرو۔ ۷ : ۲۵ ، ۱۶ : ۱۳۔ اِس قسم کے بے بنیاد شکوک اکثر جھگڑوں کی بنیاد ہوتے ہیں اس لئے ہم ایسے شکوک و شبہات سے گریز کریں۔

ہیکل میں۔ یعنی ہیکل کے اندرونی حصّہ میں۔ غیر قوموں کے بیرونی صحن میں سب کو جانے کی اجازت تھی۔ اس کے بعد ایک چبوترہ بنا ہُوا تھا جس کے اِردگرد دیوار تھی اور اس میں پھاٹک لگے ہوئے تھے جن میں سے لوگ اندر جا سکتے تھے۔ مثلاً عورتوں کا صحن۔ اسرائیلیوں کا صحن۔ کاہنوں کا صحن۔ غیر قوموں کے لئے ایک پختہ احاطہ کیا ہُوا تھا جس کی دیوار تقریباً تین ہاتھ بلند تھی اور یہ ان سیڑھیوں کے نیچے تھی جن پر سے اس چبوترہ پر جاتے تھے، اور اس اُونچی دیوار کے عین نیچے تھا۔ یوسیفس نے بیان کیا ہے (قدامت ۱۵ : ۱۱ و ۵، جنگنامہ ۵ : ۵ و ۲)۔ اس میں کچھ کچھ فاصلے پر کئی ایک ستون بنے ہوئے تھے جن پر یہ کندہ تھا کہ غیر قومیں اس سے آگے قدم نہ رکھیں۔ ان میں سے ایک کتبہ ملا ہے جس پر یہ لکھا ہُوا ہے "کوئی آدمی کسی اور قوم کا اس احاطہ دیوار کے اندر جو ہیکل کے گرد ہے داخل نہ ہو۔ اور اگر کوئی اُس کے اندر پکڑا جائے گا تو اُس کا خُون اُس کی گردن پر ہوگا۔ یہ جُدائی کی درمیانی دیوار تھی جس کا ذکر افسیوں ۲ : ۱۴ میں آیا ہے چونکہ پولُس دُوسرے کے ہمراہ رسم ادا کرنے میں مصرُوف تھا، اس لئے ان ایشیائی یہودیوں نے سمجھا کہ وہ ممنوع حد کے اندر ترفمُس کو لے گیا ہے۔

۳۰۔ اور تمام شہر میں ہلچل پڑ گئی۔ اور لوگ دوڑ کر جمع ہُوئے۔ اور پولُس کو پکڑ کر ہیکل سے باہر گھسیٹ کر لے گئے۔ اور فوراً دروازے بند کر لئے گئے۔

دوڑ کر جمع ہُوئے۔ یہودی لوگ دوڑ کر جمع ہُوئے۔ ۳ : ۱۱ میں دوڑنا ایک اور مقصد کے لئے تھا۔ یہ افواہ آگ کے شعلے کی طرح پھیل گئی کہ ہیکل کو ناپاک کر دیا ہے۔ اور ایک بڑا انبوہ جوش میں آ گیا جو عید کے لئے ہیکل کے قُرب و جوار میں جمع تھا۔

پکڑ کر ... گھسیٹ کر لے گئے۔ ۱۶ : ۱۹ میں یہ دونوں فعل اکٹھے آئے ہیں۔

ہیکل سے باہر۔ یعنی اندرونی صحنوں سے بیرونی غیر قوموں کے صحن میں گھسیٹ لائے۔

دروازے بند کر لئے گئے۔ جو اُس بلند دیوار میں تھے جن کے ذریعہ اندرونی صحن میں داخل ہو سکتے تھے۔ یہودیوں کا دستہ یہ کام کرتا تھا۔ دروازے

بند کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پھر ایسے ناپاک کرنے کا موقعہ نہ ملے یا اس اندیشہ سے کہ پولس کا خون اندرونی صحن میں بہایا نہ جائے۔

۳۱- جب وہ اُسے قتل کرنا چاہتے تھے تو اُوپر پلٹن کے سردار کے پاس خبر پہنچی کہ تمام یروشلیم میں کھلبلی پڑ گئی ہے۔

پلٹن کے سردار- ۱۰: ۱ کی شرح دیکھو۔ اُس سردار کے ماتحت ایک ہزار جوان رہتے تھے جن میں سے ۷۵۰ پیادے تھے اور ۲۵۰ سوار۔

خبر پہنچی- خبر کے لئے جو لفظ یہاں استعمال ہوا ہے وہ کسی دوسری جگہ نہیں آیا۔ پہنچی کے لئے جو لفظ ہے وہ دراصل اُوپر پہنچی کے معنے رکھتا ہے۔ مصنف کو اُن جگہوں سے پوری واقفیت تھی۔ اِس لئے وہ جانتا تھا۔ غیر قوموں کے صحن میں (۲۱: ۱ کی شرح) جو مکانات بنے ہوئے تھے اُن کے شمال مغربی کنارہ پر سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جن کے ذریعہ انتونیا کے قلعہ کے ساتھ آمد و رفت ہوتی تھی۔ یہ قلعہ ایک چٹان کی بلندی پر بنا ہوا تھا اور وہاں سے ہیکل کے صحن میں نظر پڑتی تھی اور جو کچھ وہاں ہوتا دکھائی دیتا تھا پہلے پہل ہیرودیس اعظم نے اُسے قلعہ دار محل بنایا تھا لیکن اب وہاں فوج رہتی تھی۔ اس قلعہ کا ہیکل کے ایسے نزدیک ہونا یہودیوں کی آنکھ میں خار تھا۔ عیدوں اس شور و غل کی خبر قلعہ میں پہنچی وہاں عیدوں کے موقعہ پر سپاہی ہر دم تیار رہتے تھے تاکہ اگر کوئی ہنگامہ برپا ہو تو اُسے فوراً موقوف کریں جیسے ہند و پاکستان میں محرم اور رام لیلا وغیرہ تہواروں کے موقعے پر پولیس اور سپاہی احتیاطاً اور پیش بندی کے طور پر ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

کھلبلی- دیکھو ۲: ۶-

۳۲- وہ اُسی دم سپاہیوں اور صوبہ داروں کو لیکر اُن کے پاس نیچے دوڑا آیا: اور وہ پلٹن کے سردار اور سپاہیوں کو دیکھ کر پولس کی مار پیٹ سے باز آئے۔

صوبہ داروں- ۱۰: ۱ کی شرح- یہ صوبہ دار اُس سردار کے ماتحت اور ہر صوبہ دار کے ماتحت ایک سو جوان ہوا کرتا تھا۔

لے کر- دیکھو آیت ۲۶-

دوڑا آیا- یا نیچے دوڑا آیا یعنی ان سیڑھیوں کے راستے جو انتونیا کے قلعہ

غیر قوموں کے صحن تک بنی ہوئی تھیں۔

مار پیٹ سے باز آئے۔ یہ سپاہی عین وقت پر پہنچ گئے۔ تاکہ وہ پولس کو پیٹتے پیٹتے مار ہی نہ ڈالیں۔ یہ انبوہ ایسے جوش میں تھا کہ پولس کو شہر سے باہر گھسیٹ لے جانا چاہتے تھے تاکہ اُس پر پتھراؤ کریں جیسے ستفنس کو کیا تھا۔ یہ سارا ماجرا چند منٹوں ہی میں گزر رہا۔

۳۳۔ اِس پر پلٹن کے سردار نے نزدیک آ کر اُسے گرفتار کیا اور دو زنجیروں سے باندھنے کا حکم دے کر پوچھنے لگا کہ یہ کون ہے؟ اور اس نے کیا کیا ہے؟

دو زنجیروں سے۔ اُنہوں نے پولس کو ایک خطرناک مجرم سمجھا۔ اس لئے اُسے دو زنجیروں سے جکڑا۔ ایک ایک زنجیر کے ذریعہ وہ ایک ایک سپاہی سے باندھا گیا (۱۲: ۶) اس کے بعد پولس اکثر زنجیروں سے جکڑا گیا (۲۶: ۲۹، ۲۸: ۲۰۔ افسیوں ۶: ۲۰، ۲ تمتھیس ۱: ۱۶)۔

پوچھنے لگا۔ ۴: ۷ میں یہی فعل آیا ہے۔ یہاں بھی فعل ناتمام ہے۔

۳۴۔ بھیڑ میں سے بعض کچھ چلّائے اور بعض کچھ۔ پس جب ہُلّڑ کے سبب سے کچھ حقیقت دریافت نہ کر سکا تو حکم دیا کہ اسے قلعہ میں لے جاؤ۔

چلّائے یا چلّاتے رہے۔ ۱۲: ۲۲ میں یہی فعل آیا ہے۔ جہاں دیگر مقامات میں یہ لفظ آیا ہے، اُن کا بھی مقابلہ کرو (لوقا ۲۳: ۲۱، اعمال ۲۲: ۲۴) سارے ماجرے کا اچھا نقشہ یہاں کھینچا گیا ہے۔

حقیقت۔ ۲۲: ۳۰، ۲۵: ۲۶، مقابلہ ۲: ۳۶۔ بعض ایسے جوش میں تھے کہ حقیقتِ حال بیان نہ کر سکتے تھے اور دوسرے لوگ اس ہنگامہ کی وجہ سے ناواقف تھے۔

ہُلّڑ۔ ۲۰: ۱ کی شرح۔

قلعہ جس لفظ کا یہ ترجمہ ہے اُس کے اصلی معنی ہیں یا چھاؤنی جہاں فوج مقیم ہو (عبرانی ۱۱: ۳۴، ۱۳: ۱۱ و ۱۳، مکاشفہ ۲۰: ۹، مقابلہ ۲۱: ۳۷، ۲۳: ۱۰ و ۱۶ و ۳۲) یہاں اور اعمال کی کتاب میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے اُس سے مراد ہے قلعہ میں سپاہیوں کے رہنے کی جگہ یا اُن کی بارکیں۔

۳۵- جب سیڑھیوں پر پہنچا تو بھیڑ کی زبردستی کے سبب سے سپاہیوں کو اُسے اُٹھا کر لے جانا پڑا۔

سیڑھیوں- یہ لفظ صرف یہاں اور آیت ۴۰ میں آیا ہے۔ ان سے وہی سیڑھیاں مُراد ہیں جو قلعہ سے غیر قوموں کے صحن تک جاتی تھیں یہ چھتی ہوئی نہ تھیں۔

زبردستی- یہ لفظ اعمال کی کتاب ہی میں آیا ہے (۵: ۲۶؛ ۲۴: ۷؛ ۲۷: ۴۱)
یہ معلوم کر کے کہ پولُس اُن کے ہاتھوں سے نکلا جاتا ہے تو وُہ سپاہیوں پر سیلاب کی طرح اُمڈ آئے۔ (۲۷: ۴۱) اور اُسے سپاہیوں کے ہاتھ سے چھین لے جانا چاہتے تھے۔

۳۶- کیونکہ لوگوں کی بھیڑ یہ چلاتی ہوئی اُس کے پیچھے پڑی کہ اُس کا کام تمام کر۔

پیچھے پڑی- فعل ناتمام ہے یعنی پیچھے پڑی رہی۔
اُس کا کام تمام کر- مسیح کے خلاف بھی لوگ یہی چلائے تھے (لوقا ۲۳: ۱۸- یوحنا ۱۹: ۱۵)

۳۷- اور جب پولُس کو قلعہ کے اندر لے جانے کو تھے تو اُس نے پلٹن کے سردار سے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ تجھ سے کچھ کہوں؟ اُس نے کہا۔ کیا تو یُونانی جانتا ہے۔

قلعہ- آیت ۳۴
کیا تو یُونانی جانتا ہے- اُس سردار نے تو پولُس کو ایک عام دغاباز غازی سمجھا تھا لیکن ایسی فصیح یُونانی سُن کر حیران ہو گیا (دیباچہ ۴: ۳)

۳۸- کیا تو وُہ مصری نہیں جو اس سے پہلے غازیوں میں سے چار ہزار آدمیوں کو باغی کر کے جنگل میں لے گیا۔

مصری- یُوسیفس مورّخ نے بیان کیا ہے کہ ایک مصری نے نبوّت کا دعویٰ کر کے تیس ہزار لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیا اور انہیں کوہ زیتون پر لے گیا۔ اس کا یہ ارادہ تھا کہ رومی فوج کو مغلوب کر کے یروشلیم کو فتح کر لے۔ لیکن فیلکس نے پیشقدمی کر کے اُس پر حملہ کر دیا۔ مصری تو بھاگ گیا اور اُس کے پیرو زیادہ مارے گئے۔ اور جو بچ رہے وُہ اسیر ہو گئے۔

اسی واقعہ کے ایک دُوسرے بیان میں زفدامت ۲۰: ۸ و ۶) یوسیفس نے ذکر کیا ہے کہ صرف چار سو آدمی مارے گئے اور دو سو زندہ اسیر ہوئے۔ اس سے پتہ لگتا ہے

کہ یوسیفس نے جو شمار دیا ہے وُہ قابلِ اعتبار نہیں۔

چونکہ یہ واقعہ اسی وقت کے قریب کا تھا۔ اس لئے سردار نے یہ خیال کیا کہ شاید وُہی مصری واپس آیا ہے، اور اُسی نے یہ فساد برپا کیا ہے۔

باغی کر کے - ۱۷:۶ میں یہی فعل آیا ہے۔

چار ہزار آدمیوں کو - پہلے پہل شاید اُن کے لشکر کا یہی شمار ہو۔ پیچھے رفتہ رفتہ وُہ شمار بڑھتا گیا۔ یا یہ بات ہو کہ رومیوں میں سرکاری طور پر یہی اطلاع ملی ہو۔ یوسیفس نے جو یہ دو بیان کئے ہیں، اُن میں شمار کے متعلق ایسا اختلاف ہے کہ اس پر اعتبار کرنا مشکل ہے اکثر مشرقی ممالک میں تعداد کے بارہ میں مبالغہ کیا جاتا ہے۔

خانہ بدوش - سکاری (SCARII) یہ متعصّب گروہ فیلکس کے عہدِ حکومت میں یہودیہ میں برپا ہوا (۲۳:۲۴ کی شرح) ان کا یہ نام اس لئے پڑ گیا کیونکہ یہ لوگ اپنے چوغہ کے اندر ایک چھوٹی تلوار یا خنجر رکھا کرتے تھے (جو سکا کہلاتی تھی) جس کے ذریعہ اپنے ملکی دشمنوں کو مار ڈالتے تھے اور عیدوں کے موقعوں پر لوگوں میں مل کر وُہ یہ کارروائی کیا کرتے تھے (قدامت ۲۰: ۱۳ و ۳) فیلکس نے فوج کے ذریعہ اُنکی مخالفت کی۔ اُنہوں نے بعد ازاں یہودی جنگ میں ایک بڑا حصّہ لیا۔

۳۹ - پولُس نے کہا کہ میں یہودی آدمی کلکیہ کے مشہور شہر ترسُس کا باشندہ ہُوں مَیں تیری منت کرتا ہُوں کہ مجھے لوگوں سے بولنے کی اجازت دے۔

یہودی - بذریعہ نسل یا قوم۔ اس حیثیت سے اُس کو ہیکل کے اندرونی صحن میں داخل ہونے کا پورا حق حاصل تھا، اور اُس نے ایسا کرنے سے کسی شریعت کو نہیں توڑا تھا وُہ اجنبی مصری شخص نہ تھا۔

کلکیہ کے ترسُس - ۹: ۱۱ کی شرح - یہ شہر بہت مشہور تھا۔ سردار کی نظر میں یہ امر پولُس کی ترغیب کا باعث تھا (دیباچہ ۵: ۱)

باشندہ - یعنی میونسپل شہری حقوق رکھنے والا۔ نہ شاہی شہری حقوق (۲۲: ۲۵ - ۲۹) ترسُس یونانی میونسپلٹی تھا، اس لئے پولُس کو وُہ میونسپلٹی حقوق بھی حاصل تھے اور رومی شہری ہونے کا حق بھی حاصل تھا (۱۶: ۳۷ و ۳۸) نیز دیکھو دیباچہ ۵: ۱)

مشہور شہر - رومی مشرقی ممالک میں ترسُس کو بہت شہرت حاصل تھی، اور اس

کے سکوں پر یہ لقب کندہ تھا مادر شہر اور خود مختار (AUTONOMOUS METROPOLIS)

۴۰ - جب اُس نے اُسے اجازت دی تو پولُس نے سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر لوگوں کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔ جب وُہ چُپ چاپ ہو گئے تو عبرانی زبان میں یُوں کہنے لگا۔ کہ

ہاتھ سے اشارہ کیا۔ مقابلہ کرو ۱۲: ۱۷، ۱۳: ۱۶، ۱۹: ۳۳، اور دیکھو ۲۰: ۳۴ کی شرح۔ اب یہ ہاتھ زنجیر سے بندھا تھا۔

چُپ چاپ۔ یہ لفظ پھر مکاشفہ ۸: ۱ میں آیا ہے۔ یہ بھی مؤثر نظارہ ہوگا۔ ابھی تو وُہ سیلاب اُمڈا چلا آتا تھا، اور ابھی وُہ اس زنجیر بندھے ہاتھ کے اشارے سے بالکل چُپ چاپ ہو جاتا ہے۔ کُچھ عجب رُعب داب اُس کے طور اطوار میں ہوگا کہ اُس کا ہاتھ رکھتے ہی خاموشی چھا جاتی ہے۔

عبرانی میں۔ یعنی آرامی میں (۱: ۱۹ کی شرح) یہ اُس کی حکمت عملی تھی کہ اُن سے اُن کی قومی زبان میں متکلم ہوُا۔

یُوں کہنے لگا۔ بلند آواز سے مخاطب ہوُا تاکہ سب سُن سکیں سوائے متی ۱۱: ۱۶ کے یہ لفظ لُوقا ہی نے استعمال کیا ہے (لُوقا ۶: ۱۳، ۷: ۳۲، ۱۳: ۱۲، ۲۳: ۲۰ - اعمال ۲۲: ۲)

اکیسویں باب کی تعلیم

اوّل خاص بڑے حصّے۔

(۱) دوستوں کی مشورت ۱ سے ۲۶۔

ا۔ صور میں آگاہی ۱ سے ۶۔ ب۔ قیصریہ میں منت ۷ سے ۱۴۔

ج۔ یروشلیم میں نصیحت ۱۵ سے ۲۶۔

(۲) دشمنوں کا شور ۲۷ سے ۴۰۔

ا۔ ہیکل میں ۲۷ سے ۳۲۔

ب۔ سیڑھیوں پر ۳۳ سے ۴۰۔

دوم - خاص مضامین

(۱) اعلیٰ نمونہ -

ا - ارادہ میں استقلال آیت ۱۴ و ۱۱ سے ۱۴ - آگاہیوں اور آنسوؤں اور منتوں کا اُس پر کچھ اثر نہیں جسے وُہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے - اُس پر وُہ قائم ہے -

ب - وُہ دُوسروں کے ساتھ صلح سے رہنا چاہتا ہے، ۲۰ سے ۲۶ -

ج - خطرہ میں دلیر ۲۷ سے ۴۰ - وُہ گھسیٹا گیا پیٹا گیا زنجیر سے جکڑا گیا لیکن مطمئن - بہادر اور گواہی دینے پر تیار -

(۲) خُدا کی پروردگاری -

ا - دوستی ۴ سے ۶ و ۷ و ۸ سے ۱۶ - ب - پہنچنے پر خیر مقدم - ۱۷ سے ۲۰ -

ج - خطرہ میں حفاظت - ۳۱ سے ۳۶ -

بائیسواں باب

(۱-۲۲) پولُس کی تقریر یہودیوں سے

۱ - اَے بھائیو اور بزرگو! میرا عُذر سُنو جو اب تُم سے بیان کرتا ہُوں -

میرا عُذر - اس سے مشتق فعل ۱۹: ۳۳ میں آیا ہے - اور یہ لفظ ۱ کرنتھی ۹: ۳، ۲ کرنتھی ۷: ۱۱، فلپیوں ۱: ۷ و ۱۶، ۲ تمیتھیس ۴: ۱۶، ۱ پطرس ۳: ۱۵ میں آیا ہے - انگریزی میں یہ لفظ بہت عام ہو گیا ہے، اور اس کے خاص معنی معذرت نہیں

۲ - جب اُنہوں نے سُنا کہ ہم سے عبرانی زبان میں بولتا ہے، تو اور بھی چُپ چاپ ہو گئے - پس اُس نے کہا -

بولتا ہے - دیکھو ۲۱: ۴۰ -

عبرانی زبان - ۲۱: ۴۰ کی شرح -

اور بھی چُپ چاپ ہو گئے - یہ لفظ "چُپ چاپ" یا "خاموش" پولُس تو نے

کا لفظ ہے (۲ کرنتھیوں ۳ : ۱۲ ، اتھسلنیکیوں ۲ : ۱۱ و ۱۲) مقابلہ کرو ۱۱ : ۱۸ ، ۲۱ : ۱۴ - یہودیوں کو اپنی قومی زبان پر بڑا فخر تھا۔ اور اس موقعہ پر پولُس کا عبرانی زبان میں بولنا اُس کی بڑی عقلمندی ظاہر کرتا ہے۔ ہندوؤں میں سنسکرت اور مسلمانوں میں عربی کی ایسی ہی قدر ہے۔ ایسے جملوں کو سُن کر لوگوں کے دل خوشی سے بھر جاتے ہیں۔

۳- مَیں یہودی ہُوں اور کلکیہ کے شہر ترسُس میں پیدا ہُوا۔ مگر میری تربیت اِس شہر میں گملی ایل کے قدموں میں ہُوئی۔ اور مَیں نے باپ دادا کی شریعت کی خاص پابندی کی تعلیم پائی۔ اور خُدا کی راہ میں ایسا سرگرم تھا جیسا تُم سب آج کے دِن ہو۔

مَیں - تاکیدی طور پر۔ مَیں بھی تُمہاری طرح یہودی ہُوں۔

یہودی - ۲۱ : ۳۹ ، مقابلہ کرو ۲- کرنتھی ۹ : ۲۰ - وُہ اپنے قومی حق کا دعوٰی کرتا ہے۔ وُہ کوئی اجنبی شخص نہ تھا بلکہ پیدائش اور تربیت کے لحاظ سے ویسا ہی یہودی تھا جیسے اُس کے سامعین تھے۔

کلکیہ کے شہر ترسُس - ۹ : ۱۱ کی شرح

تربیّت ... ہُوئی - یہ فعل ۷ : ۲۰ و ۲۱ میں بھی آیا ہے (پرورش پائی) مگر عام طور پر اس کے معنے تعلیم پائی ہیں۔ گو زمین مقدّس کی حدُود کے باہر پیدا ہُوا لیکن یروشلم میں نہایت تسلیم شدہ طریقہ پر تعلیم پائی۔

گملی ایل کے قدموں میں - مقابلہ کرو ۴ : ۳۵ و ۳۷ کی شرح۔ یہ محاورہ ہندو پاکستان میں عام ہے۔ گرو یا پیر کے قدموں میں۔ گملی ایل کے لئے دیکھو ۵ : ۳۴ کی شرح۔ پولُس ایک نہایت مشہُور یہودی ربّی کا شاگرد تھا۔

باپ دادوں کی شریعت - ۲۴ : ۱۴ ، ۲۸ : ۱۷ ، پولُس ابتدا میں مُوسوی شریعت کا ذکر کرتا ہے لیکن فقیہوں نے جو تفسیر اِس شریعت کی کی تھی اُسے بھی شامل کر لیتا ہے جس میں بیشمار قاعدے اور قانُون اُس وقت مروّج تھے (گلتیوں ۱ : ۱۴) جیسے ایک پکا مُسلمان اپنے دین و ایمان میں نہ صرف قرآن کو مانتا ہے بلکہ حدیثِ نبوی (سُنّت) کو بھی اور اجماع کو (اصحابہ کے اقوال کے مجموعہ کو) اور قیاس کو (جو نتیجے علمائے اسلام نے قرآن کے بارہ میں عقل و دلیل سے نکالے ہوتے ہیں)۔

خاص پابندی ۔ یہ اسم صرف اسی جگہ آیا ہے ۔ لیکن اس سے جو صفت نکلی ہے
وہ ۲۶ : ۵ میں اور اس سے مشتق دوسرا لفظ ۱۸ : ۲۵ و ۲۶ میں (نیز مقابلہ کرو ۲۳ : ۱۵
و ۲۰ ، ۲۴ : ۲۲) یعنی سخت پابندی ان کے معنوں اور اُن کے عمل کے بارہ میں ۔

تعلیم پائی ۔ ۲۲ : ۷ ۔ یعنی بڑی خبرداری سے تعلیم حاصل کی ۔

خدا کی راہ میں ایسا سرگرم ۔ دیکھو ۲۱ : ۲۰ کی شرح ۔ ایک معنی میں ہم کہہ سکتے
ہیں کہ پولُس بھی زیلوتی تھا کیونکہ فریسیوں کے لئے سخت متعصب فرقے میں شامل تھا ۔
دیکھو گلتیوں ۱ : ۱۳ و ۱۴ ، فلپیوں ۳ : ۵ و ۶ ، اب وہ مسیح کے لئے زیلوتی ہو گیا ۔ کیونکہ
اس کے لئے پاک سرگرمی اُس میں آگئی ۔

جیسا تم سب آج کے دن ہو ۔ ان الفاظ میں کیسی خوش خلقی اور دوستانہ
لہجہ پایا جاتا ہے ۔ وہ خوشی سے اس امر کو مان لیتا ہے کہ یہ دینی سرگرمی تھی اگرچہ یہ
سرگرمی غلط طریقے کی تھی ، جو لوگوں کو اُس کے خلاف مشتعل کر رہی تھی ۔ (رومی ۱۰ : ۱ و ۲)
لیکن خدا کے خاص فضل کے لئے اب بھی وہ اُن کی مانند بننا چاہتا تھا ۔

---

۴ ۔ چنانچہ میں نے مردوں اور عورتوں کو باندھ باندھ کر اور قید خانہ میں ڈال ڈال
کر مسیحی طریق والوں کو یہاں تک ستایا کہ مروا بھی ڈالا ۔

مسیحی طریق ۔ اس طریق ۔ دیکھو ۹ : ۲ کی شرح ۔

مروا بھی ڈالا ۔ وہ خاص استفنس کی طرف اشارہ کرتا ہے (آیت ۲۰ ، ۷ : ۵۸
و ۸ : ۱) لیکن غالباً دوسرے بھی اس میں شریک ہیں (۲۶ : ۱۰) اکیلے استفنس نے ہی مسیح
کی خاطر اپنی جان نہ دی تھی ۔

مردوں اور عورتوں ۔ ۸ : ۳ ، ۹ : ۲ ۔

---

۵ ۔ چنانچہ سردار کاہن اور سب بزرگ میرے گواہ ہیں کہ اُن سے میں بھائیوں کے
نام خط لے کر دمشق کو روانہ ہوا تاکہ جتنے وہاں ہوں انہیں بھی باندھ کر یروشلیم میں سزا
دلانے کو لاؤں ۔

سردار کاہن ۔ یعنی جو اُس وقت اُس عہدہ کے فرائض ادا کرتا تھا ۔ غالباً یہ
کائفا ہوگا ۔ وہ اب تک زندہ ہوگا ۔ مگر عہدہ کے لحاظ سے یہ اناس تھا (۲۳ : ۲)

سارے بزرگ ۔ یعنی یہودی پریسبٹری (لوقا ۲۲ : ۶۶) یا صدر مجلس (۴ : ۵

کی شرح)
اُن سے - یعنی سردار کاہن اور صدرِ مجلس سے -
بھائیوں کے نام خط - دیکھو ۹ : ۲ کی شرح -
سزا دلانے - ۹ : ۲ میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے مقابلہ کرو - ۲۶ : ۱۱ ، یہ فعل نئے عہدنامہ میں اس جگہ استعمال ہُوا ہے -

۶ - جب مَیں سفر کرتا کرتا دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہُوا کہ دوپہر کے قریب یکایک ایک بڑا نور آسمان سے میرے گرداگرد آ چمکا -

دوپہر کے وقت - ۹ : ۳ کے بیان کے علاوہ (مقابلہ کرو ۲۶ : ۱۳ سے) ۲۶ : ۸ میں بھی یہی لفظ آیا ہے - دن کے دوپہر ہونے کی وجہ سے یہ آسمانی نور اور بھی قابلِ غور اور اعجاز ٹھہرا -

۷ - اور مَیں زمین پر گر پڑا اور یہ آواز سُنی کہ اَے ساؤل اَے ساؤل ! تُو مجھے کیوں ستاتا ہے ؟

زمین پر - یہ اسم صرف اسی آیت میں آیا ہے اور ۹ : ۴ کے لفظ سے مختلف ہے -
اَے ساؤل اَے ساؤل - یہ اس لفظ کی عبرانی صورت ہے (۹ : ۴ کی شرح)

۸ - مَیں نے جواب دیا کہ اَے خُداوند تُو کون ہے ؟ اُس نے مجھ سے کہا مَیں یسوع ناصری ہُوں جسے تُو ستاتا ہے ؟

ناصری یا نصرانی (نذیر) یہ لفظ ۹ : ۵ میں نہیں آیا - اس لفظ سے اس رویت کا اثر دوبالا ہو جاتا ہے - وہ حقیر ناصری جلال کا خُداوند تھا - (دیکھو ۲ : ۲۲ ، ۴ : ۱۰ کی شرح)

۹ - اور میرے ساتھیوں نے نُور تو دیکھا لیکن جو مجھ سے بولتا تھا اُس کی آواز نہ سُنی -

آواز نہ سُنی - ۹ : ۴ و ۷ کی شرح - یعنی کوئی لفظ نہ سُنے جن کے کچھ معنی سمجھ سکتے - بیزا کے نسخے میں ہے " اور وہ ڈر گئے لیکن اُنھوں نے کوئی آواز نہ سُنی " مقابلہ کرو - ۹ : ۴ و ۷ -

۱۰ - مَیں نے کہا اَے خُداوند مَیں کیا کروں ؟ خُداوند نے مجھ سے کہا اُٹھ کر دمشق میں

جا، جو کچھ تیرے کرنے کے لئے مقرر ہوا ہے، وہاں تجھ سے سب کہا جائے گا۔

مَیں نے کہا۔ اَے خداوند مَیں کیا کروں۔ اس سوال کا ذکر ۹ : ۱ میں نہیں البتہ اسکا مفہوم ہے۔

۱۱۔ جب مجھے اُس نور کے جلال کے سبب کچھ نہ دکھائی دیا، تو میرے ساتھی میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دمشق میں لے گئے۔

اُس نور کے جلال کے سبب۔ ۹ : ۸ میں اس نابینا پن کا سبب ظاہر کیا گیا۔ الٰہی جلال کے پرتو نے ہر طرح کی دیگر رویت کو مٹا دیا تھا۔

۱۲۔ اور حننیاہ نام ایک شخص جو شریعت کے موافق دیندار اور وہاں کے سب رہنے والے یہودیوں کے نزدیک نیک نام تھا۔

شریعت کے موافق دیندار۔ لفظ دیندار کے لئے دیکھو ۲ : ۵، ۸ : ۲ کی شرح حننیاہ کی دینداری کا ذکر ۹ باب میں پایا نہیں جاتا۔ اس موقعہ پر پولُس نے اُس کا ذکر کیا تاکہ اپنے سامعین پر ظاہر کرے کہ یہودی مسیحی کیسے پابندِ شرع تھے۔ حننیاہ ایک دیندار عبرانی تھا۔ وہ موسوی شریعت کا توڑنے والا نہیں، بلکہ اُس پر عمل کرنے والا تھا اس لئے وہ کوئی ایسا کام نہ کریگا جو اُس کی قوم کے خلاف ہو۔
نیک نام۔ دمشق کے سارے یہودی اُس کی عزت کرتے تھے۔ مقابلہ کرو ۶ : ۳۔

۱۳۔ میرے پاس آیا اور کھڑے ہو کر مجھ سے کہا بھائی ساؤل۔ پھر بینا ہو! اُسی گھڑی بینا ہو کر مَیں نے اُس کو دیکھا۔

مَیں نے اُس کو دیکھا۔ بینائی حاصل کرنے کے بعد جس پر اُس کی نظر پڑی وہ حننیاہ تھا۔ پر محبت اور شکر گزاری کی نگاہ تھی۔

۱۴۔ اُس نے کہا ہمارے باپ دادا کے خدا نے تجھ کو اس لئے مقرر کیا ہے کہ تو اُس کی مرضی کو جانے اور اُس راستباز کو دیکھے، اور اُس کے منہ کی آواز سنے۔

ہمارے باپ دادا کے خدا نے۔ ۳ : ۱۳ سے مقابلہ کرو۔ یہ لقب دانستہ پولُس نے استعمال کیا، اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے کہ مسیحی دین یہودیت کی حقیقی تکمیل ہے۔ اور گزشتہ تاریخ سے کسی طرح کی علیحدگی نہیں۔ ۹ : ۱۷ میں حننیاہ کے الفاظ دئے

نہیں گئے۔ لیکن ان ہدایات کے عین مطابق ہیں جو اُس کو دی گئی تھیں ۹: ۱۵و۱۶۔

مقرر کیا۔ ۳: ۲۰ کی شرح، رسُول برگزیدہ برتن تھا (۹: ۱۵)

اُس کی مرضی کو جانے۔ دیکھو رُومیوں ۱۲: ۲، گلتیوں ۱: ۴، افسیوں ۱: ۵ و ۹ و ۱۱، ۵: ۱۷، ۶: ۶۔ کلسیوں ۱: ۹، ۴: ۱۲۔ ۱تھسلنیکیوں ۴: ۳، ۵: ۱۸۔ خدا کی مرضی یہ ہے کہ انسان نجات پائے۔ پاکیزہ بنے اور ساری دُنیا کو انجیل سُنائے۔ حقیقی دین یہ ہے کہ خدا کی اس مرضی کو انسان جانے اور اُس پر عمل کرے۔ رجُوع لانے سے بیشتر پولُس باوجود اپنی دینی سرگرمی کے اس مرضی سے ناواقف تھا (۱ تیمتھیس ۱: ۱۳)

اُس راستباز۔ دیکھو ۳: ۱۴، ۷: ۵۲ کی شرح (المسیح)

آواز سُنے۔ جس نے اُس کو تعلیم اور اختیار دیا (۲۶: ۱۴-۱۸)

۱۵۔ کیونکہ تُو اُس کی طرف سے سب آدمیوں کے سامنے اُن باتوں کا گواہ ہوگا جو تُو نے دیکھی اور سُنی ہیں۔

سب آدمیوں کے سامنے۔ ان سب آدمیوں میں غیر قومیں داخل ہیں۔ اگرچہ اس تقریر کے آخر تک وہ اس لفظ کو استعمال نہیں کرتا۔

گواہ۔ دیکھو ۱: ۸ و ۲۲، ۲: ۳۲ وغیرہ وہ اس لئے مقرر ہوا تھا، کہ اُس راستباز کو دیکھے اور اُس کی آواز سُنے تاکہ جو کچھ اُس نے دیکھا اور سُنا تھا اُس کی گواہی دے۔

۱۶۔ اب کیوں دیر کرتا ہے؟ اُٹھ بپتسمہ لے اور اُس کا نام لے کر اپنے گناہوں کو دھو ڈال۔

اُٹھ۔ ۸: ۲۶، ۹: ۶ کی شرح۔

بپتسمہ لے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اس بپتسمہ میں اُس کا بھی کچھ حصہ تھا۔ دیکھو ۲: ۳۸ کی شرح۔

اُس کا نام لے کر۔ ۲: ۲۱، ۷: ۵۹، ۹: ۱۴ و ۲۱ کی شرح، ایمان اس میں محذوف ہے (رُومیوں ۱۰: ۱۴)

دھو ڈال۔ یہ بھی پولُس اور لُوقا کا فعل ہے۔ ۱کرنتھیوں ۶: ۱۱ میں بھی یہ فعل آیا ہے۔ ۲: ۳۸ کی شرح دیکھو۔ بپتسمہ گناہوں سے دھوئے جانے کا نشان اور مُہر ہے۔

۱۷۔ جب مَیں پھر یروشلیم میں آ کر ہیکل میں دُعا کر رہا تھا تو ایسا ہُوا کہ مَیں بیخود ہو گیا۔

یروشلیم میں آ کر۔ جیسا ۹: ۲۶-۲۹، گلتیوں ۱: ۱۸ و ۱۹ میں مندرج ہے۔
ہیکل میں دُعا کر رہا تھا۔ ۹: ۲۹ میں اس واقعہ کا ذکر نہیں۔ عین اسی ہیکل میں یہ ماجرا واقع ہُوا، جہاں اب اُس کا عذر سننے کو لوگ حاضر تھے۔ اُس نے اُس کے ذریعہ یہ بھی ظاہر کیا کہ گو مَیں مسیحی ہُوں تو بھی اس ہیکل کی قدر کرتا ہُوں۔
بیخود ۔ ۱۰: ۱۰ کی شرح۔

۱۸۔ اور اُس کو دیکھا کہ مجھ سے کہتا ہے جلدی کر اور فوراً یروشلیم سے نکل جا۔ کیونکہ میرے حق میں تیری گواہی قبول نہ کریں گے۔

جلدی کر۔ اس لئے اُس کا قیام وہاں پندرہ روز ہی رہا (گلتیوں ۱: ۱۸)۔ خُداوند نے اپنے خادم کے خطرہ کو معلوم کیا اور اُس کو جلدی نکل جانے کی تاکید کی۔ (۹: ۲۹)

۱۹۔ مَیں نے کہا اے خُداوند! وہ خود جانتے ہیں کہ جو تجھ پر ایمان لائے مَیں اُن کو قید کراتا اور جابجا عبادت خانوں میں پٹواتا تھا۔

وہ خود جانتے ہیں۔ پولُس کا یہ خیال تھا کہ ایسے سرگرم (زیلوتی) اور انجیل کے پہلے مخالف کی گواہی کو اُس کے پہلے ہم مذہب اور واقف کار زیادہ توجّہ سے سنیں گے۔ اور وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ اپنے وطن میں یعنی یروشلیم میں کام کرنے کے لئے اُسے لیاقت بھی تھی۔ آیات ۱۷-۱۹ میں صیغہ واحد متکلّم تاکیدی ہے لیکن واقعات اس کے خلاف ثابت ہُوئے۔ یہ اکثر تجربہ میں آیا ہے کہ جب کوئی ہندوؤں یا مسلمانوں میں سے مسیحی ہو کر اپنے لوگوں میں انجیل سنانے جاتا ہے تو اُس سے لوگ سخت ناراض ہو جاتے ہیں۔ وہ اُسے مُرتد اور بیوفا قرار دیتے ہیں۔
قید کراتا ... اور پٹواتا۔ یعنی دیر تک مَیں ایسا کرتا رہا۔ پہلا فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ مقابلہ کرو ۸: ۳، ۲۶: ۱۱ سے۔

۲۰۔ اور جب تیرے شہید ستفنس کا خُون بہایا جاتا تھا تو مَیں بھی وہاں کھڑا تھا اور اُس کے قتل پر راضی تھا اور اُس کے قاتلوں کے کپڑوں کی حفاظت کرتا تھا۔

تیرے شہید ستفنس۔ اس شہادت نے اُس سرغنہ کے دل پر بڑا اثر کیا تھا

اور اُس کے رجوع لانے میں یہ واقع ممد ٹھہرا (۷: ۶۰ کی شرح)

وہاں کھڑا تھا۔ اُس قتل کا انتظام کر رہا تھا۔ (۷: ۵۸ کی شرح)

راضی تھا۔ یعنی اُس کی موت پر بڑی رضامند اور خوش تھا۔ (۸: ۱ کی شرح)

۲۱۔ اُس نے مجھ سے کہا۔ جا میں تجھے غیر قوموں کے پاس دُور دُور بھیجوں گا۔

میں تجھے ... دُور دُور بھیجوں گا۔ ۹: ۳۰ میں یہی فعل آیا ہے۔ یہاں فوق العادت ہدایت پر زور ہے اور وہاں قدرتی اُمور پر۔

غیر قوموں۔ پولُس نے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ تم جو غیر قوموں کے درمیان میرے کام کو ناپسند کرتے ہو یہ میں نے اپنی خوشی اور مرضی سے اختیار نہیں کیا۔ لیکن ایسی مجبوری سے ناچاری کے ساتھ قبول کیا۔ لیکن غیر قوموں کا ذکر بھی اُن کے دلوں میں تیر کی طرح چبھ گیا اور وہ آگ بگولا ہو گئے۔

۲۲۔ وہ اس بات تک تو اُس کی سُنتے رہے۔ پھر بلند آواز سے چلّائے کہ ایسے شخص کو زمین پر سے فنا کر دے! اس کا زندہ رہنا مناسب نہیں۔

اُس کی سُنتے رہے۔ فعل ناتمام ہے۔ یعنی لفظ غیر قوموں کے ذکر ہونے تک سُنتے رہے لیکن اس لفظ کے سُنتے ہی وہ جوش میں آ کر اُس کے خلاف چلّانے لگے۔

زمین پر سے فنا کر دے۔ دیکھو ۲۱: ۳۶ کی شرح۔

اُس کا زندہ رہنا مناسب نہیں۔ یہ فعل (رومیوں ۱: ۲۸) ناتمام ہے یہ برابر نامناسب ہے کہ وہ زندہ رہے۔ پلٹن کے سردار کو نہ چاہیے تھا، کہ اُسے اب تک زندہ رکھے جب کہ ہم اُس کا کام تمام کرنے والے تھے (۲۱: ۳۱ و ۳۲) مقابلہ کرو کہ خدا کی رائے پولُس کے بارہ میں کیا تھی اور انسانوں کی رائے کیا تھی (عبرانی ۱۱: ۳۸) دُنیا اُن کے لائق نہ تھی۔

پولُس اور لیسیاس (۲۳-۳۰)

۲۳۔ جب وہ چلّاتے اور اپنے کپڑے پھینکتے اور خاک اُڑاتے تھے۔

اپنے کپڑے پھینکتے۔ بعضوں نے اس جملہ کا یہ مطلب سمجھا کہ اُن لوگوں نے اپنے چوغے اُتار پھینکے، تاکہ اُس کو سنگسار کریں (۷: ۵۸) لیکن یہ معنی لینا

شاید زیادہ درست ہوگا کہ اُنہوں نے یا تو طیش میں آکر کپڑے اُتارے یا جوش میں آکر اپنے کپڑوں کو ڈھیلا کیا مُقابلہ کرو ۱۹: ۳۵- یہ فعل پھر اعمال ۲۷: ۱۹ و ۲۹ میں استعمال ہُوا ہے - ۱۸: ۶ سے بھی اس کا مُقابلہ کرو-

خاک اُڑاتے تھے - مقابلہ کرو - ۲ سموئیل ۱۶: ۱۳- یہ بڑے جوش کا اظہار ہے اور غم اور غصہ کا اظہار - ہندو پاکستان میں لوگ ایسے مشاہدے دیکھ چکے ہیں-

۲۴- تو پلٹن کے سردار نے حکم دے کر کہا کہ اسے قلعہ میں لے جاؤ اور کوڑے مار کر اُس کا اظہار لو تاکہ مجھے معلوم ہو کہ وہ کس سبب سے اُس کی مخالفت میں یوں چلاتے ہیں -

پلٹن کے سردار - دیکھو ۲۱: ۳۱ کی شرح -

قلعہ - ۲۱ و ۳۴ کی شرح -

کوڑے مار کر اظہار لو - لفظ اظہار تو صرف اسی عبارت میں آیا ہے (آیت ۲۹) اس سے مُراد ہے دُکھ دے کر تحقیقات کرنا یا کوڑے مارنا - مرقس ۳: ۱۰، ۵: ۲۹ و ۳۴ میں آیا ہے - دبا کے لئے جو انگریزی لفظ ہے اسی سے نکلا ہے، لوقا ۷: ۲۱ اور عبرانی ۱۱: ۳۶- اس اچانک جوش کے پھوٹ نکلنے سے سردار حیران ہوگیا - اس لئے دُکھ اور عذاب کے ذریعہ حقیقتِ حال دریافت کرنا چاہا - اُن دنوں میں بھی دُکھ دے کر دریافت کرنا عام تھا، جیسے آج تک ہمارے مشرقی ممالک میں رواج ہے -

چلاتے ہیں - یا چلاتے رہتے ہیں (۲: ۳۴)

۲۵- جب اُنہوں نے اُسے تسموں سے باندھ لیا تو پولُس نے اُس صوبہ دار سے جو پاس کھڑا تھا کہا - کیا تمہیں روا ہے کہ ایک رُومی آدمی کے کوڑے مارو اور وہ بھی قصور ثابت کئے بغیر ؟

باندھ لیا - رُومیوں کا کوڑے مارنے کا یہ دستور تھا کہ پہلے آدمی کو ننگا کرتے پھر یا تو کسی ستون سے اُسے جھکا کر باندھتے یا ٹکٹکی پر کستے تھے - پھر چمڑے کے کوڑوں سے اُس کو مارتے جن میں سیسہ بھرا ہوتا تھا - یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے اس کے یہ معنی ہیں "کوڑے مارنے کے لئے چت لٹا دینا "

تسموں سے - ان کے ذریعہ جس صورت میں چاہتے تھے پولُس کو باندھ لیا -

صُوبہ دار - ۱۰:۱ کی شرح - اس ماتحت افسر کی زیرِ نگرانی یہ ساری کارروائی ہو رہی تھی -

روا ہے - رُومی شہری کو کوڑے لگانا منع تھا -

ایک رُومی آدمی - ۳۷:۱۶ سے مقابلہ کرو - پولُس نے اپنے رُومی شہری حق کو پیش کیا -

قصُور ثابت کئے بغیر - ۳۷:۱۶ کی شرح -

۲۶ - صُوبہ دار یہ سُن کر پلٹن کے سردار کے پاس گیا اور اُسے خبر دے کر کہا - تُو کیا کرتا ہے ؟ یہ تو رُومی آدمی ہے -

تُو کیا کرتا ہے ؟ رُومی شخص کو کوڑے لگانے کی سخت سزا ملتی تھی -

۲۷ - پلٹن کے سردار نے اُس کے پاس آکر کہا - مجھے بتا تو کیا تُو رُومی ہے ؟ اُس نے کہا ہاں -

تُو - تاکیدی ہے - کیا یہ ممکن ہے کہ تُو جو فسادی یہودی ہے رُومی شہر کے حق رکھے -

۲۸ - پلٹن کے سردار نے جواب دیا کہ مَیں نے بڑی رقم دے کر رُومی ہونے کا رُتبہ حاصل کیا - پولُس نے کہا مَیں تو پیدائشی ہُوں -

بڑی رقم دے کر - یہ لفظ عبرانی ۸:۱ میں بھی آیا ہے لیکن مختلف معنوں میں - یہ تو معلُوم ہے کہ قیصر قلاوڈیس کے دنوں میں اُس کی بیگم مسالینا اور اُس کے اُمرا و وزرا رُومی شہری حقوق بیچا کرتے تھے - اس لئے یہ اغلب ہے کہ اُس قیصر کے ایّام میں اُس نے یہ حق خریدا ہو - اور اس لئے اُس نے اپنا نام قلاوڈیس لیساس اختیار کیا ہو -

رُتبہ - ٹھیک طور پر یا (۱) بذریعہ پیدائش والدین کے ذریعہ یہ رُتبہ حاصل ہو سکتا تھا - یا (۲) بطور عطیہ کسی مُلکی خدمت کے صلہ میں یا (۳) بعض صُورتوں میں روپیہ کے ذریعہ -

مَیں تو پیدائشی ہُوں - دیکھو دیباچہ ۵:۱ - یہ تو ہمیں معلُوم نہیں کہ پولُس کے والدین کو یہ رُتبہ کیسے ملا - اُس کے اس رُومی رُتبہ کو اُس کے یُونانی ترسسی رُتبہ سے تمیز رکھیں (۳۹:۲۱)

۲۹ - پس جو اُس کا اظہار لینے کو تھے ، فوراً اُس سے الگ ہو گئے اور پلٹن کا

سردار بھی یہ معلوم کر کے ڈر گیا، کہ جس کو اُس نے باندھا ہے وہ رُومی ہے۔

اظہار۔ آیت ۲۴ کی شرح۔
ڈر گیا۔ مبادا اُس کی اس ناجائز کارروائی کی اطلاع اعلیٰ حکام تک پہنچے اور وہ شاہی موردِ عتاب ہو۔ ۱۶: ۳۸ سے مقابلہ کرو۔
اُس نے باندھا ہے۔ یعنی بے عزتی سے کوڑے مارنے کے لئے۔ بیزا کے نسخہ میں یہ عبارت بھی ہے "اور فوراً اُس نے اُسے کھول دیا۔"

۳۰۔ صبح کو یہ حقیقت معلوم کرنے کے ارادہ سے کہ یہودی اس پر کیا الزام لگاتے ہیں اُس نے اُس کو کھول دیا اور سردار کاہن اور سب صدر عدالت والوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور پولُس کو نیچے لے جا کر اُن کے سامنے کھڑا کر دیا۔

یہ حقیقت معلوم کر کے۔ ۲۱: ۳۴۔
اُس کو کھول دیا۔ اُس کے تسمے کھولے گئے اور ٹکٹکی پر سے وہ اُتارا گیا اور غالباً ایک زنجیر بھی اُتار دی گئی ہوگی۔ (۲۱: ۳۳) لیکن پھر بھی وہ جنگی پہرہ میں رہا۔ اور ایک زنجیر کے ذریعہ ایک سپاہی سے بندھا تھا۔ اب صدر مجلس کے سامنے وہ بے بندھا حاضر کیا گیا۔
سردار کاہن۔ دیکھو ۴: ۶ و ۲۳ کی شرح۔
صدر عدالت۔ (۴: ۵ کی شرح) اسی وقت یہ عدالت ہیکل کی پہاڑی پر جمع ہوئی ہوگی نہ کہ ہیکل کے احاطہ میں۔
نیچے لے جا کر۔ یعنی انتونیا کے قلعہ سے (۲۱: ۳۱ و ۳۲ کی شرح)

بائیسویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے۔

۱۔ یہودیوں کے سامنے اُس کا عذر آیات ۱ سے ۲۱ (یہودیوں کے لئے یہودی)
۲۔ رُومی سپاہیوں کے سامنے اُس کا وطیرہ ۲۲ سے ۳۰ (غیر قوموں کے درمیان غیر قوم)

دوم - (۱) پولُس کی حکمت تقریر کرنے میں -
ا - قومی زبان استعمال کی آیت ۲ -
ب - تقریر میں خوش خُلقی -
بھائیو اور بزرگو آیت ۱ - باپ دادوں کی شرافت آیت ۳ -
خدا کی راہ میں سرگرم آیت ۳ - بھائیو آیت ۵ -
ہمارے باپ دادوں کا خُدا آیت ۱۴ -
ج - کوئی دل دُکھانے والا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا -
یہ طریق - آیت ۴ سارے آدمی - آیت ۱۵ -
د - ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جسے اُس کے سامعین اچھی طرح سمجھ سکتے تھے
آیات ۳ و ۱۲ و ۱۴ -
ھ - ظاہر کیا کہ خُدا کے مکاشفہ نے کیسی اُس کی ہدایت کی آیات ۶ سے ۱۰ و
۱۴ و ۱۵ و ۱۷ سے ۲۱ لیکن پھر بھی صفائی اور استقلال سے اپنا مقدمہ پیش
کیا - ۸ سے ۱۰ و ۲۱ -
۲ - ایک نو مرید کی شہادت -
ا - رجُوع لانے سے پیشتر اسے (مخالفت) پیدائش یہ عجیب آیت ۳ -
تربیت صحیح آیت ۳ - سرگرمی قابلِ تسلیم آیات ۳ و ۱۰ -
رُتبہ قابلِ اعتبار آیت ۵ - (لیکن مسیحی دین کا مخالف)
ب - رجُوع لانے کے وقت - ۶ سے ۱۶ (اطاعت)
ج - رجوع لانے کے بعد ۱۷ سے ۲۱ (خاص خدمت اور خاص ذمہ داری)

تئیسواں باب

۱ - پولُس نے صدر عدالت والوں کو غور سے دیکھ کر کہا - اَے بھائیو ! مَیں نے آج تک کمال نیک نیتی سے خُدا کے واسطے عمر گزاری ہے -

غور سے دیکھ کر۔ ۱ : ۱۰ کی شرح - یہ فعل پولُس کے بارہ میں ۱۲ : ۱۴ و ۱۴ : ۹ - میں بھی استعمال ہوا ہے - اپنے پہلے ایّام میں وہ صدرِ مجلس کا شاید ممبر رہ چکا تھا - (۲۶ : ۱۰ کی شرح) اِس لئے حاضرین میں کئی ایک ایسے شخص ہونگے جن سے وہ آشنا تھا -

اَے بھائیو! - اِس خطاب کا مقابلہ ۴ : ۸ ، ۷ : ۲ سے کرو - دوستانہ مساوات کے طریقہ سے وہ یہودی پیشوایانِ دین سے پیش آیا -

کمال نیک نیتی - نیک نیتی کے لئے لفظ کانشنس ہے - اِس کے لغوی معنی "ہم علمی" ہے - یعنی ایسا علم جو پیشتر معلومات کی رُو سے حاصل ہوتا ہے - ستوئیکی فرقہ کے لوگ اِس لفظ کو بہت استعمال کرتے تھے - لیکن نئے عہدنامہ میں اِس لفظ نے ایک نئے معنی حاصل کئے - نئے عہدنامہ میں یہ لفظ تقریباً تیس دفعہ استعمال ہوا ہے خاصکر پولُس کے خطوں میں - اِس کے معنی وہ اخلاقی وقوتِ قلبی ہے جو افعال کے نیک و بد کو قرار دیتی ہے - اِس کا ذکر مقامات ذیل میں یوں آیا ہے -

ا - نیک نیتی ۲۳ : ۱ ، ۱ تیمتھیس ۱ : ۱۹ ، عبرانی ۱۳ : ۱۸ ، ۱ پطرس ۳ : ۱۶ و ۲۱ -

ب - میرا دل اعمال ۲۴ : ۱۶ -

ج - کمزور دل - ۱ کرنتھی ۸ : ۷ و ۱۰ و ۱۲ -

د - پاک دل - ۱ تیمتھیس ۳ : ۹ ، ۲ تیمتھیس ۱ : ۳ -

ہ - دل ..... داغا گیا - ۱ تیمتھیس ۴ : ۲ -

و - دل ... گناہ آلودہ - طِطُس ۱ : ۱۵ -

ی - دل کے الزام - عبرانی ۱۰ : ۲۲ -

پولُس نے ساری باتوں میں کانشنس کے مطابق چلنے کی کوشش کی تھی اِس لئے اُس کی دلائل کی تردید نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ امرِ واقعی پر مبنی تھیں -

خُدا کے واسطے - گویا وہ انسان کے تختِ عدالت سے اعلیٰ تختِ عدالت کے آگے فریاد کرتا ہے - مقابلہ کرو ۱ کرنتھی ۴ : ۳ و ۴ ، ۱ تھسلنیکی ۲ : ۱۰ -

عُمر گذاری - یہ خاص فعل ہے - اِس جگہ کے سوائے صرف فلپیوں ۱ : ۲۷ میں آیا ہے - ایک جماعت - ریاست یا سلطنت کے ممبر کے چال چلن کو ظاہر کرتا

ہے - اِس سے مشتق لفظ افسیوں ۲: ۱۲ میں آیا ہے - پولُس نے اپنے چلن کا ذکر بحیثیت یہودی اُمت کے بیان کیا -

۲ - سردار کاہن حننیاہ نے اُن کو جو اُس کے پاس کھڑے تھے حکم دیا کہ اُس کے مُنہ پر طمانچہ مارو -

حننیاہ - ندی باس (NEDE BAUS) سردار کاہن کا بیٹا ۴۷ء سے ۵۹ء تک - ہیرودیس خلقیس (CHALCIS) کے ذریعہ اُس کو یہ عُہدہ ملا تھا - اُس نے اپنے عُہدہ کے ایّام میں سامریوں پر سخت ، تشدد اور ظلم کیا - اس لئے جواب دینے کے لئے یہ رُوم میں طلب کیا گیا لیکن اگریپّا خُورد کی سفارش سے بَری ہو گیا -

یُوسفیس مؤرّخ نے اس سردار کاہن کے لالچ - غارت گری اور ظلم کا بیان کیا ہے - (قدامت ۲۰: ۹ و ۱۲) فیلکس کی گورنری کے اختتام کے قریب یہ معزول کیا گیا - جو سلُوک اس شخص نے پولُس کے ساتھ کیا ، وہ اُس کی عین عادت کے مطابق تھا - معزولی سے تھوڑی دیر بعد غازیوں کے ہاتھ بُری طرح یہ مارا گیا (۶۶ء) یُوسفیس کا جنگنامہ ۲: ۱۷ و ۱۹ -

جو پاس کھڑے تھے - یعنی ملازم -

مُنہ پر طمانچہ مارو - مقابلہ کرو یُوحنّا ۱۸: ۲۲ سے - گویا کہ پولُس نے کفر بکا تھا - ایسا حکم نہ صرف ناجائز بلکہ ناقابلِ برداشت تھا -

۳ - پولُس نے اُس سے کہا - اَے سفیدی پھری ہُوئی دیوار ! خُدا تُجھے مارے گا - تُو شریعت کے موافق میرا انصاف کرنے کو بیٹھا ہے ; ور کیا شریعت کے برخلاف مُجھے مارنے کا حکم دیتا ہے ؟

سفیدی پھری ہُوئی دیوار - مقابلہ کرو متی ۲۳: ۲۷ سے - یعنے دیکھنے میں تو خُوبصُورت لیکن اندر ناپاکی بھری ہُوئی -

خُدا تُجھے مارے گا - بے انصافی اپنا انتقام آپ لے گی - پولُس اس وقت اپنے قابُو سے نکل گیا ، اور غصّہ میں یہ الفاظ اُس کے مُنہ سے نکل گئے - مصنّف نے کیسی صحت سے اس واقعہ کو بھی چھپایا نہیں بلکہ ظاہر کر دیا - جہاں رسُولوں سے

غلطی ہُوئی وہ اُس غلطی کا اقرار بھی ذکر دیتا ہے۔

۴۔ جو پاس کھڑے تھے اُنہوں نے کہا کیا تو خُدا کے سردار کاہن کو بُرا کہتا ہے؟

خُدا کے سردار کاہن ۔۔۔۔۔ یہ الفاظ یُوحنا ۱۸: ۲۲، ۱ کرنتھی ۴: ۱۲، ۱-پطرس ۲: ۲۳ میں بھی آتے ہیں۔ آخری حوالے سے ظاہر ہے کہ جب ہمارے خُداوند کے ساتھ ایسی بدسلُوکی ہُوئی تو اُس نے کیسی برداشت کی اور اپنے آپ کو سنبھالے رکھا۔ لیکن پولُس اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا۔ یہُودیوں کو اُن کی شریعت میں حکم تھا کہ اپنے سردار کاہن کی ازحد عزّت و تعظیم کریں کیونکہ وُہ گویا خُدا کا خلیفہ تھا جو تختِ عدالت پر بیٹھا تھا۔ (استثنا ۱۷: ۸ سے ۱۳۔ بمقابلہ خروج ۲۲: ۸ و ۹ زبُور ۸۲: ۱ وغیرہ)

۵۔ پولُس نے کہا۔ اَے بھائیو! مجھے معلُوم نہ تھا، کہ یہ سردار کاہن ہے کیونکہ لکھا ہے کہ اپنی قوم کے سردار کو بُرا نہ کہہ۔

مجھے معلُوم نہ تھا کہ یہ سردار کاہن ہے ۔ یا یہ "مجھے معلوم نہ تھا کہ جو بولا وُہ سردار کاہن تھا"۔ اس جُملہ کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں۔

(ا) نظر کی کمزوری کی وجہ سے سردار کاہن کو پہچان نہ سکا۔

(ب) چُونکہ پولُس مُدّت سے یروشلیم سے غیر حاضر رہا تھا اس لئے اُسے معلُوم نہ تھا کہ حننیاہ سردار کاہن تھا۔ یا شاید یہ عارضی طور پر سردار کاہن کا کام کرتا ہو کیونکہ اُن دنوں میں بہت بےقاعدگیاں عمل میں آئیں۔

(ج) پولُس کے اصلی معنی یہ تھے "مَیں نے بولتے وقت خیال نہیں کیا کہ مَیں سردار کاہن سے مخاطب ہُوں"۔ (مقابلہ کرو لُوقا ۲۳: ۳۴، اعمال ۱۲: ۹)۔

(د) یہ بھی ذکر ہُوا ہے کہ بہت سے معزُول شدہ سردار کاہن صدرِ مجلس میں حاضر تھے (۴: ۲۳ کی شرح)

حننیاہ شاید فی الحقیقت اس صدرِ مجلس کا میرِ مجلس نہ تھا۔ ۴: ۶ کی شرح۔ علاوہ ازیں ایڈرشائیم اور دُوسروں نے بیان کیا ہے کہ سردار کاہن اپنا خاص لباس صرف اُس وقت پہنا کرتا تھا جب وُہ اپنی خاص خدمت عام میں مصروف ہوتا۔ اگرچہ پولُس کے حقیقی معنی دریافت کرنا مشکل ہے تو بھی (ج) اور (د) کی تفسیریں زیادہ

قرینِ قیاس ہیں۔

کیونکہ لکھا ہے۔ خروج ۲۲: ۲۸ (ستروں کے مطابق) پولُس نے فوراً اپنے قصور کو تسلیم کرلیا، اور کتابِ مقدس کی سند کی فوراً اطاعت کی۔ اس اصول کی توسیع کی گئی ہے۔ دیکھو رومیوں ۱۳: ۱ سے ۷، ۱ پطرس ۲: ۱۳ سے ۱۷۔

۶۔ جب پولُس نے یہ معلوم کیا کہ بعض صدوقی ہیں اور بعض فریسی، تو عدالت میں پکار کے کہا۔ کہ اے بھائیو! میں فریسی اور فریسیوں کی اولاد ہوں۔ مُردوں کی اُمید اور قیامت کے بارے میں مجھ پر مقدمہ ہو رہا ہے۔

یہ معلوم کیا۔ صدرِ مجلس میں شاید کچھ اور ماجرا گزرا ہوگا جس کے باعث پولُس نے یہ نیا قدم اُٹھایا۔ آیت ۹ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسے اپنا عذر بیان کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ اور اُس نے پھر اپنے اعجازی رجوع لانے کا ذکر کیا۔ حاضرین نے اس عذر کو اپنے اپنے مختلف طریقوں کے مطابق مختلف طور سے سُنا۔ اس پر پولُس نے یہ بیان کیا جو یہاں درج ہے۔ موجودہ عبادت میں اصلی کارروائی کا بہت مختصر بیان ہے۔

بعض صدوقی ہیں۔ ۴: ۱، آیت ۴۲ کی شرح۔ مکابیوں کے زمانہ میں فریسیوں کا عروج ہوا، اگرچہ وہ اپنا آغاز اس سے بہت پہلے بتاتے تھے۔ اس لفظ فریسی کے معنی ہیں "علیحدہ کیا گیا"۔ اور یہودیوں میں یہ لوگ بہت دیندار اور پابندِ شرع تھے۔ ان کا باہمی سلوک ویسا ہی تھا جیسے مسلمانوں میں شیعہ اور سُنی کے درمیان آج تک پایا جاتا ہے۔ پولُس کو اپنے پہلے تجربہ سے معلوم تھا کہ ان دونوں فرقوں میں کیسی ناچاقی چلی آتی تھی۔

پکار کے کہا۔ فعل ناتمام۔ بعض قدیم نسخوں میں ہے کہ "اُس نے پکارنا شروع کیا" یا "پکارتا رہا"۔ بعد ازاں وہ اپنے اس فعل سے نادم ہوا (۲۴: ۲۱ کی شرح) پولُس اس وقت بڑی نازک اور خطرناک حالت میں تھا۔ اُس نے جلد بازی یا شاید نادانی سے یہ کیا۔

میں فریسی اور فریسیوں کی اولاد ہوں۔ مقابلہ کرو فلپیوں ۳: ۵، تمتھیس ۱: ۳، اور دیکھو دیباچہ ۵: ۱۔ اُس کا شاید یہ مطلب تھا کہ میں اُس فریق سے علاقہ رکھتا

ہُوں جو دینداری اور مذہبی عقیدہ کے بڑے حامی ہیں، بمقابلہ اُس فریق کے جو اعجازی اور الہامی باتوں پر شک کرتے اور ٹھٹھا اڑاتے ہیں۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ میرے آبا و اجداد کا بھی یہی دین اور ایمان تھا۔ مقدّس پولُس نے ہمیشہ یہ دعویٰ کیا کہ اُس کا مسیحی عقیدہ یہودی عقیدے اور اُمید کے (بشرطیکہ اُس کی صحیح تفسیر کی جائے) خلاف نہ تھا۔ اب تک اُس نے یہودی طور پر عمل کیا اور یہودی حقوق کا مُدّعی رہا۔ اُس کے نزدیک مسیح شریعت کا تکمیل کنندہ تھا۔ اُس کی فریسی تربیت مسیح تک پہنچانے میں اُس کی ہادی ہوئی۔

مُردوں کی اُمید اور قیامت کے بارہ میں۔ مقابلہ کرو ۲: ۲۶، ۲۴: ۱۵، ۲۶: ۶و۷، ۲۸: ۲۰۔ اس جُملہ کا عموماً یہ مطلب سمجھا گیا ہے "مُردوں کی قیامت کی اُمید"۔ فریسی اس اُمید پر مستقل طور پر جمے ہوئے تھے، لیکن صدوقیوں نے اس کو رد کر دیا تھا۔ اس جُملہ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں "مسیح برکتوں کی اُمید اور مُردوں کی قیامت"۔ یہ قابلِ غور ہے کہ قیامت پر بار بار اس کتاب میں زور دیا گیا ہے۔ (۱: ۲۲، ۲۴: ۳-۱۵)

۷۔ جب اُس نے یہ کہا، تو فریسیوں اور صدوقیوں میں تکرار ہوئی اور حاضرین میں پھوٹ پڑ گئی۔

تکرار۔ دیکھو ۱۵: ۲۔
پھوٹ پڑ گئی۔ ۱۴: ۴۔

۸۔ کیونکہ صدوقی تو کہتے ہیں کہ نہ قیامت ہے نہ کوئی فرشتہ نہ رُوح۔ مگر فریسی دونوں کا اقرار کرتے ہیں۔

کیونکہ صدوقی۔ ۴: ۱ کی شرح۔

۹۔ پس بڑا شور ہوا، اور فریسیوں کے فرقے کے بعض فقیہہ اُٹھے، اور یوں کہہ کر جھگڑنے لگے کہ ہم اس آدمی میں کچھ بُرائی نہیں پاتے اور اگر کسی رُوح یا فرشتہ نے اُس سے کلام کیا ہو تو پھر کیا؟

بڑا شور۔ مجلس ایک ہنگامہ بن گیا۔ اور لوگ زور زور سے چلّانے لگے۔ جیسے کبھی شیعوں اور سُنّیوں کے مجمع میں واقع ہوتا ہے۔ کوئی حسین حسین شہید پکارتا ہے جو

کھلبلی اس موقعہ پر ہوئی ہم اُس کا تصوّر اپنے دل میں کر سکتے ہیں۔
قہقہہ۔ ۴: ۵ کی شرح۔
جھگڑنے لگے۔ فعل ناتمام ہے۔ شدّت سے اور لگاتار۔ یہ مرکب لفظ صرف اِسی آیت میں آیا ہے۔ اُن کی ساری کوشش اِس زیادہ صحیح تعلیم کی طرف تھی۔
کسی رُوح یا فرشتہ نے۔ وُہ پولُس کا یہ دعویٰ تو نہیں مانتے کہ اُس نے صعُود یافتہ جلالی مسیح کو دیکھا۔ لیکن وُہ یہ ماننے کو تیار ہیں کہ اُس نے کوئی فوق العادت رویا دیکھی ہوگی۔

۱۰۔ اور جب بڑی تکرار ہوئی، تو پلٹن کے سردار نے اس خوف سے کہ مبادا پولُس کے ٹکڑے کر دئے جائیں فوج کو حکم دیا کہ اُتر کر اُسے اُن میں سے زبردستی نکالو اور قلعہ میں لے آؤ۔

تکرار۔ آیت ۷ اور ۱۵: ۲ میں یہی لفظ آیا تھا۔
پلٹن کے سردار۔ ۲۱: ۳۱ کی شرح معلوم ہوتا ہے کہ اس ساری کارروائی کے وقت وُہ موجُود تھا۔
ٹکڑے کر دئے جائیں۔ مرقس ۵: ۴ میں بھی یہ لفظ آیا تھا۔ اس ہنگامہ کی شدّت کا اظہار ہے۔
اُتر کر۔ ۲۱: ۳۱ و ۳۲ کی شرح۔
زبردستی نکالو۔ ۸: ۳۹ میں بھی یہی لفظ تھا۔ مقابلہ کرو ۲۱: ۳۵۔
قلعہ۔ ۲۱: ۳۴ کی شرح۔

۱۱۔ اُسی رات خُداوند اُس کے پاس آکھڑا ہوا اور کہا۔ خاطر جمع رکھ کہ جیسے تُو نے میری بابت یروشلیم میں گواہی دی ہے ویسے ہی تجھے رُومہ میں بھی گواہی دینی ہوگی۔

اُسی رات جسمانی اور رُوحانی طور پر دو دن سختی کے گزرے۔ اُس کی تجویز یہودیوں کے ساتھ ملاپ کرنے کی پاش پاش ہوگئی وُہ سخت مایوس اور دل شکستہ ہوگیا اور گزشتہ معاملہ پر نظر ڈالکر اُسے اپنی ناکامیابی اور غلطی کا یقین ہوگیا۔
خُداوند۔ یعنی خُداوند یسُوع۔

آ کھڑا ہوا۔ مقابلہ کرو ۱۳ : ۷ سے۔ اس قسم کی مداخلت ایسے ضروری موقعوں پر ہوتی ہے ۱۸ : ۹، ۲۷ : ۲۳۔
خاطر جمع رکھ۔ دیکھو متی ۹ : ۲۲، ۱۴ : ۲۷، مرقس ۶ : ۵۰، ۱۰ : ۴۹، یوحنا ۱۶ : ۳۳۔ ان مقامات کا مطالعہ اور مقابلہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اس رویت نے پولس کو یقین دلایا اور حوصلہ دیا کہ یہ زنجیر غلطی کا نتیجہ نہیں بلکہ الٰہی تجویز کے سلسلہ میں یہ بھی ایک کڑی ہے (فلپیوں ۱ : ۱۲ و ۱۳)
روم میں بھی۔ ۱۹ : ۲۱ کی شرح۔ الٰہی مالک اپنے بندے کو ایک غیر متوقع طریقہ سے منزل مقصود کی طرف لے جارہا تھا۔

پولس قیصریہ بھیجا گیا (۱۲-۳۵)

۱۲۔ جب دن ہوا تو یہودیوں نے ایکا کرکے اور لعنت کی قسم کھا کر کہا کہ جب تک ہم پولس کو قتل نہ کریں، نہ کچھ کھائینگے نہ پئیں گے۔

ایکا کرکے۔ ۱۹ : ۴۰، پولس کے خلاف یہ سازش کی گئی۔
لعنت کی قسم کھا کر۔ یہ فعل صرف اسی مقام میں آیا ہے (آیات ۱۴ و ۲۱) اور مرقس ۱۴ : ۷۱ میں۔ لیکن اس سے مشتق اسم آیت ۱۴، رومیوں ۹ : ۳، ۱۔کرنتھی ۱۲ : ۳، ۱۶ : ۲۲، گلتیوں ۱ : ۸-۹ میں مستعمل ہوا ہے۔ گویا انہوں نے اپنے تئیں بربادی کے لئے مخصوص کیا، اگر اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوں۔ یوسیفس نے اسی قسم کی ایک سازش کا ذکر کیا ہے جو دس آدمیوں نے ہیرودیس اعظم کے خلاف کی تھی (قدامت ۱۵ : ۸ و ۳ و ۴)

۱۳۔ اور جنہوں نے آپس میں یہ سازش کی وہ چالیس سے زیادہ تھے۔

چالیس سے زیادہ۔ ایسے کام کے لئے مناسب موقع ملنے پر یہ تعداد کافی سے زیادہ تھی۔ یہ شاید غازیوں یا زیلوتی فرقے سے متعلق ہوں گے (۲۱ : ۳۸ کی شرح)
سازش۔ یہ لفظ صرف اسی آیت میں آیا اور بذریعہ قسم منصوبہ باندھنے کے لئے آتا ہے۔

۱۴- پس اُنھوں نے سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس جاکر کہا۔ کہ ہم نے سخت لعنت کی قسم کھائی ہے ، کہ جب تک پولُس کو قتل نہ کرلیں کچھ نہ چکھیں گے ۔

سردار کاہنوں اور بزرگوں - ۴ : ۵ و ۲۳ کی شرح ۔

ہم نے سخت لعنت کی قسم کھائی ہے - یہ عبرانی محاورہ "ہم نے لعنت کے ساتھ لعنت لی ہے۔" (آیت ۱۲ کی شرح)

۱۵- پس اب تم صدر عدالت والوں سے مل کر پلٹن کے سردار سے عرض کرو کہ اُسے تمہارے پاس لائے گویا تم اُس کے معاملہ کی حقیقت زیادہ دریافت کرنی چاہتے ہو ، اور ہم اُس کے پہنچنے سے پہلے اُس کے مار ڈالنے کو تیار ہیں ۔

صدر عدالت والوں سے مل کر - بیزا کے نسخہ میں یوں ہے "ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے یہ کریں جب آپ کونسل کو جمع کریں" اس سے یہ پتا لگتا ہے کہ پہلے عدالت یا کونسل منعقد ہو پھر یہ درخواست پلٹن کے سردار سے لیجائے ۔

عرض کرو - ۲۴ : ۱، ۲۵ : ۲ و ۱۵ میں اِس کا ترجمہ فریاد کیا گیا ہے ۔

تمہارے پاس لائے - انتونیا کے قلعہ سے (۲۱ : ۳۱ و ۳۲ کی شرح)

معاملہ کی حقیقت - یہ فعل ۲۴ : ۲۲ میں پھر آیا ہے - یہ مقدمہ کے فیصلہ کے بارے میں آتا ہے لیکن اس آیت میں اس کے یہ معنی ہیں "زیادہ پورے طور سے تحقیقات کرنا"

زیادہ دریافت - دیکھو ۱۸ : ۲۵ و ۲۶ ۔

اُس کے پہنچنے سے پہلے - یعنی صدر مجلس تک پہنچنے سے پہلے ۔

۱۶- لیکن پولُس کا بھانجا اُن کی گھات کا حال سُن کر آیا ، اور قلعہ میں جاکر پولُس کو خبر دی ۔

پولُس کا بھانجا - اس رسُول کی تاریخ میں اس بھانجے کا ذکر صرف اِسی مقام میں آیا ہے - یہ قیاس کیا گیا ہے کہ پولُس کی ہمشیرہ اور اُس کا بیٹا یروشلیم میں رہتے تھے لیکن زیادہ گمان یہ ہے کہ یہ نوجوان تعلیم کے لئے یروشلیم میں آیا ہُوا تھا جیسے پولُس خود اُسی جگہ تعلیم پا چکا تھا۔ (۲۲ : ۳) یا شاید عید کی تقریب پر آیا ہو۔

اُن کی گھات کا حال سُن کر - یہ اسم ۲۵ : ۳ میں پھر آیا ہے - البتہ اس

سے مشتق فعل آیت ۲۱، لُوقا ۱۱: ۵۴ میں بھی مستعمل ہے۔ یہ لُوقا کا الفاظ ہے۔ رامزے صاحب اور بعض دیگر علما کا خیال ہے کہ اس نوجوان کو جو اس سازش کا علم ہُوا تو اِس کی یہ وجہ ہوگی کہ یہ اُس کونسل کے مجمعوں میں آسکتا تھا، اور بعض یہودی رؤسا سے اُس کی آشنائی تھی۔ پولُس کے خاندان کے بعض اشخاص پولُس کے رجُوع لانے کے مخالف نہیں رہتے تھے بلکہ اُس سے دوستانہ برتاؤ کرنے لگ گئے تھے۔ یہ سب قیاس ہی سمجھئے، اور ہمیں تحقیق معلُوم نہیں کہ یہ نوجوان اِس سازش سے کیسے واقف ہُوا ہوگا۔ شاید اتفاقیہ یہ راز اُس پر کُھل گیا ہو۔ مشرق میں بھی یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی خبریں کسی نہ کسی طرح نکل جاتی ہیں۔

قلعہ۔ ۲۱: ۳۴ کی شرح۔

۱۷۔ پولُس نے صُوبہ داروں میں سے ایک کو بُلا کر کہا، اِس جوان کو پلٹن کے سردار کے پاس لے جا۔ یہ اُس سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔

صُوبہ دار۔ ۱۰:۱ کی شرح۔

جوان۔ ۷: ۵۸ کی شرح۔ یہ لفظ صرف اعمال ہی میں آیا ہے (آیات ۱۸ و ۲۲، ۷: ۵۸ و ۲۰: ۹)

۱۸۔ پس اُس نے اُس کو پلٹن کے سردار کے پاس لے جا کر کہا کہ پولُس قیدی نے مجھے بُلا کر درخواست کی، کہ اِس جوان کو تیرے پاس لاؤں کہ تجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔

پولُس قیدی۔ اسیری کے خطوط میں پولُس نے یہ جملہ خود اپنے لئے کئی بار استعمال کیا۔ (افسیوں ۳: ۱، ۴: ۱، ۲ تیمتھیُس ۱: ۸، فلیمون ۱ و ۹)

۱۹۔ پلٹن کے سردار نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اور الگ جا کر پُوچھا کہ مجھ سے کیا کہنا چاہتا ہے؟

اُس کا ہاتھ پکڑ کر۔ تاکہ یہ جوان کُھلے دِل سے بیان کر سکے۔ رُومی شہری کی حیثیت سے یہ سردار پولُس پر مہربانی کیا چاہتا تھا، اگرچہ پہلے اس سے غلطی سرزد ہُوئی تھی (۲۲: ۲۹)

پُوچھا۔ ۴: ۷ کی شرح۔ یہی لفظ اگلی آیت میں آیا ہے۔

۲۰- اُس نے کہا۔ یہودیوں نے ایکا کیا ہے، کہ تجھ سے درخواست کریں کہ کل پولُس کو صدر عدالت میں لائے۔ گویا تُو اُس کے حال کی اور بھی تحقیقات کرنا چاہتا ہے

ایکا کیا ہے۔ یہ فعل لُوقا ۲۲: ۵، یُوحنّا ۹: ۲۲ میں بھی آیا ہے۔ نئے عہدنامہ میں جہاں کہیں یہ لفظ آیا ہے وہاں یہ مسیحیوں کے خلاف ایکا کرنے کے لئے آیا ہے۔
اور بھی تحقیقات کرنا چاہتا ہے۔ قدیم نسخوں سے یہی معنی نکلتے ہیں۔ یہ کونسل برائے نام منعقد ہونے والی تھی۔ اور پلٹن کے سردار کے نام سے۔

۲۱- لیکن تُو اُن کی نہ ماننا، کیونکہ اُن میں چالیس شخص سے زیادہ اُس کی گھات میں ہیں، جنہوں نے لعنت کی قسم کھائی ہے کہ جب تک اُسے مار نہ ڈالیں نہ کھائیں گے نہ پئیں گے۔ اور اب وُہ تیار ہیں۔ صرف تیرے وعدے کا انتظار ہے۔

گھات۔ آیت ۱۶ کی شرح۔
لعنت کی قسم کھائی ہے۔ آیت ۱۲ کی شرح۔
وعدے۔ کہ تو پولُس کو صدر عدالت میں لیجائے گا۔ نئے عہدنامہ میں صرف یہی ایک آیت ہے جہاں انسانی وعدے کا ذکر آیا ہے۔ اعمال میں جہاں یہ لفظ آیا ہے وہاں اس پر غور کرو (۱: ۴، ۲: ۳۳ و ۳۹، ۷: ۱۷، ۱۳: ۲۳ و ۳۲، ۲۶: ۶)

۲۲- پس سردار نے جوان کو یہ حکم دے کر رخصت کیا کہ کسی سے نہ کہنا کہ تُو نے مجھ پر یہ ظاہر کیا۔

جوان کو ... رخصت کیا۔ ۱۳: ۳، ۱۹: ۴۱ کی شرح۔
نہ کہنا۔ یہ فعل صرف اسی آیت میں آیا ہے۔
ظاہر کیا۔ آیت ۱۵۔

۲۳- اور دو صُوبہ داروں کو پاس بُلا کر کہا کہ دو سو سپاہی اور ستّر سوار اور دو سو نیزہ بردار پہر رات گئے قیصریہ کے جانے کو تیار کر رکھنا۔

دو صُوبہ داروں کو۔ اُس سردار کے ماتحت دس صُوبہ دار ہوں گے (۱۰: ۱، ۲۱: ۳۱ کی شرح) اصل یُونانی سے یہ ایما نکلتا ہے کہ یہ دو معتبر صُوبہ دار چُنے گئے۔ اُس سردار نے اُس رُومی شہری کی حفاظت کرنا اپنا ذمہ سمجھا، اس لئے فوراً بڑی احتیاط کے ساتھ کارروائی کی۔

سپاہی - اپنی باقاعدہ مسلح فوجی سپاہی -
ستر سوار - بیزا کے نسخے میں ہے "ایک سو سوار" لیکن شاید یہ پیچھے تبدیلی کی گئی -
نیزہ بردار - یہ لفظ بہت شاذ ہے، اور نئے عہدنامہ میں صرف اسی جگہ آیا ہے لفظی ترجمہ سے "داہنے ہاتھ سے (اسلحہ) پکڑنے والے" یہ شاید بے قاعدہ فوج کے لوگ ہوں گے جن کے پاس بھالا یا نیزہ ہوگا جسے وہ داہنے ہاتھ میں پکڑتے تھے -
پہر رات گئی - یعنی رات کے ۹ بجے کے قریب -

۲۴ - اور حکم دیا کہ پولُس کی سواری کے لئے جانوروں کو بھی حاضر کریں، تاکہ اُسے فیلکس حاکم کے پاس صحیح سلامت پہنچا دیں -

جانوروں - یعنی گھوڑے جن کی اس لیے سفر میں گویا ڈاک لگائی تھی -
پولُس کی سواری - یہ فعل بھی لُوقا سے مخصوص ہے (۱۰ : ۳۴ ، ۱۹ : ۳۵) اور جن مقامات میں اس کا ذکر ہے اُن کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں -
فیلکس حاکم - انتونی اَس فیلکس - پیدائش کے لحاظ سے یُونانی تھا - قیصر قلودیُس کے پیارے مصاحب پالاس (PALLAS) کا چھوٹا بھائی تھا - یہ دونوں بھائی پہلے قلودیُس کی والدہ انتونیا کے غلام تھے لیکن اُس نے اُن کو آزاد کر دیا اور اُن کا رُتبہ بڑھایا - پالاس کے رسُوخ سے فیلکس کو ونٹی دیوس کومانس ——— (YENTIDIUS CUMANUS) حاکم کے ماتحت سامریہ میں فوج کی کمان حاصل ہوئی - اور جب یہ حاکم جس کے ہاں ماتحت تھا عُہدہ سے معزول ہوا، تو فیلکس اُس کی جگہ یہودیہ کا حاکم بن گیا - (۵۲ء کے قریب) یہ ظالم حریص اور رشوت خور حاکم نکلا - ٹیسی ٹس مورخ نے ذکر کیا ہے کہ "اُسے بادشاہ کا اختیار حاصل تھا لیکن غلاموں کا دل رکھتا تھا" اس کے عہدہ کے آخری دو سالوں میں قیصریہ میں یہودیوں اور سریانیوں کے مابین سخت ہنگامے برپا ہوئے - اور فیلکس نے بڑے مظالم کئے - جو الزام اُس پر لگائے گئے، اُن کی جواب دہی کے لئے یہ رُوم میں طلب کیا گیا - لیکن بھائی کے رسُوخ کے باعث سزا سے بچ گیا - بعد ازاں تاریخ میں اُس کا کچھ ذکر نہیں آتا -
بیزا کے نسخہ میں فیلکس حاکم کے بعد یہ عبارت بھی ہے "وہ اُس پر رشوت لینے کے الزام

لگے" لیکن یہ ما بعد تشریحی الفاظ معلوم ہوتے ہیں تاکہ ظاہر ہو کہ پلٹن کے سردار نے اُس کو کیوں فیلکس کے پاس بھیجا۔

۲۵۔ اور اس مضمون کا خط لکھا۔

اس مضمون کا۔ اصل خط تو لاطینی میں لکھا گیا ہوگا لیکن لوقا نے اُس کا مضمون یونانی میں دیا ہے۔

۲۶۔ کلودیُس لوسیاس کا فیلکس بہادر حاکم کو سلام۔

کلودیُس لوسیاس۔ اس پلٹن کے سردار کا نام پہلی دفعہ یہاں دیا گیا ہے (۲۲: ۲۸ کی شرح)

بہادر۔ یا معلیٰ القاب۔ یہ بھی لوقا کا لفظ ہے (لوقا ۱: ۳، اعمال ۲۴: ۳، ۲۶: ۲۵) ذی رُتبہ اشخاص سے مخاطب ہونے کے لئے یہ لقب استعمال ہوتا تھا۔ (۱: ۱ کی شرح) یہ اسی قسم کا لقب ہے، جیسے ہندوستان میں وائسرائے ہز ایکسیلنسی (HIS EXCELLANCY) کہلاتا تھا۔

۲۷۔ اُس شخص کو یہودیوں نے پکڑ کر مار ڈالنا چاہا۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ رومی ہے تو فوج سمیت چڑھ گیا اور چھڑا لایا۔

معلوم ہوا کہ رومی ہے۔ یہ کلودیُس لوسیاس اپنی کارروائی کو اپنی تعریف کے طریقے سے پیش کرتا ہے۔ اور واقعات کو اپنے مطلب کے مطابق ظاہر کرتا ہے۔ اور جو ناجائز کارروائی کی تھی اُس کو نظر انداز کرتا ہے۔ سچائی کو ایسے چھپانا راستی میں داخل نہیں

۲۸۔ اور اس بات کے دریافت کرنے کا ارادہ کر کے کہ وہ کس سبب سے اُس پر نالش کرتے ہیں، اُسے اُن کی صدر عدالت میں لے گیا۔

۲۹۔ اور معلوم ہوا کہ وہ اپنی شریعت کے مسئلوں کی بابت اُس پر نالش کرتے ہیں لیکن اس پر کوئی ایسا الزام نہیں لگایا گیا جو قتل یا قید کے لائق ہو۔

مسئلوں۔ ۱۵: ۲، ۱۸: ۱۵۔

الزام۔ یونانی ایک اسم ہے جن کے معنی تقریباً وہی ہیں (حجۃ ۱۹: ۳۸ میں آتے ہیں۔ یہ لفظ پھر ۲۵: ۱۶ میں آیا ہے۔

۳۰۔ اور جب مجھے اطلاع ہوئی کہ اس شخص کے برخلاف سازش ہونیوالی ہے تو میں نے اُسے فوراً تیرے پاس بھیجدیا ہے اور اُس کے مدعیوں کو بھی حکم دیدیا ہے کہ تیرے سامنے اُس پر دعوےٰ کریں۔

سازش۔ ۹ : ۲۴ کی شرح۔
بھیجدیا۔ یا میں بھیج رہا ہوں۔

۳۱۔ پس سپاہیوں نے حکم کے موافق پولس کو لے کر راتوں رات انتیپترس میں پہنچا دیا۔

انتی پترس۔ ہیرودیس اعظم نے اس شہر کو تعمیر کیا، اور اپنے باپ کی یادگار میں یہ نام اُس کا رکھا۔ یروشلیم سے یہ تقریباً پینتیس میل کے فاصلہ پر تھا، اور قیصریہ اور یروشلیم کے تقریباً وسط میں یہ جماعت رات کو یہاں ٹھہر گئی اور سازشیوں کی پہنچ سے باہر نکل گئی۔

۳۲۔ اور دُوسرے دن سواروں کو اُس کے ساتھ جانے کے لئے چھوڑ کر آپ قلعہ کو پھرے۔

دُوسرے دن۔ یروشلیم سے تقریباً رات کے ۹ بجے روانہ ہوئے تھے۔ اور انتی پترس میں صبح کے ۹ بجے کے قریب پہنچے ہونگے۔ پیادہ فوج یروشلیم کو واپس آگئی ہوگی، کیونکہ اب ستر سوار حفاظت کے لئے کافی تھے۔ اب سفر تقریباً چھبیس (۲۶) میل کے باقی تھا۔

قلعہ۔ یعنی انتونیا کے قلعہ کی بارکوں میں (۲۱ : ۳۴ کی شرح)

۳۳۔ اُنہوں نے قیصریہ میں پہنچکر حاکم کو خط دے دیا۔ اور پولس کو بھی اُس کے آگے حاضر کیا۔

قیصریہ۔ ۸ : ۴۰ کی شرح۔ یہودیہ اُس وقت سوریا کے رُومی علاقہ کا حصہ تھا۔
چھوڑ کر۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔

۳۴۔ اُس نے خط پڑھ کر پُوچھا کہ یہ کس صُوبہ کا ہے؟ اور یہ معلوم کر کے کہ کلکیہ کا ہے۔

کس صُوبہ کا ہے۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "کس قسم کے صُوبہ کا ہے" اُس سے

اُس کی یہ مُراد ہوگی کہ آیا یہ سینٹ کے متعلق کے علاقہ کا ہے، یا شاہی علاقہ کا ہے اگر ایسا ہو تو جواب ہوگا۔ شاہی علاقہ کا (دیباچہ ۴: ۱) لیکن یہ دُوسرے معنی بھی ہو سکتے ہیں جو یہاں آیت میں دئیے گئے ہیں۔ اگر اس آیت کا ترجمہ لیں تو یہ مطلب ہوگا کہ فیلکس نے عام طور پر اُس کے علاقہ کو دریافت کرنا چاہا تاکہ معلوم کرے کہ اُس علاقہ کے مقدمات کی سماعت کا اُسے اختیار ہے یا نہیں ایسا اتفاق ہُوا کہ یہُودیہ کی طرح کِلکیہ بھی سوریا کے ساتھ علاقہ رکھتا تھا جس کے مقدمات کی سماعت کا اختیار فیلکس کو حاصل تھا۔ صُوبہ کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے وہ دُوسری جگہ صرف ۲۵: ۱ میں آیا ہے۔

کِلکیہ۔ ۶: ۹ کی شرح۔

۳۵۔ اُس سے کہا کہ جب تیرے مُدعی بھی حاضر ہونگے تو مَیں تیرا مقدّمہ کروں گا۔ اور اُسے ہیرودیس کے قلعے میں قید رکھنے کا حکم دیا۔

تیرا مقدّمہ کروں گا۔ یہ فعل اس آیت میں آیا ہے۔ مقدّمہ کی سماعت کے لئے یہ خاص قانُونی لفظ تھا۔

قلعہ۔ ہیرودیس نے شاہی رہائش کے لئے یہ مکان بنایا تھا۔ اور اب رُومی حاکم وہاں رہتا تھا۔ رُومی اس کو پری ٹوریم کہتے تھے۔ یہ محل بھی تھا، اور قلعہ بھی تھا۔ کیونکہ فوج کا دستہ یہاں رہتا تھا۔ یہ لفظ اسی معنی میں متّی ۲۷: ۲۷، مرقس ۱۵: ۱۶، یُوحنّا ۱۸: ۲۸ و ۳۳، ۱۹: ۹ میں آیا ہے اور کُچھ مختلف معنی میں فلپیوں ۱: ۱۳ میں۔ پولُس گارد رُوم میں جنگی حوالات میں رہا۔

تیئسویں باب کی تعلیم

اوّل بڑے بڑے حصّے۔

۱۔ کونسل کے سامنے حاضر کیا گیا۔ ۱ سے ۱۱۔

۲۔ قلعہ میں بند رہا۔ ۱۲ سے ۲۴۔ (۳) قیصریہ کو بھیجا گیا ۲۵ سے ۳۵۔

دوم۔ بڑے بڑے مضامین۔

۱۔ خُداوند نے خاص مدد کی۔

ا۔ مخالفوں کی مشورت میں پھوٹ پڑ گئی ۶ سے ۱۰۔

ب۔ اپنے خادم کے ایمان کو بڑھاتا ہے۔ ۱۱ آیت۔

ج۔ دشمن کے ارادوں کو باطل کر دیتا ہے۔ ۱۲ سے ۲۲۔

د۔ زمینی حاکموں کی خدمات سے کام لیتا ہے۔ ۲۳ - ۳۵۔

(دینی علما کے فریق آیت ۹۔ رشتہ دار ۱۶ سے ۲۲۔ سپاہی ۲۳ سے ۳۱۔ ملکی حکام (۲۲ سے ۳۵) ان سب سے خدا نے اپنے مقاصد کے لئے کام لیا۔

(۲) رسول کا طرح طرح کا تجربہ۔

ا۔ کلیسیائی پیشواؤں کے ذریعہ پیٹا گیا ۲ سے ۴۔

ب۔ حریف فریقوں کی بحث اُس کے بارہ میں۔ ۶ سے ۱۰۔

ج۔ خدا کی خاص خوشنودی سے اُس کا دل شاد ہوا۔ (آیت ۱۱)

د۔ سازشیوں سے خطرہ ۱۲ سے ۱۵۔

ہ۔ ایک رشتہ دار کے ذریعہ مدد ۱۶ سے ۲۲۔

و۔ فوجی طاقت نے اُس کی حفاظت کی۔ ۲۳ سے ۳۱۔

ز۔ رومی حاکم نے اُس کی حفاظت کی ۳۲ سے ۳۵۔

چوبیسواں باب

پولُس فیلکس کے سامنے ترطُلس اور پولُس کی تقریریں

۱۔ پانچ دن کے بعد حننیاہ سردار کاہن بعض بزرگوں اور ترطُلس نام ایک وکیل کو ساتھ لے کر وہاں آیا، اور انہوں نے حاکم کے سامنے پولُس کی فریاد کی۔

پانچ دن کے بعد۔ ان کا مختلف طریقوں سے شمار کیا گیا ہے۔ بعض اس

کا شمار۔ پولس کی یروشلیم میں گرفتاری سے لیتے ہیں یا قیصریہ کو روانہ ہونے اور پہنچنے کے وقت سے غالباً اس کا شمار سازش کے وقت سے ہونا چاہیئے (۲۳: ۱۲) جس شام کو پولس یروشلیم سے روانہ کر دیا گیا۔ اگر اس کو ہم ان پانچ دنوں کا پہلا دن قرار دیں تو قیصریہ میں مقدمہ پانچویں دن ہوا ہوگا (آیت ۱۱ کی تشریح) اس حساب کے مطابق پولس دوسرے دن کی شام کو قیصریہ میں پہنچا ہوگا اور یوں مدعیوں کو کافی وقت وہاں پہنچنے کو مل گیا

حننیاہ۔ یہ خاص مدعی تھا۔ ۲۳: ۲ کی شرح۔

بزرگوں۔ صدر مجلس کے نمائندگان۔ (۴: ۵ کی شرح)

ترطلس۔ یہ لاطینی نام ترطیوس کا صیغہ تصغیر ہے۔ یہ اُن وکیلوں میں سے ہوگا جو علاقوں میں یہ پیشہ رکھتے تھے، جیسے وکیل اور بیرسٹر ہندو پاکستان میں یہ پیشہ رکھتے ہیں۔ چونکہ یہ رومی قانون میں مہارت رکھتا تھا، اس لئے اُن یہودیوں نے اُس کو مقرر کیا اور لاطینی زبان میں اُن کا مقدمہ کر سکتا تھا۔

وکیل۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ اس کے لغوی معنی "ایک ماہر تقریر کنندہ" ہے جو فصاحت کے فن میں تربیت پا چکا تھا۔ لیکن عملی طور پر اُس کا وہی کام تھا جو آج کل وکیلوں کا ہے۔

وہاں آیا۔ ۱۸: ۲۲ کی شرح۔

فریاد کی۔ یہ وہی فعل ہے جو ۲۳: ۱۵ و ۲۲ میں آیا ہے، اور یہاں قانونی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

۲۔ جب وہ بلایا گیا تو ترطلس الزام لگا کے کہنے لگا کہ اے فیلکس بہادر! چونکہ تیرے وسیلے سے ہم بڑے امن میں ہیں۔ اور تیری دوراندیشی سے اس قوم کے فائدے کے لئے خرابیوں کی اصلاح ہوتی ہے۔

کہنے لگا۔ ۱: ۱ کی شرح۔

بڑے امن میں ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ فیلکس نے اُن ڈاکوؤں کا انتظام خوب کیا تھا جو یہودیہ میں نقصان پہنچاتے تھے۔ اور اُس مصری دغاباز کو شکست دے کر بھگا دیا تھا، اور اُس کے پیروؤں کو منتشر کر دیا تھا۔ اور جو ہنگامے وقتاً فوقتاً اُٹھتے رہے اُن کو بھی اُس نے فرو کیا تھا۔ ترطلس نے ان ساری باتوں کا ذکر خوشامدانہ طریق

سے کیا۔ اگرچہ فیلکس نے کئی اور طرح سے اُن کو بہت تکلیف دی تھی اور اُس نے سردار کاہن یونتھن کو بھی غازیوں (SCARII) کے ہاتھ سے مروا ڈالا تھا۔

دُور اندیشی۔ رُومیوں ۱۳: ۱۴ میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ یہ پروردگاری یا دُور اندیشی رُومی لوگ دیوتاؤں سے منسوب کرتے تھے۔ اس لئے ترطلُس نے یہ لفظ بھی خوشامدانہ استعمال کیا۔

خرابیوں کی اصلاح۔ اصلاح کے لئے یہ خاص لفظ نئے عہد نامہ میں کسی اور جگہ نہیں آیا۔ اس اصلاح سے شاید اُن ہنگاموں کے فرو کرنے کی طرف اشارہ ہے، جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اِس قوم۔ یعنی یہودی قوم۔

۳۔ ہم ہر طرح اور ہر جگہ کمال شکر گزاری کے ساتھ تیرا احسان مانتے ہیں۔

ہر طرح۔ یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے یعنی ہر طریقے اور وسیلے سے۔

ہر جگہ۔ یہ لفظ اعمال میں ۱۷: ۳۰ اور ۲۸: ۲۲ میں بھی آیا ہے۔ ترطلُس نہ صرف خوشامدانہ تقریر کرتا ہے بلکہ مبالغہ آمیز بھی۔

بہادر۔ ۲۳: ۲۶ کی شرح۔

۴۔ مگر اس لئے کہ تجھے زیادہ تکلیف نہ دُوں میں تیری منت کرتا ہوں کہ تُو اپنی مہربانی سے ہماری دو ایک باتیں سن لے۔

تجھے زیادہ تکلیف نہ دُوں۔ یہ فعل رُومیوں ۱۵: ۲۲، گلتیوں ۵: ۷۔ اِتھسلنیکیوں ۲: ۱۸، ۱ پطرس ۳: ۷، جہاں اس کا ترجمہ روکنا کیا گیا ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں "کسی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا"۔ ترطلُس نے یہ ظاہر کیا کہ آپ رفاہِ عام کے کاموں میں اسقدر مصروف ہیں کہ میں اُس میں حارج ہونا نہیں چاہتا۔

مہربانی۔ پولُس اور لُوقا کا لفظ (۲ کرنتھی ۱۰: ۱) اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی دوسرے کو بجبر دبا خواہ اپنا حق ہی مارا جائے۔

دو ایک باتیں۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ مراد ہے مختصر طور سے۔

۵۔ کیونکہ ہم نے اس شخص کو مُفسد اور دُنیا کے سب یہودیوں میں فتنہ انگیز اور ناصریوں کے بدعتی فرقہ کا سرگروہ پایا۔

مفسد۔ لفظی طور پر۔ وبا یا مری۔ نقصان دہ عام۔ اس لفظ سے یہ مراد ہے کہ پولس بہت خطرناک شخص ہے۔ اس کا چلن اور اس کی تعلیم سخت مضر ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔

فتنہ انگیز یا باغی۔ بغاوت کے لئے وہی لفظ ہے جو ۱۵ : ۲، ۱۹ : ۴۰، ۲۳ : ۷ و ۱۰ میں آیا ہے۔

سرگروہ۔ جیسے فوج میں ہراول ہوتا ہے۔ یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ رسول مسیحی فوج کا گویا ہراول تھا۔

ناصریوں۔ یہ لفظ یسیحیوں کے لئے آیا۔ ۲ : ۲۲، ۳ : ۶، ۴ : ۱۰، ۶ : ۱۴، ۲۲ : ۸، ۲۶ : ۹۔ یہاں پہلی دفعہ مسیحیوں کے لئے آیا ہے۔ مخالفوں کی زبان پر یہ حقارت کا لفظ تھا۔ (۶ : ۱۴ کی شرح) اور یہودیوں میں حقارت کے لئے بہت ہی عام ہو گیا۔ ساحل مالا بار پر کوچین ریاست کے سریانی مسیحی نصرانی ہی کہلاتے ہیں۔

فرقہ۔ دینی فریق۔ یہ وہی لفظ ہے جو ۵ : ۱۷، ۱۵ : ۵، ۲۴ : ۱۴، ۲۶ : ۵، ۲۸ : ۲۲ میں آیا ہے۔

۶۔ اُس نے ہیکل کو ناپاک کرنے کی بھی کوشش کی تھی اور ہم نے اُسے پکڑا۔

کوشش کی تھی۔ ۲۱ : ۲۹ کا غلط نتیجہ اب پختہ رائے ہو گیا، اور یہ خاص الزام لگایا گیا۔ البتہ یہاں اتنی تبدیلی ہوئی کہ اُس نے ہیکل کو ناپاک نہیں کیا۔ صرف کوشش کی تھی۔

ناپاک۔ یہ فعل متی ۱۲ : ۵ میں بھی آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق اسم صفت ۱ تمتھیس ۱ : ۹، ۴ : ۷، ۶ : ۲۰، ۲ تمتھیس ۲ : ۱۶، عبرانی ۱۲ : ۱۶ میں آیا ہے۔ اس لفظ میں یہ خیال پایا جاتا ہے۔ "مقدس زمین پر ناجائز طور سے قدم رکھنا" یا ممنوع دہلیز پر سے قدم آگے" رکھنا (۲۱ : ۲۹ کی شرح)۔

ہم نے اُسے پکڑا۔ یعنی زبردستی سے۔ اکثر قدیم نسخوں میں آیت ۶ کا باقی حصہ اور کل ۷ آیت پائی نہیں جاتی اگرچہ یہ عبارت بیزا کے نسخے میں پائی جاتی ہے جو بہت پرانا ترجمہ ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس جملے کے بغیر یہ عبارت اُدھوری سی معلوم ہوتی ہے۔

۸۔ اُس سے تحقیق کر کے تو آپ ان سب باتوں کو دریافت کر سکتا ہے جن کا ہم اُس پر الزام لگاتے ہیں۔

اُسی سے۔ اس سے پولس مُراد ہوگا جس کے منہ سے فیلکس ان واقعات کی حقیقت دریافت کر سکتا تھا۔ اگر حاشیہ کی عبارت کا لحاظ کیا جائے۔ (اور ہم نے چاہا کہ اپنی شریعت کے موافق اُس کی عدالت کریں ۷ لیکن لوسیاس سردار آکر بڑی زبردستی سے اُسے ہمارے ہاتھ سے چھین لے گیا ۸ اور اُس کے مُدّعیوں کو حکم دیا کہ تیرے پاس جائیں) تو کلودِیُس لِیسیاس مُراد ہوگی جس سے فیلکس اس سارے معاملہ کو دریافت کر سکتا تھا۔ آیت ۲۲ اس حاشیہ کے ترجمہ کی تائید کرتی ہے۔

تحقیق۔ ۴: ۹ کی شرح۔

۹۔ اور یہودیوں نے بھی اس دعویٰ میں متفق ہو کر کہا کہ یہ باتیں اسی طرح ہیں۔

متفق ہو کر۔ یعنی پولس پر حملہ کرنے میں متفق ہو گئے۔ یہ ترجمہ صرف اسی آیت میں ہُوا ہے۔

اسی طرح ہیں۔ پولس اور لُوقا کا نعل (۲۵: ۱۹، رومیوں ۱: ۲۲) دیگر یُونانی علم ادب میں اس کے معنے ہیں "حیلہ یا بہانہ کرنا" مخفی نہ رہے کہ پولس پر تین الزام لگائے گئے تھے۔

(۱) مُلکی جُرم۔ (وبایا بغاوت کا سرگروہ۔ آیت ۵) ، (۲) دینی جُرم (ناصریوں کی بدعت کا سرگروہ آیت ۵) (۳) ایک خاص جُرم (ہیکل کے ناپاک کرنے کی کوشش آیت ۶) ، ۲۵: ۸ میں پولس نے ان تینوں جُرموں سے اِنکار کیا۔

۱۰۔ جب حاکم نے پولس کو بولنے کا اشارہ کیا تو اُس نے جواب دیا چونکہ میں جانتا ہوں کہ تو بہت برسوں سے اس قوم کی عدالت کرتا ہے، اس لئے میں خاطر جمعی سے اپنا عذر بیان کرتا ہوں۔

اشارہ کیا۔ جس مسند پر بیٹھا تھا وہاں سے (۱۸: ۱۲ کی شرح) یہ خاص فعل یُوحنّا ۱۳: ۲۴ میں بھی آیا ہے۔ وہاں ایک مختلف نظارہ پیش کیا گیا ہے۔

بہت برسوں سے۔ رومی مؤرّخ ٹےسی ٹس کے بیان سے بخوبی ظاہر ہے کہ کومانُس کے عہدِ حکومت میں (۲۳: ۲۴ کی شرح) فیلکس نے کارہائے نمایاں کئے

تھے۔ خاص کر سامریہ کے انتظام کرنے میں جبکہ کومانس خود گلیل کا انتظام کر رہا تھا کومانس سنہ ۴۸ء سے سنہ ۵۲ء تک حاکم رہا۔ یوسیفس نے فیلکس کے سامریہ کے کاموں کا ذکر نہیں کیا صرف یہ بیان کیا کہ کیسے فیلکس کومانس کی جگہ حاکم ہو گیا (سنہ ۵۲ء میں) فرض کرو کہ پولس کا مقدمہ فیلکس کے روبرو سنہ ۵۷ء میں پیش ہوا تو کم سے کم پانچ سال کا عرصہ اور ٹے سی ٹس کے بموجب آٹھ یا نو سال کے عرصہ تک فیلکس اس ملک کا حاکم رہا ہوگا۔ رومی حاکم اتنے عرصہ تک ایک جگہ حاکم نہ رہتے تھے۔ نیز دیکھو آیت ۷ اکی شرح۔

خاطر جمعی۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ اگرچہ دوسرا لفظ اسی قسم کا ۲۷: ۲۲ و ۲۵ و ۳۶۔ یعقوب ۵: ۱۳ میں آیا ہے۔ ان مقامات کا مقابلہ کرنے سے ظاہر ہو جائے گا کہ جھوٹے الزاموں کے وقت بھی مسیحی خاطر جمع رہ سکتا ہے، اور ایسا ہی ہنگاموں اور خطروں کے وقت بیماری اور مصیبت میں۔

اپنا عذر۔ ۱۹: ۳۳ کی شرح۔

۱۱۔ تو دریافت کر سکتا ہے کہ بارہ دن سے زیادہ نہیں ہوئے کہ میں یروشلیم میں عبادت کرنے گیا تھا۔

بارہ دن سے زیادہ۔ اس لئے ایسے تازہ واقعات کا حال دریافت کرنا اور بھی زیادہ آسان ہے، اور چونکہ یروشلیم کو چھوڑے پولس کو صرف پانچ دن ہی گزرے تھے (آیت اکی شرح) اس لئے جس بغاوت اور فساد کا وہ الزام لگاتے تھے اُس کے لئے صرف ایک ہفتہ ہی باقی رہا۔ مختلف مفسّروں نے مختلف طور سے ان بارہ دنوں کی تفسیر کی ہے۔ ہم ان کو مفصلہ ذیل طریقے سے شمار کر سکتے ہیں۔ پہلے روز یعقوب اور پریسبٹروں سے ملاقات ہوئی (۲۱: ۱۸) دوسرے دن پولس نے ہیکل میں جا کر منّت مانی (۲۱: ۲۶) تیسرے چوتھے۔ پانچویں اور چھٹے دن انہیں منّتوں میں دن گزرے۔ ساتویں روز وہ پکڑا گیا (یہ طہارت کے سات دنوں میں سے چھٹا تھا جس کا ذکر ۲۱: ۲۷ میں ہوا ہے) آٹھویں روز وہ صدر عدالت کے سامنے پیش ہوا۔ (۲۲: ۳۰) نویں روز اُس کے خلاف سازش ہوئی (۲۳: ۱۲) اور اندھیرا ہونے کے بعد وہ یروشلیم سے روانہ کر دیا گیا۔ دسویں تاریخ کی شام کو وہ قیصریہ میں پہنچا۔ (۲۳: ۳۲) بارھویں اور تیرھویں روز وہ اپنے مدعیوں کے انتظار میں حوالات میں رہا۔ اور اب

بارہویں روز جو اُس کے خلاف سازش کئے جانے کا پانچواں روز تھا فیلکس کے سامنے اُس کا مقدمہ پیش ہو رہا تھا۔ (آیت ۱۱ کی شرح)

گیا تھا۔ ۱۸، ۲۲ کی شرح۔

عبادت کرنے۔ نہ ناپاک کرنے یا فساد کرنے۔

۱۲۔ اور اُنہوں نے مجھے نہ ہیکل میں کسی کے ساتھ بحث کرتے یا لوگوں میں فساد اُٹھاتے پایا۔ نہ عبادت خانوں میں نہ شہر میں۔

پایا۔ آیت ۵ میں یہی فعل آیا تھا۔ یُوں پولُس نے ترطلُس کے بیان کی غلطی کو خوب زور سے ظاہر کر دیا۔

بحث کرتے۔ ۱۷ : ۲ کی شرح۔ مباحثہ عام سے یہودیوں میں ناراضگی پھیل سکتی تھی۔ لیکن اُس نے اس سے بھی گریز کیا۔

لوگوں میں فساد اُٹھاتے۔ یا لوگوں کو روکتے۔ یہ اسم پولُس اور لُوقا کا ہے اور ۲ کرنتھی ۱۱ : ۲۸ میں بھی مستعمل ہُوا ہے۔

عبادت خانوں۔ ۶ : ۹ کی شرح۔ نہ یہودی عبادت کی جگہوں میں اور نہ گلیوں میں، اور نہ مجمعوں میں اُس نے منادی کی۔ یُوں اُس نے ملکی الزام کی بھی کلیہ طور پر تردید کر دی۔ (آیت ۱۹ کی شرح)

۱۳۔ اور نہ وہ اُن باتوں کو جن کا مجھ پر اب الزام لگاتے ہیں۔ تیرے سامنے ثابت کر سکتے ہیں۔

ثابت کر سکتے ہیں۔ یعنی دلائل دے کر۔ نئے عہدنامہ کے دُوسرے مقامات میں اس کے معنے حاضر یا پیش کرنا ہے۔

۱۴۔ لیکن تیرے سامنے یہ اقرار کرتا ہُوں کہ جس طریق کو وہ بدعت کہتے ہیں۔ اُسی کے مطابق میں اپنے باپ دادوں کے خُدا کی عبادت کرتا ہُوں، اور جو کچھ توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں لکھا ہے اُس سب پر میرا ایمان ہے۔

اقرار کرتا ہُوں۔ اگرچہ دینی الزاموں کی اُس نے تردید کی (آیت ۹ کی شرح) لیکن اپنے مسیحی ہونے کا دلیری کے ساتھ اقرار کیا۔

طریق۔ ۹ : ۲ کی شرح۔

بدعت ۔ آیت ۵ میں یہی لفظ آیا تھا ۔ (۵ : ۱۷ کی شرح) یہی لفظ پیچھے بُرے معنی میں استعمال ہونے لگا ۔ لیکن پولُس کے دنوں میں اس کے یہ معنی نہ تھے جو آج کل اس سے لئے جاتے ہیں ۔ یہاں اس کے معنی دینی فرقے کے ہیں بمقابلہ عام یہودی مذہب کے اس کے تقریباً وُہی معنی ہیں جو لفظ "مت" کے ہیں ۔

باپ دادوں کے خُدا کی ۔ دیکھو ۲۲ : ۳ کی شرح ۔ یہودیوں کے آباؤاجداد کا خُدا جو کچھ یہودیوں کے مذہب میں نیک اور صحیح تھا اُس نے اُس سے اپنے تئیں علیحدہ نہ کیا تھا ۔ پھر وُہ کیسے اپنے آبا و اجداد کے خُدا کو ترک کرتا ۔

ایمان ہے ۔ یہودی پاک نوشتوں پر اُس کا پکّا ایمان تھا جس کے دو حِصّے تھے ۔ توریت اور صحائفِ انبیا ۔ (متّی ۷ : ۱۲، ۱۱ : ۱۳، ۲۲ : ۴۰، لُوقا ۱۶ : ۱۶، یُوحنّا ۱ : ۴۵) اگرچہ زیادہ تقسیم بھی مروّج تھی (لُوقا ۲۴ : ۱۴) اس لئے نہ صرف اُن کے خُدا پر اُس کا ایمان تھا بلکہ اُن کی پاک کتابوں پر بھی ۔

۱۵ ۔ اور خُدا سے اُسی بات کی اُمید رکھتا ہُوں جس کے وُہ خُود بھی منتظر ہیں کہ راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی ۔

اُمید رکھتا ہُوں ۔ مقابلہ کرو ۲۳ : ۶ ۔ وہاں قیامت کا بھی ذکر ہے ۔

وُہ خُود بھی منتظر ہیں ۔ وُہ حاضرین سے عام طور پر مخاطب ہے کہ گویا وُہ ساری قوم کے نمائندگان ہیں ، بلا لحاظ صدوقیوں کے ۔

راستبازوں اور ناراستوں دونوں کی قیامت ہوگی ۔ مقابلہ کرو دانی ایل ۱۲ : ۲ ، یُوحنّا ۵ : ۲۹ ، ۱ تھسلنیکیوں ۴ : ۱۶ ، مکاشفہ ۲۰ : ۴ سے ۶ و ۱۲ و ۱۳ ، جہاں مقدّسوں کی قیامت کا شریروں کی قیامت سے امتیاز کیا گیا ہے ۔ اس بیان میں سارے سناتن یا راسخ الاعتقاد یہودی اور فریسی اُس کے ساتھ متفق تھے ۔ (۲۳ : ۶ - ۹) ایسی تعلیم میں کوئی بدعت نہ تھی ۔ اگرچہ لفظ ناراست پر اعتراض ہو سکتا تھا لیکن ان الفاظ کا خاص اثر فیلکس کے دل پر ہُوا ۔

۱۶ ۔ اسی لئے مَیں خُود بھی کوشش میں رہتا ہُوں کہ خُدا اور آدمیوں کے باب میں میرا دل مجھے کبھی ملامت نہ کرے ۔

اسی لئے ۔ اسی وجہ سے یا اس ایمان اور اُمید کے باعث ۔

کوشش کرتا ہوں۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ بطور پہلوان کے کوشش کرنا اس میں خود ضبطی اور سرگرمی کا اظہار ہے (۱۔کرنتھی ۹: ۲۶ و ۲۷)۔

دل۔ ۲۳: ۱ کی شرح۔

ملامت نہ کرے۔ پولس اور لوقا کا لفظ (۱ کرنتھی ۱۰: ۳۲، فلپیوں ۱: ۱۰) اس کے دوہرے معنی ہیں۔ ایک تو یہ ہیں "وہ دوسروں کو ٹھوکر کھلائے بغیر" دوم "وہ بغیر ٹھوکر کھائے"۔ اس آیت میں یہ دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ کانشنس اور چال چلن دونوں کے لئے یہ عمدہ صفت ہے کہ خدا اور انسان کے سامنے پسندیدہ اور بلا ملامت ہو۔ ایسا آدمی حقیقی دین کے لئے خطرناک نہیں ہو سکتا۔

۱۷۔ بہت برسوں کے بعد میں اپنی قوم کو خیرات پہنچانے اور نذریں چڑھانے آیا تھا۔

بہت برسوں کے بعد۔ اب وہ شاید چار برس کے بعد یروشلیم کو گیا ہوگا جب وہ تیسرے مشنری سفر کو جانے پر تھا۔ یا شاید رسول کا منشا اس سارے عرصے سے ہو جو اس نے غیر قوموں کے کام میں صرف کیا۔

خیرات۔ ۳: ۲ کی شرح، مقابلہ کرو ۲۰: ۴ کی شرح۔ یہاں اس نے اس چندہ کا ذکر کیا جو غیر قوم مسیحیوں نے غریب یہودی بھائیوں کے لئے بھیجا تھا۔ اعمال کی کتاب میں اس کا صرف اسی جگہ ذکر ہے اگرچہ پولس کے خطوں میں اس کا بہت ذکر ہے۔

نذریں چڑھانے۔ ہیکل کی نذریں۔ شاید اُن نذروں کی طرف اشارہ ہو جو اس نے چار نذیروں کے لئے ادا کی تھیں۔ (۲۱: ۲۶) "میں یروشلیم کی اپنی قوم کے لئے خیرات لانے کو آیا اور میں ہیکل میں نذر چڑھانے گیا"۔ یا شاید پولس کا یہ مطلب ہو کہ میں اپنے سفروں اور سلامتی کے لئے نذریں چڑھانے آیا تھا۔ اس لئے نذروں کی قربانی کے ساتھ اپنے تحفے بھی نذر کئے۔ اس وقت وہ تیسرے دینی الزام کا جواب دے رہا تھا (آیت ۹ کی تشریح)

۱۸۔ اُنہوں نے بغیر ہنگامہ یا بلوے کے مجھے طہارت کی حالت میں یہ کام کرتے ہوئے ہیکل میں پایا۔ ہاں آسیہ کے چند یہودی تھے۔

طہارت - ۲۱ : ۲۶ کی شرح - برخلاف ناپاک کرنے کے -

حالت میں - یعنی نذریں چڑھانے کی اثنا میں بجائے ہیکل کو ناپاک کرنے کے وہ ادب کے ساتھ نذریں چڑھا رہا تھا -

پایا - عبادت کرتے ہوئے نہ کہ فتنہ برپا کرتے ہوئے یا کوئی بیدینی کا کام کرتے ہوئے (آیت ۵)

بلوے - ۲۰ : ۱ ، ۲۱ : ۳۴ -

آسیہ کے چند یہودی - یہ جملہ غیر مکمّل ہے اور پولس کے طرزِ کلام کا جز ہے - جو کچھ اُس کا خیال اُن کے بارہ میں تھا اُس کا ذکر نہیں کرتا بلکہ اس کا ذکر وہیں چھوڑ کر بیان کرنے لگ جاتا ہے کہ اُن کو گواہ کے طور پر حاضر ہونا چاہیئے تھا -

---

۱۹ - اور اگر اُن کا مجھ پر کچھ دعوےٰ تھا، تو اُنہیں تیرے سامنے حاضر ہو کر فریاد کرنا واجب تھا -

۲۰ - یا یہی خود کہیں کہ جب مَیں صدر عدالت کے سامنے کھڑا تھا تو مجھ میں کیا بُرائی پائی تھی -

---

یہی خود کہیں - جو حاضر تھے اُن کو چاہیئے کہ وہ خود میری بدچلنی کا ثبوت دیں کیونکہ ایشیائی یہودی غیر حاضر تھے - دعوےٰ بلا دلیل بے سود ہے -

کیا بُرائی پائی - ۱۸ : ۱۴ کی شرح -

---

۲۱ - سوا اِس ایک بات کے کہ مَیں نے اُن میں کھڑے ہو کر بُلند آواز سے کہا تھا کہ مُردوں کی قیامت کے بارے میں آج مجھ پر تُمہارے سامنے مقدمہ ہو رہا ہے -

---

سوا اِس ایک بات کے - بعضوں کا خیال ہے کہ پولس طنزاً کہہ رہا ہے اگر کوئی قصور میرا ہے تو یہ ہے کہ مَیں نے قیامت کا ذکر کیا - اور ان میں سے بعض میری تائید کریں گے یا اُس کے یہ معنی ہوں گے " اُن میں سے صدوقی فریق کے لوگ میرے قیامت کے ذکر کو میرا قصور ٹھہراتے ہیں " شاید پولس افسوس ظاہر کر رہا ہے کہ مَیں نے صدرِ عدالت میں ایسا ذکر کیا - اُس نے اس امر کو محسوس کیا کہ انجیل کی گواہی پر قناعت کرنے کی بجائے اُس نے حکمتِ عملی سے کام لیا یہ بھی دلبروں کا کام ہے ، کہ اپنی غلطی کو مان لیتے ہیں -

۲۲- فیلکس نے جو صحیح طور پر اس طریق سے واقف تھا، یہ کہہ کر مقدمہ کو ملتوی کر دیا کہ جب پلٹن کا سردار لوسیاس آئے گا، تو میں تمہارا مقدمہ فیصل کر دوں گا۔

جو صحیح طور سے .... واقف تھا "اس طریق کے بارہ میں زیادہ واقف ہے" وہ اس علاقہ میں مدت سے حکومت کرتا رہا تھا، اس لئے مسیحیوں کے بارہ میں اس کو غلط فہمی نہ ہو سکتی تھی، کیونکہ خود قیصریہ میں بہت مسیحی تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انجیل کی تعلیم سے بخوبی واقف تھا۔ اس کا وہی حال تھا جیسے کسی ہندو مجسٹریٹ کو مسیحی دین کی سرسری واقفیت ہو اور سمجھے کہ وہ اچھا دین ہے، اگرچہ اس نے نئے عہدنامے کا مطالعہ نہ کیا ہو۔ ۱۸: ۲۵ و ۲۶۔

طریق۔ ۹: ۲ کی شرح۔

ملتوی کر دیا۔ یہ خاص اصطلاحی لفظ صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ فیلکس نے مقدمہ کو کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا۔ فوراً فیصلہ کرنا اس نے مناسب نہ سمجھا اور لوسیاس کی غیر حاضری کا عذر کیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ پولس بے قصور ہے۔ لیکن وہ یہودیوں کو بھی ناراض کرنا نہیں چاہتا تھا۔

لوسیاس۔ ۲۳: ۲۶۔

آئے گا۔ یعنی یروشلیم سے ۱۸: ۲۲ کی شرح۔

فیصل کر دوں گا۔ ۲۴: ۱۵ کی شرح۔

۲۳- اور صوبہ دار کو حکم دیا کہ اس کو قید تو رکھ، مگر آرام سے رکھنا، اور اس کے دوستوں میں سے کسی کو اس کی خدمت کرنے سے منع نہ کرنا۔

صوبہ دار۔ ۱۰: ۱ کی شرح۔ یہ پولس کی سلامتی کا ذمہ وار تھا۔

قید تو رکھ۔ یا حفاظت سے رکھ۔

آرام سے رکھ۔ پولس اور لوقا کا لفظ (۲ کرنتھی ۲: ۱۳، ۷: ۵، ۸: ۱۳، ۲ تھسلنیکی ۱: ۷) یعنی تشدد نہ کیا جائے اور ضرورت رفع کی جائے۔

دوستوں میں سے۔ ان میں فلپس اور دوسرے مسیحی قیصریہ کے ہوں گے (۲۱: ۸ و ۱۲) اور لوقا اور ارسترخس (۲۷: ۲)

خدمت کرنے سے۔ اس نے دوسروں کی خدمت کی تھی (۲۰: ۳۴)

اور خوشی سے اب دُوسرے اُس کی خدمت کرتے ہیں۔ وہ روپیہ پیسہ سے بھی اُس کی خدمت کرتے ہوں گے، اور شخصی خدمت بھی۔

(۲۴-۲۷) فیلکس کی گفتگو پولُس سے

۲۴۔ اور چند روز کے بعد فیلکس اپنی بیوی درُوسلہ کو جو یہودی تھی ساتھ لے کر آیا۔ اور پولُس کو بلوا کر اُس سے مسیح یسُوع کے دین کی کیفیت سُنی۔

چند روز کے بعد۔ دیکھو ۱۹:۹ کی شرح۔ یعنی تھوڑا عرصہ۔

درُوسلہ۔ ہیرودیس اگرپہ اوّل کے تین بیٹیوں میں سے چھوٹی (۱:۱۲) اُس کی ایک بڑی بہن کا نام برنیکی تھا (۲۵: ۱۳) اور دُوسری مریمنی۔ جب اُس کا باپ میں فوت ہُوا تو وہ صرف چھ برس کی تھی۔ اس لئے اب وہ اُنیس سال کی ہو گی۔ چودہ سال کی عمر میں اُس کی شادی ایماسا (E MESA) کے بادشاہ عزیزس (AZIZUS) سے ہوئی۔ یوسیفس نے بیان کیا ہے کہ فیلکس اُس پر عاشق ہو گیا اور ایک کپرُس کے جادوگر شمعون نامی کے ذریعہ اُس کو ورغلایا کہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر فیلکس سے شادی کر لے۔ اُس سے ایک لڑکا پیدا ہُوا جس کا نام اگرپہ تھا۔ وہ کوہ وسووس کی آتش فشانی کے وقت طیطس کے عہد سلطنت میں اپنی بیوی یا ماں کے ہمراہ ہلاک ہُوا۔

اپنی بیوی۔ یہ اُس کی دُوسری بیوی تھی۔ یہ عجیب بات ہے کہ اُس کی پہلی بیوی کا نام بھی درُوسلہ تھا۔ وہ انتونی اور کلیوپٹرا کی پوتی تھی۔ معلُوم ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد اُس نے تیسری شادی کی۔ لیکن اُس بیوی کا نام ہم کو معلُوم نہیں کیونکہ سیوٹونی اُس (SEUTONIUS) اُسے تین بیگمات کا خاوند کہتا ہے۔

یہودی۔ اس لئے اُس کی قوم کے درمیان مسیحی دین کی اشاعت اُس کے لئے باعث دلچسپی تھا۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت ہے "جس نے پولُس کو دیکھنا اور اُس کی باتیں سُننا چاہا" اس لئے اُس کی خواہش پورا کرنے کے لئے اُس نے "پولُس کو بُلا بھیجا وغیرہ) اس لئے اس ماجرے کا باعث درُوسلہ کی خواہش سے منسُوب کیا گیا۔

بلوا کر - ۱۰ : ۵ کی شرح - چونکہ پولُس اس محل کی حوالات میں تھا اس لئے وہ قریب ہی تھا۔

مسیح یسُوع کے دین ۲ : ۳۶، اس جملہ کا یا تو یہ مطلب ہوگا یہ اُس کا دینی پولُس کا) ایمان مسیح یسُوع پر" یا مسیحی دین جو نجات دہندہ مسیح پر ایمان لانے کا دین تھا۔ اس ملکہ کی دلچسپی کے علاوہ فیلکس خود بھی پولُس کی سرگرمی۔ صدق دلی اور پاک دلیری سے متعجب تھا۔

۲۵ - اور جب وہ راستبازی اور پرہیزگاری اور آئندہ عدالت کا بیان کر رہا تھا، تو فیلکس نے دہشت کھا کر جواب دیا کہ اس وقت تو جا فرصت پاکر تجھے پھر بلاؤں گا۔

راستبازی - یہ لفظ پولُس کے خطوں میں تقریباً ساٹھ دفعہ آیا ہے - خاصکر رُومیوں کی طرف کا خط اس مضمون سے بھرا ہے - اور کسی قدر ہم کو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس مضمون کے بارہ میں پولُس کیا کچھ کہہ سکتا تھا، جبکہ اُس نے گناہ کی قصور واری اور انسان کو نجات دہندہ کی ضرورت کے متعلق بیان کیا۔ فیلکس کی ساری زندگی ناراستی اور بے انصافی سے آلوُدہ تھی - اور پولُس کو اس بات کا علم ہوگا، اس لئے اُس نے بلا خوف و رجا دلیری سے گناہ پر ملامت کی۔

پرہیزگاری یا خود ضبطی - یہ لفظ خاصکر زناکاری سے رُکنے کے بارہ میں استعمال ہوتا ہے - (گلتیوں ۵ : ۲۳، ۲ پطرس ۱ : ۶) جس وقت پولُس تقریر کر رہا تھا تو فیلکس اور دروسِلّہ دونوں کا دل اُن کو ملامت کرنے لگا ہوگا کیونکہ دونوں اس امر میں قصوروار تھے۔

آئندہ عدالت - ۱۰ : ۴۲، ۱۷ : ۳۱ کی شرح - فیلکس بے انصاف حاکم کو ایک روز خود ایک حاکم عادل مطلق کے کھڑا ہو کر حساب دینا ہوگا۔

بیان کر رہا تھا - ۱۷ : ۲ کی شرح - یہ نظارہ بھی بڑا مؤثر ہے - یسُوع مسیح کا دلدادہ مشنری یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کی طرح رُومی بے انصاف حاکم اور اُس کی عیاش بیوی کے سامنے حق اور صداقت کا مقدمہ لڑ رہا تھا - پولُس کے نزدیک مسیح پر خالص دل سے ایمان لانے کیلئے راستبازی کے لئے توبہ کرنا پہلا قدم تھا۔

دہشت کھاکر۔ ۱۰:۴ کی شرح۔ فیلکس کا مجرم کانشنس جاگ اُٹھا اور الٰہی عدالت کا حال سُنکر کانپ اُٹھا۔ مگر یہ مُجرمانہ خوف کی دہشت تھی نہ کہ گناہ سے ٹھیک طور پر قائل ہونے کی دہشت۔

اِس وقت تُو جا۔ لفظ "اِس وقت" پُرزور ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جب تک ہوا چلتی ہے غلّہ کو بھوسہ سے صاف کرے۔ لیکن اُس نے ڈھیل ڈالدی اور امر واقعی اور گناہ کے نتیجوں کا دیانتداری سے مقابلہ نہ کیا۔ ایسے آدمی کے لئے ڈھیل مُہلک تھی جیسے کہ مثل ہے "کل نام کال کا"۔

فرصت پاکر۔ یا "مجھے پیچھے موقعہ ملے گا"۔ ایسی صداقت کے سُننے کا اُسے پھر کبھی موقعہ نہ ملا۔ اگرچہ اُس نے کئی بار پولُس کو بلا بھیجا لیکن اُس وقت اُس کی کچھ اور غرض تھی (آیت ۲۶) جیسے لوہا گرم کرنے کے بعد جب ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو آگے سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے ویسے ہی انسان کا دِل جب ایک دفعہ مشتعل ہو کر ٹھنڈا ہو گیا۔ ہندوپاکستان میں بہت ایسے لوگ ہیں جو ایک دفعہ گناہ سے قائل ہو چکے تھے اور مسیح کی ضرورت کو محسوس کر چکے تھے تو بھی اب وُہ سخت اور خُدا کے رُوح القُدس کا مقابلہ کرنے کے باعث مخالف ہیں۔

پھر بلاؤں گا۔ ۷:۱۴ کی شرح۔

۲۶۔ اُسے پولُس سے کچھ روپے ملنے کی اُمید بھی تھی، اِس لئے اُسے اور بھی بُلا بُلا کر اُس کے ساتھ گفتگو کیا کرتا تھا۔

کچھ روپے ملنے کی اُمید بھی تھی۔ پولُس نے خود ذکر تھا کہ وُہ یہودیوں کے لئے چندہ لیکر گیا تھا۔ (آیت ۱۷) اُس کے مخالفوں نے بھی بیان کیا تھا کہ وُہ مسیحیوں کا سرگروہ یا ہراول تھا۔ (آیت ۵) اِس سے فیلکس کو خیال گزرا ہوگا کہ پولُس کے اختیار میں بہت مال و دولت ہے۔ رشوت گو سرکاری قانون کے لحاظ سے منع تھی لیکن رُومی حُکام میں اِس کا بڑا رواج تھا (۱۲:۲۰ کی شرح) ہندوپاکستان میں ہمیں ایسی باتوں سے بہت خبردار ہونا چاہیئے۔ لیکن فیلکس نے اِس آدمی کے بارہ میں غلطی کھائی۔ پولُس نے راستبازی کی نہ صرف منادی کی بلکہ وُہ اُس کا عامل بھی تھا۔ یُوں اِس کم بخت فیلکس (اپنے نام بمعنی خوشحال کے خلاف) نے دُنیاوی خزانے کی اُمید سے انجیل کے خزانے کو

ہاتھ سے کھو دیا۔

اور بھی۔ پولُس اور لوقاؔ کا لفظ (لوقا ۵: ۳۴، انیمنیُس ۵: ۲۳) بہت دفعہ اُس نے پولُس کو بلایا ہوگا۔

بُلاکر۔ آیت ۲۴ میں یہی فعل تھا۔

گفتگو کیا کرتا تھا۔ ۲۰: ۱۱ میں یہی فعل تھا۔ اس سے دوستانہ گفتگو مُراد ہے نہ دینی گفتگو۔

۲۷۔ لیکن جب دو برس گزر گئے تو پُرکیُس فستیس فیلکس کی جگہ مقرر ہوا اور فیلکس یہودیوں کو اپنا احسان مند کرنے کی غرض سے پولُس کو قید ہی میں چھوڑ گیا۔

جب دو برس گزر گئے۔ مُقدّس پولُس کے مُقدمہ سے لیکر۔ یوں وہ قیصریہ میں دو سال حوالات میں رہا۔ اس عرصہ میں یہودیوں اور سریانیوں کے درمیان جو دشمنی تھی مشتعل ہوکر کھُلم کھلا لڑائی کی صورت میں بدل گئی۔ جب یہودی فریق نے مُنتشر ہونے سے انکار کیا تو فیلکس نے فوجی سپاہی بھیجے۔ اُنھوں نے بعض یہودیوں کو قید کیا اور اُن کے گھر لوٹ لیے۔ رُوم میں اس کا الزام اُس پر لگا۔ اور اُن کی جوابدہی کے لئے اُس کو وہاں جانا پڑا۔

پُرکیُس فیتُس۔ اس شخص کے مقرر ہونے کی تاریخ کے بارہ میں بہت شک ہے۔ لیکن گمان غالب ہے کہ ۵۹ء میں یہ شخص مقرر ہوا، اور تھوڑے عرصے تک ہی یہ حاکم رہا کیونکہ یہ ۶۱ء یا ۶۲ء میں فوت ہو گیا۔ اور اُس کی جگہ البینس حاکم ہوا۔ یوسیفس نے اُسے نیک حاکم بیان کیا ہے۔ اور فیلکس کی نسبت یہ شخص زیادہ راستباز تھا۔ اُس نے غازیوں کے فساد کو بڑے زور سے فرو کیا۔ اِس کے عہد حکومت کے بڑے بڑے واقعات یہ تھے (۱) قیصریہ کا فیصلہ قیصریہ کے سریانیوں کے حق میں بخلاف یہودیوں کے (۲) یروشلم میں سخت فساد برپا ہوئے، کیونکہ اُنھوں نے ہیکل میں ایک دیوار بنائی تھی تاکہ اگرپّہ کے محل سے ہیکل میں نظر نہ پڑے۔ یہ مجسّم رُومی حاکم تھا۔ اُسے یہودیوں کے تکراروں اور مذہبی جھگڑوں کی کچھ پرواہ نہ تھی۔

یہودیوں کو اپنا احسان مند کرنے کی غرض سے۔ کیونکہ یہودیوں نے اُس کے خلاف بہت سارے الزام رُوم میں لگائے تھے۔ گویا وہ احسانوں کا ذخیرہ

جمع کرنا چاہتا تھا تاکہ وقت پر اُس سرمایہ سے سُود حاصل کرے۔ بیزا کے نسخے میں اُس کی ایک اور وجہ بیان کی ہے "لیکن پولُس کو اُس نے دروسیلہ کی خاطر حوالات ہی میں رہنے دیا" غالباً یہودیوں نے دروسیلہ کی منت سماجت کی ہوگی۔ اور اُس نے یہودیوں کی خاطر فیلکس سے سفارش کی ہوگی۔ یا شاید ہیرودیاس کی طرح وُہ پولُس کی اس صاف گوئی سے ناراض ہوگئی ہو اور سمجھی ہوگی کہ اُس نے اُس کے گُناہ پر اُسے ملامت کی۔

قید ہی میں چھوڑ گیا۔ بعضوں نے سمجھا کہ جس قید کا ذکر ۲۳ - آیت میں آیا ہے اُس سے یہ قید زیادہ سخت تھی۔ لیکن اس رائے کی تائید اس آیت کے الفاظ سے نہیں ہوتی۔ اِن پُورے دو سالوں میں وُہ فوجی قیدی رہا تھا اور فیلکس کے چلے جانے کے بعد بھی ویسا ہی قید میں رہا۔

چوبیسویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصّے۔

۱۔ جھوٹا الزام۔ ۱ سے ۹ (۲) با استقلال عُذر ۱۰ سے ۲۱۔

۳۔ متلوّن مزاج مُنصف ۲۲ سے ۲۷۔

علاوہ ازیں۔

۱۔ فیلکس سرِ عام ۲۲ (اُس کا اعلیٰ عہدہ)

۲۔ فیلکس خلوت میں ۲۳ سے ۲۷ (اُس کی مُلوّث زندگی)

دوم۔ بڑے بڑے مضامین۔

۱۔ پولُس فیلکس کے سامنے ۱۰ سے ۲۱ (اُس کی صداقت کا اظہار۔ اُس کا نیک دل)

ا۔ اُس کی مؤدبانہ وضع ۱۰ و ۱۱۔

ب۔ جھوٹے الزاموں کی تردید ۱۲ و ۱۳۔

ج۔ اُس کے ایمان کا اقرار ۱۴ و ۱۵ (سچے خُدا پر۔ پاک نوشتوں پر۔ قیامت پر)

د۔ اُس کی پاک سیرت اور روش آیت ۱۶۔

ہ۔ تہمت کی تردید ۱۷ سے ۲۱ (سچا مُحبِ الوطن۔ سچا عابد۔ صلح جُو باشندہ)

۲- فیلکس پولُس کے سامنے ۲۲ سے ۲۶-
بحیثیت شخص: ۱- مسیح کے دین کی اعلیٰ درجہ کی قدر- ۲۲ و ۲۳-
ب- اُس نے خُدا کے ایلچی کو اپنے آپ بلایا- ۲۴-
ج- اُس نے انجیل کا پیغام توجہ سے سُنا- آیت ۲۴-
د- صداقت کے سامنے وہ کانپ اُٹھا- ۲۵-
ہ- اُس نے توبہ کے معاملہ کو ملتوی رکھا- ۲۵-
و- اُس نے خُدا کے رُوح کی تحریک کا مقابلہ کیا-
اس سارے باب میں پولُس سچا مسیحی اور فیلکس نا راستی دُنیا دار ظاہر ہوتا ہے-
فیلکس دُنیا جسم اور زر کی نیست کو ترک کرنا نہیں چاہتا تھا- پولُس نے سب کچھ مسیح کی خاطر ترک کر دیا تھا-

---

پچیسواں باب

(۱-۱۲) پولُس اور فیستُس

۱- پس فیستُس صُوبہ میں داخل ہو کر تین روز کے بعد قیصریہ سے یروشلیم کو گیا-

فیستُس- ۲۴: ۲۷-
صُوبہ- ۲۳: ۳۴-
داخل ہو کر- اُس نے صدر مقام میں وقت ضائع نہ کیا- چونکہ یہودی فیلکس سے ناراض تھے، اس لئے اُس نے کوشش کی کہ یہودیوں کے ساتھ رسُوخ پیدا کرے- یروشلم یہودیوں کا قومی مرکز تھا-
گیا- ۱۸: ۲۲ کی شرح، یہ یہودی دار الخلافہ تھا جیسے قیصریہ مُلکی دار الخلافہ تھا-

۲- اور سردار کاہنوں اور یہودیوں کے رئیسوں نے اُس کے ہاں پولُس کی فریاد کی

سردار کاہنوں - ۴ : ۲۳ کی شرح - لا کلام اُن کا سرگروہ حننیاہ ہوگا - ربیوں یا - لوقا ۱۹ : ۴۷ ، صدر عدالت کے ممبروں سے امتیاز کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا - غالباً صدوقی رؤسا نے فیستُس کے سامنے یہ مقدمہ اُٹھایا -

فریاد کی - ۲۴ : ۱ -

۳ - اور اُس کی مخالفت میں یہ رعایت چاہی کہ وہ اُسے یروشلم میں بلا بھیجے اور گھات میں تھے کہ اُسے راہ میں مار ڈالیں -

رعایت چاہی - یعنی بار بار تکرار سے یہ درخواست کی -

وہ انصاف نہیں چاہتے - ۲۴ : ۲۷ ، اس نئے حاکم کے لئے اُن کی درخواست کو نامنظور کرنا مشکل تھا ، کیونکہ وہ اُن کو اپنے ساتھ رضا مند کرنا چاہتا تھا -

بُلا بھیجے - ۲۴ : ۲۴ و ۲۶ میں یہی فعل آیا تھا (۱۰ : ۵ کی شرح)

گھات میں تھے - ۲۲ : ۱۶ کی شرح -

۴ - مگر فیستُس نے جواب دیا ، کہ پولُس تو قیصریہ میں قید ہے اور مَیں آپ جلد وہاں جاؤں گا -

مگر فیستُس - لیکن رومی انصاف نے گوارا نہ کیا کہ اُن کی رعایت کرے اگرچہ پولُس اُس وقت اُس کی نظر میں ایک حقیر سا قیدی ہوگا -

قید ہے - ۲۴ : ۲۳ میں یہی فعل تھا - اُس کا مطلب یہ ہوگا کہ " وہ تو اس جگہ قید میں ہے یہاں نہیں " - اس لئے اگر کوئی تحقیقات ہو تو وہاں موقع پر ہونی چاہیئے یوں اُس نے شائستگی کے ساتھ اُن کی درخواست کو نامنظور کیا -

۵ - پس تم میں سے جو اختیار والے ہیں وہ ساتھ چلیں - اور اگر اُس شخص میں کچھ بے جا بات ہو تو اُس کی فریاد کریں -

جو اختیار والے ہیں - ۱ - کرنتھی ۱ : ۲۶ - یعنی جو صاحب مقتدر اور بارسوخ ہیں -

ساتھ چلیں - ۱۸ : ۲۲ صرف اسی آیت میں یہ مرکب فعل آیا ہے -

بے جا - پولُس اور لوقا کا محاورہ (لوقا ۲۳ : ۴۱ ، اعمال ۲۸ : ۶ ، ۲ تھسلنیکی ۳ : ۲) اس کے اصلی معنی ہیں بے جگہ یا بیجا - بعد ازاں بے قاعدہ اور اُلٹ اس کے ہوئے -

۶ - وہ اُن میں آٹھ دس دِن رہ کر قیصریہ کو گیا، اور دُوسرے دِن تختِ عدالت پر بیٹھ کر پولس کے لانے کا حکم دیا۔

آٹھ دس دن۔ سرکاری کاروبار کے لئے اس نئے حاکم کو اپنے صدر مقام میں جتنی جلدی ہو سکے پہنچنا چاہئے تھا۔

۷ - جب وہ حاضر ہُوا، تو جو یہودی یروشلم سے آئے تھے، وہ اُس کے آس پاس کھڑے ہوکر اُس پر بہتیرے سخت الزام لگانے لگے مگر اُن کو ثابت نہ کر سکے۔

آس پاس کھڑے ہوکر۔ جیسے بّرے کے اردگرد بھیڑئے جمع ہو جاتے ہیں ویسے یہ لوگ اُس پر الزام لگانے اور اُس کی مخالفت کرنے کے لئے جمع ہو گئے اور اگر اُن کو موقع ملتا تو اُس کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے۔

الزام۔ اِس خاص صُورت میں یہ لفظ اور کسی جگہ نہیں آیا۔ ۲۴: ۵ و ۶ میں جو الزام لگائے گئے تھے اب اُن میں بھی وہ مُبالغہ کرنے لگے۔

۸ - لیکن پولس نے یہ عُذر کیا کہ مَیں نے نہ تو کچھ یہودیوں کی شریعت کا گناہ کیا ہے نہ ہیکل کا نہ قیصر کا۔

عُذر کیا۔ ۱۹: ۳۳، ۲۴: ۱۰۔

نہ شریعت کا۔۔۔ جو الزام اُس پر لگائے گئے تھے اُن کا سلسلہ وار اُس نے انکار کیا (۲۴: ۹ کی شرح) (ا) دینی الزام (یہودی شریعت کے خلاف) (ب) ہیکل کو ناپاک کرنے کا الزام (ج) مُلکی الزام۔ قیصر کے خلاف وہ اپنی معصومی کا اظہار کرتا ہے بدعت۔ ناپاک کرنے اور بغاوت کے گناہ سے اپنے تئیں بری ظاہر کرتا ہے۔

۹ - مگر فیستُس نے یہودیوں کو اپنا احسان مند بنانے کی غرض سے پولس کو جواب دیا۔ کیا تجھے یروشلم جانا منظور ہے کہ تیرا یہ مُقدمہ وہاں میرے سامنے فیصل ہو؟

احسان مند بنانے کی غرض سے۔ ۲۴: ۲۷ میں یہی جُملہ آیا تھا۔ اب فیستُس پر بخُوبی روشن ہو گیا کہ پولس کسی جُرم کا مرتکب نہیں ہُوا اور رُومی شریعت کو اُس نے کسی طرح نہیں توڑا۔ مُقدمہ زیرِ بحث یہودی دین کے متعلق تھا (آیات ۱۸ و ۱۹) ایسے سوالات کی اُس کی نگاہ میں کچھ وقعت نہ تھی۔ پھر بھی یہودیوں کو خوش کرنے کی غرض سے اُس کو یہ اچھا موقع معلوم ہُوا کہ اُن دینی سوالات کو صدرِ مجلس کے سامنے پیش

کرے۔ لیکن ایک رومی حقوق رکھنے والے کے مقدمہ میں بلا اُس کی رضامندی وہ ایسا نہ کر سکتا تھا۔ ہم فیستُس کو اس جُرم سے بری نہیں کر سکتے کہ اُس نے ایسے طرفدارانہ اور بے انصافانہ کارروائی کرنی چاہی۔

جانا۔ ۱۸ : ۲۲ کی شرح۔

میرے سامنے۔ یعنی میرے سامنے صدرِ مجلس کے ذریعہ۔

۱۰۔ پولُس نے کہا مَیں قیصر کے تختِ عدالت کے سامنے کھڑا ہُوں میرا مقدمہ یہیں فیصل ہونا چاہئے۔ یہودیوں کا مَیں نے کچھ قصور نہیں کیا چنانچہ تُو بھی خوب جانتا ہے۔

قیصر کے تختِ عدالت۔ کیونکہ یہ حاکم قیصر کا خلیفہ تھا۔ جیسے مجرم ہندو پاکستان میں ہائی کورٹ کے سامنے کھڑا کہہ سکتا ہے کہ مَیں قیصرِ ملک کے تختِ عدالت کے آگے کھڑا ہوں۔

"**تختِ عدالت**" کے لئے دیکھو ۱۸ : ۱۲ کی شرح۔

میرا مقدمہ یہیں فیصل ہونا چاہئیے۔ ایک تو قانون کے لحاظ سے اور ایک میرے رومی حقوق کی وجہ سے۔

تُو بھی خوب جانتا ہے۔ فیستُس اس امر کا قائل ہو چکا تھا کہ یہودیوں کی دشمنی پولُس سے دینی تعصب کی وجہ سے تھی (۱۸ و ۱۹) اور اُس نے کوئی بے جا کام نہ کیا تھا اس لئے اُسے ایسا سوال کرنے کا کوئی حق نہ تھا بلکہ اُسے چاہئیے تھا کہ قیدی کو آزاد کر دے۔

۱۱۔ اگر بدکار ہُوں یا مَیں نے قتل کے لائق کوئی کام کیا ہے، تو مُجھے مرنے سے انکار نہیں۔ لیکن جن باتوں کا وہ مُجھ پر الزام لگاتے ہیں، اگر اُن کی کچھ اصل نہیں تو اُن کی رعایت سے کوئی مُجھ کو اُن کے حوالے نہیں کر سکتا۔ مَیں قیصر کے ہاں اپیل کرتا ہُوں۔

قتل کے لائق۔ یعنی رومی قانون کے مطابق۔

مرنے سے انکار نہیں۔ میں موت سے بچنے کی منت نہیں کرتا۔

مجھ کو اُن کے حوالے کر نہیں سکتا۔ یہ فعل اُس اسم سے علاقہ رکھتا ہے، جو آیت ۹ میں "احسان مند" ترجمہ ہوا ہے۔ اِس لئے انگریزی بائبل کے حاشیہ میں جو ترجمہ ہے اُس سے بہتر معنی نکلتے ہیں "مہربانی کے طور پر مجھے کوئی اُن کے حوالے کر نہیں سکتا۔"

اب بحیثیت مُنصف ہونے کے فیستُس کا فرض تھا کہ انصاف کرے نہ کہ رعایت کرے۔

مَیں قیصر کے ہاں اپیل کرتا ہُوں۔ سوائے مشہور مجرموں کے ہر رُومی شہری کا حق تھا کہ قیصر کے ہاں اپیل کرے۔ پولُس نے یہ معلوم کر لیا کہ اس حاکم سے مجھے انصاف کی اُمید نہیں۔ اِس لئے اُس نے جو الفاظ استعمال کئے اُن کے ذریعہ اُس کا مُقدّمہ عدالتِ خفیفہ سے فوراً منتقل ہو کر قیصر کی عدالت واقع رُوم میں منتقل ہو گیا۔ اب وہ سال سے زیادہ وُہ قیصریہ کی اسیری میں رہ چکا تھا۔ رسُولوں کے اعمال کی کتاب کا یہ ایک اور بڑا واقعہ ہے۔ پولُس مشنری نے ایسے الفاظ استعمال کئے جن کے ذریعہ اُس کا مُقدّمہ اور اُس کی خدمت شاہی شہر کی طرف منتقل ہو گئے۔

۱۲۔ پھر فیستُس نے صلاح کاروں سے مشورت کر کے جواب دیا کہ تُو نے قیصر کے ہاں اپیل کی ہے تو قیصر ہی کے پاس جائے گا۔

صلاح کارول۔ مرقس اور متّی انجیل نویسوں نے یہ لفظ استعمال کیا۔ اور ہمیشہ صلاح لینے کے معنوں میں آیا ہے لیکن یہاں صلاح کا ترجمہ ہُوا جو حاکم کے ساتھ مقدمات فیصل کرنے میں مدد دیا کرتے تھے۔ جیسے گورنرانِ کونسل فیصلہ کرتا ہے ویسے اُس نے صلاح کی۔

تو قیصر ہی کے پاس جائیگا۔ فیستُس اس اپیل کو نامنظور نہ کر سکتا تھا ورنہ خود نقصان اُٹھاتا۔ اب مُقدّمہ اُس کے اختیار سے نِکل گیا۔ اس لئے اُس کا فرض تھا . . . . کہ اس کا برملا اظہار کرے۔ یہ خدا کی عجیب کارسازی تھی جس کے ذریعہ پولُس کو اس بڑے شہر میں گواہی دینے کا موقعہ ملا۔ قیصریہ کی ساری طوالِ طویل کارروائی میں خدا کا ہاتھ تھا۔

فیستُس اور اگرپّا (۱۳-۲۲)

۱۳۔ اور کچھ دن گزرنے کے بعد اگرپّا بادشاہ اور برنیکے نے قیصریہ میں آ کر فیستُس سے مُلاقات کی۔

کچھ دن۔ ۹:۱۰ کی شرح۔

اگرپا بادشاہ - یہ اگرپا دوم ہیرودیس اگرپا اوّل کا بیٹا تھا - (۱۲ : ۱) جب اُس کا باپ مرگیا تو اُس کی عمر سترہ سال کی تھی - اس وقت وہ رُوم میں رہتا تھا اور اُس نے قیصر کلادیُس کے دربار میں پرورش پائی تھی - جب اُس کا چچا ہیرودیس خلقس کا بادشاہ (سوریا کا علاقہ - دمشق کے شمال مغرب کی طرف) آٹھ سال بعد مرگیا - تو قیصر نے وہ ریاست اگرپا کو عطا کی - ۵۳ء میں اُس نے یہ ریاست چھوڑ دی - اور اُس کے عوض میں فلپس اور سیانس کے علاقے اُس کو عطا ہوئے (لوقا ۳ : ۱) اور اُس کو بادشاہ کا خطاب حاصل ہوا اور نیرو کے زمانہ میں گلیل اور پیریا کا علاقہ اس کے بعد ایزاد کیا گیا - گلیل میں قیصریہ فلپی اُس کا دارالخلافہ تھا - ہیرودیس کے خاندان میں یہ آخری شخص تھا، جسے حکومت حاصل تھی - یروشلم کے تسخیر ہونے کے بعد (۷۰ء) وہ رُوم کو چلا گیا اور ۱۰۰ء کے قریب مر گیا -

برنیکے - اگرپا اوّل کی بڑی بیٹی اور دروسلہ کی بہن (۲۴ : ۲۴) وہ اپنے بھائی اگرپا دوم سے ایک سال چھوٹی تھی اور اپنے باپ کی وفات کے وقت سولہ سال کی تھی - جب وہ تیرہ سال کی تھی تو اپنے چچا ہیرودیس شاہ خلقیس سے بیاہی گئی - اور اس کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے - اپنے خاوند کی وفات کے بعد (۴۸ء) میں وہ اپنے بھائی کے ساتھ رہنے لگی - یہودیوں اور رومیوں کے درمیان اُن کی نسبت بہت بری افواہ مشہور ہوگئی - ان افواہوں کو رفع کرنے کے لئے اُس نے کلکیہ کے بادشاہ پطلیمان سے شادی کر لی - لیکن اُسے چھوڑ کر پھر اگرپا کے پاس چلی آئی - اس کے بعد قیصر ویس پیسین کے بیٹے طیطس کے گھر میں آگئی - لیکن اُس نے قیصر ہونے پر اُس کو نکال دیا اور پھر اپنے باقی ایام اگرپا کے گھر ہی میں گزارے -

آگر - ۱۶ : ۱ کی شرح -

ملاقات کی - یہ شاہی رسمی ملاقات تھی کہ یہ ماتحت بادشاہ نئے رومی حاکم کو ملنے گیا - اسی طرح سے ہندوپاکستان میں دیسی ریاستوں کے راجہ نئے وائسرائے یا گورنر کو سلام کرنے جاتے تھے اور اس کے بعد یہ وائسرائے اُن کو ملنے جاتا تھا -

۱۴ - اور اُن کے کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد فیستس نے پولُس کے مقدمہ کا حال بادشاہ سے یہ کہہ کر بیان کیا، کہ ایک شخص کو فیلکس قید میں چھوڑ گیا ہے -

یہ کہہ کر بیان کیا۔ پوٹس اور لوٹا کا لفظ (گلتیوں ۲ : ۲) یعنی صلاح لینے کی خاطر چونکہ اُسے یہودی کاروبار سے بخوبی واقفیت تھی اور رومی حکومت سے بھی مانوس تھا اس لئے وہ اچھی صلاح دے سکتا تھا۔ نیز وہ ہیکل کا سپرنٹنڈنٹ تھا اور اُسے سردار کاہن مقرر کرنے کا اختیار تھا۔

۱۵۔ جب میں یروشلم میں تھا تو سردار کاہنوں اور یہودیوں کے بزرگوں نے اُس کے خلاف فریاد کی اور سزا کے حکم کی درخواست کی۔

سردار کاہنوں اور بزرگوں ۔ ۴ : ۵ و ۲۳ کی شرح۔

فریاد کی ۔ ۲۴ : ۱، ۲۵ : ۲۔

سزا کے حکم ۔ یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے۔

۱۶۔ اُن کو میں نے جواب دیا کہ رومیوں کا یہ دستور نہیں کہ کسی آدمی کو رعایۃً سزا کے لئے حوالے کریں، جب تک کہ مدعا علیہ کو اپنے مدعیوں کے روبرو ہو کر دعوے کے جواب دینے کا موقع نہ ملے۔

دستور ۔ ۶ : ۱۴ کی شرح۔ رومی اپنے ٹھیک انصاف کرنے پر فخر کرتے تھے لیکن افسوس ہے کہ فیلکس اور فیستس جیسے بھی اس فخر کو جھٹلاتے تھے۔

سزا کے حوالے کریں ۔ آیت ۱۱ میں یہی فعل آیا تھا۔ کسی قدر فیستس بھی پولس کو رعایۃً حوالے کرنے پر تیار تھا۔ لیکن اگرپا سے بات کرتے وقت وہ اس کا ذکر نہیں کرتا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اُس نے مدعیان اور مدعا علیہ کو روبرو کیا۔

عذر ۔ ۲۲ : ۱ کی شرح۔

دعویٰ کے جواب دینے ۔ ۲۳ : ۲۹ کی شرح۔

۱۷۔ پس جب وہ یہاں جمع ہوئے تو میں نے کچھ دیر نہ کی، بلکہ دوسرے ہی دن تختِ عدالت پر بیٹھ کر اُس آدمی کے لانے کا حکم دیا۔

کچھ دیر نہ کی ۔ یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق فعل ۲۴ : ۲۲ میں آیا ہے۔

تختِ عدالت ۔ ۱۸ : ۱۲ کی شرح۔

۱۸۔ مگر جب اُس کے مدعی کھڑے ہوئے، تو جن برائیوں کا مجھے گمان تھا اُن میں

سے اُنہوں نے کسی کا الزام اُس پر نہ لگایا۔

گمان تھا۔ ۱۳: ۲۵۔ یہ فعل ناتمام ہے جس کا پتہ لگتا ہے کہ فیستس دل میں کیا کچھ سوچ رہا تھا کہ پولس کے خلاف یہودیوں کی ناراضگی کی کیا وجہ ہوگی۔

۱۹۔ بلکہ اپنے دین اور کسی شخص یسوع کی بابت اُس سے بحث کرتے تھے جو مر گیا تھا اور پولس اُس کو زندہ بتاتا ہے۔

بحث کرتے تھے۔ ۱۵: ۲، ۱۸: ۱۵، ۲۳: ۲۹، ۲۶: ۳۔

دین۔ انگریزی بائبل کے حاشیہ میں ہے "وسواس"۔ یہ اسم تو اسی جگہ آیا ہے لیکن اس سے مشتق لفظ ۱۷: ۲۲ میں۔ یہاں یہ لفظ اچھے معنی میں یعنی دین کے معنی میں استعمال ہوا ہے، کیونکہ اگرپا بھی یہودی دین رکھتا تھا۔

کسی شخص یسوع۔ فیستس جیسے رومی شخص کو جسے کوئی ذاتی غرض نہ تھی یہ معاملہ ایسا ہی معلوم ہوا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پولس اور اُس کے مخالفوں کے درمیان جنگ یسوع کی قیامت کے بارہ میں تھی۔

بتاتا تھا۔ یعنی بار بار۔ یہ فعل بھی ناتمام ہے۔ دیکھو ۲۴: ۹۔

۲۰۔ چونکہ میں ان باتوں کی تحقیقات کی بابت اُلجھن میں تھا، اس لئے اُس سے پوچھا۔ کیا تو یروشلیم میں جانے کو راضی ہے، کہ وہاں ان باتوں کا فیصلہ ہو۔

ان باتوں کی تحقیقات کی بابت۔ لفظی طور پر یہ ترجمہ ہوگا "ان باتوں کے بارہ میں سوال کرنے کے متعلق"۔ یہاں فیستس کی تحقیقات کی طرف اشارہ ہے۔ یا پولس اور یہودیوں کے درمیان بحث کی طرف جس سے رومی حاکم اُلجھن میں تھا (۱۵: ۲) قرینہ سے یہی معنی زیادہ بہتر معلوم ہوتے ہیں۔

اُلجھن میں تھا۔ یہ فعل لوقا ۲۴: ۴، یوحنا ۱۳: ۲۲، ۲ کرنتھی ۴: ۸، گلتیوں ۴: ۲۰ اگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی، اس لئے میں حیران ہوں۔

۲۱۔ مگر جب پولس نے اپیل کی کہ میرا مقدمہ شہنشاہ کی عدالت میں فیصل ہو تو میں نے حکم دیا کہ جب تک اُسے قیصر کے پاس نہ بھیجوں وہ قید رہے۔

شہنشاہ۔ یونانی لفظ سبستاس، لاطینی لفظ آگستس کا مترادف ہے۔ یہ لقب پہلے بادشاہ آکٹیوس سیزر (OCTAVIUS CAESAR) کو ملا تھا۔ اس کے بعد

اُس کے جانشین اسی نام سے کہلاتے رہے۔ یہ خاص عزت اور تقدس کا خطاب تھا۔ یونانی لفظ کے معنی ہیں "عبادت کرنا"۔ فیستُس نے ارادتاً اِس ماتحت بادشاہ کے آگے شہنشاہ کا ذکر کیا تاکہ اُس کے دعاوی اور عظمت کو ظاہر کرے۔

فیصل ہو۔ یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے۔ ۲۴: ۲۲۔

بھیجوں۔ یعنی اعلیٰ عدالت میں۔ پولُس اور لُوقا کا فعل (لُوقا ۲۳: ۷، ۱۱، ۱۵، فلیمون ۱۲)

۲۲۔ اگرپا نے فیستُس سے کہا، مَیں بھی اُس آدمی کی سُننا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ تُو کل سُن لے گا۔

مَیں بھی ... چاہتا ہوں۔ فعل ناتمام سے یہ ایسا پایا جاتا ہے کہ اگرپا دیر سے ایسی خواہش رکھتا تھا۔ اُس نے پولُس اور یہودیوں کی عداوت کا حال سُنا ہوگا۔ ہیرودیس انتپاس کی خواہش مسیح کو دیکھنے اور اُس کو سُننے کی تھی۔ (لُوقا ۲۳: ۸) یہ بھی مہذبانہ درخواست ہے۔

(۲۳-۲۷) پولُس اگرپا کے سامنے

۲۳۔ پس دُوسرے دن جب اگرپا اور برنیکے بڑی شان و شوکت سے پلٹن کے سرداروں اور شہر کے رئیسوں کے ساتھ دیوان خانہ میں داخل ہوئے تو فیستُس کے حُکم سے پولُس حاضر کیا گیا۔

بڑی شان و شوکت۔ یہ اسم اسی آیت میں آیا ہے۔ اس نظارہ سے اُس کے باپ کی شان و شوکت یاد آتی ہے جو اس شہر میں اُس نے دکھائی اور ذلت کی موت سے مر گیا۔ (۱۲: ۲۱-۲۳)

دیوان خانہ۔ یہ لفظ بھی صرف اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ دیوان خانہ محل سے متعلق تھا۔

پلٹن کے سرداروں۔ ۲۱: ۳۱ کی شرح۔ یُوسیفس نے بتایا ہے کہ پانچ دستے قیصریہ میں مقیم رہتے تھے (۱۰: ۱ کی شرح) اس لئے کئی ایک سردار اور افسر

ہوں گے۔

ریکھیول - ایسے بڑے جلسے میں رسُول کو انجیل سُنانے کا بہت عُمدہ موقع ملا۔ یہ خاص شاہی دربار تھا۔

۲۴ - پھر فیستُس نے کہا، اَے اگرپّا بادشاہ اور اَے سب حاضرین! تُم اس شخص کو دیکھتے ہو، جس کی بابت یہوُدیوں کے سارے گروہ نے یروشلیم میں اور یہاں بھی چلّا چلّا کر مجھ سے عرض کی کہ اُس کا آگے کو جیتا رہنا مناسب نہیں۔

اگرپّا بادشاہ - اس موقعہ پر اُس کو خاص عزّت کا لقب دیا (۲۶ : ۳۰)

دیکھتے ہو - ۳ : ۱۶ کی شرح۔

یہوُدیوں کے سارے گروہ - آیت ۲ سے کچھ زیادہ ہے۔ یروشلیم کے حکّام کو عوام النّاس کی مدد تھی۔

عرض کی - نئے عہدنامے کے جن دُوسرے مقامات میں یہ لفظ آیا ہے وہاں اُس کے معنے سفارش کے ہیں جو خُدا سے کی جائے (رُومیوں ۸ : ۲۷ و ۳۴، ۱۱ : ۲؛ عبرانی ۷ : ۲۵)۔ بیزا کے نُسخے میں ان الفاظ کے بعد "اور یہاں" یہ عبارت آئی ہے "کہ مَیں اس پر موت کا فتویٰ دُوں۔ لیکن جو ہدایات ہم کو اگستُس سے ملی ہیں اُن کی وجہ سے مَیں ایسا نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اگر کوئی اس پر نالش کرنا چاہتا تھا تو وُہ میرے ساتھ قیصریہ میں چلے جہاں وُہ حوالات میں تھا۔ اور جب وُہ آئے تو وُہ یہ چلّائے کہ اُس کو قتل کرنا چاہیئے۔ لیکن طرفین کے سُننے پر مجھے کوئی قتل کے لائق بات معلوم نہ ہوئی۔ اور جب مَیں نے اُس سے پُوچھا کہ یروشلیم میں تیرا مُقدّمہ ہو تو اُس نے قیصر کی دہائی دی۔

۲۵ - لیکن مجھے معلوم ہُوا کہ اُس نے قتل کے لائق کُچھ نہیں کیا اور جب اُس نے خُود شہنشاہ کے ہاں اپیل کی تو مَیں نے اُس کو بھیجنے کی تجویز کی۔

شہنشاہ - یعنی اگستُس آیت ۲۱ کی شرح۔

۲۶ - اِس کی نسبت مجھے کوئی ٹھیک بات معلوم نہیں کہ سرکارِ عالی کو لکھوں اس واسطے مَیں نے اُس کو تُمہارے آگے اور خاصکر اَے اگرپّا بادشاہ تیرے حضُور حاضر کیا ہے تاکہ تحقیقات کے بعد لکھنے کے قابل کوئی بات نکلے۔

ٹھیک - ۲۱ : ۳۴، ۲۲ : ۳۰۔

سرکار عالی - اکٹویں اور طبریاس قیصروں نے یہ لقب نا منظور کیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ صرف دیوتاؤں کا ہی حق ہے لیکن کالی گولا نے اسے منظور کیا اور اُسکے جانشینوں نے بھی اور بعدازاں قیصروں کا یہ عام خطاب ہوگیا۔

تحقیقات - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ عام طور پر تحقیقات کے لئے یہاں مُستعمل ہوا ہے۔

۲۷- کیونکہ قیدی کے بھیجتے وقت اُن الزاموں کو جو اُس پر لگائے گئے ہوں ظاہر نہ کرنا مجھے خلاف عقل معلوم ہوتا ہے۔

خلاف عقل - یہ لفظ ۲ پطرس ۲: ۱۲، یہوداہ ۱۰ میں بھی آیا ہے۔ ایسے اپیل کے مقدمات میں یہ دستور تھا کہ مقدمہ کے خارج کرنے کی وجوہات معہ اپیل کنندہ اور اُس کے خلاف الزامات بھیجا کرتے تھے۔

پچیسویں باب کی تعلیم

اوّل - بڑے بڑے حصّے۔

۱- یہودیوں کا حیلہ ۱ سے ۵ آیات (۲) پولُس کا قیصر کی دہائی دینا- ۶ سے ۱۲-
(۳) فیستُس کا اصلاح کار (اگرپا) ۱۳ سے ۲۷-

دوم - بڑے بڑے مضامین-

۱- مُلکی معاملات میں خُدا کا ہاتھ-

ا- نئے حاکم کا آنا- ۱ سے ۸- (ب) قیصر سے اپیل کرنے کا حق- ۹ سے ۱۲
ج- ماتحت بادشاہ کی شاہی ملاقات - ۱۳ سے ۲۲-
د- سرکاری حکّام کا مجمع - ۲۳ - ۲۷ (سب امور خدا کے مشنری مقاصد میں ممد ہوئے)

۲ - سیرت کا مطالعہ-

ا- صدوقی اور اُن کی عداوت - ۱ سے ۷-
ب- پولُس اور اُس کی پوری دیانتداری- ۸ و ۱۰ سے ۱۱-
ج- فیلکس اور اُس کی زمانہ سازی- ۴ و ۵ و ۹ و ۱۴ سے ۲۱-

۵- اگرپّا اور اُس کی شان وشوکت -

چھبیسواں باب

(۱-۱۹) پولُس کی تقریر اگرپّا کے سامنے

اس تقریر میں پولُس کی گرمجوشی ۔حکمت اور فصاحت قابل غور ہیں ۔اس میں بعض ایسے الفاظ اُس نے استعمال کئے جو نئے عہدنامہ میں کسی دُوسری جگہ پائے نہیں جاتے اس عجیب موقع اور حالات نے پولُس کو ایسا اُبھارا کہ اُس نے سارے زور سے نجات بخش انجیل کی شہادت پیش کی، پیشتر اِس کے کہ اُس نے فلسطین کو آخری الوداع کہی، اور اپنے مسیحی ہونے کی ایسی اعلیٰ معذرت پیش کی ۔ یہ اسی قسم کا معاملہ ہے جیسے کسی دلیسی مسیحی پر دیرتک غلط الزام لگتے رہے ہوں ۔اور اُس کی نسبت غلط خبریں مشہور ہوتی رہی ہوں اور یکایک اُسے دلیسی راجاؤں اور رئوسائے ملک کے سامنے یہ بیان کرنے کا خاص موقع مل جائے کہ مَیں کیوں مسیحی ہُوں ۔اور کیوں انجیل کی اشاعت کرتا ہُوں ۔

۱- اگرپّا نے پولُس سے کہا تجھے اپنے لئے بولنے کی اجازت ہے پولُس ہاتھ بڑھا کر اپنا جواب یُوں پیش کرنے لگا کہ ۔

اگرپّا - ۲۵ : ۱۳ کی شرح ۔

پولُس - بیزا کے نسخے میں یہ عبارت بھی ہے ۔" ہمّت باندھ کر اور رُوح القُدس سے تسلّی حاصل کرکے "۔ اگرچہ یہ الفاظ مابعد کا حاشیہ ہوں ۔لیکن امرِ واقعی کو ظاہر کرتے ہیں۔

ہاتھ بڑھا کر - ۲۰ : ۳۴ ، ۲۱ : ۴۰ کی شرح ، یہ اشارہ لوگوں کو خاموش کرنے کے لئے نہ تھا بلکہ تقریر کرتے وقت اُن کا یہ طریقہ تھا ۔

اپنا جواب - یہ پولُس کی معذرت اُس کی زندگی کے لئے تھی - ۱۹ : ۳۳ کی شرح

اگلی آیت میں بھی یہی فصل آیا ہے۔

۲-اے اگرِپا بادشاہ جتنی باتوں کی یہودی مجھ پر نالش کرتے ہیں آج تیرے سامنے اُن کی جواب دہی کرنا اپنی خوش نصیبی جانتا ہوں۔

خوش نصیبی جانتا ہوں۔ پولُس نے بڑی شائستگی کے ساتھ با خوشامد تقریر شروع کی۔ اگرِپا یہودیوں کے معاملات سے بخوبی واقف تھا۔ خواہ وہ مُلکی تھے یا کلیسائی حالانکہ فیستُس اُن سے ناواقف تھا، اور نووارد تھا۔

یہودی۔ عام یہودی نہ کوئی خاص۔ کیونکہ لفظ یہودی سے پیشتر کوئی حرف تعریف نہیں آیا۔ (۳ دیکھو ۷ و ۲۱) کیونکہ پولُس نے اُن کے قومی اور دینی خواص کا بیان کیا۔ یہ یہودی قوم اور دین کے لوگ تھے، جنہوں نے مجھ پر الزام لگائے، کوئی اجنبی لوگ نہ تھے۔ اور اگرِپا چونکہ یہودی تھا، اس لئے وہ اُن معاملات کو بخوبی سمجھ سکتا تھا، جو کوئی غیر قوم نہ سمجھ سکتا تھا اسی طرح ہندو، پاکستان میں اور سیلون میں مسلمان۔ ہندو یا بُدھ لوگ ہماری نسبت غلط فہمیاں پیدا کرتے رہے ہیں۔

نالش۔ ۱۹: ۳۸ کی شرح۔

۳۔ خاص کر اس لئے کہ تُو یہودیوں کی سب رسموں اور مسئلوں سے واقف ہے پس مَیں منت کرتا ہوں کہ تحمل سے میری سُن لے۔

واقف۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ یعنی جو اچھی طرح واقف ہو۔

رسموں اور مسئلوں۔ رسموں کے لئے دیکھو ۶: ۱۴، اور مسئلوں کے لئے دیکھو ۱۵: ۲ یعنی عمل سے جو عادات پیدا ہوئیں۔ اور تعلیم و عقیدہ کی نسبت جو آراتے تھیں۔

تحمل۔ یہ لفظ بھی اس صورت میں صرف اسی تقریر میں آیا ہے۔

۴۔ سب یہودی جانتے ہیں کہ اپنی قوم کے درمیان اور یروشلم میں شروع جوانی سے میرا چال چلن کیسا رہا ہے۔

جوانی سے۔ وہ ابھی لڑکا ہی تھا کہ ترسُس سے یروشلم کو گیا۔ اور یہودی صحیح تعلیم و تربیت پائی۔ اور ایک سرگرم عبرانی بنا۔ اس امر پر اُس نے خاص زور دیا۔ ترسُس میں بھی اور یروشلم میں بھی وہ ایک متعصب یہودی تھا۔

۵- چونکہ وہ شروع سے مجھے جانتے ہیں اگر چاہیں تو گواہ ہو سکتے ہیں کہ میں فریسی ہو کر اپنے دین کے سب سے زیادہ پابند مذہب فرقے کی طرح زندگی گزارتا تھا۔

پابند۔ یہ تفصیل کل کا صیغہ صرف اسی آیت میں آیا ہے اس سے مشتق لفظ ۱۸: ۲۵ و ۲۶، ۲۳: ۱۵ و ۲۰، ۲۴: ۲۲ میں آیا ہے جس کے معنی ہیں ٹھیک طور سے نیز دیکھو ۲۲: ۳ کی شرح۔ کوئی سناتن ہندو پنڈت اپنے شاستروں اور دھرم کا ایسا پابند نہ ہوگا جیسے پولس تھا۔ اُس نے یہودی روایتوں و دستوروں اور دینی رسومات کی پوری پابندی کی تھی۔

مذہب۔ یہ لفظ کلسیوں ۲: ۱۸، یعقوب ۱: ۲۶ و ۲۷ میں بھی آیا ہے۔ اِس سے دینی ظاہر رسوم مراد ہیں جن یہودیت پر فریسی چلتے تھے۔ وہ عموماً ظاہری ریت و رسوم کا مجموعہ تھا۔ (دیباچہ ۶: ۷) ہندو مسلمان اور بدھ مذہب کا بھی عموماً یہی حال ہے۔ پولس نے انجیل میں ایمان محبت اور پاکیزگی کا دین معلوم کیا۔

فریسی۔ ۲۳: ۶ کی شرح اور مقابلہ کرو فلپیوں ۳: ۵۔ یہ فریسی یہودیوں کے سناتن برہمن تھے۔

۶- اور اب اس وعدے کی اُمید کے سبب مجھ پر مقدمہ ہو رہا ہے۔ جو خدا نے ہمارے باپ دادوں سے کیا تھا۔

وعدہ۔ مسیح کی اُمید جس میں قیامت کی تعلیم اور اُس کی سلطنت کا جلال داخل تھے۔ سارے عہد عتیق میں اس وعدے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ نہ صرف نمونوں کے ذریعہ اس کا اظہار ہوا ہے بلکہ نبیوں کے بیانات میں بھی مقابلہ کرو ۱۳: ۲۳-۲۹۔ خداوند یسوع کے مسیح ہونے اور جی اُٹھنے کے بارہ میں یہودیوں اور مسیحیوں میں مباحثہ تھا۔ اگر اُن کو کوئی یہودی تسلیم کرے تو وہ فوراً مسیحی ہو جائے گا۔

ہمارے باپ دادوں۔ پولس سابق زمانہ سے قطع تعلق نہیں کرتا۔ ۳: ۱۳؛ ۲۴: ۱۴۔ وہ ساری زندگی میں سچا محب الوطن تھا۔

۷- اُسی وعدہ کے پورا ہونے کی اُمید پر ہمارے بارہ کے بارہ قبیلے دل و جان سے رات دن عبادت کیا کرتے ہیں۔ اسی اُمید کے سبب اے بادشاہ! یہودی مجھ پر نالش کرتے ہیں۔

بارہ قبیلے - یہ لفظ بھی اسی آیت سے مخصوص ہے - یہ ایک پکے یہودی کا جملہ ہے جو اُن وعدوں کی اُمید پر اسرائیل کے منتشر فرقوں کے پھر اکٹھا ہونے کی اُمید رکھتا ہے (دُوسموئیل ۱۱: ۲۵ سے ۲۷) لفظ "ہمارے" پر غور کرو۔

دل و جان سے - یہ اسم اسی جگہ آیا ہے - لیکن اس سے مشتق الفاظ ۱۲ : ۵ میں پولُس اپنے لوگوں کی یہ تعریف کرتا ہے کہ وہ اپنے دین میں کیسے سرگرم تھے۔

عبادت - ۲۴ : ۱۴-

رات دن - ۲۰ : ۳۱ کی شرح (قوم) جو بڑی سرگرمی سے مسیح کی آمد کی منتظر تھی - وہ بڑی سرگرمی سے رات دن عبادت کیا کرتی تھی (لوقا ۲ : ۳۷)

اسی اُمید - یعنی مسیح کی قیامت کی اُمید - نہ کوئی بدعتی یا بے قاعدہ کام - پولُس کا یہ دعویٰ ہے ، کہ چونکہ میں نے اُس موعُود مسیح کو قبول کیا ، اس لئے میں سچا یہودی ہوں اور یہ عجیب بات ہے کہ سارے لوگوں میں سے یہودی ہی مجھ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ میں بدعتی ہوں - **نالش کرتے ہیں** - آیت ۲، ۱۹ : ۳۸ کی شرح -

۸ - جبکہ خدا مُردوں کو جلاتا ہے ، تو یہ بات تمہارے نزدیک کیوں غیر معتبر سمجھی جاتی ہے -

جبکہ خدا مُردوں کو جلاتا ہے - جیسے اُس نے یسُوع مسیح کے بارہ میں کیا - صادوقیوں کے ساتھ تکرار اسی امر پر رہی اور اعمال کی ساری کتاب میں پولُس کی تعلیم کا یہی لُبِ لباب تھا (۲ : ۲۴ و ۳۲ ، ۳ : ۱۵ ، ۴ : ۱۰ ، ۵ : ۳۰ ، ۱۰ : ۴۰ و ۴۱ ، ۱۳ : ۳۰ و ۳ ، ۱۷ : ۳ و ۳۱)

۹ - مَیں نے بھی سمجھا تھا کہ یسُوع ناصری کے نام کی طرح طرح سے مخالفت کرنی مجھ پر فرض ہے -

مَیں نے - یہ تاکیدی ہے - مَیں یہودی متعصب شخص اپنی طرف سے مسیحی دین کے مخالف ہونے کی حیثیت سے کیسے یہ شروع کرتا -

نام کی ... مخالفت کرنی - دیکھو ۳ : ۶ کی شرح یعنی یسُوع مسیح کے مقدس نام اور اختیار کی -

۱۰ - چنانچہ مَیں نے یروشلم میں ایسا ہی کیا - اور سردار کاہنوں کی طرف سے اختیار

پا کر بہت سے مقدّسوں کو قید میں ڈالا۔ اور جب وُہ قتل کئے جاتے تھے تو مَیں بھی یہی رائے دیتا تھا۔

ایسا کیا۔ جو فعل آیت ۹ میں مستعمل ہُوا تھا، اُس سے یہ متفرق ہے۔ یہ خاص واقعات پر دلالت کرتا ہے جو اُس کے سلوک کا نتیجہ تھا۔

مقدّسوں کو۔ ۹: ۱۳ و ۳۲ و ۴۱۔

قید میں ڈالا۔ خاص لُوقا کا لفظ (لُوقا ۳: ۲۰)

جب وُہ قتل کئے جاتے تھے۔ ۲۲: ۴، استفنس کے علاوہ اور بھی کئی شہید ہوئے ہوں گے۔ یہاں اُن کے قتل کئے جانے کے ٹھیک وقت کی طرف اشارہ ہے۔

مَیں بھی یہی رائے دیتا تھا۔ رائے کے لئے وُہی لفظ ہے جو آجکل ووٹ کہلاتا ہے۔ اس سے وُہ کنکر مُراد ہیں جن کے ذریعہ یہ رائیں گنی جاتی تھیں۔ یہ لفظ پھر مکاشفہ ۲: ۱۷ میں آیا ہے۔ اگر لغوی طور پر اس کے معنے لئے جائیں تو یہ مُراد ہوگی کہ ساؤل مسیحی ہونے سے پیشتر صدرِ مجلس کا ممبر تھا۔ اور دیگر ممبروں کی طرح وُہ بھی ووٹ دیتا تھا۔ بعضوں نے اس تفسیر کی بہت تائید کی ہے۔ اگر یہ درست ہو تو ماننا پڑے گا کہ یہودی دین کے اشاعت کنندہ ہونے کی حیثیت سے وُہ اس بڑی مجلس کا ممبر چُنا گیا۔ اور یہ بھی فرض کرنا پڑیگا کہ اس سے پیشتر ——— اُس کی شادی بھی ہو گئی تھی (کیونکہ صدرِ مجلس کے ممبر ہونے کی یہ بھی شرط تھی) لیکن بعد میں وُہ رنڈوا ہو گیا۔ (۱-کرنتھی ۷: ۷) اس کے برعکس یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایسی بزرگانہ مجلس کا ممبر ہونے کے لئے وُہ کم سن تھا۔ اس لئے اس جملے کے محض یہی معنی ہوں گے کہ اُس نے اپنی پُوری رضامندی ظاہر کی تھی۔ (۲۲: ۲۰)

۱۱۔ اور ہر عبادت خانہ میں اُنہیں سزا دلا دلا کر زبردستی اُن سے کفر کہلواتا تھا بلکہ اُن کی مخالفت میں ایسا دیوانہ بنا کہ غیر شہروں میں بھی جا کر اُنہیں ستاتا تھا۔

سزا دلا دلا کر۔ ۲۲: ۵ کی شرح۔ یہاں یہ دو جملے زائد آتے ہیں "اکثر" اور "ہر عبادت خانہ میں" جن سے ظاہر ہے کہ اُس نے کس قدر ایذا رسانی مسیحیوں کو پہنچائی۔ اُس نے کچھ بھی اُدھورا نہ کیا۔ یروشلیم میں بہت عبادت خانے تھے۔

زبردستی - لفظی طور پر "اُن کو عبور کرتا رہا"۔
کُفر کہلوانا تھا - یعنی یسوع مسیح کے نام پر (۱۳: ۴۵ کی شرح)
ایسا دیوانہ بنا - یہ لفظ بھی اس تقریر میں آیا ہے - یہ تو مرکب ہے لیکن اس کا مفرد آیت ۲۴ میں آیا ہے - وہ اپنی دیوانگی پر افسوس کرتا ہے کہ اُس نے ایسی ایذا مسیحیوں کو پہنچائی - اب فیستس اُسے مسیحی دین میں دیوانہ کہتا ہے -
ستاتا تھا - یہ فعل ناتمام ہے - "میں ستانے لگا" یا "ستاتا تھا"۔
غیر شہروں میں بھی - یا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ دمشق کے سوا دیگر شہروں میں بھی مسیحیوں کو ستایا - جب خداوند مسیح نے اُس کو پکڑا تو وہ یہ کام کرنے پر لگا ہوا تھا - جیسا اس فعل پر زور دیں ویسے ہی اس کے معنی نکلیں گے -

۱۲ - اِسی حال میں سردار کاہنوں سے اختیار اور پروانے لے کر دمشق کو جاتا تھا -

اسی حال میں - انگریزی بائبل کے حاشیہ میں جو ترجمہ دیا ہے، اُس سے معنی صاف ہو جاتے ہیں - وہ جس پیغام پر رجوع لانے کے لئے اِس تیسرے بیان کا مقابلہ پہلے دو بیانوں سے کرو جن کا ذکر نویں اور بیسویں باب میں آیا ہے جس تفصیل کا ذکر پہلے نہیں ہوا اسی کا اب ذکر ہوگا -
اختیار - یہ لفظ بھی اس تقریر میں آیا ہے - یہ اُسی ماخذ کا ہے جس سے آیت ۵: ۱ و ۲۱: ۳۹ و ۴۰ کا لفظ نکلا ہے - پولس ارادۃً لفظ اختیار اور صدر مجلس کے حق پر زور دیتا ہے -

۱۳ - تو اے بادشاہ! میں نے دوپہر کے وقت راہ میں یہ دیکھا کہ سورج کے نور سے زیادہ ایک نور آسمان سے میرے اور میرے ہم سفروں کے گرداگرد آ چمکا -

دوپہر کے وقت ۲۲: ۶ سے متفرق لفظ ہے - لیکن اس سے بہتر اس اعجازی واقعہ کو ظاہر کرنے کے لئے -
سورج کے نور سے زیادہ - اس جگہ یہ نیا بیان ہے لفظ نور اسی جگہ آیا ہے -
گرداگرد آ چمکا - لوقا کا لفظ (لوقا ۲: ۹) مسیح کی پیدائش کے وقت جب نور گڈریوں پر ظاہر ہوا تھا - وہاں یہی لفظ آیا تھا - ۹: ۱۳، ۲۲: ۶ میں متفرق لفظ آیا ہے -

۱۴ - جب ہم سب زمین پر گر پڑے تو میں نے عبرانی زبان میں یہ آواز سُنی کہ اے

ساؤل اَے ساؤل! تُو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ پینے کی آر پر لات مارنی تیرے لئے مشکل ہے

گر پڑے ہے۔ نہ صرف ساؤل (۹: ۴، ۲۲: ۷) یہ لفظ گرنا اعمال کی کتاب میں بھی آیا ہے (۲۸: ۶) لفظ زمین کے بعد بیزا کے نسخے میں یہ الفاظ بھی ہیں "خوف کے مارے" اور اُس کے بعد ہے "صرف مَیں نے ... سُنی"۔

عبرانی زبان میں۔ ۱۹: ۱ کی شرح۔ اس لئے یہ عبرانی نام ساؤل استعمال ہُوا (۹: ۴ کی شرح)

پینے کی آر پر لات مارنی تیرے لئے مشکل ہے۔ یہ مشہور ضرب المثل یونانیوں اور رومیوں دونوں میں مروّج تھی اور اہلِ ہند و پاکستان بھی آسانی سے اسے سمجھ سکتے ہیں۔ کیونکہ یہاں عام نظارہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بیل چلانے والے آر کو بیلوں کو ہانکنے کے لئے استعمال کرتے ہیں جو اُن کی گاڑیوں میں جُتے ہوتے ہیں۔ آر پر لات مارنے سے پاؤں میں اور بھی زخم آئے گا اور زیادہ دُکھ پہنچیگا۔ خُدا کی مرضی کے خلاف ساؤل کی بغاوت اُس پر زیادہ مصیبت لائے گی۔ اور جس قدر زور سے وُہ لات مارے گا اُتنا ہی زیادہ وُہ دُکھ اُٹھائے گا۔ بعضوں نے اس سے کانشنس کو چھونا مُراد لیا ہے کہ یہ شخص اپنے کانشنس کے خلاف بار بار کر رہا تھا۔

۱۵ مَیں نے کہا اَے خُداوند! تُو کون ہے؟ خُداوند بولا۔ مَیں یسُوع ہُوں۔ جسے تُو ستاتا ہے۔

۱۶ لیکن اُٹھ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کیونکہ مَیں اس لئے تجھ پر ظاہر ہُوا ہُوں کہ تجھے ان چیزوں کا بھی خادم اور گواہ مقرّر کروں جن کی گواہی کے لئے تُو نے مجھے دیکھا ہے اور اُن کا بھی جنکی گواہی کے لئے مَیں تجھ پر ظاہر ہُوا کروں گا۔

اپنے پاؤں پر کھڑا ہو۔ یہ جُملہ پہلے دو بیانوں میں نہیں آیا۔ حزقی ایل ۲: ۱ اِس لئے۔ اس کے بعد جو لفظ آئے ہیں وہ ۱۸ آیت کے آخر تک اُس پیغام کا خلاصہ ہیں جو حننیاہ نے دیا تھا لیکن اُس کا ذکر یہاں نہیں ہُوا (۹: ۱۵-۱۶) خُداوند نے اپنے بندے پولُس کو یہ خدمت سپُرد کی تھی۔ خواہ براہ راست یا کسی کی وساطت سے۔

خادم۔ ۱۳: ۱۵ کی شرح۔ مُقابلہ کرو لوقا ۱: ۲ سے۔ خادم خدمت کو اور

گواہ شہادت دینے کو ظاہر کرتا ہے۔

مقرر کروں۔ ۳: ۲۰ کی شرح۔

تُو نے مجھے دیکھا ہے۔ یعنی مجھے حقیقت میں دیکھنے کا واقع ، ماجرا اور اُن کا نتیجہ ۔ صرف عینی گواہ سچے رسُول ہو سکتے ہیں (۱ کرنتھیوں ۹ : ۱ ، ۱۵ : ۸)

تجھ پر ظاہر ہُوا کرونگا۔ پولُس کے رجُوع لانے کے بعد مسیح کئی بار پولُس پہ ظاہر ہُوا ۔ (۱۸ : ۹ ، ۲۲ : ۱۷-۲۱ ، ۲۳ : ۱۱) اور اُس نے اُسے خاص مکاشفات عطا کئے (۲ کرنتھیوں ۱۲ : ۱-۴)

۱۷ ۔ اور مَیں تجھے اُس اُمت اور غیر قوموں سے بچاتا رہُوں گا جن کے پاس تجھے اس لئے بھیجتا ہُوں ۔

اُس اُمت ۔ یعنی یہُودی قوم (۱۰ : ۲ کی شرح)

بچاتا رہُوں گا ۔ یرمیاہ ۱ : ۷-۱۰ ۔ اس جُملے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں "کسی میں سے چُن کر لینا" لیکن جو ترجمہ یہاں دیا گیا ہے وُہ بہتر ہے (۹ : ۱۵)

جن کے پاس ۔ یہُودی اور غیر قوم دونوں ۔ خاصکر غیر قوم ۔

تجھے ... بھیجتا ہُوں ۔ یہ فعل اس اختیار کو ظاہر کرنے کے لئے بہت موزُوں ہے ، جو اس نے خُود جی اُٹھے مسیح سے حاصل کیا تھا ۔ (گلتیوں ۱ : ۱)

۱۸ ۔ کہ تُو اُن کی آنکھیں کھول دے ، تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خُدا کی طرف رجُوع لائیں اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گُناہوں کی معافی اور مقدّسوں میں شریک ہوکر میراث پائیں ۔

اُن کی آنکھیں کھول دے ۔ یہ استعارہ کے طور پر ہے ۔ مقابلہ کرو یسعیاہ ۳۵ : ۵ یُوحنّا ۸ : ۱۲ ، ۹ : ۳۹-۴۱ ۔

اندھیرے سے روشنی کی طرف ۔ مقابلہ کرو متّی ۴ : ۱۶ ، رُومیوں ۱۳ : ۱۲ ، افسیوں ۵ : ۸ ، کلسیوں ۱ : ۱۲-۱۳ ، ۱ تھسلنیکیوں ۵ : ۵ ، ۱ پطرس ۲ : ۹ ، ۱ یُوحنّا ۲ : ۸ ۔ اندھیرا گُناہ اور جہالت کا نشان تھا اور نُور سچائی اور پاکیزگی کا نشان ہے ۔

شیطان کے اختیار سے ۔ یعنی اُس کے ظُلم سے ۔ جو لوگ خُدا کی طرف رجُوع نہیں کرتے وُہ شیطان کے قابو میں رہتے ہیں ۔ مقابلہ کرو ۔ یُوحنّا ۸ : ۴۴ ۔ افسیوں ۲ : ۲-۳ ،

اَلۡیُوحنّا ۵:۱۹، شیطان کے لئے دیکھو ۵:۳ کی شرح۔
رجُوع لائیں۔ یہ اُن کی آنکھیں کُھلنے کا نتیجہ ہوگا۔ اسی رجُوع لانے کا نام تبدیلئ دل ہے (مقابلہ کرو ۳:۱۹، ۹:۳۵، ۱۱:۲۱)۔ گناہوں کی معافی ۲:۳۸ کی شرح۔
مُقدّسوں میں ۔۔۔۔ میراث۔ ۲۰:۳۲ کی شرح۔ میراث کے لئے جو لفظ ہے اُس سے مُراد قرعہ سے بانٹی ہُوئی شئے ہے۔ اور اس سے مُقدّس زمین کی طرف اشارہ ہے جو بذریعہ قرعہ بانٹی گئی تھی۔ اور اس سے رُوحانی میراث کی تشبیہ لی گئی ہے۔ (کُلسیوں ۱:۱۲)
مجھ پر ایمان لانے کے باعث۔ انسان کی طرف سے ایمان وسیلہ ہے، جس کے ذریعہ ہم مقدّس بنتے ہیں۔ یہ گویا ہاتھ ہے، جس کے ذریعہ مسیح کی پاکیزگی کو لے کر ہم اپنا بنا لیتے ہیں۔ (۱ کرنتھی ۱:۳۰) مقابلہ کرو ۳:۱۶، ۱۵:۹)
پائیں۔ یہ رجُوع لانے کا نتیجہ ہوگا۔

۱۹۔ اس لئے اے اگرپا بادشاہ! مَیں اُس آسمانی رویا کا نافرمان نہ ہُوا۔

رویا۔ پولُس اور لُوقا کا لفظ (لُوقا ۱:۲۲، ۲۴:۲۳، ۲ کرنتھی ۱۲:۱)
نافرمان۔ پولُس اور لُوقا کا لفظ (لُوقا ۱:۱۷، رُومیوں ۱:۳۰، ۲ تمتھیس ۳:۲، طِطُس ۱:۱۶، ۳:۳) اس وقت سے اُس نے اپنے آپ کو بالکل اُس آسمانی مالک کے سپرد کر دیا۔ اور آیندہ کے لئے اُس کا غلام ہو گیا۔

۲۰۔ بلکہ پہلے دمشقیوں کو پھر یروشلیم اور سارے مُلک یہودیہ کے باشندوں کو اور غیر قوموں کو سمجھاتا رہا کہ توبہ کریں اور خُدا کی طرف رجُوع لا کر توبہ کے موافق کام کریں۔

پہلے دمشقیوں پھر یروشلیم۔ یہ ۹:۲۰ سے ۲۹ کے مطابق ہے۔
سارے مُلک یہودیہ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تاریخی طور پر وہ پہلے دمشق اور پھر یروشلیم میں منادی کرنے لگا (گلتیوں ۱:۲۱ سے ۲۳) یہودیہ میں اُس نے کچھ عرصہ بعد انجیل سنائی ہوگی۔ مثلاً جب وہ قحط کے وقت برنباس کے ہمراہ چندہ لے کر گیا۔ ۱۱:۳۰، ۱۲:۲۵ کی شرح۔ اُس نے یہودیوں کے درمیان انجیل سنانے کا ذکر ارادۃً کیا۔ کیونکہ یہ مناسب تھا بلا لحاظ وقت کے (رومیوں ۱:۱۶) راجرسے صاحب اور چند دیگر علما یہ ترجمہ کرتے ہیں "وہ ہر مُلک میں یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کو"۔
غیر قوموں کو۔ ارادۃً اُن کا ذکر پیچھے کیا۔ اگرچہ یہ اُس کا خاص کام تھا (مقابلہ

کرو ۲۲: ۱۸ سے ۲۱)

سمجھاتا رہا۔ یہاں کام کے خلاصہ کا ذکر ہے۔ وقت کی ترتیب کے مطابق بیان نہیں۔

توبہ کریں۔ ۲: ۳۸ کی شرح۔ **رجوع لا کر** ۹: ۳۵ کی شرح۔

توبہ کے موافق کام۔ مقابلہ کرو لوقا ۳: ۸-۱۴۔ حقیقی توبہ اور خالص ایمان کے ذریعہ انسان کی مرضی خدا کی مرضی کے مطابق بن جاتی ہے۔ . . . .
(لوقا ۱۹: ۸، ۲ کرنتھی ۷: ۱۰ و ۱۱) اور چال چلن کی اصلاح ہوتی ہے۔

۲۱۔ اُنہیں باتوں کے سبب سے یہودیوں نے مجھے ہیکل میں پکڑ کر مار ڈالنے کی کوشش کی۔

اُنہیں باتوں کے سبب۔ یعنی میرا خدا کی طرف رجوع لانا اور یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کو انجیل سُنانا۔

مار ڈالنے۔ ۵: ۳۰ کی شرح۔

۲۲۔ لیکن خدا کی مدد سے مَیں آج تک قائم ہُوں اور چھوٹے بڑے کے سامنے گواہی دیتا ہُوں اور اُن باتوں کے سوا کچھ نہیں کہتا جن کی پیشینگوئی نبیوں اور موسیٰ نے بھی کی ہے۔

مدد۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے اِس کے لغوی معنے یہ ہونگے کہ خدا میرا رفیق تھا جس نے ہر ضرورت کے موقع پر میری مدد کی۔ جو مدد خدا کی طرف سے ہے وُہ خدا ہی سے مل سکتی ہے۔

قائم ہُوں۔ سلامت، مستقل اور بے جنبش، مقابلہ کرو رومیوں ۵: ۲، ۱ کرنتھی ۱۵: ۱، افسیوں ۶: ۱۳ و ۱۴، کلسیوں ۴: ۱۲، یہ ایک جنگی بہادر کا کام ہے کہ وُہ خطروں سے جنبش نہیں کھاتا اور مسیح کے ساتھ قائم رہتا ہے۔

نبیوں اور موسیٰ نے۔ ۲۴: ۱۴ کی شرح، وُہ کتاب مقدس کی صداقت پر قائم ہے۔

۲۳۔ کہ مسیح کو دُکھ اُٹھانا ضرور ہے اور سب سے پہلے وُہی مُردوں میں سے زندہ ہوکر اِس اُمت کو اور غیر قوموں کو بھی نُور کا اشتہار دے گا۔

دُکھ اُٹھانا ضرور ہے - یہ لفظ بھی اسی تقریر میں آیا ہے "دُکھ اُٹھانے کے لئے مقرر ہُوا"۔ یہودیوں کے نزدیک مسیح کے دُکھ اُٹھانے کا مسئلہ ناگوار تھا۔ اگرچہ اُن کے نوشتوں میں باربار اس کا ذکر آیا تھا (مثلاً یسعیاہ - ۵۲ باب) مقابلہ کرو۔ لُوقا ۲۴: ۲۶ و ۴۶ -

سب سے پہلے وُہی - مسیح قیامت کا پہلا پھل تھا (۱ کرنتھی ۱۵: ۲۰ سے ۲۳) "مُردوں میں سے پہلوٹا" (کلسیوں ۱: ۱۸، مکاشفہ ۱: ۵) اُس کی قیامت زندگی اور نُور اور آزادی کی نئی سلطنت کا آغاز تھا اور گناہ اور موت پر مسیح کی فتح کا گویا نقارہ تھا۔

قیامت - ۱۰: ۲۲ کی شرح -

اُمّت اور غیر قوموں - جیسے آیت ۱۷ میں "یہودیوں اور غیر قوموں میں"

نُور - آیت ۱۸ کی شرح، مُقابلہ کرو لُوقا ۲: ۳۲، اس میں رُوحانی علم کا اظہار ہے (۲ کرنتھی ۴: ۶) اور زندگی کا (یُوحنّا ۱: ۴)، اطمینان (لوقا ۱: ۷۹) صداقت (افسیوں ۵: ۹)، پاکیزگی (یُوحنّا ۳: ۱۹ و ۲۰)

اشتہار دے گا - اُس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا، بذاتِ خُود آزادی کا اشتہار تھا - اُس نے خُود مُردوں میں سے جی اُٹھ کر ...... نجات کی انجیل کے گواہ بھیجے -

۲۴ - جب وُہ اس طرح جوابدہی کر رہا تھا، تو فیستُس نے بڑی آواز سے کہا - اَے پولُس! تُو دیوانہ ہے - بہت علم نے تجھے دیوانہ کر دیا ہے -

جواب دہی کر رہا تھا - آیت ۱ - جس وقت پولُس تقریر کر رہا تھا تو قطع کلام ہُوا -

بڑی آواز سے - یہ رُومی قیامت کے مسئلہ کو سمجھ نہ سکتا تھا - جیسے اتھینی شاستری نہ سمجھ سکتے تھے - (۱۷: ۳۲) اور اس تقریر کنندہ کا دینی جوش اُس کے قیاس سے پرے تھا - اس لئے بڑی بے قراری اور حیرت سے زور کے ساتھ پکار اُٹھا -

بہت علم - یا بہت کتابوں نے "یُوحنّا ۷: ۱۵" اس سے اُس کے وسیع مطالعہ یا عام علم کا اظہار ہے - یا مقدّس نوشتوں کا علم، جن سے یہودی مقدّس کتابوں کی طرف اشارہ ہے جن کا پولُس ذکر کر رہا تھا -

دیوانہ ہے - ۱۲: ۱۵ کی شرح - رُومی حاکم کی نگاہ میں پولُس دینی دیوانہ تھا اور ہر زمانہ میں دینی جوش والوں کو یہی لقب ملا۔

دیوانہ کر دیا ہے - یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے - یا "تجھے اُلٹ پُلٹ کر دیا ہے" "یا سرنگوں کر دیا ہے"۔ لفظ دیوانگی صرف یہیں آیا ہے -

۲۵- پولُس نے کہا۔ اَے فیستُس بہادر! میں دیوانہ نہیں - بلکہ سچائی اور ہوشیاری کی باتیں کہتا ہُوں۔

فیستُس بہادر - ۲۳: ۲۶ کی شرح - ایسے الزام کو سُنکر پولُس نہ تو بے صبر ہُوا، اور نہ اُس نے تہذیب کو فراموش کیا۔ اُس نے اپنا سبق سیکھ لیا - (۲۳: ۳-۵)

ہوشیاری - پولُس اور لُوقا کا لفظ (۱ تیمتھیُس ۲: ۹ و ۱۵) اس سے مشتق الفاظ چوپانی خطوں میں بہت دفعہ آتے ہیں - یہ دیوانہ کے برعکس ہے - اس سے اُس پر پُورا قابُو رکھنا مُراد ہے -

کہتا ہُوں - ۲: ۴ - جیسے پنتکُست کے دن دیگر مسیحی الٰہی الہام کی تاثیر سے بولتے تھے، ویسے ہی پولُس نے تقریر کی۔

۲۶ - چنانچہ بادشاہ جس سے مَیں دلیرانہ کلام کرتا ہُوں، یہ باتیں جانتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان باتوں میں سے کوئی اُس سے چھپی نہیں کیونکہ یہ ماجرا کہیں کونے میں نہیں ہُوا -

بادشاہ - پولُس نے رُومی بے ایمان حاکم کی طرف سے یہُودی بادشاہ کی توجہ دلائی جو یہُودی عقائد اور دستورات سے بخُوبی واقف تھا اور ان باتوں کو بخُوبی سمجھ سکتا تھا۔

دلیرانہ کلام کرتا ہُوں - جو لفظ دلیرانہ کے لئے آیا ہے وہ اسی فعل سے نکلا ہے جو ۹: ۲۷ میں آیا ہے اور جس کے معنے دُوسرے مقامات میں دلیرانہ انجیل سُنانے کے ہیں - پولُس نے یہ محسُوس کیا کہ وہ اگرپا کے سامنے دلیری اور آزادی کے ساتھ بول سکتا تھا -

اُن باتوں میں سے - خاصکر قیامت کی طرف اشارہ ہے -

چھپی نہیں - مُقابلہ کرو مرقس ۷: ۲۴، لُوقا ۸: ۴۷ - پولُس نے یہ سمجھا کہ اگرپا نے مسیح اور اُس کے شاگردوں کے بارہ میں سُنا ہوگا، کیونکہ مُقدّس سرزمین میں انجیل کے

باعث ہل چل پڑ گئی تھی۔

۲۷- اے اگرپا بادشاہ! کیا تو نبیوں کا یقین کرتا ہے؟ مَیں جانتا ہوں کہ تو یقین کرتا ہے۔

مجھے یقین ہے ... اُسے یہودی دین سے بہت دلچسپی تھی۔ اگرپا نبیوں کے صحیفوں کی سند ماننے کو تیار تھا۔ اور اُن کو عقلی طور پر مانتا تھا۔ لیکن دل سے ایمان نہ رکھتا تھا۔

۲۸- اگرپا نے پولس سے کہا، تُو تو تھوڑی ہی سی نصیحت کرکے مجھے مسیحی کر لینا چاہتا ہے۔

تھوڑی ہی سی نصیحت کرکے "یا تھوڑی ہی سی بات میں تُو مجھے پھسلا کر مسیحی بنانا چاہتا ہے۔ اس پہلے جملے کا کئی طرح سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ مثلاً "تھوڑی دیر میں" یا "بہت جلدی" یا "تھوڑی تقریر کے ساتھ" یا "تھوڑے سے الفاظ کے ساتھ" (افسیوں ۳: ۳) یا "تھوڑی ترغیب کے ساتھ" یا "آسانی سے" مگر پولس کا جواب اس کے موافق نہیں، اور جو بیان اگرپا نے کیا، وہ بھی ذرا مشکل ہے (آیت ۲۹) اس لئے ہم یہ سمجھیں کہ اگرپا نے پولس کے جواب ہی کو لے کر یہ کہا "مجھے تمہارا مقصد معلوم ہو گیا۔ تم مجھے مسیحی بنانا چاہتے ہو اور ہر طرح سے پھسلانے کی کوشش کرتے ہو یا کم از کم کسی قدر اس غرض کے لئے"۔ پولس کے پھسلانے والی طاقت کے لئے دیکھو ۱۷: ۴ کی شرح۔ اگرپا نے اس طاقت کو محسوس کیا ہوگا۔ کہ سمتھ، سٹرل اور دیگر مسیحی علما نے یہ ترجمہ کیا "تُو نے مجھے تقریباً پھسلا لیا ہے" لیکن یونانی سے یہ معنی مشکل سے نکلتے ہیں۔ بہر حال یہ عبارت غیر معمولی اور مشکل ہے۔
مسیحی - ۱۱: ۲۶ کی شرح۔

۲۹- پولس نے کہا مَیں تو خدا سے چاہتا ہوں، کہ تھوڑی نصیحت سے یا بہت سے صرف تُو ہی نہیں، بلکہ جتنے لوگ آج میری سُنتے ہیں، میری مانند ہو جائیں، سوا ان زنجیروں کے۔

تھوڑی نصیحت سے یا بہت سے ۔ پولس اس امر میں بڑا سرگرم تھا اور ہر طرح سے کوشش کرنے کو تیار تھا کہ لوگوں کو حقیقی ایماندار بنائے۔ یہودی دنیادار اور نہ

مسیحی واعظ کے درمیان مقابلہ کرو۔

تحقیقات کا نتیجہ (۳۰-۳۲)

۳۰۔ تب بادشاہ اور حاکم اور برنیکے اور اُن کے ہمنشین اُٹھ کھڑے ہوئے

"اُٹھ کھڑے ہوئے" ۔ اُس عزت کی جگہ سے ملاقات کو ختم کرنے کی غرض سے وہ پولس سے زیادہ سننا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے بعد باقی بھی درجہ بدرجہ اُٹھ کھڑے ہوئے ۔ یہ فعل لوقا کا ہے اور لوقا ۲۲: ۵۵ میں بھی آیا ہے۔

۳۱۔ اور الگ جا کر ایک دوسرے سے باتیں کرنے اور کہنے لگے کہ یہ آدمی ایسا تو کچھ نہیں کرتا جو قتل یا قید کے لائق ہو۔

۳۲۔ اگرپا نے فیستس سے کہا کہ اگر یہ آدمی قیصر کے ہاں اپیل نہ کرتا، تو چھوٹ سکتا تھا۔

کرنا۔ آیت ۹ کی شرح۔

چھوٹ سکتا تھا ۔ یوں فیستس نے تسلیم کیا کہ پولس رومی قانون کے لحاظ سے بے قصور تھا (۲۵: ۲۵) اگرپا نے بھی اس فیصلہ کی تصدیق کی اگرچہ اُس نے یہودی خیال سے ایسا کیا لیکن قیصر سے اپیل کرنے کے ذریعہ اُن کے ہاتھ سے یہ مقدمہ نکل گیا۔ فیستس نے جو خط پولس کے مقدمہ کے بارہ میں روم کو بھیجا اُس میں اگرپا کے خیالات کو بھی درج کیا ہوگا۔

چھبیسویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے۔

۱۔ پولس کی شخصی شہادت ۱ سے ۲۳۔ (۲) پولس کی اپیل ۲۴ سے ۲۹۔
۳۔ اگرپا کا صاف اظہار ۳۰ سے ۳۲۔

دوم۔ بڑے بڑے مضامین۔

۱- پولُس اگرِپّا کے سامنے (پولُس کی جواب دہی)
ا-اُس کی اعلیٰ شائستگی آیات ۲ و ۳ و ۲۵-
ب- اُس کی سچّی شہادت ۴ سے ۲۳- ایک وقت وُہ متعصّب تھا ۴ سے ۱۱- (فریسی طرفدار- ایذا رساں) پھر سچّا مسیحی ہوگیا- ۱۲ سے ۱۵- بعد ازاں ایک زبردست مبشّر ہوگیا- ۱۶ سے ۲۳-
ج- اُس کی شدّت کی سرگرمی ۳۲ سے ۳۹-
د- اُس کے خلاف صداقت ۳۰ سے ۳۲- یہ قابلِ غور ہے، کہ وُہ مُقدّس نوشتوں پر کیسا قائم ہے- آیات ۶ و ۷ و ۸ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۷-
۲- تین مختلف سیرتیں-
ا- پولُس ایک سرگرم مسیحی- ب- فیستُس ایک بے اعتقاد رُومی-
ج- اگرِپّا ایک پولیٹیکل یہودی-

ستائیسواں باب

اب پولُس کے تری کے سفر اور اُس کے جہاز کی تباہی کا مصوّرانہ بیان آتا ہے- کسی قدیم جہاز کے سفر کی ایسی تفصیل کبھی نہیں دی گئی- لُوقا کو بحیثیت یُونانی ہونے کے سمندر کے ساتھ خاص دلچسپی تھی- اگرچہ وُہ واقعات کا صحیح صحیح بیان کرتا ہے تو بھی اُس کا بیان ایک مشاہدہ کنندہ کا بیان ہے نہ کہ ایک تجربہ کار ملّاح کا- اس بیان میں جیسا کہ ہونا چاہیئے بہت ایسے الفاظ آتے ہیں جو باقی نئے عہد نامہ میں نہیں ملتے-

(۱-۸) قیصریہ حسین مندر تک

۱- جب جہاز پر اطالیہ کو ہمارا جانا ٹھہر گیا تو اُنہوں نے پولُس اور بعض اور قیدیوں

کو شہنشاہی پلٹن کے صوبہ دار یولیس نام کے حوالہ کیا۔

اطالیہ۔ یہ وہ ملک ہے جو کوہ الپس کے دامن میں بحیرہ ایڈریاٹک کے مغربی ساحل کی طرف واقع ہے۔ یہ رومی سلطنت کا وطن تھا۔ روما اس کا دارالخلافہ تھا۔ اس کا ذکر ۱۸: ۲، عبرانی ۱۳: ۲۱ میں بھی آیا ہے۔

ہمارا۔ اب جمع متکلم کا صیغہ پھر مستعمل ہونے لگا ہے جس سے ظاہر ہے کہ مصنفِ کتاب اب ہمراہ ہے۔ اس کا پہلے ذکر ۲۱: ۱۸ میں آیا تھا۔

جانا۔ ۱۳: ۴ کی شرح۔

بعض اور قیدیوں کو۔ جنہوں نے پولس کی طرح اپیل کی ہوگی یا جن پر موت کا فتویٰ ہو چکا تھا اور اب روم کی تماشہ گاہ میں درندوں سے لڑنے مرنے کو بھیجے جا رہے تھے۔

شاہنشاہی پلٹن۔ پلٹن کے لئے دیکھو ۱۰: ۱، بقول یوسیفس پانچ پلٹنیں قیصریہ میں مقیم رہتی تھیں اُن کو اگستس کا خطاب ملا ہوا تھا جس کی وجہ یہ تھی، کہ اُن کا تعلق قیصریہ سیباستے (سیباستے آگستہ کا مرادف تھا) سے تھا۔ لیکن یہ وجہ بہت سے درست معلوم نہیں ہوتی۔ ایک اور قیاس بھی پیش کیا گیا ہے کہ یولیس آگستہ پلٹن سے علاقہ رکھتا تھا۔ چند چیدہ رومی بہادر (KNIGHTS) قیصر کے باڈی گارڈ کے لئے مقرر تھے اور یہ عارضی طور پر قیصریہ میں خدمت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ مگر پروفیسر ممسن (MOMSEN) اور رامزے اور بعض دیگر علما کا خیال ہے کہ یہ صوبہ دار محکمہ کمسریٹ سے تعلق رکھتے تھے اور شاہی جنگی خدمات کے لئے بطور ایلچی کے بھیجے جایا کرتے تھے۔ اُن کی چھاؤنی روم میں کے کی ان (CACHi AN) پہاڑی پر تھی اور پردیسی (PEREGRINI) کہلاتے تھے کیونکہ باہر کے دستوں سے لئے جاتے تھے۔ اس لئے ایسے قیدیوں کا ایسے خاص صوبہ داروں کے سپرد کرنا بہت مناسب تھا جو واپس روم کو جا رہے تھے۔ مقابلہ کرو ۲۸: ۱۶ کی شرح۔ اس لئے یہ نام "شہنشاہی پلٹن" لکھا گیا۔ یہ تشریح زیادہ اغلب معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کا ثبوت درکار ہے۔

دلائل

۲۔ اور ہم ادرمتیم کے ایک جہاز پر جو آسیہ کے کنارہ کی بندرگاہوں میں جانے

۲۰:۲۷-۳

کو تھا سوار ہو کر روانہ ہوئے اور تھسلنیکے کا ارسترخس مکدنی ہمارے ساتھ تھا۔

اور میتیم۔ خلیج اور میتیم کے سرے پر یہ مسیہ کا بندرگاہ تھا۔ (۱۶ : ۷) اور تروآس سے مشرق وجنوب مشرق کی طرف تھا۔ یہ مشہور تجارتی مرکز تھا، اور یہاں سے سُرمہ وغیرہ دوسرے ملکوں کو بھیجا جاتا تھا۔ ایشیائے کوچک کے ساحل پر سو۔ یا تک یہاں کے جہاز جایا کرتے تھے۔

جہاز پر سوار ہو کر۔ ۲۰ : ۱۸ کی شرح۔

آسیہ کے کناروں کی بندرگاہوں۔ اُن کو اُمید تھی کہ ان میں سے کسی بندرگاہ میں اُن کو ایسا جہاز ملے گا جو براہِ راست رومہ جانے والا ہو۔ اگر ایسا جہاز نہ ملے تو وہ تروآس سے فلپی جاکر وہاں خشکی کی راہ آگے جا سکتے تھے۔

جانے کو تھا۔ ۲۱ : ۳ کی شرح۔ نیز دیکھو اس باب کی ۶ و ۲۴ آیات۔

روانہ ہوئے۔ ۱۲ : ۱۳ کی شرح، آیت ۲۴ میں یہی فعل آیا ہے۔ یہ موسم ماہ اگست کے وسط کے قریب ہوگا۔

ارسترخس مکدنی۔ دیکھو ۱۹ : ۲۹، ۲۰ : ۴، پولس کے آخری دفعہ یروشلم کو واپس جانے کے وقت سے لے کر مقدس لوقا کی طرح یہ شخص کہیں قریب ہی رہا۔ یہ یہودی تھا اور لوقا یونانی (کلسیوں ۴ : ۱۰-۱۱) اس نازک وقت میں مشرق اور مغرب دونوں رسول کی خدمت میں حاضر تھے۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ یہ دونوں اپنی خوشی سے پولس کے غلام ہو کر اُس کے ساتھ گئے۔ ورنہ شاہی قیدیوں کے ساتھ وہ نہ جا سکتے تھے۔ ہمیں اس جہاز کے عام انتظام کی چنداں واقفیت نہیں، اس لئے ہمارا گمان ہے کہ یہ دونوں بطور رفیق رسول کے ہمراہ گئے تاکہ جہاں ضرورت ہو اُس کی خدمت کریں۔ بشپ لائٹ فٹ صاحب کا خیال ہے کہ ارسترخس اپنے وطن مکدنیہ کو جا رہا تھا اور بمقام مُوا اُن سے جدا ہو گیا اور کچھ دیر بعد رومہ میں اُس سے جا ملا۔

۳۔ دوسرے دن صیدا میں جہاز ٹھہرا۔ اور یولیس نے پولس پر مہربانی کر کے دوستوں کے پاس جانے کی اجازت دی، تاکہ اُس کی خاطرداری ہو۔

صیدا۔ دیکھو ۱۲ : ۲۰ کی شرح۔

جہاز ٹھہرا - یہ فعل یہاں اور ۲۸: ۱۲ میں استعمال ہُوا ہے۔ یہ جہازی اصطلاح ہے۔ فاصلہ تقریباً اسی میل کا تھا۔ اُن دنوں میں بادبانی جہاز تقریباً ۸ میل فی گھنٹہ سفر کرتا تھا۔

مہربانی - یہ پولُس اور لُوقا کا لفظ ہے (۲۸: ۲، طِطُس ۳: ۴، لیکن موجُودہ صُورت میں اسی جگہ آیا ہے۔

دوستوں - یہاں بھی مسیحی تھے اور صور میں بھی (۲۱: ۳ و ۴، مقابلہ کرو۔ ۱۱: ۱۹، ۱۵: ۳)۔ اس کے کہنے کی ضرُورت نہیں کہ پہرہ دار سپاہی برابر اُس کے ساتھ رہا۔ (آیت ۴۲)

خاطرداری ہو - یہ لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق لفظ لُوقا ۱۰: ۳۴ و ۳۵، ۱ تھِمُتھِیُس ۳: ۵ - یہ بھی پولُس اور لُوقا کا لفظ ہے۔ ۱۰: ۳۴ و ۳۵ سے مقابلہ کرنا خالی از دلچسپی نہیں۔ اِس ضرُورت کے وقت میں اِن صیدانی مسیحوں نے پولُس کے ساتھ نیک سامری کی طرح سلوک کیا۔

۴- وہاں سے ہم روانہ ہُوئے، اور کُپرُس کی آڑ میں ہو کر چلے، اس لئے کہ ہَوا مخالف تھی۔

کُپرُس کی آڑ میں ہو کر - یہ لفظ بھی اسی بیان میں آیا ہے (آیت ۷) ان کا جہاز کُپرُس ایشیائے کوچک کے مُلک کے مابین سے گزرا۔ اور اِس جزیرہ کی اِس کو آڑ تھی۔ کیونکہ موسم گرما میں بحیرۂ لیونٹ میں ہَوا مغرب کے رُخ چلتی ہے اور وُہ براہِ راست سمندر کے پار نہ جا سکتے تھے۔ جیسے پولُس نے یروشلم کو آخری سفر کرتے وقت مخالف سمت سے سمندر کو عبُور کیا تھا (۲۱: ۱-۳ کی شرح)

مخالف - یعنی مغربی ہَوا تھی۔ اس لئے ـــــ اُن کو سیلاب اور خشکی کی ہَوا کی ضرُورت تھی تاکہ وُہ ایک جگہ سے دُوسری جگہ جا سکیں۔

۵- پھر ہم کِلکیہ اور پمفیلیہ کے سمندر سے گزر کر لُوکیہ کے شہر مورہ میں اُترے۔

سمندر سے گزر کر - یہ جہازی اصطلاح بھی اسی جگہ استعمال ہُوئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہاز آہستہ آہستہ کِلکیہ کے کنارے (۶: ۹) اور پمفیلیہ کے کنارے کنارے گیا۔ (۲: ۱۰، ۱۳: ۱۳) اور یُوں خشکی کی ہَوا کے ہر جھونکے سے فائدہ اُٹھایا اور شاید

ہر چند میلوں کے بعد اُن کو لنگر ڈالنا پڑتا تھا۔ بعض نسخوں میں یہ جُملہ بھی آیا ہے "پندرہ دِن" کہ گویا یہ ٹھیک وقت اس سفر میں صرف ہوا۔

مورہ۔ یہ لُوکیہ کی بڑی مشہور بندرگاہ تھی (۲۰: ۱ کی شرح) اس جگہ سے جہاز مطابق ہوا کے وقت اسکندریہ اور سوریا کو براہ راست جا سکتا تھا۔ اس لئے اُس جگہ کی قدر روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ اسکندریہ کے اناج کے جہاز رُومہ کو جاتے ہوئے جب مغربی ہواؤں کا مقابلہ نہ کر سکتے تو اکثر مورہ کو چلے جاتے تاکہ کریتے کی آڑ کا فائدہ اُٹھائیں۔ ورنہ وہ سوریہ اور ایشیائے کوچک کے گرد گھوم کر جاتے۔ جیسا کہ پولُس کے جہاز نے کیا تھا۔

لُوکیہ۔ یہ علاقہ ایشیائے کوچک کے جنُوب مشرقی علاقہ میں تھا۔ اور ساحلِ سمندر کے نزدیک عمُوماً پہاڑی علاقہ تھا۔ ۴۳ء میں یہ رومی شاہی علاقہ میں شامل ہو گیا۔

۶۔ وہاں صُوبہ دار کو اسکندریہ کا ایک جہاز اطالیہ جاتا ہُوا ملا۔ پس ہم کو اُس میں بٹھا دیا۔

اسکندریہ کا ایک جہاز۔ اسکندریہ کے لئے دیکھو ۶: ۹ کی شرح یہ غلّہ کا جہاز تھا (آیت ۳۸) اور گندم رُومہ کو لیجا رہا تھا۔ اناج کے ذخیرہ کے لئے اطالیہ کا دار و مدار انہیں جہازوں پر تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بحیرہ شام سے گزر کر اسکندریہ کے شمال کی طرف سے مغربی ہوا کے زور پر کریتے کی طرف جاتے تھے۔

اُس میں بٹھا دیا۔ یہ مرکب لفظ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ یہ بھی لُوقا کی جہازی اصطلاح ہے۔ یعنی ہم کو اُس میں سوار کر دیا۔

۷۔ اور ہم بہت دنوں تک آہستہ آہستہ چل کر جب مشکل سے کندُس کے سامنے پہنچے تو اس لئے کہ ہوا ہم کو آگے بڑھنے نہ دیتی تھی سلمونے کے سامنے سے ہو کر کریتے کی آڑ میں چلے۔

بہت دِنوں تک۔ ۹: ۲۳ کی شرح۔

آہستہ آہستہ چل کر۔ یہ فعل کُتبِ مقدسہ میں صرف اسی عبارت میں آیا ہے۔ اس ساری راہ میں مغربی ہوا برابر اُن کے خلاف تھی۔

مشکل سے۔ آیات ۸ و ۱۶ سے ظاہر ہے کہ یہ سفر کیسا دشوار گزار تھا۔
۱۴: ۱۸ کی شرح۔
کِنِدُس۔ ایشیائے کوچک کے جنوب مغربی کونے میں اس جزیرہ نما کے سرے پر کاریا کے علاقہ میں واقع تھا۔ اس کی دو عمدہ بندرگاہیں تھیں۔ جزیرہ کوس یہاں سے دور نہ تھا (۲۱: ۱) کِنِدُس سے روانہ ہو کر جہاز ایشیائی ساحل کی آڑ سے نکل جاتا تھا
آگے بڑھنے نہ دیتی تھی۔ انگریزی بائبل کے حاشیہ سے ظاہر ہے کہ بادِ مخالف نے اُنہیں کِنِدُس میں جانے نہ دیا لیکن متن کی عبارت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور اِس سے پتہ لگتا ہے کہ شمالی ہوا نے جو اس موسم میں چلتی ہے اُن کو کیتھرا (CYTHERA) جانے سے روکا۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ یونان کے ساحل پر اور کریتے کے شمال مغرب کو یہ زیادہ سیدھا راستہ تھا جس سے جہاز جایا کرتے تھے۔
کریتے کی آڑ میں۔ دیکھو آیت ۴ کی شرح۔
کریتے۔ ۲: ۱۱ کی شرح۔
سلمونے کے سامنے سے۔ یعنی اِس سلمونی کے پرے پرے۔ یہ راس کریتے کے شمال مشرق کے سرے پر تھی۔ اور جو جہاز اس کی آڑ میں سفر کرتے، وہ شمال مغربی ہوا کے جھونکوں سے بچ جاتے تھے۔

۸۔ اور بمشکل اس کے کنارے کنارے چل کر حسین بندر نام ایک مقام میں پہنچے جس سے لسیہ شہر نزدیک تھا۔

کنارے کنارے۔ یہ کریتے کے جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ گئے۔ یہ فعل بھی اسی بیان میں آیا ہے۔
حسین بندر۔ ایک چھوٹی سی خلیج ہے، اور اب تک اس کا یہی نام ہے اور راس متالا کے مشرق کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ راس کریتے کے جنوبی ساحل کے وسط میں تھا، اور یہاں سے خشکی شمال کی طرف تھی۔
لسیہ۔ ۱۸۵۶ء میں ایک چھوٹے قصبہ کے کھنڈرات سے جو خلیج حسین بندر سے تقریباً چار میل کے فاصلے پر تھے جنہیں اب تک کسان لوگ لسیہ کہتے ہیں، اس شہر کا نام شاید اس لئے لیا گیا۔ جب جہاز حسین بندر میں ٹھہرا ہوا تھا، تو رسد وغیرہ

اس شہر سے لی گئی ہوگی۔

(۹-۴۴) طوفان اور جہاز کا تباہ ہونا

۹۔ جب بہت عرصہ گذر گیا، اور جہاز کا سفر اس لئے خطرناک ہو گیا کہ روزہ کا دِن گذر چکا تھا، تو پولس نے اُنہیں یہ کہہ کر نصیحت کی۔

بہت عرصہ - ۹ : ۲۳ کی شرح - بعض اس کی یُوں تفسیر کرتے ہیں "سفر کے شروع سے لے کر" اور بعض یُوں "جب وہ ہَوا کے بندھے مُوئے حسین بندر میں پڑے تھے"۔

جہاز کا سفر - ۲۱ : ۷ کی شرح، اگلی آیت میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔

خطرناک - یہ لفظ بھی اِسی بیان میں آیا ہے - یعنی جو موسم سفر کے لئے خطرناک تھا، وہ شروع ہو گیا تھا - یہ موسم ماہ ستمبر سے ۱۱ نومبر تک رہتا تھا - اس کے بعد ۵ - مارچ تک وسیع سمندر میں جہاز رانی ملتوی رہتی تھی۔

روزے - یعنی کفّارے کا دن (احبار ۱۶ : ۲۹) یہ ساتویں (تسری) مہینے کی دسویں تاریخ پر مقرر تھا - اس لئے یہ یا تو ستمبر کے آخری حصّے میں یا اکتوبر کے شروع میں آیا کرتا تھا - ۵۹ء میں یہ ۵ - اکتوبر کو واقع ہوا - اس لئے یہ خطرناک موسم شروع ہو چکا تھا - اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پولس اور اُس کے رفیقوں نے کسی نہ کسی طرح جہاز پر روزہ کے دن کو منایا - یا اس دن کے ذکر کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ صرف خزاں کے موسم کو ظاہر کرنے کے لئے بتایا گیا جیسے ہمارے ملک میں دیوالی کا تیوہار یا انگریزوں میں مقدس میکائیل کا دن (۲۹ ستمبر کو)

نصیحت کی - یہ فعل بھی اِسی باب میں آیا ہے (۲۲ آیت) پولس اِس سمندری خطرے سے کچھ آگاہ تھا (۲ کرنتھی ۱۱ : ۲۵) اِس امر کو سوچنے کے لئے شاید مشورت (آیت ۱۲-۳۱) سے بھی واضح ہوتا ہے کہ پولس کی رائے کا کیسا لحاظ کیا جاتا تھا۔

۱۰۔ کہ اَے صاحبو! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر میں تکلیف اور بہت نقصان ہوگا - نہ صرف مال اور جہاز کا بلکہ ہماری جانوں کا بھی۔

معلوم ہوتا ہے - یعنی مشاہدے اور تجربے سے۔

تکلیف - پولس اور لوقا کا فعل (آیت ۲۱، ۲ کرنتھی ۱۲: ۱۰) اس سے عموماً ہتکِ عزت اور تشدد مراد ہے - لیکن یہاں ہوا اور لہروں کے تشدد کے لئے آیا ہے۔

نقصان - پولس اور لوقا کا لفظ (آیت ۲۱، فلپیوں ۳: ۷ و ۸)

مال - جو لفظ مال کے لئے آیا ہے - یونانی میں اس سے عموماً "جہاز کا بوجھ" مراد ہے لیکن نئے عہدنامہ میں یہ "بوجھ" کے لئے عام ہے - (متی ۱۱: ۳۰، ۳۰: ۴ - لوقا ۱۱: ۴۶ - گلتیوں ۶: ۵)

جانوں کا بھی - خدا نے یہ خطرہ جانوں کا ٹال دیا - (آیت ۲۴ و ۴۴)

۱۱ - مگر صوبہ دار نے ناخدا اور جہاز کے مالک کی باتوں پر پولس کی باتوں سے زیادہ لحاظ کیا۔

ناخدا - مکاشفہ ۱۸: ۱۷، یعنی جو افسر اس جہاز کے چلانے کے لئے ذمہ دار تھا۔

جہاز کے مالک - یہ اسم اسی جگہ آیا ہے - یہ جہاز کسی خاص شخص کا تھا، جو خود جہاز میں سوار تھا - لیکن چونکہ روم کی رسد رسانی کا ذمہ ایک خاص سرکاری محکمہ کے سپرد تھا، اس لئے شاید یہ جہاز بھی چونکہ غلہ کا جہاز تھا، سرکاری محکمہ کا جہاز ہو اور کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو - اس لئے بجائے مالک کے کپتان ترجمہ کرنا بہتر ہوگا یعنی جو جہاز کا نگران اور مختار کار تھا - صوبہ دار چونکہ قیدیوں کا ذمہ دار تھا، اس لئے اس فیصلہ میں اُس کی رائے بھی مقدم تھی اور شاید اس مجلس شوریٰ کا وہ میرِ مجلس ہو۔ اُس نے تجربہ کار ملاحوں کی صلاح لی اور یہ مناسب اور قدرتی بات تھی۔

۱۲ - اور چونکہ وہ بندر جاڑوں میں رہنے کے لئے اچھا نہ تھا، اس لئے اکثر لوگوں کی صلاح ٹھہری کہ وہاں سے روانہ ہوں - اور اگر ہو سکے تو فینکس میں پہنچ کر جاڑا کاٹیں وہ کریتے کا ایک بندر ہے جس کا رخ شمال مشرق اور جنوب مشرق ہے۔

بندر - یعنی حسین بندر (آیت ۸)

اچھا نہ تھا - یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے اور اس سے متعلق منفی صورت کا لفظ لوقا ۹: ۶۲، ۱۴: ۳۵ میں آیا ہے - یہ بندر جاڑا کاٹنے کے لئے ٹھیک نہ تھا۔

جاڑوں میں رہنے - یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے - اس سے مشتق اس کے

بعد آتا ہے۔ اور یہ پولُس اور لُوقا کا لفظ ہے۔ (۲۸: ۱۱، اگرنتھی ۱۶: ۶، ططس ۳: ۱۲) جہاز رانی کے خلاف جو موسم تھا اُنہیں وُہ کسی مناسب بندرگاہ میں کاٹنا تھا۔ (یعنی ۱۱۔ نومبر سے ۱۵ مارچ تک)

روانہ ہوں۔ ۱۳: ۱۳ کی شرح۔

پہنچ کر۔ ۱۶: ۱ کی شرح۔

فینکے۔ آج کل یہ لُسترہ کہلاتا ہے۔ یہ جگہ راس متلا کے مغرب کی طرف کریتے کے اُس حصّے میں تھی جہاں جزیرہ بہت تنگ تھا۔ کریتے کے جنُوبی ساحل پر یہی ایک بندرگاہ تھی جو ہر طرح کی ہَواؤں سے جہازوں کی حفاظت کر سکتی تھی۔

شمال مشرق اور جنوب مشرق۔ یُونانی کے مطابق یہ لفظی ترجمہ ہوگا "جس کا رُخ جنُوب مغربی ہَوا اور شمال مغربی ہَوا کی طرف تھا۔ لیکن مطلب وُہی ہے جو آیت میں دیا گیا ہے۔ اس بندرگاہ کا رُخ شمال مشرق اور جنُوب مشرق تھا۔ یہ بیان لُسترہ کے بندرگاہ کے عین مطابق ہے جس کا رُخ مشرق کی طرف تھا۔ ایسے بندرگاہ میں وُہ شمالی اور مغربی ہَواؤں سے بخُوبی محفوظ رہ سکتے تھے۔ اِن دونوں ہَواؤں کے لئے جو الفاظ آئے ہیں وُہ صرف اسی آیت میں مخصُوص ہیں۔

۱۳۔ جب کُچھ کُچھ دکھنا ہَوا چلنے لگی تو اُنہوں نے یہ سمجھ کر کہ ہمارا مطلب حاصل ہوگیا، لنگر اُٹھایا اور کریتے کے کنارے کے قریب قریب چلے۔

دکھنا ہَوا۔ دھیمی جنُوبی ہَوا اُن کے مغربی سفر کے لئے ممد تھی اور اس مطلع میں موسم کاٹنے کے قابل تھا۔

کُچھ کُچھ۔ یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے۔

ہمارا مطلب۔ یعنی حسین بندر سے فینکے میں پہنچنے کا تھا

لنگر اُٹھایا۔ اِن لفظوں کا یہ ترجمہ بھی ہو سکتا ہے "وُہ روانہ ہُوئے" "اُنہوں نے بادبان کھولے"

قریب قریب۔ یہ لفظ بھی یہاں آتا ہے۔ اُنہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وُہ راس متلا میں بڑی مشکل اور فکر کے ساتھ موسم کاٹ سکتے تھے۔ کیونکہ وُہ جگہ کنارے سے زیادہ نزدیک تھی۔

۱۴۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ایک بڑی طوفانی ہوا جو یورکلون کہلاتی ہے کریتے پر سے جہاز پر آئی۔

تھوڑی دیر بعد۔ یعنی راس کاری کے گرد گھومنے کے تھوڑی دیر بعد۔ فنیکے راس متلا سے تقریباً ۳۵ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور اب وہ خلیج مصرآ کے پار مغرب اور شمال مغرب کی طرف جا رہے تھے۔ یہ خلیج سترہ میل عرض میں تھی۔

طوفانی ہوا۔ یہ سخت طوفانی آندھی تھی۔

یورکلون:۔ یہ خاص لفظ بھی اسی جگہ آیا ہے۔ یہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ "یورس" بمعنی مشرق اور "اکلو" بمعنی شمالی ہوا۔ اس لئے اس سے شمال مشرق یا مشرق اور شمال مشرقی ہوا مراد ہے۔ اور اس موقعہ کے مطابق ہے اور یہ آندھی جہاز کو افریقن سورتس کی طرف (آیت ۱۷) دھکیل لے جائیگی۔ بعض مفسر یہاں یورکلیڈون پڑھتے ہیں جس کے معنی ہیں "ہوا جو بلند لہریں پیدا کرتی ہے"۔

جہاز پر آئی۔ یعنی کریتے کے پہاڑی علاقہ سے۔ یہ علاقہ سطح سمندر سے سات ہزار فٹ بلند تھا۔ مقابلہ کرو لوقا ۸ : ۲۳، ایسے پہاڑی علاقوں کے نواح میں جو جھیلیں اور خلیجیں ہوتی ہیں، اُن پر ایسی آندھیاں اچانک اکثر آتی رہتی ہیں۔

۱۵۔ اور جب جہاز ہوا کے قابو میں آگیا اور اُس کا سامنا نہ کر سکا، تو ہم نے لاچار ہو کر اُس کو بہنے دیا۔

قابو میں آگیا۔ یعنی شدت سے ۶ : ۱۳، ۱۹ : ۲۹۔

سامنا نہ کر سکا۔ یہ لفظ بھی یہاں ہی آیا ہے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو جہاز پر بڑی سخت محنت کرنی پڑتی اور وہ ٹکرا کر ڈوب جاتا۔ وہ بادبان کو جلدی سے گھٹا نہ سکتے تھے۔ البتہ بیزا کے نسخہ میں یہ ہے کہ انہوں نے بادبان کو جگہ جگہ سے لپیٹا۔

لاچار ہو کر۔ یعنی طوفانی ہوا سے۔

بہنے دیا۔ کیونکہ ہوا کا مقابلہ ناممکن تھا۔

۱۶۔ اور کودہ نام ایک چھوٹے جزیرے کی آڑ میں بہتے بہتے ہم بڑی مشکل سے ڈونگی کو قابو میں لائے۔

کودہ۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ فنیکے کے جنوب کی طرف اور تقریباً تیئس میل کے

فاصلے پر تھا آجکل اس کا نام گوزو ہے۔ بعض قدیم نسخوں میں لفظ "کلودہ" آیا ہے اس کی آڑ میں جہاز کو طوفان کی شدت سے کچھ مہلت ملی اور یہاں پانی بھی لہروں سے خالی تھا۔

آڑ میں۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ بیان جہاز رانی کے خیال سے بہت صحیح ہے۔

ڈونگی کو قابو میں لائے۔ سب نے ملاحوں کی مدد کی جب وہ حسبِ بندر سے روانہ ہوئے تھے تو کشتی اُتاری گئی تھی۔ (آیت ۱۳) اس کو اب رہنے دینا اُس کو تباہ کرنا تھا۔ لفظ ڈونگی اسی آیت میں آیا ہے۔ (۳۰ و ۳۲ آیات)

۱۷۔ اور جب ملاح اس کو اوپر چڑھا چکے تو جہاز کی مضبوطی کی تدبیریں کر کے اُس کو نیچے سے باندھا؛ اور سورتس کے چور بالوؤں میں دھس جانے کے ڈر سے جہاز کا سازو سامان اُتار لیا، اور اُسی طرح بہتے چلے گئے۔

اوپر چڑھا چکے۔ عبرانی ۴: ۱۶ میں بھی یہ لفظ آیا ہے۔ یعنی مضبوط رسیوں کے ذریعے۔

مضبوطی۔ یہ فعل یہیں آیا ہے۔ مضبوط رسیوں سے جہاز کو باندھا تاکہ تختے ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں۔

سورتس۔ اس نام کے دو بڑے خوفناک چور بالو تھے جن سے ملاح بہت ڈرتے تھے۔ ایک کا نام سورتس کلاں اور دوسرے کا نام سورتس خورد تھا۔ یہ افریقہ کے شمالی ساحل پر اور ایک تری پولی کے کناروں کے پرے اور دوسرا ٹیونس کے کنارہ کے قریب مغرب کی طرف تھا۔ یہاں سورتس کلاں مُراد ہے۔ مشرقی و شمال مشرقی ہوا اُن کو دھکیل کر عین اُن کی طرف لے جاتی جدھر وہ کریتے سے کودہ کی طرف بہے جا رہے تھے۔

سازو سامان اُتار لیا۔ یہ لفظ اتارنا آیت ۳۰ اور ۹: ۲۵ میں بھی آیا ہے۔ جو لفظ ساز و سامان کے لئے یہاں آیا ہے ۱۰: ۱۱ میں اس کا ترجمہ جہاز کیا گیا ہے اس کے معنی بہت وسیع ہیں۔ بعضوں نے اس سے یہ مُراد لی ہے کہ اُنہوں نے اسی وقت بڑے بادبان کو اُتارا جس کو وہ آندھی کے سبب سے لپیٹ نہ سکے تھے (آیت ۱۵ کی شرح) اگر وہ ایسا نہ کرتے تو وہ فوراً چور بالوؤں میں جا دھنستے۔ یا اُس سے شاید دوسرے ساز و سامان کا اُتارنا مُراد ہو۔ سوائے اُس طوفانی بادبان کے جس کا رکھنا ضرور تھا تاکہ جہاز

کو اِدھر اُدھر پھیر سکیں۔
ایسی صورت میں ملاح جہاز کے سرے کو حتی الامکان ہوا کے نزدیک رکھنے کی کوشش کرتے ہونگے۔ اور اس چھوٹے طوفانی بادبان کے ذریعہ اس کو اِدھر اُدھر موڑ سکتے تھے تب وہ ہوا کے رُخ بیٹھا جبکہ تیز مشرقی شمال مشرقی ہوا چل رہی تھی اور اُس بہاؤ کی رفتار تقریباً ڈیڑھ میل فی گھنٹہ ہوگی۔
بہتے چلے گئے ۔ آیت ۱۵ میں یہی فعل آیا تھا۔ وہ مغرب کے کچھ شمال کی رُخ جا رہے تھے۔

۱۸۔ مگر جب ہم نے آندھی سے بہت ہچکولے کھائے، تو دوسرے دن وہ جہاز کا مال پھینکنے لگے۔

آندھی سے بہت ہچکولے کھائے۔ یہ بھی جہازی اصطلاح ہے "بہت" کے لئے جو یونانی لفظ ہے وہ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ (آیت ۱۲ میں اسی لفظ کا ترجمہ "جاڑوں میں رہنا" آیا ہے۔ کیونکہ یہ طوفان جاڑوں ہی میں اکثر آیا کرتے تھے۔ اس سے مشتق لفظ آیت ۲۰ میں آیا ہے۔ اس طوفان سے اہلِ جہاز سخت تکلیف اور فکر میں تھے۔
جہاز کا مال پھینکنے لگے۔ یہ بھی جہازی اصطلاح تھی جہاز کا اسباب اُتارنے کے لئے لفظ "پھینکنے" لگے اسی جگہ آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ لہروں کی شدّت اور طوفانی تیزی کے باعث جہاز میں پانی آنے لگ گیا تھا، اور اُس کے ڈوبنے کا اندیشہ تھا۔

۱۹۔ اور تیسرے دن اُنہوں نے اپنے ہی ہاتھوں سے جہاز کے آلات و اسباب بھی پھینک دئے۔

اپنے ہی ہاتھوں سے۔ یہ مرکب لفظ بھی اسی بیان میں آیا ہے۔
آلات و اسباب۔ یہ لفظ بھی اسی جگہ آیا ہے۔ آیت ۱۷ میں جو لفظ تھا اُس سے یہ علاقہ رکھتا ہے۔ اس سے سب سامانِ آرائش وغیرہ مُراد ہوگی اور سب بھاری چیزیں جن کے بغیر گزارہ ہو سکتا تھا۔
پھینک دئے۔ بعض نسخوں میں "ہم نے" جس میں لوقا بھی شریک ہوگا آیا ہے

۲۰۔ اور جب بہت دِنوں تک نہ سُورج نظر آیا نہ تارے، اور شدّت کی آندھی چل رہی تھی تو آخر ہم کو بچنے کی اُمّید بالکل نہ رہی۔

نظر آیا۔ خاص پولُس اور لُوقا کا لفظ (لُوقا ۱ : ۷۹، طِطُس ۲ : ۴ و ۳ : ۴) اُن دنوں میں قطب نما نہ ہوتا تھا۔ صرف ستاروں وغیرہ کو دیکھ کر سفر کیا کرتے تھے۔ آجکل بھی باوجود جدید سالوں کے اجرام فلکی کے ذریعہ عرض بلد کو دریافت کرنا پڑتا ہے۔

بالکل نہ رہی۔ یہ فعل ناتمام ہے۔ دیکھو آیت ۴۰، ۲ کرنتھی ۳ : ۱۶، عبرانی ۱۰ : ۱۱ میں بھی یہی فعل آیا ہے۔ اُمید یہاں ایک لباس کے طور پر بیان کی گئی ہے جو ہم سے اُتار لی گئی۔

۲۱۔ اور جب بہت فاقہ کر چکے تو پولُس نے اُن کے بیچ میں کھڑے ہو کر کہا، اے صاحبو! لازم تھا کہ تُم میری مان کر کریتے سے روانہ نہ ہوتے۔ اور یہ تکلیف اور نقصان نہ اُٹھاتے۔

فاقہ کر چکے۔ یُونانی میں ایک ہی لفظ ہے اور صرف یہیں آیا ہے جب طوفان ایسی شدّت سے چل رہا ہو تو کھانا تیار کرنا کیسا مشکل ہوگا، اور خاصکر باقاعدہ کھانے تیار کرنا۔ ہر آدمی پمپ وغیرہ چلانے میں مصروف ہوگا۔ اور فکر و اندیشہ ہر ایک کو دامنگیر ہوگا۔

پولُس۔۔۔ کھڑے ہوکر۔ ایسے بڑے حادثہ کے وقت یہی شخص موقع کا تھا۔ خطرہ کے وقت اُس کے ایمان اور استقلال نے اُس کو صلاح کار اور سرکردہ بنا دیا۔

مان کر۔ ۵ : ۲۹ و ۳۲ میں یہی لفظ آیا ہے۔

روانہ ہوتے۔ ۱۳ : ۱۳ کی شرح۔

نہ اُٹھاتے۔ اب جو اُنہوں نے حاصل کیا وہ نقصان ہی تھا۔ یوں بھی ترجمہ کر سکتے ہیں۔ تمہیں کریتے سے روانہ ہونا نہ چاہیئے تھا تاکہ تُم (وہاں ٹھہرنے کے ذریعہ) تکلیف اور نقصان سے بچ جاتے۔ دیکھو آیت ۱۰ کی شرح۔

۲۲۔ مگر اب مَیں تُم کو نصیحت کرتا ہُوں، کہ خاطر جمع رکھو۔ کیونکہ تُم میں سے کسی کی جان کا نقصان نہ ہوگا، مگر جہاز کا۔

نصیحت کرتا ہوں۔ آیت ۹ کی شرح۔ اب پولُس نے ایک نئی مشورت دی اور حوصلہ اور اُمید دلائی۔

خاطر جمع رکھو۔ ۲۷: ۱۰ کی شرح۔ پولس خوش آواز پرندہ کی طرح طوفان میں شیریں راگ سناتا ہے۔
نقصان۔ پولس اور لوقا کا لفظ جو رومیوں ۱۱: ۱۵ میں بھی آیا ہے، اور آیات ۱ و ۲۲ میں مختلف طور سے اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ لفظی طور سے اس کے معنی ہیں "پھینک دیا" ایک مکاشفہ کے ذریعہ پطرس کے خوف کو دور کیا (آیت ۱)

۲۳۔ کیونکہ خدا جس کا میں ہوں اور جس کی عبادت بھی کرتا ہوں، اُس کے فرشتہ نے اِسی رات کو میرے پاس آکر۔

خدا۔ یعنی "حقیقی خدا"۔ جہاز پر جو بت پرست لوگ تھے اُن کے درمیان پولس نے حقیقی ایمان کا اقرار بھی کیا اور اُن کو تسلی بھی دی۔ وہ اپنے تئیں حقیقی اور زندہ خدا کا غلام اور عابد کہتا ہے۔
عبادت بھی کرتا۔ ۲۴: ۱۴ کی شرح۔ اُس نے واحد متکلم کی صورت میں اُس کا بیان رومیوں ۱: ۹، ۲تیمتھیس ۱: ۳ میں بھی کیا۔
فرشتہ۔ ۵: ۱۹ کی شرح۔
میرے پاس آکر۔ ۱۲: ۷ کی شرح اور مقابلہ کرو ۲۳: ۱۱ سے۔

۲۴۔ کہا۔ اَے پولس! نہ ڈر۔ ضرور ہے کہ تو قیصر کے سامنے حاضر ہو اور دیکھ جتنے لوگ تیرے ساتھ جہاز میں سوار ہیں، اُن سب کی خدا نے تیری خاطر جان بخشی کی۔

نہ ڈر۔ ۱۸: ۹۔ یہ جملہ نئے عہدنامہ میں بہت دفعہ آیا ہے اس لئے ان مقامات میں نکال کر اُن کو دیکھنا مفید ہوگا۔
قیصر کے سامنے حاضر ہو۔ ۲۳: ۱۱۔ اس سارے ماجرے میں خدا کا خاص مقصد یہ تھا کہ پولس ——— روم میں گواہی دے اور خدمت کرے۔
جان بخشی کی۔ بطور انعام اور مہربانی کے۔ یہی فعل ۲۵: ۱۱ میں مستعمل ہوا ہے۔ جہاز پر پولس نے بہتوں کی جان بچائی۔ غالباً وہ یہ دعا مانگتا رہا ہوگا کہ سب کی جانیں بچ جائیں، اور اس کے جواب میں یہ مکاشفہ تسلی کے لئے اُس کو ملا ہوگا۔

۲۵۔ اس لئے اَے صاحبو! خاطر جمع رکھو۔ کیونکہ میں خدا کا یقین کرتا ہوں کہ جیسا مجھ سے کہا گیا ہے ویسا ہی ہوگا۔

خاطر جمع رکھو۔ آیت ۲۲ میں یہ جملہ آیا تھا۔
میں خدا کا یقین کرتا ہوں۔ یہ اقرار با آواز بلند تھا کہ طوفان کا زور و شور بھی اس کو ماند نہ کر سکتا تھا "میں اپنے خدا پر ایمان رکھتا ہوں جس نے یہ وعدہ مجھ سے کیا۔"

۲۶۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ ہم کسی ٹاپو میں جا پڑیں۔

ہم کسی ٹاپو میں جا پڑیں۔ آیندہ واقعات کی پیشینگوئی۔

۲۷۔ جب چودھویں رات ہوئی اور ہم بحر ادریہ میں ٹکراتے پھرتے تھے تو آدھی رات کے قریب ملاحوں نے اٹکل سے معلوم کیا کہ کسی ملک کے نزدیک پہنچ گئے۔

چودھویں رات۔ حسین بندر سے روانہ ہونے کے وقت سے یہ جہاز تیرہ دنوں تک ایسا ہی بہتا چلا گیا اور ڈیڑھ میل فی گھنٹہ کے حساب اُس نے ۴۶۸ میل سفر کیا ہوگا۔ اور کودہ سے وہ تیرہ دن سے زیادہ بہتے چلتے گئے تھے۔ کودہ اور مالٹا کے درمیان ۴۸۰ میل سے کچھ کم فاصلہ ہے اور مالٹا اسی سمت میں واقع تھا جس میں کہ وہ بہے جا رہے تھے یعنے مغرب کے کچھ شمال کو (آیت ۱۷ کی شرح)

بحر ادریہ۔ یہ وہی بحیرہ اڈریٹک نہیں جسے ہم آج کل جانتے ہیں۔ یعنی خلیج وینس مقدس لوقا کے دنوں میں یہ اُس حصۂ سمندر کا نام تھا جو مالٹا۔ اطالیہ یونان اور کریتے کے مابین واقع تھا۔ سٹرابو (STRABO) بطلمی (PTOLEMY) دونوں اِس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ نام اس وسیع معنوں میں مستعمل تھا اور بعد ازاں اس کے معنے اور بھی وسیع ہو گئے اور بحیرہ اوقیانوس کے سارے مشرقی حصہ کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

ٹکراتے پھرتے تھے۔ یہ بہاؤ ایک ہی سمت کو تھا۔
اٹکل سے معلوم کیا۔ ۱۳: ۲۵، تا تمام فعل سے یہ خیال گزرتا ہے کہ انہوں نے یہ نتیجہ رفتہ رفتہ نکالا ہوگا۔ ان کے تجربے نے اُن کو بتا دیا کہ کوئی خشکی نزدیک ہے شاید لہروں کی آواز سے جو چٹانوں پر ٹکراتی تھیں اُنہوں نے یہ نتیجہ نکالا۔
کسی ملک کے نزدیک پہنچے۔ لفظی طور پر "کوئی زمین اُن کے نزدیک آ رہی تھی"۔ جہاز والوں کی یہ اصطلاح تھی قدیم ویٹی کن نسخے میں یہ ہے کہ "کسی زمین کی آواز آ رہی ہے" (لہروں کی آواز سے)

۲۸- اور پانی کی تھاہ لے کر بیس پُرسہ پایا۔ اور تھوڑا آگے بڑھ کر اور پھر تھاہ لے کر پندرہ پُرسہ پایا۔

تھاہ لے کر۔ خشکی کے قریب ہونے سے آگاہ ہو کر۔ یہ اصطلاحی فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں " تھاہ لینے والے سیسہ کو لٹکانا " جب تھوڑے پانی میں جانے کا اندیشہ ہو تو وُہ ہمیشہ یہی کیا کرتے ہیں۔ ساحل کے قریب سفر کرنے والے جہاز جو ہندو پاکستان میں ایک بندرگاہ سے دُوسری بندرگاہ کو جاتے ہیں وُہ برابر یہی کرتے ہیں۔

بیس پُرسہ۔ یہ لفظ بھی یہیں آیا ہے۔ یہ تقریباً چھ فٹ ہوتا ہے، قدِ آدم کے برابر جب ہاتھ اونچے کئے ہوں۔

تھوڑا آگے بڑھ کر۔ (لوقا ۲۲: ۵۰، ۲۴: ۵۱)

پندرہ پُرسہ۔ یہ قابلِ غور امر ہے کہ جہاز کو واسے مالٹا میں خلیج پولس تک (جہاں خیال ہے کہ یہ جہاز تباہ ہُوا) بہتا ہُوا اُس خلیج کے مشرقی کنارے پر کورہ (KAURA) کے چٹان کے نزدیک سے گزرے گا۔ اور نقشوں سے ظاہر ہے کہ یہاں تھاہ اسی طرح سے ہے۔ پہلے بیس پُرسہ اور پھر پندرہ پُرسہ پائی جاتی ہے کورہ پر جو لہریں لگتی ہوں گی اُن کی آواز ملاحوں نے سُنی ہو گی۔

۲۹- اور اس ڈر سے کہ مبادا چٹانوں پر جا پڑیں جہاز کے پیچھے سے چار لنگر ڈالے، اور صبح ہونے کی دُعا مانگتے رہے۔

پیچھے سے۔ آیت ۴۱۔ مرقس ۴: ۳۸، یہ ایک غیر معمولی کارروائی تھی لیکن شاید ایسی خاص حالت میں یہی کرنا پڑا ہو، کیونکہ خشکی پر جہاز کے چڑھ جانے کا اندیشہ تھا۔ اور اگر دُوسری طرف سے ڈالتے تو شاید ہَوا جہاز کو خشکی کی طرف ہٹا دیتی اور دُوسرے دن مشکل ہو جاتی۔ خلیج پولس میں لنگر اچھی طرح گرفت کرتا ہے۔

چار لنگر۔ تاکہ گرفت زیادہ مضبوط اور محفوظ ہو۔ یہ لفظ لنگر ۳۰ و ۴۰ آیات کے سوا صرف عبرانی ۶: ۱۹ میں آیا ہے۔

دُعا مانگتے رہے۔ کہ دِن نکل آئے فعل ناتمام ہے۔ برابر دُعا مانگتے رہے۔ یہ رات بڑے اندیشے کی گزری ہو گی۔

۳۰- اور جب ملاحوں نے چاہا کہ جہاز پر سے بھاگ جائیں۔ اور اس بہانہ سے کہ گلہی سے لنگر ڈالیں، ڈونگی کو سمندر میں اُتارا۔

بھاگ جائیں۔ وُہ اپنی سلامتی اور بھاگ جانے کی فکر میں تھے۔

ڈونگی کو سمندر میں اُتارا۔ فعل کے لئے دیکھو آیت ۱۷، اسم کے لئے دیکھو آیت ۱۶۔ وُہ اس میں سوار ہو کے خشکی پر جانا چاہتے تھے۔ یعنی جہاز اور مسافروں کو تباہی کے سپرد کر کے۔ یہ ملاحوں کی ذات کے بالکل خلاف فعل تھا۔

لنگر اُتارا۔ یعنی جتنی لمبی رسی تھی اتنا ہی لنگر کو نیچے جانے دیا۔ اس کے لئے اُنہیں لنگروں کو کچھ دُور تک کشتی میں لے جانا تھا۔ آج کل بھی ایسا کرتے ہیں۔

گلہی سے۔ یہ لفظ بھی اسی بیان میں پایا جاتا ہے (آیت ۴۱) بہاؤ خوب تھا دونوں طرف سے لنگر ڈالنا زیادہ محفوظ تھا۔

۳۱- تو پولُس نے صُوبہ دار اور سپاہیوں سے کہا کہ اگر یہ جہاز پر نہ رہیں گے تو تُم نہیں بچ سکتے۔

صُوبہ دار۔ پولیس (آیات ۱ و ۱۱)

سپاہیوں۔ یعنی جو پولیس کے ماتحت تھے۔ ان کا پہلی دفعہ ذکر آیا ہے (آیات ۳۲ و ۴۲)

تُم۔ یہ تاکیدی صیغہ ہے۔ حفاظتِ نفس کی ضرورت تھی۔ اگلے روز ملاحوں کی ضرورت تھی، ورنہ تباہی نتیجہ تھا۔

۳۲- اس پر سپاہیوں نے ڈونگی کی رسیاں کاٹ کر اُسے چھوڑ دیا۔

رسیاں۔ جن کے ذریعہ یہ کشتی جہاز سے بندھی تھی بشرطیکہ کشتی اُتاری گئی ہو یا جن کے ذریعہ وُہ اُتاری جا رہی تھی۔

کاٹ کر۔ جو خنجر اُن کے پاس تھے اُن کے ذریعہ رسیاں کاٹ ڈالیں۔ اُنہوں نے پولُس کی بات کو مانا اور کشتی کے نقصان کو گوارا کیا۔ اس جلد عمل کرنے کے ذریعہ اُنہوں نے ملاحوں کی اُمید کو منقطع کر دیا۔

چھوڑ دیا۔ یہ سمندر میں چٹانوں سے ٹکرا کر فوراً پاش پاش ہو گئی ہوگی اور ملاح بھی ساتھ تباہ ہو جاتے اگر پولُس مداخلت نہ کرتا۔

۳۳۔ اور جب دن نکلنے کو ہوا تو پولس نے سب کی منت کی کہ کھانا کھالو اور کہا کہ تم کو انتظار کرتے کرتے اور فاقہ کھینچتے کھینچتے آج چودہ دن ہو گئے اور تم نے کچھ نہیں کھایا۔

منت کی۔ یعنی بار بار۔
کھانا کھالو۔ یہی جملہ آیت ۳۴، اور ۲: ۴۶ میں آیا ہے۔
انتظار کرتے۔ مخلصی اور مدد کی انتظار میں۔ اُن کی اُمید ٹوٹ گئی تھی۔ اور مایوسی میں پڑے تھے۔
فاقہ کھینچتے کھینچتے۔ یہ دونوں لفظ اسی آیت میں آئے ہیں۔ دیکھو آیت ۲۱۔ وہاں اس سے مشتق لفظ آیا ہے۔
کچھ نہیں کھایا۔ یعنی کوئی باقاعدہ کھانا نہیں کھایا۔ یہ نسبتی بیان ہے۔

۳۴۔ اس لئے تمہاری منت کرتا ہوں کہ کھانا کھالو۔ کیونکہ اس پر تمہاری بہتری موقوف ہے۔ اور تم میں سے کسی کے سر کا ایک بال بیکا نہ ہوگا۔

بہتری۔ ۴: ۹ کی شرح۔ وہاں اس کا فعل آیا ہے نئے عہد نامہ میں اس لفظ کے معنے نجات آتے ہیں۔ (مثلاً ۴: ۱۲) لیکن یہاں اور عبرانی ۱۱: ۷ میں بدنی حفاظت کے لئے مستعمل ہوا ہے۔ جیسے ہندوستانی لفظ رکھشا بدنی صحت سے رُوحانی صحت کے لئے مسیحیوں میں مروّج ہو گیا۔
بال بیکا نہ ہوگا۔ یہ یہودی مثل تھی کہ کوئی نقصان نہ پہنچے گا (۱سموئیل ۱۴: ۴۵، ۲سموئیل ۱۴: ۱۱، ۱سلاطین ۱: ۵۲، لوقا ۲۱: ۱۸)

۳۵۔ یہ کہکر اُس نے روٹی لی۔ اور اُن سب کے سامنے خدا کا شکر کیا اور توڑ کر کھانے لگا۔

خدا کا شکر کیا۔ کھانے سے پہلے یہودی سرِ خاندان شکر کیا کرتا تھا اور یہی رسم مسیحیوں میں آگئی ہے۔ ہمارے خداوند نے خود ایسا کیا تھا۔ (متی ۲۶: ۲۶، لوقا ۲۲: ۱۷ و ۱۹) اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اُس نے یہ نعمتیں ہمیں عطا کی ہیں۔
سب کے سامنے۔ یہ برملا عبادت اور تعریف تھی۔ اُس جہاز پر پولس خدا کا سچا گواہ تھا۔

توڑ کر کھانے لگا۔ تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔ بعض آگے نسخے ہیں یہ الفاظ بھی آتے ہیں "اور ہمیں بھی دیا" لیکن یہ مابعد کی زیادتی ہے۔ اور یوخرست کا رنگ چڑھایا گیا ہے۔

۳۶۔ پھر اُن سب کی خاطر جمع ہوئی اور آپ بھی کھانا کھانے لگے۔

خاطر جمع۔ اس صفت کی صورت میں اسی جگہ آیا ہے لیکن فعل کی صورت میں آیات ۲۲ و ۲۵ میں۔ پولس کی خاطر جمعی مرض متعدی کی طرح دوسروں تک پھیل گئی۔

سب۔ یہی لفظ آیات ۳۳ و ۳۵ و ۳۷ و ۴۴ میں آیا ہے۔

کھانے لگے۔ آیت ۳۳۔

۳۷۔ اور ہم سب مل کر جہاز میں دو سو چھہتر آدمی تھے۔

دو سو چھہتر۔ رسد بانٹتے وقت اُن کی گنتی کی جاتی ہوگی۔ تاکہ مستقل حادثات کا خیال رکھیں۔ ویٹی کن نسخے میں یہ شمار ہے "چھہتر کے قریب" لیکن پہلا شمار شاید زیادہ درست ہے۔ جس جہاز میں یوسیفس اطالیہ کو گیا، اُس وقت چھ سو آدمی جہاز میں سوار تھے۔

۳۸۔ جب وہ کھا کر سیر ہوئے تو گیہوں کو سمندر میں پھینک کر جہاز کو ہلکا کرنے لگے۔

کھا کر سیر ہوئے۔ خالص پولس اور لوقا کا لفظ ہے۔ (۱ کرنتھی ۴: ۸) خوش دل سے آدمی سیر ہو کر کھاتا ہے۔

ہلکا کیا۔ یہ خاص لفظ اسی بیان میں آیا ہے۔ ناتمام فعل سے ظاہر ہے کہ دیر تک یہ کرتے رہے۔

گیہوں۔ جہاز کا یہ خاص بوجھ تھا (آیت چھ کی شرح) آیت ۱۸ میں کسی دوسرے بوجھ کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے حتی الامکان کوشش کی تھی کہ گیہوں کو بچائیں لیکن آخر کار اپنی جانوں کے بچانے کی خاطر اُنہیں گیہوں پھینکنی پڑی۔

۳۹۔ جب دن نکل آیا تو اُنہوں نے اُس مُلک کو نہ پہچانا۔ مگر ایک کھاڑی دیکھی جس کا کنارہ صاف تھا، اور صلاح کی کہ اگر ہو سکے تو جہاز کو اُس پر چڑھالیں۔

اُس مُلک کو نہ پہچانا۔ فعل ناتمام سے اس امر کا ایما ہے کہ اُنہوں نے

بار بار کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے۔ اگرچہ یہ ملّاح مالٹا کو پہلے بھی گئے ہونگے اور ویلیٹا (VALETTA) کے بندرگاہ سے واقف تھے۔ جو اسی ساحل پر جنوب مشرق کی طرف واقع تھی۔ پر خلیج پولُس کا نقشہ اُن کے خیال میں نہ ہوگا۔

کھاڑی۔ جو آج کل خلیج پولُس کے نام سے مشہور ہے۔

دیکھی۔ اپنی آنکھیں اُس پر لگا رکھیں۔

کنارہ ۔ ۲۱: ۵ کی شرح۔ ریتلا کنارہ جو خشکی پر اُترنے کے لئے مناسب تھا۔ خلیج پولُس پر یہ سارا بیان صادق آتا ہے، اگرچہ یہ ریتلا کنارہ سمندر نے مٹا ڈالا ہے۔

صلاح کی۔ فعل ناتمام ہے۔ یعنی بڑی خبرداری اور سوچ سمجھ کے ساتھ۔

جہاز کو اُس پر چڑھالیں۔ اس فعل کے لئے دیکھو ۷: ۴۵، یہ خاص اصطلاح تھی جس کے معنی یہ تھے، کہ وسیع سمندر سے جہاز کو خشکی پر دھکیل دینا۔ البتّہ غرض یہ تھی کہ مسافروں کی جان بچائی جائے۔ بعض نسخوں میں یہاں ذرا سا فرق ہے " اور اُس سے یہ معنی نکلتے ہیں " جہاز کو صحیح سلامت کنارہ پر لے گئے۔ جس سے یہ معنی نکلتے ہیں کہ اُنہوں نے جہاز کے بچانے کی بھی کوشش کی۔

۴۰۔ پس لنگر کھول کر سمندر میں چھوڑ دئے اور پتواروں کی بھی رسّیاں کھول دیں اور اگلا پال ہَوا کے رُخ پر چڑھا کر اُس کنارہ کی طرف چلے۔

لنگر کھول کر۔ (آیت ۲۰ کی شرح) جن رسیّوں سے لنگر جہاز سے بندھے تھے، اُن کو ڈھیلا کر دیا اور اُن کو سمندر میں گرنے دیا۔ پس لنگروں کو سمندر میں رہنے دیا، جہاں وُہ تہ کو گرفت کئے تھے۔ کیونکہ اب اُن کی ضرورت نہ تھی۔

پتواروں کی بھی رسّیاں۔ رسیّوں کے لئے جو لفظ یہاں آیا ہے وُہ صرف اسی آیت سے مخصُوص ہے۔ اور لفظ پتوار پھر یعقُوب ۳: ۴ میں آیا ہے۔ قدیم جہازوں میں دو پتوار ہوتے تھے۔ ایک ایک طرف اور دُوسرا دُوسری طرف پر بھی چھوڑے گئے، جبکہ جہاز لنگر ڈالے تھا۔ اب وُہ اپنی اپنی جگہ ٹھیک کر لئے گئے، کیونکہ جہاز کو کنارہ تک چلانے کے لئے اُن کی ضرورت تھی۔

اگلا پال۔ یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے۔ اس سے نہ صرف جہاز کے چلانے میں مدد ملتی، بلکہ جہاز کو خشکی کی طرف دھکیل دیتا جب اُس میں ہَوا بھر جاتی۔

ہوا۔ یا ہوا کا چلنا۔ بادبان کا ہوا سے بھرنا اُن کے مقصد کے لئے مفید تھا۔
کنارے کی طرف چلے ۔ اس کارروائی سے اُن کا یہی مقصد تھا (آیت ۳۹) یہ بھی جہازی اصطلاح تھی "جہاز کو خشکی پر لیجانے کے لئے" تاکہ جہاز کو سیدھا کنارے کی طرف لے جائیں۔

۴۱۔ لیکن ایک ایسی جگہ جا پڑے جس کے دونوں طرف سمندر کا زور تھا اور جہاز زمین پر ٹِک گیا۔ پس گلہی تو دھکا کھا کر پھنس گئی۔ مگر دُنبالہ لہروں کے زور سے ٹوٹنے لگا۔

جا پڑے ۔ یہ فعل اس جگہ کے سوا (لوقا ۱۰: ۳۰، یعقوب ۱: ۲ میں بھی آیا ہے جب جہاز ساحل کی طرف جا رہا تھا تو غیر معمولی حوادث سے سامنا ہُوا۔
جس کے دونوں طرف سمندر کا زور تھا "یا جہاں دو سمندر ملتے تھے"۔ یہ صفت صرف اسی جگہ آئی ہے خلیج پولس کے مغربی کنارہ سے کچھ فاصلہ پر ایک چھوٹا جزیرہ بنام سلمونتا واقع تھا، جہاں جہاز لنگر ڈالے تھا۔ وہاں سے یہ زمین کا حصہ ہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جب وہ نزدیک پہنچے تو انہیں معلوم ہُوا کہ خشکی اور اس جزیرہ کے درمیان ایک رودبار تھی۔ اور یہ رودبار وہ جگہ تھی جہاں دونوں جہاز ملتے تھے۔ کیونکہ اُس کے دونوں طرف سمندر تھا۔ یہاں کا سیلاب جوار بھاٹا سے مل کر ریت کے کنارے بنا دیتا، اور ریت کے اُن کناروں میں سے ایک میں جہاز جا پھنسا۔ یا شاید یہ سمجھنا بہتر ہوگا کہ یہ خاکنائے جیسی خشکی کا سرا وہ جگہ تھی جہاں دونوں سمندر ملتے تھے۔ اُترنے کے لئے یہ جگہ اُن کو مناسب معلوم ہوتی۔ دو سمندروں کے درمیان یہ ایک پہاڑی جیسی تھی۔ اگر وہ یہاں پہنچ جاتے تو جہاز کی تباہی سے پیشتر اُن کو بچ جانے کا کافی وقت تھا۔

جہاز زمین پر ٹِک گیا ۔ یہ انہوں نے ارادۃً کیا۔ کیونکہ ایسی حالت میں یہی بہتر سمجھا گیا۔ یہ فعل صرف اسی جگہ آیا ہے جہاز کے لئے یہاں ایک نیا لفظ مستعمل ہُوا ہے اور وہ بھی اس آیت میں جس سے یہ ظاہر کیا گیا کہ جو پہلے بادبانی جہاز تھا وہ اب خشکی میں پھنسا ہُوا تختہ تھا۔
گلہی ۔ دیکھو آیت ۳۰۔

دھکا کھا کر۔ یہ فعل بھی اسی بیان میں آیا ہے۔ اس میں زور سے جھٹکے یا دھنسنے کا خیال بھی ہے۔

پھنس گئی "یا غیر متحرک رہی" یہ حرف صفت اس آیت کے سوا عبرانی ۱۲: ۲۰ میں بھی آیا ہے۔ خلیج پولُس کی تہ میں کیچڑ ہے، جو چکنی مٹی کی طرح رفتہ رفتہ بدل جاتی ہے۔ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ جہاز میں کم از کم ۱۸ فٹ آ گیا ہوگا۔ خشکی کے سرے پر پہنچ کر گہرے پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے جہاز زمین پر ٹک گیا، اور اس کیچڑ میں پھنس گیا ہوگا۔

دنبالہ۔ آیت ۲۹۔

ٹوٹنے لگا۔ یا رفتہ رفتہ ٹوٹ گیا۔ فعل ناتمام ہے۔ لہریں اور موجیں اُس پر ٹکراتی ہوں گی۔ اس لئے اُنھوں نے جہاز کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہوگا۔

زور سے ۔ یہ اسم ۵: ۲۶، ۲۱: ۳۵، ۲۴: ۷، ایسی حالت میں سمُندر کا صدمہ بڑی شدت کا ہوگا۔

۴۲ ۔ اور سپاہیوں کی یہ صلاح تھی کہ قیدیوں کو مار ڈالیں کہ ایسا نہ ہو کوئی تیر کر بھاگ جائے۔

یہ صلاح تھی۔ ۲۳:۲ کی شرح۔

قیدیوں کو مار ڈالیں ۔ اُن کے بھاگ جانے سے اُن کو جواب دینا پڑتا۔ (۱۲: ۱۹)

تیر کر۔ یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے۔

بھاگ جائیں۔ یہ لفظ بھی اسی آیت میں آیا ہے۔

۴۳ ۔ لیکن صوبہ دار نے پولُس کو بچانے کی غرض سے اُن کو اس ارادہ سے باز رکھا، اور حکم دیا کہ جو تیر سکتے ہیں پہلے کود کر کنارہ پر چلے جائیں۔

پولُس کو بچانے کی غرض سے ۔ یولیس نے شروع سے پولُس کے ساتھ باعزت سلوک کیا۔ اور اب وہ پولُس کی صلاح کے لئے مشکور تھا۔ جس کی وجہ سے سب کی جان بچ گئی۔ (آیات ۲۲- ۲۴، ۳۰ - ۳۲ - ۳۳ سے ۳۶) یوں سارے قیدی بچ گئے۔

ارادہ ۔ اس لفظ کی یہ صورت رومیوں ۹: ۱۹، ۱ پطرس ۴: ۳ میں آئی

ہے۔ اس میں آرزو اور ارادہ دونوں داخل ہیں۔
تیر سکتے ہیں۔ یہ فعل بھی اسی بیان میں آیا ہے اور لفظ "کود کر" کا بھی یہی حال ہے خشکی پر پہلے پہنچنے کے ذریعہ وہ نہ تیرنے والوں کی مدد کر سکتے تھے۔

۴۴۔ اور باقی لوگ بعض تختوں پر اور بعض جہاز کی اور چیزوں کے سہارے سے چلے جائیں، اور اسی طرح سب کے سب خشکی پر سلامت پہنچ گئے۔

تختوں۔ یہ اُن میں سے آخری لفظ ہے۔ جو اسی باب میں آئے ہیں۔ یہ تختے جہاز میں مختلف مقاصد کے لئے رکھے گئے ہوں گے۔

جہاز کی اور چیزوں۔ اس سے ٹوٹے جہاز کی مختلف چیزیں مراد ہیں۔

سلامت پہنچ گئے۔ یہ مرکب لفظ ۲۳ : ۲۴ ، ۲۷ : ۴۳ ، ۲۸ : ۱ و ۴ ، میں بھی آیا ہے۔ اس سے اُن کی کامل سلامتی مراد ہے۔ یوں خدا کا وعدہ جو پہلے سے کیا گیا تھا، پورا ہو گیا۔ (آیت ۲۴)

ستائیسویں باب کی تعلیم

اوّل۔ بڑے بڑے حصے۔

۱۔ پہلی منزل۔ قیصریہ سے مورہ تک۔ آیات ۱ سے ۵۔
۲۔ دوسری منزل۔ مورہ سے حسین بندر تک ۶ سے ۱۲۔
۳۔ تیسری منزل۔ حسین بندر سے مالٹا تک۔ ۱۳ سے ۴۴۔

علاوہ ازیں، ا۔ رہائی ۱ سے ۷، ب۔ مقام ۸ سے ۱۲۔
ج۔ طوفان، ۱۳ سے ۴۴۔

دوم۔ بڑے بڑے مضامین۔

۱۔ پولُس جہاز میں۔

(ا) مشورت میں دانا ۹ سے ۱۳، (ب) خطرہ میں مطمئن ۱۴ سے ۲۶۔
(ج) کام میں مستقل۔ ۲۷ سے ۳۸۔ (د) زبردست رسوخ ۳۹ سے ۴۴۔
مشیر ۹ و ۱۰۔ تسلی دینے والا ۲۱ سے ۲۶۔ ہدایت کرنے والا ۳۰ سے ۳۲۔

حوصلہ دینے والا - ۲۳ سے ۳۶ - بچانے والا دُوسروں کا ۴۲ سے ۴۴-
اُس کی خوش اخلاقی قابلِ لحاظ ہے - ۱۰ و ۲۱ (صاحبو وغیرہ)
اور ایمان کا دلیرانہ اقرار - ۲۳ سے ۲۵ -
خاطر جمعی جو دُوسروں پر بھی اثر کرتی تھی ۳۴ سے ۳۶ -
دینداری کا نمونہ - آیت ۳۵ -

(۲) خُدا کی مہربانی اپنے خادم پر - (ا) مہربانی سے محیط ۲ و ۳ و ۴۳ -
(ب) راہ میں اُس کو تازہ دم کرتا ہے - آیت ۳ -
(ج) اُسے پیش بینی عطا کرتا ہے - ۹ و ۱۰ -
(د) خطرہ میں اُس کو شاد کرتا ہے - ۲۲ سے ۲۶ -
(ھ) صدمہ سے اُس کو بچاتا ہے - ۳۰ سے ۳۲، ۴۳ و ۴۴ -
(و) اُس کے رسُوخ پر برکت دیتا ہے - ۳۳ سے ۳۷ -

اٹھائیسواں باب

(۱-۱۰) پولُس مالٹا میں پبلیس

۱- جب ہم پہنچ گئے تو جانا کہ اس ٹاپو کا نام ملِتے ہے -

پہنچ گئے - یا بچ گئے - ۲۷: ۴۴ میں یہی فعل آیا تھا -
جانا - ۲۷: ۳۹، لیکن یہاں فعل ناتمام نہیں - اُنہیں فوراً معلوم ہو گیا کہ یہ کونسا جزیرہ تھا - یا تو خاص زمین کے نشانوں سے یا وہاں کے باشندوں سے اُن کو یہ علم حاصل ہوا ہوگا -
ملِتے - یہ آج کل مالٹا کے نام سے مشہور ہے - یہ سسیلی سے جنوب کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر ہے - اس کا طول سترہ میل اور عرض زیادہ سے زیادہ نو میل کے

قریب ہے۔ سنہ ۱۸۰۰ع سے لے کر یہ سرکارِ انگریزی کے ماتحت ہے۔ پولُس کے دنوں میں یہ سِسلی کے رُومی علاقہ سے متعلّق تھا۔ ویٹیکن اور بعض دیگر نسخوں میں اس کا نام ملیتنی آیا ہے۔

۲۔ اور اُن اجنبیوں نے ہم پر خاص مہربانی کی کیونکہ مینہ کی جھڑی اور جاڑے کے سبب اُنہوں نے آگ جلا کر ہم سب کی خاطر کی۔

اجنبیوں نے۔ یُونانی اُن سب کو بربری یا اجنبی کہا کرتے تھے جو نسل اور زبان کے لحاظ سے اُن سے مختلف تھے (دیباچہ ۴: ۳) چونکہ لُوقا خود یُونانی تھا، اس لئے اس جزیرے کے باشندوں کو جو فنیکے نسل کے تھے بربری کہتا ہے۔ اگرچہ اُن میں کئی ایک مخلوط النسل بھی تھے۔ کیونکہ یہ جزیرہ پہلے یُونانیوں کے بعد ازاں رُومیوں کے ماتحت رہا تھا۔ یہ لفظ پولُس اور لُوقا کا ہے۔ (رُومیوں ۱: ۱۴، ۱ کرنتھی ۱۴: ۱۱، کلسیوں ۳: ۱۱)

مہربانی۔ یہ پولُس اور لُوقا کا لفظ ہے (طیطس ۳: ۱۴، ۲۷: ۳)

آگ جلا کر۔ لُوقا ۲۲: ۵۵۔ یعقوب ۲: ۱۵-۱۶۔

خاطر کی۔ یعنی دوستانہ طریق سے سلوک کیا۔ ۱۸: ۲۶ سے مقابلہ کرو۔

مینہ کی جھڑی۔ پولُس اور لُوقا کی تصنیفات میں یہ لفظ کئی بار آیا ہے۔ جب وُہ خشکی پر اُترے تو غالباً سخت بارش ہو رہی ہوگی۔

جاڑے۔ یہ لفظ یُوحنّا ۱۸: ۱۸، ۲ کرنتھی ۱۱: ۲۷ میں بھی آیا ہے۔ ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ پولُس نے مینہ کی جھڑی سے کئی بار تکلیف اُٹھائی تھی۔ اب نومبر کا وسط تھا اور سردی شدّت کی ہوگی خاص کر جبکہ وُہ بھیگے ہُوئے تھے۔

۳۔ جب پولُس نے لکڑیوں کا گٹھا جمع کر کے آگ میں ڈالا تو ایک سانپ گرمی پا کر نکلا اور اُس کے ہاتھ پر لپٹ گیا۔

جب پولُس نے۔ یہ ادھر اُدھر کام میں مصروف تھا (۲۰: ۳۴) ساری زندگی میں دستکاری اور رُوحانی کام میں پولُس ایک اچھا نمونہ ہے۔

جمع کر کے۔ یہ فعل یہاں اور متّی ۱۷: ۲۲ کے حاشیہ میں آیا ہے۔

لکڑیوں۔ یہ خاص جھاڑیاں اب تک وہاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ یہ لفظ بھی

جگہ استعمال ہُوا ہے۔

ایک سانپ۔ متی ۳ : ۷ ، ۱۲ : ۳۴ ، ۲۳ : ۳۳ ، لُوقا ۳ : ۷ ، یہ ایک خاص زہریلی قسم کا سانپ تھا۔ ہندوپاکستان میں زہریلے سانپوں کی بہت قسمیں ہوتی ہیں۔

گرمی پاکر۔ سردی کے مارے بےحِس ہوگیا ہوگا۔ اور گرمی سے یہ ہوش میں آ گیا۔ گرمی کے لئے جو لفظ ہے، وہ صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اور زمانہ کہ طبیب اُسے استعمال کرتے ہیں۔

لپٹ گیا۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ لفظ یُونانی طبیب استعمال کیا کرتے تھے۔ مثلاً (DIOSCORIDES) نے ایسے زہریلے مادہ کے لئے جو جسم میں سرایت کر جاتا ہے اُسے استعمال کیا۔ اس لئے یہ قرینِ قیاس ہے کہ سانپ نے پولُس کو کاٹا اور اُس کا زہر اُس کے بدن میں آگیا۔ سانپ کے کاٹے سے اس مُلک میں سب واقف ہیں۔

۴۔ جس وقت اُن اجنبیوں نے وہ کیڑا اُس کے ہاتھ میں لٹکا ہُوا دیکھا تو ایک دُوسرے سے کہنے لگے کہ بیشک یہ آدمی خونی ہے۔ اگرچہ سمندر سے بچ گیا تو بھی عدل اُسے جینے نہیں دیتا۔

کیڑا۔ یہ بھی طبّی اصطلاح کا لفظ ہے۔ اور جو دوائی سانپ کے کاٹے کے لئے استعمال ہوتی ہے اُس کے لئے بھی یہی لفظ آتا ہے۔ یہ دوائی سانپ کے گوشت سے بنائی جاتی ہے۔

لٹکا ہُوا۔ سانپ نے ہاتھ پر گرفت ڈالی ہوگی اور لٹک رہا تھا۔

کہنے لگے۔ اُن میں یہ بات جلد پھیل گئی۔ فعل ناتمام ہے۔ نیز دیکھو آیت ۶۔

بیشک۔ یہ بڑے زور کا لفظ ہے اور پولُس و لُوقا کی تصنیفات میں آتا ہے (لُوقا ۴ : ۲۳ - اعمال ۲۱ : ۲۲ ، رومیوں ۳ : ۹ ، ۱ کرنتھی ۵ : ۱۰ ، ۹ : ۲۰ ، ۲ کرنتھی ۶ : ۲ ؛ ۱۲ : ۶)

بچ گیا - ۲۷ : ۴۴ ، ۲۸ : ۱ میں یہی لفظ آیا ہے۔

عدل۔ یُونانی لوگ عدل کو دیوی سمجھ کر اُس کی پُوجا کرتے تھے۔ یہ زیوس اور تھیمس کی بیوی تھی۔ اہلِ مالٹا بھی شاید اس دیوی کو مانتے ہوں یا اُن کی اس قسم کی

کوئی اور دیوی ہو۔ ہندوستان میں بدھی (تقدیر) دیوی ہے۔

۵۔ پس اُس نے کیڑے کو آگ میں جھٹک دیا اور اُسے کچھ ضرر نہ پہنچا۔

جھٹک دیا۔ لُوقا کا فعل (لُوقا ۹: ۵) یہاں بھی پولُس کا اطمینان قابلِ لحاظ ہے۔ سانپ کے کاٹے جانے سے کیسی گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے ہم سب کو معلوم ہے۔
ضرر نہ پہنچا۔ (مقابلہ کرو لُوقا ۱۰: ۱۹، مرقس ۱۶: ۱۸)۔

۶۔ مگر وُہ منتظر تھے کہ اُس کا بدن سُوج جائے گا۔ یا یہ مر کر یکایک گر پڑے گا۔ لیکن جب دیر تک انتظار کیا، اور دیکھا کہ اُس کو کچھ ضرر نہ پہنچا تو اور خیال کر کے کہا کہ یہ تو کوئی دیوتا ہے۔

منتظر تھے۔ ۳: ۵ کی شرح۔
سُوج جائے گا۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ یہ بھی طبّی اصطلاح ہے۔
گر پڑے گا۔ ۲۶: ۱۴ کی شرح۔
یکایک۔ ۲: ۲ کی شرح۔
ضرر نہ پہنچا۔ ۲۵: ۵ کی شرح۔ یہ بھی طبّی لفظ ہے کسی غیر معمولی یا مہلک شے کے لئے آتا ہے۔
اور خیال کر کے۔ یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے۔ اُن کی رائے بالکل بدل گئی (۱۴: ۱۱ و ۱۹)
دیوتا ہے۔ ایسے معجزے کو دیکھ کر اُن بُت پرستوں نے رسُول کو دیوتا ٹھہرایا (۱۴: ۱۱-۱۲) یُونانی قصّے ہیں جن سے اہلِ مالٹا ناواقف نہ ہوں گے کہ بعض دیوتاؤں کا خاص اختیار سانپوں پر تھا ہندوستان میں شیو کے گلے میں اور بدن پر سانپ لپٹے رہتے ہیں اور وشنو ایک سانپ پر سو رہا ہے۔

۷۔ وہاں سے قریب پبلیُس نام اُس ٹاپو کے سردار کی مِلک تھی۔ اُس نے گھر لے جا کر تین دِن تک بڑی مہربانی سے ہماری مہمانی کی۔

پُبلیُس۔ یہ رُومی شخصی نام تھا جیسے آج کل مسیحی نام ہوتا ہے علاوہ خاندانی نام کے یہاں کے لوگ اس سردار کو بہت عزیز رکھتے ہوں گے جیسے بعض مدبّرانِ ملک، جو بڑے ہر دلعزیز ہوتے ہیں، لوگ اُن کے مسیحی نام سے ان کو پکارتے ہیں لُوقا نے سُنا

کہ وُہ اسی نام سے پُکارا جاتا ہے۔ اس لئے اُس نے وُہی نام درج کیا۔ رامزے صاحب کا خیال ہے کہ اس نام کی یُونانی صُورت (POPLIOS) لاطینی پوپی لیوس (POPILUIS) اور یہ خاندانی نام ہے۔ اگر ایسا ہو تو کوئی مُشکل باقی نہیں رہتی۔

ٹاپو کا سردار۔ یا لفظی طور سے۔ ٹاپو کا مقدم آدمی) یالٹا کے کتبوں سے یہ لقب ثابت ہے۔ رُومیوں نے یہ لقب اہل مالٹا کا معلوم کر کے اُس کو وہاں کے حاکم کے لئے سرکاری لقب مقرر کر دیا یا ایسے ایک دیسی رئیس کا خطاب سمجھا۔ جیسے رُومیوں نے اجازت دی ہو کہ وُہ اپنا خطاب قائم رکھے ہندوپاکستان میں اکثر ایسے لوگ ہیں جن کو سرکار نے اپنے پہلے خطاب قائم رکھنے کی اجازت دی ہوتی ہے۔

بڑی مہربانی سے۔ یہ لفظ یہاں ہی آیا ہے۔ اس میں محبت اور فیاضی دونوں پائی جاتی ہیں۔

مہمانی کی۔ یہ مرکب فعل یہاں کے سوا عبرانی ۱۱: ۱۷ میں آیا ہے۔ اس سے اُس تباہ شُدہ جہاز کے سب لوگ مُراد ہوں گے۔ بعض سمجھتے ہیں کہ اُس نے پولُس اور اُس کے رفیقوں کی مہمانی کی ہو گی۔

۸۔ اور ایسا ہُوا کہ پُبلیُس کا باپ بُخار اور پیچش کی وجہ سے بیمار پڑا تھا۔ پولُس نے اُس کے پاس جا کر دُعا کی، اور اُس پر ہاتھ رکھ کر شفا دی۔

بُخار۔ یہ لفظ یُونانی میں جمع آیا ہے یعنی بُخاریں۔ یہ طبی نام ہے۔ نئے عہد نامے کے دُوسرے مصنف اسے واحد میں استعمال کرتے ہیں۔

پیچش۔ نئے عہد نامہ میں یہ لفظ یہاں ہی آیا ہے۔ یہ بھی طبی نام ہے۔ یُونانی حکیموں نے بُخار کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ ایسی بیماری کے نشان ظاہر کرنے کے لئے جس سے ہم بخوبی واقف ہیں۔

بیمار پڑا تھا۔ "یا بیماری میں مُبتلا تھا" مقابلہ کرو لُوقا ۴: ۳۸ سے۔

دُعا کی۔ ۹: ۴۰ ؛ ۳۹ مقابلہ کرو یعقوب ۵: ۱۶۔

ہاتھ رکھ کر۔ ۶: ۶ کی شرح۔

۹۔ جب ایسا ہُوا تو باقی لوگ جو اُس ٹاپو میں بیمار تھے آئے اور اچھے کئے گئے۔

آئے اور اچھے کئے گئے۔ فعل ناتمام ہے کہ بار بار ایسے لوگ آتے اور اچھے ہوتے تھے۔ آیت ۱۰ میں صیغہ "ہم" سے ظاہر ہے کہ لوقا نے بھی مدد کی۔

۱۰۔ اور اُنہوں نے ہماری بڑی عزت کی اور چلتے وقت جو کچھ ہمیں درکار تھا، جہاز پر رکھدیا۔

بڑی عزت کی۔ شکر گزاری اور تحفے تحائف کے ذریعے۔
چلتے وقت۔ ۱۳:۱۲ کی شرح۔
جو کچھ ہمیں درکار تھا۔ جہاز کے تباہ ہونے کے ساتھ اُن کی ساری چیزیں بھی تباہ ہو گئی تھیں۔ اس لئے نئے سامان کی ضرورت تھی۔

(۱۱-۱۵) مالٹا سے رُوم تک سفر

۱۱۔ تین مہینے کے بعد ہم اسکندریہ کے ایک جہاز پر روانہ ہُوئے، جو جاڑے بھر اُس ٹاپو میں رہا تھا۔ اور جس کا نشان دیسکوری تھا۔

تین مہینے کے بعد۔ اگر ان کا جہاز وسط نومبر میں تباہ ہُوا تو تین مہینے وسط فروری میں ختم ہوں گے۔ جہاز رانی شروع ہونے کے لئے یہ کچھ قبل از وقت تھا۔ (۵ مارچ ٹھیک وقت تھا) لیکن شاید موسم اچھا شروع ہو گیا ہو۔ اس لئے وُہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے ہوں یا یہ تین مہینے تخمیناً بنائے گئے ہوں اور وُہ مارچ کے شروع میں ہی روانہ ہُوئے ہوں۔

روانہ ہُوئے۔ ۱۳:۱۲ کی شرح۔ ہَوا جنوبی رُخ کی ہو گی اس لئے وُہ سسلی کو سیدھے جا سکتے تھے۔

اسکندریہ کا ایک جہاز۔ یہ بھی غالباً غلّہ کا جہاز ہو گا۔ اُسی قسم کا جو اب تباہ ہُوا تھا (۶:۲۷) اور شاہی بیڑے سے متعلق ہو گا۔ جس ہَوا نے اس جہاز کو برباد کیا اُسی نے اس جہاز کو موسم سرما کی بندرگاہوں میں پہنچا دیا ہو گا۔

جاڑے بھر۔ ۱۲:۲۷ کی شرح۔ دیلیتا کے معمولی بندرگاہ میں۔

نشان۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ اُن دنوں کے جہازوں میں اُن کے

نام کھدے یا جلی حروف میں لکھے ہوتے تھے۔ یہ نشان اکثر دیوتاؤں کے تھے جن کے ذریعہ اُن جہازوں کا امتیاز بھی کیا جاتا تھا۔

دی سکوری۔ یا توام برادر۔ جوپیٹر کے لیڈا کے بطن سے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام کاسٹر تھا اور دوسرے کا پالکس (یہ لیڈا سپارٹا کے بادشاہ کی بیوی تھی) روایت ہے کہ انہوں نے سمندر کو ڈاکوؤں سے پاک کر دیا تھا اور اس لئے یہ جہازرانی کے محافظ دیوتا مانے گئے۔ ایک سخت طوفان کے وقت آگ کے شعلے اُن کے سروں کے گرد مشتعل دکھائی دئے، اور وہ طوفان موقوف ہو گیا۔ جب زرد اور نیلے رنگ کی روشنی طوفان کے وقت ملاحوں کو نظر آتی ہے، تو وہ لوگ سمجھتے ہیں، کہ یہ دیوتا اُن کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے یہ ملاحوں کے موکل دیوتا بھی سمجھے گئے۔ اور اُن سے ملاح اپنی حفاظت کی دُعا مانگا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہ دونوں آسمان پر چڑھ گئے۔ اور ستاروں میں مل گئے۔ چنانچہ جوزا ستارہ جو توام کی صورت رکھتا ہے، یہی دیوتا سمجھے جاتے ہیں۔ ہندی میں اس کا نام متھن ہے۔

۱۲۔ اور سُرکوسہ میں جہاز ٹھہرا کر تین دن رہے۔

سُرکوسہ۔ یہ سیسلی کا صدر مقام تھا اور جنوب مشرقی کنارہ پر واقع تھا۔ یہ اس جزیرے کے مشرقی حصہ کا دارالخلافہ تھا۔ اور مشہور یونانی بستی کی قدیم جگہ تھی۔ مالٹا سے یہاں تک ایک سو میل کا فاصلہ تھا۔ سو یہ وہاں بوجھ لادنے سے ایک دن پیچھے پہنچے ہوں گے۔

تین دن۔ مطابق ہوا یہاں بند ہو گئی اور سُرکوسہ میں اُن کو ٹھہرنا پڑا۔

۱۳۔ اور وہاں سے پھیر کھا کر ریگیم میں آئے۔ اور ایک روز بعد دکھنا چلی تو دوسرے دن پتیلی میں آئے۔

پھیر کھا کر۔ اُن کا سفر شمال کی طرف تھا۔ خاکنائے مسینا سے اوپر کی طرف چونکہ ہوا موافق نہ تھی، اس لئے مخالف سمت میں جانے کے لئے بڑی کوشش اور حکمت درکار تھی اور رفتار دھیمی تھی۔ انگریزی بائبل کے حاشیہ میں جو لفظ آیا، وہ بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے لیکن یقینی نہیں (۲۷ : ۴۰ میں یہی نقل آیا ہے)

آئے۔ ۱۶ : ۱ کی شرح۔

ریگیم - آج کل اس کا نام رگیو ہے - اطالیہ کے جنوب مغربی سرے کے نزدیک یہ شہر واقع ہے - اور سیسلی کے مسینا کے بالمقابل خاکنائے کے تنگ حصہ پر - قدیم جہاز رانی کے دنوں میں سکائی لا (SCYLLA) چٹان اور اس کا مقابل گرداب کے باعث مشہور تھا - کاسٹر اور پولکس کی یہاں پرستش ہوتی تھی - اس لئے ملاح لوگ یہاں آن کر اُن کے آگے اپنی منتیں چڑھاتے تھے - (آیت ۱۱) - قدیم زمانے میں یہاں مشہور یونانی بستی تھی - سرکوسہ سے اسی میل کے فاصلے پر تھا - ۱۹۰۹ء میں رگیو اور مسینا کو سخت بھونچال نے تباہ کر دیا - اس لئے یہ نام ہم سبھوں کو معلوم ہوں گے -

ایک روز بعد - اتنا عرصہ وہ ریگیم ہی میں ٹھہرے -

دکھنا چلی - ۲۷ : ۱۴ ، ان کو ایسی ہوا کی ضرورت تھی یہ فعل اسی آیت میں آیا ہے -

دُوسرے دن - یہ خاص صورت اسی جگہ مستعمل ہوئی ہے - ریگیم سے پتیلی تک ایک سو بیاسی میل کا فاصلہ تھا - سات میل فی گھنٹہ اوسط رفتار سے اُن کو تقریباً چھبیس گھنٹے درکار تھے -

پتیلی - آج کل اس کا نام پزویلی ہے اور خلیج نیلپز میں واقع ہے - یہ رُوم کی خاص بندرگاہ تھی - اُس شہر سے جنوب مشرقی طرف ایک سو چالیس میل کے فاصلہ پر تھی - آسٹیا بھی جو دریائے ٹائیبر کے دہانہ پر واقع تھا ، بہت کچھ اس مقصد کے لئے مفید تھا - پتیلی اطالیہ کا بڑا تجارتی شہر تھا - اور اُس کے ذریعہ مشرق کے ساتھ بہت سوداگری ہوتی تھی - یہ گویا مغربی دنیا کا کولمبو تھا - بقول سینکا مصر کے جہاز یہاں اپنا غلہ اُتارتے تھے - اس لئے لوگ بڑے شوق سے اُن کی انتظار کیا کرتے تھے - اس تجارت کے ذریعہ بہت یہودی یہاں آ کر آباد ہو گئے تھے -

۱۴ - وہاں ہم کو بھائی ملے اور اُن کی منت سے ہم سات دن اُن کے پاس رہے اور اسی طرح رُومہ تک گئے -

بھائی ملے - یعنی مسیحی - اگرچہ ہم کو کچھ معلوم نہیں کہ پتیلی میں کلیسیا کی بنیاد کب پڑی تھی - لیکن ایسی تجارتی منڈی میں یہ کچھ عجیب بات نہ تھی اور جہاں یہودی اس قدر رہتے تھے اور جبکہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ رُومہ میں مسیحیوں کی ایک بڑی تعداد تھی -

اُن کی منت سے ہم سات دِن اُن کے پاس رہے۔ بیزا کے نسخے میں یہ عبارت ہے "آرام پایا اور سات دِن اُن کے پاس رہے"۔ یہ عبارت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ پولُس قیدی تھا۔ اور اپنی حسبِ منشا کوچ و مقام نہ کر سکتا تھا، اگرچہ صوبہ دار اُس کا لحاظ اور اُس کی عزت کرتا تھا۔ بعضوں نے یہ خیال بھی کیا ہے کہ پولُس نے اپنے پہنچنے کی خبر رُوم میں حکام کو دی ہوگی، اور اُن کی طرف سے احکام کا منتظر تھا۔ بہرحال پولُس کو ایک ہفتہ کا آرام مل گیا اور مسیحیوں کیساتھ رُوحانی یگانگت میں رہا۔ یہ اُس کے لئے بڑی خوشی کا باعث تھا۔

رُوم تک گئے۔ یہ رُوم کا دارالخلافہ عروسِ دُنیا کہلاتا تھا۔ سمندر سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر دریائے ٹائیبر پر واقع تھا۔ یہ سات پہاڑیوں پر آباد تھا۔ اور پہلے پہل اس کی بُنیاد ڈیوین فرقے نے ۷۵۳ ق م میں ڈالی۔ اُس وقت اس کی آبادی پندرہ لاکھ کے قریب تھی۔ یہاں عالیشان عمارتیں اور شاندار تماشا گاہ تھا۔ اس کے گرد ایک پختہ فصیل تھی، اور اس میں کئی ایک پھاٹک تھے۔ جن سے مختلف ممالک کو سڑکیں جاتی تھیں۔ جیسے قدیم دہلی کی فصیل اور پھاٹک تھے، شاہی محل پلاٹین پہاڑی پر بنا ہوا تھا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ یہاں رُومہ وسیع معنوں میں آیا ہے اور کل ریاست اس میں شامل تھی۔ جیسے دہلی سے دہلی کا علاقہ مُراد ہو۔ لیکن آیت ۱۶ میں خاص فصیلدار شہر مُراد ہے۔ اس لئے یہاں دو دفعہ پہنچنے کا ذکر ہے۔ ورنہ ہمیں ۱۵ و ۱۶ آیات کو ۱۴ آیت کی تفصیل سمجھنا ہوگا۔

۱۵۔ وہاں سے بھائی ہماری خبر سُنکر اپیُس کے چوک اور تین سرائے تک ہمارے استقبال کو آئے اور پولُس نے اُنہیں دیکھ کر خدا کا شکر کیا اور اُس کی خاطر جمع ہوئی۔

بھائی۔ یعنی رُوم کے مسیحی۔ رومیوں کے نام کا خط اس سے تین سال پیشتر لکھا گیا تھا۔ اُس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں کتنے مسیحی تھے، اور اُن میں سے بہتروں کے نام بھی وہاں درج ہیں (رومیوں ۱۶ : ۳ سے ۵) یہاں کی کلیسیا کی بُنیاد پنتکُست کے دن سے پڑی ہوگی۔ (۲ : ۱۰)

ہماری خبر سُنکر۔ پتیلی میں سات دن کا مقام رُوم کے دوستوں کو خبر ملنے

کے لئے کافی عرصہ تھا۔

ہمارے استقبال کو آئے ۔ یا ہمیں ملنے آئے۔ دیکھو متی ۲۵ : ۱و ۶ ۔ ا تھسلنیکی ۴ : ۱۷ ۔

اُپئیس کے چوک ۔ یہ جگہ رُوم سے تنتالیس میل کے فاصلہ پر تھی یہ اپیان سڑک پر جو رُوم سے برنڈیسی کو جاتی تھی۔ ایک اور سڑک پتیولی سے آکر اسے بمقام کپوآ مل جاتی تھی۔ اس شہر سے پولس اور اُس کے رفیقوں نے اس سڑک کو عبور کیا، جو سڑکوں کی ملکہ کہلاتی تھی۔ شاید اُپئیس کلادیس کے باعث اس سڑک کا نام اُپئیس پڑگیا ہو یہ شخص ۳۱۲ ق م سے ۳۱۰ ق م تک تھا اور اُس نے سڑک کا بڑا حصہ بنوایا تھا ۔ اس جگہ مسافر اپنے گھوڑے بدلتے تھے۔

تین سرائے ۔ یہ لاطینی نام کا ترجمہ ہے ۔ اُپئیس کی نسبت یہ رُوم سے دس میل زیادہ نزدیک تھا۔ اس جگہ سے انیتوم اور ساحل سمندر کو سڑکیں جاتی تھیں۔ ہندو پاکستان میں ایسی سرائیں بہت ہیں، جہاں مسافر جاکر آرام کرتے ہیں۔

شکر کیا ۔ ۲۷ : ۳۵ ۔

خاطر جمع ہوئی ۔ یہ لفظ اسی جگہ آیا ہے۔ لیکن اس سے مشتق فعل ۲۳ : ۱۱ میں ہے یہ ہمارے خداوند کے پیغام کو یاد دلاتا ہے ۔ مسیحی بھائیوں کی اس دوہری ملاقات سے اُسے یقین ہو گیا ہوگا کہ میں اپنے مالک کی مرضی اور ارادے کو پورا کر رہا ہوں، جس کا مکاشفہ اُسے انتونیا کے قلعہ میں ملا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ مسیح رُوم میں بھی تھا۔ شاید وہ پریشان خاطر تھا، اور نہ جانتا تھا کہ رُوم میں کیسا سلوک اُس کے ساتھ ہوگا ۔ لیکن جب مسیحی بھائی اُس کو ملنے آئے تو اُس کا دل باغ باغ ہو گیا، اور اُس کا حوصلہ افزوں ہوا۔ (رومیوں ۱ : ۱۱ و ۱۲)

(۱۶-۲۱) پولس رُوم میں یہودیوں سے بحث

۱۶۔ جب ہم رُوم میں پہنچے، تو پولس کو اجازت ہوئی کہ اکیلا اُس سپاہی کے ساتھ رہے جو اُس پر پہرہ دیتا تھا۔

رُوم میں پہنچے۔ دیکھو آیت ۱۴ کی شرح۔ یہاں خاص شہر میں داخل ہونے کا ذکر ہے۔ وہ کپوآ پھاٹک سے داخل ہُوا ہوگا۔ بیزآ اور بعض دُوسرے نسخوں میں لفظ رُوم کے بعد یہ عبارت آئی ہے: "صوبیدار نے قیدیوں کو چھاؤنی کے سردار کے سُپرد کیا، لیکن پولُس کو..." یہ چھاؤنی کا سردار شاہی محل کے دستہ فوج کا سردار ہوگا، جو اُن دِنوں بُرُس (BURUS) تھا یہ شخص بڑا مہربان اور نیک مزاج تھا۔ البتہ رامزے اور بعض دیگر مفسّر سمجھتے ہیں کہ یہ سردار پردیسیوں کی چھاؤنی کا سردار ہوگا جو کیلی ان (CAELIAN) پہاڑی پر واقع تھی (۱۷:۱ کی شرح) اگر جُولیس خاص خدمت کے صُوبہ داروں میں سے تھا تو اُس نے یہ چارج اپنے اعلیٰ افسر کے سُپرد کیا ہوگا۔

سا تھ رہے۔ غالباً جُولیس کی خاص سفارش کی وجہ سے۔ کیونکہ اس رسُول نے خاص خدمت کی تھی۔

پہرا دیتا تھا۔ جو زنجیر کے ساتھ قیدی سے بندھا تھا۔ اس خاص خدمت کے لئے سپاہی بدلتے رہتے ہونگے، اور یوں انجیل کی اشاعت ہوتی چلی گئی (فلپیوں ۱: ۱۳) پولُس کو کوئی آزادی حاصل تھی تو بھی وہ قیدی تھا "زنجیر سے جکڑا ہُوا قیدی" (افسیوں ۶: ۲۰) لفظ "سپاہی" سے پیشتر بیزآ کے نسخے میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں۔ "چھاؤنی کے باہر" جس سے اُس کے ساتھ خاص رعایت کو ظاہر کیا گیا۔

۱۷۔ تین روز کے بعد ایسا ہُوا کہ اُس نے یہُودیوں کے رئیسوں کو بلوایا اور جب جمع ہو گئے تو اُن سے کہا کہ اَے بھائیو! ہر چند مَیں نے اُمت کے اور باپ دادوں کی رسموں کے خلاف کُچھ نہیں کیا تو بھی یروشلم سے قیدی ہو کر رُومیوں کے ہاتھ حوالہ کیا گیا۔

یہُودیوں کے رئیسوں۔ ۲۵ : ۲، رُوم کے با رسُوخ یہُودیوں کی طرف سے نمائندگان تھے۔ اُن کے رُوم میں کم از کم سات عبادتخانے تھے (مقابلہ کرو رُومیوں ۱۶: ۱ سے)

مَیں نے جس نے تُم کو بُلایا ہے اور جسے تُم قیدی دیکھتے ہو۔ یہ تاکیدی اسم ضمیر ہے۔

اُمت۔ ۱۰ : ۲ کی شرح، یہُودی اُمّت۔

رسموں۔ ۶ : ۱۴ کی شرح، اور باپ دادوں کے لئے ۲۲ : ۳، ۲۴ : ۱۴۔

حوالہ کیا گیا۔ ہیکل میں حملہ کیا گیا۔ (۲۱: ۳۰-۳۴) اور مابعد واقعات جو قیدی ہونے کے بعد ہُوئے۔

۱۸۔ اُنہوں نے میری تحقیقات کر کے مجھے چھوڑ دینا چاہا، کیونکہ میرے قتل کا کوئی سبب نہ تھا۔

تحقیقات:- ۴: ۹ کی شرح۔
چھوڑ دینا چاہا۔ فعل ناتمام سے ظاہر ہے کہ اُس کے چھوڑنے کا بار بار اظہار ہُوا (مقابلہ کرو ۲۴: ۲۶، ۲۵: ۲۵ و ۲۶، ۲۶: ۳۱ و ۳۲)

۱۹۔ مگر جب یہودیوں نے مخالفت کی تو مَیں نے لاچار ہو کر قیصر کے ہاں اپیل کی مگر اس واسطے نہیں کیا کہ اپنی قوم پر مجھے کچھ الزام لگانا تھا۔

مخالفت کی۔ مقابلہ کرو ۲۳: ۴۵، یہ فیستس کے سامنے گزرا اگرچہ ۲۵: ۶-۹ کے مختصر بیان میں اس کی تفصیل نہیں۔
لاچار ہو کر اپیل کی۔ ۲۵: ۱۱۔ یہ گویا آخری وسیلہ تھا، جو اُس نے بڑی ناچاری کی حالت میں اختیار کیا۔
نہیں کیا۔ اُس نے بیان کیا کہ مَیں نے حفاظتِ نفس کے لئے یہ قدم لیا۔ مَیں اپنی قوم کے خلاف نہ تھا۔ مَیں مُدعی نہیں بلکہ مدعا علیہ ہُوں۔

۲۰۔ پس اس لئے مَیں نے تمہیں بُلایا ہے کہ تُم سے ملوں اور گفتگو کروں، کیونکہ اسرائیل کی اُمید کے سبب مَیں اس زنجیر سے جکڑا ہُوا ہُوں۔

اسرائیل کی اُمید۔ ۲۳: ۶، ۲۴: ۱۵، ۲۶: ۶-۸ کی شرح یعنی مسیح کی اور قیامت کی اُمید۔ اس لئے ہندو پاکستان میں ہم بھی یہ سمجھتے ہیں، کہ مسیح اور اُس کی انجیل " ہندو پاکستان کی اُمید ہے " اس لئے ہماری قومی حُب کا یہ خاصہ ہونا چاہیئے کہ ہم حتی الوسع اپنے ہم وطنوں کی سچی خیر خواہی کی خاطر اُن کو انجیل سُنائیں۔
زنجیر سے جکڑا ہُوا۔ لیتے وقت اُس نے اُن کو زنجیر دکھائی ہو گی (۲۰: ۳۴) مقابلہ کرو افسیوں ۶: ۲۰، ۲ تیمتھیُس ۱: ۱۶۔

۲۱۔ اُنہوں نے اُس سے کہا نہ ہمارے پاس یہودیہ سے تیرے بارے میں خط آئے نہ بھائیوں میں سے کسی نے آ کر تیری کچھ خبر دی نہ بُرائی بیان کی۔

ہمارے ۔ تاکیدی ضمیر۔
نہ ... خط آئے ۔ یعنی صدر مجلس کی طرف سے ۔ اگر پولُس کی روانگی کے بعد یہ خط بھیجے جاتے تو اب تک وہ نہ پہنچتے ۔ کیونکہ اس سے تھوڑی دیر بعد ہی سمندر کا راستہ جہاز رانی کے لئے بند ہو جاتا تھا ۔ اور صدر مجلس کے یہ خواب میں بھی نہ گزرا ہوگا کہ پولُس قیصر کے ہاں اپیل کرے گا ۔
نہ بھائیوں میں سے ۔ یعنی یہودی جماعت میں سے ۔
نہ بُرائی بیان کی ۔ غالباً رُوم کے اُن یہودیوں نے پولُس اور اُس کے کام کا ذکر سُنا ہوگا ، لیکن اُس کے خلاف کوئی خاص الزام نہ سُنا ہوگا ۔

۲۲ ۔ مگر ہم مناسب جانتے ہیں کہ تجھ سے سُنیں تیرے کیا خیالات ہیں کیونکہ اس فرقہ کی بابت ہم کو معلوم ہے کہ ہر جگہ اُس کے خلاف کہتے ہیں ۔

مناسب جانتے ہیں ۔ آیت ۲۰ سے یہ مختلف فعل ہے ۔ یہ ۱۵: ۳۸ میں بھی مستعمل ہوا ہے ۔
تیرے کیا خیالات ہیں ۔ تیرے دل کا خیال اور تیری رائے دریافت کرنا چاہتے ہیں ۔
اس فرقہ ۔ ۲۴: ۵ ، ۵: ۱۷ کی شرح ۔
ہر جگہ ۔ ۱۷: ۳ کی شرح ۔
خلاف کہتے ہیں ۔ آیت ۹ ۔

۲۳ ۔ اور وہ اُس سے ایک دن ٹھہرا کر کثرت سے اُس کے ہاں جمع ہوئے اور وہ خُدا کی بادشاہی کی گواہی دے دے کر اور مُوسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں سے یسوؔع کی بابت سمجھا سمجھا کر صبح سے شام تک اُن سے بیان کرتا رہا ۔

ٹھہرا کر ۔ پولُس اور لُوقا کا لفظ (فلیمون ۲۲) یہ جگہ کرایہ پر لی ہوگی (آیت ۳۰) لائٹ فٹ اور دیگر مفسّروں کا خیال ہے کہ یہ رہائش عارضی کسی دوست کے گھر میں تھی اور بعد مستقل گھر میں گیا ۔ لیکن بہرحال وہ پہرہ میں تھا ۔
کثرت سے ۔ یعنی پیشتر سے زیادہ ۔
گواہی دے دے ۔ ۲۰: ۴۰ کی شرح ۔ خُدا کی بادشاہی کے لئے دیکھو

۸: ۱۲ ا-مسیح کی بادشاہی کا خاص خیال تھا-

سمجھا سمجھا- ۱۷: ۴ کی شرح- یسُوع کے بارہ میں اُس نے اِس طاقت کو استعمال کیا تاکہ اُن پر ظاہر کرے کہ وُہ حقیقی مسیح ہے (۱۷: ۳، ۱۸: ۵)

توریت اور نبیوں کے صحیفے- ۱۳: ۱۵، ۲۴: ۱۴، ۲۶: ۲۲، یعنی کُل یہودی مُقدّس نوشتے-

بیان کرتا رہا- ۱۱: ۴ کی شرح-

۲۴- اور بعض نے اُس کی باتوں کو مان لیا اور بعض نے نہ مانا-

مان لیا- آیت ۲۳ میں بھی یہ فعل آیا ہے اور ناتمام فعل ہے کہ بعضے ماننے کو تھے-

نہ مانا- یہ فعل بھی ناتمام ہے- یہ برابر نافرمان اور بے ایمان رہے- یُوں جیسے دُوسری جگہوں میں ویسے رُوم میں بھی انجیل نے لوگوں کو دو حصّوں پر تقسیم کر دیا (۱۳: ۴۳- ۴۵، ۱۴: ۱ و ۲، ۱۷: ۴ و ۵، ۳۲- ۳۴-)

۲۵- جب آپس میں متفق نہ ہُوئے تو پولُس کے اس ایک بات کے کہنے پر رخصت ہُوئے کہ رُوح القُدس نے یسعیاہ نبی کی معرفت تُمہارے باپ دادا سے خُوب کہا کہ

متفق نہ ہُوئے- یہ منفی صفت صرف اسی جگہ آئی ہے- اس سے مشتق اور مشتقی فعل ۱۵: ۱۵ میں بھی آیا ہے-

رُخصت ہُوئے- یہ فعل ناتمام ہے کہ وُہ رُخصت ہوتے رہے- یا وُہ جوش میں بھرے ہُوئے ایک ایک کر کے چلے گئے-

ایک بات- یہ گویا آخری پیغام تھا-

رُوح القُدس نے- ۱: ۱۶، ۴: ۲۵ کی شرح-

یسعیاہ نبی کی معرفت- یہ اقتباس یسعیاہ ۶: ۹ و ۱۰ سے سترونکے مطابق ہمارے خُداوند نے بھی اپنے دِل نافرمان سامعین کے سامنے اس عبارت کو پیش کیا (متی ۱۳: ۱۴، مرقس ۴: ۱۲، لُوقا ۸: ۱۰، یُوحنّا ۱۲: ۴۰، اور رسُولوں کی پہلی خدمت کے بعد یہ لفظ آتے ہیں- اور ہر ایک اور ہر زمانہ میں یہ الفاظ صادق آتے ہیں-

تُمہارے باپ دادا سے- نہ ہمارے باپ دادوں سے (آیت ۱۷) اب

وہ اپنے تئیں بے ایمان یہودیوں سے علیحدہ کرتا ہے۔

۲۶۔ اُس اُمت کے پاس جا کر کہہ کہ تم کانوں سے سنیں گے اور ہرگز نہ سمجھو گے اور آنکھوں سے دیکھو گے، اور ہرگز نہ معلوم کرو گے۔

۲۷۔ کیونکہ اِس اُمت کے دِل پر چربی چھا گئی ہے، اور وہ کانوں سے اُونچا سُنتے ہیں، اور اُنہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھوں سے معلوم کریں اور کانوں سے سُنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لائیں۔ اور میں اُنہیں شفا بخشوں۔

چربی چھائی ہے۔ یہ فعل اسی حوالے میں یہاں اور متی ۱۳: ۱۵ میں آیا ہے۔ اس کے معنے ہیں موٹا ہو جانا۔

بند کر لی ہیں۔ یہ فعل بھی اس حوالے میں آیا ہے (متی ۱۳: ۱۵) جو انجیل کو رد کرتے ہیں اُن کے دلوں کی سختی ظاہر کرنے کے لئے تین تشبیہیں آئی ہیں۔ یسعیاہ کی اصل عبرانی کے مطابق یُوں ہو گا۔

(ا) دل موٹا اور چربیلا ہو جاتا ہے۔ جو محسوس نہیں کر سکتا۔

(ب) کان بھاری ہو جاتے ہیں۔ جو توجہ نہیں کرتے۔

(ج) آنکھیں ایسی ہو جاتی ہیں گویا گوند سے بند کر دی گئی ہیں تاکہ کھل نہ سکیں۔ البتہ یُونانی ترجمہ میں تیسرے جملہ کا کچھ مختلف ترجمہ ہُوا ہے۔ المختصر رُوحانی حِس رُوحانی سماعت اور رُوحانی بصارت سب نیست ہو گئی ہیں۔ ہم خبردار رہیں کہ کہیں ہند و پاکستان میں خُدا کے پیغام کے رد کرنے کی وجہ سے جو اُس کے بیٹے کی انجیل میں ہے ہم ایسی سخت سزا کو حاصل نہ کریں۔

۲۸۔ پس تم کو معلوم ہو کہ خُدا کی اس نجات کا پیغام غیر قوموں کے پاس بھیجا گیا ہے اور وہ اُسے سُن بھی لیں گی۔

تم کو معلوم ہو۔ مقابلہ کرو ۲: ۱۴، ۴: ۱۰، ۱۳: ۳۸، یہ بڑا اہم اعلان ہے۔

خُدا کی اس نجات۔ ۴: ۱۲ کی شرح، ۱۳: ۲۶۔

غیر قوموں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ مقابلہ کرو زبور ۶۷: ۲ سے، جو

واقعات پسدیہ کے انطاکیہ میں ہوئے (۱۳: ۴۶-۴۸) کرنتھس (۱۸: ۵-۷) اور افسس (۱۹: ۸-۹) یہی وہی رُوم میں واقع ہوئے، اور رسُول مجبور ہوا کہ اپنے رشتہ داروں کی طرف سے مُڑکر غیر قوموں کی طرف رجُوع کرے کم سے کم وُہ تو سُن لیں گے۔

۲۹۔ اور وُہ پُورے دو برس اپنے کرائے کے گھر میں رہا۔

پُورے دو برس۔ وُہ اپیل کی سماعت کے لئے منتظر تھا۔ اس عرصے میں اُس نے فلپیّوں کو کلسیوں کو۔ افسیوں کو اور فلیمون کو خط لکھے اور ان دنوں میں اُس کے کئی ایک دوست بھی بن گئے پچھلے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد رسُول رہا ہو گیا۔

کرائے کے گھر۔ دیکھو آیت ۲۳ کی شرح۔ یہ لفظ اسی آیت میں آیا ہے۔ ایک سپاہی کے پہرہ میں ایک ہلکی زنجیر سے بندھا وُہ اُس گھر میں رہا۔

آتے تھے۔ فعل ناتمام ہے۔ یعنی لگاتار آتے رہے۔

جو اُس کے پاس۔ خواہ یہُودی یا غیر قوم۔ غلام یا آزاد (رومیوں ۱: ۱۴-۱۶)

۳۰۔ اور جو اُس کے پاس آتے تھے، اُن سب سے ملتا رہا اور کمال دلیری سے بغیر روک ٹوک کے خُدا کی بادشاہی کی منادی کرتا، اور خُداوند یسُوع مسیح کی باتیں سکھاتا رہا۔

منادی کرتا۔ دیکھو ۸: ۵ و ۱۲ کی شرح اور مقابلہ کرو آیت ۲۳ سے۔ رُوم سے ایک عالیشان سلطنت کا اعلان اُس نے کیا۔ یہ وہاں کے بشارتی کام کا پہلو ہے۔ یہ قابلِ غور ہے کہ اعمال کی کتاب خُدا کی رُوحانی بادشاہی سے شروع ہوئی، اور خُدا کی بادشاہی پر ختم ہوتی ہے (۱: ۳)

سکھاتا رہا۔ ۵: ۴۲ کی شرح، یہاں متلاشیوں اور مسیحیوں کو باقاعدہ تعلیم دینے کا ذکر ہے۔ ۱-تیمتھیس ۲: ۷، ۲ تیمتھیس ۱: ۱۱۔

خُداوند یسُوع مسیح کی باتیں۔ وسیع معنوں میں یہی انجیل ہے۔ اس کتاب کے آخر میں جو اس کی فتوحات کی کتاب ہے، نجات دہندہ کا پُورا نام اور لقب دیا گیا ہے (۱۱: ۱۷، ۱۵: ۲۶- اور ۲: ۳۶) وُہ خُداوند اور مالک ہے وُہ نجات دہندہ اور

دوست ہے۔ وُہ مسیح اور بادشاہ ہے۔

کمال دلیری۔ دیکھو ۲: ۲۹ کی شرح۔ یعنی پُوری آزادی کے ساتھ۔ رُوم میں جو سلطنت کا دارالخلافہ تھا رسُول کا مُنہ کھل گیا کہ "خوشخبری کے بھید کو دلیری سے ظاہر کرے" (افسیوں ۶: ۱۹) اور نتائج بھی بہت شاندار پیدا ہوئے (فلپیوں ۱: ۱۲ سے ۱۴)۔

بغیر روک ٹوک۔ باوجود زنجیر کے وُہ انجیل آزادی سے سُنا سکتا تھا۔ گو قیدی تھا لیکن بے روک ٹوک تھا۔ یہ بھی قابلِ غور ہے کہ رسُولوں کے اعمال کی کتاب کے خاتمہ پر فتح کا اظہار ہے "بے روک ٹوک" بنگل (BENGEL) صاحب نے خُوب کہا ہے "خُدا کے کلام کی فتح۔ پولُس رُوم میں۔ انجیل کا معراج، اعمال کی کتاب کا خاتمہ"۔

جو کچھ پولُس نے رُوم میں کیا، ہم ہندو پاکستان میں کریں ہم سب آدمیوں کے آگے خُدا کی نجات کا اعلان کریں۔ (آیت ۲۸) ہم صلیب کے شاہی جھنڈے کو بلند کریں اور خُدا کی سلطنت کا اعلان کریں (آیت ۳۱) "خُداوند یسُوع مسیح کی باتوں کی تعلیم دیں" (آیت ۳۱) باوجود ساری مُشکلات کے ہم یہ فتح کا گیت گائیں "بے روک ٹوک"۔

نوٹ:۔ یہ کتاب آخر میں یہ ظاہر کرتی ہے کہ مسیح کے خادم تب تک مصروفِ کار ہیں جب تک خُداوند یسُوع اپنی قدرت اور حکومت کے ساتھ نہ آئے۔ تب تک اعمال کی کتاب کی تکمیل نہ ہوگی۔

اٹھائیسویں باب کی تعلیم

اوّل بڑے بڑے حصّے۔

۱۔ مالٹا میں عجائبات آیات ۱ سے ۱۰۔

۲۔ راہ میں خُدا کی رحمتیں۔ ۱۱ سے ۱۵۔

مالٹا سے رُوم تک۔

۳۔ رُوم میں خدمت ۱۶ سے ۳۱۔

دوم بڑے بڑے مضامین۔

۱۔ مسیحی مسافر ۱ سے ۱۰، (مالٹا میں عارضی قیام)

(ا) عام فرائض میں مدد ۔ ۲ و ۳ آیت ۔

(ب) ایمان اور پاکیزگی کی قوت کی تشریح ۴ سے ۶ ۔

(ج) بیماروں کو شفا دینا ۔ ۷ سے ۹ ۔

(د) اپنے مالک کا اچھا خیال دوسروں کے دلوں پر نقش کیا۔ آیت ۱۰ ۔

۲۔ قیدی مبشر ۱۶ سے ۳۱ ۔

(ا) تعصبات کے دور کرنے کی سعی ۱۷ سے ۲۲ آیات ۔

(ب) خدا کی سلطنت اور فضل پر گواہی دینا ۔ ۲۳ و ۲۴ آیات ۔

(ج) بے توبہ اور بے ایمانوں کو آگاہ کرنا ۔

(د) سارے آدمیوں کی نجات چاہنا ۲۸ سے ۳۰ آیات ۔

(ہ) دلیری اور محنت سے منادی کرنا اور سکھانا ۳۰ و ۳۱ آیات ۔

تیسرے حصے پر خیالات (۱۳ تا ۲۸ باب)

اوّل:۔ شیطان کے قدیم منصوبے اور خدا کا حکمران فضل

شیطان کا منصوبہ	خدا کی پروردگاری
(۱) مخالفت ۱۳:۸-۱۱، ۱۳:۵ و ۱۵	۱۳:۱۲ و ۱۳ و ۵۴، ۱۴:۲۱-۲۳ ۔
۱۴:۵ و ۶، ۱۷:۱ سے ۹ و ۱۳:۸-۱۰	۱۷:۱۲، ۱۸:۱۰، ۱۸:۱۸، ۲۰:۱۷ ۔
۱۸:۱۲-۱۷، ۱۹:۲۴-۴۱ ۔	
(۲) فریب ۱۵:۳۰-۳۳، ۲ گلیتوں ۲:۱۱-۱۴	۱۵:۳۵، ۱۶:۱-۱۰ ۔
(۳) ایذارسانی ۱۴:۱۹، ۱۶:۱۹-۲۴ ۔	۱۴:۲۱-۲۳، ۱۶:۲۵-۴۰ ۔
(۴) جدائی ۱۵:۱-۲۱، ۱۵:۳۶-۴۰ ۔	۱۵:۲۲-۳۵، ۱۵:۴۱
(۵) شہید کرنا (کوشش) ۲۰:۳، ۲۱:۳۱-۳۶	۲۸:۳۰ و ۳۱ ۔
۲۲:۱۲-۱۵، ۲۵:۱-۳ ۔	

اس فصل میں کسی کے شہید ہونے کا ذکر نہیں۔ البتہ پولس کو مار ڈالنے کی کوشش بہت ہوئی وہ کچھ عرصے بعد شہید ہوا۔ البتہ شیطان کے منصوبوں کا ایسا ترتیب وار ذکر نہیں جیسا کہ پہلے تھا۔ تاہم اتنا تو ظاہر ہے کہ اس پرانے دشمن نے پرانے اوزار استعمال کئے اور یہ حملے شیطان نے کلیسیا کے اندر سے بھی کئے اور باہر سے بھی۔

دوم:۔ کام کی ترقی اور کلیسیا کی وسعت پر غور کرو۔

ترقی۔ کپرس میں انجیل کی فتح (۱۳: ۴-۱۲) گلتیہ کے علاقہ میں (۱۳ و ۱۴ باب) مکدنیہ اور اخیہ میں (۱۶-۱۸ باب تک) افسس اور آسیہ میں (۱۹ باب) مالٹا اور روم میں (۲۸ باب)

کلیسیا کی وسعت۔ ۱۴: ۲۳، ۱۵: ۴۱، ۱۶: ۴ و ۵، ۱۷: ۴، ۱۸: ۱۰ و ۲۳، ۱۹: ۱۷-۲۰، ۱۹: ۲۶، ۲۰: ۲ و ۸ و ۱۷، ۲۱: ۴ و ۵ و ۷ و ۸-۱۲، ۲۱: ۲۰، ۲۷: ۲۴، ۲۸: ۱۴ و ۱۵۔

سوم:۔ اس تاریخ کے شروع اور آخر میں فرق

(۱) سوریائی انطاکیہ سے یہ شروع ہوئی اور شاہی روم پر ختم ہوئی۔

(۲) الوداعی جلسہ سے شروع ہوئی (۱۳: ۱-۳) اور ایک زبون جلسہ پر ختم ہوئی (۲۸: ۱۷-۲۸)

(۳) جماعت میں کئی ایک نبیوں اور معلموں سے شروع ہوئی (۱۳: ۱) اور ایک اکیلے منادی اور معلم پر ختم ہوتی ہے جو کرائے کے گھر میں رہتا ہے (۲۸: ۳۰ و ۳۱)

(۴) یہ دو سال کے مشنری سفر سے شروع ہوتا ہے اور دو سال کے مقامی کام پر ختم ہوتی ہے (۲۸: ۳۰)

(۵) مسیحیوں کے درمیان کام سے شروع ہوتی ہے (۱۳: ۱) اور غیر قوموں کے درمیان کام پر ختم ہوتی ہے (۲۸: ۳۰-۳۱)۔

نوٹ:۔ رسولوں کے اعمال کی کتاب۔

۱۔ بالاخانے سے شروع ہوتی اور کرائے کے مکان پر ختم ہوتی ہے۔

۲۔ بھائیوں کے درمیان کام سے شروع ہوتی اور غیر قوموں کے درمیان کام پر ختم ہوتی ہے

۳۔ خدا کی بادشاہی کے مکاشفے سے شروع ہوتی (۱-۳) اور اس کے متواتر اشتہار د

اعلان پر ختم ہوتی ہے۔ (۲۸:۳۱)

اعمال کی کتاب میں عہد عتیق سے حوالے

اعمال	عہد عتیق	اعمال	عہد عتیق
اعمال ۱:۲۰	زبور ۶۹:۲۵؛ ۱۰۹:۸	۷:۴۰	خروج ۳۲:۱
۲:۱۷-۲۱	یوایل ۲:۲۸-۳۲	۷:۴۲ و ۴۳	عاموس ۵:۲۵-۲۷
" ۲۵-۲۸	زبور ۱۶:۸-۱۱	۷:۴۹ و ۵۰	یسعیاہ ۶۶:۱ و ۲
" ۳۴-۳۵	زبور ۱۱۰:۱	۸:۳۲-۳۳	یسعیاہ ۵۳:۷ و ۸
۳:۲۲-۲۳	استثنا ۱۸:۱۵ و ۱۸ و ۱۹	۱۳:۲۲	زبور ۸۹:۲۰؛ ۱سموئیل ۱۳:۱۴
" ۲۵	پیدائش ۲۲:۱۸	" :۳۳	۲:۷
۴:۱۱	زبور ۱۱۸:۲۲	" :۳۴	یسعیاہ ۵۵:۳
" ۲۵ و ۲۶	زبور ۲:۱ و ۲	" :۳۵	زبور ۱۶:۱۰
۷:۳	پیدائش ۱۲:۱	" :۴۱	حبقوق ۱:۵
" ۶ و ۷	خروج ۳:۱۲	" :۴۷	یسعیاہ ۴۹:۶
" ۲۶-۲۸	خروج ۲:۱۳ و ۱۴	۱۵:۱۶-۱۷	عاموس ۱۱:۱۲
" ۳۲-۳۴	خروج ۳:۵-۱۰	۲۳:۵	خروج ۲۲:۲۸
" ۳۷	استثنا ۱۸:۱۵ و ۱۸	۲۸:۲۶ و ۲۷	یسعیاہ ۶:۹-۱۰

Rev. Manawar. Masih Gill

تمام شد

پی۔آر۔بی۔ایس پریس لاہور میں باہتمام مسٹر وی۔ایس کے فضل (پرنٹر و پبلشر) سیکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔